تاریخ مذاہب اسلام

جس میں فرقہائے اسلام کے ساڑھے تین سو فرقوں کے حالات خاص انہیں کی کتابوں سے اور انکے عقائد اور بانیان مذہب کی سوانح عمریاں بہت تفصیل سے لکھی ہیں

مؤلفہ

مولانا محمد نجم الغنی خانصاحب خلف مولانا عبد الغنی خانصاحب مرحوم رامپوری مصنف

عقائد مسلسل اردو موسوم بہ تہذیب العقائد و نجم العقائد و تذکرۃ السلوک و بحر الفصاحت

... فارسی موسوم بہ قانون فارسی و منتہی القواعد و رسالہ نجم الغنی و معیار الافکار شرح چہل ...

سنہ ۱۹۰۱ع

مطبع احمدی رامپور میں [illegible] طبع ہوئی

[illegible]

اردو میں [illegible] کتابیں [illegible]

[illegible] کی زبان [illegible] خاص [illegible]

[illegible] اندلسی [illegible] اور شیخ [illegible] ہندوستان [illegible]

خط و کتابت کے ذریعے معاملہ طے کر لیجیے [illegible] زبان کی کتابیں [illegible]

ہیں جس کتاب کی ضرورت ہو طلب کیجیے [illegible]

ترجمہ اردو سفرنامہ محمد ابن جبیر اندلسی

(قیمت [illegible])

یہ سیاح ۵۷۸ھ میں غرناطہ سے سفر حجاز کے واسطے [illegible] اسکندریہ [illegible] قطع [illegible] عالم کو خشکی کی راہ سے دیکھتا ہوا عیذاب کے بندر سے [illegible] پہنچا۔ مین مزارات [illegible] کے حالات [illegible] لکھے ہیں وہ ایسے عجیب و غریب ہیں کہ کسی مورخ نے نہیں لکھے۔ مکہ معظمہ کی ایک ایک [illegible] کی [illegible] صحابہ و تابعین تبع تابعین و اہل بیت اطہار و انبیا علیہم السلام کے مزارات کے نشان بتائے ہیں [illegible] معلوم نہیں [illegible] وہاں سے مدینہ منورہ کو پہنچے

اس زمانہ میں گنبد اقدس کے اندر [illegible] کی کوئی [illegible] اس [illegible] زیارت نبوی [illegible] مسجد نبوی کی بھی بہت مفصل حالات لکھے ہیں [illegible] براہ خشکی منزل بمنزل بغداد کو آیا وہاں سے شام کو گیا۔ دمشق کے حالات میں انبیا علیہم السلام کے مزارات کی تفصیل مسجد اموی کی عجیب و غریب [illegible] کی کیفیت اس زمانہ میں سلطان صلاح الدین [illegible] اور نصاریٰ سے [illegible] لڑائیاں ہو رہی تھیں [illegible] حالات [illegible] اس سیاحت میں دیکھا ہے [illegible]

SV02

…رست مضامین تاریخ مذاہب اسلام بہ ترتیب حروف تہجی

[1] یہ نام سہواً لکھا گیا ہے دراصل یہ شالمیہ ہے جیسا کہ تذکرۃ المذاہب میں مذکور ہے اور صور الافاضل میں اسکی جگہ یہ سانیہ ہے

[1] دیصانیہ بکسر الدال المہملہ وسکون تحتانیہ ساکنہ وصاد مہملہ بعدہا الف ونون دیان نسبتہ ۱۲

[1] شہرستانی نے قاضی عیاض جیسی اسکی نکھ طیاریہ ہی لکھا ہے۔

ؔ شفاے قاضی عیاض میں نقطیہ کی جگہہ کسلیہ لکھا ہے شارح کہتا ہے کسلیہ منسوب ہیں کسیل کی طرف [illegible] صورت میں کسلیہ [illegible] بعض کہتے ہیں اس لفظ میں کاف مفتوح [illegible] اصل [illegible] کسیل کے [illegible]

التماس مؤلف

حامداً ومصلیا

مسلمانون کے واسطے اس بات کی بڑی ضرورت ہے کہ اونکو اپنے یہان کے تمام نہین تو علی الاکثر مذاہب سے واقفیت ہو کیونکہ اپنے اور غیر کے مذہب مین امتیاز حاصل ہے۔ اس فن کی جامع اور مفصل کتاب اردو اور فارسی مین تو آجتک لکھی ہی نہین گئی یا لکھی گئی ہے تو ہم تک نہین پہونچی۔ عربی مین بھی جہانتک تلاش کی گئی تو فرقہائے اسلام کے حال مین یکجائی بیان نہین ملا۔ مجھکو علم کلام سے بہت دلچسپی ہے اس فن مین مینے کئی کتابین لکھی ہین جب عقاید نسفی کی شرح زبان اردو مین لکھنے لگا تو اوس کے ساتھ ہی ساتھ مذاہب کی تحقیق بھی کرتا رہا یہانتک کہ بڑی جستجو کے بعد ایک اچھا خاصہ ذخیرہ فراہم ہوگیا جسکو مرتب کرکے ایک کتاب کی صورت مین کرلیا اور اوسکا نام **مذاہب الاسلام** رکھا۔ اس فن مین ایسی کافی و وافی کتاب کا تیار ہوجانا محض تائید ایزدی ہے۔ ورنہ مین کہان اور اوس گلشن ہمیشہ بہار کا سر انجام کہان۔ اگر شائقین تلاش کرین گے تو مین امید کرتا ہون کہ وہ اس جامعیت کے ساتھ مذاہب اسلام کے بیان مین کسی زبان مین کوئی کتاب نہین پائینگے۔ یہ میرا بیان اپنی تعلی کے لئے نہین بلکہ واقعات کا اظہار مقصود ہے۔ معاش کی صعوبت۔ افلاس کی نحوست۔ آمدنی کی قلت خرچ کی کثرت۔ اہل دولت کی ناقدر دانی و نخوت۔ اور ناحق کوشون کی عداوت اس کام پر ہمت نہین بندھنے دیتے تھے مگر محض اپنے شوق سے بزرگان قدرشناس کی تحسین کی امید پر اس سخت کام کو پورا کرتا رہا۔ سختی و نرمی سردی و گرمی گذرتے ہین اور گذر جائین گے ایکدن مین بھی گذرونگا میری یادگار رہجائے گی اور کبھی نہ کبھی اسی کی بدولت اون بزرگون کی جنہون نے تصنیف و تالیف سے ملک وملت کی مدد کی ہے معنوی ہمنشینی نصیب ہو جائے گی۔ مذاہب کے بیان مین اس قدر بصیرت کا حاصل ہونا جو کہ محققین سابقین اور مدققین متاخرین کی تحقیق

کے مطابق ہے اور ایک بہت بڑے کتب خانہ کی چھان بین کرنے کے بعد حاصل ہو سکتی ہے بشرطیکہ وقت مساعدت کرے اور حصول کمال کا شوق بھی ہو) علوم اسلامیہ کی طرف سے اس بے اعتنائی کے زمانہ میں غنیمت ہے۔ اس کتاب کی تیاری کے واسطے جن کتابوں کو پڑھا اور اون سے حالات کا اقتباس کیا اونکی فہرست کے پیش کرنے سے اپنا بلاغ نظر جتانا مقصود نہیں بلکہ یہ اظہار مطلوب ہے کہ یہ کتاب کس مادے اور صورت سے تیار ہوئی ہے۔ میں نے احتیاطاً ہر اہم اور نادر واقعہ کا حوالہ حتی الوسع بقید نام و جلد کتاب اس کتاب کے ہر صفحہ پر لکھنے کی کوشش کی ہے اور اسطرح میں نے اپنا وہ فرض ادا کر دیا ہے جو بحیثیت ناقل میرے ذمے تھا۔ میرا مقصود اس تحریر سے صرف مذاہب اسلامیہ کے حالات کا لکھنا مقصود ہے۔ کسی مسئلہ عقاید کا تفصیل اور طے کرنا یا ایک مذہب کو دوسرے مذہب پر ترجیح دینا یا کسی مذہب کو حق اور کسی کو باطل ثابت کرنا یا کسی کی خوبی اور کسی کی برائی اپنی جانب سے پیدا کرنا مقصود نہیں جیسا کہ میری بے رو و رعایت تحریر سے ثابت ہوگا۔

صحاح ستہ۔ معارف ابن قتیبہ۔ شرح عقاید عضدی مولفہ علامہ جلال الدین دوانی۔ مقاصد حسنہ۔ دین خالص مولفہ نواب صدیق حسن خان۔ حجج الکرامہ۔ شرح الشرح عقاید ملا جلال فتح الباری۔ عروہ مولفہ شیخ علاؤ الدولہ سمنانی۔ تمہید فی اصول الدین مولفہ شیخ ابو المعین نسفی خبیۃ الاکوان۔ شذرات الذہب۔ شرح مواقف۔ اشعۃ اللمعات۔ معرب۔ تعریفات مولفہ سید شریف۔ ہدایۃ فی اصول الدین مولفہ محمد بن ابوبکر رازی۔ تاج المکلل۔ فواتح سبعہ عقود الجمان۔ تیسیر الوصول الی جامع الاصول۔ شرح حاوی۔ شرح مختصر۔ شرح فرایض مولفہ سید شریف۔ نہایت الارب فی معرفت قبائل العرب۔ احیاء العلوم۔ شرح رسالہ سابنہ مولفہ ملا نظام الدین۔ اور توجیہات محمد بن عمر حسین رازی۔ حسن العقیدہ مولفہ شاہ ولی اللہ صاحب۔ حجۃ اللہ البالغہ۔ فتح البیان۔ مشارق الانوار فی فوز اہل الاعتبار بحر المذاہب۔ در مختار۔ بہجۃ العلوم۔ سیرۃ النعمان۔ صراط المستقیم۔ شرح سفر السعادت۔

تقصار جیود الاحرار ترجمہ مشکوٰۃ از مولانا عبدالحق دہلوی - مرأت جہان نما - جوہرۂ لامیہ جواہر
تحفۃ الاخلاء - معتقد مولفہ تورپشتی - فلاح - سلسلۃ الذہب - شرح مسلم الثبوت مولفہ بحرالعلوم -
ہدایۃ المشہورۃ - کیمیائے سعادت - بحرالرائق - فتاوائے مولوی عبدالحی صاحب - سوادِ اعظم
کتاب الہند مولفہ ابوریحان بیرونی - نہایۃ العقول مولفہ امام رازی - تذکرۃ الفقہا - شرح مقاصد
ازالۃ الخفا - عقدالجید - توضیح المذاہب - مواہب لدنیہ - تمہید ابوشکور سالمی - بدیع المعانی
فی شرح عقیدۃ الشیبانی - معتقد المنتقد - مرآت الجنان شروح وحواشی عقیدۃ السنوسیہ معروف بہ
اُمّ البراہین وشیدۃ التوحید - اربعین امام رازی - شرح عمدۃ النسفی مولفہ علامہ نکساری - عمدۃ البرکات
مولفہ علامہ نسفی - کتاب الاوائل مولفہ ابوہلال عسکری - کشف الغمہ عن افتراق الامہ - شمس بازغہ
صدرا - شرح اشارات مولفہ محقق طوسی - شفا مولفہ شیخ الرئیس - ملل ونحل شہرستانی ترجمہ
فارسی ملل ونحل از مصطفےٰ بن خالق داد - عمدہ اہل التوفیق والتسدید - تفسیر کبیر - کشاف اصطلاحات
الفنون - تاریخ ابوالفدا - نزہتہ الالباب - کشف الغمہ عن جمیع الامہ - محاضرات الابرار - اشرف
الوسائل الی فہم الشمائل - تاریخ اعثم کوفی - نبراس مولفہ میر باقر داماد - نہج البلاغۃ - قرۃ العینین
تاریخ کامل ابن اثیر - غنیۃ الطالبین - ترجمہ فارسی غنیۃ الطالبین بطور شرح مختصر - منتہی المقال
توضیح المقال - شمس العوارض - منتہی الارب - تنزیہ الانبیاء والائمہ - ازالۃ الغین - تہذیب
مصائب النواصب - کتاب شافی - مسالک شرح شرائع - مجمع البحرین - استغاثہ -
معارف شرح صحائف - شرح عقیدۃ الوسطی - لوامع الانوار - تحفۃ الدہر - آثار البلاد عربی - تعریبات
الشافیہ لمریدی الجغرافیہ - طبقات الفقہا - تکمیل الایمان - طبقات شافعیہ - طبقات الحنابلہ
ذہبی - طبقات الحنفیہ - نفحات الانس - اسعاف الراغبین - بستان المحدثین - حلیۃ
الملکہ والشوملان - رحلہ ابن بطوطہ - رحلہ ابن جبیر - کشف الظنون - آثار الاوزار - منہج المقال
سیرت دحمی - ہمہ الاخوان - حدائق الحنفیہ - فتاوائے ابراہیم شاہی - تذکرۂ خواص الامہ - مولفہ
ابن جوزی - مقاصد الانام - تحفۃ الاحباب - مصفٰے شرح موطا - مفتاح النجا - تنزل الابرار - مکتوبات

شاہ ولی اللہ صاحب - مختصر کتاب المؤمل - رسالۂ خلافیات ماتریدیہ و اشاعرہ - جوہر الفصل
کتاب مناقب امام شافعی - میزان شعرانی - موید الافاضل - تذکرۃ المذاہب - ریاض التعلق
کتاب العرش - صواعق محرقہ - کتاب کشی - خلاصہ - تاریخ سرجان مالکم - تحفہ اثنا عشریہ
انوار الغبش - صحاح - قاموس - طبقات دول اسلامیہ مولفہ ذہبی - رسالۂ امام احمد حنبل
در جہمیہ - رسالۂ عربی موسے علیہ السلام کے ساتھ کلام الٰہی واقع ہونے کے ذکر مین رسالہ
ابن تیمیہ کلام الٰہی کی تحقیق مین - مآثر الامرا - مرآت الاسرار - رسالۂ قشیریہ - کشف المحجوب
عمدۃ الطالب - انجمن آرائے ناصری - کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ - روضۃ الصفا - تاج اللغات
تاریخ علامہ ابن خلدون - نزہۃ الجلیس - تاریخ الخلفا - وفیات الاعیان - ارشاد مولفہ ابو المعالی
کتاب البیان فی اخبار صاحب الزمان - درر الاصداف - جامع الفنون - بیان المغرب
فی اخبار المغرب - تاریخ یمن مولفہ نجم الدین عمارۃ یمنی - فوائد المجموعہ فی احادیث الموضوعہ - لطائف
اخبار الاول - روضتین - ابجد العلوم - جامع التواریخ - قلائد الجواہر فی احوال الجواہر - منتخب
التواریخ - تذکرہ نجوم السما - مجالس المومنین - تذکرہ ریاض الشعرا - تذکرہ نشتر عشق - تذکرۃ
الاولیا - فتاوے خانیہ - کتاب الترغیب والترہیب - مصباح الہدایت - تاریخ الخمیس
تاریخ طبری - تفسیر کشاف - مختصر منہاج السنۃ - مروج الذہب - کشکول بہائی - شرح تجرید -
اتحاف المرید - شرح عقائد نسفی مولفہ علامہ تفتازانی - خرائج الجرائح - مجموعہ واجدیہ - اصول کافی
کلینی - ناسخ التواریخ - طبقات مناوی - فصول مہمہ - نور الابصار - مزالبید اہل البیت -
نجوم الزاہرہ - تاریخ فرشتہ - شرح فقہ اکبر مولفہ ملا علی قاری - شرح فقہ اکبر موسوم بمنوح الاکبر
مولفہ مغنیسی - شرح فقہ اکبر مولفہ مولوی عصمت اللہ - حاشیہ برحاشیہ قطبیہ از ملا نظام الدین
تتمات تکملہ - فتاوے عزیزی - شامی طحاوی - جامع الاصول - فتح القدیر - منائح شرح
[illegible] الشرعیۃ مولفہ مولوی ولی اللہ - رسالۂ العقائد مولفہ سلیمان بن عبد الوہاب - شرح
[illegible] مولفہ [illegible] شرستانی - حل [illegible] شرح [illegible] مولفہ [illegible]

اصفہانی۔ لسان العرب۔ ارشاد المسلمین۔ سبحۃ المرجان۔ الہامیہ۔ تفہیمات۔ رسالہ عقیدہ قضیا
مولفہ ملا باسو جانسی۔ مراصد الاطلاع۔ ہدیہ مہدویہ مولفہ ابو جابا محمد۔ نسیم الریاض شرح شفاء
قاضی عیاض۔ رسالہ ملا علی قاری در بارۂ مہدویت سید محمد جونپوری ایمن سے ایک رسالہ
عبد الملک کے اوس رسالہ کے رد میں ہے جو اوس نے سید محمد کی مہدویت کے اثبات
لکھا ہے اور ایک فتوے ہے موسوم بہ تنبیہ الغافلین سید محمد کی مہدویت کے رد میں۔
ایثار الحق علی الخلق۔ کتاب العقل والنقل مولفہ ابن تیمیہ۔ مرقات شرح مشکوٰۃ۔ برہان قاطع
دبستان المذاہب۔ نظم الفرائد۔ تفسیر عزیزی پارہ الم۔ تاویل الاحادیث۔ سیر المتاخرین
فتوحات اسلامیہ۔ کتاب التوحید مولفہ محمد بن عبد الوہاب۔ خطیرۃ القدس۔ ترجمۃ الناظرین
فی مسجد الاولین والآخرین۔ تاریخ گلزار شاہی۔ کشکول محمد علی شیرازی۔ جلاء العینین۔ تفسیر سید احمد خان
صاحب۔ مجلات تہذیب الاخلاق گجرات اینڈ گجراتی مولفہ بہرام جی۔ امپیریل گزیٹیر آف انڈیا
رسالہ شیخ ابو جعفر طوسی در بیان عقائد اثنا عشریہ۔ تاریخ وصاف۔ تاریخ نگارستان۔ روضۃ
الاحباب۔ تاریخ الخمیس۔ کتاب بحار الانوار مولفہ علامہ مجلسی۔ تمدن عرب۔ ترجمہ تاریخ فرخ آباد مولفہ
آروان صاحب۔ جلد سوم تاریخ ہندوستان مولفہ مولوی ذکاء اللہ صاحب۔ نفح الطیب عن
غصن الاندلس الرطیب۔ بہجۃ العالم۔ نفائس الفنون فی عرائس العیون۔ انسائکلوپیڈیا برٹانیکا
اخبار الاعیان۔ اعتماد۔ ترجمان وہابیہ۔ خط فی احوال الصحاح الستہ۔ کتاب میسر رسالہ
بجواب ڈاکٹر ہنٹر مولفہ سید احمد خان۔ جام جم مطبوعہ طہران۔ وصایائے خواجہ نظام الملک۔ حبیب السیر
تعریفات شیخ ابو نصر کی۔ حقائق الانوار فی دقائق الاسرار مولفہ امام رازی۔ لب اللباب
فی تحریر الانساب مولفہ جلال الدین سیوطی۔ اتحاف ذوی الالباب بشواہد لب اللباب
جمہرۃ النسب مولفہ حافظ ابو محمد علی بن احمد۔ اکبر نامہ مولفہ ابو الفضل۔ حیات افغانی۔ جہاں
جہان نما مولفہ مولوی قدرت اللہ۔ تاج الاقبال تاریخ بھوپال۔ الملسہائے مرتبۂ انگریزی و
ترکی۔ کتاب فقہ مالکی مصنفہ ابو محمد عبد اللہ بن ابی زید قیروانی۔ شرح کتاب الازہار۔

مجھکو ہمیں سب سے زیادہ تر کتابوں کے پڑھنے کا اتفاق کتب خانہ ریاست رامپور ملک روہیلکھنڈ
مین ہوا جس کے افسر اعلیٰ جناب مولانا حکیم حافظ **محمد اجمل خانصاحب بہادر**
خلف مرحوم ومغفور حکیم محمود خانصاحب دہلوی اور منصرم **حافظ احمد علیخان صاحب**
خلف اصغر علی خانصاحب ابن علی بخش خانصاحب ہین اور انکی علم دوستی کی وجہ سے
اس کتب خانہ مین ہر قسم کی نایاب کتابون کے ذخیرے کو دن دونی رات چوگنی ترقی ہے
اللھم زد فزد خاکسار **محمد نجم الغنی خان** ساکن محلہ مدرسہ شہر رامپور ملک روہیلکھنڈ
ابن مولوی عبد الغنی خان ابن مولوی عبد العلی خان ابن مولوی عبد الرحمن خان ابن مولانا
حاجی محمد سعید صاحب شاگرد حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی

[illegible]

[illegible]

قدرت سے [illegible]

[illegible]

بیان اس شعر میں ہے قدرت کا بیان

ثنا سے [illegible] ثنا کردن

[illegible]

[illegible] مکان

مناجات میں [illegible] ادا کردن

مناجات درگاه قاضی الحاجات

[illegible] عطا کر یوں | [illegible]
[illegible] کر دے [illegible] | [illegible] کاریوں سے مری [illegible]

وہ دل دے جو شیدا کسی کا نہ ہو | ترا ہو کے اصلا کسی کا نہ ہو
ترا ذکر دن رات کرتا رہے | تجھی پر شب و روز مرتا رہے
شراب محبت سے پر جوش ہو | تری یاد میں خود فراموش ہو
جدھر چشم بینا دکھائے نظر | ترے حسن کا جلوہ آئے نظر
سبھی تجھ سے سمجھے وہ حاجت روا | تجھی سے کہے ہو کے وہ دعا
سبھی تجھ کو جانے ہر دم سمیع و بصیر | تجھی سے کرے عرض ہانی نصیر
سوا تیرے سمجھے وہ دنیا کو ہیچ | زمین و فلک پست و اعلیٰ کو ہیچ
رہے بادۂ عشق سے تیرے مست | نہ بھولے کبھی عہد روز الست
[illegible] مرگ بھی یاد کرتا رہے | نہ ہو ہوش پر ہوش تیرا رہے
[illegible] سے جدا سب سے بیگانہ ہو | تری شمع وحدت کا پروانہ ہو
[illegible] گڑے بھلائے رہے | تری روز و شب لو لگائے رہے
[illegible] کا بخش دو غم | ترا شکر کرتا رہے دمبدم
[illegible] کد مستی سے مجھے | مبارک مری فاقہ مستی مجھے
[illegible] ش بریں | نہ دکھلا امیروں کی چین جبیں
نہو [illegible] ان آشنا | بھٹکنا پڑے جا بجا
قناعت [illegible] مجھے | پھرا [illegible] دوری نہ در در مجھے
آتش تعص [illegible] | [illegible] مجھے کاسہ لیس امیروں کا کر
میں بندہ ت [illegible] | [illegible] تجھے [illegible]
دم عشر ہر دم [illegible] | کسی کی خوشامد کروں [illegible]

نہ دین مین دے شفاعت بجہے ۔ تزلزل ہوتا قیامت سے مجہے

نعت محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

محمد کہ الفت سے جنکے مدام ۔ خدا بہیجتا ہے درود و سلام
کوئی اوسکے رتبہ مین بڑھکر نہین ۔ خدائی مین ایسا پیمبر نہین
اگر دیکہہ لے شکل خیر الانام ۔ بشر پر ہو دوزخ کی آتش حرام
لگائے جو خاک قدم بے بصر ۔ ازل سے ابد تک سب آئے نظر
زبان بہی تہی زبان خدا ۔ بیان آپکا ہے بیان خدا
دو دیجیے تبلیغ احکام کی ۔ کہ دنیا نظیر آئی اسلام کی
بظاہر تہے امی سے خاص و عام ۔ زبان پر تہا سم [illegible] تمام
نہ نوشت و ورق کی ضرورت نہ تہی ۔ کوئی چیز خط و کتابت نہ تہی
بیان کی وہ توحید حق مین دلیل ۔ ہوئے جس سے کفار و مشرک ذلیل
ہوئے بدعت کفر کے گل چراغ ۔ نظر آئے گلہائے دین باغ باغ
یہی چاہیے ہمکو کہنا مدام ۔ علیہ الصلوٰۃ علیہ السلام

مدح نواب معلی القاب ناصیہ ہفت کشور بارقہ ہفت اختر نواب حامد علی خانصاحب بہادر دام اقبالہ والی ریاست رامپور ملک روہیلکھنڈ

کیا اس رسالے کو جب تمام ۔ بعہد خداوند عالی مقام
جہان عطا آسمان کرم ۔ سلیمان نژاد و سکندر حشم
سزاوار اورنگ و فرمان دہی ۔ در تاج اقبال شاہنشہی
رعایا کے غمخوار و فریاد رس ۔ ستم دیدہ مخلوق کے دادرس

یہی جشن کی ہیتی ہے بہل بہار		کرے عابد سلطان عالی تبار	
یون ہی جشن کران تا قیامت رہین		رعایا کے سر پر سلامت رہین	

الہٰ ایسا کرے کہ یہ ہدیہ مختصر عمدۃ الامرا زبدۃ الفضلا مخدومی و مکرمی مولانا حکیم حافظ محمد اجمل خان صاحب سلمہ اللہ تعالے خلف کمک الاطبا سلالۃ الحکما حکیم محمود خان صاحب مرحوم دہلوی کی توجہ سے بندگان نواب صاحب بہادر کے ملاحظہ مین گزر کر شرف قبولیت حاصل کرے حکیم صاحب موصوف کو اہل اسلام کے علوم قدیمہ خصوصاً عربیہ کے ساتھ ذاتی دلچسپی و فریفتگی ہے اور اس کساد بازاری کے وقت مین اہل علم کی تعظیم و قدر کرتے ہین —

حدیث افتراق امت کی تحقیق

اہل علم تحصیل علم کے اعتبار سے چار قسم پر ہین (۱) صوفیہ یہ علم انکشافی کو نبی کی متابعت سے حاصل کرتے ہین (۲) اشراقیین یہ علم اشراقی کو نبی کی متابعت کے بدون حاصل کرتے ہین (۳) مشائین یہ عقل کے ساتھ استدلال کرتے ہین (۴) متکلمین کتاب و سنت [illegible] اجماع کے ساتھ استدلال کرتے ہین اور یہ ۴ فرقے ہین جنکا ذکر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث مین کیا ہے افترقت الیہود علی احدی و سبعین او اثنتین و سبعین فرقۃ و افترقت النصاری علی احدی و سبعین او اثنتین و سبعین فرقۃ و تفترق امتی علی ثلث و سبعین فرقۃ یعنی یہود اکہتر یا بہتر اور نصاری بہی اکہتر یا بہتر فرقے ہوگئے میری امت تہتر فرقے ہوجائیگی اس حدیث کو ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے ابو ہریرہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے اور ترمذی نے حسن صحیح کہا ہے اور ابن ماجہ کی ایک روایت عوف ابن مالک سے یون ہے کہ یہود اکہتر فرقے ہوگئے جن مین سے ایک جنت مین اور ستر دوزخ مین اور نصاری بہتر فرقے ہوگئے کہ اکہتر آگ مین ہین اور ایک جنت مین قسم ہے اوس خدا کی جسکے قبضۂ قدرت مین ہماری ذات محمد ہے

تحقیق میری امت بہتر فرقے ہو جاوے گی جن مین سے ایک فرقہ جنتی ہے
اور بہتر دوزخی اور عبد اللہ ابن عمرو ابن عاص کا لفظ مرفوع یہ ہے قال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم لیاتین علی امتی ما اتے علی بنی اسرائیل حذو النعل بالنعل حتی ان منہم
من اتی امہ علانیۃ لکان فی امتی من یصنع ذلک وان بنی اسرائیل تفرقت علی ثنتین وسبعین
ملۃ وستفترق امتی علی ثلث وسبعین ملۃ کلہم فی النار الا ملۃ واحدۃ قالوا من ہی یا رسول
اللہ قال ما انا علیہ واصحابی رواہ الترمذی وقال غریب - یعنی میری امت کے لوگون
وہی آدینگا جو بنی اسرائیل پر آیا مطابق ہونگے اونکے یہان تک کہ اگر کسی نے اونمین سے
اپنی مان کے ساتھ علانیہ صحبت کی ہو تو میری امت مین بھی کوئی شخص پیدا ہو جاویگا
کہ وہ ایسا کام کرے گا اور بنی اسرائیل بہتر فرقے ہو گئے میری امت تہتر فرقے ہو جاویگی
سب آگ مین جاوینگے مگر ایک ملت والے صحابہ نے پوچھا وہ کون مین اے رسول خدا
فرمایا وہ طریقہ جسپر مین اور میرے اصحاب ہین - احمد اور ابوداود کا لفظ معاویہ سے
یون ہے قام فینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال الا ان من کان قبلکم من اہل الکتاب افترقوا
علی ثنتین وسبعین ملۃ وان ہذہ الامۃ ستفترق علی ثلث وسبعین فرقۃ ثنتان وسبعون
فی النار وواحدۃ فی الجنۃ وہی الجماعۃ - یعنی ہم مین آنحضرت خطبہ کو کھڑے ہوئے
فرمایا خبردار ہو کہ جو تم سے پہلے اہل کتاب تھے وہ بہتر فرقے ہو گئے اور قریب ہے
کہ یہ امت تہتر فرقے ہو جاوے گی بہتر نار مین جاوینگے اور ایک جنت مین وہ جماعت ہے
لفظ جماعت کا اطلاق اہل سنت پر اسی حدیث سے ثابت ہوا ہے اور ابن عدی نے
ابوہریرہ سے صرف اسی قدر روایت کیا ہے - یہود کے اکہتر فرقے بن گئے اور نصاریٰ
بہتر - میری امت کے تہتر فرقے ہو جاوینگے - بیہقی نے افتراق امت کی حدیث کو
حسن کہا ہے اور حاکم اور ابن حبان نے بھی اپنی صحیحین مین اسی مضمون کی حدیث
ابوہریرہ سے روایت کی ہے پھر حاکم نے کہا ہے کہ اصول مین یہ ایک بڑی حدیث ہے

سعد ابن ابی وقاص اور ابن عمر اور عوف ابن مالک نے مثل اسکے روایت کی ہے
اور بقول مؤلف مقاصد حسنہ انس اور جابر اور ابو امامہ اور ابن مسعود اور حضرت عمر اور
حضرت علی اور عویمر اور ابو دردا اور واثلہ اور عبد اللہ ابن عمرو ابن عاص اور معاویہ
رضی اللہ عنہم سے بھی اس مضمون کی روایتیں آئی ہین اور ابو ہریرہ بھی اسکے راوی ہین
اور ابو داؤد اور ترمذی اور ابن ماجہ اور ابن عدی اور حاکم اور ابن حبان وغیرہ محققین
حدیث نے اسکو اپنی کتب مین روایت کیا ہے۔ اور جامع الاصول اور تیسیر الوصول
اور مقاصد حسنہ اور جمع الجوامع اور کتاب بیہقی وغیرہ مین ان روایات کو ان
کتب صحاح حدیث وغیرہ سے نقل کیا ہے تو اسکی صحت مین کلام نہین ہے مجھے مولوی شبلی
صاحب نعمانی سے تعجب ہے کہ اونھون نے سیرۃ النعمان کے صفحہ ۱۳۲ مین محض اپنی راے
سے اس حدیث کو کیون موضوع قرار دیدیا کوئی بھی دلیل اسکی موضوعیت کی مولوی صاحب
نے نہین بیان کی ۔ اس حدیث کے طریق بہت ہین اور ائمہ حدیث نے اسکو صحیح مانا ہے
اور ترمذی نے جو اس طریق کی روایت کو غریب کہا ہے سو اسکا یہ مطلب ہے کہ کسی زمانے
مین اسکی روایت ایک ہی راوی سے ہوی ہے اور غریب احادیث صحیحہ کے اقسام سے
ہے اور صحیح حدیث قابل حجت ہے پھر حسن لذاتہ پھر حسن لغیرہ[1] ۔ اور تمام طریقو نمین تفرق
تہتر فرقو نمین آیا ہے نہ بہتر مین اگرچہ سیوطی نے ایک حدیث ابن ماجہ کی جو انس سے مروی
ہے اس مضمون کی بھی نقل کی ہے کہ بنی اسرائیل کے اکہتر فرقے ہوگئے اور میری امت
بہتر فرقے ہوجانے گی سب دوزخ مین جاوینگے مگر ایک فرقہ اور یہ جماعت ہے مگر شیخ
عبد الحق محدث دہلوی کہتے ہین کہ اس روایت کا اعتبار اون بہت سی روایات کے
مقابل نہین ہوسکتا۔ بلکہ سیوطی نے بھی ابن ماجہ کی حدیث عوف بن مالک سے امت
محمدی کے ۷۳ فرقے ہوجانیکے باب مین نقل کی ہے سو یہی صحیح روایت ہے اور یہی

---

[1] دیکھو جلد دوم دین خالص ۱۲ [2] دیکھو شرح سفر السعادت ۱۲

وجہ یہ ہے کہ صاحب سفر السعادۃ نے لکھا ہے کہ در باب افتراق امت بر ہفتاد و دو فرقہ
چیزے ثابت نشدہ مطلب یہ ہے کہ تفرق امت ۷۳ فرقون پر ثابت ہوا ہے نہ ہوئے
اور اگر یہ ثابت کیا جائے کہ مصنف سفر السعادۃ کی مراد یہ ہے کہ افتراق امت کے
باب مین مطلقا کوئی حدیث صحیح نہین ہوئی اور جو کچھ اس معاملہ مین آیا ہے وہ سب
موضوع ہے تو یہ قول انکا کیسے معتبر ہو سکتا ہے جبکہ اتنے بہت ائمہ حدیث افتراق
امت کی روایت صحیح تسلیم کرتے ہین اور بہت سے طریقون سے مروی بھی ہے شاید
مولوی شبلی صاحب نے اس حدیث کے موضوع ہونے کے قول کو یہین سے اڑایا
ہو صاحب سفر السعادۃ تو یہ کہتے ہین کہ امت محمدی کا بہتر فرقے ہوجانا کسی حدیث سے
ثابت نہین مولوی صاحب نے ایک بڑھا کر تہتر اپنی رائے سے کہا ہے ۔

فائدہ یہود کے اشہر و اظہر فرقے عنانیہ و عیسویہ و یوذعانیہ تھے انہین مین سے
موشکانیہ و سامریہ ہین یہ فرقے بڑے ہین انہین سے اکہتر فرقے نکلے جن مین سے
بعض بت پرست ہین اور بعض آفتاب و ماہتاب و نجوم پرست اور بعض اوثان پرست صنم
سے تو ہین بت کو وثن کہتے ہین تہان کو اس لفظ مین سارے معبود باطلہ داخل ہین جیسے
بت شجر وغیرہ اور بڑے فرقے نصارے کے تین ہین ملکانیہ نسطوریہ یعقوبیہ ۔
باقی فرقے انہین مین سے نکلے ہین شہرستانی نے ان سب فرقونکا ذکر ملل و نحل مین
کیا ہے اون احوال کی حکایت سے ہمکو کچھ غرض نہین ہے ۔ مگر اس ضمن مین
اتنا کہنا مناسب ہے کہ یورپ کے عیسائیون مین تین مذہب خاص کر سب سے بڑے
تصور کئے جاتے ہین ایک رومن کاتہولک یعنی رومی کلیسیا جن کے نزدیک دین کا
سب سے بڑا امام اور حضرت عیسیٰ کے خاص الخاص حواری پطرس کا خلیفہ پوپ تصور
کیا جاتا ہے جو اٹلی کے قدیم شہر رُوم مین رہتا ہے تعداد کے لحاظ سے عیسائیون
مین رومی کلیسیا کے لوگ زیادہ ہین مگر اس مذہب (مراد یورپ کی ۱۲) والونکی سلطنتون مین پہلے سے بہت

کمی اور ضعف آگیا ہے صرف ایک سلطنت یعنی فرانس کی اس مین بہت زبردست
باقی ہے دوسرا مذہب گریک چرچ یعنی یونانی کلیسیا ہے اس فرقہ کے
سب عیسائی زار روس کو مسیح کا خلیفہ اور اپنا پیشوا اور امام سمجھتے ہین اور
اس کے کل احکام دینی و دنیوی کو واجب التعمیل جانتے ہین اور جو عیسائی ان احکام کا
کی تعمیل سے اعراض و انکار کرے اوسے اپنی جماعت سے خارج اور بیدین تصور
کرتے ہین تیسرا بڑا مذہب پراٹسٹنٹ ہے اس فرقے والونکا زور آجکل زیادہ
ہے اور چھوٹی بڑی کئی سلطنتین اس کے ہین انگلستان و جرمن دو سلطنتین انمین
بہت زبردست ہین اس مذہب مین بہت سے فرقے شاخ در شاخ مثل لوتھرن
اور کالونسٹ اور ایعاید چرچ اور پریزبی ٹیرین اور چرچ آف انگلینڈ وغیرہ وغیرہ
کے پیدا ہوگئے ہین۔

تنبیہ ان حدیثون مین اشکال ہے دو طرح پر ایک یہ کہ انمین اکثر اشخاص امت
محمدی پر حکم ہلاک اور ناری ہونے کا کیا ہے حالانکہ اور حدیثون مین آیا ہے کہ یہ
امت مرحوم ہے اور جنت مین سب سے زیادہ یہی امت ہوگی یہانتک کہ وہان
دو ثلث اس امت کے لوگ ہونگے اور ایک ثلث مین باقی امتین اسکا جواب بعض
لوگون نے یہ دیا ہے کہ مراد امت سے اس جگہ امت دعوت ہے نہ امت اجابت
اور مراد امت اجابت سے وہ لوگ ہین جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاتے
ہین۔ جلال الدین دوانی شرح عقائد عضدیہ مین کہتے ہین کہ ظاہر امراد امت
اجابت ہے نہ امت دعوت اسلئے کہ اکثر جب حدیث مین اسطور پر بیان ہوا ہے
تو اوس کلام سے مراد اہل قبلہ ہین۔ انتہی واقعی حدیث مذکور مین امت اجابت قرار

شرح الشرح عقائد جلالی کی یہ عبارت ہے وستفترق امتی ای امة الاجابة لا الدعوة وہم الذین آمنوا بہ علیہ الصلوة والسلام والظاہر ان کلما ورد
فی الحدیث علی ہذا الاسلوب امتی لفظ امتی اریدبہ اہل القبلة کذا ہہنا ۔۔ ۱۲

دینا درست نہین کیونکہ یہ حدیث خاص آنحضرت کی ہے امت کے تفرق کے بیان مین
وارد ہوی ہے چنانچہ اسمین لفظ امتی ہے امت حضرت موسے اور حضرت عیسی
کا شمار اسمین داخل کرکے تعین فرمایا ہے انکے واسطے اور حدیث ہے انہ
قال صلی اللہ علیہ وسلم ان بنی اسرائیل تفرقت بعد موسی علی احدی وسبعین فرقة
و بعد عیسی علی اثنین وسبعین فرقة وستفترق امتی من بعدی ثلثة وسبعون فرقة اگر سب
فرقے امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مع اصناف کفار شمار کرینگے تو تہتر فرقے
کیونکر ہونگے پس اگرچہ کفار بھی امت دعوت مین لیکن معلوم ہوا کہ یہان مراد امت
سے امت اجابت ہے جنہون نے اسلام قبول کیا تھا اسی وجہ سے امتی
کہکر اپنی ذات کی طرف منسوب کیا ہے دوسرا اشکال بابت تعین فرقہ ناجیہ
کے ہے ہر فرقہ کو یہ گمان ہے مین ناجی ہون اور غیر میرا ناری ہے اسپر ہر کسی نے
اپنی اپنی دلیلین لکھی ہین جو کڑی کے جالے سے بھی زیادہ کمزور ہین فرقہ ناجیہ وہی
فرقہ ہے جو مصداق اس لفظ کا ہے ما انا علیہ واصحابی یہ لفظ اوسی شخص پر صادق
آتا ہے جسکے عقیدے و عمل مین کوئی بدعت ظاہر و مخفی نہین ہے بلکہ سارے عقاید
و اعمال اوسکے مطابق سنت مطہرہ و سیرت صحابہ کے ہین کسی نے یون ہی کہا ہے
کہ فرقہ ناجیہ ہر فرقے کے صلحا ہین کسی نے کہا اہل بیت رسالت ہین لیکن اصل بات یہ ہے
کہ کوئی فرقہ خاص نہین ناجی وہی گروہ ہے جو کہ خاص حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور
اسکے اصحاب کی راہ پر چلتا ہے اور کسی طرح کی بدعت و ہوا مین مبتلا نہین جس طرح
ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بخاری و مسلم نے روایت کی ہے کہ ایک اعرابی نے شرایع
اسلام کو حضرت سے دریافت کرکے یہ عرض کیا تھا والذی نفسی بیدہ لا ازید علی
ہذا شیئا و انقص منہ یعنی قسم ہے اوس ذات پاک کی کہ جان میری اوسکے ہاتھ مین
ہے جو آپنے فرمایا ہے مین اوسپر کچھ زیادہ کرونگا اور نہ اوس سے کچھ کم کرونگا

[illegible] خاص فرقہ ناجیہ کے باب مین پوری بحث کی ہے ۱۲

اس پر حضرت سے لے اوسکو جنتی فرمایا تہا یعنی ناجی نار سے سو جو کوئی دعوے
نجات کا کرے اور اوسکے عقاید و اعمال خلاف طریقۂ حضرت اور سیرت صحابہ کے
ہون تو وہ دعوی اوسکا باطل ہے اسلام کے تہتر فرقون مین سے وہ کون فرقہ
ہے جو اپنے آپکو ناجی اور اپنے مخالف کو ناری نہین جانتا ہے ایک امامیہ
مذہب شاعر کہتا ہے ؎ ناجی بجز از فرقۂ اثنا عشری نیست ۔ لیکن تصدیق اس
دعوے کی یا تکذیب اوسکی اسی طرح پر ممکن ہے کہ جسکا عقیدہ و عمل ما انا علیہ و اصحابی
کے موافق ہو اور کسی طرح کا خلاف بدعت سیئہ کی طرف سے اوسکے عقیدے
و عمل مین نہ آوے گو بعض تقصیرات فرعیہ اوس سے صادر ہو جاتین وہ ناجی ہے اور
جسکا عقیدہ و عمل اوسکے مخالف ہو وہ ناری ہے کیونکہ عہد حضرت و صحابہ مین کسی عمل
و عقیدے مین کوئی بدعت نہ تہی اگرچہ بعض افراد سے طاعت مین قصور و فتور و ارتکاب
فجور ہو جاتا تہا ابن حزم نے زیادت الا واحدۃ کو موضوع کہا ہے لیکن یہ دعوے
انکا صحت کو نہین پہونچا نہایت یہ ہے کہ یہ زیادت شاذ ہو نہ موضوع ۔ بعض علما
فرماتے ہین کہ مراد ناری ہونے سے اگر خلود نار ہے تو یہ بات مخالف نص و احادیث
صحیحہ قطعیہ کے ہے کیونکہ کوئی فرقہ اہل اسلام کا مخلد فی النار نہ ہوگا اور اگر
مراد ناری ہونے سے یہ ہے کہ چند مدت نار مین رہے گا پہر نجات پائیگا تو یہ بات
مسلم ہے لیکن اس تقدیر پر یہ بات لازم آتی ہے کہ کوئی شخص فرقۂ ناجیہ مین سے
نار مین نجائے حالانکہ احادیث صحیحہ دلیل ہین اس بات پر کہ فساق مومنین چندے
نار مین جاوینگے سو یہ شبہہ قدیمہ ہے اہل علم نے اوس کے چار پانچ جواب لکہے ہین جو
کہ شرح و حواشی عقاید ملا جلال مین مذکور ہین اونمین سے زیادہ ارجح و اقوی ایک
جواب کو لکہا ہے جو ملا جلال دوانی نے دیا ہے شق ثانی کو اختیار کرکے یعنی
مراد دخول ہے من حیث الاعتقاد اور فرقۂ ناجیہ کا دخول من حیث الاعتقاد ہوگا

گو بسبب بعض تقصیرات عمل کے آگ مین جائین دوسرا جواب امام غزالی رحمہ اللہ کا
جسکو محدثین نے بھی پسند کیا ہے وہ یہ کہ مراد فرقہ ناجیہ سے وہ لوگ ہین جو کہ مطلقا نار
مین نہ جائینگے نہ من حیث الاعتقاد اور نہ من حیث العمل بلکہ بے وصول عذاب داخل
جنت ہونگے اونکی معصیت خواہ عفو ہو جاوے یا شدائد موت و قبر و اہوال قیامت مین
مجرا ہو جاوے یا شفاعت حضرت سے وہ سارے ذنوب محو ہو جائین غزالی کا یہ
کہنا کہ فرقہ ناجیہ وہی ہے جو بے حساب وکتاب و بے شفاعت بہشت مین جائے گا کچھ
نہین تہا اسلئے کہ اس صورت مین دائرہ نجات کا بہت تنگ ہوا جاتا تہا لہذا محققین
متاخرین نے جواب مذکور کو اصلاح فرماکر تقریر مسطور کی ہے ۔ اور تیسرا جواب یہ ہے
کہ کلہا فی النار کے معنی کل واحد من افراد کل فرقۃ فی النار ہے یعنی ہر ایک آدمی ہر
ایک فرقے کے افراد سے آگ مین جائے گا پس اس عبارت سے مراد ایجاب کلی ہے
پھر الا واحدۃ کے ساتھ استثنا کر لی ہے یہ ایجاب کلی رفع ہوا اور رفع ایجاب کلی کا
جزئی کے ساتھ بھی صادق ہو سکتا ہے چنانچہ یہ بات ظاہر ہے پس اس صورت
مین معنی الا واحدۃ کے یہ ہونگے کہ ہر ہر فرد اس فرقہ کی دوزخ مین داخل ہوگی گو
بعض بسبب تقصیر اعمال کے داخل دوزخ ہون اس صورت مین اشکال دفع ہوگیا
اور فرقون غیر ناجیہ اور فرقہ ناجیہ مین وجہ امتیاز اسی قدر ہوتی کہ غیر ناجی فرقے
سارے داخل دوزخ ہونگے اور یہ فرقہ سارا دوزخ مین نجائیگا لیکن فرقہ ناجی
کا امتیاز اور فرقون سے اعمال کے ساتھ نہین ہو سکتا اسلئے کہ اعمال سب مین
مشترک ہین پس امتیاز کا باعث صرف عقاید کی درستی اور صحت ہے اور خلاصہ یہ ہے
کہ اس جواب کا مرجع بھی طرف جواب اول کے ہو سکتا ہے اور سب سے بہتر ایک
اور جواب ہے جو موافق ہے استعمال قدیم عرب کے اور حدیث مین بھی اسکے استعمال
کی شہادت موجود ہے خلاصہ اوسکا یہ ہے کہ کلہا فی النار سے مراد بطلان ہے

چنانچہ جب کہتے ہین فلان چیز فی النار ہے تو اس سے مراد یہی ہوتی ہے کہ باطل ہے
چنانچہ حدیث صحیح مین آیا ہے الهذاء فی النار یعنی زبا ندرازی باطل ہے اور سورۂ
نساء مین ہے ان الذین یاکلون اموال الیتامی ظلما انما یاکلون فی بطونھم نارا جو
لوگ کہاتے ہین مال یتیمونکا ناحق سوا اسکے نہین کہ کہاتے ہین اپنے پیٹون مین کہانا
باطل اور حرام نار سے مراد ہے ان چیز باطل اور حرام ہے اسلئے کہ یتیم کا مال حقیقت
مین آگ نہین اور مجاز پر اسواسطے عمل نہین کرتے کہ یہ جو کہا ہے کہ پیٹون مین کہاتے
ہین یہ قول سراسر پکار کرتا رہا ہے کہ یہان مجاز مراد نہین پس حدیث مذکور مین
کلھم فی النار سے یہ مراد ہوگی کہ تمام فرقے باطل پر ہین گو ایک عقیدہ اور ایک
عمل کی وجہ سے ہون یا دو کی اور فرقۂ ناجی کے نہ عقیدے مین بطلان ہے نہ
عمل مین مگر یہ چاہئے کہ فرقۂ ناجی کی تخصیص اس بات کیساتھ کردی جاسے کہ نہ
اونکے عمل مین بدعت ہے نہ عقیدے مین اور یہی منشا ہے جواب دوم کا یعنی باطل
کو صرف اعتقادیات کے ساتھ مخصوص کردیا جائے یعنی یہ کہا جائے کہ اونکے
اعتقاد مین کسی طرح کا فتور نہین پس اس صورت مین یہ جواب پہلے جواب کی طرف
رجوع کریگا اسی واسطے کہا ہے کہ اقوی وارجح وہی جواب اول ہے اور شیخ
علاء الدولہ سمنانی عروہ مین کہتے ہین کہ اسلام کے تمام فرقے اہل نجات ہین اور
حدیث مین مراد ناجیہ سے ناجیہ بے شفاعت ہے انتہی مراد ساری فرقہا
اسلام کے اہل نجات ہونے سے یہ ہے کہ بقدر سزائے معاصی کے دوزخ
مین رہکر بالآخر اوس سے نجات پاوینگے اور بہشت مین داخل کئے جاوینگے
ناجیہ سے ناجیہ بے شفاعت مراد لینے مین وہی قباحت ہے جو امام غزالی
جواب مین بیان ہوی پس بہتر جواب وہی ہے جو محققین متاخرین نے امام غزالی
کے جواب مین اصلاح کرکے بیان کیا ہے ۔

علم فقہ اور طبقات فقہا

علم فقہ اکثر صحابہ کا شعار تھا جیسے خلفائے اربعہ او سب عشرہ اور ابن مسعود اور معاذ و ابی ابن کعب اور زید بن
ثابت اور ابو درداء اور بی بی عائشہ اور ابن عمر اور ابن عباس اور ابن عمرو ابن
عاص اور ابن الزبیر اور ابو موسے اور ابو سعید خدری اور ابو ہریرہ اور جابر
بن عبد اللہ وغیرہ رضی اللہ عنہم اور بہوت سے مقاموں میں فقہ انکے سوا اور بہت
صحابہ سے بہی منقول ہوا ہے جیسے ابو ذر اور حذیفہ اور سلمان اور عبادہ
بن صامت اور ابو مسعود اور فضالہ اور واثلہ اور خالد اور معاویہ اور عمرو
بن عاص اور ام سلمہ اور اسما بنت ابو بکر اور حسن اور حسین رضی اللہ عنہم اور انمین
سے جنکے فتاوے شہرت کو پہونچ گئے وہ نو ہین حضرت عمر حضرت علی ابن مسعود
اور ابی ابن کعب اور زید اور ابو موسے اور ام المومنین عائشہ اور ابن عمر اور ابن عباس
اور انمین سے بہی زیادہ مشہور یہ تین شخص ہوئے عبد اللہ بن مسعود زید بن ثابت عبد اللہ
بن عباس اہل مدینہ کا فقہ مین زید بن ثابت اور عبد اللہ بن عمر پر اعتماد تھا اور
اہل مکہ کا ابن عباس کی رائے پر اور اہل کوفہ کا حضرت علی اور عبد اللہ ابن مسعود
کی رائے پر اور اہل مصر ابو موسے اشعری اور عمران بن حصین کی رائے پر تہے اور
شام مین معاذ اور ابو درداء وغیرہ تہے بعد اسکے ریاست علم فقہ تابعین کو پہونچی چنانچہ
صحابہ کے بعد مدینہ مین سعید بن مسیب اور عروہ بن زبیر اور قاسم بن محمد اور خارجہ
بن زید اور سلیمان یسار اور عبید اللہ بن عبد اللہ ابن عتبہ اور ابو بکر بن عبد الرحمن
بن حارث تہے اور مدینہ کے جو سات فقہا مشہور ہین وہ یہی ہین اور اسی طبقہ
مین سے مدینہ مین یہ لوگ بہی تہے سالم بن عبد اللہ اور ابو سلمہ ابن عبد الرحمن
ابان ابن عثمان اور قبیصہ بن ذویب وغیرہ اور جنہون نے انکی متابعت کی اونکا
اسی طبقہ مین شمار ہے جیسے عمر بن عبد العزیز اور علی بن حسین اور یحیی بن سعید

ابو الزناد اور زہری اور ربیعہ وغیرہ پھر فقہ تبع تابعین کی طرف منتقل ہوا جیسے ابو ذ
اور ماجشون اور امام مالک بن انس اور اونکے اصحاب اور مکہ میں عبید بن عمیر اور
عطا بن ابی رباح اور مجاہد اور عکرمہ اور سعید بن جبیر اور ابن ابی ملیکہ اور عمرو بن دینار
وغیرہ تھے پھر عطا ابن ابی نجیح اور ابن جریج اور سفیان بن عیینہ اور مسلم بن خالد اور سعید
بن سالم وغیرہ کو پہونچا پھر امام ابو عبد اللہ شافعی اور اونکے اصحاب کی طرف منتقل ہوا
اور کوفہ میں ابن مسعود کے اصحاب علقمہ اور عبیدہ اور مسروق اور اسود اور عبد الرحمن
ابن یزید اور عمرو بن شرحبیل اور شریح قاضی وغیرہ فقہ کے استاد تھے اور اونکے
بعد عامر شعبی اور ابراہیم نخعی انکے بعد حکم بن عتیبہ اور حماد بن ابی سلیمان
اور منصور بن معتمر وغیرہ تھے اور بعد انکے ابن شبرمہ ابن ابی لیلے اور حسن بن ابی
صالح اور شریک بن عبد اللہ اور امام ابو حنیفہ اور سفیان ثوری اور ان دونوں کے
اصحاب تھے اور بصرہ میں حسن اور ابن سیرین اور مطرف بن عبد اللہ اور جابر
بن زید اور ابو قلابہ پھر قتادہ اور ایوب اور یونس اور سلیمان تیمی اور
ابن عون اور عثمان بتی پھر حمادان بن زید اور ابن سلمہ اور یحیی بن سعید اور
ابن مہدی تھے اور شام میں ادریس خولانی اور شہر بن حوشب اور ابن ابی زکریا اور
رجا بن حیات اور عبادہ بن نسی اور مکحول وغیرہ تھے اور یمن میں طاوس اور وہب
بن منبہ وغیرہ تھے اور مصر میں یزید بن ابی حبیب و عمرو بن حارث اور لیث بن
سعد وغیرہ تھے پھر اصحاب امام مالک اور امام شافعی اور اونکے اصحاب اور
خراسان میں ضحاک بن مزاحم اور ابراہیم صایغ اور عبد اللہ بن مبارک اور
اسحاق بن راہویہ اور بعد اونکے امام ابو حنیفہ اور امام شافعی کے اصحاب
اور امام احمد ابن حنبل پھر ابو ثور اور ابو عبید قاسم بن سلام پھر داؤد اور محمد
بن جریر وغیرہ ان فقہا میں سے ہر طبقہ میں اگرچہ ہر ایک فقیہ فقہ میں نامور تھا

گو پھر بھی باعتبار شہرت کے انمین بڑا تفاوت ہے

اختلاف مذاہب کی ابتداء

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اونکے صحابہ کے عہد مین علم کلام کوئی فن منفرد و مدون نہ تھا جب مسایل اعتقادیہ کوئی سوال کسی کو پیش آتا تو حضرت سرور عالم سے اور اونکے وصال کے بعد اکثر اصحاب سے حل کر لیتے جب یہ قرن گزر گئے تو عقاید مین مکالمات بہت پیدا ہونے لگے بلکہ مکالمات سے مجادلات پر نوبت پہونچی اور مسلمانون نے یہانتک عقاید مین کلام کیا کہ اونکے مقالات کا علم کلام[ع] نام ہوگیا بعضی کہتے ہین کہ اسکی یا تین کلام الٰہی کے باب مین ہین کہ وہ قدیم ہے یا حادث غرض کہ اس طریق پر چلی تھی کہ حسن بصری نے ریاست علم مین شہرت حاصل کی اور اونکے شاگرد واصل نے ایک مسئلہ خاص مین سر عام اوستاد کے ساتھ مخالفت کی حسن نے اوس سے فرمایا اِعتزل عنا اسلئے واصل نے اونسے علیحدگی اختیار کی اور مستقلا اپنے لئے ایک مجلس قایم کی اور ایک بڑا جتھا اوسکے متبعون کا ہوگیا اور وہ معتزلہ کہلانے لگے اور چونکہ معتزلہ خدائے تعالی کی صفات کا انکار کرتے تھی اسلئے سلف اونکو معطلہ کہنے لگے اور معتزلہ نے سلف کا لقب صفاتیہ رکھدیا کیونکہ یہ اللہ کے لئے صفات ازلی ثابت کرتے تھے جیسے علم ارادہ قدرت حیات

ع کشف الظنون کی جلد ثانی مین مذکور ہے کہ علم کلام وہ علم ہے جسکی وجہ سے عقاید دینیہ کو دلائل کے ساتھ ثابت کرنے اور نیز شبہات رفع کرنے کی قدرت حاصل ہوتی ہے اور علم کلام کے موضوع کے بارے مین متقدمین و متاخرین نے اختلاف کیا ہے۔ متقدمین یہ کہتے ہین کہ علم کلام کا موضوع اللہ پاک کی ذات و صفات ہین انمین سے بعض کی یہ رائے ہے کہ موضوع اوسکا موجود من حیث ہو موجود ہے۔ اور متاخرین کہتے ہین کہ علم کلام کا موضوع معلوم ہے اس حیثیت سے کہ اوسکے ساتھ عقاید دینیہ کا ثابت کرنا متعلق ہو اور تعلق عام ہے اس سے کہ قریب ہو یا بعید اور دین سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دین ہے ۱۲

سمیع بصیر کلام جلال اکرام جود انعام عزت عظمت اور صفات ذات اور صفات
فعل میں فرق نہیں کرتے تھے دونوں کو مساوی سمجھتے تھے اسی طرح صفات
خبریہ ثابت کرتے تھے اور وہ یہ ہیں ہاتھ پاؤں منہ وغیرہ انہیں تاویل بالکل نہیں کرتے
تھے چونکہ یہ صفات اخبار میں وارد ہوئی ہیں اسلئے انہیں صفات خبریہ بولتے
تھے پھر بعض سلف اثبات صفات الٰہی میں تشبیہ کی حد میں داخل ہوگئے یعنی محدثات
کی صفات کے ساتھ ان صفات کو مشابہ جاننے لگے بعض نے صرف اون صفات پر
اقتصار کیا جو افعال دلالت کرتے ہیں اور بعض صفات خبریہ میں مقتضائے لفظ کے مطابق
تاویل کرنے لگے اور بعض نے تاویل کرنے سے توقف کیا اور کہنے لگے کہ ہماری عقل
کہتی ہے کہ اللہ کسی شے کے مشابہ نہیں وہ بے مثل ہے اور جو اس قسم کے الفاظ قرآن و
حدیث میں آئے ہیں اونکے مفہوم ہمکو معلوم نہیں جو اونسے مراد ہے وہ اللہ ہی خوب جانتا ہے
اور نہ ہمکو یہ حکم ہے کہ ان الفاظ کے معانی اور حقیقت سمجھنے کی کوشش کریں بلکہ ہمکو
تو اس بات پر اعتقاد رکھنے کا حکم ہے کہ اللہ بے مثل ہے مگر متاخرین کہنے لگے کہ ان الفاظ کو
ظاہر پر جاری کرنا اور اونکی تفسیر کرنا چاہیے جیسا کہ کتاب و سنت میں وارد ہیں اور نہ تاویل
سے تعرض کرنا چاہیے اور نہ ظاہر پر توقف کرنا چاہیے پس یہ متاخرین تشبیہ خالص میں
مبتلا ہوگئے جو یہود کا طریق ہے اور یہ اعتقاد سلف[۱] کے خلاف تھا مگر بعض شیعہ
نے بہت غلو اور تقصیر سے کام لیا غلو اونکا یہ تھا کہ اپنے ائمہ کو اللہ کیساتھ تشبیہ
دینے لگے اور تقصیر یہ کہ اللہ کو بعض مخلوق کے ساتھ تشبیہ (۱) مگر جب معتزلہ اور متکلمین کے
مقالات زیادہ مشہور ہوگئے تو بعض شیعہ غلو اور تقصیر کو چھوڑ کر معتزلہ سے مل گئے

---

[۱] مراد سلف سے اصطلاح شرع میں اولاً و بالذات صحابہ یعنی رضی اللہ عنہم کا ہے پھر ثانیاً و بالعرض زمانہ تابعین کا پھر تبع تابعین
اور نہایہ میں ہے کہ سلف اور خلف کے درمیان فرق یہ ہے کہ سلف صالحین سے مراد تابعین کا صدر اول ہے اور خلف
تبع [illegible] جو تابعین کے بعد [illegible] گزرے ہیں اور صدر [illegible] نے کہا ہے کہ سلف سے مراد صحابہ اور [illegible] تابعین

اون سلف مین سے جو تاویل و تشبیہ کی طرف متوجہ ہوے یعنی مالک بن انس
احمد بن حنبل۔ سفیان اور داؤد اصفہانی یہانتک کہ عبد اللہ بن سعید بن
کلاب اور ابو العباس قلانسی اور حارث بن اسد ابو عبد اللہ محاسبی کا دور
شروع ہوا اگرچہ یہ بھی سلف کی چال ڈھال پر تھے مگر علم کلام سے مزاولت کرنے
لگے اور عقاید سلف کی تایید دلائل کلامیہ اور براہین اصولیہ سے کی اور
اب علم کلام ترقی کرنے لگا اور زبانی کلام سے نوبت تحریر کو پہنچی اور عقلون
کے تصرف اسمین بڑہنے لگے بعض نے کتابین بنائین اور بعض درس و تدریس مین
مشغول ہوئے یہانتک کہ ابو علی جبائی اور اوسکے تلمیذ رشید شیخ ابو الحسن اشعری کے درمیان
ایکبار مسئلہ صلاح و اصلح مین مناظرہ و مباحثہ ہوگیا اور جب اوس مباحثہ مین
جبائی لاجواب ہوگیا تو اشعری اور جبائی مین علیحدگی ہوگئی اور اشعری نے
اپنے لئے ایک علیحدہ مجلس مقرر کرلی اور مسند تعلیم و تعلم پر بیٹھ گئے اور بہت
لوگ اونکی اتباع کرنے لگے اور اب صفاتیہ اشعریہ کہلانے لگے اشعری مذہب اعتزال
کو چھوڑ کر طریق ابو محمد عبد اللہ بن سعید المعروف بہ ابن کلاب پر چلے اور اونہین
نے قوانین پر مسایل صفات و قدر مین کلام کیا اور مذہب سلف کی تایید قاعدہ
کلامیہ پر کی غنیۃ الطالبین مین لکہا ہے کہ عبد اللہ بن کلاب کے متبعون کو
کلابیہ کہتے ہین انکا مذہب یہ ہے کہ صفات باری تعالی نہ قدیم ہین نہ حادث
اور اوسکے صفات نہ عین ذات ہین اور نہ غیر ذات ہین اور قرآن مین جو آیا ہے
الرحمن علی العرش استوی یہان استوی سے مراد یہ ہے کہ ٹہرا نہین اور اللہ تعالی
ہمیشہ سے عرش پر ہے حالانکہ اوسکے لئے کوئی جگہ نہین اور قرآن کے لئے حروف
نہین اور طبقات شافعیہ مین لکہا کہ ابن کلاب اعلی درجہ کے متکلمین مین سے
اور اہل سنت مین سے تھے اور ابو الحسن اشعری ایک تو انکے طریق پر چلے

اور دوسرے حارث محاسبی ہیں[1] کے ابن کلاب کا انتقال سال دو سو چالیس ہجری کے بعد ہوا ہے اور حارث محاسبی نے امام شافعی کی صحبت پائی تھی اور تصوف اور حدیث اور کلام مین مسلمانونکے امام تھے انہین کی طرف اکثر متکلمین صفاتیہ منسوب ہین انکا شمار شافعیہ کے طبقہ اولے مین ہے بغداد مین سنہ ۲۴۳ مین انتقال ہوا ہے۔ نفحات الانس مین مذکور ہے کہ حارث محاسبی نے چالیس برس تک عدم ہوئے۔ اس سختی کے ساتھ مراقبہ کیا کہ دن رات دوزانو بیٹھے رہے مگر کسی چیز سے ٹیک نہیں لگائی امام فخر الدین رازی نے سورۂ انعام کی تفسیر مین تفسیر کبیر کے اندر لکھا ہے کہ جب اشعری اور جبائی مین بغض و خصومت زیادہ بڑہی تو اشعری نے اپنے استاد کے تمام مقالون پر اعتراض کئے ور روز بروز اشاعرہ و معتزلہ مین سلسلۂ خصومت بڑھتا رہا معتزلہ نے اپنی تقویت اور طرف ثانی کی تضعیف کے لئے براہین حکمیہ کو عقائد مین داخل کرنا شروع کیا اور اپنے مدعا پر اونسے استدلال کرنے لگے اسلئے معتزلہ کے مطالب کلامیہ دلائل حکمیہ و براہین فلسفیہ سے غلط ملط ہو گئی اور رفتہ رفتہ یہانتک فلاسفہ کی اتباع اور حکمت کے مسائل کا دامن پکڑا کہ عقل کو نقل پر ترجیح دینے لگے۔ جہان ظواہر آیات و احادیث انکے معقول کے مخالف ہوتین اونکی تاویل و توجیہ کرتے اشاعرہ نے اونکے مقابلہ مین اتنا مبالغہ کیا کہ ظواہر آیات و احادیث سے ذرا تجاوز نہین کرتے اور تاویل کا دروازہ بند کر دیا۔ اوس دن سے مسلمانون مین مذاہب مجسمہ اور عقائد مشبہہ پیدا ہو گئے۔ اور معتزلہ کی وجہ سے براہین فلسفیہ کو رد کرنے اور اونکی مذمت

---

[1] طبقات شافعیہ کی عبارت عربی یہ ہے عبد اللہ ابن سعید ابو محمد المعروف بابن کلاب بضم الکاف وتشدید اللام کان من کبار المتکلمین ومن اہل السنۃ ... الحارث المحاسبی اقتدی ابو الحسن الاشعری ۱۲ منہ

بیان کرنے لگا اور رفتہ رفتہ پھر خیال ہوا کہ جہاں علم حکمت کا ذکر کیا جاتا وہ مجلس مذموم سمجھی جاتی۔ اور جس قدر مسلمانوں کے خیالات مین وسعت ہوتی گئی عقائد مین بھی مذاہب پیدا ہوتی گئی۔

پس یہ ارشاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ میری امت ۷۳ فرقے ہوجائے گی ایک معجزہ ہے اسلئے کہ جو کچھ فرمایا تھا وہ بے کم وکاست ظہور مین آیا۔

ابن حزمؒ نے ملل ونحل مین لکھا ہے اہل اسلام کے پانچ فرقے ہین ایک اہل سنت دوسری معتزلہ اور انہین مین قدریہ داخل ہین تیسرے مرجیہ اور انہین مین جہمیہ وکرامیہ کا شمار ہے چوتھے شیعہ پانچوین خوارج انہین مین ازارقہ و اباضیہ ہین پھر ایک فرقہ انہین سے کئی فریق ہوگیا بڑا افتراق اہل سنت کا فقہ مین ہوا اور تھوڑا سا اعتقادات مین فتوے مین چار مذہب ہوگئے حنفی شافعی مالکی حنبلی اعتقاد مین تین گروہ ہوگئے اشعری ماتریدی حنبلی یہی چار فرقے سوائے اہل سنت کے سوا دین سے کسی کا خلاف اہل سنت کے ساتھ بعید ہے اور کسی کا قریب۔ مرجیہ کے فرقوں مین اہل سنت سے قریب وہ ہین جنکا قول ہے کہ ایمان کہتے ہین دل اور زبان دونون سے تصدیق واقرار کرنے کو۔ رہے سارے اعمال سو فقط فرائض وشرائع اسلام ہین ایمان مین داخل نہین۔ اور انہین اہل سنت سے بعید دو فرقے ہین ایک اصحاب جہم بن صفوان جنکا قول یہ ہے کہ ایمان صرف تصدیق بالقلب کا نام ہے اگرچہ مومن کفر وتثلیث کا کلمہ زبان سے کہے اور بت پرستی کرے اور یہ بطور تقیہ کے بھی ہو تب بھی ایمان نہین جاسکتا جب تک تصدیق بالقلب باقی رہے۔ دوسرے اصحاب محمد بن کرام جنکا قول یہ ہے کہ ایمان فقط زبان سے اقرار کرنے یعنی کلمہ شہادت کے پڑھنے کو کہتے ہین پس اگر کوئی شخص دل سے کفر کا معتقد ہو تو اوسکا

ملف از کتاب فتح الباری شرح صحیح بخاری ۱۲

ایمان باطل نہین ہو سکتا جبتک کہ باقی اسقدر باقی ہے - اسی طرح اور باقی
فرقونکا ذکر کیا ہے غنیۃ الاکوان مین لکھا ہے کہ معتزلہ مین اہل سنت سے
قریب وہ ہین جو کہ اصحاب حسین نجار و بشر بن غیاث مریسی ہین - اور بعید اونکے
اصحاب ابو ہذیل علاف ہین اور مذاہب شیعہ مین اہل سنت سے قریب اصحاب
حسن بن صالح ہین جنکا فرقہ صالحیہ کہلاتا ہے اور شیعہ زیدیہ مین شمار پاتا ہے
اور انمین سے بعید فرقہ امامیہ ہے رہی غلاۃ انکے سو وہ سرے سے مسلمان ہی نہین
بلکہ اہل ردت و شرک ہین اور قریب فرقہ خوارج مین اصحاب عبد اللہ بن یزید اباضی
ہین اور بعید اونکے ازارقہ ہین - رہے بطیخیہ اور وہ جو منکر کسی شے کے قرآن
مین سے ہین اور اجماع کے مخالف ہین جیسے عجاردہ وغیرہ سو وہ باجماع
کفار ہین انتہی واضح رہے کہ ہمنے فرقون کے بیان مین شرح مواقف وغیرہ
کی طرز اختیار کی ہے اسی واسطے ہمنے جہمیہ کو جبریہ مین اور کرامیہ کو قدریہ
مین اور مریسیہ کو مرجیہ مین ذکر کیا ہے وعلی ہذا القیاس - صاحب اشعۃ
اللمعات کا قول ہے کہ افتراق اس امت کا ۷۳ فرقون پر حدیث صحیح
سے ثابت ہے اس طرح کہ معتزلہ کے ۲۰ فرقے ہین اور شیعہ ۲۲ اور خوارج
۲۰ اور مرجیہ ۵ اور نجاریہ ۳ اور ایک ایک فرقہ جبریہ اور مشبہ اور ناجیہ
یعنی اہل سنت وجماعت کا - اور غنیۃ الطالبین مین مذکور ہے کہ ۷۳
فرقونکی اصل یہ دس فرقے ہین اہل سنت خوارج شیعہ معتزلہ مرجیہ
مشبہ جہمیہ ضراریہ نجاریہ کلابیہ اہل سنت کا ایک فرقہ ہے اور خوارج
کے ۱۵ فرقے ہین اور شیعہ کے ۳۲ اور معتزلہ کے ۶ اور مرجیہ کے ۱۲
اور جہمیہ ضراریہ نجاریہ کلابیہ کا ایک ایک فرقہ ہے اور مشبہ کے ۳ فرقے

شذورات الذہب مین بھی ابن اہدل سے نقل کیا ہے کہ فرقہ مریسیہ مرجیہ مین کا ایک فرقہ ہے جو منسوب ہے طرف بشر مریسی کے

ہین کل ٧٢ فرقے ہوگئے۔ اور بعضون نے ان ٧٢ فرقونکی اصول ٦ فرقے قرار دئے ہین جنکے یہ نام ہین جہمیہ قدریہ شیعہ حروریہ مرجیہ جبریہ اور پھر ہر ایک کے بارہ بارہ فرقے لکھے ہین اس حساب سے ٧٢ فرقے ہوگئے اور صاحب شرح وقایہ نے بھی کتاب الشہادہ مین سب فرقونکی اصول چھ ہی فرقے قرار دئے ہین اور یہ نام لکھے ہین جبریہ قدریہ شیعہ خوارج معطلہ مشبہ اور شیخ ابوالحسن اشعری نے اصول دس فرقے قرار دئے ہین شیعہ خوارج معتزلہ مرجیہ جہمیہ ضراریہ کلابیہ حسینیہ بکریہ مجسمہ اور امام فخرالاسلام نے بزدوی الکلام مین اونکی چھ قسمین ان نامونکے ساتھ مقرر کی ہین شیعہ نجاریہ قدریہ جبریہ مرجیہ مجسمہ۔ اور محمود الغزالی نے اپنے رسالہ مین اور ابن السلیح نے تذکرۃ المذاہب مین اور محمد صالح ابن محمد شریف خیرآبادی نے مؤیدالافاضل مین تمام فرقون کی اصول بھی چھ فرقے ذکر کئے مگر انہون نے بجائے مجسمہ کے جہمیہ کو ذکر کیا ہے۔ اور مؤلف بحرالمذاہب نے بھی انکے مطابق ذکر کیا ہے اور پھر ہر ایک کے بارہ بارہ فرقے بیان کئے ہین مگر یہ قلمی نسخے ایسی لکھی ہوئے ہین کہ اکثر نام ایک نسخے کے دوسرے کے مطابق نہین بلکہ صحیح بھی نہین پڑھے جاتے اور چونکہ اونکی وجہ تسمیہ لکھی ہے نہ کچھ تفصیل ذکر کی ہے اسلئے اور مشتبہ ہوگئے ہین اور صحت نہین ہوسکتی اور یہ خرابی اون کاتبون کی وجہ سے زیادہ پڑگئی ہے جو محض فارسی خوان ہوتے ہین تفصیل ان فرقون کی اس طرح ہے۔

شیعہ

علویہ ابدیہ شیعیہ اسحاقیہ زیدیہ عباسیہ امامیہ ناوسیہ متناسخیہ لاعنیہ راجعیہ متربصیہ

خوارج

ازرقیہ اباضیہ ثعلبیہ خازمیہ خلفیہ کوزیہ کنزیہ معتزلیہ میمونیہ محکمیہ اخنسیہ شمراخیہ

جبریہ

حسبیہ فکریہ خوفیہ حبیبیہ سابقیہ کسلیہ متمنیہ نجاریہ مفروغیہ معیہ افعالیہ مضطریہ

قدریہ

منزلیہ نظامیہ قاسطیہ متبریہ ناکثیہ ابدیہ وہمیہ شرکیہ شیطانیہ کیسانیہ ثنویہ احمدیہ

جہمیہ

واقفیہ قبریہ لفظیہ زنادقیہ فانیہ غیریہ مخلوقیہ حرقیہ واردیہ مترافیہ مرابضیہ معطلہ

مرجیہ

حشویہ مشبہہ بدعیہ اثریہ مستثنیہ منقوصیہ عملیہ تہمیہ شاکیہ راجیہ شاغیہ تارکیہ

حاشیہ متعلق صفحہ ۴۱

ك نسخۂ ب میں عبد [illegible] سرکار کو [illegible] نسخۂ ب میں
سکوان بن [illegible] اور نسخۂ الف میں [illegible] سے ۱۲ [illegible] نسخۂ ب میں
اور نسخۂ ب میں [illegible] الله [illegible] سے ۱۲ [illegible] نسخۂ ب میں [illegible]
ك نسخۂ ب میں [illegible] بن [illegible] سے اور سکوان بن [illegible]
دیگر الله بن [illegible] سکوان بن [illegible] سے اور نسخۂ ب میں [illegible] اور
اور نسخۂ [illegible] سے ۱۲ [illegible] اور [illegible] جابر [illegible]
اور [illegible] بن [illegible] سے اور [illegible] بن [illegible]
ہے کہ [illegible] بن خارجہ اور [illegible] بن [illegible]
بجائے [illegible] اور [illegible] ہے
ہے ۱۲ [illegible] نسخۂ ب میں [illegible] بن [illegible] اور
ہے [illegible] اور [illegible] بن [illegible] ہے ۱۲
[illegible] نسخۂ ب میں [illegible] اور [illegible] ہے
[illegible] نسخۂ ب میں [illegible] بن [illegible] ہے

حاشیہ متعلق صفحہ ۴۲

ك نسخۂ ب میں مذکور اور موجود بن [illegible]
ك نسخۂ ب میں مذکور اور مجیب بن کبیر ہے اور [illegible]
بن کبیر ہے ۱۲ ك نسخۂ ب میں مذکور اور موجود بن [illegible] ہے ۱۲
ك نسخۂ ب میں مذکور اور موجود بن حبیب اور مجیب بن [illegible]
ش نسخۂ ب میں مذکور اور مجیب بن [illegible] ہے ۱۲ [illegible] نسخۂ
مذکور اور مجیب بن [illegible] ہے ۱۲ ش نسخۂ ب میں مذکور اور
بن [illegible] ہے ۱۲ ش نسخۂ ب میں مذکور اور موجود بن [illegible] ہے
ك نسخۂ ب میں مذکور اور موجود بن [illegible] ہے ۱۲ ك نسخۂ ب میں
مذکور اور موجود بن [illegible] ہے ۱۲ ك نسخۂ ب میں مذکور اور موجود [illegible]
موجود بن [illegible] ہے ۱۲ ك نسخۂ ب میں مذکور اور مجیب بن [illegible]
ہے ۱۲ ك نسخۂ ب میں مذکور اور
موجود بن [illegible] ہے ۱۲

موید الافاضل اور تذکرۃ المذاہب وغیرہ مین لکھا ہے کہ انکے علاوہ سات فرقے
اور ہین دہریہ۔ صائبیہ۔ اباحیہ۔ باطنیہ۔ براہیہ۔ اشعریہ۔ کرامیہ۔ اور
صاحب کشف نے کہا ہے کہ فرقہاے اسلام کی اصول یہ آٹھ فرقے ہین۔
معتزلہ۔ شیعہ۔ خوارج۔ مرجیہ۔ نجاریہ۔ جبریہ۔ مشبہ۔ اہل سنت
وجماعت۔ اور تفصیل انکی یون ہے۔ معتزلہ کے ۲۰ فرقے ہین۔ واصلیہ
عمریہ۔ ہذیلیہ۔ نظامیہ۔ اسواریہ۔ اسکافیہ۔ جعفریہ۔ بشریہ۔
مزداریہ۔ ہشامیہ۔ حابطیہ۔ حدثیہ۔ صالحیہ۔ معمریہ۔ ثمامیہ۔ خیاطیہ۔
جاحظیہ۔ کعبیہ۔ جبائیہ۔ بہشمیہ۔ اور شیعہ ۲۲ فرقے ہین جنمین سے یہ ۱۸
غلاۃ کہلاتے ہین۔ سبائیہ۔ کاملیہ۔ مغیریہ۔ بنانیہ۔ جناحیہ۔ منصوریہ۔
خطابیہ۔ غرابیہ۔ ذمیہ۔ حکمیہ۔ سالمیہ۔ زراریہ۔ نعمانیہ۔ یونسیہ۔ زرامیہ۔
مفوضہ۔ نصیریہ۔ اسماعیلیہ۔ جو قرامطہ اور باطنیہ بھی کہلاتے ہین۔ باقی
چار فرقے یہ ہین۔ جارودیہ۔ سلیمانیہ۔ بتریہ۔ یہ تینون زیدیہ ہین اور امامیہ
جنہین اثنا عشری بھی کہتے ہین۔ اور خوارج ۲۰ فرقے ہین محکمہ۔ بیہسیہ۔
ازارقہ۔ نجدات۔ اصفریہ۔ اباضیہ۔ میمونیہ۔ حمزیہ۔ شعیبیہ۔ حازمیہ۔
خلفیہ۔ اطرافیہ۔ معلومیہ۔ مجہولیہ۔ صلتیہ۔ ثعالبہ۔ یہ دسون
عجاردہ کہلاتے ہین۔ اخنسیہ۔ معبدیہ۔ شیبانیہ۔ مکرمیہ۔ یہ چارون فرقے

تتمہ حاشیہ صفحہ ۴۲

ك نسخہ تذکرہ اور موید مین [illegible] ہے [illegible] نسخہ تذکرہ اور موید مین [illegible] ہے [illegible]

[illegible]

حاشیہ صفحہ [illegible]

[illegible]

ثعالبیہ کی شاخ ہین اور مرجیہ کے ۵ فرقے ہین ۔ یونسیہ ۔ عبیدیہ
غسانیہ ۔ ثوبانیہ ۔ ثومنیہ ۔ اور نجاریہ کے تین فرقے ہین برغوثیہ ۔
زعفرانیہ ۔ مستدرکہ اور ایک ایک فرقہ جبریہ اور مشبہہ اور اہل سنت وجماعت
ہے ۔ جہمیہ جبریہ ہین اور کرامیہ وحشویہ مشبہہ ہین اور ان فرقون مین بعضے
قدریہ بھی ہین ۔ یہ تہتر فرقے جو مشہور ہین انمین بھی کئی فرقے مثل شاخون
کے ظاہر ہوے ہین جو شخص جس فرقہ کا کام کریگا اوس مین شمار پائے گا
اور ان شاخونکی وجہ سے شمار فرقون کا تہتر سے بڑھگیا ہے ۔ میر سید شریف
نے تعریفات مین لکھا ہے اہل اہوا[1] سے مراد وہ اہل قبلہ ہین جنکا عقیدہ اہل
سنت کا سا نہین اور وہ جبریہ اور قدریہ اور شیعہ اور خوارج اور معطلہ اور
مشبہہ ہین اور انمین سے ہر ایک کے بارہ فرقے ہین اس صورت مین بہتر
فرقے ہوگئی مگر یہ قول سید صاحب کا تحقیقی نہین اسلئے کہ اسی قدر فرقون مین اہل اسلام
کے فرقونکا حصر نہین ہے بہتر سے بہت زیادہ تعداد ہوگئی ہے اور آنحضرت
نے جو تہتر کا عدد فرمایا ہے وہ غالباً انحصار کیلئے نہین بلکہ اظہار کثرت مقصود ہے
اب غور کرو کہ عامہ مصنفین نے انحصار بڑی بڑی گروہ اسلام کا نو فرقون مین کیا ہے ۔
اہل سنت وجماعت ۔ معتزلہ ۔ شیعہ ۔ خوارج ۔ مرجیہ ۔ نجاریہ ۔ جبریہ ۔ قدریہ ۔ مشبہہ

فرقہ اہل سنت وجماعت

انمین بھی باہم اختلاف پیدا ہوکر کئی فرقے اور مذہب ہوگئے ہین ۔ مین مناسب
سمجھتا ہون کہ ان مذاہب کے بیان سے پہلے فروع اور اعمال مین اختلاف پیدا ہونیکی

---

[1] ہوی عبارت ہے خواہش مذموم سے اور اہل ہوی ایک فرقہ معین نہین بلکہ جو مخالف سنت کے ہے بتاویل فاسدہ وہ اہل ہوی ہے۔ منتخب مین ہے کہ اہل ہوی وہ لوگ ہین جو طریقہ اہل سنت وجماعت سے بجوری کرین اور اہل مبتدع ہون یعنی انکو مسلمان کہتے ہون ۱۲

کیفیت بیان کردن عقائد واصول مین اختلاف واقع ہونی کا حال سے پہلے مذکور ہوچکا ہے
یاد رکھو کہ اختلاف مسائل شرعی مین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے
بعد پیدا ہوا ہے تاج الدین اسمٰعیل قونوی شارح حاوی کا بیان ہے کہ پہلا
خلاف جو صحابہ مین واقع ہوا وہ ایک فرائض کے مسئلہ مین ہوا ہے چونکہ اوسمین
رائین بہت مختلف ہوتین اسلئے اوسکا نام مسئلہ خرقا ہے ایک شخص مرا اور
ایک بہن ایک ماں ایک جد اوسکے وارث رہے ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہمشیر
کو نصف ترکہ دینا چاہیئے اور ماں کو تہائی باقی جو بچے وہ دادا کا ہے۔ اور عمر
رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بہن کا نصف اور باقی مین سے ماں کا تہائی ہے اور جد کا
دو تہائی ہے اور عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ کل مال کے تین حصے کرکے
ہر ایک کو ایک ایک حصہ دینا چاہیئے اور حضرت ولایت پناہ رضی اللہ عنہ نے
کہا کہ ہمشیر کا نصف ہے باقی نصف دادا اور ماں کو دینا چاہیئے اور زید بن ثابت
نے کہا کہ ماں کا تہائی ہے اور باقی مین سے دادا کا دو تہائی اور ہمشیر کا تہائی
قاضی عضد نے شرح مختصر مین لکھا ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہما مسئلہ
عول مین حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور ابن مسعود کے مخالف تھے۔ اور شرح
فرائض مین میر سید شریف نے لکھا ہے کہ جسنے اول مسئلہ عول کا حکم کیا وہ حضرت
عمر رضی اللہ عنہ ہین اور شرح مختصر مین یہ بھی لکھا ہے کہ ایک حاملہ عورت کو
حضرت عمر نے طلب کیا اوسکا حمل ساقط ہوگیا حضرت عثمان اور عبدالرحمن
ابن عوف نے حضرت عمر سے کہا انما انت مودب لا نری علیک شیئاً یعنی بے
شک تم صاحب ادب ہو تم مین ہم کوئی نقصان نہین پاتے اور حضرت علی نے کہا
ان کان عثمان قد اجتہد فقد اخطاء وان لم یجتہد فقد غشک یعنی اگر
حضرت عثمان نے اجتہاد کیا تو خطا کی اور اگر اجتہاد نہین کیا تو تمہین

دہوکا دیا اور روز بروز خلاف کا دائرہ وسیع ہونے لگا اور مجتہد بڑہنے لگے
مگر چوتہی صدی سے پہلے کسی مذہب معین کی قید نہ تہی یہانتک کہ بغداد
کو لشکر چنگیز خانی نے پامال کر دیا اور سلطنت اہل اسلام کی برباد ہوگئی تو
لوگون کی رائے مذاہب اربعہ پر قرار پائی اسلئے کہ یہ مذاہب اور مذاہب
کی بہ نسبت کسی قدر مدون ہو چکے تہے مگر ابہی تک کوئی تقلید کو واجب
نہین جانتا تہا بلکہ عوام کے لئے تقلید کو مستحسن خیال کرتے تہے علما کے حق مین تقلید
مکروہ جانتے تہے بعد اسکے علم کی کمی ہوتے ہوتے اور جہل پہیلتے پہیلتے تقلید
کی ضرورت نے ترقی کی اور علمائے مذاہب اربعہ تمام عالم مین پہیل گئے اور
ان مذاہب کی تقلید معتبر ہوگئی اور بعض اہل تحقیق جو تقلید سے محتاج نہ تہے
وہ خاص اس ضرورت سے تقلید مین پڑگئے کہ عامۂ خلق اونسے منحرف ہوجاتے
اور برا نہ جاننے لگے اور پہر بہی بعض ایک مذہب پر چلنا نہ اپنے لئے پسند کرتے
تہے اور نہ اور لوگون کو اپنے فتوون پر پابند ہونیکی خواہش رکہتے تہے لفظ
اہل سنت عموماً ان مذاہب اربعہ اور دوسرے اصحاب مذاہب متبوعہ
جیسے مذہب سفیان ثوری اور داؤد ظاہری کو بہی شامل ہے اہل سنت کا انحصار
انہین چار گروہ مین نہین ہے انہین سے سفیان ثوری کا مذہب اونکے سلوک
مین چہپ گیا ہے تاج المکلل مین لکہا ہے کہ فرج بن برقوق چرکسی نے جسکا لقب
ناصر ہے اور ۸۰۱ھ ہجری مین پیدا ہوا تہا چارون مصلی بیت الحرام مین
قائم کئے ہین ــ اور مجتہدان مذاہب اربعہ مین سے اول امام ابو حنیفہ
نعمان بن ثابت ہین یہ ۸۰ھ مین پیدا ہوئے نعمان نام تہا ابو حنیفہ کنیت
امام اعظم لقب مگر کنیت حقیقی نہین ہے امام کی کسی اولاد کا نام حنیفہ نہ تہا یہ
کنیت وصفی معنی کے اعتبار سے ہے یعنی ابو الملۃ الحنیفہ قرآن مین خدا نے

مسلمانون سے خطاب کرکے کہا ہے واتبعوا ملۃ ابراہیم حنیفا - یعنی تابع ہوجاؤ
دین ابراہیم کے جو مستقیم تھا امام نے اس نسبت سے اپنی کنیت ابوحنیفہ اختیار
کی اور دوبارا ونکو عہدہ قضا اختیار کرنے کی تکلیف دیگئی جوکہ شرائط موجود نہ
تہین اسلئے اونہون نے قبول نکیا اول بار کوفہ مین یزید بن عمر بن ہبیرہ نے جو
مروان حمار کی طرف سے کوفہ کا گورنر تھا اونکو اس عہدہ کی اختیار کرنیکے
لئے کہا اور انکار کرلے پر اونکے سو کوڑے اس طرح لگوائے گئے کہ دس دن
تک ہر روز دس کوڑے لگوائے جاتے تہے اور دوسری بار بغداد مین منصور دوانقی
خلیفہ بغداد نے اونکے لئے قضا کا عہدہ تجویز کیا امام نے انکار کیا تو تیس کوڑے
لگوائی اور بعض کہتے ہین کہ سو کوڑے لگوائی اور قید کردیگئے اور قید ہی مین ۱۵۰ھ مین وفات پائی
ثابت مہرگان کے دن حضرت علی علیہ السلام کی خدمت مین فالودہ لیگئے تہے
اونہون نے ثابت کے حق مین دعا کی تہی دعا کی برکت سے اونمین اور
اونکی اولاد مین علم پیدا ہوا ثابت کے باپ کا نام زوطا ہے اور زوطا
دراصل کابل کا یا بابل کا باشندہ رہنے والا تہا کہ غلامی کا طوق اوسکی
گردن مین پڑگیا اور قبیلہ بنی تیم اللہ بن ثعلبہ کی ایک عورت نے خرید
لیا تہا اسلئے امام کا خاندان مولے بنی تیم اللہ کہلاتا ہی پہر زوطا آزاد بہی
ہوگیا تہا اور ثابت اوسکی حالت اسلام مین پیدا ہوئے تہے مگر خطیب
مورخ بغداد نے اسمعیل بن حماد بن امام ابوحنیفہ سے نقل کیا ہے

لہ دیکھو تاریخ [illegible] ۱۲ لہ طبقات الحفاظ مین ذہبی نے کہا ہے مات سنۃ خمسین ومائۃ وقیل سنۃ ۱۵۱ وقیل سنۃ ۱۵۳ اور [illegible]
مین لکہا ہے [illegible] رضی اللہ عنہ مات سنۃ مائۃ وخمسین وقیل انہ مات سنۃ احدی وخمسین وغلطوا قائلہ ۱۲
لہ [illegible] مین لکہا ہے زوطا بضم الزاء وسکون الواو وفتح الطاء فالف تانیث مقصورۃ کما
ذکرہ الامام النووی [illegible] علی وزن موسی اور طبقات [illegible] فتح زا کے ساتھ ہے اور تاریخ ابوالفدا
مین لکہا ہے کہ اس نام مین طا بے نقطہ ہے ۱۲ لہ نہایت الارب فی معرفۃ قبائل عرب مین لکہا ہے
کہ بنو تیم اللہ ایک بطن ہے بکر بن وائل سے [illegible] عدنانیہ مین [illegible] اور تیم اللہ کا سلسلہ نسب یہ

که هم کبهی کسی کی غلامی مین نهین آئے اور بعضون نے امام ابوحنیفه کا
نسب یون بیان کیا ہے که نعمان بن ثابت بن نعمان بن مرزبان اور ابو
مطیع نے اونکو نسل عرب سے شمار کیا ہے اور سلسله نسب یون بیان کیا ہے
نعمان بن ثابت بن زوطا بن یحیے بن زید بن اسد بن راشد انصاری اور بعض
ابو اسحاق نے شجرۂ نسب کے متعلق یه روایت نقل کی ہے نعمان بن ثابت
بن کاوس بن هرمز بن بهرام امام صاحب شاگرد هین حماد کے اور حماد
ابراهیم نخعی کے اور ابراهیم نخعی علقمه کے اور علقمه عبدالله بن مسعود صحابی
کے امام صاحب کی طرف ایک وصیت اور ایک عقائد کا مختصر سا رساله منسوب ہے
اوسے فقه اکبر کہتے هین اور ایک مسند بهی اونکی طرف منسوب ہے جو قاضی
القضاة ابو المؤید محمد بن محمود بن محمد خوارزمی کی تالیف ہے که ۶۵۳ مین

تتمه حاشیه صفحه ۲۷ و حاشیه صفحه ۲۸

اوسکو رواج دیا تھا اور امام اعظم کی مسانید کو کہ علمائے سابق نے مرتب
کی تھین اس مسند مین جمع کر دیا ہے چنانچہ خود خطبہ مین اس بات
کی تصریح کی ہے اون مسانید سابق مین سے دو مسند جو بہت مشہور تھین
ابتک متداول ہین ایک مسند یعقوب بن حارثی کی دوسری مسند حسین بن
محمد بن خسرو کی **فائدہ**
در مختار مین امام ابوحنیفہ کے جهان اور اوصاف لکھی ہین اونمین یہ بہی لکھا ہے
یحکم بمذہبہ عیسی علیہ السلام یعنی امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے موافق عیسی
علیہ السلام حکم کرینگے اور حلبی محشی نے اسکا مطلب یون بیان کیا
ہے کہ حضرت مسیح اجتہاد کرینگے اور اونکا اجتہاد
امام ابوحنیفہ کے اجتہاد کے موافق پڑے گا لیکن شافعیہ توافق اجتہاد
امام شافعی کے مدعی ہونگے سید احمد طحطاوی حنفی نے بعد نقل کلام حلبی
کے لکھا ہے کہ جماعت حنفیہ کو ایسے الفاظ موہمہ بولنا ہرگز لائق نہین
ہے ایسی باتون سے منقبت ثابت نہین ہوتی بلکہ قائل کی مذمت ثابت ہوتی
ہے حضرت عیسی علیہ السلام معصوم مطلق ہین اور امام ابوحنیفہ مجتہد
ہین اور مجتہد کبھی خطا کرتا ہے اور کبھی صواب کو پہونچتا ہے یہی وجہ ہے
کہ اونکی صاحبین نے اکثر مین ثلث احکام سے اونکا خلاف کیا ہے تو کیونکر تقلید

بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۸

اسکے علاوہ ابومطیع بلخی جو اس کتاب کا راوی ہے دین حدیث روایت مین چنداں مستند نہین جس الیی مشتبہ کتاب جیسا
ثبوت صرف ابومطیع کی روایت پر منحصر ہے محدثانہ اصول پر قابل تسلیم نہین میرا خیال ہے کہ ابومطیع بلخی نے ایک رسالہ
بیجا بطور خود بنایا ہے سابق الفقہ سے کچھ لیا ہے رفتہ رفتہ وہ امام صاحب کیطرف منسوب ہوگیا اس خیال کی تائید
اس سے ہوتی ہے کہ علامہ ذہبی نے عبری اخبار من غبر مین ابومطیع کا جہان ذکر کیا ہے ان
لقبون سے کیا ہے کہ صاحب الفقہ الاکبر جسکے متبادر معنی یہی ہین کہ خود ابومطیع اوسکے
مصنف ہین میرا یہی خیال ہے کہ فقہ اکبر کی موجودہ ترتیب و عبارات ابومطیع کے زمانہ
سے بھی بہت بعد کی ہے ۱۲ منہ

کرے وہ شخص جو معصوم ہے کبھی خطا نہین کرتا اوس شخص کی جسکی صفت
مخطی و مصیب ہے امام صاحب کی فضیلت ایسی ہی اصل چیز کے ساتھ ثابت
کرنا جسکی تنقیص انبیا علیہم السلام کی لازم آئے کیا ضرور ہے جبکہ اونکے
فضائل و اقعیہ بیشمار کو جو دہین علمای محققین نے کتابین تصنیف کی ہین
اگر امام ابوحنیفہ ایسی افترا کو سنتے تو قائل کی نسبت کیا فتوے دیتے
دوسرے امام مالک ابوعبداللہ بن انس بن مالک بن ابوعامر اصبحی
یمین کر ۹۳ سنہ مین مدینہ کے اندر پیدا ہوے ابوعامر صحابی تھے اور یہ انس
بن مالک غیر ہین اون انس بن مالک سے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے خادم تھے شیخ فریدالدین عطار نے تذکرۃ الاولیا مین انکا ذکر نہین
کیا ہے باوجودیکہ اور تینون ائمہ کا حال بیان کیا ہے مدینہ مین انکا مکان وہ تھا
جو مکان ابن مسعود کا تھا اور مسجد نبوی مین اوس مقام پر بیٹھا کرتے
تھے جہان حضرت عمر بیٹھتے تھے احیاء العلوم مین انکے زہد و سلوک
کی بہت سی حکایتین لکھی ہین امام مالک نے ابتدائے عمر مین علم نہایت
تنگدستی کی حالت مین سیکھا تھا اپنے مکان کی چھت اوکھیڑتے اور اوسکی
لکڑیان فروخت کرکے کتابین خریدتے بعد اسکے اونکے جانب دولت
نے ایسا رخ کیا کہ نہایت امارت اور خدم و حشم کے ساتھ رہنے لگے
۱۷ برس کی عمر مین مسند افادہ پر قدم رکھا تھا اور مجلس مین اونکے
اعلی درجہ کا ہیبت و وقار ہوتا تھا سفیان اور بشر حافی اونکے مجلس
مین حاضر ہوتے اور اونکی شاگردی کو فخر جانتے تھے امام مالک
سے کسی نے سوال کیا کہ قرآن مخلوق ہے یا غیر مخلوق امام صاحب
نے فرمایا کہ اس زندیق کو مار ڈالو کہ اسکے کلام سے بہت سے

سے فتنے پیدا ہونگے اور ایک آدمی نے اونسے دریافت کیا کہ استویٰ علی العرش کے
کیا معنی ہین اونہون نے بہت غور کے بعد جواب دیا الکیف منہ غیر معقول
والاستواء منہ غیر مجہول والایمان بہ واجب والسوال عنہ بدعۃ اور فرمایا کہ اس
شخص کو ہماری مجلس سے نکال دو کہ یہ صاحب بدعت ہے انہون نے حدیث
مین کتاب جمع کر کے موطا نام رکھا ہے اونہون نے اول موطا مین دس
ہزار حدیثین لکھی تہین پھر آہستہ آہستہ انتخاب کرتے رہے اور موجودہ حالت تک
نوبت پہونچی اور وہ جبتک زندہ رہے موطا مسودہ ہی رہا اسلئے اوسکے
نسخے مختلف طرح کے ہین کہ ہر ایک نسخہ کی ایک علحدہ طور پر ترتیب ہے
بستان المحدثین مین سولہ نسخون کا حال بیان کیا ہے سوائے موطا کے کوئی
کتاب اسوقت ایسی موجود نہین جو تبع تابعین کی تالیف سے ہو اہل حدیث
کہتے ہین کہ جب حدیث اونکی روایت سے ثابت ہو وہ نہایت صحیح ہے۔
جب ہارون الرشید حج کو گیا تو امام مالک سے موطا کو سنا اور تین ہزار
دینار رشید نے اونکو دئے اور یہ استدعا کی کہ آپ میرے ہمراہ چلئے میرا یہ ارادہ
ہے کہ مسلمانون کو اس کتاب پر جمع کرون جیسا کہ حضرت عثمان نے
مسلمانون کو قرآن پر جمع کیا تہا امام مالک نے جواب دیا کہ یہ بات
مناسب نہین اسلئے کہ حضرت سرور عالم کی وفات کے بعد اونکے اصحاب
جابجا ملکون مین پھیل گئے تہے اسلئے ہر شہر والونکے پاس علم ہے اور حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میری امت کا اختلاف رحمت ہے
اور امام مالک نے مدینہ کو نہ چھوڑا اور وہین ۱۷۹ھ مین انتقال کیا منصور
نے انکو حکم دیا تہا کہ آپ طلاق مکرہ کے باب مین حدیث نہ بیان کیا
کیجے۔

[illegible] بعض [illegible] نے جو اکثر [illegible]

اور [illegible] ہوئی اسی واسطے ذہبی نے [illegible] ضعیف [illegible]

[illegible] نے انکو [illegible] سے ہٹایا ابن حزم نے [illegible]

[illegible] مالک کے مذہب نے عالم میں بوجہ ریاست [illegible]

اپنا پایا ہے۔

تیسری امام شافعی ابوعبداللہ محمد بن ادریس بن عباس بن
عثمان بن شافع بن سائب بن عبید بن عبد یزید بن ہاشم بن
عبدالمطلب ہیں سائب جنگ بدر میں مسلمان ہوئے تھے پس شافعی باپ کی طرف
سے مطلبی ہیں اور ماں کی طرف سے ہاشمی جرجانی فقیہ حنفی نے [illegible]
گویا کہ اونکی اس نسب کو تسلیم نہیں کرتے بلکہ اونکو ابولہب کے غلام
کی اولاد قرار دیتے ہیں یہ جرجانی کا تعصب ہے اور یہ بہتان اوسی بہتان
سے اسپر باندھا ہے کہ لوگ امام ابوحنیفہ کو غلام کی اولاد بتاتے ہیں
امام شافعی سنہ ۱۵۰ھ میں مقام غزہ یا عسقلان یا یمن میں پیدا ہوے
اور جب دو برس کے ہوے تو اونکو مکہ کو لیگئے وہاں نشو و نما پائی پندرہ
برس کی عمر میں انکو انکے استاد مسلم بن خالد زنجی نے افتا اور تدریس
کی اجازت دیدی تھی پھر مدینہ کو گئے اور امام مالک کے شاگرد ہوئے
اور جب تک وہ زندہ رہے اونہیں کے دامن سے [illegible]
امام شافعی علم کلام کی مذمت بیان کیا کرتے تھے اور [illegible]
[illegible] ہیں جنہوں نے اصول فقہ میں تصنیف کیا [illegible]

[illegible]

شافعی سنہ ۱۹۸ھ مین بغداد گئے تہے اور وہان ایک مہینے کے قریب رہکر مصر کو چلے گئے اور وہین ۵۴ برس کی عمر مین رجب سنہ ۲۰۴ھ فوت ہو کر قرافہ مین مدفون ہوئے

ایک مسند بہی امام شافعی کی طرف منسوب ہے جسکی حقیقت یہ ہی کہ جن احادیث کو امام شافعی اپنے شاگردون سے بیان کیا کرتے تہے اونہین سے جس قدر حدیثین ربیع بن سلیمان شاگرد بیواسطہ امام شافعی سے ابو العباس محمد بن یعقوب اصم نے سنی ہتین اونکو ابو جعفر محمد بن مطر نیشاپوری نے کتاب ام و مبسوط سے چہانٹ کر علیحدہ جمع کیا ہے چونکہ یہ کام ابو العباس اصم کی فرمایش سے وقوع مین آیا ہے اسلئے وہی مسند امام شافعی کی طرف منسوب کی گئے ہے۔ بعضی کہتے ہین کہ خود ابو العباس نے ان احادیث کو انتخاب کیا تہا اور محمد بن مطر صرف کاتب تہا۔ مگر یہ کتاب نہ مسندون کے طور پر ہے نہ ابواب کی ترتیب اس مین ہے مسند محدثین کی اصطلاح مین اوس کتاب کو کہتے ہین جسکی احادیث کو صحابہ پر ترتیب دین مثلاً روایات حضرت ابو بکر کو علیحدہ اور روایات حضرت عمر کو جدا لکہین۔

چوتہے امام احمد بن محمد بن حنبل شیبانی مروزی بغدادی ہین جو بغداد مین سنہ ۱۶۴ھ مین مہدی محمد بن ابو جعفر منصور کے عہد مین پیدا ہوئے ان کا نسب ربیعہ بن معد بن عدنان سے ملتا ہے امام شافعی سے فقہ اور اصول فقہ سیکہا تہا مگر تاسف کرتے تہے کہ مین امام مالک کے ساتہ نہ جمع ہوا اس لئے کہ امام مالک اوس سال فوت ہوگئے جب انہون نے علم حدیث کو شروع کیا نہایت کریم الخلق متودب اور متواضع تہے پانچ بار حج کیا قتیبہ بن سعید کہتے تہے کہ ثوری کے ساتہ ورع مرگیا شافعی کے ساتہ سنن مرگئے احمد مرینگے تو بدعت ظاہر ہو جاینگے سلف کے موافق تہے قول تنزیہ و نفی تشبیہ مین اور بعض جگہ تاویل بہی کرتے تہے امام احمد کے بہتیجے کہتے تہے کہ مین نے اپنے چچا سے سنا ہے کہ ایکبار مناظرہ مین

بجہر محویت بحث کی کہ حدیث مین آیا ہے کہ قیامت مین سورہ بقرہ اور سورہ
تبارک آئے گی مین نے جواب دیا کہ اس سے مراد یہ ہے کہ انکا ثواب آئیگا اور
قرآن مین آیا ہے وجاء ربک والملک صفاً صفا مین نے کہا کہ اس سے مراد یہ
ہے کہ اللہ کی قدرت آئیگی - امام احمد کا یہ مذہب ہے کہ قرآن غیر مخلوق
ہے جب اونسے کہا گیا کہ اس سے تشبیہ لازم آتی ہے تو بولے کہ اللہ یکتا ہے
کوئی اوسکی مشابہ نہین جب اونہون نے یہ رای ظاہر کی کہ قرآن غیر مخلوق ہے
تو معتزلہ کے زور اور رسوخ کی وجہ سے ماہ رمضان ۲۲۰ھ مین کہ خلیفہ معتصم عباسی
کا عہد تھا ۲۹ کوڑے لگوائے گئے اور قید کئے گئے تاکہ اپنے اس
قول سے پھر جائین مگر یہ اپنے قول سے نہ پھرے اور قرآن کو مخلوق نہ کہا
متوکل انکی بہت تعظیم کرتا تھا ایک روز متوکل سے ایک شخص نے بیان کیا
کہ احمد حنبل آپکے باپ دادا کو زندیق کہتے ہین اور انکو برائی سے یاد کرتے ہین
متوکل نے جواب دیا کہ مامون نے ایسی باتین ملادی تھین کہ لوگونکو اوسپر اعتراض
کرنے کی گنجایش ہوئی اور ابو اسحاق معتصم محمد بن ہارون الرشید جنگجو تھا اور اسکو
کلام کی بصیرت نہ تھا اور میری بھائی واثق باللہ ہارون بن معتصم کے حق مین
جو کچھ کہا جاتا ہے وہ اوسکے لئے مستحق ہے اور حکم دیا کہ اس شخص کے
دو سو کوڑے لگائے جائین جس افسر کو اس حکم کی تعمیل کے لئے متعین کیا
تھا اوسنے بجائے دوسو کے پانسو کوڑے لگوائے متوکل نے اس زیادتی کا سبب
دریافت کیا تو اوس افسر نے عرض کی کہ دوسو تو آپکی تعمیل حکم کے موجب لگائے
ہین اور دوسو خدا کی رضامندی کے لئے لگائے اور سو اس وجہ سے لگائے
کہ اوسنے امام احمد جیسے نیک آدمی پر افترا کیا تھا - امام احمد کی بہت
سی تصنیفین ہین اونمین سے ایک تفسیر ہے کہ نہایت بسط سے لکھی ہے اور کتاب

الزہد اور کتاب الناسخ والمنسوخ اور کتاب المناسک الکبیر اور کتاب المناسک الصغیر
اور کتاب حدیث شعبہ اور کتاب فضائل صحابہ مین اور کتاب فضائل حضرت ابوبکر
مین اور کتاب فضائل حسنین مین اور کتاب تاریخ مین اور کتاب الاشربہ مگر
یہ کتابین متوسط درجہ پر مین - دوسرے محدثین کی کتابین ان بیانات مین انکی
کتب سے کم نہین بلکہ تفوق رکہتی ہین ایک بہت ضخیم مسند بہی انکی تالیف
سے ہے کہ جسکو بطور بیاض کے اپنی حیات مین جمع کیا تھا اور ترتیب و
تہذیب نہین کرنے پائے تہے کہ (۷۷) برس کی عمر مین ۲۴۱ھ مین بغداد مین عہد
خلافت متوکل مین انتقال کر گئے اونکے بعد اونکے بیٹے عبد اللہ پھر ابوبکر
قطیعی نے جنہنے اس کتاب کو عبد اللہ سے روایت کیا تہا کچھ اس مسند مین زیادہ
کیا اور حسن بن علی نے اس کتاب کو اجزا پر تقسیم کیا یہ حسن وہ ہے جسنے
قطیعی سے اس مسند کو روایت کیا ہے امام کے بیٹے نے اگرچہ اس کتاب
کی ترتیب و تہذیب کی ہے مگر خطائین بہی بہت سی کی ہین کہ مدنیون کو شامیون
مین اور شامیون کو مدنیون مین درج کر دیا ہے - اس مسند مین کل چالیس ہزار
اور بقولی تیس ہزار حدیثین ہین اور امام احمد نے اسکو ساڑہے سات لاکھہ
احادیث سے انتخاب کیا ہے اور اسمین اٹھارہ مسند ہین اور ایک سو چوبیس اجزا
پر منقسم ہے - امام ابو حنیفہ کا مذہب امام احمد کے بالکل موافق ہے کہین تھوڑا
سا فرق ہے اور امام شافعی کا مذہب زیادہ تر امام احمد کے مذہب کے
مخالف ہے ایک سو چالیس مسئلے اصول مسائل مین سے ایسے ہین کہ اونمین
امام احمد امام ابو حنیفہ کے ساتہ موافق ہین اور شافعی کے ساتہ مخالف نواب
صدیق حسنخان نے تقصار وغیرہ مین نقل کیا ہے کہ علم حدیث مین کسی کو وہ حق
حاصل نہین جو امام احمد حنبل کو ہے اور اسکے مذہب مین جتنے ائمہ حدیث

گذری ہین وہ اور کسی مذہب مین کم گذرے ہین ۔ ابن تیمیہ اور ابن قیم اونکے
مذہب پر تہے خصوصًا حضرت شیخ عبد القادر جیلانی بہی اونکے مذہب
مین تہے ۔ مگر ابن تیمیہ کی باتون مین اسنے مخالف بہی ہین نامہ دانشوران
مین لکہا ہے کہ شیخ تقی الدین احمد ابن تیمیہ اللہ کے لئے جہت اور جانب
ثابت کرتے تہے سمجہتے تہے کہ نفی جہت سے نفی صانع لازم آتی ہے مگر مولانا
شاہ ولی اللہ نے اپنے ایک مکتوب مین لکہا ہے کہ ابن تیمیہ کی نسبت جو کچہ
باتین مشہور ہین مثلا (۱) استوی علی العرش کے معنی فوق العرش کہتے
تہے سو اس مسئلہ مین جو مذہب انکا ہے وہی ابو الحسن اشعری کا ہے اشعری
اپنی ایک کتاب مین سے لکہتے ہین کہ مین صفات الہی کے مسئلہ مین اور اللہ کے
فوق العرش ہونے کے بارے مین امام احمد کے مذہب پر ہون اور اسکے معنی یہ
نہین کہ اللہ کو عرش کیساتہہ جو خصوصیت ہے وہ اور مخلوق کے ساتہہ نہین پس اس خصوصیت
کو استوا کے ساتہہ تعبیر کیا ہے جیسا کہ انکشاف مسموعات و مبصرات کو
سمع و بصر کے ساتہ تعبیر کیا ہے ۔ (۲) نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت
کو جانا ممنوع قرار دیتے تہے یہ بہی تحقیق کے خلاف ہے اونہون نے مطلقا
زیارت کو منع نہین کیا ہے بلکہ خاص زیارت کے ارادہ سے سفر اختیار کرنے
کو منع کیا ہے اور یہ حدیث نبوی کے مطابق ہے (۳) غوث قطب
و خضر کے وجود سے انکار کیا ہے اور صوفیہ کے ساتہ اس باب مین متفق نہین
مگر یہ باتین کتاب و سنت سے ثابت کب ہین (۴) محمد بن حسن عسکری
کو امام محجوب نہین مانتے جو شیعہ کے نزدیک امام دوازدہم ہین یہی عقیدہ اہل
سنت کا بہی ہے (۵) جناب امیر کے ساتہ بے ادبی کی ہے مگر یہ اونپر
افترا ہے اصل یہ ہے کہ شیعہ نے جس طریق سے خلفائے ثلثہ پر طعن

گئے ہین ابن تیمیہ نے اوسی قسم کی باتین جناب امیرؑ مین ثابت کی ہین جنکا
شیعہ کو بہی اعتراف ہے تاکہ معلوم ہو جائے کہ یہ باتین منقصت کا موجب نہین
اور جن باتون سے شیعہ نے جناب امیرؑ کی تفضیل ثابت کی ہے ابن تیمیہ نے خلفائے
ثلثہ کی تفضیل کے لئے وہ باتین بتائی ہین مگر شاہ صاحب کو ابن تیمیہ کے واقعی
عقیدے کے خبر نہی جو اونکو اللہ تعالے کے لئے جہت اور جانب کے ثبوت
کا ہے ورنہ اس باب مین ایسی تاویل کرتے۔ جو رائے امام احمد حنبل اور اشعری
کی ہے یہ اوسپر نہین۔ ابن بطوطہ نے اپنے رحلہ مین مقام دمشق کے حال مین
لکہا ہے کہ مین ابن تیمیہ کے وعظ مین جمعہ کے دن حاضر ہوا تہا وہ مسجد جامع
مین ممبر پر بیٹہے وعظ کہتے تہے اوسوقت اونہون نے یہ کہا کہ اللہ آسمان دنیا پر
اس طرح اوترتا ہے جس طرح مین اوترتا ہون اور ممبر کے ایک درجہ سے دوسرے
درجہ پر اوتر آئے۔ اور ابن تیمیہ کا طلاق کے باب مین یہ مذہب ہے کہ جب
عورت کو ایک کلمہ سے تین دیجائین تو ایک ہی طلاق لازم آتی ہے انہین باتونکی
وجہ سے قید کر دئے گئے جہان ۲۰ ذیقعد ۷۲۸ھ کو انتقال کیا ابن تیمیہ کے
پیرو دمشق اور اضلاع دمشق اور تہورے سے مصر مین ابتک موجود ہین۔
خلاصہ کلام یہ ہے کہ اہل سنت کا اطلاق مذہب حنفی و مالکی و شافعی و
حنبلی پر باعتبار فروع کے ہے اور باعتبار اصول کے یہ لفظ تین گروہ کو
شامل ہے یعنی اہل سنت کے اعتقاد مین تین فرقے ہین اشعری
ماتریدی حنبلی۔
اشاعرہ شیخ ابو الحسن علی بن اسمٰعیل اشعری کے متبع ہین جو ۲۶۰ھ یا ۲۷۰ھ
مین پیدا ہوئے تہے اور وہ ابو موسی اشعری کے جو حضرت سرور عالم کے
صحابی تہے اولاد مین سے ہین اور اشعر ملک یمن کے ایک قبیلہ کا نام ہے

شیخ موصوف ابو علی جبائی کے شاگرد تھے اور مذہب اعتزال مین نہایت
متعصب تھے اور چالیس برس تک معتزلی رہے یہانتک کہ معتزلہ کے مقتدا
مانے گئے پھر شیخ موصوف اپنے استاد سے پھر گئے جیسا کہ ہم قبل اس سے
بیان کر چکے ہین اور اعتزال کو چھوڑ دیا اور بغداد مین داخل ہوئے اور زکریا
ساجی وغیرہ سے علم حاصل کیا لکھا ہے کہ جب اعتزال سے بیزار ہوئے تو
اول اپنے گھر مین ۱۵ دن تک بیٹھے رہے اور لوگون سے نہین ملے بعد
اسکے جامع مسجد مین گئے اور ممبر پر چڑھکر کہا ای مسلمانون اس عرصہ مین کہ مین
تم سے مخفی رہا تو غور کرتا رہا مگر کوئی دلیل ایسی نہین پائی کہ جسکی وجہ سے مین
ایک شئے کو دوسری شئے پر ترجیح دے سکتا یہانتک کہ خدائے پاک نے مجھے
ایسے اعتقادات کی جانب ہدایت کی جنہین مین نے اپنی کتب مین لکھا ہے
اور مین نے اپنے اگلے اعتقادات کو چھوڑ دیا اور وہ کتابین جو اہل سنت کے
مذہب پر لکھی تھین مسلمانون کو دیدین[۱] — طبقات شافعیہ مین خطیب بغدادی
سے نقل کیا ہے کہ ابو الحسن اشعری متکلم نے بہت سی کتابین معتزلہ اور جہمیہ
اور خوارج اور تمام اقسام اہل بدعت کے رد مین لکھی ہین ابن صلاح نے
اپنے طبقات مین ابن حزم سے نقل کیا ہے کہ ابو الحسن کی تصنیفات سے ۵۵
کتابین ہین اور وہ بصری ہیگو بغداد مین سکونت اختیار کر لی تھی اور وہین ۳۲۴ سنہ
یا ۳۳۰ سنہ ہجری مین انتقال ہوا ہے — ابو اسحاق اسفرائنی نے حکایت
کی ہے کہ شیخ ابو الحسن ابو اسحاق مروزی سے فقہ سیکھتے تھے اور ابو اسحاق
اونسے علم کلام سیکھتے تھے اور ابو بکر ابن فورک نے طبقات متکلمین مین
لکھا ہے کہ اشعری فقہ مین شافعی کے مذہب پر تھے اور یہ جو بعضے مالکیہ

[۱] طبقات الفقہا مولفہ تاج الدین عبد الوہاب سبکی ۱۲

سے کہتے ہین کہ وہ مالکی تہے یہ وہم ہے وہ شافعی ہی تہے معتزلہ اشعریہ کو
اثریہ بہی کہتے ہین ابن جوزی کہتے ہین کہ ابو ذر عبد الرحمن بن احمد نے اول
مذہب اشاعرہ کو حرم مین داخل کیا اور وہان رواج دیا ماتریدیہ یہ
ابو منصور محمد بن محمد بن محمود ماتریدی کی طرف منسوب ہین جو تین واسطے
امام ابو حنیفہ کے شاگرد ہین اور فقہ مین حنفی المذہب تہے انکے زمانہ مین ریاست
مذہب امام ابو حنیفہ کی انپر منتہی ہوی ابو منصور کنیت تہی فقہ ابو بکر احمد جوزجانی
تلمیذ ابو سلیمان جوزجانی سے حاصل کی طبقات[1] الحنفیہ مین لکہا ہے کہ انہون
نے اس بات کو مسلمانون پر معتبر کر دیا تہا کہ جو لوگ طالب علمی کے لئے نکلین
اونکی حاجات کو پورا کرین یہانتک کہ اگر اونکی حاجات کے پورا کرنے مین کمی کرین
تو اوسکا پورا کرنا اونپر قرض سمجہا جائے جیسا کہ زکوۃ نہ دیجائے تو وہ قرض
رہتی ہے اور یہ بات خاص اونکے مختارات مین سے تہے کتاب التوحید
کتاب المقالات کتاب بیان فساد رای المعتزلہ کتاب رد امامت بعض روافض
کتاب رد قرامطہ کتاب الرد علی ادلۃ الکعبی کتاب رد اصول خمسہ محمد باہلی وغیرہ
انکی تصنیفات مشہور ہین علاوہ انکے کتاب تاویلات القرآن ایسی تصنیف
کی کہ اپنا نظیر نہین رکہتی بلکہ اس فن مین جو تصنیفات پہلی ہو چکی ہین
کوئی اسکی برابری نہین کر سکتی ماترید سمرقند مین ایک محلہ کا نام ہے
جسمین آپ رہا کرتے تہے بعض کہتے ہین کہ سمرقند کے شہرون مین سے
ماترید بہی ایک شہر کا نام ہے سنہ ۳۳۳ مین وفات پای سمرقند مین دفن کیے
گئے اور دین پناہ تاریخ وفات ہے۔
حنابلہ امام ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل شیبانی کے متبعون کا نام ہے

[1] یہ طبقات کفوی کا ترجمہ ہے... [illegible] نسخہ میری نظر سے گزرا ہے... معلوم ہوتا ہے نہایت وقت سے پڑہا جاتا ہے مولف
اسکا عبد اللہ قندہری کا ایک شاگرد ہے ۱۲

اشعریہ اور ماتریدیہ اور حنبلیہ مین مسئلہ تکوین اور استثناء اور ایمان اور حدوث و قدم کلام لفظی وغیرہ مین اختلاف ہے باقی مین اتفاق سو مسئلہ اختلافیہ مین مالکی اور شافعی لوگ امام ابوالحسن اشعری کے تابع ہین اسوجہ سے انکو اشعریہ کہتے ہین - اور حنفی لوگ امام ابومنصور ماتریدی کے قول کے تابع ہین اس سبب سے انکو ماتریدیہ کہتے ہین - اور امام احمد حنبل کے مقلد لوگ حنبلی کہلاتے ہین اس طریقے کے کچھ لوگ شام عراق بغداد اور نجد کی نواحی مین ہین یہ معتقد تاویل صفات کے نہین - نواب صدیق حسنخان نے لکھا ہے کہ جو لوگ خاص متبع ہین وہ آپ کو ہرگز حنبلی نہین کہتے کہلاتے اونکا لقب محدث اور خطاب اہل سنت ہے - شہرستانی نے ملل و نحل مین کہا ہے کہ اصحاب حدیث اہل حجاز ہین اور وہ یہ لوگ ہین یاران مالک بن انس - یاران محمد بن ادریس شافعی - یاران سفیان ثوری - یاران احمد بن حنبل - یاران داؤد بن علی اصفہانی - انکو اہل حدیث اسوجہ سے کہتے ہین کہ انکا سارا اہتمام حدیث حاصل کرنے اور نقل کرنے کی جانب تہا اور تمام احکام کی بنا نصوص پر رکہتے تہے جب تک اثر و خبر مل سکتی تہی قیاس جلی و خفی کی طرف رجوع نہین کرتے تہے -

اور اصحاب رائے اہل عراق ہین اور وہ امام ابوحنیفہ کے یار ہین محدث ابن قتیبہ نے کتاب المعارف مین اہل الرائے کی سرخی سے ایک باب باندہا ہے - اور عنوان کے نیچے یہ نام لکھے ہین - ابن ابی لیلی - ابوحنیفہ ربیعۃ الرائے - زفر - اوزاعی - سفیان ثوری - مالک بن انس - ابویوسف قاضی محمد بن حسن ابن ابی قتیبہ نے ۲۷۶ھ مین وفات پائی ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ کم از کم تیسری صدی تک مذکورہ بالا

اور اہل الرائے سے الگ تو مشہور ہے اور اس لقب کیا ہے اصل اہل الرائے

حاصل ہے وہ ربیعۃ الرائے ہین جو امام مالک کے استاد اور شیخ الحدیث تھے
رائے کا لفظ انکے نام کا جز بنگیا ہے اور تاریخ و اسماء الرجال کی کتابوں مین ہمیشہ
انکا نام ربیعۃ الرائے کہا جاتا ہے اصل یہ ہے کہ جو لوگ علم حدیث کے
درس تدریس مین مشغول تھے انمین دو فرقے قائم ہو گئے۔ ایک وہ جنکا
کام صرف حدیثون اور روایتون کا جمع کرنا تھا وہ حدیث سے صرف من
حیث الروایت بحث کرتے تھے یہانتک کہ انکو ناسخ و منسوخ سے بھی سروکار
نتھا دوسرا فرقہ حدیثون کو استنباط احکام اور استخراج مسائل کے لحاظ سے
دیکھتا تھا اور جہانکوی نص صریح نہین ملتی تھی تو قیاس سے کام لیتا تھا اگرچہ
یہ دونون حیثیتین دونون فریق مین کسی قدر مشترک تھین لیکن وصف غالب
کے لحاظ سے ایک دوسرے سے ممتاز تھا پہلا فرقہ اہل الروایہ اور اہل الحدیث
اور دوسرا فرقہ مجتہد اور اہل الرائے کے نام سے پکارا جاتا تھا امام مالک
سفیان ثوری اور اوزاعی اسلئے اہل الرائے کہلائے کہ وہ محدث ہونیکے
ساتھ مجتہد مستقل اور بانی مذہب تھے لیکن چونکہ ان لوگونمین بھی معلومات
حدیث اور قوت اجتہاد کے لحاظ سے اختلاف مراتب تھا اسلئے اضافی طور
پر کبھی اس فرقہ مین سے ایک کو اہل الرائے اور دوسرے کو اہل حدیث
کہتے تھے مثلاً امام مالک کے بہ نسبت امام ابو حنیفہ پر مجتہد اور اہل الرائے
کا لقب زیادہ موزون تھا اور چونکہ وہ عام محدثین کے برخلاف روایت
کے ساتھ درایت سے بھی کام لیتے تھے اسلئے انکی نسبت اس لقب کو زیادہ شہرت ہوئی

عقائد ماتریدیہ کی تفصیل یون ہے

اصحاب علم رسم ... مین بیجا لاہو یا ان عادات الٰہی ظاہر ہین تین ہین اول جو اس عصر ظاہر

کہ سمع اور بصر اور شم اور ذوق اور لمس ہین گو کبھی بعض موقعون پر کسی مانع

حاشیہ صفحہ ۴۱

ف علم کے یہ معنی لینی کی وجہ یہ ہے کہ اس فن مین اون عقاید سے بحث کیجاتی ہے جو دین اسلام کی اصولی باتون سے متعلق ہوتے ہین اور جن پر شرع اور اثبات شرع کا دار و مدار ہوتا ہے اور جو باتین ایسی ہوتی ہین اونکا اذعان کامل اور عقیدہ جازم ہوتا ہے اگرچہ عرف علما مین اسکا اطلاق بہت سے معانی پر ہوا کرتا ہے چنانچہ (۱) ادراک مطلقا تصور ہو یا تصدیق یقینی ہو یا غیر یقینی (۲) تصدیق مطلقا یقینی ہو یا غیر یقینی (۳) تصدیق یقینی (۴) یقین و تصور مطلقا (۵) تعقل (۶) توہم و تعقل و تخیل (۷) ادراک کلی مفہوم ہو یا حکم (۸) ادراک مرکب تصور ہو یا تصدیق وغیرہ وغیرہ مگر متکلمین کے یہان علم کا اطلاق سوائے یقین کے کسی اور معنے مین نہین اور علم کی تعریف مین بھی اختلاف ہے (۱) معتزلہ کہتے ہین کہ علم نام ہے اعتقاد کرنے شے کا جس حالت پر وہ ہے ضرورت سے یا دلیل سے اور جس حالت سے مراد یہ ہے کہ واقع کے مطابق ہو اوسکے خلاف نہو اس تعریف پر یہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ ممتنعات جنکو نفس الامر مین ثبوت نہین وہ اشیا مین داخل نہین ہین اور تمنے علم کی تعریف مین شے کو بھی لیا ہے تو ممتنعات کا علم اس تعریف سے خارج ہوجائے گا ہان لغت کی رو سے ممتنع بھی ایک شے ہے مگر اصطلاح کے مطابق اوسپر شے کا اطلاق نہین ہوسکتا (۲) ابو الحسن اشعری کہتے ہین علم وہ صفت ہے کہ جسکے ساتھ قائم ہو اوسکا عالم ہونا واجب کردے اور اشعری نے یون بھی تعریف کی ہے کہ علم ادراک معلوم کا ہے مطابق واقع کے مگر دونون تعریفون مین علم اور معلوم ماخوذ ہونیکے وجہ سے دور ہے اور مطابقت واقع کے بھی قید زائد ہے اسلئے کہ جو علم واقع کے مطابق نہو وہ جہل ہے نہ علم (۳) علمائے ماتریدیہ کے نزدیک جو تعریف عمدہ اور مختار ہے وہ اصطلاح ہے علم ایک ایسا وصف ہے کہ جسکے ساتھ وہ قائم ہوتا ہے اوس موصوف پر بسبب اوس وصف کے مذکور ظاہر ہوجاتا ہے اور مذکور سے مراد وہ شے ہے جسکا ذکر زبان یا دل کے ساتھ ہوسکے اس صورت مین تمام مفہومات داخل تعریف رہینگے خواہ وہ بالفعل ذہن مین موجود ہون یا نہون غرض نیکہ بیان شے کا مرادف ہے اور حیوانات مطلق کی صفات اس تعریف سے نکل گئی اگرچہ بوجہ اونکے انسان کو حالات معلوم ہوجاتے ہین مگر اون صفات سے اپنے موصوفون کو کوئی فائدہ کشف و علم کے قبیل سے حاصل نہین ہوتا اسی طرح انسان کی بھی وہ کل صفات نکل گئین جن سے اظہار و کشف کا کوئی تعلق نہین ہے اور ظہور سے یہان اوسکا انتہا درجہ کا ظہور ہے اور اس صورت مین تقلید اور جہل مرکب اور ظن اور شک اور وہم سب نکلے جاتے ہین کیونکہ انمین انکشاف تام نہین ہوتا اور یہ تعریف علم مطلق کی ہے جس کی تقسیم طرف قدیم اور حادث اور تصور اور تصدیق اور ضروری اور کسبی اور احساسی اور عقلی اور تفصیلی اور اجمالی وغیرہ کے ہوتی ہے اور علم قدیم مخصوص ہے خداوند کریم کی ذات پاک کے ساتھ اور علم حادث علم مخلوق کا ہے

کے سبب سے حس غلطی کرتی ہے جیسا بہینگا ایک کو دو دیکھتا ہے اور صفراوی شیرین

حاشیہ متعلق صفحہ ۴۱

انسان کے علوم از قسم تصور ہون یا از قسم تصدیق بعض ضروری ہین اور بعض کسبی و اکتسابی کسبی وہ علم ہے جو
کسب یعنی غور و فکر کرنے سے حاصل ہوتا ہے نظری اسکا مرادف ہے مگر ان لوگون کے نزدیک جو کہتے ہین
کہ کسب و اکتساب کا طریقہ بجز غور و فکر کے کوئی اور ایسی شے نہین جو ہماری قدرت مین ہو اگرچہ الہام اور
تعلیم اور ایسے ہی تصفیہ باطنی بہی کسب کے طریقے ہین مگر ہماری حد اختیار سے خارج ہین اور جو یہ تجویز کرتے
ہین کہ سوائے فکر و غور کے شاید کسب کے اور بہی ایسے طریقے ہون جو ہماری قدرت و اختیار مین ہونیکے
قابل ہون مگر ابہی ہمکو اونپر اطلاع میسر نہیں ہوئی ہے تو اونکے نزدیک نظری اکتسابی سے خاص ہے
اور اکتسابی کو استدلالی بہی کہتے ہین مگر بعض کی رائے یہ ہے کہ استدلالی وہ ہے جو صرف دلیل مین
غور و فکر کرنے سے حاصل ہو اور دلیل مین غور و فکر کرنیکے علاوہ جس مین او اس غرض ظاہر یہ کہ استعمال
سے بہی فائدہ اوٹہاتے ہون وہ اکتسابی ہے تو ہر اکتسابی استدلالی ہے اور عکس نہین —
اور جس علم مین غور و تامل درکار نہو اوسے ضروری کہتے ہین اور یہی تعریف بدیہی کی ہے اور بعض
نے لکہا ہے کہ ضروری اوس علم کو کہتے ہین جسکا حصول انسان کے اختیار مین نہو اور اس معنی کی رو سے
بدیہی ضروری سے خاص ہوجاتا ہے پس ضروری پہلے معنی کی اعتبار سے استدلالی کا مقابل ہو گیا
اور دوسری کے اعتبار سے اکتسابی کا مگر علمائے کلام کی عام رائے یہی ہے کہ ضروری بدیہی
کا اور نظری کسبی اور اکتسابی کا مرادف ہے اور اکتساب استدلال و اکتسابی و استدلالی ایک چیز
ہے اور علوم ضروری کی تین قسمین ہین (۱) وجدانیات یہ وہ ہین کہ جنکا علم انسان کو خود اپنے
نفس یا اپنے قوائے باطنی کے ذریعہ سے حاصل ہو جیسے اس بات کا علم کہ ہم ذی وجود ہین یا ہمین
خوف اور غضب اور لذت اور الم اور بہوک اور پیاس کا علم (۲) حسیات اور اسی مین تمام
تجربیات اور متواترات اور مشاہدات بہی داخل ہین (۳) بدیہیات یعنی وہ قضایا کہ عقل مجرد
اونکے تصور سے حکم لگا دیتی ہے اور کسی حس یا غیر حس کی استعانت کی ضرورت نہین پڑتی —
اور متکلمین کہتے ہین کہ ضروری اور کسبی علم حادث کی قسمین ہین اور منطقی کہتے ہین کہ علم
مطلق کے اقسام ہین پس متکلمین کے نزدیک اللہ تعالی کا علم ضرورت اور کسب کے ساتہ متصف
نہو سکتا بلکہ ان دونون مین واسطہ ہے اور منطقیین کے نزدیک ضروری مین داخل ہے
بوجہ نہ موقوف ہونے کے نظر پر ۱۲ منہ

کو غلط جانتا ہے مگر یہ نادر ہے والنادر کالمعدوم پس غالبا عدم موانع کی صورت
مین حس سے علم یقینی حاصل ہوتا ہے اسلیئے حس کو مفید علم یقینی و قطعی جانتے
ہین دوم عقل گو عقل بہی کبہی بسبب مزاحمت وہم وخیال کے یا بسبب ترک
لحاظ کرنے شرائط برہان کے خطا کرتی ہے لیکن چونکہ اکثر موانع نہونیکی صورت
مین یقین حاصل ہوتا ہے اسلیئے عقل بہی مفید علم یقینی و قطعی ہے سوم خبر
ہے کہ حق تعالی نے واسطے حاصل ہونے سامع کے مافی الضمیر متکلم پر اوسکو
وضع کیا ہے لیکن احتمال کذب متکلم کبہی قصداً اور کبہی خطاءً بسبب قصور فہم اور
حافظے وغیرہ کے البتہ مانع حصول علم یقینی ہوتا ہے اسلیئے خبر مطلق اسباب
علم یقینی سے نہین بلکہ ظنیات سے ہے البتہ جس خبر مین احتمال کذب باقی نہو
اوس سے یقین حاصل ہوتا ہے اور خبر صادق دو قسم پر ہے (۱) خبر متواتر
جو ایسی جماعت سے حاصل ہوئے ہو کہ عقل کے نزدیک اونکا اتفاق کذب پر
بالبداہتہ ممتنع ہو اور اس جماعت نے اسی طور سے جماعت اول سے یقین
حاصل کیا ہو وہکذا یہانتک کہ وہ خبر کسی ایک حس پر منتہی ہو (۲) خبر رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم کی کہ استدلال کے بعد تصدیق ہوئی ہے پس چونکہ نبوت اور
عصمت دلیل سے ثابت ہوئی احتمال کذب کا عمداً و خطاءً دور ہوا اسلیئے خبر
احاد مین ظنیت راوی کی وجہ سے ہے نہ خبر رسول ہونیکی جہت سے اور خبر مشہور
سے بسبب احتمال کذب کے علم الیقین حاصل نہین ہوتا ۔

اسباب علم مین سے اعلی واقوی خبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ اوسمین کسی
طرح خطا کا احتمال بسبب عفت و عصمت جناب اقدس کے نہین ہے واجب
سے ممکن تک اور ازل سے ابد تک اوس سے آگاہی حاصل ہوتی ہے اوسکے بعد
حس ہے کہ خطا کا احتمال اگرچہ اسمین نہین ہے لیکن اشیائے محسوسہ خصوصاً

اونکے ظاہر پر مقصور ہے۔ بعد اسکے رتبہ خبر متواتر کا ہے کہ اوسکی بنا اور منتہی بھی
حس پر ہے وَلَیسَ الخَبَرُ کَالمُعَایَنَۃ پھر عقل ہے اسلئے کہ راویون کا اختلاف عقلا
مین بہت ہوتا ہے۔ اور الہام اولیا۔ چونکہ مختص بخواص ہے اور متکلمین اسباب
علم عام سے بحث کرتے ہین اور نہ اوسکے ساتھ کوئی ایسی علامت موجود ہوتی ہے
جس سے یہ معلوم ہو سکے کہ یہ من عند اللہ ہے اور حجت ہونیکی قابل اور مطابق واقع
کے ہے اور نیز الہام مین مزاحمت وہم و خیال اور کدورات نفسانی و شیطانی
مانع حصول علم یقینی ہے گو مُلہَم علیہ کو اوسپر پورا اعتماد ہو جائے مگر بغیر قراین خارجیہ کے
نفسِ الہام ظنیت کے رتبہ سے نہین نکلتا اسلئے اسباب علم مین سے نہین شمار
کیا جاتا۔

اور عقل بالبداہت حکم کرتی ہے کہ عالم کی چیزونکی حقیقت ثابت ہی اور علم اس مسئلہ
کا یقینی ہے فقط وہم و خیال نہین یعنی پانی پانی ہے اور آگ آگ ہے نہ یہ کہ اگر پانی
کو مثل آگ کے سمجھئے تو آگ ہو جائے اور آگ کو مثل پانی کے سمجھئے تو پانی ہو جائے جیسا کہ
عقیدہ سوفسطائیون کا ہے۔ اور عالم یعنی جو کچھ سوائے ذات و صفات خدا کے
ہے حادث ہے عدم سے وجود مین آیا ہے قدیم نہین کیونکہ اوسمین دو قسمین
ہین اعیان و اعراض۔ اعیان اون ممکنات کو کہتے ہین جو اپنی ہستی
مین دوسری چیز کی ہستی کی تابع نہون انکی دو قسمین ہین (۱) غیر مرکب
جیسے جوہر اور جوہر فرد اور جزو لایتجزی بھی کہتے ہین کیونکہ اسکی تقسیم نہین
ہو سکتی (۲) مرکب اجزائے لایتجزی سے جسے جسم کہتے ہین اسمین طول
و عرض و عمق تینون امتداد ہوتے ہین جن مین تقسیم ہو سکتا ہے۔ اعراض اون ممکنات
کو کہتے ہین جو اپنی ہستی و قیام مین اجسام کے محتاج ہون جیسے رنگ کپڑے
کے اور مزہ سیب کے اور بو پھول کے اور سردی پانی کے اور گرمی آگ کے اور فعال

اختیاری حیوان کے بغیر موجود نہین ہو سکتے اور تمام اعراض حادث ہین بعضے کا حادث ہونا مشاہدہ سے معلوم ہوتا ہے مثلاً سیاہی کے بعد سفیدی یا گرمی کے بعد سردی یا نور کے بعد ظلمت پیدا ہو جاتی ہے مثلاً سفیدی جاکر سیاہی آجاتی ہے یا کسی بدن مین سردی آنے سے گرمی دور ہو جاتی ہے اور یہ ثابت ہو چکا ہے کہ جو چیز قدیم ہوتی ہے وہ کبھی فنا نہین ہوتی پس ثابت ہوا کہ اعراض قدیم نہین ہین اور یہی مدعا ہے اور اعیان بھی سب حادث ہین کیونکہ عین یا تو جسم ہے یا جوہر فرد پس ہر جسم اور جوہر کو حرکت اور سکون عارض ہے کیونکہ اونکے واسطے مکان یا حیز یعنی ٹھہرنے کی جگہ تو ضرور ہے پس اگر اس آن سے پہلے بھی اس حیز یا مکان مین تھے تو ساکن ہین ورنہ متحرک اور حرکت و سکون بسبب عرض ہونیکے حادث ہین پس یہ جسم اور جوہر کہ جنکو حرکت اور سکون عارض ہے حادث ہین ورنہ لازم آئیگا کہ حوادثات ازل مین پائے جاوین اور قدیم کہلاوین اور یہ محال ہے پس جب اعیان اور کل اعراض کا حادث ہونا ثابت ہوا تو کل عالم کا حادث ہونا بھی ثابت ہو گیا کیونکہ کل عالم انہین دو مین منحصر ہے اور عالم کا عدم سے وجود مین لانے والا اللہ تعالی ہے جو موجود ہے کیونکہ اوسنے عالم کو پیدا کیا اور وجود عطا کیا پس جو ایسا ہوگا وہ موجود ہوگا واجب الوجود ہے یعنی خود بخود ہے اوسنے سبکو بنایا ہے اوسکو کسینے نہین بنایا نہ ہونا اوسکا ممتنع ہے کیونکہ اگر ممکن الوجود ہو تو صانع کی طرف محتاج ہوگا اور احتیاج عالم کے پیدا کرنے والے کے لئے منافی ہے۔ یکتا ہے اسلئے کہ اگر آسمان و زمین مین بہت سے معبود ہوتے تو نظام بگڑ جاتا کیونکہ اگر دو ہوتے تو دونون قدرت والے ہونے یا ایک عاجز ہوتا تو جو عاجز ہوتا وہ خدائی کے لائق نہوتا اور دو قدرت والے نہین ہو سکتے کیونکہ آپس مین مخالفت کسی کے مارنے اور زندہ کرنے

ہین مثلاً ممکن ہے پس دونون مین سے ایک کو ضرور عاجز ہونا پڑتا اگرچہ
بالفعل آپس مین اتفاق ہو — قدیم ہے یعنی ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہیگا
کیونکہ واجب الوجود ہے پس محال ہے کہ قدیم نہو — علیم ہے کہ ہر جزئی و
کلی کو ازل سے ابدتک جانتا ہے کیونکہ افعال اوسکے استوار و مستحکم ہین پس
فاعل ایسے افعال کا عالم ہے اور ہر جزو کل پر ممکنات سے ازل ہی
سے قدرت رکھتا ہے کیونکہ تمام مقدورات کو اوسکی ذات مقدس کیطرف
طرف برابر نسبت ہے پس بعض کے ساتھ اوسکی قدرت کا متعلق ہونا
اور بعض کے ساتھ نہین ترجیح بلا مرجح ہے اور یہ محال ہے — زندہ ہے اوسکے
لئے علم و قدرت اور ارادہ ثابت ہے اور یہ بدون حیات کے ممکن نہین
اور یہان مراد حیات سی بقا اور وجود ایسی حالت کے ساتھ ہے کہ اشیاء
کو ادراک کرسکے اور اون پر قدرت حاصل ہو نہ وہ معنی مراد ہین جو
حیات سے عرف مین سمجھے جاتے ہین یعنی قوت حس و قوت تغذیہ اور وہ
قوت جو اعتدال نوعی کے تابع ہوتی ہے اور اسکے طفیل تمام قوای حیوانی
حاصل رہتے ہین — مختار ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے فعل اور ترک فعل اوسکے اختیار
مین ہے کیونکہ عالم پہلے نہ تھا پھر دوسری زمانہ مین اوسکو ایجاد کیا پس زمانہ
سابق مین عالم کو ایجاد نکرنا اور زمانہ لاحق مین ایجاد کرنا دلیل اس امر کی ہے
کہ حق تعالی مختار ہے — بے زبان کے گویا ہے کانونکے شنوا ہے آنکھو
بینا ہے کیونکہ گونگا اور بہرا اور اندہا اور ناقص لائق خدائی کے نہین —
اور سننے اور دیکھنے کی صفات اوسکے لئے علیحدہ ثابت ہین مسموعات اور
مبصرات کے جاننے کا نام سمیع و بصیر نہین — اور اوسکا کلام حروف اور
اور آواز سے مبرا ہے کیونکہ یہ دونون حادث ہین اور حق تعالی قدیم ہے —

اور یہ بات محال ہے کہ ذات قدیم محل حوادث ہو بلکہ کلام الٰہی ایک معنی
ہے جو اوسکی ذات کے ساتہ قائم ہے اسے کلام نفسی کہتے ہین اور جو
کلام اس کلام نفسی پر دلالت کرتا ہے وہ کلام لفظی ہے اور کلام لفظی حروف اور
اصوات سے مرکب ہوتا ہے اور کلام نفسی غیر مخلوق ہے کہ یہ صفت ازل سے
ابد تک اوسکو حاصل ہے اوسکے سبب سے جس سے چاہتا ہے کلام کرتا ہے سو یہ
کلام الٰہی اِس سبب سے ہے کہ اُسکی صفت ہے اور اوسکے ساتہ قائم ہے
اور یہ الفاظ اور عبارات قرآن کی جو کلام لفظی ہے انکو کلام الٰہی اسواسطے کہتے
ہین کہ یہ سوا خدا کے کسی اور کی تالیف اور تصنیف نہین ہے بلکہ انکو خاص اللہ تعالے
نے اپنے کلام نفسی کے سمجہنے کے لئے نہایت فصیح و بلیغ زبان عربی مین کہ
جسکا مثل بنانا طاقت بشری سے باہر ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا ہے
اور قرآن کا اطلاق کلام نفسی اور کلام لفظی دونون پر ہوتا ہے اور غیر مخلوق
قرآن نفسی ہے نہ لفظی ـ اور خدائے تعالی کے کلام مین تین مضمون ہین امر
و نہی و خبر اور حق تعالے صاحب ارادہ ہے اور ارادہ حادث نہین ہے
قدیم ہے ـ اور ارادۂ الٰہی متعلق ہوتا ہے ہر موجود سے خواہ وہ عین ہو یا
عرض خیر ہو یا شر کفر ہو یا اسلام ـ طاعت ہو یا معصیت ارادہ اور امر
الٰہی دو متغائر چیزین ہین اور ہر ایک دوسرے سے منفک ہے چنانچہ
اللہ تعالے کبھی ارادہ کرتا ہے اور حکم نہین کرتا اور کبھی حکم کرتا ہے اور ارادہ
نہین کرتا اور کبھی ارادہ کرتا ہے اور حکم بھی کرتا ہے ـ اور نہ کبھی نہ ارادہ کرتا ہے
نہ حکم کرتا ہے پس حکم خدای تعالے مستلزم ارادہ کو نہین اور نہ نہی مستلزم

سلہ کلام نفسی کے معنی بیان کرنے مین علمائے حنفیہ کی عبارتین مختلف ہین پس کبھی اوس سے معنی نہین الفاظ
و عبارات کے مراد رکھتے ہین اور کبھی کہتے کہ وہ ایک صفت ہے بسیط قدیم اللہ تعالے
کی ذات سے کے ساتہ قائم ہے ۱۲ منہ

عدم ارادہ کو بلکہ حکم کیا ہے کافہ انام کو واسطے اسلام اور طاعت کے اور نہی
فرمائی ہے کفر و معصیت سے اور ارادہ کرتا ہے اسلام مومن کا اور کفر کافر کا اور بغیر
ارادہ الٰہی کے کوئی چیز موجود نہین ہوسکتی اسلیئے کہ قدرت ایجاد کی بہ نسبت
ہر ممکن کے برابر ہے۔ اختلاف اوقات سے مختلف نہین ہوتی ارادہ وہ ہے
کہ تخصیص کرتا ہے موجودات کی ایک معین وقت اور معین حیثیت اور معین کیفیت
وغیرہ کے ساتھ اور جس چیز کا کہ حق تعالی ارادہ کرتا ہے بے شک واقع ہوتی ہے
تخلف مراد الٰہی سے محال ہے کہ مستلزم عجز کو ہے اور جس چیز کے عدم وقوع
کو اللہ تعالی جانتا ہے تعلق ارادہ کا اوسکے ساتھ محال ہے ورنہ عجز یا جہل
لازم ہو۔ اور جایز ہے کہ حکم کرے واسطے اظہار عصیان یا کسی دوسری
حکمت کے واسطے پس اگر خدا چاہے کہ کسی شخص کو ہدایت فرمائے
تو کسی کی قدرت نہین کہ اوسکو گمراہ کرسکے ورنہ کوئی دوسرا خدا غالب آویگا اور
اگر خدا چاہے کہ کسی کو گمراہ کرے تو کسی کی مجال نہین کہ اوسکو ہدایت کرسکے
اور سب کمال کی صفتین اوسکی ذات مین موجود ہین اور نقصان و زوال کی چیزون سے
اوسکی ذات پاک منزہ ہے اور صفات اوسکے قدیم و باقی ہین جیسے اوسکی
ذات قدیم ہے اور باقی ہے۔ اور کوئی چیز حادث اوسکی ذات مین قایم
نہین ہوتی کیونکہ قدیم محل حوادث نہین ہوتا۔ اور یہ سب صفات اوسمین یون
نہین ہین جیسے انسان اور حیوان مین پائی جاتی ہین کیونکہ انکی صفات متعلق بہ
اعضا و جوارح و حواس و روح و دل ہین اور اللہ تعالی ان چیزون سے بری
ہے اور باین ہمہ سب صفات کامل طور پر اوس مین موجود ہین اور ان صفات
کے قدم سے انکے متعلقات کا قدم لازم نہین آتا کیونکہ یہ ہوسکتا ہے کہ
صفت قدیم ہو اور اوسکا تعلق حادث اور ان صفات کے تعلقات مین

تغیر آنے سے صفات مین تغیر نہین آتا اور اسکی صورت یہ ہے کہ مثلاً
علم معلوم سے متعلق ہوگا تو اس صفت کے تعلق مین تغیر آئیگا کیونکہ معلوم
کے وجود سے پہلے کسی سے متعلق نہ تہا۔ اسی طرح صفت خالقیت کا تعلق
بہی مخلوقات کے تغیر سے متغیر ہوگا اور یہ سب صفات قائم ہین ذات الٰہی
کے ساتہ اور قدیم ہین مگر نہ عین ذات الٰہی ہین اور نہ اسکی مغائر یعنی منفصل ہین
اس صورت مین قدم غیر اور تعدد قدما کی قباحت نکل گئی۔ اور ایک صفت خدا
کی دوسری صفت کی نہ عین ہے اور نہ غیر ہے۔ اور صفات خدائے تعالی
کی متماثل و متجانس و متضاد نہین ہین اسلئے کہ یہ سب محدثات کی نشانیان ہین
اور اللہ تعالی کی صفات محدث نہین ہین اور حق تعالی کی صفات ذات اور صفات
فعل مین فرق نہین ہے صفات ذات صفات حقیقی اور کمالی ہین اوسکی ذات
مقدس سے انکا انفکاک محال ہے اور صفات کمال آٹہہ ہین حیات۔ علم۔ قدرت
ارادہ۔ سمع۔ بصر۔ کلام۔ تکوین۔ اور صفات فعل صفات ذات کے آثار ہین انکی
حقیقت انکے ساتہ متصف ہونا کمال نہین بلکہ انپر قابو رکہنا کمال ہے مثلاً پیدا کرنا حقیقت
مین کمال نہین ہے بلکہ اسپر قدرت حاصل ہونا کہ جس زمانہ مین اسکی ضرورت ہو
وقوع مین آسکے یہ کمال ہے پس یہ ممکن نہین کہ حق تعالی ایک زمانہ مین تو پیدا کر سکتا
ہو اور دوسرے زمانہ مین پیدا نہ کر سکتا ہو۔ یہی حال قوت اور مشیت اور فعل اور ترزیق
وغیرہ صفات فعل کا ہے۔ اور اللہ تعالی کی صفتون مین ترتیب نہین کہ ایک سے
دوسری پہلے پیدا ہوی ہے۔ جیسے بندون مین پہلے زندگی آتی پیچہے علم۔ پہر قدرت
آتی کیونکہ اسمین حدوث لازم آتا ہے ۔ اور پروردگار عالم کا نہ جسم[1] ہے ۔

---

[1] قرآن اور احادیث مین جو اللہ تعالے کے حق مین مونہہ اور ہاتہ اور قدم اور ساق اور لب اور انگلی اور
فوقیت اور استوا علی العرش اور نزول اور آنا وغیرہ الفاظ وارد ہین اس مین دو صورتین ہین ایک یہ کہ یہ الفاظ اپنے
معانی ظاہری پر محمول ہین اور کیفیت اور تفصیل انکی اللہ ہی خوب جانتا ہے دوسری تاویل کرتے ہین مثلاً

یعنی طول و عرض و عمق نہین رکھتا اور نہ جوہر یعنی جزو لایتجزی ہے جس سے جسم
بنتا ہے اور نہ عرض ہے کہ قائم بالغیر ہو جیسے رنگ[ف] بو اور نہ صورت رکھتا ہے
کیونکہ اگر ایسا ہو تو ممکن اور محتاج طرف صانع کے ہوگا اور یہ محال ہے اور نہ مرکب
ہے یعنی اوسکی ذات کے واسطے نہ اجزائے ترکیبی ہین کئی چیزون سے ملکر بنی ہو
نہ اجزاے تحلیلی کہ اوسکی ذات کا نصف و ربع وغیرہ ہوسکے کیونکہ اگر مرکب ہو تو
محتاج ہوگا اجزا کی طرف اور محتاج ممکن ہوتا ہے نہ رنگین ہے نہ اوسمین کوئی مزہ
ہے نہ کسی قسم کی بو ہے کیونکہ یہ اجسام کی صفات ہین اور جو ذات جسمیت سے
منزہ ہے اوسکے لئے انکا ثابت کرنا محال[ف] ہے اور نہ وہ معدود ہے کہ اوسکو گن سکتے
کرسکے ہین اسلئے کہ وہ ایک ہے اور ایک عدد مین داخل نہین اور نہ محدود ہے

حاشیہ صفحہ ۵۰

استوا سے استیلا اور ید سے قدرت اور وجہ سے ذات اور قدم سے قدم بعض مخلوقات علی کا اور اللہ کے نزول سے اوسکی
رحمت کا نزول اور یدون سے کثرت اور اصبع سے تصرف مراد ہے ملا نظام الدین شرح رسالہ بازیہ مین لکھا ہے
کہ اللہ تعالیٰ جسم اسلئے نہین ہے کہ ہر جسم مرکب ہوتا ہے اجزائے حقیقیہ سے کہ وہ اجزائے لایتجزی ہین جیسا جمہور
متکلمین کا مذہب ہے اور مشائین کے نزدیک ہیولی اور صورت سے ہین اور اصحاب اتصال کے نزدیک جو
ہیولے کے منکر ہین جسم اجزائے تحلیلیہ مقداریہ سے مرکب ہوتا ہے کیونکہ ہر مرکب محتاج ہوتا ہے طرف
اجزا کے ۱۲ منہ

حاشیہ صفحہ ۵۱

[ف] محمد بن عمر حسین رازی نے کتاب اثولوجیا مین لکھا ہے واعلم انہ ثبت انہ تعالیٰ منزہ عن الجسمیۃ والحصول فی الحیز
امتنع ان یکون اللون القائم بہ لونا ساریا فی ذات منبسطۃ علی سطحہ ففی ذلک اللون ماہیتہ بخلاف ماشاہدنا وفی
الاجسام فحینئذ لا یکون تلک الصفۃ لونا بل صفۃ اخری مخالفۃ لما یعقل من اسم اللون و ذلک یفید نفی الالوان
علی الوجہ الذی عقلناہ ۔ یعنی جبکہ ثابت ہو چکا کہ اللہ پاک جسمیت سے اور اس سے کہ کسی چیز مین
حاصل ہو تو یہ بات ممنوع ہے کہ اوسکی ذات کے ساتھ قائم ہونے والا رنگ اوس قسم کا ہو جو ایسی ذات مین ساری
ہوتا ہے جو جسم کے سطح پر پھیلی ہوئی ہوتی ہے پس اوس رنگ مین ایسی ماہیت ہے جو مخالف ہے اوس چیز کے جسے ہم
جسمون مین دیکھا کرتے ہین پس ایسی حالت مین اوس صفت پر رنگ کا اطلاق درست نہین ہوسکتا بلکہ یہ ایک علیحدہ چیز
اور مخالف ہے اوسکے جو رنگ کے نام سے سمجھی جاتی ہے اور اس سے رنگ کا نہونا ذات الہی مین ثابت ہوگیا ۱۲

کہ حد و نہایت رکہا ہوا سلئے کہ حد اور غایت اوس چیز کی ہوتی ہے جسکا حصر اور
انتہا ہو سکے جیسے نقطہ خط کی حد ہے اور خط سطح کی اور سطح جسم کی پس اللہ تعالے
کی کوئی شکل نہین اور نہ کسی طرف ہی یعنی نہ اوپر ہے نہ نیچے نہ آگے ہے نہ پیچھے نہ دا ہے
ہے نہ بائین اور نہ کسی مکان مین ہے کیونکہ اگر کسی مکان مین ہو تو ضرور محتاج ہوگا
اور ثابت ہوا ہے کہ اللہ تعالی نہ جسم ہے اور نہ عرض پس مکان مین نہوگا اور نہ
کسی زمانہ مین ہے یعنی زمانہ شامل اور محیط اوسکا نہین کیونکہ جب زمانہ نتہا تب
بہی وہ موجود تہا اور اب کہ زمانہ ہے اب ہی وہ موجود ہے مثلاً یہ نہین کہہ سکتے
کہ خدا لاکہہ برس کا یا ہزار برس کا ہوا اور کوئی اوسکا ذات و صفات مین مثل
و مانند نہین نہ کوئی اوس کا شریک ہے وجوب وجود اور استحقاق عبادت و پیدا یش
و تدبیر مین اور نہ کوئی اوسکا مخالف ہے ہم جنس یا غیر جنس سے اور نہ کوئی اوسکے
کامون مین معین و مددگار ہے اور نہین جائز ہے کہ حق تعالے حلول کرے اپنے
غیر مین کیونکہ غیر مین در آنا صفات جسم سے ہے اور نہ اپنے غیر کیساتہ متحد ہو سکتا
ہے اتحاد کے معنے یہ ہین کہ دو شے ایک ہو جاتین بغیر زیادتی اور کمی کے
اور یہ محال ہے اور اللہ تعالے متصف بالمحال نہین ہوتا نہ کیفیات نفسانی
جیسے بہوک پیاس رنج و راحت وغیرہ کے ساتہ متصف ہے اور نہ لذات
عقلی کے ساتہ اوسکا متصف ہونا جائز ہے کیونکہ اگر ایسا ہو تو لازم آتا ہے
کہ نافرمانی کفار سے چاہیئے کہ متألم بہی ہوا اور یہ امر اللہ تعالے پر جائز نہین

تتمہ حاشیہ صفحہ ۵۱

سئلہ اور لوجیاتی محمد بن عمر حسین رازی مین ہے و اما سائر الکیفیات مثل الالوان والطعوم والروائح فالقول باثباتہا
للہ تعالی یستبعدہ العقل لان ہذہ صفات الاجسام فکان اثباتہا للذات المنزہۃ عن الجسمیۃ محال ۱۲

اسلئے کہ محال ہے کہ ظاہر ہووے اللہ پر وہ چیز کہ پہلے سے اسپر ظاہر نہ تھی جس طرح
کہ آدمی مین تبدیل رائے ہوتی ہے کیونکہ اس سے اللہ تعالی کا جہل ثابت ہوتا ہے
اور خالق و مکوِّن جمیع موجودات یعنی جواہر و اعراض اور اونکے افعال و حرکات و سکنات
کا حق تعالے ہے ممکن نہین کہ کوئی کسی چیز کو پیدا کر سکے یا کسی چیز کے پیدا کرنے مین کوئی
اور حق تعالی کا شریک ہو یا اوسنے کسی چیز کا پیدا کرنا اپنی مخلوقات مین سے کسی
کے تفویض کیا ہو پس سب خیر و شر اور نفع و ضرر اور حسن و قبح اوسکے قضا و قدر سے
ہے۔ انسان کو چاہیئے کہ کوشش کرے منافع کے حصول اور مضار کے دفع کرنے
مین بقدر امکان کے پھر باوجود اسکے لایق ہے یہ کہ یقین کرے اس بات کا کہ اوسکی
طرف وہی پہونچیگا جو کچھ اللہ نے مقدر کیا ہے اور بندونکے کامونکا پیدا کرنے
والا وہی ہے اسلئے کہ خالق سب چیزون کا وہی ہے اور افعال و اعمال بھی بندونکے
سب چیزونمین داخل ہین بندے اپنے افعال کے کاسب ہین خالق نہین اور نہ شریک
خلق ہین۔ کسب کے یہ معنی ہین کہ جب بندہ کسی کام کا ارادہ مصمم کرتا ہے تو خدائے تعالے
اوسمین فعل پیدا کر دیتا ہے کسب کی وجہ سے کاسب کو استقلال حاصل نہین ہوتا
اور خلق کی وجہ سے خالق مستقل ہوتا ہے پس کفر و ایمان اور طاعت و عصیان
اور نیکی و بدی بندونکی اللہ کے ارادہ اور مشیت اور حکم و تقدیر سے صادر ہوتی
ہے لیکن خدائے تعالی کفر و معصیت سے راضی نہین اور نیکی سے راضی ہے۔

ے ضوء الاکر شرح فقہ اکبر مولفہ شیخ نعمی مین مذکور ہے کہ مقضی کا متغیر ہونا اس بات کا موجب نہین کہ قضائے
الہی مین بھی تغیر پیدا ہو اسلئے کہ انسان چار قسم کے ہین (۱) جنکی ابتدا و انتہا دونون کی سعید ہوتے پر قضائے
الہی جاری ہوئی جیسے حضرت علیؓ اور امام حسنؓ و حسینؓ (۲) جنکی ابتداء و انتہا دونون کی شقی ہونے پر قضائے
الہی جاری ہوئی جیسے ابوجہل (۳) جنکی ابتدا مین سعید اور انتہا مین شقی ہونے پر قضائے الہی جاری
ہوئی جیسے شیطان و بلعم (۴) جنکی ابتدا مین شقی اور انتہا مین سعید ہونے پر قضائے الہی جاری ہوئی
جیسے حضرت ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و ساحران فرعون ۱۲

خواہش کرنی اور پیدا کرنا اور ہے اور راضی ہونا اور رضا وہ ہے کہ حکم دی کہ کر داور را
ہوتا ہے کہ حکم دیتا ہے اور نہین چاہتا ہے کہ واقع ہو بسبب کسی حکمت کے کہ اوسکو
سوائے حق تعالے کے دوسرا نہین جانتا مگر باوجود اسباب کے کہ سب ارادہ و تقدیر
الٰہی سے ہے بندون کو بھی اعمال مین اختیار دیا گیا ہے کہ بندے اپنے کام اپنے
ارادے و اختیار سے کرتے ہین نہ جبر و اضطرار سے کہ اوسی کے سبب ثواب پاتے ہین
اور اوسی پر عذاب ہوتا ہے بندے کے افعال اختیاریہ اللہ تعالی کے مقدور ہین اختراع
کی وجہ سے اور بندے کے مقدور ہین تعلق کے سبب سے کہ اوسکو اکتساب کہتے
ہین اللہ تعالی کی قدرت موثرہ ہے اور بندہ کی قدرت کاسبہ اور غیر موثرہ پس افعال
اختیاریہ جب بندہ کے اپنی قدرت کی طرف منسوب ہوتے ہین تو کسب کہتے ہین اور
جب اللہ تعالی کی ذات پاک سے نسبت کئے جاتے ہین تو خلق کہتے ہین پس
بندہ کے مکسوب اور اللہ تعالی کے مخلوق ہونگے اللہ تعالی بندے کے افعال اختیاریہ
کو اوسکے ارادہ کے موافق پیدا کرتا ہے اگر وہ نیک کام کرنے کا قصد کرتا ہے تو فعل
خیر کی قدرت و استطاعت اوسمین موجود کر دیتا ہے اور اگر بری کام کا ارادہ کرتا ہے
تو اسکے کرنیکی قدرت اوس مین پیدا کر دیتا ہے بندہ آپ ہی فعل خیر کی قدرت کو
ضائع کر دیتا ہے اسلئے ذم اور عذاب کا مستحق ہوتا ہے غرضکہ بندہ کاسب ہے اور کسی
قدر اختیار رکھتا ہے اسی کا معتقد ہونا چاہئے کہ خلق خدا سے ہے اور عمل بندے
سے فرق اتنا ہے کہ عمل نیک اوسکی رضا ہے اور بد کام اوسکی رضا اور خوشنودی
کے خلاف ہے اسکی مثال یون سمجھنا چاہئے کہ ایک شخص اپنے غلام سے کہے کہ تو
بازار کو جا اور فلانی چیز لے آ تجھے اختیار ہے کہ زبردستی چھین لا یا دام دیکر خرید لا
اگر دام دیکر لاوے گا تو ہم خوش ہونگے اور جو زبردستی چھین لاویگا تو ہم ناخوش
ہونگے اس صورت مین اگر اوسنے خلاف مرضی اپنے مالک کے کام کیا تو قطعاً

سزا یابی کا سزاوار ہے اسی طرح حق تعالی نے بندون کو ایک طرح کا اختیار دیا ہے
کہ وہ اوس اختیار سے اچھے اور برے دونون طرح کے کام کا قصد کر سکتے ہین اور
یہ بھی کہدیا ہے کہ اچھے کامو نسے ہم راضی ہین اور بدکام ہماری نارضامندی
کا باعث ہین اب بندہ جیسا کام کریگا ویسا اوسکا بدلہ پائے گا اور یہ عین عدل و
انصاف ہے حقیقت کار امر متوسط ہے درمیان جبر و قدر کے دلیل اس عما
کی شریعت ہے مگر جو معتقدات مین بحث کرتے ہین اور اونکو دلائل عقلی سے
ثابت کرتے ہین جب تک کوئی بات معقول نہ ٹھہرے تصدیق نہین کرتے وہ اس
امر متوسط کے ادراک مین حیران ہین ۔ اور اللہ پر کوئی شے واجب نہین ہے
نہ لطف و قہر نہ ثواب و عذاب ہر چیز کا بدلہ دینا اور روزی پہونچانا اوسکا احسان
ہے ہمارا استحقاق اوسپر کچھ نہین ہے اگر وہ عوض نہ دیا اور روزی نہ پہونچائے
تو اوسپر قباحت لازم نہین کیونکہ ساری مخلوقات اوسکی مملوک ہے اور مملوک
کا مالک پر کیا استحقاق ہوتا ہے کہ اوسکے حق مین بہتری اور لطف و مہربانی اور
رعایت مصلحت مالک پر واجب ہوئی ورنہ کسی کافر مفلس کو پیدا کرنا کیونکہ اوسکو
دنیا و آخرت مین خسارا ہے دوسری اوسکا کسی بندہ پر احسان و امتنان ثابت
نہوتا کیونکہ اگر اوسنے کسی کو دین و دنیا کی نعمتین دین تو اوس چیز کو کیا جو اوسپر واجب
تھی تیسرے ابو جہل لعین اور نبی علیہ السلام پر اللہ کا احسان برابر ہوتا کچھ زیادہ
شکر گزاری حضرت پر واجب نہوتی اوسنے جو دونون کے لئے اصلح تھا دہ کیا
اپنے واجب سے فارغ الذمہ ہوا ۔ اور اللہ کے کامونمین کچھ غرض نہین کیونکہ
غرض والا محتاج ہوتا ہے اوسکا وجود ایسے اوسکا ہر ایک کام لاکھون حکمتون سے
بھرا ہے کہ کوئی اوسکو دریافت نہین کر سکتا اور اوسکے فوائد و منافع واسطے
خاص و عام کے ہین نہ واسطے اوسکی ذات مقدس کے کہ اوسکو کسی چیز کی احتیاج نہین

اور ہر چیز مین برائی بھلائی عقل کی طرف سے ہے جیسے کہ صانع عالم اور اوسکی
توحید اور صفات کمالی کی معرفت عقلی ہے شرع پر موقوف نہین ورنہ دور لازم
آئیگا باوجودیکہ اونپر شرع موقوف ہے اسی طرح اشیا مین بھلائی برائی شرعی
نہین اس طرح کہ شرع نے جسکو اچھا کہا وہ اچھا اور جسکو برا کہا وہ برا ہے اگر عکس
کرتی تو عکس ہوتا مگر حسن و قبح اس بات کو نہین چاہتا کہ اوسمین حکم الٰہی بہی بندے
کے لئے صادر ہو ہان وہ لائق اور مستحق اس بات کے ہوتا ہے کہ اوسمین حکم
الٰہی نازل ہو کیونکہ اللہ تعالی حکیم مطلق ہے ترجیح بلا مرجح نہین جائز رکھتا کہ اچھی چیز
کو برا اور بری کو اچھا قرار دے بلکہ جو واقعی اچھی ہوتی ہے اوسکی نسبت حکم وجوب
کا دیتا ہے اور جو بری ہوتی ہے اوسے حرام کرتا ہے سو اصل حاکم اللہ ہے
اور شرع کہولنے والی ہے پس جب تک اللہ تعالی رسولون کو بہیجکر اور برا بہلا کلام
نازل کرکے حکم نہ دے تب تک کوئی حکم حسن و قبح اور امر و نہی کا نہوگا یہی وجہ ہے
کہ زمانہ فترت کے لوگ ترک احکام الٰہی کی سزا مین معذب نہونگے اور اسی وجہ سے
پہونچنا دعوت کا تعلق و تکلیف مین شرط ہے یعنی آدمی تعمیل احکام کیساتہ بعد
پہونچنے دعوت کے مکلف ہوگا پس کافر کو جب تک دعوت نہ پہونچی اوسوقت
تک نہ وہ ایمان کے ساتہ مکلف ہے اور نہ بسبب کفر کے آخرت مین مواخذہ
دار ہے ۔ استطاعت فعل کی ساتہ ہوتی ہے اور استطاعت کے دو معنی
ہین ایک قدرت حقیقی کو کہتے ہین جو فعل کے موجود کردینے کے لئے کافی ہوجاتی
ہے دوسرے اسباب و آلات اور اعضا کی صحت و سلامتی کا نام ہے اور مدار
تکلیف شرعی کا پچھلی قسم کی استطاعت پر ہے اسی لئے بچہ اور مجنون ایمان
کے ساتہ مکلف نہین اور گونگا اقرار زبانی کیساتہ مکلف نہین اور مریض کہڑی
ہوکر نماز پڑہنے کیواسطے مکلف نہین کیونکہ ایسے لوگونکے اعضا صحیح و سالم

نہیں اسلئے استطاعت انہیں مفقود ہے ۔ اور امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ نے
جو فقہ اکبر میں کہا ہے کہ کسی پر اللہ تعالی نے کفر و ایمان کا جبر نہیں کیا ہے اسکا بھی
مطلب یہی ہے کہ انسان کے ساتھ تعلق تکلیف کا مدار استطاعت کے معنی
دوم پر ہے نہ معنی اول پر بس جن لوگوں نے یہ کہا کہ وہ مرجیہ یا جہمیہ تھے
یہ اونپر سراسر بہتان ہے اور جو چیز انسان کی قدرت سے باہر ہو اللہ اونکی
ساتھ تکلیف اوسے نہیں دیتا اور مقتول اپنے اجل سے وقت پر مرتا ہے اللہ
جتنی عمر اپنی تقدیر ازلی کے ذریعہ سے اوسکے لئے مقرر کر دیتا ہے اور جو وقت
اوسکی موت کا علم الٰہی میں ہے اوسی وقت پر اوسکو موت آتی ہے اوسکی موت
اللہ تعالے کا فعل ہے اسلئے اوسمیں کسی طرح تغیر تقدم و تاخیر کیساتھ قاتل
کی وجہ سے پیدا نہیں ہوسکتا اور قاتل پر قصاص عائد ہونا اور اسکو عذاب الٰہی
پہونچنا یہ امر شرعی ہے شرع نے رفع تنازع اور انسداد فساد اور انتظام کے لئے یہ سزائیں
مقرر کر رکھی ہیں بندہ اگرچہ فعل قتل کا خالق نہیں مگر کاسب تو ضرور ہے جب وہ ایسے
نامشروع فعل کے کسب کا ارادہ کرتا ہے تو اللہ تعالی موافق عادت کے اوس
فعل کے بعد مقتول کی موت پیدا کر دیتا ہے اور موت مردی کے ساتھ قائم ہے
اور اللہ تعالی کی مخلوق ہے بندے کو اوسکے پیدا کرنے میں دخل نہیں ہے اور
موت کا وقت ایک ہی متعدد نہیں جو موت علم الٰہی میں ہر شخص کے مرنے
کے واسطے معین ہے جس طور سے مقرر اور مقدر کی گئی ہے اوسی وقت پر
آتی ہے تقدیم و تاخیر نہیں ہوتی اگر اسمیں کچھ بھی تغیر و تبدل ہو تو علم الٰہی
میں نقصان پایا جائے ۔ اور حرام بھی رزق ہوتا ہے اور ہر ایک جاندار اپنی روزی
پوری کرتا ہے حلال ہو یا حرام کوئی شخص غیر آدمی کی روزی جو اللہ نے اوسکے
لئے ازل میں اپنے علم اور قسمت ازلی کے ذریعہ سے مقدر کر رکھی ہے نہیں

کہا سکتا کیونکہ تقدیر الٰہی کے خلاف ہونا ممتنع ہے ــ اور رویت[1] حق تعالیٰ کی امکانی ہے لیکن دخول جنت سے اول واقع نہوگی بعد دخول جنت مسلمان البتہ حق تعالیٰ کے رویت سے مشرف ہونگے اور رویت کے دو طریق ہین ایک یہ کہ ایسی اچھی طرح انکشاف ہو جائے کہ عقل کے ذریعہ سے اتنا یقین پیدا نہین ہوسکتا پس گویا کہ یہی لطف کے ساتہ دیکھنا ہے مگر یہ بات ہے کہ ایسا دیکھنا بغیر برابر اور مقابلی اور جہت اور رنگ اور شکل کے ہوتا ہے اور دوسرا طریقہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی قسم کی صورت پکڑکر مسلمانون کو اپنا دیدار دکھلادے جیسا کہ احادیث صحیحہ مین صورتون کا دیکھنا آیا ہے اس صورت مین اللہ تعالیٰ کو اپنی آنکہ سے رنگ اور شکل اور مواجہ کے ساتہ دیکھینگے جیسا کہ خواب مین یہ بات واقع ہوتی ہے مگر جنت مین رویت الٰہی ایسی بالمشافہ ہوگی کہ دنیا مین خواب کے اندر کبھی ایسی نہین ہوی یہی دو طریق معلوم ہین اور ان پر ہمارا یقین ہے اگر اللہ اور رسول کا رویت سے کچہ اور مطلب ہے تو ہمارا ایمان اوس پر بھی ہے اگرچہ ہم واقف نہین کہ وہ خاص کیا بات ہے[2] اور حق یہ ہے کہ رویت کے لئے جو شرائط مثلاً کیف وجہت و مکان و صورت و مقابلہ و قرب و بعد مسافت

---

[1] شرح عقیدۃ الوسطی مین عبد اللہ نے لکہا ہے کہ اہل حق کے نزدیک رویت عبارت ہے ادراک خاص سے جو موجود سے متعلق ہوتا ہے ایک خاص تعلق کے طور پر کہ اللہ اوسکو بسبب ہماری ایسے محل مین پیدا کردیتا ہے پس یہ رویت مقابلہ اور جہت وغیرہ کو نہین چاہتی بلکہ اوسکے لئے ایسی محل کا ہونا چاہیے جسکے ساتہ رویت قائم ہوسکے آنکہ سے شعاع نکلنے کی بہی ضرورت نہین جیسا کہ معتزلہ کہتے ہین کہ رویت عبارت اس سے ہے کہ آنکہ سے شعاع نکلے اور یہ اونکے نزدیک جسم روشن ہے کہ وہ آنکہ سے نکلکر جسم مرئی سے ملجاتا ہے اور اوسکا ملنا جسم مرئی سے ضروری ہے جب مرئی نہایت قریب ہوتب بہی نہین دیکہ سکتی جس طرح نہایت بعید ہونیکی وجہ سے نہین دیکہ سکتی ہے اور اسی طرح جب پردہ غلیظ مرئی پر ڈالدیا جاتا ہے تب بہی نہین دیکہ سکتی اسلئے کہ اس وقت شعاع نفوذ نہین کرسکتے ۱۲ منہ

[2] دیکہو حسن العقیدۃ مولفہ حضرت شاہ ولی اللہ ۱۲

وغیرہ قرار دی ہین یہ شرایط عادی ہین تمام اقسام حواس مین حواس کے سلیے جو چند
باتین بطور عادت کے مقرر ہوگئے ہین وہم نے اونکو شرائط ولوازم مان لیا ہے اور
یہ جان لیا ہے کہ حواس کا کام بغیر انکے نہین نکل سکتا درحقیقت بجز وجود رائی ومرئی
کی کوئی اور شرط نہین ہے اگر یہ شرطین رویت کے لئے لازمی ٹھہرین تو جاہیے کہ رویت
الٰہی سے نسبت ممکنات کے بھی انکار کرین کہ حق تعالی حاسے سے منزہ ہے اور
انصال شعاع کا اور مسافت متوسطہ کا درمیان رائی ومرئی کے متصور نہین یہ شرائط
تو اجسام متلون اور اعراض اجسام کے لئے ہین نہ اوس ذات کے لئے جو مادہ سے
بالکل مجرد ہو اور قرآن مین جو آیا ہے لاتدرکہ الابصار یعنی اوسکو نہین پاسکتین آنکھین اس
سے رویت کی نفی لازم نہین آتی کیونکہ ادراک کہتی ہین شے کی حقیقت کے جان
لینے کو اور آیت مین اوسکی نفی کی گئی ہے اور یہ ہوسکتا ہے کہ کسی شے کی رویت
حاصل ہو اور اوسکی حقیقت پر اطلاع نہو سکے جیسا کہ چاند کو دیکھتی ہین اور اوسکی حقیقت
کا ادراک نہین کرتے یا ادراک اسے کہتی ہین کہ مرئی کو اوسکے تمام حدون سمیت پورا
پورا دیکھ لینا یعنی اوسکا احاطہ کرلینا اور عدم احاطہ سے عدم رویت لازم نہین آتی جیسا
کہ علم کے احاطہ کرلینے سے علم کا عدم لازم نہین آتا جائز ہے کہ رویت ہو مگر احاطہ کے
ساتھ نہو جسکی آیت مین نفی کی گئی اور موسیٰ علیہ السلام کو جو سوال رویت کے
جواب مین کہا لن ترانی یعنی تو مجھکو ہرگز نہ دیکھے گا یہ انکار اس غرض سے ہے
کہ عادت الٰہی یون جاری نہین ہوئی ہے نہ اسوجہ سے کہ رویت ناممکن الوقوع ہے
اور غرض اس خطاب سے یہ ہے کہ دنیا مین اللہ تعالی کی دیدار کی طاقت ان آلات
حسیہ سے کہ فنا پذیر ہین نہ لاسکیگا نہ یہ کہ آخرت مین بھی نہ دیکھ سکے گا بلکہ قصہ سوال
حضرت موسیٰ علیہ السلام نسبت رویت الٰہی کے ہمارے لئے حجت ہی جواز رویت
کی اسلیے کہ انبیا علیہم السلام سے حق جاننے والا زیادہ کون ہے اگر رویت

محال ہوتی تو سوال حضرت موسیٰؑ کا مشعر غفلت تھا مسئلہ دینی سے اور ایسی
غفلت انبیا علیہم السلام سے محال ہے اور اگر حضرت موسیٰ علیہ السلام رویت
الٰہی کو محال جانکر سوال کرتے تو سفاہت لازم آتی اور سفاہت سے انبیا منزہ
ہین اور اللہ تعالیٰ نے جو پہاڑ کے ٹھہرے رہنے پر اپنے دیدار کو معلق کیا تو معلوم
ہوا کہ دیدار الٰہی جائز ہے اسلئے کہ ٹھہرا رہنا پہاڑ کا جائز ہے اور معلق اوپر
جائز کے جائز ہے — اور اللہ تعالیٰ کے فرشتے ہین رات دن اللہ کی بندگی
مین مصروف رہتے ہین کبھی فرمان الٰہی کے بجالانے مین سستی و کاہلی نہین
کرتے صاحب پر وبال ہین حقیقت اونکے پر و بازو کی خدا ہی جانتا ہے سب
گناہان صغیرہ و کبیرہ سے بری ہین کوئی اونمین مرد یا عورت نہین چار فرشتے
اونمین سے اعلیٰ درجہ کے ہین ایک جبرئیل علیہ السلام جو پیغمبرون پر وحی لاتے
ہین دوسرے میکائیل علیہ السلام جو مخلوقات کو روزی پہونچاتے ہین تیسرے
اسرافیل علیہ السلام جو قیامت مین صور پہونکینگے چوتھے عزرائیل علیہ السلام
ہین جو روح کو قبض کرتے ہین — اور اللہ تعالیٰ کی کتابین ہین جو اپنے پیغمبرون
پر اتارین اور شمار اونکا کسی دلیل قطعی سے ثابت نہین مشہور چار کتابین
ہین جو پیغمبرونپر نازل ہوئین وہ یہ ہین توریت حضرت موسیٰ علیہ السلام پر
انجیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر زبور حضرت داؤد علیہ السلام پر قرآن حضرت
محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر انمین سے قرآن شریف پر عمل کرنا ہر مسلمان پر
فرض ہے اور جتنی کتابین اسکے سوا نازل ہوئین وہ سب منسوخ العمل ہین
یعنی اور کتابونمین جو احکام قرآن شریف کے مخالف اور مناقض
ہین اونپر عمل کرنا درست نہین اور نسخ مین بہت سی مصلحتین ہوتی ہین کیونکہ احکام
مصلحتونکے تابع ہوتے ہین اور یہ موافق اوقات کے بدلتے رہتے ہین اسواسطے

جو کتابین اس نام کی اہل کتاب کے پاس ہین وہ اصل نہین اہل کتاب اپنی کتب
سماویہ کے مجموعہ کو بائبل کہتے ہین جو لفظ یونانی بمعنی کتاب ہی پھر اسکے دو حصے ہین
(۱) عہد عتیق یعنی پرانی کتابین جسمین توریت و زبور وغیرہ ۳۹ کتابونکا مجموعہ ہے
کبھی ان تمام صحیفونکے مجموعہ کو مجازاً توریت کہتی ہین انکو یہود اور عیسائی سب
مانتے ہین لیکن عیسائیون نے اس مجموعہ مین نو کتابین اور داخل کی ہین جنکی تسلیم و
عدم تسلیم مین اُنکے متقدمین و متاخرین مین بڑا اختلاف ہی یہود ان نو کتابون کو
لغو مصنوعی سمجھتے ہین (۲) عہد جدید کے مجموعہ مین یہ کتابین ہین اول انجیل متی جس
مین حضرت عیسیٰؑ کے بعد متی حواری نے مسیح کی پیدایش سے لیکر موت تک
کے حالات کو تاریخ کے طور پر جمع کیا ہے- دوم انجیل مرقس اسمین بھی مرقس نے
ابتدا سے لیکر اخیر تک حضرت مسیح کی سرگذشت سنی سنائی بیان کی ہے-سوم
انجیل لوقا یہ بھی حضرت مسیح کی تاریخ ہے جسکو لوقا نے تالیف کیا ہے-چہارم انجیل یوحنا
اسمین یوحنا حواری نے حضرت مسیح کا حال ابتدا سے انتہا تک لکھا ہے ان چارون تاریخون
کو کہ جنکے زمانہ تالیف مین بڑا اختلاف ہی عیسائی اناجیل اربعہ کہتے ہین اور یہ
توراۃ و اناجیل اربعہ اصل توراۃ و انجیل منزل علی موسیٰؑ و عیسیٰؑ جنکا ذکر قرآن
شریف مین اکثر جگہ آیا ہے نہین وہ گم ہوگئی ہین بلکہ حسب اقرار علمای اہل کتاب
تاریخ اور روزنامچے ہین کہ جنمین بہت عرصے بعد انبیاء و حضرت مسیح کے احوال
کو ابتدا سے انتہا تک معتبر اور غیر معتبر رواۃ سے بلا سند متصل مجہول لوگون نے نقل
کیا ہے اصل کتابین عبرانی زبان مین ہین جو ملک یہودیہ کی قدیم زبان ہے
انکے ترجمے یونانی اور لاطینی اور عربی وغیرہ مین ہوگئے ہین اور عہد جدید مین
اناجیل کے ساتھ عیسائیون نے اور بھی بہت سے رسالے اور خطوط حواریون اور
غیر حواریون کے ملاکر اپنی کتب مقدسہ مین شمار کیا ہے اور سب کو واجب التسلیم

قرار دیا ہے ۔ اور ہونا کراماً کاتبین کا جو دو فرشتے ہین دونون شانو نپر نیک
وبدکام کی تحریر کرنے کے لئے حق ہے ۔ اور مسلط ہونا ملک الموت کا وقت
قبض ارواح کے حق ہے ۔ اور عذاب قبر کا کافرون اور بدکارون کیواسطے
اور نعمتین عابدون اور مطیعون کے لئے حق ہے ۔ اور منکر و نکیر کا سوال حق ہے کہ
وہ دو فرشتے ہین مہیب صورت نیلی پیلی آنکھون والے قبر مین مردے کے
پاس آتے ہین اور سوال کرتے ہین کہ پروردگار تیرا کون ہے اور رسول تیرا
کون ہے اور دین تیرا کیا ہے اگر جواب موافق سوال کے دیا تو نازونعمت
مین رہے اور مثل عروس خواب ناز مین استراحت کرے اور قبر اوسکی ایک چمن
چمنہائے جنت سی متصور ہو اگر عہدۂ جواب سے برأت نہوی تو محنت و عذاب
دیکھے اور قبر اوسکے حق مین ایک غار غارون دوزخ سے ہو قبر سے مراد عالم
برزخ ہے کہ دنیا اور آخرت مین واسطہ ہے اور اوسے عالم مثال[۱] کہتے ہین
اور یہ عالم کہین آسمان و زمین پر کسی خاص جگہ نہین بلکہ اس عالم حس کا دوسرا
پہلو وہ ہے قبر سے مراد یہان دفن نہین ہے تاکہ یہ کیفیت شامل اون لوگون کی
نسبت بہی ہو جو دریا مین ڈوب گئے ہین یا آگ مین جلکر مرگئے ہین یا کسی جانور
نے اونکو کہا لیا ہے ۔ اور عذاب روح اور بدن دونون کو ہوتا ہے مطلع ہونا
اوسکی کیفیت پر ضرور نہین انسانونکی جزاو سزائی قبر کی یہ صورت ہے کہ جب انسان
لباس جسمانی اوتارتا ہے تو اوسکے اعمال اچھے یا برے صورتونین آکر دکہائی دیتے

---

۱ شاہ ولی اللہ صاحب نے حجۃ اللہ البالغہ مین لکہا ہے بعض آیات اور بہت سی احادیث صحیحہ اس
بات پر دلالت کرتی ہین کہ اس عالم عنصر کے سوا ایک اور عالم (عالم مثال) ہے کہ جسمین اعمال
اقوال وغیرہ اشیا اپنے مناسب ایک صورت خاص مین متشکل ہوتے ہین اور اس عالم مین جبتک اشیا موجود ہوکر
ہین تب اس عالم عنصری مین اوسی کے مطابق ظاہر ہوتی ہین اور بہت سی چیزین اوس عالم مین یہانسے
سے نقل کرجاتی ہین ۱۲ منہ

ہین پھر جب جسم کو چھوڑ دیتا ہے اور نیک شخص ہوتا ہے تو وہ حظیرہ قدس اور عالم
قدس مین روح اعظم کی طرف اس طرح کھچکر جاتا ہے کہ جیسا لوہا مقناطیس کی طرف
کھچتا ہے اور اس حظیرۂ قدس کو علیین بھی کہتے ہین پس وہان اوسکی ملائکہ مقربین اور
ارواح طیبین سے ملاقات ہوتی ہے اور اوسکی جسمانی باتین مٹ جاتی ہین
اور اوسکے اعمال و ادراکات و اخلاص کو نہایت عمدہ صورتون مین اوسکو دکھایا جاتا ہے
جنت کی ہوائین اور خوشبوئین اوسکو آتی ہین اور اوسکی خواہش کے موافق نعمتین
الٰہی اوسکے لئے متشکل ہو جاتی ہین اور جو بد شخص ہے تو اوسکے اعمال منکر و نکیر
کی نہایت بری شکل مین اوسکو عذاب کرتے ہین اوسکا بخل اور شہوات اور دیگر
اخلاق رذیلہ سانپ بچھو کی صورت مین ظاہر ہوکر اوسکو ڈستے ہین اوسپر گرز
پڑتے ہین اور طبقۂ ظلمانی مین جسکو سجین کہتے ہین اوسکو محبوس کیا جاتا ہے اور
یہ وہان اپنی نازیبا باتون سے رنج اوٹھاتا رہتا ہے اور اس سجین اور علیین کو
عالم قبر کہتے ہین۔ اور بعد مرنیکے قبرون سے مردونکا زندہ ہوکر اوٹھنا حق ہے
عاقل و مجنون و صبی و جن و شیاطین و طیور و حشرات کل اوٹھینگے ظاہر ہے
کہ جسنے اول عالم کو اور نابود محض سے پیدا کیا اور کتم عدم سے وجود مین لایا وہ
بار دگر بھی پیدا کرنے پر قادر ہے ۔ سباع و بہائم وغیرہ سے بالکل بکر قصاص ہوگا
اور نابود کئے جائینگے اور جن و انس و شیاطین ہمیشہ دوزخ یا بہشت مین رہینگے
۔ اور عملونکا تولا جانا حق ہے تاکہ بقدر نیکی و بدی کی بندون کو معلوم ہو اور خدا
علیم کو تو جاننا ہی ہے مگر یہ یاد رہے کہ اعمال کا وزن نہین ہوگا بلکہ اعمال نامہ ہونکا وزن ہوگا
یعنی جن کاغذونمین بندون کے اعمال لکھے ہونگے وہ وزن ہوکر اونکی کمیت
معلوم کیجاتی گی کیونکہ اعمال اعراض ہین اور ہلکا بھاری ہونا جواہر کی شان ہے
مومن کو لازم ہے کہ ایمان تو ترازو کے ہونے اور اعمال کے تلنے پر لائے مگر دریافت

حقیقت اور ادراک کیفیت کی جانب متوجہ ہو کہ کہان قائم ہوگی اور اعمال کیونکر وزن
کئے جائینگے یا اعمالنامے وزن کئے جائینگے تو اونمین اوراق کی کمی بیشی اور لمبی
چوڑی اور ہلکی بھاری اور خط کے خفی و جلی ہونے اور سیاہی کی جسمیت اور عبارت
کے طول و قصر کی کیا کیفیت ہے ۔ اور نامۂ اعمال مسلمانون کے داہنے ہاتھ
مین سامنے سے اور کافرونکو پیٹھ کے پیچھے سے بائین ہاتھ مین ملنا حق ہے ۔
اور حساب لینا بندون سے ایک ایک ذرّہ نیکی و بدی کا حق ہے ۔ اور گواہی
اعضا کی حق ہے ۔ اور حوض کوثر حق ہے کہ جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم
کے واسطے قیامت کے دن ہوگا اور اوسکا پانی دودہ سے سفید تر اور اوسکی بو مشک
سے خوشتر ہوگی اور اوسمین تارونسے زیادہ اور روشن تر کوزے ہین جو کوئی
اوسکا پانی ایک دفعہ پئے گا پھر کبھی پیاسا نہوگا ۔ اور پل صراط حق ہے کہ حق تعالی روز
قیامت کو ایک پل دوزخ کی پشت پر بال سے باریکتر اور تلوار کی باڑہ سے تیز تر
رکھے گا اور اوسپر سے سبکو گزرنا ہوگا بعضے ہوا کی صورت بعضی آب روان
کی مانند بعضے تیز گھوڑی کی چال سے بعضے پیادہ چلنے والے کی رفتار سے بعضے
چیونٹی کی روش پر اوس پل کو طے کرینگے اور یہ سب تفاوت بقدر کمی بیشی
اعمال حسنہ کے ہر شخص کے گزرنے مین ہوگا جتنے نیک اعمال زیادہ ہین اتنا ہی
طے کرنا پل کا آسان ہے بعضے یہ بھی نجات پائینگے کہ پل نہایا نہ تھا اور بعضے مجروح ہونگے
اور بعضے کٹ کر دوزخ مین گر پڑینگے ۔ اور شفاعت پیغمبرون اور علما اور صلحا کی
گنہگارون کے واسطے حق ہے مگر بعد اذن حق تعالے کے ۔ اور جہان شفاعت
کا منع آیا ہے وہان وہی شفاعت مراد ہے جو رب العالمین کے اذن اور رضا کے
بغیر ہو ۔ اور جنت و دوزخ حق ہین اور دونون پیدا ہو چکی ہین اب بھی موجود
ہین آدم و حوا کا قصہ دلیل قاطع ہے اسپر فنا نہو نگی ہمیشہ رہینگی البتہ بقدر

ان واحد کے اس قول سے صادق آتے ہیں کہ کل شئ ہالک الا وجہہ صور فنا کے
وقت فنا ہو جائینگے - اور تعیین مکان بہشت و دوزخ کی از روی نص کے ثابت
نہین ہے اور چونکہ آدمیون کے نزدیک آسمان و زمین سے کوئی چیز بڑی نہین
ہے اسلیئے تمثیل کے طور پر کہا عرضہا السموات والارض یعنی عرضہا کعرض السموات والارض
یعنی چوڑائی بہشت کی مثل چوڑائی آسمان و زمین کے ہے اور اس آیت سے یہ
مراد نہین ہے کہ جو عرض بہشت کا ہے وہی بعینہ آسمان و زمین کا ہے کیونکہ اس
صورت مین تداخل اجسام لازم آتا ہے اور وہ ممتنع ہے اور جہان شارع نے
سونا چاندی یا موتی وغیرہ کی چیزین جنت کے لئے بیان فرمائی ہین سو وہ ان
معدنیات کی قسم سے نہین ہین اور سمجھانا منظور تھا اس عالم کے لوگون کو پس
جنت مین جو چیزین بیان سے کے سونے یا چاندی یا موتی کی مشابہ کسی وصف مین
ہین انکی سمجھانیکے واسطے انکو سونے یا چاندی یا موتی سے تعبیر کیا ہے ورنہ
ظاہر ہے کہ سونا چاندی وغیرہ معدنیات یا عناصر کی چیزین ابد الآباد تک
قیام پذیر نہین ہو سکتین - بہشتی طرح طرح کی نعمتون سے خوش و خرم رہینگے اور
دوزخی انواع انواع عذاب سے معذب ہوا کرینگے اور قیامت کی سب شرطین
اور آخرت کے احوال جنکی مخبر صادق نے خبر دی ہے حق ہین جیسے آفتاب
کا مشرق سے نکلنا کہ توبہ کے دروازے بند ہو جانیکا دن ہے - اور دجال اور
دابۃ الارض کا ظہور کرنا اور یاجوج و ماجوج کا خروج کرنا اور حضرت عیسی علیہ السلام
کا مسلمانونکی مدد کے لئے آسمان سے اترنا اور زمین خسف کا واقع ہونا ایک
مشرق مین ایک مغرب مین اور ایک جزیرۂ عرب مین اور آسمانونکا بہیت طو
مار کاغذ کیطرح لپیٹ جانا اور تارون کا گر پڑنا اور اسرافیل کا صور پھونکنا
یکبارہ واسطے فنا کے اور دوبارہ واسطے زندہ ہونیکے اور باقی رہنا سوا

واحد قہار کے یہ سب نام مین واقع ہونے والی ہین ۔ اور ایمان حق تعالی پر فرض
ہے اور ادراک فرضیت کے لئے عقل کافی ہے اور شرع اوسکی موئد و موثق
ہے ۔ اور ایمان تصدیق قلبی اور انقیاد و اقرار زبانی کو کہتے ہین تصدیق بغیر
انقیاد و اقرار کے مفید نہین یعنی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو جو کچھ کہ وہ خدا کے
پاس سے لاے ہین اوسکو دل سے سچ جاننا اور مان لینا اور اونکی پیغمبری کو دل سے قبول
کرنا اور زبان سے اوسکا اقرار کرنا اور اوسکی گواہی دینا ایمان کہلاتا ہے اور
اعمال ماہیت ایمان کا جز نہین بلکہ منجملہ کمالات ایمانیہ ہین اسی واسطے انکا
تارک دائرہ ایمان سے خارج نہین ہوتا اور نیز اعمال مین کیفاً اور کماً دونون طرح
کمی بیشی پیدا ہوتی ہے جیسے فرض نماز کو ادا کرنا حضور دل اور اطمینان اور تمام آداب
کی رعایت کے ساتھ افضل ہے کیفیت مین نفل سے بلکہ اوسی فرض سے بہی
بدرجہا افضل ہے جو ناقص طور پر ادا ہو اور دو فرض ادا کرنا افضل ہے تعداد کی
رو سے ایک فرض کے ادا کرنے سے اسی طرح تمام فرض اور اوسکے ساتھ ساری
سنتین اور نفل ادا کرنا صرف فرض سے ہر طرح بہتر ہے اور ایمان مین کمی اور زیادتی
نہین ہوتی اسلئے کہ اگر تصدیق نہین ہے تو مومن نہین ہے اور تصدیق عبارت
ہے علم الیقین سے اوس مین گنجایش گھٹنے بڑہنے کی نہین نہ یہ کہ جو شخص اعمال
کا زیادہ پابند ہے وہ زیادہ مومن ہے جو گنہگار ہے وہ کم مومن ہے کیونکہ
جب اعمال جزو ایمان نہین تو اعمال کی کمی بیشی سے ایمان مین کمی بیشی نہین
ہو سکتی اور یہی ایک معمولی سمجھ کا آدمی سمجھ سکتا ہے کہ ایمان اعتقاد کا نام ہے
جو دل سے متعلق ہے اور اعمال جوارح کا کام ہین اسلئے نہ ان دونون سے
کوئی حقیقت مرکب ہو سکتی ہے نہ انمین سے ایک دوسرے کا جز ہو سکتا ہے ۔
اور متعلق ایمان مین کچھ تفاوت نہین ہے یعنی معتقدات کے لحاظ سے سب مسلمان

برابر ہیں ایمان کے لئے جن مسائل پر اعتقاد رکھنا ضروری ہے وہ سب کے لئے یکسان ہیں صحابہ اور تمام مسلمان اس لحاظ سے برابر ہیں کہ دونوں ایک ہی چیز یعنی توحید ونبوت کا اعتقاد رکھتے ہیں۔[1]

[1] مولوی شبلی صاحب نے سیرۃ النعمان میں اس مقام پر لکھا ہے کہ فرق صرف اعتقاد کے شدت وضعف میں ہے اور یہ قول مولوی صاحب کا امام ابوحنیفہ صاحب کے اس قول کے بالکل مخالف ہے الایمان لایزید ولاینقص یعنی ایمان کہ عبارت اعتقاد جازم سے ہے اوس میں کمی بیشی اور شدت وضعف متصور نہیں ہے اسواسطے

[illegible]

[illegible]

شدت وضعف اعتقاد کا قول ملا علی ہی سے لیا ہے گر اسکو رد وقدح نہیں سوجھی ۱۲ منہ

اور ایمان و اسلام ایک چیز ہے دونون مین تغایر نہین اور اسلام اور ایمان ایک ہونے سے
یہ مراد ہے کہ ایک دوسرے سے جدا نہین ہوسکتا دونون مین تلازم ہے جب ایک کسی
پر صادق آویگا تو دوسرا بھی بالضرور صادق آویگا یہ نہین ہوسکتا کہ کسی کی نسبت کہا
جائے وہ مومن ہے اور مسلمان نہو یا یہ کہا جائے کہ وہ مسلمان ہے حقیقت مین وہ مومن نہو
اور ایمان درمیان بیم و امید کے ہے اور وقت سکرات موت کی جب آخرت کے احوال
نظر آتے ہون اوسوقت کا ایمان لانا مقبول نہین کیونکہ ایمان بالغیب چاہیے اور یہ ایمان
بالغیب نہین۔ اور یہ کہنا نچاہیے کہ مین مومن ہون اگر اللہ نے چاہا کیونکہ اس کہنے سے
ایمان مین شک پایا جاتا ہے اور شک یقین مین روا نہین اگرچہ یہ کلمہ تبرکاً و تادب کی
واسطے اور جہان کام خدای تعالی کے طرف حوالہ کرنا ہوتا ہے وہان بھی استعمال
کرتے ہین مگر ایمان کے ساتھ تبرکاً بھی اسکا استعمال درست نہین اسلئے کہ موہم شک ہے
ایمان پانچ قسم پر ہے (۱) ایمان مطبوع وہ ایمان ملائکہ کا ہے (۲) ایمان
معصوم وہ انبیا کا ایمان ہے۔ (۳) ایمان مقبول وہ مومنون کا ایمان ہے
(۴) ایمان موقوف وہ بدعتیون کا ایمان ہے (۵) ایمان مردود وہ منافقونکا
ایمان ہے۔ اور گناہ کبیرہ کرنا بندہ مومن کو اصل ایمان سے نہین نکالتا ہے یعنی
گناہ کبیرہ مومن کو کافر نہین بناتا بلکہ فاسق اور عاصی بناتا ہے اسلئے کہ تصدیق باقی
ہے۔ اور گناہ کبیرہ کرنے والے مومن ہمیشہ دوزخ مین نرہینگے اگرچہ بے توبہ
مرے ہون اور جبتک خدای تعالی چاہیگا بقدر مکافات اون گناہونکے اونکو دوزخ مین
رکھکر پاک و صاف کرکے پھر اونکو بہشت مین داخل کریگا اپنے فضل و کرم سے یا جناب
شفیع المذنبین کی شفاعت سے۔ اور مرتکب کبیرہ کی بخشش مشیت الٰہی پر ہے چاہے
کرے یا نکرے اور عذاب کرے اور چاہے وہ کبیرہ کو بے توبہ بطریق خرق عادت
کے بخشدے اور صغیرہ پر عذاب کرے مگر حق تعالی کفر و شرک کو نہین بخشتا ہے

اور یہ بات شرعاً و عقلاً دون طرح ثابت ہے اور اللہ تعالی اپنے وعدہ کی موجب مومن مطیع کو ایمان اور طاعت پر یقیناً ثواب دیگا اور وعدہ سے قطع نظر ثواب دینا مطیع کو یا عذاب کرنا عاصی کا حق تعالی پر واجب نہین ہے — اگر کسی نے ایک کبیرہ سے توبہ کی اور دوسرے کبیرہ پر اصرار کیا تو توبہ اوسکی مقبول ہے اور جسنے جمیع کبائر سے توبہ کی اوسکو صغائر سے بھی توبہ کرنا ضرور ہے ورنہ احتمال عذاب باقی ہے اور عفو کرنا حق تعالی کا لوگون کے حقوق کو بطور خرق عادت کی جائز ہے

اور واسطہ ہونا انبیا کا درمیان ممکنات اور واجب الوجود کے ضرور تھا کیونکہ ہدایت واجب الوجود کی نسبت ممکنات کی کہ باہم متغائر ہین بالواسطہ ہونا چاہئے اور جو واسطہ دونو نکا برزخ ہوا انبیا علیہم السلام ہین — پس اللہ تعالی نے اصلاح معاش و معاد کے لئے محض از راہ تفضل جنس بشر سے انبیا و رسل کو واسطے پیغمبری کے بھیجا کہ آدمیون کو معرفت الٰہی سے کہ عقل اوسکے معلوم کرنے سے عاجز ہے آگاہ و مطلع کرین اور احکام الٰہی سے بہ نسبت واجب و مندوب اور حرام و مکروہ و مباح کی خبردار کرین اور سب پیغمبرونکی معجزون کے ساتھ تائید کی اور معجزے دلیل ہین اونکی نبوت کے حق ہونے پر اور معجزہ امر خارق عادت کو کہتے ہین کہ اوس سے اظہار صدق دعوی نبوت مقصود ہوتا ہے کیونکہ مخالف کو خدائے تعالی کی طرف سے ایسے

حاشیہ صفحہ ۶۸

سلہ دیکھو بحر العلوم فی شرح عقیدۃ الاصول ۱۲ ش حاشیہ جوہرہ لامیہ وغیرہ مین ہے کہ کبیرہ گناہ وہ جنپر قران یا حدیث مین صاف وعدہ دوزخ کا یا اللہ کے غصہ کا دیا یا حد مقرر فرمائی ہے یا اوسکے فاعل کو شرع مین فاسق کہا گیا ہے یا اوسپر لعنت کی گئی ہے جیسے اللہ نے سارق پر لعنت کی ہے اور صغیرہ وہ کہ جس سے منع فرمایا اور کچھ زیادہ نہین کہا اور کبیرہ کا اطلاق اگرچہ کفر پر بھی آتا ہے مگر صغیرہ کے مقابل جو کبیرہ ہے اوس سے کفر مراد نہین ہوتا کہ کفر اکبر الکبائر ہے — اور جوہر کبیر مین شیخ ابراہیم تعالی نے امام غزالی کی بسیط سے نقل کیا ہے کہ صغیرہ اور کبیرہ مین فرق نہ تسلیم کرنا صحت کے خلاف ہے ۱۲ منہ

امر بانکی قدرت سے بیرون ہو بلکہ وہ عاجز ہوتا ہے اور طریقہ ہدایت کا از طرف خدای عزوجل ہمیشہ ایسا ہی جاری رہا کہ ہر پیغمبر اور نبی اللہ کے زمانہ مین جس علم اور عمل کی وجہ سے قوم کو ضلالت ہوئی تہی وہی معجزہ اوس نبی کو خاص کر عطا ہوا جیسے حضرت موسیٰؑ کو ابطال سحر کا معجزہ خواہ حضرت عیسیٰ کو شفائی امراض لا علاج مثل برص حقیقی اور کور مادرزاد کا اور ہمارے نبی کو فصاحت و بلاغت اور بواسطہ خبر متواتر نسبت معجزات کے ہمارے حق مین اور بواسطہ حس صحابہ کرام کے حق مین عقل حکم کرتی ہے کہ حضرت محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بے شک رسول خدا ہین جو خدا کی طرف سے پیغام امر و نہی اور وعد و عید کا لائے ہین اور سب سے بڑا معجزہ اونکا قرآن ہے جسکو اللہ تعالیٰ نے آپ پر وحی کیا تہا ۔ قرآن کی عبارت اتنی اعلیٰ درجہ کی فصیح و بلیغ ہے کہ کوئی شخص فصحائی عرب سے باوجود حد باندہنے اور دشمنونکی کثرت کے بہی کسی چہوٹی سے چہوٹی سورہ کی مثل نہین بنا سکا حالانکہ وہ لوگ فصاحت و بلاغت مین آنحضرت سے کسی طرح کم نہ تہے کیونکہ جہان کے آپ رہنے والے تہے وہین کے وہ بہی بلکہ مجتمع ہوکر بہی اوسکی مثل نہ بنا سکے باوجودیکہ اونکو عار دلا کر کہا جاتا تہا فاتوا بسورۃ من مثلہ ان کنتم صادقین یعنی قرآن کے کسی ٹکڑے کی مانند تم بہی بنا لاؤ اگر تم سچے ہو مقابلہ حروف سے مقاتلہ سیوف اونکے نزدیک آسان تہا ۔ اور عدد انبیا اور رسل کا دلیل قطعی سے ثابت نہین ہے پس ایمان لانے مین رسل اور انبیا پر عدد کا لحاظ کرنا چاہیے کہ کفر نسبت بعض پیغمبرونکی اور اقرار نبوت بہ نسبت بعض کے کہ پیغمبر نہین ہین لازم نہو پس عدد سے درگزر کرکے انبیا مین سے وہ جنکا ذکر قرآن مین وارد ہوا یا متواتر حدیث سے ثابت ہوا بصراحت اونکی نبوت کا اقرار کرنا چاہیے اور جنکا ذکر متواترات مین نہین ہے اونکی نبوت سے نہ اقرار کرنا چاہیے نہ انکار اول انبیا مین آدم علیہ السلام

ہین اور آخر سب کے حضرت سرور عالم فخر بنی آدم محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہین اور آنحضرت
خاتم پیغمبران ہین بعد حضرت کے کوئی پیغمبر نہ آیا اور نہ آوے شریک اونکا نبوت
مین اونکے زمانہ مین کوئی نہ تھا اور حضرت عیسی علیہ السلام کہ نازل ہونگے وہ بعنوان
رسالت نازل نہونگے بلکہ تابع دین محمدی ہونگے ۔ اور عصمت[ف] شرط نبوت ہی اور مطیع
ہونا اونکا لوازم نبوت سی ہے ۔ اور ظاہر ہے کہ بشر مین سے جو شخص ان صفات
سے متصف ہوگا اوس شخص سے جس مین یہ صفات نہون افضل ہوگا لہذا انبیا ورسل افضل
خلائق ہین اور خدا کے نزدیک محبوب ترین خلائق ہین اور سوائے نبی کے کوئی کسی
وقت مین اعلی درجہ پیغمبر کو نہین پہونچ سکتا ہے پس تقدم وتفوق کا انبیا سی کیونکر احتمال
ہوسکتا ہے پس تمام بنی نوع انسان سے کوئی شخص انبیا کے مرتبہ کو نہین پہونچ سکتا
البتہ انبیا آپس مین فاضل اور مفضول ہین یعنی بعضونکا مرتبہ بعضونسے زیادہ ہے
مگر یہ تحقیق نہین کہ کون پیغمبر ان پیغمبرونمین بڑے رتبہ والا ہے اور کون مرتبہ مین کم ہے
البتہ ہمارے پیغمبر سب انبیا علیہم السلام سے افضل ہین نبوت اونکی ثابت ہوئی ہے اور خود
اونہون نے اپنی فضیلت کی خبر دی ہے اور برخلاف اور انبیا ومرسلین کے وہ سب
خلق کی طرف بھیجے گئے ہین اونکی دعوت تمام ممالک کو ہے آدم اور جنون کو عام ہے

ف عصمت علمائے اہل سنت کی اصطلاح مین اسے کہتے ہین کہ اللہ تعالی کسی بندہ مین گناہ نہ پیدا کرے اور حکما
وفلاسفہ کے نزدیک عصمت عبارت ہے ایک ایسے ملکہ او صفت نفسانی سے کہ جسمین وہ وصف ہوتا ہے تو وہ گناہ
سے بچا رہتا ہے اور یہ صفت بعد اثر اوس شخص کو حاصل ہوتی ہے جو گناہ کو برا اور طاعت کو اچھا جانتا ہو
اور پھر اوامر ونواہی کے باب مین پے درپے وحی کے نازل ہونے سے یہ صفت راسخ ہوجاتی ہے اور ایسے
شخص سے گناہ صغیرہ سہواً یا عمداً ابتدائی احوال مین صادر ہوسکتے ہین اسلئے کہ صفت نفسانی ابتدا
وقت مین حاصل تو ہوتی ہے مگر مضبوط نہین ہوپاتی پھر بتدریج جم جاتی ہے اور اوس کے جم جانے کے
بعد گناہ صغیرہ بھی معصوم سے سرزد نہین ہوتے ۱۲ ماخوذ از شرح عقائد نسفی بزبان اردو مختصرہ
مولفہ محمد نجم الغنی خان مولف مذاہب الاسلام ۱۲

مگر بعثت اولی عرب کے جن و انس کی طرف ہے اور اونکے ذریعہ سے دوسری ملکون تک رسالت پہونچی اسلئے کتاب آپ پر عربی زبان مین مذاق اہل عرب کے موافق نازل ہوی تاکہ اونکے ذریعہ سے اس کلام پاک کی دقائق اور معانی اور احکام سلسلہ بسلسلہ اور ممالک مین پہونچ جاوین اگر ہر قوم کی لغت کی رعایت رکھی جاتی تو اختلاف اور تحریف اور کمی بیشی اس حد تک اوس کتاب مین ہو جاتی کہ اصل مطلب کا سمجھنا دشوار ہو جاتا اور جبکہ ایسی کتاب نازل ہوتی وہ بھی ہر قوم کے لغات و معانی بلکہ مخارج حروف و لہجہ نہین جانتے تھے پس کلام منقول اللفظ والمعنی کو کس طرح اون قومون تک پہونچا سکتے ۔ اور وحی مین رویت فرشتہ کی شرط نہین ہے اور وحی نبی کا خاصہ ہے اور سب پیغمبر خدا کے حکم پہونچانے مین سچے ہین اور جو امر و نہی کرتے ہین خدا کی طرف سے کرتے ہین نہ اپنے دل سے اور سب انبیا پیغمبری پانے سے آگے بھی اور پیغمبری پانے کے پیچھے بھی اصلی اور طبعی کفر اور گمراہی سے پاک اور محفوظ ہین اور کبائر بھی انبیا سے بعد نبوت عمداً صادر نہین ہوتی اور سہواً گناہ کبیرہ سے بھی معصوم مطلق ہین کیونکہ ہم لوگ اونکی اقتدا کے ساتھ مامور ہین جو کہ اونسے قول و فعل صادر ہو پس اونسے کیونکر وہ چیز واقع ہوگی جو ناشایستہ ہو اور ہم اونکی اقتدا کے ساتھ حکم کئے جاوین اور جو صغیرہ ایسے ہین کہ اونسے نفرت پیدا ہوتی ہے اور رذیلہ پن پایا جاتا ہے وہ انبیا سے نہ عمداً سرزد ہوتے ہین اور نہ سہواً ہر طرح معصوم ہین البتہ جو صغیرہ ایسی نہین ہین وہ انبیا سے سہواً ممکن الوقوع ہین مگر اپنی خطا پر جمے نہین رہتے اونکو غیب سے تنبیہ ہو جاتی ہے ہان اتنا ضرور ہے کہ سہو و نسیان اون اقوال مین جو متعلق ہین ساتھ خبر دینے اور احکام الہی اور شرائع کے پہونچانیکے جائز نہین کیونکہ اخبار خلاف واقع کذب ہے اور کذب سے انبیا کی عصمت واجب ہے

اسلئے کہ کذب سے اونکی اخبار سے وثوق اوٹھہ جائیگا مگر جس بات کا کہ حق تعالے
نسخ چاہتا ہے اوسکو فراموش کرا دیتا ہے اور یہ جائز ہے کہ انبیا کسی کار مباح کا
قصد کرین اور وہ اتفاقی طور پر معصیت ہو جائے اور انبیا کی اس لغزش کو زلت
کہتے ہین اور جن جن انبیا سے زلات سرزد ہوئی ہین سب معاف کر دی گئی ہین
اور نیز انبیا منزہ ہین اصل فطرت ہین اخلاق رذیلہ سے مثل عجب و حسد و حقد و جبن
اور مکر وغیرہ کے اسلئے کہ رذائل اخلاق معاصی قلب ہین جو معاصی اعضا سے
بدتر ہین اصل فطرت انبیا علیہم السلام کی ایسے مادہ فاضلہ اور جوہر علیہ سے واقع ہوئی ہے
کہ صدور ایسے معاصی کا جنپر عام مکلفین کے نسبت وعید وارد ہے ناممکن ہے
اور عطا ہونا ایسے مادہ فاضلہ اور جوہر علیہ کا امر وہبی ہے اصل فطرت ہین نہ کسبی ورنہ

[illegible]

[illegible]

ہے کہ یہ اعتقاد کہ نبوت کسب سے حاصل ہو سکتی ہے کفر ہے ١٢ منہ

کوی تو نوع بشر سے بحالت الکتاب ترقی کرتے ہوی مدارج کمال مین اونکے رتبہ کو پہونچا۔

اور معراج محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی بیداری مین مع روح اور جسد مقدس کے مسجد حرام سے مسجد اقصی تک اور وہانسے آسمان تک پھر جہان تک کہ خدائی تعالے نی چاہا حق ہے مسجد حرام سے مسجد اقصی یعنی بیت المقدس تک جانا قرآن سے ثابت ہی انکار اسکا کفر ہے اور اطباق سماوات سے گزرنی مین احادیث صحیحہ صریحہ مشہورہ واردہین انکار اس کا گمراہی وفسق ہے اور آگے اس سی جانا اور عجائبات طرح طرح کے مشاہدہ کرنا احادیث آحاد سے ثابت ہی انکار اسکا موجب محرومی ثواب اور درجات اخروی ہی اور معراج آسمانون کے اوپر مخصوص ہے واسطے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اور لیجانا حضرت عیسی علیہ السلام کا آسمانون کے اوپر اونکے حکم توفی مین تھا۔ اور آنحضرت کی امت سب امتون سے بہتر ہی اور اونکی شریعت سب شریعتونکی جامع ہی اور اونکا دین سب دینون کا ناسخ ہے اور اونکے اصحاب امت سی بہتر اور افضل ہین اور خلفاے اربعہ سب اصحاب سی افضل ہین اور اونکی افضلیت بترتیب خلافت ہی یعنی پہلے حضرت ابوبکر صدیق پھر حضرت عمر فاروق پھر حضرت عثمان ذو النورین پھر حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہم اجمعین افضل ہین[1]۔ اور فضیلت کے یہان معنی عند اللہ زیادتی ثواب کے لئے جاتے ہین اور کسی دوسری وجہ کی تفضیل مثلا کثرت علم وشرف نسب وشجاعت ومروت وغیرہ جنکو عرف مین فضیلت سمجھتے ہین یہان مقصود نہین ہے پس جسکو کثرت

---

[1] ریاض النضرہ فی فضائل العشرہ مین لکھا ہے کہ کسی کو اس مین اختلاف نہین کہ حضرت علی حضرت عثمان کے بعد افضل ہین ہان اسمین اختلاف ہی کہ حضرت علی افضل ہین یا حضرت عثمان اور بعض سلف کو اسمین بہی اختلاف ہی کہ حضرت ابوبکر افضل ہین یا حضرت علی اسکو ابو عمر بن عبد البر نے اپنی کتاب صحابہ مین لکھا ہے وہذا یستدعی انعقاد ولایۃ المفضول مع وجود الافضل ۱۲ منہ

ثواب کی وجہ سی تفضیل حاصل ہو اوسکے لئے یہ بات منقصت کا موجب نہین ہی کہ غیر شخص اوس سے کسی دوسری قسم کی صفت عرفی مین زیادہ ہو مثلاً کوئی صحابی کثرت روایت مین حضرت ابو بکر سے زیادہ ہو تو اس فضل جزئی سے اونکے فضل کلی مین نقصان نہین آتا کیونکہ من جمیع الوجوہ ایک صحابی کی تفضیل دوسری صحابی پر محال ہے اسلئے کہ تفضیل حضرت علی کی جہاد سیفی اور سنانی اور فن قضا اور ہاشمیت خصوصاً زوجیت بتول مین صدیق اکبر پر قطعی ہی پس مراد تفضیل سے یہی ہے کہ جسکو نبی کے ساتھ زیادہ مشابہت ہی ریاست امت کی معاملہ اور دین کی محافظت اور فتنہ وفساد کے مٹانے اور احکام شریعت کے جاری کرنے اور ملکوں مین اسلام پہیلانے اور حدود و تعزیرات قائم کرنے مین کہ یہ باتین ثواب کی ہین وہ افضل ہے اور خلفائے اربعہ کے بعد باقی عشرہ مبشرہ یعنی طلحہ و زبیر و عبد الرحمن بن عوف و سعد بن ابی وقاص و سعید بن زید و عبیدہ بن جراح صحابہ مین افضل ہین بعد عشرہ مبشرہ کے اون صحابہ کو فضیلت حاصل ہے جو جنگ بدر مین شریک ہوئے تھے اور بعد اونکے اون صحابہ کو فضیلت ہے جو جنگ احد مین شریک ہوئے اور بعد اہل احد کے اہل بیعت رضوان کو فضیلت ہے اور عشرہ مبشرہ اور بی بی فاطمہ اور خدیجہ اور عائشہ اور حسن و حسین رضی اللہ عنہم جنتی ہین اور اسلام مین اونکا مرتبہ اعلی ہے اور بی بی فاطمہ سردار ہین سب بہشت کی عورتونکی اور حسن و حسین سردار ہین جوانان اہل بہشت کے —

اور خلافت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تیس برس تک رہی بعد اوسکی بادشاہت

محققین اہل سنت نے خلافت خاصہ کو سلطنت و فرمان روائی مسلمین کے معنون مین لیا ہے اور خلافت خاصہ سے مراد ہے ہجرت اور سابق الاسلام ہونا اور یہ باتین ائمہ اثنا عشری مین سوای حضرت علی کے ثابت نہین اور لفظ امامت بہی کبہی خلافت عامہ کے معنی مین استعمال پاتا ہے اور چونکہ ایسی امامت اور خلافت کے لئے ملک مین تصرف ساتہ غلبہ اور استحقاق اور حکم کے جاری ہونے کی ضروری ہے لہذا خلافت صرف خلفائے اربعہ اور حضرت امام حسن مین منحصر ہے اور باقی ائمہ اہل بیت چونکہ تمام علوم دین اور ہدایت باطنی اور ارشاد

اور سرداری ہوگئی حضرت ابوبکر کی مدت خلافت دو برس اور چار مہینے اور حضرت
عمر کے دس برس اور چھ مہینے اور حضرت عثمان کی بارہ برس چند روز کم اور حضرت
علی کی چار برس اور نو مہینے ہے اس حساب سے خلافت چارون خلفا کی انتیس برس
اور سات مہینے مین تمام ہوتی ہے اور پانچ مہینے جو باقی رہے اونمین حضرت
امام حسن خلیفہ رہے پس یہ بھی خلفا مین سے ہوی اور یہ خلافت راشدہ ہے کہ نبوت
کے طور پر ہے اور رسول علیہ السلام کی نیابت ہے جب خلافت راشدہ کا زمانہ گزر چکا
اور حکومت و امارت کا دورہ شروع ہوگیا تو حضرت امام حسن نے معاویہ سے جو برسر
نزاع تھے صلح کرلی اور خلافت سے کنارہ کش ہوگئے پس یہ صلح امام حسن کی مقبول ہی
اور معاویہ اسلام کے پہلے بادشاہ تھے۔ اور امام حسین کا خروج خلافت راشدہ
کے دعوے سے نہ تھا بلکہ وہ رعایا کو یزید کے پنجہ ظلم سے بچانے کے لئے گئے تھے تاکہ
اوسکا تسلط جمنے نہ پائے کیونکہ ابھی تک اوسکا پورا پورا تسلط نہین ہونے پایا تھا اور
اہل مکہ و مدینہ و کوفہ نے بھی اوس کو برضا و رغبت بیعت نہ کی تھی اور حدیث مین جو
آیا ہے کہ بادشاہ ظالم سے تعرض نکرنا چاہئے یہ اوس صورت مین ہی کہ اوسکی سلطنت
بلا مزاحمت و منازعت جم چکی ہو اور خلفائے راشدین کے بعد سلاطین اسلام پر لفظ
خلفا کا استعمال مجاز اہے اور خلفائے اربعہ کی خلافت کا ثبوت اجلے بدیہیات سے
ہے جبکہ مفہوم خلیفہ کا اور اوسکی شرطین ذہن مین تصور کرین اور چارون خلیفہ کی سوانح

حاشیہ متعلق صفحہ ۷۵

فرقیت مین کہا ہے اسواسطے امام کہلاتے ہین اسوجہ سے کہ امامت جو خلافت کے معنی مین ہے
وہ انہیر صادق آتی ہے کیونکہ امامت بمعنی خلافت کرنے ملک مین تصرف شرط ہے اور کبھی امامت کو معنی
بادشاہت اور ریاست کے لیتے ہین اسلئے کہ بادشاہ اگرچہ نیک سیرت نہو لیکن دین کے بعض کام جیسے
جہاد اور تقسیم غنیمت اور اقامت جمعہ و عیدین مین پیشوائی رکھتا ہے ۱۲ منہ

عمریؓ اور احوال تاریخی پر نظر ڈالین تو عقل بالبداہت حکم کرتی ہے کہ اونمین خلافت کی
شرطین ثابت ہین اگر خلافت کی ثبوت کا خفا انمین کچہ ہے تو وہ دوسری معانی کی وجہ
سے ہی جو مفہوم خلافت مین مان لی گئی ہین جیسے شیعہ عصمت اور وحی باطنی
امام مین ہونا شرط کرتے ہین ورنہ یہ مسلمان بھی تہے عاقل بھی تہے بالغ بھی تہے
آزاد بھی تہے مرد بھی تہے اعضا بھی انکے درست تہے قریش بھی تہے مجتہد بھی تہے
اور انہون نے کافرون سے جہاد بھی کئے بلاد روم وعجم کو انہون نے مسخر کیا ہے
اور خلافت کے لئے اسیقدر کافی ہے اور جسقدر مخالفین نے اونپر افترا کیا ہے
اور عیب لگائے ہین اوسکا مرجع امر مختلف فیہ ہے جسے سوائے اونکے اور مسلمان
صحیح نہین جانتے ہین — اور اگرچہ بڑی بڑی صحابہ عمداً گناہون کے صدور سے محفوظ تہے
مگر یہ نہ تہا کہ تمام صحابہ مین سے کوئی بھی قابل طعن نہوا اسلئے کہ بعضے صحابہ سے
شراب خواری ثابت ہوی ہے اور جناب سرورکائنات نے اونپر حد جاری
کی ہے اور مسطح بن اثاثہ اور حسان بن ثابت سے بی بی عائشہ پر تہمت زنا ثابت
ہوا اور اونپر حد جاری کی گئے اور ماعز اسلمی نے زنا کیا اور سنگسار کئے گئے
مگر اتنا ضرور ہے کہ بوجہ حرمت صحبت خیر البشر کے اونکی خطائین قابل گرفت نہین
دیکہو اللہ پاک نے حضرت آدم کے حق مین کہا ہے وعصی آدم ربہ فغوی یعنی آدم
نے اپنے رب کی نافرمانی کی اور گمراہ ہوگیا اور حضرت یونس کی شان مین
کہا وہو ملیم یعنی وہ ملامت مین پڑا ہوا تہا باوجود اسکے حضرت آدم کو گناہگار اور
گمراہ کہنا کفر ہے اور حضرت یونس کے حق مین لفظ ملیم استعمال کرنا ناجائز اسوجہ
سے امتون کو مناسب ہے کہ صحابہ کے حق مین کلمہ خیر کے سوا کچہ نکہین اگرچہ بر
خلاف خیر و خوبی کے منقول ہوا اوس سے چشم پوشی کرین کیونکہ صحابہ محبین رسول
کے برا کہنے مین اگر دلائل قطعی کی مخالفت ہی تو کفر ہے جیسے بی بی عائشہ پر

نا کی تہمت کرنا اسلئے کہ خدای تعالے نے اپنے کلام مین اس عیب سے اونکی
برأت بیان کردی ہے اور اگر ادلہ قطعی کا خلاف نہو تو یہ گناہ کبیرہ ہے پس
کسی صحابی پر لعنت نکرنا چاہیئے نہایت کار کسی صحابی کا خلیفہ برحق سے بغاوت
ادراوسپر خروج[1] ہوگا تو یہ ارتکاب کبیرہ ہے اور مرتکب کبیرہ قابل لعن نہین قرابت
داران رسول نے اپنے دشمنونکی تکفیر کب کی جو اورون کو کرنا چاہیئے اور نفرت
جو اونکو مخالفین سے تھی یہ بوجہ نزاع اور جنگ و جدل کے پیدا ہوگئی تھی مگر ایمان
و اسلام مین اونکے کسی طرح کا کلام نہ تہا اللہ تعالی نے لعنت کے فضول کلام
سے اپنے بندون کو معاف رکہا ہے اسلئے کہ اگر کوئی عمر بہر ابلیس پر لعنت نکرے
تو اوس سے قیامت کو سوال نہوگا کہ تو نے لعنت کیون نہین کی اور لعنت کرنیکی
صورت مین تو سوال کا اندیشہ ہے[2] ــــ اور کسی کا قتل یا بجز اسکے گناہ کبیرہ جو
کفر نہین تو بہ سے کفر بھی معفو رہے تو گناہ کبیرہ بدرجہ اولی معاف ہوسکتا ہے ـ
دیکہو وحشی نے حمزہ عم رسول علیہ السلام کو قتل کیا اور جب وہ مسلمان ہوگیا تو وہ
مستحق لعنت نرہا تھا وہ معاف ہوگیا پس گناہگار مسلمان کے برا کہنے سے زبان روکنا
چاہیئے کیا عجب کہ اللہ نے اوسے توفیق توبہ دی اور حسن خاتمہ نصیب کیا ہو ــــ
اور اہل قبلہ کو جو مسلمانونکے قبلہ کی طرف نماز پڑہتے ہین اور قرآن و حدیث کے ساتہ
تمسک کرتے ہین اور شہادتین کی تصدیق و اقرار کرتے ہین کافر کہنا نچاہیئے
جب تک کہ کوئی قول و فعل کفر کا اوسے صریحاً نپایا جاوے جیسے معاد کا انکار

---

[1] چنانچہ شیخ علاء الدولہ نے فلاح مین اور مولانا شاہ عبد العزیز صاحب نے اپنی تالیفات مین اور مولوی جامی نے سلسلۃ الذہب مین معاویہ کو باغی قرار دیا ہے مگر جمہور اہلسنت معاویہ کی منازعت کو جناب امیر کیساتہ خطای اجتہادی کہتے ہین اور اونکو صحابی عادل جانتے ہین اور صاحب ہدایہ نے اونہین سلاطین جائر یعنی ظالم مین سے قرار دیا ہے اور مولوی عبد العلی شرح مسلم الثبوت مین اونکے مجتہد ہونیکو نہین مانتے ۱۲ منہ

[2] دیکہو کیمیای سعادت مین لعن یزید کی بحث ۱۲

تعالیٰ کے وجود کا یا نبی کا یا اور ضروریات دین کا انکار کرنا اور کفر کا التزام کفر ہے اوسکا لزوم کفر نہین اگر مدلول نص کو مدلول نص اعتقاد کرکے بے تاویل انکار کرے اور کہے کہ ہرچند وارد ہے مگر مین اسبات کو قبول نہین کرتا یہ کفر کا التزام ہے اور اگر نص کی تاویل کرکے اگرچہ وہ تاویل حقیقت مین صحیح نہو مدلول ظاہر کو نہ مانے تو یہ لزوم کفر ہے کیا تم نہین دیکھتے ہو کہ جب کسی حکم منصوص کا جو نص قطعی ثابت ہے تاویل باطل کے ساتھ انکار کرتے ہین تو کفر لازم نہین آتا سو یہی حال شیعہ کا ہے کہ وہ دین محمدی کو حق جانکر ایمان لائے ہین اور اونہون نے اوس اجماع سے جو خلفائے ثلثہ کی خلافت پر ہوا ہے اجماع سمجھکر نہین انکار کیا ہے بلکہ ایک شبہہ اونکے دلمین پیدا ہوگیا ہے جس سے اجماع کے منکر ہین اور وہ شبہہ یہ ہے کہ علی مرتضیٰ نے بسبب تقیہ کے خلفائے ثلثہ کے ساتھ بیعت کی تھی اور حقیقت مین اونکی خلیفہ برحق ہونے کے معتقد نہ تھے پس درصل اجماع منعقد نہین ہوا تھا اگرچہ یہ شبہہ باطل ہے مگر اونکے عندیہ مین تو صحیح ہے اسلئے تکفیر سے روکتا ہے پس اس طرح کی باتین بدعت ہین کہ تاویل سے صادر ہوی ہین اور یہاں سے عدم تکفیر خوارج کا بھی راز ظاہر ہوتا ہے اور یہ جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکی حق مین فرمایا ہے یمرقون من الدین کما یمرق السہم من الرمیۃ یعنی دین سے ایسے نکل جاوینگے جیسے تیر شکار مین سے اس سے مقصود نکل جانا امام برحق کی اطاعت سے ہے اور حقیقت مین اسلام سے نکل جانا مراد نہین اور عموماً صحابہ اور خصوصاً شیخین کو برا کہنا کفر نہین فسق ہے اسلئے کہ مسلمان کو برا کہنا فسق ہے اور صحابہ اور دوسری مسلمان اس حکم مین برابر ہین بالفرض اگر کوئی مسلمان خلفائے راشدین مین سے کسی کو قتل کرڈالے تو بھی وہ دائرۂ اسلام سے خارج نہین ہوتا اور ظاہر ہے کہ برا کہنا قتل سے کمتر ہے ہان ان معاصی

کا حلال جاننا کفر ہے جس طرح ترک صلوۃ کفر نہین بلکہ ترک کو حلال جاننا کفر
ہے تکفیر شیعہ ہمارے ائمہ متقدمین کی رائے نہین یہ افواہ متاخرین مین پھیل گئی ہے
امر منقح اور قول مفتی بہ و مرجح یہ ہے کہ جو شیعہ منکر ضروریات دین ہون وہ کافر ہین
شرکت اونکے ساتھ مثل شرکت اسلام کے جائز نہین اور جو ایسے نہون گو صحابہ کو
برا کہتے ہون وہ فاسق ہین کافر نہین ـ اور یہ جو امام ابو حنیفہ و امام شافعی سے
مروی ہے کہ شیعہ کے پیچھے نماز ناجائز ہے سو یہ بات اونکے کفر کی وجہ سے نہین
بلکہ اہل سنت کو اونکی اقتدا سے روکا ہے کیونکہ اونکی بدعت نے زور پکڑا
تو اونکے ایمان مین شبہ پیدا ہوا پس اہل سنت کو حکم دیا کہ اسنکے پیچھے نماز خراب ہوگی
ـ اور کرامات اولیاء اللہ کی حق ہے اور کرامت ایسی فعل خارق عادت کو کہتے
ہین جو نہ دعوی نبوت کے ساتھ مقرون ہو اور نہ کفار کے مقابلہ مین واقع ہو اور
جس شخص سے کرامت صادر ہو وہ اللہ تعالے کی ذات و صفات کا عارف ہو بقدر
طاقت بشری اور نشانی اوسکی یہ ہے کہ زہد اور تقوی اختیار کرے اور یاد حق
مین ہمیشہ مشغول رہے خلاف طریقت و سنت نبوی کے کوئی کام نکرے اعتماد
اوسکا خدا پر ہو ما سوی اللہ سے بالکل قطع تعلق کیا ہو اور عشق و محبت نے اوسکے
ظاہر و باطن مین سرایت کیا ہو بالجملہ ولی کے واسطے مواظبت علی الطاعات شرط
ہے اسی مواظبت کو عرف مین استقامت کہتی ہین پس اگر دین پر مستقیم نہوگا اور
اوس سے کوئی خرق عادت صادر ہو تو وہ کرامت نہین بلکہ استدراج اور
مکر اللہ ہے اور حق تعالی جب چاہتا ہے ولی سے کوئی بات کرامت کی کروا
دیتا ہے ہر وقت اوس سے کرامت ظاہر نہین ہوتی اور یہی معنی ہین خرق عادت کے
اگر ہر وقت اوس سے کرامت ہوا کرتی تو عادت ہو جاتی خرق عادت نام نرہتا

سلہ دیکھو بحر الرائق ۱۲ سلہ دیکھو فتاوی مولوی عبدالحی مرحوم جلد اول صفحہ ۱۴۵ و ۳۸۵ وغیرہ ۱۲ سلہ دیکھو فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت ۱۲

اور خرق عادت کی بہت سی قسمین ہین جیسے کسی پوشیدہ بات کا ظاہر کرنا اور ظاہر کا پوشیدہ
کر دینا اور دعا کا قبول ہو جانا اور مسافت بعیدہ کا تھوڑے سے عرصہ مین طے کر لینا اور
مغیبات پر مطلع ہونا اور اونکی خبر بیان کرنا اور ایک وقت مین مختلف مقامون مین
ظاہر ہونا اور حیوانات و نباتات و جمادات کا کلام سننا اور کہانے پینے کا حاجت
کے وقت بلا سبب بہم پہونچا دینا اور پانی پر چلنا اور ہوا مین اوڑنا اور ایسی طاقت کا
ظاہر کرنا جو قوت بشری سے باہر ہو اور کرامات اولیا اونکی نبی کے واسطے معجزہ
شمار کیجاتی ہین کیونکہ ہر دو لوگون سے ایسے امور کا ظاہر ہونا اوس نبی کی
صداقت کے لئے دلیل مین ہے۔ اور کوئی ولی نبی کے مرتبے کو اللہ تعالے
سے قرب اور اوسکے نزدیک فضل و کرامت مین نہین پہونچتا کیونکہ ولی کے لئے پیغمبر پر ایمان
لانا فرض ہے اور ولی مامون العاقبہ نہین اور پیغمبر خوف خاتمہ سے بری ہی اور
معصوم ہے اور ولی کا نفس بالذات معصوم نہین البتہ محافظت کرنیسے بری
کامونسے بچتا رہتا ہے اور پیغمبر کے پاس وحی آتی ہے فرشتونکا مشاہدہ کرتا
ہے اور لوگون کے پاس پیغام پہونچانے کیلئے مامور ہے بخلاف ولی کے
بلکہ اسپر تو دلیل کی بھی ضرورت نہین اسلئے کہ اولیا کو مرتبہ ولایت اللہ کی اطاعت
سے حاصل ہوتا ہے اور انبیا کی اطاعت بھی عین اللہ کی اطاعت ہے
چنانچہ قرآن مین خود اللہ تعالی فرماتا ہے من یطع الرسل فقد اطاع اللہ[1]
اور کوئی آدمی اس مرتبہ کو نہین پہونچتا کہ احکام دینی اور تکالیف شرعی
اوس سے ساقط ہو جاوین بشرطیکہ عاقل و بالغ ہو خواہ کوئی نبی یا ولی ہو یا مومن صالح
ہو یا کوئی اور ہو کسی سے بے عذر شرعی احکام شرعی معاف نہین جس طرح اور
سب پر فرض واجب ہین اسی طرح ولی نبی پر بھی کیونکہ جس قدر خطابات تکلیف

[1] دیکھو سواد اعظم مین بحث افضلیت انبیا بر اولیا ۱۲

شرعی مین وارد ہین سب عام ہین کسی کی اوسمین خصوصیت نہین اور آیات قرآن اور احادیث کا ظاہر پر محمول ہونا ضرور ہے کیونکہ سب ظاہر قرآن و حدیث کے ساتہ مکلف ہین مگر جبکہ کہ ظاہر سے پہیرنا بتواتر ثابت ہوا ہو اوسکی تاویل جایز ہے اسکے سوا جائز نہین جیسے شیعہ باطنیہ کہتے ہین کہ کتاب و سنت سے ثبوت وضو و تیمم اور نماز و روزہ و زکوٰۃ و حج و بہشت و دوزخ و قیامت وغیرہ کے جو کچہ وارد ہوا ہے وہ ظاہر پر محمول نہین سب کے اور ہی معنی ہین اور جو معنی لغت سے مفہوم ہوتے ہین وہ شارع کی مراد نہین مثلاً حج سے مراد امام کی پاس پہونچنا ہے اور روزے سے مذہب کا مخفی رکہنا اور نماز سے امام کی فرمان برداری وغیرہ وغیرہ ـ مصباح الہدایت مین لکہا ہے کہ صوفیہ کے ساتہ جہوٹی مشابہت رکہنے والی ایک جماعت ہے جو باطنیہ اور مباحیہ کہلاتے ہین یہ کہتے ہین کہ احکام شرع کی پابندی عوام کے لئے ہے جو اشیا کی ظاہری باتونکے سوا کچہ نہین سمجہتے باریکیون اور حقائق و دقائق سے نابلد ہین اور خواص اور اہل طریقت کی سمجہ عالی ہے انکے لئے رسوم ظاہری کی قید ضرور نہین اسی لئے انہون نے کہا ہے کہ قرآن واحادیث کی معانی یہ نہین ہین جو الفاظ کی ظاہر دلالت سے سمجہی جاتے ہین بلکہ قرآن کو اللہ اور رسول اللہ اور اولیاء اللہ کے سوا کوئی نہین جانتا مثلاً اقیموا الصلوٰۃ کے یہ معنی نہین کہ نماز پڑہو بلکہ نماز مناجات ہے اللہ تعالیٰ سے حضور قلبی کیساتہ اور یہ قیام و قعود محض بے کار ہے اور روزے کے اصل یہ ہے کہ مال کی محبت کو قلب سے نکال ڈالے اور حج کی اصل سیر اللہ تعالیٰ کی طرف اور مناسک کی اصل سیر فی اللہ مین اور اوس مین خیال جمانا وغیرہ وغیرہ یہ سب ملحدانہ باتین اصل شرع کی ہادم مین بلکہ ان سے در اصل نبی علیہ السلام کی تکذیب ہوتی ہے ـ اور مدار شرع کا احکام ظاہری اور تکالیف خارجی پر ہے اگر باطنی طریقون اور ملعون کا اعتبار کیا جاے

تو یہ سب باتین بیکار ہوئی جاتی ہین سب کا دار و مدار شیون قلبی پر آکر ٹھہرتا ہے اور اس
سے شریعت کا باطل کرنا ہے دوسرے جب قرآن کے معانی اللہ اور رسول اور اولیا اللہ
اور علمای فرقہ باطنیہ کے سوا اور کوئی نہین سمجھتا تو پھر تمام خلق کے لئے قرآن
کا بھیجنا لغو اور بیکار ٹھہرتا ہے حالانکہ قرآن کے نزول سے مقصود ہدایت ہے ہان
جو حقائق اور دقائق قرآن محققین ارباب سلوک سمجھتے ہین حق ہین لیکن وہ ظاہری معنے
کا انکار نہین کرتے بلکہ اونکو مانکر پھر اور دقائق نکالتے ہین کہ ظاہری مراد سے
منطبق ہوتے ہین اور اونکو اللہ تعالے نے قرآن مین رکھا ہے کیونکہ قرآن کے لئے
ظہر اور بطن احادیث صحاح سے ثابت ہے — اور نسخ احکام بعد سید المرسلین خاتم
النبیین کے شرعاً جائز نہین ہے — اور مردے کو دنیا مین قیامت سے پہلے رجوع
نہین ہے اور تناسخ ارواح کا یعنی یہ اعتقاد کہ انسان جیسا عمل کرتا ہے اوسکو جزا
سزا اسی دنیا مین اسطرح دیجاتی ہے کہ روح ایک جسم عنصری سے متعلق ہوتی ہے
اور پھر بعد رفع ہونے اس تعلق کے دوسرے جسم عنصری سے جو پہلے سے مغایر ہوتا ہے

[illegible]

[illegible]

متعلق ہوتا ہے باطل ہے کیونکہ (۱) مجرم کو سزا دیتے ہیں تو اوسکو اول جرم
کی اطلاع دینا ضرور ہے کہ فلان جرم فلان وقت مین تو نے کیا تہا اوسکے عوض یہ
سزا دیجاتی ہے لیکن کوئی انسان اسبات کا علم نہین رکہتا ہے کہ مجہکو جو تکلیف لاحق
ہے فلان جرم کیوجہ سے ہے جو اس جسم کے حاصل کرنے سے پیشتر کسی اور جسم سے تعلق رکہنے
کی حالت مین سرزد ہوا تہا پہر ایسی بے خبر سزا سے کیا فائدہ ہے (۲) اگر تناسخ
سے تبدیل ابدان ہو کر انسان اپنے اعمال کی سزا پاتا ہے تو بتلاتے شروع ہستی
مین انسان نے کونسا عمل کیا جسکی وجہ سے جسم انسانی حاصل ہوا اور گائے گہوڑے
اونٹ اور ہاتہی نے کونسا عمل کیا جس سے ابتدا مین یہ جسم ملا پس ہر ایک نوع حیوانات
جدا جدا مخلوق ہے اور دنیا دار العمل ہے اور آخرت دار الجزا ہے (۳) اللہ تعالے
مجرمین کی زبانی کہتا ہے یٰلَیْتَنَا نُرَدُّ وَلَا نُکَذِّبَ بِاٰیٰتِ رَبِّنَا کاش ہم پہیرے جاوین
اور نہ جہٹلاوین نشانیان اپنے رب کی (ایضًا) رَبَّنَآ اَبْصَرْنَا وَسَمِعْنَا فَارْجِعْنَا نَعْمَلْ
صَالِحًا اے رب ہمنے دیکہ لیا اور سن لیا اب ہمکو پہیر بہیج ہم کرین عمل اچہے

حاشیہ بقیہ صفحہ ۸۳

[illegible]

[illegible]

پس اگر تناسخ ارواح واقع مین ہوتا تو اللہ تعالے اونکے جواب مین فرماتا کہ تم آرزو
پھر جانے کی کرتے ہو تم کو تو کئے دفعہ دنیا مین لوٹا دیا ہے مگر ایسا نہین فرمایا ـــ
اور نیک کام کا حکم کرنا اور برائی سے منع کرنا واجب ہے اور شرط اوسکی یہ ہے کہ فساد
پیدا ہونے کا خوف نہو اور قبول کر لینے کی توقع ہو ـــ اور انبیا افضل ہین تمام ملائکہ
سے اور اولیا ، وزہاد کو فضیلت ہے عوام ملائکہ سے سوائے اون ملائکہ کے جو رسول
ہین اسلئے کہ حق تعالے نے جنت انسان کے لئے پیدا کی ہے ـــ اور زندونکی دعا
مردونکے واسطے اور صدقہ دینمین مردونکی طرف سے مردون کو نفع ہے ـــ
اور خدائے تعالے اپنے فضل وکرم سے دعاؤن کو قبول کرتا ہے اور حاجتون
کو پورا کرتا ہے کیونکہ اللہ تعالی نے ہر چیز کے لئے سبب پیدا کیا ہے بعض اسباب
ظاہر مین بعض چھپے ہین اسباب کی تاثیر کا ایک اندازہ ہے جب اللہ چاہے
اوسکی تاثیر اندازہ سے کم زیادہ کردے جب چاہے ویسی ہی رہے آدمی کبھی ٹکر سے
مرتا ہے اور کبھی گولی سے بچتا ہے ـ اندازہ کو تقدیر کہتے ہین یہ دو تقدیرین ہین
ایک بدلتی ہے اور ایک نہین بدلتی جو تقدیر بدلتی ہے اوسکو معلق کہتے ہین اور
اور جو نہین بدلتی اوسکو مبرم کہتے ہین پس اللہ نے دعا کرنے اور صدقہ دینے کو تقدیر
کے رد کرنیکا سبب بنایا ہے بلکہ یہ بھی مقدر رکھا ہے کہ جب بندہ دعا کریگا اور صدقہ
دیگا تو نفع پہونچیگا بلا اوسکی دفع ہوگی اور تمام اسباب عالم باوجود قضاو تقدیر
الٰہی کے بہی حکم رکھتے ہین جیسے کہ دوا و طبیب شفا کے لئے اور بندونکے اعمال بہشت
و دوزخ مین داخل ہونیکے لئے تقدیر معلق کے تغیر سے اللہ کے علم مین تغیر نہین ہوتا
ہوتا بلکہ نسبت خلق کے تغیر ہوتا ہے ـــ
اور پیدا کرنا حق تعالی کا ذریت حضرت آدم کو پشت آدم علیہ السلام سے اور توحید پر اونسے
میثاق لینا حق ہے اور میثاق لینا پیغمبرونسے واسطے تبلیغ کے اور نیز واسطے تصدیق

بعض سے بعض محقق ہے اور لوح وقلم اور جو کچھ اوس مین مسطور ہے حق ہے مگر آپ
لوح کو کوئی تختی اور قلم کو کوئی قلم واسطی نہ سمجھیگا —

امامت[1] ریاست عامہ ہے اہل اسلام اور ذمیون وغیرہ کی دین و دنیا کے کامونکی حفاظت
کے لئے بطور نیابت کے رسول علیہ السلام کی طرف سے یعنی احیائے علم دین اور اقامت
ارکان اسلام اور امر معروف ونہی منکر اور جہاد اور قضا اور اجرائی حدود وغیرہ جس
طرح نبی علیہ السلام کی ذات فائض البرکات سے انجام پاتے تہے اسی طرح یہ شخص
بہی جو منصب امامت کے ساتہ نامزد ہوا ہے انجام دیگا پس اگر کوئی بادشاہ ہو اور
اوسکا حکم نہ مانا جاوے وہ ہرگز امام نہوگا ہم کتنا ہی اوسے افضل فرض کرین اور جانین
کہ وہ فاطمی ہے اور معصوم بہی ہے اور اطاعت بہی اسکی واجب ہے اور اگر کوئی کافر
بزور شمشیر ملک پر قبضہ حاصل کرے اور شرع کے احکام اوٹہا وے اور تمام رعایا سے
خراج و باج لیتا رہے اور دین اسلام کی کام مین مصروف ہو وہ امام کہلائیگا اور
جو امام مصلے پر بیٹہنے والا تسبیح ہاتہ مین رکہنے والا ہمیشہ کتب علمیہ کا مطالعہ کرنے والا
طلبا کو پڑہانے والا مشکل علمون مین کتابین تصنیف کرنے والا دقائق کا حل کرنے والا
اور خونریزی اور کفار سے مال چہیننے سے بچنے والا ہو اور اوسکے عہد مین بعض آدمی
بعض پر ظلم کرین اور قوی ضعیف کو ستاوین اور شریفون کو مفسدون کے ہاتہ سے آبرو
بچانی مشکل ہو تو ایسے امام کی احتیاج مسلمانونکو نہین کیونکہ جو کچہ امامت اور سلطنت کے
لئے ضروری ہے وہ اوس سے حاصل نہین ہوتا —

بلحاظ دلائل نقلی اہل سنت کا قول ہے کہ مسلمانون پر قیامت تک واجب بالکفایہ ہے

---

[1] امامت کے ثبوت کے تین طریقے ہین نص اختیار دعوت پچہلے دونون طریقے ایسے ہین کہ انکی نسبت مسلمانون
مین اختلاف ہے امامیہ انکی ابطال پر متفق اور اہل سنت وجماعت اور معتزلہ اور خوارج اور زیدیہ بہی
صالحیہ کہتے ہین کہ دعوت کا طریقہ بے مستفاد از نہایۃ العقول ۱۲ منہ

امام یعنی سلطان کا مقرر کرنا اسلئے کہ مکلفین کے کام جیسے حدود کا قائم کرنا اور جہاد
کرنا اور احکام شرع کے موافق فتوے دینا اور علوم دین کو پہیلانا اور ارکان اسلام
کا قائم رکہنا اور کفار کو عملداری اسلام سے بہگانا اور امر معروف اور نہی منکر کرنا اور
اور دشمنون پر چڑہائی کے لئے لشکر درست کرنا مال غنیمت اور خمس تقسیم کرنا اور جن بچون کا ولی
کوئی نہین ہے اونکی ولایت کرنا وغیرہ باتین سلطان سے وابستہ ہوتی ہین پس اوسکا
مقرر کرنا بہی مکلفین کی رائی پر واجب ہی اسلئے کہ مقدمہ واجب وہی واجب ہوتا ہے جسکی
ذمہ واجب ہے نہ دوسرے پر پس وجود امام جانب خدا سے بحکم خدا واجب نہین
بلکہ جانب خدا سے اوسکا تقرر بہت سے مفاسد کا موجب ہی اسلئے کہ مخلوق کی رائین اور خواہشات
نفسانی مختلف ہوتی ہین پس ایک شخص کو یا کئی اشخاص کو تمام عالم کے انتظام کے
لئے تمام زمانونمین مقرر کرنا بڑی بڑی خرابیان پیدا کریگا طرح طرح کے جہگڑے اور
فساد کہڑے ہونگے امامت کمزور ہو جائیگی دشمن غلبہ کرینگے اور امام کو اپنی جانکے
خوف سے تقیہ کرنا اور مخفی ہونا پڑے گا بلکہ جان و مال معرض ہلاک مین آجاینگے
اور اسی وجہ سے مخلوق کے سامنے کبہی اپنی جان کو ظاہر نکر سکے گا ان قبائح پر خیال
کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ امام کا تقرر خدا کے ذمہ جاننا اور اوسے الطاف الٰہی شمار
کرنا باطل ہے اگر نصب امام لطف الٰہی ہوتا جیسے کہ نبی کا ہونا لطف ہی تو اس شرط
سے ہوتا کہ امام کو تائید غیبی ہوتی اور مخالفین پر غلبہ حاصل ہوتا اور اظہار حق
کے لئے کوئی برہان اوسکے ساتہ ہوتی اور جبکہ کوئی ایسی بات امام کے ساتہ نہین ہے
تو پہر لطف الٰہی کیا ہوا اس سے ثابت ہوا کہ امام کا نصب کرنا مکلفین پر واجب ہے کہ حاجت
کے وقت اپنی مصلحت کے موافق کسی کو اپنا رئیس بنا وین اور امام کے لئے نو شرطین شرط
ہین (۱) مسلمان ہو (۲) مرد ہو کہ اکثر مہمات امارت بدون عقل کامل اور
شجاعت وافر کے دشوار ہین اور یہ عورات مین معدوم ہین (۳) غلام نہو (۴)

عقل (۵) بلوغ کہ اسکے بغیر اپنے نفس پر بھی ولایت نہین ہوسکتی پھر ولایت
عامہ کیونکر ہوسکتی ہے (۶) عدالت کہ فاسق اہل شہادت نہین ہوتا اور اہلیت امارت
عامہ بالاتر اہلیت شہادت سے ہے (۷) قوم کا قریش ہو (۸) ناقص الاعضا
یعنی گونگا بہرا اندھا نہو اسلئے کہ امام پر واجب ہے حکم دینا اسطرح کہ اوسکے مطالب
مین شبہہ نہ پڑے اور مدعی و مدعا علیہ اور مقر و مقر لہ اور شاہد و مشہود کی شناخت اور
اونکا کلام سننا اوسکے واسطے ضروری ہے اور واجب ہے اوسپر مقرر کرنا اپنی طرف
سے نائبون اور قاضیون کا شہرون مین اور لشکر کو جہاد مین حکم دینا اور یہ سب باتین
سلامتی اعضا کی بدون ممکن نہین (۹) مجتہد ہو اور مجتہد ہونے سے صرف اسقدر
قدر مراد ہے کہ جن چیزون کی احتیاج ہے اونکا عالم ہو کیونکہ ضروری چیزونکا جاننا امام

حاشیہ متعلق صفحہ ۸۷ و ۸۸

سلہ نہایۃ العقول فی درایۃ الاصول مین امام رازی نے لکھا ہے
کہ امام مین ان ۹ صفات کا ہونا چاہیے (۱) مجتہد
ہو اصول و فروع دین مین (۲) ذی رائے و صیانت ہو
(۳) شجاع ہو (۴) صاحب عدالت ظاہرین ہو اور
یہ چارون صفات موقوف ہین ان چار صفات پر (۱)
مرد ہو (۲) حر ہو (۳) بالغ ہو (۴) عقیل ہو — یہ آٹھون صفات
بالاتفاق معتبر ہین اور نوین صفت یہ ہے کہ قریشی ہو اور یہ اہل
سنت کی نزدیک معتبر ہے اور معتزلہ مین سے ابو علی
جبائی اور ابو ہاشم کا بھی یہی مذہب ہے اور جاحظ نے لکھا ہے
کہ قریشی ہونا جو معتزلہ کے نزدیک مشروط نہین اور یہی رائے
خوارج کی ہے ۱۲ منہ

حاشیہ متعلق صفحہ ۸۸

سلہ ذکرہ الفقہا مین کتاب السیر کے اندر امام کی صفات
یون مذکور ہین وانہ یصلح الا امامۃ بالغ عاقل ذکر حر مسلم
عدل مجتہد تقی سخی او ضع الحقوق فی مواضعہا سائس
مستقل بتدبیر امر الرعیۃ اکثر رأیہ الاصابۃ شجاع مقدام
حیث یجوز اسلامۃ سلیم السمع والبصر والنطق والیدین
والرجلین یعلم بعقدہ ولیع مجاب لانہ لا یجوز امامان والافضل منہ
فی عصرہ حال قیام سن ولدا حد الحسنین — اور شرح مقاصد
مین امام کے لئے حسب ذیل شرائط لکھی ہین مکلف ہو
مسلمان ہو صاحب عدالت ہو حر ہو مرد ہو مجتہد ہو
شجاع ہو صاحب رائے و کفایت ہو کان آنکھ زبان
درست ہو قریشی ہو ۱۲ منہ سلہ
ویکون ازالتہ الخنا عن خلافۃ الخلفا مقصد اول مسئلہ
مشروط خلافت ۱۲

سلطان کے لیے اہم مقاصد سے ہے کیونکہ تمام کاروبار اور احکام کے اجرا کا مدار
ہے اور جبکہ اوسکو اتنا علم نہو گا جس قدر سے حق و باطل مین تمیز کر سکے تو لا محالہ تمام
معاملات کو خبط کر دیگا خاص کر جبکہ خود احکام شرعی کو جاری کریگا اور اگر بعض خود ان
کاموں کو انجام ندیتا ہو تب بھی اسقدر واقفیت ضروری ہے کہ علما مین سے کوئی عالم متقی
پرہیزگار صاحب عدالت احکام شرعی کے جاری کرنیکے لئے مقرر کرے اگر خود اتنا تمیز
نرکھتا ہو تو کسی اچھے عالم سے ایسے عالم کے احوال کو دریافت کرلے **فائدہ**
فتاوی ابراہیم شاہی مین مذکور ہے کہ بعض کے نزدیک امام کا مطاع ہونا شرط ہے اور
اکثر کا مذہب ہے کہ شرط نہین ہے اسلئے کہ امام کی اطاعت سب پر فرض ہے جو کوئی
اوسکی اطاعت نکریگا وہ گناہگار ہے رعایا کی نافرمانی امامت کو نقصان نہین پہونچا سکتی
ہے پھر اگر غلبہ حاصل نہو تو یہ نافرمانی رعایا کی تمرد مین شمار ہوگی لیکن عدالت و قرشیت
مشروط ہین حالت اختیاری مین پس دیدہ و دانستہ فاسق کو یا غیر قرشی کو اگر امام کرین
تو البتہ گناہگار ہون امامت اوسکی منعقد ہو جائیگی اور پھر اوسپر خروج جائز نہوگا اگر
تسلط کر کے فاسق یا غیر قرشی بادشاہ بنجائیگا تو وہ خود گناہگار ہوگا لوگون پر اطاعت
اوسکی فرض ہوگی اور خروج اوسپر حرام ہو گا اور شرط ہونا اسلام کا ساقط نہین ہوتا
ہے اسلئے کہ لفظ اولی الامر منکم غیر مسلم کو شامل نہین اور شرط ہونا ذکورت اور حریت اور
اور سلامتی اعضا اور اجتہاد کا مثل عدالت کے ہی پس اگر عورت یا غلام یا ناقص الاعضا
یا غیر مجتہد مسلط ہو جائے تو اطاعت اوسکی واجب ہوگی پس ظاہر ہوا کہ اسلام کے سوا
امامت مین کوئی اور بات جیسا بنی ہاشم یا اولاد علی سے ہونا یا افضل زمانہ ہونا یا معصوم ہونا
شرط نہین جو قیدین شیعہ نے لگائی ہین اور امام فسق و فجور سے معزول نہین ہوتا بلکہ
مستحق عزل ہو جاتا ہے پس اس سبب سے مسلمانون کو نچاہیے کہ اوس امام کو برطرف
کردین بلکہ اوسکو حتی المقدور اوس گناہ سے باز رکھین اور اوسکے نیکبخت ہونیکی

دعا کرین کیونکہ ہر طرف کے ہمین فتنہ عظیم کا ڈر ہے اور نماز ہر نیک و بد مسلمان کے
پیچھے جائز ورواہے —
اور مجتہد[ع] کبھی خطا بھی کرتا ہے اور اوس خطا مین معذور ہے اور حق و صواب بھی
کرتا ہے اور اعتقاد کرنا چاہیے مسح موزی کا حضر و سفر مین مسافر کو تین شبانہ روز
اور مقیم کو ایک شبانہ روز — اور حلال[ع] جاننا گناہ کا صغیرہ ہو یا کبیرہ اور اوسکا
سبک جاننا کفر ہے اور شریعت کے ساتھ تمسخر کرنا اور اوسکی اہانت کرنا کفر ہے اور کفر
کے کلمے سے ہزل کرنا کفر ہے اگرچہ اوسپر اعتقاد نہو کیونکہ ہزل موجب سبک جاننے کا ہے
اور جب گناہ کا سبک جاننا کفر ٹھہرا تو سبک جاننا کفر کا بطریق اولی کفر ہے اور خدا کی
رحمت سی ناامید ہونا کفر ہے اور خدا کے عذاب سی بیخوف ہونا کفر ہے — اور نمید

حاشیہ متعلق صفحہ ٨٩ و ٩٠

[ع] امام کا معصوم ہونا خطا سے علم و اجتہاد مین ضرور نہین اور نہ گناہ کے صدور کا ممتنع ہونا امامت کی شرائط مین سے ہے البتہ امام بنانے کے وقت یہ خیال رکھنا چاہیے کہ صاحب عدالت ہو یعنی گناہ کبیرہ کا مرتکب اور صغیرہ پر مصر نہو اثنا عشریہ اسماعیلیہ کا قول ہے کہ صحت امامت مین عصمت شرط ہے اور عصمت کے یہ معنی کہتے ہین کہ نہ تو خطا فہم مین ہو اور نہ گناہ عمل مین صادر ہون پس انکے نزدیک امام کا ظاہر اور باطن دونون معصوم ہونا واجب ہے بخلاف اہل سنت کے کہ انکے نزدیک علم کا اعتبار نہین صرف ظاہر مین صاحب عدالت ہو اور حضرات شیعہ کے مذہب کے موجب چونکہ عصمت ظاہری و باطنی خلق کو معلوم نہین ہو سکتی پس ناچار مقرر کرنا امام کا خدا کی طرف سے ہے نہ خلق کی طرف سے ۱۲ ماخوذ ملخصاً از شرح عقائد نسفی بزبان اردو مؤلفہ محمد نجم الغنی خان مؤلف مذاہب الاسلام ۱۲

[ع] عقد الجید مین شاہ ولی اللہ صاحب نے کہا ہے اجتہاد کی تعریف علمای حدیث مثلاً بغوی و رافعی و علامہ نووی وغیرہ نے ان لفظون مین کی ہے مجتہد وہ شخص ہے جو قرآن حدیث مذاہب سلف لغت قیاس ان پانچ چیزون مین کافی دستگاہ رکھتا ہو یعنی مسائل شرعیہ کے متعلق جسقدر قرآن مین آیتین ہین جو حدیثین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہین جس قدر علم لغت درکار ہے سلف کے جو اقوال ہین قیاس کے جو طریق ہین قریب کل کے جانتا ہو اگر انمین سے کسی مین کمی ہے تو وہ مجتہد نہین ہے اور اوسکو تقلید کرنی چاہیے ۱۲ منہ

[ع] مفوضہ معتزلہ مین سے ایک فرقہ کا نام ہے جو کہتے ہین کہ ہمکو قدرت گناہ سے بچنے کی اور مامورات کی بجا لانیکی نہین اور نہ کوئی دنیا مین کسی چیز کا مالک ہے سب آدمی اسکے اور اللہ ازواج مین باہم شریک ہین کذا فی توضیح المذاہب ۱۲

جیسے ہندی مین بوزہ کہتے ہین بشرطیکہ لہو ولعب کے لئے یا استعمال کیجائے حرام نہین ہے اور نبیذ یہ ہے کہ خرمے یا کہجور کو تنہا یا مویز کے ساتہ یا جو شہد گیہون جوار باجرہ وغیرہ غلہ کو پانی مین ترکر کے رکہدیتے ہین یہانتک کہ اوس مین تہوڑی سی تیزی آجائے اور اگر اتنا رہنے دین کہ جوش کہا کر مسکر و کیف ہو جائے تو حرام ہے یعنی بدلیل قطعی و یقینی اوسکا ترک فرض ہے۔

مذاہب ائمہ کے بعض اختلافی عقائد مین تطبیق

اب خیال کرو کہ اعتقاد مین خلاف پیدا ہو جانیکے وجہ سے ابتدا مین اشعریہ ماتریدیہ حنبلیہ مین باہم کسی قدر تباین و تنافر تہا ہر ایک دوسری کے عقیدے مین قدح کرتا تہا لیکن انجام کو وہ اختلاف راجع طرف توفیق و تطبیق کے ہوگیا۔ فتاوی مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب مین مذکور ہے کہ اللہ تعالے نے علمائے اہل سنت وجماعت کو دو چیزین عطا کی ہین (۱) ذہن رسا کہ بسبب اوسکے بات کی کنہ کو پہونچ جاتے ہین اور الفاظ پر نہین اٹکتے (۲) انصاف اور قلت حسد کہ اوسکی وجہ سے ہر ایک کے کلام کو بہلائی پر حمل کرتے ہین اور حتی المقدور تضلیل و تکفیر کسی کی نہین کرتے مثلاً ماتریدیہ صفت تکوین کے قائل ہین اور اسے صفت حقیقی قدیم جانتے ہین اور اشعریہ

سل جزو اول مواہب لدنیہ مین عشرہ حدیبیہ کی ذیل مین مذکور ہے قال ابو حنیفۃ نقیع الزبیب والتمر اذا طبخ حتی ذہب ثلثان ثم اشتد حل شربہ ما دون السکر ۱۲ منہ

سل مربع المعانی فی شرح عقیدۃ الشیبانی مین مذکور ہے وکل منہم سلک الحق وان کان قد حصل الخلاف بین الشیخ ابی الحسن الاشعری شیخ اہل السنۃ من الشافعیۃ وبین الامام ابی حنیفۃ رضی اللہ عنہ فی مسائل اخری من اصول الدین لکنہا یسیرۃ وہو لا یقتضی تکفیرا ولا تبدیعا بل کل منہما علی مراطا وقد نظم الشیخ تاج الدین السبکی رحمہ اللہ تعالے ہذہ المسائل المختلف فیہا فی ابیات فائقۃ یعنی اہل سنت کے تمام مذاہب حق پر ہین اگرچہ بعض مسائل عقائد مین درمیان ابو الحسن اشعری اور امام ابو حنیفہ کے کسی قدر اختلاف ہے مگر وہ اتنا معتد بہ نہین کہ تکفیر و تبدیع کسی کے ہوبکہ بلکہ سب راہ راست پر ہین ان مسائل اختلافی کو شیخ تاج الدین سبکی نے نظم کیا ہے ۱۲ منہ

+ + + + + + + + + + + + +

+ + + + + + + + + + + + + +

صفت تکوین کو اعتباری کہتے ہین صفت حقیقی نہین مانتے اور خیال کرتے ہین کہ تعلقات
قدرت اور ارادہ سے یہ صفت حادث ہوتی ہے جس طرح تمام صفات کے تعلقات
حادث ہین اوسی طرح یہ بھی حادث ہے پس علمای اشعری علمای ماتریدی کے
کلام کو جو صفت تکوین کے قدم کے قائل ہین اوس صفت کے مبدء پر حمل کرتے
ہین یعنی یہ سمجھتے ہین کہ جن صفات سے تکوین حادث ہوی ہے اور وہ قدرت و
ارادہ ہے وہ قدیم ہین اور اسی وجہ سے تکفیر و تضلیل نہین کرتے اسی طرح اشاعرہ
اور ماتریدیہ کہتے ہین کہ کلام الٰہی غیر مخلوق ہے اور مراد اس سے کلام نفسی ہے نہ الفاظ
اسواسطے کہ الفاظ جو کیفیات اصوات غیر قارہ ہین اونکا حدوث بدیہی ہے اور بدیہیات کا
انکار مناسب نہین اور حنابلہ کہتے ہین کہ الفاظ اگرچہ کیفیات اصوات غیر قارہ ہین
لیکن عدیم القرار ہونا وجود لفظی مین ہے اور یہان یعنی الفاظ کا وجود دوسرا ہے کہ
وہ سامعین کی قوت متخیلہ مین ہے اور یہ وجود بطریق تجدد الامثال کے لبقا و قرار
رکھتا ہے مثلاً شیخ سعدی کی گلستان کو باعتبار اوسی وجود کے کہہ سکتے ہین کہ
مدت ۶۴۹ برس سے موجود ہے یعنی اونہین الفاظ کے ساتھ کہ منت خدای را
عزوجل الخ ہین پہلی پہل سعدی کے متخیلہ مین وجود حاصل کیا پہر دوسرے سامعین
کے متخیلہ مین وجود پایا اسی طرح ہماری وقت تک اوسکو وجود حاصل ہوتا رہا پس
کلام لفظی الٰہی کا علم الٰہی مین کلام نفسی قدیم نام ہے پس حنابلہ کہتے ہین کہ کسی طرح بدیہی
کا انکار لازم نہین آتا بلکہ اس عموم نص کو کہ کلام الٰہی غیر مخلوق ہے ظاہر سے پہیرنا اور
کلام نفسی پر محمول کرنا فہم و فراست سے بعید ہے مگر اشعریہ اور ماتریدیہ نے جان لیا کہ حنابلہ کا
کلام دوسری طور پر ہے اسلئے اونکی تکفیر اور تضلیل نہ کی ـ اشعریہ کہتے ہین
کہ افعال مین حسن و قبح باعتبار اس معنی کی نہین ہے کہ افعال کی ذات کو حسن و قبح واجب
ہے ورنہ شرع مین نسخ جائز نہوتا اسواسطے کہ جو چیز بالذات یا ذاتی ہوتی ہے اوس مین

اختلاف اور تخلف نہین پیدا ہوتا اور ماتریدیہ کہتے ہین کہ افعال کے لیے ورود شرع
سے پیشتر کوئی حکم وجوب یا حرمت کا نہین بلکہ شرع نے وجوب و حرمت کو افعال مین
بیان کیا ہے مگر بعض فعل مین ایک چیز ہوتی ہے کہ وہ وجوب کو چاہتی ہے جیسے نماز
کہ اوسمین معبود کی مناجات ہے جسنے اوسکو واجب کیا ہے اور فعل ہی مین ایک ایسی
چیز ہوتی ہے جو اوس فعل کی حرمت کا تقاضا کرتی ہے جیسے زنا کہ اوسکی وجہ سے
انساب مین خلط واقع ہوتا ہے اور یہ بات زنا کی حرمت کو چاہتی ہے اور شارع
حکیم ہے اوسکا کوئی حکم مصلحت اور حکمت سے خالی نہین کوئی حکم اوسکا فضول اور
عبث نہین جس چیز مین اوسنے جو بات دیکھی اوسیکے مطابق اوسنے حکم دیا جو چیز حرمت
کو چاہتی تھی اوس فعل کو اوسنے حرام کیا اور جو قابل وجوب تھی اوسے واجب کیا
ہان بعض افعال کا حسن و قبح ہماری عقل ناقص مین نہین آسکتا اور ہماری ناقص قوتین
مدرک نہین ہوسکتا اسلئے اشاعرہ نے افعال کے حسن و قبح ذاتی کا انکار کیا کہ عوام ناقص
قوتون پر بھروسا کرکے جادۂ ایمان سے بہک نجاوین پس اشعریہ تکفیر و تضلیل نہین کرتے
اسی طرح اشاعرہ صفات حق تعالی کو ذات حق تعالی پر زائد مانتے ہین اور کہتے ہین کہ
قدمائی مستقلہ یعنی ذوات متعددہ کا ثابت کرنا کفر ہے اور ایک ذات کی قدامت ثابت
کرکے اوس ذات قدیمہ کی صفات کو بالتبع قدیم ماننا کفر نہین پس وہ ذات تو بالاستقلال
قدیم ہوئی اور اوسکی صفات بالتبع قدیم ٹھہری اور علمای ماتریدیہ نے قدمائی متعدد
اور توصیفات متعدد سے احتراز کرکے کہا کہ صفات الٰہی ذات الٰہی کی نہ عین ہین نہ
غیر اسلئے کہ اگر عین کہتے ہین تو صفات کی نفی لازم آتی ہے جو مذہب فلاسفہ اور ائمہ
اور معتزلہ کا ہے اور اگر زائد مانتے ہین تو مخالفین کی طرف سے طعن و تشنیع کی بوچھار
تعدد قدما کی ثابت کرنے پر ہوتی ہے اسلئے عینیت اور غیریت دونون کی نفی کی اور
اشاعرہ نے سمجھا کہ غیریت مستقلہ کی نفی مراد ہے جیسا کہ مسلک ہمارا ہی اور اون صفات

کا انکار مذہب نہین اور اسی وجہ سے عینیت کی نفی کی ہے حالانکہ عینیت کی نفی
وہی حقیقت کی نفی ہے اور کسی چیز سے اوسکی حقیقت کو نفی کرنا سراسر سفسطہ ہے
اسی طرح علمای ماتریدی کہتے ہین کہ نیک کبھی بد ہو جاتا ہے اور بد کبھی نیک بن جاتا ہے
اور علمای اشعریہ کی رائے یہ ہے کہ نیک وہ ہے جو ماں کے پیٹ ہی مین نیک ہو گیا
اور بد وہ ہے جو ماں کے پیٹ ہی مین بد ہو گیا یعنی نیکی اور بدی یہ دونون انسان کے
نصیب مین پیدایش سے پہلے ہی مقرر ہو جاتی ہین دونون فرقون نے ایک
دوسرے کے اغراض پر غور کر کے تکفیر و تضلیل سے زبان کو روکا اسلئے کہ ایک فرقے
نے انجام پر نظر کی اور دوسرے نے وسط کا لحاظ کیا اور تبدل سعادت و شقاوت
کے قائل ہوئے غرضکہ ماتریدیہ اور اشاعرہ مین خلاف لفظی ہے نہ معنوی ہر ایک کی نشا
جدا ہے یہی حال ہے انکے اختلاف کا ایمان مین کہ جمہور محدثین شافعیہ و مالکیہ و حنابلہ
ایمان تصدیق اور اقرار اور عمل تینون کو قرار دیتے ہین اور عمل کو ایمان کا کامل کرنے
والا سمجھتے ہین اور حنفیہ کے نزدیک ایمان فقط تصدیق کا نام ہے اور اقرار تصدیق کا ظاہر
کرنے والا ہے اسی وجہ سے وہ فرقے اپنے ایمان پر بھروسا نہین کرتے اور یہ کہتے ہین
انا مومن ان شاء اللہ اور حنفیہ کو اپنے ایمان پر جزم ہے اسی لئے کہتے ہین انا مومن حقا
اسلئے کہ کامل ایمان مین کہ مراد عمل ہے شبہ ہے کہ ہے یا نہین اور نفس ایمان مین
کہ صرف تصدیق ہے کسی طرح کا شبہ نہین — اسی طرح امام احمد حنبل اور اونکے
ساتھ ایک جماعت نے کہی ہے کہ ایمان مخلوق نہین بلکہ علمای بخارا نے تو کہا ہے
کہ جو مخلوق کہے وہ کافر ہے اسلئے کہ اس سے کلام الٰہی کا مخلوق ہونا لازم آتا ہے
اور محاسبی اور ابن کلاب عبدالعزیز مکی اور امام ابوحنیفہ اور علمای سمرقند یعنی
ماتریدیہ یہ کہتے ہین کہ وہ مخلوق ہے کیونکہ ایمان دل کی تصدیق اور زبان کا اقرار
ہے اور یہ بندونکے فعل ہین اور بندے کے سارے افعال مخلوق ہین تو ایمان بھی مخلوق

ہوا اشعری نے حنابلہ کے قول کی یون توجیہ کی ہے کہ جو یہ کہتے ہین کہ ایمان غیر مخلوق ہے تو مراد اونکی وہ ایمان ہے جو اللہ تعالی کی صفات مین سے ہے کیونکہ مومن اللہ کے اسمائی حسنی مین سے ہے اور اللہ کا ایمان یہ ہے جو اوسنے اپنی کلام قدیم کے ساتھ ازل مین اپنی وحدانیت کی تصدیق کی تھی اور اوسکی خبر دی تہی چنانچہ اللہ کا یہ قول اسی مطلب پر دلالت کرتا ہے انتی انا اللہ لا الہ الا انا مین ہی ہون اللہ کوئی معبود نہین سوا میرے اور یہان یہ نہین کہہ سکتے کہ اللہ کی تصدیق حادث ہے اسلئے کہ اللہ مخلوق نہین جسکے ساتھ حادث قائم ہو سکے اور جو کہتے ہین ایمان مخلوق ہے اونکی مراد بندون کا ایمان ہے ابن ابی الشریف کہتے ہین کہ اسمین خلاف کرنا فضول ہے اسلئے کہ جس ایمان کیساتھ تکلیف دی گئی ہے وہ دل کا فعل ہی اور اوسکے مخلوق ہونی مین کلام نہین اور جس ایمان پر اسم الہی دلالت کرتا ہی اوسکی قدیم ہونے مین اہل سنت کو شک نہین کیونکہ وہ اللہ تعالی کی صفات مین سی ہے جو قدیم ہین ایک عالم نے ماتریدیہ و اشاعرہ کی خلافیات مین ایک مستقل رسالہ لکہا ہی جسمین بیان کیا فریدون کی اندر چالیس ایسی مسئلے ذکر کئے ہین جن مین ان دونون مذہب کی علما مین خلاف ہے جو کہ اس محل کی مناسب ہے اسلئے مین بھی بطور انتخاب کے اون مسائل کو دکہاتا ہون —

مسئلہ خلافی	علمائی ماتریدیہ کی رائی	علمائی اشعریہ کی رای
وجود اور ذات باری مین عینیت ہے یا غیریت	ذات باری اپنی وجود کی عین ہے اور عینیت سے مراد یہ ہے کہ وجود قائم بذاتہ ہے یعنی کسی غیر سے منتزع نہین ہے	وجود مقتضائی ذات ہی یعنی ذات باری تعالی وجود کی مقتضی ہے اس صورت مین غیریت ہوئی

مسئلہ خلافی	علمای ماتریدیہ کی رای	علمای اشعریہ کی رای
۲ وجوب عدمی ہے یا نہین	وجوب ذات الٰہی پر زاید نہین ہے اور نہ عدمی ہے اور نہ اعتباری ہے	اعتباری ہے تو عدمی ہوا
۳ وجود زائد ہی ذات پر یا نہین	وجود واجب الوجود کی ذات پر زاید نہین۔	زائد ہے۔
۴ کیا بقا وجود مستمر ہی یا زائد ہے ذات پر	وجود مستمر ہے ذات پر زائد نہین۔	صفت وجودی ہے زائد ہے ذات پر تو مستمر نہ ٹھہرا
۵ صفت قدرت کی تفسیر	قدرت اللہ تعالی کی صفت ازلی ہی اوسکے ارادیکے موافق متعلق ہوتی ہے یعنی اوس سی آثار اور ممکن کا صدور ہوتا ہے	ایک صفت موثرہ ہے جب مقدورات سے متعلق ہوتی ہے تو اونمین اثر کرتی ہے
۶ کیا صفت ارادہ مین محبت ورضا ہے یا نہین	صفت ارادہ مین محبت نہین اور ارادہ مستلزم رضا کو نہین	محبت ارادہ کے معنی مین ہے اسی طرح رضا یعنی تینون ایک چیز ہین۔
۷ صفت سمع وبصر	صفت سمع اوس چیز سے متعلق ہوتی ہے جو مسموع ہوسکے اور بصر بھی اوسی سے متعلق ہوتی ہے جسکا دیکھنا صحیح ہو اور ان دونونکا تعلق موجودات سی ہوتا ہے	ہر موجود پر یہ دونون صفتین متعلق ہوتی ہین یعنی اللہ تعالی ازل مین اپنی ذات اور تمام صفات وجودیہ کو سنتا اور دیکھتا تھا اسی طرح ہمیشہ اپنی ساری صفات وجودیہ اور تمام کائنات کو دیکھتا اور سنتا رہیگا خواہ وہ اصوات کے قبیل سے ہون یا غیر اصوات کے

مسئلہ خلافی	علمائے ماتریدیہ کی رائے	علمائے اشعریہ کی رائے
۸ صفت کلام	قرآن اللہ کا کلام ہے اللہ سے شروع ہوا ہے بغیر کیفیت کے یعنی نہ آواز ہے نہ حروف	اللہ کا کلام امر واحد ہے اور کیفیت حدث مین اختلاف کیا ہے کچھ اشاعرہ یہ کہتے ہین کہ یہ حدث شخصی ہے اور بعض کہتے ہین کہ حدث نوعی ہے اسکے معنے یہ ہین کہ نوع واحد مین متحقق ہوتی ہے اور وہ خبر ہے ۔
۹ کلام نفسی سننے کے قابل ہے یا نہین ۔	نہین سنا جا سکتا	مسموع ہونا جائز ہے موسیٰ علیہ السلام نے کلام نفسی ہی سنا تھا
۱۰ صفت تکوین صفت حقیقی ہے یا اعتباری	تکوین صفت ازلی ہے	تکوین اللہ کی صفت حقیقی نہین اعتباری چیز ہے ۔
۱۱ اشیا کی تکوین کیا اللہ کے قول کن سے متعلق ہوتی ہے یا نہین	وجود اشیا کا کن سے متعلق نہین بلکہ وجود انکا فقط تکوین شئے سے متعلق ہوتا ہے اور لفظ کن سے مجازاً سرعت ایجاد مقصود ہے	وجود اشیا کا اللہ کی کلام ازلی سے متعلق ہے اور کلمۂ کن اوسپر دلالت کرتا ہے ۔
۱۲ اسم عین مسمی ہے یا نہین	اسم عین مسمی ہے خارج مین تو ہمہ مین پس اسمای الٰہی قدیم ہین	کبھی اسم عین مسمی ہوتا ہے جیسے اللہ اسلئے کہ وہ علم ہے ذات الٰہی کا

مسئلہ خلافی	علمای ماتریدیہ کی رائی	علمای اشعریہ کی رائے
		بغیر اسکے کہ اوس مین کسی معنی کا اعتبار کیا جائے اور کبھی اسم مسمی کا غیر ہوتا ہے جیسے خالق اور رازق کہ یہ ایسے اسما ہین کہ دلالت کرتے ہین اس بات پر کہ اوسکو غیر کی طرف نسبت ہی اور ظاہر ہے کہ یہ نسبت ذات سی غیر ہے اور کبھی اسم ایسا ہوتا ہی کہ نہ وہ مسمی کا عین ہوتا ہے نہ غیر ہوتا ہے جیسی قدیر و علیم کہ وہ ایسی صفات پر دلالت کرتا ہے جو اللہ کی ذات کے ساتھ قائم ہین اور اشاعرہ کا یہ مذہب ہے کہ صفات حقیقی جو ذات الٰہی کیساتھ قائم ہین نہ ذات کی عین ہین نہ غیر ہین پس یہی حال ہوگا اوس ذات کا جسکے ساتھ ان صفات کا بھی لحاظ کیا جائے غرضکہ ثابت ہوا کہ اسم خارج مین مسمی کا غیر ہے نہ مفہوم مین
بیان قضا و قدر	قضا عبارت ہی اوس فعل سے جس ... منضبطی زیادہ ہو پس قضا صفات ...	... ذات اللہ تعالی کی ارادہ ازلی سے جو متعلق ہوتا ہے اشیا کی ساتھ

مسئلہ خلافی	علمای ماتریدیہ کی رائے	علمای اشعریہ کی رائے
	سے ہوگی اور تقدیر کہتے ہین مخلوق کے اندازہ کرنیکو اسطور سی کہ مترتب ہو اوس اندازہ پر حسن و قبح اور نفع و ضرر اور عذاب و ثواب اور زمانی و مکانی ہونا اوس مخلوق کا اور ملا علی قاری نے شرح فقہ اکبر مین کہا ہے کہ قضاسے مراد اللہ کا حکم اجمالی ہے اور قدر سے مراد حکم تفصیلی اور بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ قضاسے مراد قول کن ہے اور قدر سے مراد معین کرنا شے کا اوس علم کے مطابق جو اللہ کو اوسکے پیدائش کے بارے مین حاصل ہے	جس طور پر کہ وہ ہین اور وہ ارادہ مقتضی ہے نظام موجودات کا ترتیب خاص پر اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ صفات ذات مین سے ہے اور قدر متعلق ہونا اوس ارادہ کا ہے اشیا کے ساتھ اونکے خاص خاص اوقات مین اور مراد اس سے یہ ہے کہ قدرت اشیا کی ایجاد کرنے کو کہتے ہین اونکی ذات و احوال کا ایک اندازہ معین کرکے

حاشیہ متعلق صفحہ ۹۷

صاحب مواقف نے کہا ہے کہ لفظ اسم مین نزاع نہین ہے کہ مدلول اسم مین نزاع ہے اوسکو رحمتی نے تمہید مین لکھا ہے کہ اللہ کے اسمای حسنی کہ عین ہین یا غیر ہین عین اسلئے نہین کہ اسمای الٰہی معدود ہین اگرچہ جنس عدد اور اصل عدد سے نہون پس اگر اسم عین مسمی ہو تو مسمی بھی اسم کی طرح معدود ہو اور اس صورت مین اللہ کا تعدد لازم آتا ہے اور غیر مسمی کا اسلئے نہین کہ اس تقدیر پر مومن کا نہ ایمان صحیح رہیگا اور نہ رسالت صحیح ہوگی اسلئے کہ ہم اللہ پر ایمان لاتے ہین جو خالق ہے اگر اسم غیر مسمی ہو تو اللہ خالق کا غیر ہوگا اور وہ ہمارا خالق نہ ہوگا اسی طرح محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان لاتے ہین اگر اسم غیر مسمی ہوگا تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم غیر رسول ہونگے اور امام فخر الدین رازی نے کہا ہے کہ یہ محض فضول ہے اسم لفظ مخصوص کو کہتے ہین اور مسمی وہ چیز ہے جسکے مقابلہ مین یہ لفظ بنا ہے اس صورت مین ہم کہتے ہین کہ اسم کبھی مسمی کا غیر ہوتا ہے جیسے لفظ دیوار حقیقت دیوار کی غیر ہے اور کبھی مسمی کا عین ہوتا ہے جیسے لفظ اسم یعنی جو اسم کا نام ہے اور اس لفظ کا جو ایسی معنی مستقل پر دلالت کرتا ہے جسمین زمانہ ملحوظ نہو اور اس قسم کے الفاظ مین لفظ اسم بھی داخل ہے کہ اوس سے بھی ایسی معنی سمجھی جاتے مین جنمین زمانہ ملحوظ نہین سمجھو تین اسم اپنے نفس کا نام ٹھہرا اور ثابت ہوگیا کہ اسم مسمی کا عین ہے ۱۲ منہ

علمای اشعریہ کی رائے	علمای ماتریدیہ کی رائے	مسئلہ خلافی
یہ الفاظ مجازات ہین معانی ظاہری سے	ہاتھ پانون منہہ وغیرہ جو ایسی صفات اللہ کی نسبت ثابت ہین حق ہین لیکن اصل اونکی معلوم ہے اور وصف مجہول ہے اور وصف پر مطلع ہوسکنے کی وجہ سے اصل کا باطل کرنا جائز نہین ہے	۱۳ متشابہات
طاعت پر قدرت کا پیدا کرنا ہے	توفیق آسان کرنا اور مدد دینا ہے	۱۵ بیان توفیق
اشاعرہ جواز عقلی کے قائل ہین بعضی کہتے ہین کہ اشعری نے تکلیف مالایطاق کے جائز ہونے کی تصریح نہین کی ہے کیونکہ یہ ظاہر البطلان ہے بلکہ اونکے دو قولون سے تکلیف مالایطاق کا جائز ہونا لازم آگیا ہے۔	جو چیز انسان کی قدرت سے باہر ہو عقل یہ جائز نہین رکھتی کہ انسان اوسکے ساتھ مکلف ہوسکتا ہے	۱۴ تکلیف مالایطاق
اللہ تعالی کے افعال مین حکمت بطور جواز کے ہے لزوم کے طور پر نہین یعنی حکمت کا اونمین موجود ہونا ضروری اور لازمی بات نہین جائز ہے کہ اونمین حکمت نہو اور کچھ ہو	اللہ تعالی کی افعال پر حکمت کا مترتب ہونا لازم ہے اور لزوم سے یہ مراد ہے کہ حکمت کا انفکاک افعال سے جائز نہین اور یہ اللہ تعالی کا فضل ہے کہ اوسکے کام حکمت سے خالی نہین اوسکے کامونمین حکمت کا ہونا کچھ اوپر واجب نہین ہے	۱۶ افعال الٰہی مین حکمت کا لزوم

مسئلہ خلافی	علمای ماتریدیہ کی رائے	علمای اشعریہ کی رائے
١٨ حکمت صفت ازلی اللہ تعالے کے ہے یا نہین	حکمت کے معنی علم اور احکام عمل کا مضبوط کرنا ہین اور حکمت اس معنی مین اللہ تعالے کی صفت ازلی ہے	حکمت بمعنی مذکور اللہ تعالی کی صفت ازلی نہین۔
١٩ تخلف وعید کا صفت الٰہی مین جائز ہی یا نہین	تخلف وعید کا ممنوع ہے	عذاب عدل ہے اللہ کو اختیار ہی کہ وہ عاصی کو عذاب دے اور وہ مجاز ہے اسکا کہ معاف کر دے اسلئے کہ وعید مین تخلف ہونا نقصان نہین شمار ہوتا۔
٢٠ اللہ تعالی قبیح کام نہین کرتا اور اگر کرے تو کیا قبیح کیا تہ اوسکا کام موصوف ہوسکتا ہی یا نہین	اللہ قبیح کام نہین کرتا اگر ایسا کریگا تو قبیح ہوگا عقل اس بات کو جائز نہین رکھتی کہ اللہ مومن کو ہمیشہ دوزخ مین ڈالی رکھے اور کافر کو جنت مین بھیجدے ـــ	اللہ تعالی کے افعال قبح کے ساتھ موصوف نہین ہوسکتے اگرچہ وہ قبیح کام کرے مگر اوسکا کام قبیح نہین کہلائیگا یہانتک کہ وہ انبیا کو دوزخ مین ڈالدے اور کفار کو جنت مین بھیجدے تو یہ فعل بھی اوسکا قبیح ہوگا
٢١ کفار کی بخشش عقلاً جائز ہے یا نہین	کفار کو بخشنا عقلاً ناجائز ہے	عند العقل جائز ہے
٢٢ حسن و قبح عقلی ہے یا شرعی	اشیا مین حسن و قبح شرع سے نہین آتا بلکہ یہ باتین اونمین فی نفسہ	عقل اشیا کے حسن و قبح کو نہین درا کرتی قبیح اوس فعل کو کہتے ہین

مسئلہ خلافی	علمای ماتریدیہ کی رائے	علمای اشعریہ کی رائے
	موجود ہوتی ہین کہ عقل اونکو ادراک کرلیتی ہے ہان شرع انکو ظاہر کردیتی ہے —	جسکو شرع نے ممنوع کردیا ہو اور حسن وہ ہے جسکی نسبت شرع مین اجازت وارد ہو پس اشیا کے حسن وقبح کا مدار شرع پر ہی ہے حاصل یہ ہے کہ اشیا من فی نفسہ برائی ہے نہ بھلائی ہے شرع نے اونکو برا بھلا کردیا ہے قبل ورود شرع کے کوئی چیز نہ بری ہوتی ہے نہ بھلی اگر شرع ایسا کرتی کہ جن چیزون کو اب اوسنے ہمارے واسطے اچھا ثابت کیا ہے اونہین برا قرار دیتی تو قضیہ بالعکس ہوجاتا کہ بری چیزین اچھی اور اچھی بری ہوجاتین —
۲۳ اللہ پر ایمان لانا واجب بالعقل ہے یا نہین	اگر اللہ انبیا کو نہ مبعوث کرتا تب بھی عقلون کے ذریعہ سے اللہ کی وجود اور وجوب وحیات و قدرت وغیرہ کی معرفت واجب ہوتی اور اسبات کی کہ وہ عالم کا پیدا کرنے والا ہے	قبل بعثت کے ایمان واجب نہ کفر حرام ہے پس انکے نزدیک ایمان عقل سے واجب نہین ہوتا اور نہ کفر کی حرمت عقل سے ثابت ہوتی ہے سارے احکام جو ایمان سے متعلق ہین وہ سمع سے حاصل ہوتے ہین —

مسئلہ خلافی	علمائے ماتریدیہ کی رائے	علمائے اشعریہ کی رائے
۲۴ حقیقت ایمان مین اختلاف ہے	ایمان اقرار اور تصدیق ہے یعنی اقرار تصدیق کے لئے شرط ہے اور اوسکا رکن ہے حقیقت ایمان مین داخل ہے	جو گویائی پر قادر ہو اقرار اوسی کے ایمان کے لئے شرط ہی ماہیت ایمان سے اقرار خارج ہے ماہیت اوسکی صرف تصدیق ہے
۲۵ ایمان کم و بیش ہوتا ہے یا نہین	کم و بیش نہین ہوسکتا۔	کم و بیش ہوتا ہے —
۲۶ ایمان مقلد جائز ہے یا نہین	جسنے ارکان دین مثلاً توحید اور نبوت اور صلوٰۃ وغیرہ کا بطور تقلید کے اعتقاد کیا تو اوسکا ایمان صحیح ہے	عقائد دین مین تقلید کافی نہین صحت ایمان کیلئے یہ شرط ہی کہ ہر مسئلہ کو دلیل عقلی سے جانتا ہو مگر زبانسی ادا کرنا اور دشمن سے مجادلہ کرسکنا شرط نہین شرح مقاصد مین لکہا ہے کہ ایمان مقلد معتبر نہین اور اوسپر احکام دنیا و آخرت مین مترتب نہین ہوسکتے۔
۲۷ دلائل نقلیہ سے یقین حاصل ہوتا ہے یا نہین۔	بعض دلائل نقلیہ سے جزم و یقین کا فائدہ حاصل ہوتا ہے۔	دلائل نقلیہ سے جزم و یقین حاصل نہین ہوتا بلکہ ظن کا فائدہ حاصل ہوتا ہے
۲۸ ایمان مخلوق ہے یا نہین	ایمان غیر مخلوق ہے	ایمان مخلوق ہے

مسئلہ خلافی	علمائے ماتریدیہ کی رائے	علمائے اشعریہ کی رائے
۲۹ ایمان و اسلام ایک چیز ہیں یا نہیں	دونوں ایک ہیں	دونوں ایک چیز نہیں
۳۰ ایمان کا اعتبار خاتمہ پر ہے یا نہیں	جس شخص کے ساتھ اسوقت ایمان قائم ہے وہ فی الحال مومن ہے اگرچہ آخر عمر میں کافر ہو جائے اور جسکے ساتھ اسوقت کفر قائم ہے وہ فی الحال کافر ہے اگرچہ آخر عمر میں مومن ہو جائے	جو ایمان پر مرا وہ ہمیشہ مومن ہے اگرچہ فی الحال کافر تھا اور جو کفر پر مرا تو وہ ہمیشہ کافر ہے اگرچہ فی الحال مومن تھا۔
۳۱ سعادت و شقاوت بدلتی ہیں یا نہیں	سعید کبھی شقی اور شقی کبھی سعید ہو جاتا ہے۔	ایسا نہیں ہوتا۔
۳۲ ایمان کیساتھ کلمہ انشاء اللہ کہنا جائز ہے یا نہیں	جائز نہیں۔	جائز ہے۔
۳۳ انبیا و رسل مرنے کے بعد حقیقت میں انبیا ہیں یا انبیا کے حکم میں ہیں	انتقال کے بعد بھی حقیقت میں انبیا ہیں۔	رسالت و نبوت کے حکم میں ہوتے ہیں حقیقت میں یہ منصب انکا باقی نہیں رہتا۔
۳۴ مرد ہونا نبوت کے لئے شرط ہے یا نہیں	نبی ہونے کے لئے مرد ہونا شرط ہے عورت نبی نہیں ہو سکتی۔	مرد ہونا شرط نہیں بلکہ عورت کی نبوت صحیح ہے۔

مسئلہ خلافی	علمای ماتریدیہ کی رائے	علمای اشعریہ کی رائے
۳۵ عوام انسان یعنی متقی لوگ عوام ملائکہ سے افضل ہین یا نہین۔	انسانون مین سے رسول جسقدر ہین وہ افضل اون ملائکہ سے جو رسول ہین اور رسل ملائکہ افضل ہین باقی تمام آدمیونسے اور عوام آدمی یعنی پرہیزگار افضل ہین عوام ملائکہ سے نہ خواص ملائکہ کے	رسل بشر افضل ہین تمام ملائکہ سے اور تمام ملائکہ افضل ہین تمام آدمیون سے سوائے انبیا کے سو عوام آدمیون سے عوام ملائکہ افضل ہوے
۳۶ قدرت حقیقی مین ضدین کی صلاحیت ہے یا نہین۔	قدرت واحد ضدین کی صلاحیت رکھتی ہے	ایک قدرت مین ضدین کی صلاحیت نہین بلکہ ہر ایک ضد کے لئے ایک علیحدہ قدرت ہوتی ہے
۳۷ بندے کی قدرت مین تاثیر ہے یا نہین۔	اصل فعل اللہ کی قدرت اور تکوین سے ہے اور اوس مین طاعت یا معصیت بندے کی قدرت کی وجہ سے آجاتی ہے	بندے کی قدرت کو اصلا فعل مین تاثیر نہین بندے کے تمام افعال اللہ کی قدرت سے وقوع مین آتے ہین
۳۸ ایقاع حال ہے یا معدوم محض ہے	ایقاع معدوم محض نہین بلکہ وہ نہ موجود ہے نہ معدوم ہے اور ایسی صورت کو حال کہتے ہین	معدوم محض ہے
۳۹ مومن کے اعمال حالت ایمان کے اوسکے مرتد ہونیکے بعد جو اکارت ہو	جو مومن مرتد ہو جائے تو اوسکے دوبارہ مومن ہونیکے بعد اعمال ضائع شدہ عود نہین کرتے۔	لوٹ آتے ہین۔

مسئلہ خلافی	علمائی ماتریدیہ کی رائے	علمائی اشعریہ کی رائے
جاتے ہین وبعد توبہ کے پہر عود کر آتے ہین یا نہین کفار کو واجبات کے ترک کرنیکی وجہ سے بھی عذاب دیا جائیگا یا نہین	کافر کو اوسکے کفر کا عذاب دیا جائیگا عبادت کے ترک کرنے کا عذاب نہین دیا جائیگا۔	عذاب کفر کے علاوہ اوسکو ترک عبادت کا عذاب بھی دیا جائیگا

بعد اسکے جاننا چاہیے کہ شرع مین قریب چارسو مسائل کے باہم مذاہب اربعہ کے اختلاف بتاتے ہین سو اختلاف بھی کچہ ایسا نہین ہے جس سی تبدیع وتضلیل کسی کی ہو بلکہ اوسکی بنیاد تدقیق وتعمیق پر ہے جب اوس دقت وتعمق سے قطع نظر کر ڈالین اور جزئیات مجتہد فیہا مین غور وخوض نکرین تو امہات مسائل مین کوئی نزاع باقی نہین رہتا ہے بلکہ وہ نزاع شبیہ نزاع لفظی ٹہرتا ہے شعرانی مصری نے کتاب میزان مین اس اختلاف کو تشدید وتخفیف پر ہو تا را ہے اور ترازو کے دونون پلون کو توجیہ وتاویل مناسب برابر کر دکہایا ہے پس حق انہین چار مذاہب تین اعتقاد کے درمیان دائر ہے۔

حاشیہ متعلق صفحہ ۱۰۵ و ۱۰۶

سلہ وقاع بمعنی واقع کرنا معنی مصدری ہی اور تمام معانی مصدری انتزاعی چیزین ہین ۱۲ سلہ حق کی دو قسمین ہین ایک حق متعین مثلاً دین اسلام حق متعین ہے دوسری حق دائر جیسی مذہب حنفی وشافعی حق دائر ہے حاصل یہ ہے کہ حق دائر اوسکو کہتی ہین جو خود بہی حق ہو اور اوسکا غیر بہی حق ہو مثلاً روزہ رکہنا اور افطار مسافر کے حق مین کہ دونون حق ہین اور قیام وقعود نماز نفل مین اور جہر واخفا نماز منفرد مین کہ یہ حق ہین اور حق متعین وہ ہے کہ وہ بہی حق ہو اور اوسکا غیر حق نہو جیسے اصل نماز فرض ۱۲ منہ

فائده

فرقۂ ظاہریہ کے امام داؤد بن علی بن خلف ہین جو داؤد ظاہری کہلاتے ہین انکو اہل علم نے جبل علم کہا ہے اور ابن حزم اور ابن تیمیہ اور ابن قیم اور مجد فیروزآبادی اور بہتون کو بھی فرقۂ ظاہریہ کے ارکین مین سے شمار کیا ہی داؤد اسحاق اور ابو ثور کے شاگرد تہے امام شافعی کو نہایت مانتے تہے دو کتابین بھی اونکے فضائل مین تالیف کی ہین ریاست علم کی بغداد مین اون پر ختم ہوگئی اور اونکی اصل اصفہان سے ہے کوفہ مین پیدا ہوتے تہے بغداد مین نشو و نما پائی تھی وہین فوت ہوے اسحاق بن راہویہ کی باتون پر بہت رد کرتے تہے[1] فرقۂ ظاہریہ کا یہ نام اسلئے مقرر ہوا ہے کہ یہ لوگ قرآن و احادیث کے ظاہر احکام پر عمل کرتے ہین جو کچھ ظاہر مین اسنے سمجھا جاتا ہے اوسی کو مانتے ہین تاویل کے بالکل منکر ہین داؤد شریعت مین قیاس کو ناجائز بتلاتے ہین اور جب قیاس کرنیکی ضرورت مضطر ہوتی اور اشد ضرورت اسکی پڑتی تو اسکا نام دلیل رکھا انہون کی بہت سی مسائل کا ائمہ اربعہ سے اختلاف کیا ہے مثلاً داؤد کا قول ہے کہ سونے چاندی کے برتن مین صرف پینا منع ہے اور اونمین کہانا رکھکر کہانا یا اور کام مین اونکو لانا جائز ہے اسواسطے کہ بخاری و مسلم نے ام سلمہ سے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے الذی یشرب فی آنیۃ الفضۃ انما یجرجر فی بطنہ نار جہنم جو شخص کہ پیتا ہے چاندی کی برتن مین کوئی چیز پینے کی سوا اسکے نہین کہ پلائیگا یہ پینا اوسکے پیٹ مین دوزخ کی آگ اور ابن عمر سے دارقطنی نے روایت کی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے من شرب فی اناء ذہب او فضۃ او اناء فیہ شئی من ذلک فانما یجرجر فی بطنہ نار جہنم جو شخص کہ سونے یا چاندی کے برتن مین پیوے یا اوس برتن مین پیوے جس مین کچھ سونا یا چاندی لگی ہوئی پس سوا اسکے نہین کہ پلاویگا یہ پینا اوسکے پیٹ

[1] دیکھو طبقات الفقہا مولفہ عبد الوہاب ۱۲

مین اگر دورح کی۔ امام داؤد ظاہری سنہ۔ مین پیدا ہوے ہین اور سنہ مین انتقال کیاہے

فرقہائی غیر اہل سنت و جماعت

معتزلہ۔ شیعہ۔ خوارج۔ مُرجیہ۔ نجّاریہ۔ جبریہ۔ قدریہ۔ مشبہہ پیر انہین سے بعض کا ترکب بعض سے ہوکر ہر فرقے سے کئی فرق پیدا ہوگئے ہین مگر انکی ترتیب مین کوئی ایسا طریق مقرر نہین ہے جو کسی قانون منصوص یا قاعدہ معین کے مطابق ہو بلکہ دو چار تصنیفین بھی ایسی نہین ملتین جو ان فرقونکے بیان مین ایک روش پر متفق ہون سب نے ذکر مذاہب مین ایکطرح کی پابندی نہین کی ہے جس طرح جس مذہب کو پایا ہے بلا کسی قانون اور اصول کے لکھڈالا ہے اور یہ بات ظاہر ہے کہ کوئی شخص کسی مذہب مین کسی ایک مسئلہ کی وجہ سے متفرد ہے تو وہی صاحب مذہب نہین کہہ سکتے کیونکہ ایسے شخص کو بھی علیحدہ صاحب مذہب مانا جائیگا تو مذاہب دائرہ حصر و شمار سے باہر ہو جاینگے مثلاً کوئی شخص احکام جواہر مین کسی ایک مسئلہ کیساتھ منفرد ہے تو وہ صاحبان مذاہب کی گنتی مین نہین آسکتا تو اب ضرور ہے کہ کوئی ضابطہ واسطے مسائل اصول و قواعد کے مقرر ہونا چاہیئے تاکہ وہ اختلاف اون مسائل کا مذہب شہری صاحب ملل و نحل نے اپنی رائے سے حصر اس ضابطہ کا چار قواعد مین کیا ہے یہ قواعد بڑی اصول ہین ۔

پہلا قاعدہ۔ مسئلہ صفات و توحید صفات الٰہی ہے اسمین کئی چیزین شامل ہین ۔

(١) مسائل صفات قدیم الٰہی جنکا ایک جماعت نے اقرار کیا ہے اور کہا ہے کہ اللہ کے لئے ایسے صفات ثابت ہین اور دوسری جماعت نے انکے ثبوت سے انکار کیا ہے (٢) بیان صفات ذات و صفات فعل مین (٣) اللہ پر کیا چیز واجب ہے اور کیا چیز اوسپر جائز نہین اور کون چیز اوسپر محال ہے ۔

اس مسئلہ مین اہل سنت و مجسمہ و کرامیہ و معتزلہ کے درمیان اختلاف ہے ۔

دوسرا قاعدہ مسئلہ قدر و عدل ہے اسمین مسائل قضا و قدر و جبر و اختیار و ارادہ
خیر و شر اور مقدور و معلوم داخل ہے کہ ایک جماعت کے نزدیک چیزین ثابت ہین
اور دوسری جماعت انکی نفی کرتی ہے اس مسئلہ مین درمیان قدریہ و نجاریہ
و جبریہ و اہل سنت کے خلاف ہے —

تیسرا قاعدہ مسئلہ وعد اور وعید اور اسما اور احکام ہے یہ مشتمل ہے مسائل ایمان
اور توبہ اور وعید اور ارجا اور تکفیر و تضلیل پر کہ ایک جماعت کے نزدیک یا مین
ثابت ہین اور دوسری جماعت کے نزدیک ثابت نہین اسمین مرجیہ اور وعیدیہ یعنی
خوارج اور معتزلہ اور شیعہ کرامیہ اور اہل سنت مین خلاف ہے —

چوتھا قاعدہ مسئلہ سمع و نقل و عقل و رسالت و امامت ہے یہ قاعدہ مشتمل ہے
کئی مسائل پر جیسے حسن و قبح اور اصلح و لطف اور عصمت نبوت اور جیسے شرائط امامت
کی اور امامت کا ایک جماعت کے نزدیک منصوص ہونا اور دوسری جماعت کا نص سے
انکار کرنا اور اسبات کا قائل ہونا کہ امامت کا انعقاد اجماع سے ہوتا ہے اور نقل
امامت کی کیفیت ان لوگون کے نزدیک جو نص کے قائل ہین اور اثبات امامت
کی کیفیت ان کے نزدیک جو اجماع کے مقر ہین ان مسائل کا خلاف شیعہ اور خوارج
اور معتزلہ اور کرامیہ اور اہل سنت مین ہے —

غرضکہ اصحاب مذاہب کی ترتیب بیان کرنیکے دو طریقے ہین —
ایک یہ کہ اصول مذہب کو مقرر کرکے ہر مسئلہ مین مذہب ایک فرقے کا بیان کرتے
ہین دوسرے یہ کہ اصحاب مذاہب کے اصول ٹھراکر ہر ہر مسئلہ مین انکے مذاہب کو
ذکر کرتے ہین اس پچھلے طریقے سے اقسام کا ضبط اچھی طرح ہوتا ہے

معتزلہ

وجہ تسمیہ یہ ہے کہ جب حسن بصری رح کو یہ خبر پہونچی کہ مسلمانون مین ایک جماعت ایسی پیدا ہوگئی ہے

کہ کہتے ہین کہ مرتکب کبیرہ نہ بالکل مومن ہے اور نہ بالکل کافر ہے بلکہ وہ ایک منزل
مین ہے درمیان منزل ایمان وکفر کے تو انہون نے کہا ہو لا اعتزلوا یعنی
یہ لوگ کنارہ کش ہوگئے ہین اجماع اسلام سی تب وہ فرقہ معتزلہ کہلانے لگا کیونکہ
علمای سلف نے اس کلیہ پر اتفاق کرلیا ہے کہ مکلف یا مومن ہے یا کافر پس قول بالواسطہ
سراسر اجماع کے مخالف ہے — ابن قتیبہ نے کہا ہے کہ یہ نام بعد حسن کے نکلا ہے اس
طرح پر کہ جب حسن مرگئے اور اونکی جگہ قتادہ بیٹھے تو عمرو بن عبید اور اسکے اصحاب نے اونسے
کنارہ کشی کی قتادہ نے اون لوگون کا نام معتزلہ رکھدیا اور اس تمام گروہ کا رئیس
اور پیشوا واصل ہے اس شخص نے احادیث و اخبار کو حسن بصری سے سیکھا تھا اور رموز
اعتزال کو عبداللہ بن محمد حنفیہ سی حاصل کیا تھا اسکی نشست اکثر اوس بازار مین ہوا کرتی
تھی جہان عورتین سوت بیچنے کو لاتی ہتین تاکہ پارسا عورتون کو پہچانکر کچھ اون کو
صدقہ خیرات دیا کرے اسلئے اوسکا لقب غزال ہوگیا کیونکہ غزال زای معجمہ کے تشدید
کے ساتھ سوت والی کو کہتے ہین ورنہ خود وہ سوت بیچنے والا نہ تھا اس شخص کی گردن
بہت لمبی تھی یہانتک کہ عمرو بن عبید نے اسبات کا عیب اوس مین نکالا اور کہا ان
ہذہ عنقہ لاخیر عندہ یعنی جسکی گردن اتنی لمبی ہو اسکے پاس کوئی بھلائی ہوگی لیکن
جب واصل لائق فائق نکلا تو عمرو نے کہا میری فراست چوک گئی یعنی میری اٹکل مین
خطا ہوی — واصل کی زبانسے حرف را مہملہ صحیح نہ نکلتا تھا مگر نہایت فصیح و
بلیغ تھا اسی وجہ سے اپنی بات چیت مین حرف را کو غین سے بدل دیتا تھا زبانپر
آنے نہ دیتا اوسکا ایک مختصر رسالہ ہے جس مین اوسنے حرف را کو ذکر نہین کیا —
اور یہ بات بہت کم ہے کہ کوئی شخص معتزلی ہو اور شیعہ نہو سوا ایسے لوگ بہت تھوڑے
ہین اسی واسطے عامہ معتزلہ فضلیت جناب امیر کے شیخین پر قائل ہین اور معتزلہ نے

سلف دیکھو تاریخ یافعی واقعات سنہ ۱۳۱ ہجری ۱۲ شرح مقاصد مین ہے کہ شیعہ اور جمہور معتزلہ کہتے ہین کہ افضل بعد
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضرت علی ہین ۱۲ منہ

اپنا لقب اصحاب عدل و توحید مقرر کیا ہے انکا عدل یہ ہے کہ کہتے ہین کہ اللہ تعالیٰ پر
مطیع کو ثواب اور عاصی کو عذاب پہونچانا واجب ہے اور توحید انکی یہ ہے کہ نافی
صفات الوہیت ہین اور یہ کہتے ہین کہ اللہ تعالے بیشک عالم بھی ہے اور قادر بھی
ہے اور بصیر بھی ہے وغیرہ وغیرہ مگر صفت علم اور قدرت اور بصارت وغیرہ اوسکو
حاصل نہین ہے مطلب ان لوگون کا یہ ہے کہ صفات الٰہی ذات الٰہی سے جدا نہین
ہین بلکہ تمام ایک ذات ہی اور ایک ہی مفہوم کیونکہ اگر صفات باری تعالیٰ کو اوسکی
ذات کا عین نہ مانا جاویگا تو بہت سے قدما و معبود ثابت ہوجاوینگے اور یہ کفر ہے
جس طرح علمائے سنت و جماعت کہتے ہین کہ صفات الٰہی ذات حق تعالیٰ کی عین
نہین عالم ہی ایک علم کے ذریعہ سے اور قادر ہے قدرت کے ذریعہ سے اور مرید ہے ارادہ کے وسیلہ سے اور سمیع
ہے سمع کے توسط سے اور بصیر ہے بصر کی وجہ سے اور حی ہے حیات کے سبب سے اور
مکون ہے تکوین کے ذریعہ سے اور دلیل اونکی اسپر یہ ہے کہ اگر مثلاً علم اور قدرت
دونون عین ذات ہوتی تو علم اور قدرت ایک ہی چیز ہوجاتی علم بعینہٖ قدرت ہوتا اور
قدرت عین علم اور دونون سے جو کچھ مفہوم ہوتا وہ ایک ہی چیز ہوتی اور اسی پر باقی
صفات خیال کر لینا چاہیے معتزلہ مین سے جس قدر ابوالحسن کے قبل گزرے ہین وہ
اہل سنت کی تکفیر اسوجہ سے کرتے تھے کہ یہ لوگ اللہ کے لئے صفات ثابت کرتے
ہین اور کہتے ہین کہ اعمال عباد کا خالق اللہ ہے مگر پھر یہ بات جاتی رہی اور علمائے
معتزلہ کے نزدیک صفات ذات اور صفات فعل مین اس طرح فرق ہے کہ جن
اوصاف الٰہی مین اثبات و نفی جاری ہوسکتی ہین وہ تو صفات فعل ہین جیسے کہتے
ہین کہ اللہ تعالیٰ نے فلانے کے بیٹا پیدا کیا یا اوسکے بیٹا پیدا نکیا یا زید کو رزق بخشا
اور عمرو کو رزق نہ بخشا پیدا کرنا اور رزق بخشنا صفات فعل ہین اور جن مین نفی جاری
نہوسکے وہ صفات ذات ہین جیسے علم اور قدرت کہ یہ نہین کہہ سکتے کہ اللہ تعالیٰ

عالم یا عادر نہین ہے اور انکی نزدیک کلام اور ارادہ بھی صفات فعل مین داخل ہین
اور ابو الحسین اور جاحظ اور علاف اور ابو القاسم بلخی اور محمود خوارزمی وغیرہ کی یہ رائے
ہے کہ ارادہ الٰہی صرف یہ ہے کہ وہ کامونکے نفعون کو جان لیتا ہے اور اوسکا ارادہ
علم مین منحصر ہے اور بعضی معتزلہ کہتے ہین کہ ارادہ اور امر الٰہی دونون متحد ہین اور
بعضون کے نزدیک ارادہ کو امر لازم ہے اور ابو الحسین بصری کی رائے یہ ہے کہ علم
الٰہی معلومات کی تغیر کے ساتھ متغیر ہوتا رہتا ہے اور یہ علوم ذات الٰہی مین حادث ہوتے
ہین اور تمام معتزلہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ کے افعال اور احکام معلل
ہین مخلوق کی مصلحتون کی رعایت کے ساتھ کوئی کام اللہ کا ایسا نہین جو غرض سے
خالی ہو اور غرض اوسمین بندونکی بہتری اور بھلائی ہے اگر وہ غرض سے خالی ہون
تو بیکار ہونا لازم آتا ہے اور یہ محال ہے کہ حکیم کے کام عبث ہون — اور کہتے
ہین کہ اللہ تعالیٰ کا کلام مرکب ہے حرف اور آواز سے اور حادث ہے قدیم نہین
ہے اسی واسطے اوسکی ذات پاک کے ساتھ قائم ہونا تجویز نہین کرتے بلکہ کہتے
ہین جب اللہ تعالیٰ چاہتا ہے تو اوسے کبھی لوح محفوظ مین پیدا کر دیتا ہے اور کبھی
جبرئیل مین اور کبھی نبی مین اور انکے یہان کلام نفسی اور لفظی کی تفریق نہین ہے
قرآن کو مخلوق کہتے ہین اور انکا یہ مذہب ٹہر گیا ہے کہ قرآن مجید خدا کا ایک
کلام ہے جو رسول اللہ کی نبوت کیساتھ وجود مین آیا اور انکے نزدیک رضامندی
اور ناراضی اللہ تعالیٰ کی صفات نہین ہو سکتی ہین کیونکہ اللہ پر احوال متغیر نہین
پس جہان اوسنے اپنی رضا اور غصے کا ذکر کیا ہے وہان مراد اوسنے جنت اور دوزخ
ہے اور اہل سنت کی رائے یہ ہے کہ رضامندی اور ناراضی اپنی اصلی معانی میں خدا
کے صفات ہین جنت و دوزخ اسنے مراد نہین — اور رویت الٰہی کا انکار کرتے

ف دیکھو حاشیہ تحفۃ المہتدین؟ ابراہیم بیجوری ۱۱ صفحہ دیکھو اوٹولوجیا مولفہ محمد بن عمر حسین رازی

اور کہتے ہین کہ رویت کیلئے شرایط درکار ہین حاسہ کا سالم اور مرئی کا جسم دارد کثیف
ورنگین ہونا نظر کے سامنے آجانیسے اوسکی رویت کا ممکن ہونا اور رائی و مرئی
مین مسافت کا متوسط ہونا کہ نہ نہایت دور ہو نہ بہت نزدیک اور مقابلہ دونون
مین ہونا اور حجاب درمیان مین نہونا اور کہتے ہین کہ رویت بدون مکان و بدون جہت
کے یعنی بغیر ان شرائط مذکورۂ بالا کے محال ہے اور اشیا مین حسن و قبح انکے
نزدیک عقلی ہے جیسا کہ رائی ماتریدیہ کی ہے مگر فرق یہ ہے کہ ماتریدیہ کے نزدیک
حسن و قبح عقلی اس بات کو نہین چاہتا کہ بندی کیلئے اوسمین حکم الٰہی صادر ہو
اور معتزلہ کہتے ہین کہ حسن و قبح عقلی ہی اللہ تعالی کی طرف سے حکم کا موجب ہے
اسلئے کہ اوسکے سوا کوئی اور حاکم نہین ہے اگر بالفرض نہ شرع ہوتی نہ رسول
مبعوث ہوتے اور اللہ تعالے افعال ایجاد کرتا تب بھی یہ احکام اسی طرح واجب
ہوتے جسطرح شرع نے اب واجب کئی ہین اور معتزلہ کا قول ہے کہ بندہ خالق ہی
اپنے افعال اختیاریہ کا اور بعض افعال اوس سے بطریق مباشرت کے پیدا
ہوتے ہین اور بعض بطریق تولید کے معنی تولید کے یہ ہین کہ فاعل کے ایک فعل سے
دوسرا فعل واجب ہو جائے جیسے انگلی کا ہلنا واجب کردیتا ہے چھلے کے ہلنے
کو اگرچہ اس دوسری کام کا بندہ اصلا قصد نہین کرتا مگر موجد انکا بھی وہی ہوتا ہے
ہان اسقدر ہے کہ ایک اور فعل کا توسط ضرور ہوتا ہے اور چونکہ انکے نزدیک بندہ
اپنے افعال کا خالق ہے اسلئے جزا اون افعال کی حقیقۃً خدا پر حق بندونکا ہے
اور امر خیر اللہ کی ارادہ سے ہوتا ہے اور کفر و عصیان بندیہی باختیار خود ہوتے
ہین خدا کے ارادی اور مشیت کو اس مین دخل نہین بلکہ وہ ہر مخلوق سے ارادہ
اسلام و طاعت کا کرتا ہے چنانچہ امر کرتا ہے اسلام و طاعت کا اور جس چیز کی
کہ نہی کرتا ہے کفر و معصیت سے اوسکی نسبت ارادہ نہین کرتا ہی اور اکثر معتزلہ

کہتے ہین کہ استطاعت یعنی قدرت فعل سے قبل ہوتی ہے اور بعض معتزلہ مثل
نجار اور محمد ابن عیسی اور ابو عیسی وراق وغیرہ کا مذہب یہ ہے کہ قدرت فعل کیساتھ ہوتی
ہے جو رائی اہل سنت کی ہے ۔ اور کہتے ہین کہ مقتول کی موت قاتل کے قتل سے
پیدا ہوتی ہے اسی طرح مسموم کی موت زہر دینے والے کے فعل سے پس موت بندے
کے افعال مین سے ہے خدا کا فعل نہین اگر قاتل اوسے قتل نکرتا یا زہر دینے والا
زہر ندیتا تو جو وقت موت کا اوسکی خدائی تعالی نے مقدر کیا تہا اوس وقت تک
جیتا قاتل نے تقدیر الٰہی کو بدل ڈالا اسی لئے اوسکا یہ فعل شرعاً وعقلاً مذموم ہوتا ہے اور
کعبی کے نزدیک مقتول کے لئے دو اجل ہین ایک قتل دوسری موت اگر وہ قاتل کے
ہاتہ سے مارا نجاتا تو اپنے وعدے تک یعنی موت کیوقت تک جیتا اگرچہ عموماً معتزلہ
اسکے قائل ہین کہ مقتول اپنے وعدے پر جو خدانے اوسکے لئے مقرر کر دیا ہے نہین مرتا ہے
فرق دونون رایون مین یہ ہے کہ جمہور کے نزدیک تو قتل و موت دونون پر لفظ موت کا
اطلاق درست ہے اور کعبی کہتا ہے کہ قتل کو موت نکہنا چاہئے موت وہی ہے
جو اپنے وعدے پر مری مطلب یہ ہے کہ اللہ کے فعل کا نام موت ہے اور بندے کے فعل
کا نام قتل اور انکے نزدیک تکلیف مالایطاق کے ساتہ بندے کا مکلف ہونا عقل ہی
تجویز نہین کرتی ۔ اور معتزلہ کہتے ہین کہ حرام رزق نہین کیونکہ رزق وہ مملوک ہے جسکو مالک
کہا تے اور شارع نے اوسمین تصرف کرنیکا حکم بھی دیدیا ہو اسصورت مین شراب اور
سور جو کسی مسلمان کی مملوک ہون رزق نہین ہوسکتے اسلئے کہ شارع نے انمین تصرف
کرنیکی اجازت نہین دی ہے اس سے یہ لازم آتا ہے کہ جس شخص نے عمر بہر حرام
کہائی تو اوسنے رزق الٰہی نہین کہایا وہ اپنے طور پر پیٹ پالتا رہا حالانکہ ہر جاندار کو اللہ
رزق پہونچاتا ہے اور ہدایت اور ضلالت انسان بطریق مباشرت کے پیدا کرتا
اور پہر کامیابی انکی اس مباشرت سے بطریق تولید کے پیدا ہوتی ہے

تعالی کے پیدا کرنے کو اوسمین دخل نہین ورنہ اللہ تعالی کی مشیت کو اوسمین تعلق ہے۔ اور
اصلح و لطف اور ثواب و عذاب اور آلام کا عوض یہ پانچ چیزین حق تعالی پر واجب ہین
ورنہ بخل لازم آتا ہے اسلئے کہ جب اوسکے اختیار مین یہ ساری باتین ہین اور اوسکے
واسطے کوئی مانع بھی نہین ہے تو پھر انکا ترک کرنا بخل کیونکر ہوگا اور یہ عیب ہے جس سے
ذات باری منزہ ہے اور کفار و فساق کو ہمیشہ دوزخ مین رکھنا اور کبھی عذاب
سے نجات نہ دینا بھی اونکے واسطے آخرت مین اصلح ہے اور اونکے اعمال کو باطل
کرنا اور اونپر لعنت فرمانا یہ دنیا مین اونکے لئے اصلح ہے اور کہتے ہین عرش سے
مراد ملک ہے اور کرسی سے علم اس آیت مین وسع کرسیہ السموات والارض کرسی کو علم
کے معنی مین کہتے ہین یعنی علم الہی مین آسمانون اور زمین کی سمائی ہے یہی رائے
شیعہ کی ہے[1] اور تمام معتزلہ کا اسپر اتفاق ہے کہ اگر معدوم کی ذات و حقیقت باطل ہو
جائے تو اوسکا اعادہ محال ہے اور اہل سنت کے نزدیک اعادہ کی صحت اسپر موقوف نہین
کہ عدم مین ذات باقی رہے اور معتزلہ کی یہ بھی رائے ہے کہ اعادہ جواہر کا صحیح ہے
اور اون اعراض کا اعادہ جو باقی نہین رہتے ممتنع ہے اور جو اعراض باقی رہتے ہین
اور وہ متولدات مین سے نہین ہین تو اونکا اعادہ بالاتفاق صحیح ہے اور متولدات
کے اعادہ مین خلاف ہے۔ اور قبر کے عذاب و ثواب اور سوال منکر و نکیر کے
منکر ہین مگر صالحی کہتا ہے کہ تعذیب و تنعیم بلا زندہ کرنے میت کے واقع ہوگی اور ابو علی
جبائی وغیرہ بعض معتزلہ اون فرشتون کا منکر و نکیر نام رکھنا ناپسند کرتے ہین علامات
قیامت کے منکر ہین یاجوج و ماجوج اور دجال کے خروج کے قائل نہین ہین[2] بعضی معتزلہ
کہتے ہین کہ میزان کا ہونا جائز ہے مگر ثبوت کے قائل نہین اور بعضی کہتے ہین کہ یہ
بات محال ہے اور کہتے ہین کہ قرآن مین جو وزن اور میزان کا ذکر ہے اوسکا

[1] دیکھو تمہید معین نسفی ۱۲ [2] دیکھو تذکرۃ المذاہب مولفہ ابن سراج ۱۲

مطلب ہے کہ پورا پورا انصاف کیا جائیگا ذرا فرق نہوگا اس بیان سے دراصل
ترازو مراد نہین کیونکہ اعمال اعراض ہین اونکا تل سکنا ممکن نہین کیونکہ ہلکا بہاری ہونا
جواہر کے شان سے ہے اور خداتعالی ان سبکا عالم بھی ہے پہر تولنے کا کیا فائدہ
اور نیکی بدی کے صحیفے ہاتہون مین دینا بھی عبث ہے اور کراما کاتبین کے بھی منکر ہین اسلیے
کہ بندہ جوکچہ کرتا ہے اللہ اوس سے بخوبی واقف ہے اور محافظین کی وہان ضرورت
ہوتی ہے جہان علم حاصل نہ ہوسکے پس کراما کاتبین اوس صورت مین ہوتے کہ اللہ
تعالی جاہل ہوتا اور جو بندے کرتے اوسکا علم اوسے نہوتا اور حوض کو ثابت نہین کرتے
اور ابو الہذیل اور بشر بن معتمر پل صراط کے جواز کے قائل ہین مگر اوسکے وقوع کے منکر
ہین اور اکثر معتزلہ بالکل منکر ہین جواز کے بھی قائل نہین اور جبائی کے اقوال دیکہنے سے
معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس بارہ مین متردد ہے اور دوزخ و جنت اب موجود نہین ہین
قیامت کو موجود ہونگی اور جب اللہ تعالی نفخۂ اولے کا حکم دیگا تو ساری آسمان و زمین
اور جنت و دوزخ اور ارواح فنا ہوجائینگے پہر قیامت کے دن اللہ دوبارہ اونہین پیدا
کریگا[1] اور یہ کہتے ہین کہ حقیقت ایمان مین تصدیق کے ساتہ اعمال بھی داخل ہین
انکے نزدیک مرتکب کبیرہ مومن نہین ایمان سے خارج ہے مگر ایسے
اسواسطے نہین جانتے کہ صحابہ اور قضاۃ مرتکب کبیرہ پر زنا اور شرب خمر وغیرہ
حد جاری کیا کرتے تہے اور اپنے ملک سے بدر نہین کرتے تہے اور نہ قتل کراتے
تہے اور اونکی لاشونکو مسلمانونکے مقابر مین دفن ہونے دیتے تہے حالانکہ کافر کے ساتہ
ایسے معاملات بالاجماع ناجائز ہین اور اسی کا نام اونہون نے منزلۃ بین المنزلتین
رکہا ہے منزلتین کفر و ایمان ہوی اور درمیانی منزل فسق ہے پس ایسا شخص فاسق ہے
اور شرک کا بخشنا شرعًا و عقلًا ممتنع کہتے ہین جیساکہ ماتریدیہ کا مذہب ہے

---

[1] دیکہو تمہید معین نسفی ۱۲

اور گناہ کبیرہ بھی بغیر توبہ کے انکے نزدیک نہین بخشے جاینگے اور یغفر ما دون ذٰلک
لمن یشاء مین ذنوب کو توبہ کے ساتھ مقید کرتے ہین اور بعض معتزلہ کی رای یہ ہے
کہ جب بندہ کبائر سے اجتناب کرتا ہے تو اوسکے لئے عذاب[1] نا جائز نہین بلکہ وہ واجب
العفو ہے بعض شفاعت کی منکر ہین اور بعضی حق غیر صاحب کبیرہ مین شفاعت جائز
رکھتے ہین انکے نزدیک تین قسم کے لوگون کی شفاعت ہوگی (۱) جو کبائر سے
بچتے ہین اور صغائر کا ارتکاب کرتے ہین تو انکی صغائر کی معافی کے لئے
انبیا و ملائکہ کی شفاعت ہوگی (۲) جو کبیرہ کرکے توبہ کر لیتے ہین تو اینکی مقبولیت
توبہ کے لئے انبیا و ملائکہ کی شفاعت ہوگی (۳) جو کبائر و صغائر سے بچتے ہین
اونکی شفاعت زیادتی ثواب کیلئے انبیا و اولیا کی طرف سے ہوگی[2] ـ غرض کہ عذاب
کبائر سے نجات پانیکے لئے شفاعت ہوگی اور اگر مرتکب کبیرہ توبہ کئے بغیر مر جائیگا
تو ہمیشہ دوزخ مین رہیگا اور انکی رائے یہ ہے کہ ایمان باطن سے تعلق رکھتا ہے اور
اسلام ظاہر سے چنانچہ انکے نزدیک فاسق مسلم ہے نہ مومن شرح عمدہ نسفی مصنفہ
علامہ نکساری مین کہ عامہ معتزلہ کا یہ مذہب ہے کہ جو شخص ارکان دین یعنی توحید و
نبوت و نماز و روزہ وغیرہ کا اعتقاد بطور تقلید کے رکھے تو ایسا شخص نہ مومن ہے
نہ کافر اور ابو ہاشم کے نزدیک کافر ہے تو اسکی رائے یہ ہے کہ جب دلیل عقلی سے
اعتقاد ثبوت کو پہنچے اوسوقت مومن تسلیم کرنا چاہئے اور معتزلہ میثاق لینے کے
منکر ہین اور کہتے ہین کہ اللہ تعالے نے کسی سے کلام نہین کیا نہ آدم سے نہ نوح
سے نہ ابراہیم سے نہ موسیٰ سے نہ عیسیٰ سے نہ محمدؐ سے نہ جبرئیل سے نہ میکائیل سے

---

[1] اللہ نہین بخشتا ہو کمتر شرک سے جسکو چاہے ۱۲ [2] اربعین مین ہے اتفقت الامۃ علی اثبات ہذہ الشفاعۃ
الا ان المعتزلۃ قالوا تاثیرہا فی ایصال زیادۃ النعم الی اہل الثواب و اصحابنا قالوا ذلک حق و
لکن من جملۃ تاثیراتہا اسقاط العقاب عن اہل العقاب ۱۲ منہ

یہ اسرافیل سے علیہم السلام اور نہ حاملان عرش سے اور نہ انکی طرف دیکھی گا جیسا کہ بات نہین کرتا ہے شیطان اور پیرو یہود و نصاری ہے[1] اور معتزلہ کہتے ہین کہ عقل نہین تجویز کرتے کہ انبیا سے عمداً کبائر سرزد ہون اور انبیا مین سے کسی ایک کی فضیلت کے دوسری پر قائل نہین سبکو برابر جانتے ہین ۔ اور کرامات اولیا[2] کا انکار کیا ہے اسوجہ کہ اولیا سے خرق عادت کے وقوع مین معجزہ کے ساتھ اشتباہ ہوگا پھر اسصورت مین نبی اور غیر نبی مین تمیز کرنا مشکل ہے مگر ابو الحسین بصری معتزلی اور اوسکا شاگرد محمود خوارزمی کرامات اولیا کے قائل ہین اور معراج کے منکر ہین کہتے ہین کہ اوسکا ثبوت خبر احاد سے ہے اور خبر واحد عمل کو واجب کرتی ہے نہ اعتقاد کو مگر بیت المقدس تک جانیکے منکر نہین[3] اور انکے نزدیک مجتہد کی رای مین کبھی غلطی نہین ہوتی جیسا کہ عامہ متکلمین اشاعرہ کی رای ہے ۔ اور انکا عموماً یہ قول ہے کہ ملائکہ علوی افضل ہین انبیا سے اور انکے نزدیک بندون پر امام کا مقرر کرنا عقلاً واجب ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کی امامت کے لئے نص نہین کی تھی اور امام کا قرشی ہونا مشروط نہین ہے ۔ اور انکے نزدیک عبادت کا ثواب سوا عامل کے غیر کو نہین پہونچتا خواہ عبادت مالی ہو یا بدنی خواہ مرکب ہو مال اور بدن سے کیونکہ قضا و قدر نہین بدل سکتی پس دعا لغو ہے کچھ اوس سے فائدہ نہین ہوسکتا کیونکہ جس بات کی دعا کیجاتی ہے اگر وہ مقدر کے مطابق ہے تو اوسکی خواستگاری فعل عبث ہے اور اگر مخالف ہوگی تو اوسکا موجود ہونا ناممکن ہے اسی سبب سے انکے مردے استغفار اور صدقات سے کہ نجات کا بڑا وسیلہ ہے محروم رہتے ہین ـــ

---

[1] دیکھو غنیۃ الطالبین ۱۲ [2] عمدۃ العقائد مین ابو البرکات نسفی نے کہا ہے کرامات الاولیاء جائزۃ خلافاً للمعتزلۃ والی اسحاق من الاشعریہ اس سے یہ گمان نہ کرنا چاہیے کہ سوای بہشمیہ کے اور فرقہای معتزلہ جواز کرامات اولیا کے قائل ہین اسمین شک نہین کہ بہشمیہ کا لفظ بیان نامناسب واقع ہوا ہے اور کرامات اولیا کی ثبوت مین دلائل عقلی و نقلی نہایت بسط کے ساتھ تذکرۃ السلوک مین لکھی ہین ۱۲ منہ

[3] دیکھو غنیہ ۱۲

اور ساری معتزلہ سوای کعبی اور ابو الہذیل اور ابو الحسین بصری کے یہ کہتے ہین کہ معدوم
بہی ایک شی ہے اور عالم واقع مین ثابت ہے مگر اسی قدر ہے کہ اوسکو وجود نہین
ملا ہے اگر وجود ملجاتی تو وہ موجود ہو جائے اوس مرتبہ کو انکے اصطلاح مین ثبوت
اور تقرر کا مرتبہ کہتی ہین اور دلیل انکی یہ ہے کہ ممکن اپنی وجود کے قبل یا تو واجب ہو گا یا
ممتنع اور ان دونو صورتون مین وجود کے وقت انقلاب لازم آتا ہے پس یہ غلط ہے
تو یہی رہا کہ ممکن اپنے وجود سے پیشتر بہی ممکن ہوگا اور امکان ایک ایسی صفت ہے
جسکے لیے موصوف کا ہونا ضرور ہے تو دیکھنا چاہیئے کہ وہ ثابت ہے یا موجود اگر موجود
ہوگا تو پہر وجود اوسکو حاصل ہونا تحصیل حاصل ہے اسلئے یہ باطل ہے تو باقی یہ رہا کہ وہ ثابت
ہوگا یہی مدعا ہے یعنی ممکن اپنے عدم کیوقت مین ثابت ہے اور موجود نہین ہے اور
منشا اس قول کا یہ ہے کہ ان لوگونکے نزدیک وجود مین اور ماہیت مین فرق ہے
کہ ماہیت ہوتی ہے اور اوسکو وجود عارض نہین ہوتا یہی مرتبہ تقرر کا ہے اسکو
معدوم ثابت کہتے ہین مگر موجود نہین کہہ سکتے موجود جب کہینگے کہ اوسکو وجود
ملجائے اور اس قسم کے معدوم مین ممکن کی قید اسواسطے لگا دیتے ہین کہ جو معدوم ایسا
ہو بلکہ ممتنع ہو اوسکو تقرر کا مرتبہ حاصل نہین ہوتا وہ بالاتفاق کچہ چیز نہین اور
صوفیہ بہی اعیان ثابتہ کے عالم کی پیدایش سے قبل قائل ہین — اور اشاعرہ و
ماتریدیہ و حنابلہ کہتے ہین کہ معدوم کچہ بہی نہین ممتنع ہو یا ممکن کیونکہ انکے نزدیک
وجود اور نفس حقیقت یا ماہیت مین ذرا فرق نہین ہے پس جب وجود نہوگا تو ماہیت
بہی نہوگی اور یہ بات نا معقول ہے کہ ایک چیز سے عالم عدم مین وجود منفک ہو اور
پہر اوسکو کسی قسم کا ثبوت ہو اگر اوسکو عالم عدم مین تقرر حاصل ہوگا تو وہ ایک ہی
وقت مین موجود بہی ہوگی اور معدوم بہی ہوگی اور یہ بالکل خلاف قیاس ہے اسلئے
کہ وجود کے کوئی اور معنی ہی نہین سوای ثبوت اور تحقق اور تقرر کے معدوم ہی

کہنا اور اوسکے واسطے ثبوت بھی دو ہو تو کہنا جو بلا شبہ حرکات و سکنات کو چاہتا ہے
بالکل سفسطہ ہے اور معدوم ثابت کی ابطال کی بڑی ضرورت اسلئے ہے کہ اہل سنت
اس بات کے مقر ہین کہ اللہ تعالے کی قدرت سے کوئی چیز باہر نہین اور معدومات
کی ثبوت کی صورت مین یہ جائز ہو جائیگا کہ بعض معدومات ثابت سے تو قدرت
کو تعلق حاصل ہووے اور بعض کیساتہ کسی خصوصیت کی وجہ سے نہو بلکہ علی العموم معدوم
ثابت مقدوریت کے دائرہ سے نکل جائینگے اسلئے کہ جسکو عدم مین ثبوت حاصل ہوگا
وہ ازلی ہوگی پس قدرت الٰہی اوسکی ذات کے ساتہ کسطرح متعلق ہو سکتی ہے پھر اگر
قدرت کا تعلق اسنے مانا جائیگا تو اسقدر کہ وجود اوسنے عطا کیا تو خدای تعالے
ممکنات کا خالق اصلی اور موجد نہین بن سکتا اور نہ اوسکو کسی چیز کی ایجاد پر قدرت ہو
سکتی ہے اور یہ کفر صریح ہے معتزلہ اہل سنت کیساتہ پانچ باتونمین بحث رکھتے ہین
(۱) مسئلہ صفات (۲) مسئلہ رویت (۳) مسئلہ وعد و وعید (۴) مسئلہ
ایجاد افعال (۵) مسئلہ مشیت ابن حزم ملل و نحل مین کہتا ہی معتزلہ کا عمدہ کلام وعد اور وعید قدر ہے
مین جو کوئی یہ کہے کہ قرآن غیر مخلوق ہے اور قدر کو ثابت کرے یعنی یہ کہے کہ بندی
کے ساری افعال اللہ کی قضا و قدر سے ہین اور آخرت مین اللہ کے دیدار ہونے
کا اقرار کرتا ہو اور جو صفات الٰہی قرآن و حدیث مین مذکور ہین اونہین ثابت کرے اور
صاحب کبیرہ کو دائرہ ایمان سے خارج نکرے وہ معتزلی نہین اگرچہ تمام عقاید مین
معتزلہ کے ساتہ موافقت رکھتا ہو یہ بیان مجمعاً معتزلہ کے عقاید کا ہے
بعض بعض باتونمین انمین آپس مین اختلاف ہے ابو ہذیل علاف نے دس مسئلونمین
اپنے اصحاب کا خلاف کیا ہے اور ابراہیم بن سیار نظام نے تیرہ مسئلونمین معتزلہ
کے ساتہ مخالفت کی ہے۔ اور بشر بن معتمر نے چھہ مسئلونمین اپنے اصحاب کا خلاف
کیا۔ اور معمر بن عباد سلمی نے چار مسئلونمین اپنے اصحاب سے مخالفت کی۔

اور ابو موسی مردار نے تین مسئلوں میں اپنے اصحاب سے خلاف کیا ہے ہشام بن
عمرو علی نے سات مسئلوں میں اپنے اصحاب سے مخالفت کی ہے اور عمرو بن بحر جاحظ
نے پانچ مسئلوں میں اپنے اصحاب سے خلاف کیا ہے اور ثمامہ بن اشرس نمیری
نے چھ مسئلوں میں اپنے اصحاب سے خلاف کیا ہے اور ابو الحسین بن ابی عمرو خیاط
اور اوسکے متبع معتزلہ بغداد کہلاتے ہیں اور محمد بن عبد الوہاب جبائی اور اوسکا بیٹا
ابو ہاشم اور اون کے متبع معتزلہ بصرہ مشہور ہیں وسی مسئلوں کے اندر معتزلہ بغداد و
بصرہ میں اختلاف ہے اور جبائی اور اوسکے بیٹے میں مسئلہ حال اور مسئلہ صلاح و
اصلح میں اختلاف ہے اور احمد بن حایط نے اپنے استاد نظام کے مذہب پر تین باتیں
زیادہ کی ہیں (۱) تناسخ کا قول (۲) آیات اور احادیث درباب رویت الٰہی کے یہ معنی
ہیں علاوہ ازیں رویت عقل فعال پر حمل کیا (۳) قیامت کے بیچ مسیح محاسب
اسلئے معتزلہ بہت سے فرقے ہوگئے ہیں ان میں سے ایک دو مذہب کی تفسیر کرتے ہے
اول واصلیہ ابی حذیفہ واصل بن عطا کے متبع ہیں اسکے فرقہ حسینیہ بھی کہتے
ہیں حسن بصری کی طرف منسوب کرکے کیونکہ اسکا اعتزال چار قواعد پر حکم رکھتا ہے
نفی صفات الٰہی دوسرے قول بعقدر تیسرے مرتکب کبیرہ درمیان منزل کفر و ایمان
کے ہے چوتھے مرتکب کبیرہ دونو فریق میں سے ایک کا قول اوسکا یہ بھی ہے
کہ اصحاب جمل و صفین اور قاتلان حضرت عثمان اور جانب داران حضرت عثمان میں
سے ایک گروہ غیر معین مخطی ہے پس حضرت علی اور طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہم میں
جنگ جمل کے بعد سے اسقاط شہادت کی ہوتی ہی تھی انکا قول متروک ہے حضرت
عثمان کا حال مرتکب کبیرہ کا سا ہونا جائز جانتا تھا اور واصل حضرت علی کو حضرت
ابوبکر و عمر پر فضیلت دیتا تھا اگرچہ قائل دوستی شیخین کا تھا پہلی اصل ہی سے
احکام شرعیہ کی تقسیم کے اور کہا کہ حق کے ثبوت کے چار طریقے ہیں قرآن ناطق یا حدیث

متفق علیہ اجماع امت و عقل حجت یعنی قیاس واصل نے اور بھی چند مسائل اور اصطلاحین
قائم کین مثلاً یہ کہ عموم وخصوص دو جداگانہ مفہوم ہین نسخ صرف امر و نواہی مین ہوسکتا
ہے اخبار و واقعات مین نسخ کا احتمال نہین[١] ان مسائل کے لحاظ سے اصول
فقہ مین اولیت کا فخر واصل کیطرف منسوب کیا جاسکتا ہے لیکن اوسی قسم کی اولیت
ہوگی جس طرح نحو کے دو تین قاعدے کے بیان کرنے سے کہا جاتا ہے کہ حضرت علی
علیہ السلام فن نحو کے موجد ہین اور واصل ہی نے علم کلام[٢] مین اول تصنیف کی تھی —
یہ شخص سنہ ٨٠ھ مین مدینہ مین پیدا ہوا تھا اور سنہ ١٣١ھ مین مرگیا۔

دوم عمریہ — یہ عمرو بن عبید کے اصحاب ہین جو شاگرد واصل بن عطا کا تھا اسکا
مذہب بھی مثل واصلیہ کے ہے مگر اس مسئلہ مین منفرد ہوا کہ اصحاب جمل وصفین اور جو
حضرت عثمان کے جھگڑے مین شریک رہے ہین وہ تمام فاسق ہین اور مسائل قدریہ
قدریہ کے مطابق ہے [illegible] بہت بڑا ہوا ہے یہ عمرو منجملہ دعاۃ یزید ناقص بن ولید بن عبدالملک
بن مروان کے تھا ایام حکومت بنی امیہ مین پھر جب منصور خلیفہ عباسی والی ہوا تو
اوسکی [illegible] ہوگیا سمعانی نے کتاب انساب مین لکھا ہے کہ جبکہ یہ
اختلاف ہوا کہ [illegible] مرتکب کبیرہ کافر کہنے لگے اور ایک جماعت نے کہا اگر
اونہون نے [illegible] مگر مومن ہین تو واصل نے دونون گروہ سے اختلاف
کیا اور کہا [illegible] ہین ہے نہ کافر تو حسن نے اپنی مجلس سے اوسے علحدہ کر
اور واصل نے [illegible] چھوڑ دیا اور عمرو بن عبید واصل کی صحبت مین شریک

---

١ ان مسائل [illegible] واصل بن عطا کیطرف منسوب کیا ہے ١٢
٢ کتاب [illegible] فی الکلام ابو حذیفہ واصل بن عطا قال ابو عثمان لم یعرف
فی الاسلام کتاب [illegible] علی اصناف [illegible] بمقالات الخوارج وعلی غالیۃ الشیعۃ والمباینین
فی قول الحشویہ [illegible] فی ایدی العلماء فی الکلام وفی الاحکام
کا نامہ ١٢

ہو گیا اسلئے یہ دونون اور انکے تبع معتزلہ کہلانے لگے

سوم ہذیلیہ ۔ یہ ابو ہذیل حمدان بن ہذیل علاف شیخ المعتزلہ کے پیرو ہین اسنے
عثمان بن خالد طویل شاگرد واصل بن عطا سے علم حاصل کیا تہا اور استطاعت کو
ایک عرض منجملہ اعراض کے بتاتا تہا اور کہتا تہا کہ استطاعت صحت و سلامتی کا نام
نہین ہے اور کہتا تہا کہ افعال دل اور افعال اعضا مین فرق ہے اور اوسکا زعم تہا
کہ بندے افعال دل اوسکی قدرت کے بدون سرزد نہین ہوسکتے اور استطاعت ساتھ
فعل مین قدرت کے ساتھ ہوا کرتی ہے اور افعال اعضا کو بندے کی قدرت کے
بدون بہی جائز بتاتا تہا اور کہتا تہا کہ فعل اعضا سے قدرت مقدم ہوتی ہے اور کعبی
نے ابو ہذیل سے نقل کی ہے کہ اوسکا اعتقاد یہ تہا کہ اللہ تعالے کا ارادہ اوسکی مراد
سے غیر ہے اور دلیل اوسپر یہ ہے کہ ارادہ اوسکا شے کا پیدا کرنا ہے اور شی کے
پیدا کرنے مین اور نفس شی مین فرق ہے اور کہتا تہا کہ اللہ تعالے کو جو سمیع اور بصیر
کہتے ہین اوسکے یہ معنے ہین کہ وہ زمانہ آیندہ مین سنیگا اور زمانہ آیندہ مین دیکہیگا اسی
طرح لفظ غفور اور رحیم اور محسن اور خالق اور رازق اور آمر اور ناہی وغیرہ کے معانی
بیان کرتا تہا کہتا تہا کہ ساری طاعات کیا فرائض اور کیا نوافل ایمان ہین اور کہتا
تہا کہ باری تعالے عالم بعلم ہے اوسکا علم بہی اوسکی ذات ہے اور قادر بقدرت
ہے اوسکی قدرت بہی اوسکی ذات ہے وغیرہ وغیرہ اور یہ عقیدہ اوسنے اقوال فلاسفہ
سے اخذ کیا تہا جنکا قول یہ ہے کہ ذات بیچون تمام جہتون سے واحد ہے اور کسی طرح
کثرت کو اوسمین راہ نہین اور صفات الہی سوائے ذات الہی کے کوئی دوسری چیز
نہین جو اوسکے ساتھ قائم ہون جتنی صفات اوسکی ثابت ہون وہ یا تو سلوب ہین یا
لوازم ہین ۔ سلوب اون چیزون کو کہتے ہین کہ نسبت سلب کے بدون باری تعالے
کی صفت نہین ہوسکین جیسے جسم اور جوہر اور عرض جب سلب کو انسے لگاؤ ہو جاتا ہے

اوراوسکی علامت یعنی حرف لمی لے آے ہین تو اوسوقت یہ اللہ تعالے کی صفت
واقع ہوسکتے ہین مثلاً اللہ تعالے نہ جسم ہے نہ جوہر ہے نہ عرض ہے اور لوازم کی
مراد یہ ہے کہ واجب الوجود کا وجود عین ماہیت ہے اور اوسکی وحدت حقیقی ہے
فرق مذہب ابو ہذیل اور فلاسفہ مین یہ ہے کہ فلاسفہ تمام صفات کے نافی ہین
اور ابو ہذیل ایسی صفات ثابت کرتا ہے جو اوسکی ذات کی عین ہین یا ایسی ذات
ثابت کرتا ہے جو صفات کی عین ہے دونون مین کوئی فرق نہین تھا ایک ہی
کہتا ہے اور ابو ہذیل نے اللہ تعالے کو ایک ایسے ارادہ حادث کا مرید ٹھہرایا تھا
جسکے لئے کوئی محل نہین ہے اور نہ ہی زعم مین اللہ تعالے کو اوس ارادہ کے ساتھ
متصف جانتا تھا اور یہ قول پہلے اوسی نے نکالا ہے پھر جو قائل اس بات کا ہوا اوسے
اس عقیدہ مخصوص مین ابوہذیل کا متبع سمجھنا چاہیے اور کہا کہ بعض کلام الٰہی کے لئے
محل نہین ہے جیسے قول کن اور بعض کے واسطے محل ہے جیسے امر و نہی اور خبر
اور وجہ اسکی یہ ہے کہ جب ایجاد ممکنات لفظ کن سے ہوتی ہے تو اوسکے واسطے
محل ثابت نہ ہوگا پس اوسکے عقیدے کی روسے امر تکوین اور امر تکلیف مین فرق
ہے یعنی اللہ تعالے کا کسی معدوم کو حکم دینا کہ موجود ہو جا جدا ہے اور بندون
کو کسی کام کے کرنے کا حکم دینا یا کسی کام کے کرنے سے منع فرمانا یہ علیحدہ ہے -
پہلی مثال امر تکوین کی ہے اور دوسری امر تکلیف کی اور حاصل کلام یہ ہے کہ ابو
ہذیل کے نزدیک کلام الٰہی عرض ہے اور پھر اسکی دو قسمین ہین ایک بعض عرض بے
محل ہی قائم ہوسکتا ہے دوسرے بعض عرض ایسا ہے کہ وہ محل کے ساتھ قائم ہوتا
ہے پہلی صورت کی مثال لفظ کن ہے یعنی ہوسکے کہ وہ کسی موجود محل کے ساتھ قائم نہو
ہوتا اسواسطے کہ ساری مخلوقات کا حدوث اوسی کلمے کے بدولت ہوا ہے تو یہ اپنے
وجود مین کل مخلوقات سے مقدم ہوگا اور دوسری قسم کی مثال امر و نہی ہین کہ

متکلمین کے ساتھ قائم ہوسکتے ہیں کہ یہی اوسکے محل ہیں[1] اور ابو ہذیل نے کہا ہے کہ اللہ
کے مقدورات منتہی ہیں اب وہ نہ کسی شے کے احداث پر اور نہ کسی شے کی فنا پر قدرت
رکھتا ہے نہ کسی کے مارنے پر نہ کسی کے جلانے پر اہل جنت و دوزخ کی حرکات منقطع ہوکر
سکون دائمی ہوجاویگا اور اسی سکون میں لذات اہل جنت کے واسطے اور آلام
اہل دوزخ کے لیے جمع ہوجاوینگے چونکہ یہ مذہب جہم بن صفوان کا ہی ہے کہ جنت
و دوزخ فنا ہوجاوینگے اسیلئے معتزلہ ابو ہذیل کو جہمی الآخرۃ کہا کرتے تھے اور ابو
ہذیل کہتا تھا کہ مرد مقتول اگر قتل نکیا جاتا تو بھی اوسی وقت پر مرجاتا۔ علم نہ بڑھے
نہ گھٹے اور غائبات پر حجت قائم نہیں ہوتی مگر جبکہ بیس شخص خبر دیں درمیان
اوسکے اور ہشام بن حکم کے احکام تشبیہ میں مناظرات ہوئے تنبیہ علاف نے
عدل اور توحید اور وعد و وعید اور منزلت بین المنزلتین کا نام اصول خمسہ کہا تھا

چہارم نظامیہ یہ اتباع ہیں ابراہیم بن سیار نظام (بہ تشدید ظا معجمہ)
کے جو ایام معتصم میں تھا اسنے فلسفے میں نظر کی تھی اور فلاسفہ کی بہت سی باتون
کو معتزلہ کے کلام میں ملا دیا تھا چند مسائل میں متفرد ہوا اور جسنے اول اہل قبلہ
کے تکفیر کی ہے وہ یہی نظام ہے اوسکی اس قول سے کہ علم اسکے تمام علما
ایک جنس سے ہیں یہ بات لازم آتی ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی افعال

[1] شرح مواقف میں لکھا ہے کہ فرقہ ہذیلیہ کہتے ہیں بعض کلام اللہ تعالے لا فی محل (؟) و ہو کن و بعضہ فی محل کالامر والنہی والاستخبار اس قول کی تفصیل جو ہم نے بیان کی اسکے ترجمہ دینے کے بعد تم کو معلوم ہو جاویگا کہ نواب صدیق حسن خان کا کشف الغمہ میں یہ ترجمہ کرنا اور کہا بعض کلام اللہ کا بے محل ہے جیسے قول کن اور بعضی محل میں جیسے امر و نہی بالکل غلط ہے اصل مطلب سمجھنے سے کیسی بے خبری ظاہر ہوتی ہے اور نواب صاحب نے لکھا ہے کہ ابو ہذیل امور آخرت میں ہم مذہب جہم (؟) واقع رہے ہے کہ جب ابو ہذیل نے یہ کہا کہ اللہ تعالے کے مقدورات منتہی ہیں اور اہل جنت و نار کی حرکات منقطع ہوکر سکون دائم ہوجاویگا تو معتزلہ نے ابو ہذیل کا نام جہمی الآخرت رکھدیا اور بعض کہتے ہیں مقدری ہذا الاسلئے جہمی الآخرۃ ہے ۱۲ منہ

افعال ابلیس کی مثل ہون اور حضرت عمر اور حضرت علی کی سیرت حجاج کی طرح ہو اسلئے کہ اتحاد جنس مستلزم ہے اتحاد آثار کو اور یہ دونون قول باطل ہین[1] اونکا کہنا تہا اللہ کو برائیون پر قدرت نہین ہے اوسکی قدرت کے سلب ہوجانیکے بعد یہ واقع ہوتی ہین آخرت مین اہل جنت و دوزخ کے واسطے ثواب و عذاب مین کمی بیشی کر دینا اوسکی قدرت مین نہین ہے اوسکے نزدیک اللہ تعالے کی بڑی تنزیہ اسمین تہی کہ اون پر اوسکو قادر نہ سمجہنا چاہئے اور اللہ کے ارادے کی اس طرح تفصیل کی تہی کہ اوسکا ارادہ اپنے کامونکے لئے یہ ہے کہ وہ اونکو اپنے علم کے موافق پیدا کرتا ہے اور بندونکے افعال کے لئے ارادہ الٰہی یہ ہے کہ وہ اونکو اونکے کامونکے کرنیکا حکم دیا کرتا ہے بندونکے ساری افعال حرکات ہین روح ہی انسان ہے رہا بدن سو فقط وہ ایک آلہ ہے اور روح ایک جسم لطیف ہے بدن مین اس طرح ساری ہے جیسے گلاب گل مین اور تیل تل مین اور گہی دودہ مین اور جو کام قدرت سے باہر ہے وہ اللہ کی طرف سے ہے اور اوسی کا فعل ہے — شمس بازغہ مین مقالہ ثانیہ کی پہلی فصل مین مذکور ہے کہ جب نظّام معتزلی متکلم کو ابطال جزو لایتجزی کی دلائل معلوم ہوے اور کوئی شبہ اونپر وارد نکرسکا تو اون دلائل کو اوسے ماننا پڑا اور اس بات کا اقرار کیا کہ جسم اس بات کے قابل ہے کہ جتنا چاہین اوسے تقسیم کرسکین کہین کسی حد پر اوسکی تقسیم رک نہین سکتی مگر اوسنے اوس مین تفریق نکی جو شے مین بالفعل موجود ہوتا ہے اور جو بالقوہ موجود ہوتا ہے اسلئے یہ خیال کر لیا کہ جبکہ جسم مین انقسامات نامتناہی ممکن ہین تو وہ اوس مین بالفعل حاصل ہین کیونکہ جو انقسام ممکن ہوتا ہے وہ بالفعل ہوتا ہے اور یہی رائے سارے متکلمین کی ہے کہ تقسیم اون اجزا کی ہوتی ہے جو بالفعل موجود ہون پس نظّام کے نزدیک جسم ایسے اجزا سے بنا ہے

[1] مستفاد از تقریر ترجمہ غنیۃ الطالبین ۱۲

جو بالفعل غیر متناہی ہین اور اس رائی پر یہ لازم آیا کہ جسم مین اجزائی لایتجزی نامتناہی
ہین باوجودیکہ نظّام نے بظاہر متکلمین سے جو ہیولے کے منکر ہین اس رائی مین
اختلاف کیا تہا کہ جسم متعدد اجزائی لایتجزی سے بنا ہے اور محقق طوسی کی شرح
اشارات کے نمط اول مین جو جوہریت اجسام کے بیان مین ہے مذکور ہے کہ
نظّام کے اس قول سے کہ جسم بے انتہا بار تقسیم ہو سکتا ہے دو مقدمے پیدا ہوتے
ہین (۱) جسم مین اشیائی غیر منقسم موجود ہین (۲) جو چیز ایسی ہو کہ جسم مین موجود ہو
اور منقسم نہو وہ قسمت قبول نہین کرتی - نتیجہ ان دونون مقدمون سے یہ نکلا کہ جسم
شامل ہے ایسی چیزون کو جو قسمت قبول نہین کرتین اور یہی جزو لایتجزی کا مطلب
ہے - فرق اون متکلمین مین جو اجزائے لایتجزی کے مقر ہین اور نظّام مین اسقدر ہے
کہ اونکے نزدیک جسم اجزائی لایتجزی متناہی سے مرکب ہے اور اسکی رائی کے
موافق غیر متناہی سے اور وہ لوگ صریحًا اس بات کے قائل ہین کہ جسم اجزائے
لایتجزی سے بنا ہے اور نظّام نے اسکا اقرار تو نہین کیا ہے مگر اوسکے قول سے بہی
جسم کا اجزائی لایتجزی سے مولف ہونا لازم آگیا - صدرا کے فصل ابطال جزو لایتجزی
مین مذکور ہے کہ جب اون لوگون نے جنکے نزدیک اجزائی لایتجزی متناہی ہین اصحاب
نظّام پر مناظرہ مین یہ اعتراض کیا کہ تمہاری قول سے یہ لازم آتا ہے کہ کسی محدود
مسافت کو تم متناہی زمانہ کے بغیر قطع نکر سکین حرکت کے وقت جسم کے ہر جز کے
لئے ضرور ہے کہ وہ اپنے حیز سے نکل کر دوسری حیز مین داخل ہو اور جب
جسم کا ایک جز ایک حیز کو چہوڑکر دوسری حیز مین جائے تو دوسرا جز اوس
حیز مین آئے اسی طرح تمام اجزا اپنے اپنے حیز کو بدلین اور جب جسم مین
اجزا غیر متناہی ہوے تو مسافت بہی غیر متناہی زمانہ مین قطع ہو سکیگی تو اصحاب
نظّام نے اس اعتراض کی جواب مین یہ کہا کہ متحرک طفرہ کرتا ہے طفرہ اسے

سے کہتے ہیں کہ متحرک ایک جزو مسافت سے دوسری جزو مسافت کو اسطرح
طے کرے کہ ان دونوں جزوں کے درمیان میں بہت سے اجزائی ناتناہی بھی
طے ہو جائیں اور نظام جواہر کو اعراض مجتمعہ سے مولف بتاتا تہا اور کبھی یہ
تہا کہ رنگ اور مزہ اور بو وغیرہ سارے اعراض اجسام ہیں امام فخر الدین رازی
جلد اول تفسیر کبیر کے صفحہ ۲۲ میں کہتے ہیں کہ یہ جو مشہور ہے کہ نظام کے نزدیک
آواز جسم ہے یہ تحقیق کے خلاف معلوم ہوتا ہے اسلیے کہ نظام اذکیاء الناس
میں سے تہا اوسکی شان سے بعید ہے کہ وہ آواز کی نسبت کہے کہ وہ جسم ہے
چونکہ اوسنے کہا ہے کہ آواز کی پیدا ہونے کا سبب ہوا کا تموج ہے جاہلوں نے یہ خیال کر لیا
کہ نظام کی مراد یہ ہے کہ آواز عین ہوا ہے ـــ اور نظام یہ اعتقاد رکھتا تہا
کہ اللہ نے ساری موجودات کو یکبارگی اسی حالت پر پیدا کیا ہے جسپر وہ موجود ہے
تقدیم و تاخیر انمیں نہیں ہوئی ہے کہ آدم علیہ السلام اپنے اولاد سے پہلے پیدا ہوئے
ہاں یہ ضرور ہوا ہے کہ اللہ نے بعض موجودات کو بعض میں چھپا رکھا تہا تقدم و تاخر
کمون و ظہور میں واقع ہوا ہے ـــ کہتا تہا علم شئی جہل شئی کا مرکب تکنے ہے اور انسان مثل

حاشیہ متعلق صفحہ ۱۲۷

لہ طفرہ یعنی جست [illegible] ترجمہ الملل والنحل
شہرستانی مترجمہ مصطفیٰ بن خالق [illegible] ہاشمی عباسی
اور خبیئۃ الاکوان میں جو نواب صدیق حسن خان مرحوم
نے نظام کی نسبت کہا ہے وابدعت القول بالطفرہ
یعنی نظام نے طفرہ کا قول نکالا ہے صحیح نہیں ہے
شیخ بوعلی سینا نے شفا میں تصریح کر دی ہے کہ یہ مذہب
حکمای متقدمین یونان میں سے ہے اور وہ کا یہ
یہی مذہب تہا جو نظام نے اختیار کیا ہے متقدمین
کے بعض [illegible] کے لئے [illegible] طفرہ کا قائل ہوا
تہا اور عبارت شفا کی یہ ہے [illegible]

علی [illegible] مستند [illegible] الطفرہ [illegible]
[illegible] فقالوا بالطفرہ
یعنی [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible] طرف [illegible]
[illegible] طفرہ کے قائل ہوئے [illegible]

کفر کے قرآن کا اعجاز فقط اس راہ سے ہے کہ غیب کی خبر دی ہے زمانہ گذشتہ
اور آیندہ کے معاملات کو بیان کیا ہے اور نظم قرآن معجز نہین ہے اللہ نے نہین
چاہا کہ عرب اوسکے جواب کا اہتمام کرسکین ورنہ اون لوگون کے امکان مین تہا کہ
اوسکی عبارت سے اچھی عبارت تیار کر لیتے نظّام کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے قبل اہل عرب کو یہ قدرت تہی کہ وہ مثل قرآن کے
عبارت تیار کر لیتے اور ویسا کلام کہہ سکتے جب حضرت سرور عالم رسول ہوکر آئے

حاشیہ متعلق صفحہ ۱۲۸ و ۱۲۹

یہ فلاسفہ کی تقلید ہے کہ اونہون نے کہا ہے کہ قوت عاقلہ مین کسی شے کے مفہوم کو حاصل ہونیکا نام علم و جہل ہے کہ یہی مفہوم انکشاف اور ادراک کا موجب ہوتا ہے یہانتک تو دونون شریک مین پہر فرق اور امتیاز علم و جہل مین ایک خارجی وجہ سے ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ علم مین وہ مفہوم جسے موجود ذہنی اور صورت بہی کہتے ہین اپنی اصل کا جسے ذی صورت کہا کرتے ہین مطابق ہوتا ہے اور جہل مین مطابقت نہین ہوتی یاد رکہو کہ حقیقت شے کا وجود خارج مین عین اور ذہن مین صورت کہلاتا ہے وجود خارجی کا وجود اصلی اور عینی بہی نام ہے اور وجود ذہنی کا نام وجود ظلی اور غیر اصلی ہے یعنی اشیا کی جسقدر احکام و آثار مترتب ہوتی ہین وہ سب وجود خارجی پر مترتب ہوتے ہین مثلاً آگ جو جلاتی ہے اور روشنی پیدا کرتی ہے اوسکے ان سب آثار کا منشا یہی وجود خارجی ہے اور صورت کی وجہ سے ذہن مین شے کو امتیاز حاصل ہوتا ہے ساری متکلمین سوائے امام رازی اور اوسکے متبعین کے وجود ذہنی کے منکر ہین اسلیے کہ اگر وجود ذہنی کی کچہ اصل ہو تو جب گرمی یا سردی کا خیال ذہن مین کریں تو چاہیے کہ ذہن گرم یا سرد ہوجائے خلاصہ کلام یہ ہے کہ جہل مرکب علم کی ضد ہے اسلیے اگرچہ اس مین بہی پورا پورا اعتقاد اور یقین حاصل ہوتا ہے مگر واقع کے خلاف ہوتا ہے بخلاف اوس یقین کے جو علم مین ہوتا ہے کہ وہ واقع کے مطابق ہوتا ہے جہل مرکب یا تو کسی شبہ کی وجہ سے طبیعت مین راسخ ہو جاتا ہے یا کسی کی تقلید سے جم جاتا ہے اور ایسے اعتقاد کو جہل مرکب اسلیے کہتے ہین کہ یہان دو جہل ہوتے ہین ایک تو یہ کہ شے کی جو حالت اصلی ہے اوسکے خلاف جانتا ہے اور حقیقت واقعی سے واقف نہین ہوتا دوسرے اس بات کا بہی اعتقاد ہوتا ہے کہ جسقدر علم اوس شے کا مجہکو ہے وہ صحیح ہے اور اس شے کی حالت اصلی اور امر واقعی کو مین جانتا ہون نفس الامر کے خلاف جاننا ایک جہل ہے اور پہر اعتقاد اس بات کا رکہنا کہ مین واقع کے مطابق جانتا ہون دوسرا جہل ہے ۱۲ ۱۲

سلہ امام فخر الدین رازی کی تالیفات سے زبان فارسی مین ایک کتاب ہے جسکا نام اونہون نے حقائق الانوار فی دقائق الاسرار رکہا ہے اس مین ساٹہ علوم کے چیدہ چیدہ مسائل جمع کیے ہین علم دلائل الاعجاز کی فصل سوم مین لکہا ہے

تو اللہ پاک نے اوسسے یہ قدرت سلب کرلی ۔ اجماع اور قیاس کے حجت ہونے کا
منکر تہا متواتر کو محتمل الکذب جانتا تہا قدر مین بڑا غالی تہا کہتا تہا اللہ کو بندے کے ۱۰
افعال اختیاری مین کوئی مداخلت نہین ہے وہ آپ مختار ہے اور تشیع کی طرف
مائل تہا صحابہ مین طعن کرتا تہا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو اکذب الناس بتاتا تہا کہتا تہا
کہ حضرت فاطمہ دختر رسول کو مار پڑی وہ میراث عترت سے منع کی گئین اور اوسکا
قول یہ تہا کہ امام کے لئے نص واجب ہے اور نبی کی طرف سے حضرت علی کے حق
مین نص ثابت ہے مگر حضرت عمر نے اوسے چھپایا اللہ کی معرفت کو قبل ورود
شرع کے واجب ٹہراتا تہا اور یہی مذہب ابو ہذیل علاف کا ہے اور نکاح
کنیزان دار الحرب کو حرام کہتا تہا نماز تراویح کرنا جائز بتاتا تہا میقات حج سے
منع کرتا تہا انشقاق قمر کا مکذب تہا رویت جن کو محال جانتا تہا یہ اعتقاد رکہتا
تہا کہ اوس قدر مال کی چوری سے جسکی مقدار پر زکوۃ واجب نہو فاسق نہین
ہوتا ہے پس اگر کوئی شخص ایک سونا نوی درم چاندی یا انیس مثقال سونا یا
چار اونٹ یا ۳۹ عدد بہیڑ بکری یا ۲۹ عدد گائے بہینس چرالے تو وہ فاسق ہوگا

حاشیہ تتمہ صفحہ ۱۲۹ و ۱۳۰

اعجاز قرآن فصاحت ہست ہیچ شک نیست در آنچہ عرب
از مثل قرآن عاجز بودہ ہست وآن از دو حال
بیرون نیست یا ایشان پیش از بیرون آمدن
قادر بودہ اند بر نظم مثل قرآن یا نبودہ اند اگر قادر
بودہ اند بایستی کہ ایشان را از نظم قرآن ہیچ تعجب
نبودی بلکہ از عاجز بودن خویشتن متعجب بودندے
زیرا کہ اگر پیغمبر گوید کہ معجزہ آن ہست کہ من دست بر سر نہم
وشما ہیچ کس دست بر سر نتوانید نہاد مردم را ہیچ تعجب
نباشد از قدرت او بر آن فعل بلکہ از عجز متعجب شوند و چون
ایشان از نفس قرآن متعجب ماندند معلوم شد کہ قرآن فی
نفسہ معجز ہست بعد اسکے امام نے دلیل سے ثابت

کیا ہے کہ اعجاز قرآن کا نہ فقط لفظ کی وجہ سے ہے
اور نہ صرف معنی کی لحاظ سے بلکہ اوس مناسبت کی
وجہ سے ہے جو لفظ و معنی کے اشتراک کے سبب
حاصل ہے اور اسیکا نام ہمنے کمال فصاحت رکہا ہے
پس معلوم ہوا کہ قرآن کا اعجاز فصاحت کے سبب سے ہے
۱۲ منہ

حاشیہ صفحہ ۱۳۰

سے عمدہ ذیل بالتوفیق دانشمند کی عبارت یون ہے نقل
النظام کانت العرب تقدر علی النطق بمثلہ قبل بعثہ علیہ
الصلوۃ والسلام فلما بعث سلبوا ہذہ القدرۃ ۱۲ منہ
میقات وہ جگہ ہے جہان احرام حج باندہا کرتے ہین اور وہ
پانچ مقام ہین ذوالحلیفہ اور ذات عرق اور جحفہ اور قرن

اور طلاق کنایہ سے واقع نہین ہوتی اگرچہ جی مین نیت طلاق ہی کیون ہو — ۲
اور لیٹنے سے اگر سو گیا تو وضو نہین ٹوٹتا جب تک حدث نہو نماز نات کو قضا لازم
نہین تہا ماتہا محمد بن شبیب اور ابو شمر اور یونس بن عمران اور فضل حدثی اور احمد بن
حائط اوسکے اصحاب تہے —

پنجم اسواریہ ابو علی عمرو بن قائد اسواری کے متبع ہین یہ سب باتو نمین نظامیہ کے
موافق ہو گئے ہین مگر ایک اس بات مین مختلف ہین کہ جس امر کو اللہ جانتا ہے کہ نہ کریگا
اوسکے کرنے پر قدرت نہین رکہتا ہے اور انسان اوسکے کرنے پر قادر ہے

ششم اسکافیہ پیرو ابو جعفر محمد بن عبد اللہ اسکافی ہین وہ بہی نظام کے
موافق تہا ساری بدعات مین مگر اسبات کا قائل تہا کہ اللہ کو ظلم عقلا پر قدرت
نہین ہے ظلم اطفال و مجانین پر قدرت ہے —

ہفتم جعفریہ یہ متبع ہین جعفر بن مبشر اور جعفر بن حرب بن مبسرہ کے یہ بہی نظامیہ

حاشیہ بقیہ صفحہ ۱۳۰

سے نصاب زکوٰۃ سونے کے بیس مثقال یعنی ۷ ½ تولہ
وزن دہلی ہے اور نصاب چاندی ۲۰۰ درم یعنی ۱۴۰
مثقال یعنی ۵۲ ½ تولہ جسکے ۵۶ ¾ روپیہ بحساب
فی روپیہ ۱۱ ½ ماشہ اور ۶۰ روپیہ بحساب ۱۱ ¼ اور ۵۹ ¼
روپیہ ہوتے ہین تو بحساب ۱۱ ½ ماشہ اگری زیادہ یعنی بارہ ماشہ
۲ ربی کم ہے سونے چاندی کے سکون اور مال پر
اور اسباب تجارت پر جسکی قیمت نصاب کو پہونچی
ہو چالیسوان حصہ لازم ہے اور نصاب بہیڑ بکری
کی چالیس مین زکوٰۃ ایک عدد ہے نر ہو یا مادہ
اور نصاب اونٹ کی پانچ ہین پس پانچ سے چوبیس تک
ایک بکری لی جاتی ہے اور نصاب گائے بہینس کا
تیس عدد ہین اس نصاب مین پوری برس کا
بچہ گائے یا بہینس کا واجب ہے کذا فی غایت الاوطار
۱۲ منہ سے نواب صدیق حسنخان نے حجۃ الاکوان مین
کہا ہے زعم ان من سرق مائتی دینار فما دونہا
لم یفسق اور کشف الغمہ مین کہا ہے اعتقاد رکہتا تہا کہ دو سو
دینار یا اس سے کم کی چوری سے کوئی فاسق
نہین ہوتا ہے انتہی یہ اونکی غلطی ہے نظام ایسے
چور کو ضرور فاسق اعتقاد کرتا تہا کیونکہ دو سو دینار
تو بڑی رقم ہے اس سے کم بہی زکوٰۃ واجب ہے اور
چور اوسکی نزدیک فاسق ہے کشف الغمہ عن فرق
الامہ کے مسائل کے سہو پر تعجب نکرنا چاہیے کیونکہ یہ
نواب صاحب کی ایک ہفتہ کی توجہ کا نتیجہ ہے اور
اسپر نواب صاحب کو بڑا فخر و ناز ہے ۱۲ منہ

سے موافق ہین اور اِس بات کے قائل ہین کہ اس امت کے فساق مین ایسے لوگ بہی ہین جو یہود و نصاریٰ اور مجوس سے بہی بدتر ہین شارب خمر سے حد کو ساقط بتاتے تہے انکا یہ اعتقاد تہا کہ گناہان صغیرہ فاعل کے ہمیشہ دوزخ مین رہنے کے موجب ہین اور ایک حبہ کا سارق بہی فاسق ہے ایمان اوسکا جاتا رہتا ہے اگر کوئی مرد کسی مرد کے ہاتہ کسی عورت کے پاس پیغام بہیجکر اوس سے بیاہ کرنا چاہے پہر وہ عورت اوسکے پاس آئی اور یہ اوس سے صحبت کری بغیر نکاح کے تو اوسپر کچہ حد نہین آتی ہے یہ صحبت اوس عورت کے ساتہ نکاح ٹہری گی —

ہشتم بشریہ اتباع بشر بن معتمر ہین اسکا یہ قول تہا کہ جسم مین اعراض جلیسے طعم و لون و رائحہ اور ساری ادراکات سمع و بصر وغیرہ جائز ہے کہ بطور تولد حاصل ہون غیر کے فعل سے جسطرح سے کہ ان اعراض کے اسباب غیر کے فعل سے ہوتے ہین اور تولید کا قول معتزلہ مین اسی سے پہیلا ہے اور قدرت و استطاعت معروف ہے طرف سلامت بدن و اعضا کے اور اسمین افراط کرتا تہا اور طرف عقلا طبعین کے میل رکہتا تہا اور کہتا تہا اللہ تعالیٰ تعذیب اطفال پر قادر ہے لیکن جب ایسا کریگا تو ظالم ہوگا تو اللہ تعالیٰ کی ذات سے یہ عیب اوٹہانے کے لیے اسکی یہ راے ہے کہ جب وہ کسی بچہ کو عذاب دے تو سمجہ لینا چاہیئے کہ وہ بچہ عاقل بالغ عذاب کا مستحق ہوگا غرض کہ اسکے نزدیک اللہ ظلم پر قادر ہے مگر جب وہ ظلم کرے تو یون تاویل کرکے اوسے عادل ماننا چاہیئے اور اللہ کا ارادہ منجملہ اوسکے افعال کے ہے پہر یہ ارادہ دو طرح پر ہے ایک صفت فعل دوسرا صفت ذات اور لطف مخزون کا قائل تہا مگر کہتا تہا اللہ نے اوس لطف کو اسلیئے پیدا نہین کیا ہے کہ اللہ

حاشیہ بقیہ صفحہ ۱۳۱

[1] عورت کے نکاح سے باہر کرنے کو طلاق کہتے ہین اور کنایہ ایسے لفظ کو کہتے ہین جو طلاق کیواسطے مستعمل ہے مگر صریح لفظ طلاق نہین ۱۲ منہ [2] حدث بفتح اول و دوم وضو ٹوٹنا بے وضو ہونا ۱۲ منہ

پہر ثواب دینا واجب ہوجاتا اور پہلی توبہ متوقف ہے دوسری توبہ پر اور توبہ نفع نہین کرتی مگر جبکہ پہر وہ کام نکرے اگر پہر وہی کام کیا تو پہلی توبہ نافع نہین ہوتی

نہم مزداریہ یہ تبع ہین ابو موسیٰ عیسیٰ بن صبیح معروف بہ مزدار تلمیذ بشر بن معتمر کے یہ شخص زاہد تہا اسکو راہب المعتزلہ کہتے تہے چند مسائل مین متفرد ہے جیسے یہ کہ اللہ ظلم و کذب پر قادر ہے اس سے کچہ اوسکی ربوبیت مین بٹہ نہین لگتا ہے جب ایسا کریگا تو ظالم اور کاذب قرار پائیگا یہ اعتقاد رکہتا تہا کہ قرآن پر قدرت ہوسکتی ہے قرآن کی فصاحت و بلاغت لوگون کو عاجز نہین کرتی ہے بلکہ وہ اوس سے بہتر کلام لاسکتے ہین اور قرآن کے مخلوق ہونے کے بارہ مین اسکو بڑا اصرار تہا اور جو قرآن کو قدیم کہتے اونہین کا فر جانتا تہا یہی قول اسکا اصل معتزلہ ہے مسئلہ خلق قرآن مین اسکے زمانہ مین بہت سے تشدد سلف پر جاری ہوئی اسلئے کہ وہ قائل قدم قرآن کے تہے کہتا تہا کہ جو کوئی دیکہنا اللہ کا آنکہون سے بلا کیف کہتا ہے وہ کافر ہے اور اسی طرح جو شخص سلطان سے ملابست رکہتا ہے یا خلق اعمال کا مقر ہے وہ بہی کافر ہے نہ اوسکو کسی مسلمان کی وراثت پہونچ سکتی ہے اور نہ کوئی اور مسلمان اوسکا وارث قرار پاسکتا ہے اور جائز ہے کہ ایک فعل دو فاعلون سے بطور تولید کے سرزد ہو نہ بطور مباشرت کے —

دہم ہشامیہ یہ تبع ہشام بن عمرو غوطی کے یہ شخص بڑا مبالغہ رکہتا تہا قدر مین کسی فعل کو بہی طرف اللہ کے منسوب نہین کرتا تہا یہانتک کہ اس بات کا بہی منکر تہا کہ اللہ نے مومنونکے دلونمین الفت دی ہے اور وہ واسطے مومنون کے ایمان کو دوست رکہتا ہے اور اوسنے کافرون کو گمراہ کیا ہے اور جو آیات قرآن پاک کی اسباب مین آئی ہین اونکا معاند تہا اور حسبنا اللہ ونعم الوکیل کہنے سے منع کرتا تہا اسلئے کہ وکیل کا رتبہ موکل سے کم ہوتا ہے حالانکہ وکیل اسمائی الٰہی مین

حفیظا کے معنی مین ہے کما قال اللہ تعالی و ما انت علیہم بوکیل یعنی تو نہین ہے اونکا نگہبان اور اس بات کا بہی قائل تہا کہ اعراض اس بات پر دلالت نہین کرتے کہ اللہ تعالے اونکا خالق ہے اور نہ اونسے رسول کی رسالت پر دلالت ہوسکتی ہے بلکہ اجسام دلالت کرتے ہین اور اس سے یہ لازم آتا ہی کہ مردے کا زندہ کردینا اور عصا کا سانپ بن جانا دلیل صدق دعوی نبوت کی نہین ہوسکتی اس بات کا منکر تہا کہ دریا واسطے موسی علیہ السلام کے پہٹ گیا اور اونکا عصا سانپ بن گیا یا حضرت عیسیٰ نے مردون کو زندہ کیا ہو یا چاند حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے شق ہوگیا ہو اس طرح کے بہت سے امور متواتر کا منکر تہا بسبب جیسے محصور ہونا حضرت عثمان کا اور مقتول ہونا انکا غلبہ سے کہتا تہا کچہ لوگ اسکے قاتل ہین سو یہ وہ لوگ ہین جو کہ عمال کے شاکی تہے وہ گہس پڑی اور اونہون نے حضرت عثمان کو مارڈالا معلوم نہین کہ قاتل کون تہا ایک قول اوسکا یہ بہی تہا کہ طلحہ و زبیر و حضرت علی بن ابی طالب کچہ لڑنے کو نہین نکلے تہے جنگ جمل مین بلکہ مشوری کے لیے باہر آئے تہے مگر دونون فریق کے جانبدارون نے ایک دوسرے کی ناحیہ مین مقاتلہ کیا اسکا بہی قائل تہا کہ شیطان انسان مین داخل نہین ہوتا ہے بلکہ وہ تو باہر سے وسوسہ ڈالتا ہے اور بس وسوسہ کو اللہ ابن آدم کے دل مین پہونچا دیتا ہے اور اوسکا یہ قول تہا کہ قرآن حرام حلال پر دلالت نہین کرتا اور کہتا تہا کہ اگر ایک آدمی نے اچہی طرح سے وضو کرکے نماز پڑہنا شروع کیا بہ نیت قرب خدا کے اور عزم کیا کہ نماز تمام کرے پہر رکوع و سجدہ بجا لایا اور ان سب ارکان مین مخلص رہا مگر اللہ کو معلوم ہے کہ وہ اوس نماز کو آخر مین قطع کردیگا تو پہلی نماز اوسکی معصیت ہوئی اور انعقاد امامت کا زمانہ فتنہ و اختلاف ناس مین نہین ہوتا ہے اور امت جس وقت کہ مجتمع ہوکر ترک ظلم و فساد کرے

تب بھین وہ محتاج امام سائس کی ہوتی ہے پہر جبکہ نافرمان و فاجر ہوکر اپنے والی کو قتل کر ڈالے تو پہر عقد امامت کا کسی کے لئے نہین ہوتا ہے اسی بنیاد پر کہتا تہا کہ امامت علی مرتضے کی منعقد نہین ہوئی اسلئے کہ وہ بیعت وقت فتنہ کے بعد شہادت حضرت عثمان کے وقوع مین آئی تہی یہی مذہب واصل بن عطا کا اور عمرو بن عبید کا بھی تہا اور کہتا تہا کہ جنت و دوزخ مخلوق و موجود نہین ہین کیونکہ اونکے بالفعل موجود ہونے مین کوئی فائدہ نہین اور جنت مین ازالہ بکارت کا بہی منکر تہا یہ بہی کہتا تہا کہ نافع وضار اللہ کا نام نہین ہے اور نہ یہ کہو کہ اللہ نے کافر کو پیدا کیا ہے

یازدہم حابطیہ بائی موحدہ[1] کے ساتہ احمد بن حابط کے متبع ہین اسنے ابراہیم بن سیار نظام کی صحبت پائی تہی اسکا قول ہے کہ خلق کے دو معبود ہین ایک خالق و معبود و قدیم ہے دوسرا مخلوق وہ عیسی بن مریم ہین مسیح کو ابن اللہ اعتقاد کرتا تہا کہتا تہا کہ آخرت مین حساب کتاب خلق کا مسیح کرینگے اس آیت قرآن کا بہی مطلب ہے ہل ینظرون الا ان یاتیہم اللہ فی ظلل من الغمام کیا لوگ یہی انتظار رکہتے ہین کہ آوے اونکے پاس اللہ ابر کے سائبانو نمین اور کہتا تہا یہ جو حدیث مین آیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چودہوین رات کے چاند کی طرف دیکہکر فرمایا انکم سترون ربکم کما ترون ہذا القمر یعنی تحقیق تم دیکہوگے اپنے پروردگار کو جیسے کہ دیکہتے ہو اس چاند کو مراد اس سے عیسیٰ ہین اور اوسکا یہ اعتقاد تہا کہ دواب و طیور و حشرات مین یہانتک کہ مچہر اور پسو اور مکہی مین بہی انبیا ہوتے ہین بدلیل اس آیت کے وان من امۃ الا خلا فیہا نذیر یعنی کوئی امت نہین جسمین نہین ہو چکا کوئی ڈرانے والا و قولہ تعالی وما من دابۃ فی الارض ولا طائر یطیر بجناحیہ الا امم امثالکم

---

[1] الحابطیۃ بالباء الموحدۃ فرقۃ من المعتزلۃ اتباع احمد بن حابط وہو من اصحاب النظام کذا فی کشاف اصطلاحات الفنون ۱۲

یعنی نہین کوئی چلنے والا زمین مین اور نہ کوئی پرندہ کہ اوڑے ساتہ دو بازو اپنے کے مگر ایک ایک امت ہے تمہاری طرح اور بدلیل حدیث کہ عبد اللہ بن مغفل سے ابو داؤد اور ترمذی نے روایت کی ہے کہ حضرت نے فرمایا لولا ان الکلاب امۃ من الامم لامرت بقتلہا کلہا یعنی اگر نہوتی یہ بات کہ کتے ایک امت ہین امتون مین سے تو البتہ حکم کرتا مین واسطے قتل کرنے اون سب کے اور قائل تناسخ کا بہی تہا اور کہتا تہا کہ اللہ کی روح نے ائمہ مین تناسخ کیا ہے ایک یہ بھی اعتقاد رکہتا تہا کہ اللہ نے ابتدا ساری خلق جنت مین پیدا کی تہی جو کوئی جنت سے باہر نکلا وہ اپنی معصیت کی سبب سے نکلا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بسبب تعدد نکاح کے طعن کرتا تہا کہتا تہا کہ ابو ذر غفاری حضرت سے زیادہ زاہد و عابد تہے —

دوازدہم حدثیہ یہ پیرو فضل حدثی شاگرد نظام کے ہین انکا مذہب بہی حابطیہ کا سا ہے تناسخ کے معتقد ہین اور کہتے ہین کہ اللہ تعالی نے اس جہان کے علاوہ ایک اور جہان مین ابتدا حیوانات کو عاقل و بالغ پیدا کیا تہا اور بہت کچھ نعمت عطا کے تہی اور علوم بہی بخشے تہے پہر انکا امتحان منظور ہوا اور حکم دیا کہ ہماری عطیات کا شکریہ ادا کرین بعض نے تعمیل کی اور بعض نے نکی جنہون نے تعمیل کی تہی اونہین جنت مین بہیجا اور جنہون نے نافرمانی کی تہی اونہین جہنم مین ڈالا اور بعض ایسے بہی تہے کہ اونہون نے بعض احکام الہی کی تعمیل کی تہی اور بعض احکام کی تعمیل نکی تہی اونہین دنیا مین بہیجدیا اور یہ اجسام کثیف اونکو مختلف رنگ کے دئے گئے اور طرح طرح کے رنج و خوشی اور نفع و ضرر مین انکو انکے گناہونکے بموجب مبتلا کیا گیا جن لوگون کے گناہ کم اور طاعت زیادہ تہی اونکو عمدہ صورت عطا ہوئی اور اونپر مصیبت کم ڈالی گئی اور جنکی عبادت

ملاحظہ حدثی شاید مثلہ ملل و نحل شہرستانی مین ہے اور شرح مواقف مین بیانی موحدہ مندرج ہے —

کم تھی اور گناہ زیادہ اونکو بری صورت دی اور سخت مصائب مین گرفتار کی
اور جب تک حیوان پوری پورے گناہوں سے سبکدوش نہین ہوجاتا برابر دنیا مین اوسکی
صورتین بدلتی رہتی ہین ـ

سیزدہم صالحیہ یہ پیرو صالحی کے ہین وہ کہتا تہا جائز ہے کہ مردہ کو
علم اور قدرت اور ارادہ سمع اور بصر حاصل ہو اوسکا یہ بھی قول تہا کہ جوہر بغیر
اعراض کے بھی پایا جاسکتا ہے اور اوسکا اعتقاد تہا کہ تعذیب و تنعیم بلا زندہ کرنے
میت کے واقع ہوگی اور یہی رائے بعض علمائے کرامیہ کی ہے[1]

چہاردہم معمریہ معمر بن عباد سلمی کے اصحاب ہین یہ کہتے تہے انسان حی عالم
قادر مختار ہے اور نہ متحرک ہے نہ ساکن نہ طویل نہ عریض نہ متلون ہے نہ دیکہتا ہے
نہ چہوتا ہے نہ حلول کرتا ہے کسی جگہ مین نہ حاوی ہوتی ہے اوسکو کوئی جگہ اور وہ
مدبر بدن ہے کچہ بدن مین حلول کرنے والا نہین ہے بلکہ انسان ایک شی سوا
اس جسد کے ہے غرض کہ انہون نے انسان کی توصیف بوصف الٰہیت کی
ہے کیونکہ یہی وصف انکے نزدیک مدبر عالم کا بہی تہا اور انکا اعتقاد یہ تہا
کہ اللہ نے سوائے اجسام کے اور کچہ پیدا نہین کیا ہے اور اعراض متولد ہین انہین
اجسام سے یا تو بالطبع جیسے آگ سے احراق اور سورج سے حرارت پیدا ہوتی
ہے یا بالاختیار جیسے حیوان سے رنگ اور اعراض ہر نوع کی غیر متناہی ہوتے
ہین خلاصہ یہ ہے کہ معمریہ کے نزدیک اعراض کا خالق اللہ نہین بلکہ یہ سب
طبائع اجسام سے پیدا ہوئی ہین طبائع اجسام ان آثار کی مقتضی ہے اور کہتا
ہے کہ قرآن اجسام کا فعل ہے نہ اللہ کا کیونکہ یہ مرکب ہی حروف و آواز سے
اور حروف و آواز جسم مین پیدا ہوتے ہین اللہ کا ارادہ واسطے کسی شی کے غیر

[1] دیکہو شرح مواقف اور تعریفات شیخ ابونصر کی ۱۲

خدا وغیر مخلوق ہوتا ہے اور اللہ تعالےٰ کو اپنے نفس کا علم نہین ہے ورنہ عالم و
معلوم مین اتحاد لازم آئیگا جو ممنوع ہے اور اللہ تعالےٰ قدیم نہین ہے اسلیے
کہ لفظ قدیم تقادم زمانی پر دلالت کرتا ہے اور اللہ تعالےٰ زمانہ سے بری ہے۔

پانزدہم ثمامیہ یہ متبع ہین ثمامہ بن اشرس نمیری کے یہ شخص عمر بن عباد
سلمی کا ہمعصر اور رائے واعتقاد مین اوس سے قریب تہا اگرچہ بعض مسائل
مین متفرد ہوا مثلاً کہتا تہا کہ ساری علوم ضروری ہین جو کوئی مضطر طرف معرفت
اللہ کے نہین ہے وہ مامور بمعرفت بہی نہین ہے بلکہ مانند بہائم وغیرہ کے ہے
اوسکے اعتقاد مین یہود ونصاریٰ وزنادقہ قیامت کے دن مثل بہائم
کے مٹی ہوجاینگے اونکو نہ ثواب ہوگا نہ اونپر کچہ عذاب ہوگا اسلیے کہ وہ
مامور نہین ہین کیونکہ معرفت خدا کی طرف مضطر نہین ہوئے ہین ایک اعتقاد
یہ تہا کہ ساری افعال متولدہ ہین مگر کوئی اونکا فاعل نہین ہے اور استطاعت
یہی سلامت وصحت اعضا ہے حسن وقبح عقل کی طرف سے ہوتا ہے اسلیے معرفت
خدا کی قبل ورود شرع کے واجب ہے۔

شانزدہم خیاطیہ ابو الحسین بن ابی عمرو خیاط کی طرف منسوب ہین
جو اصحاب عیسیٰ صوفی سے تہا پہر پاس ابو مخلد کے رہا اونکو یہ اعتقاد تہا
کہ معدوم شی ہے اور وہ عدم مین ایک جسم ہے اگر اوسکی حدوث مین جسم
ہو اور عرض ہے اگر اوسکے حدوث مین عرض ہو اونکے نزدیک بندہ اپنے
افعال پر آپ قدرت رکہتا ہے اس امر مین محتاج معاونت خدا نہین
ارادہ الٰہی خود افعال الٰہی کے لئے خالق ہے اور افعال عباد کے لئے امر ہے
یہ لوگ کہتے تہے خدا کو سمیع یا بصیر جو کہتے ہین اسکے یہ معنی ہین کہ خدا مسموعات
اور مبصرات کا عالم ہے اور جو کہتے ہین کہ خدا اپنی ذات کو یا کسی غیر کو دیکہتا ہے

اسکے بھی یہی معنی ہین کہ وہ اوہین جانتا ہے
ہفدہم جاحظیہ اصحاب ابوعثمان عمرو بن بحر بن محبوب بصری معروف
بہ جاحظ کے ہین یہ شخص بڑا عالم اور نہایت فصیح و بلیغ تہا نظام معتزلی کا شاگرد
تھا اور خود بھی ائمہ معتزلہ مین سے تہا اور معمر بن عباد سلمی کا ہمعصر تھا اور رائے
واعتقاد مین دونون قریب قریب تہے اسنے کتب فلاسفہ کی بہت کچہ سیر کی
تہی کہتا تہا کہ ساری معارف ضروری ہین کوئی شے انمین سے افعال عباد
نہین ہے بلکہ یہ سب طبیعی ہین بندہ کا کسب سوا ارادہ کے اور کچہ نہین ہے
اور آدمی ہمیشہ دوزخ مین نرہینگے بلکہ طبیعت نار ہوجائینگے اللہ کسی کو داخل
نار نکریگا خود آگ اونکو بالطبع اپنی طرف کہینچ لیگی ۔ اور یہ قرآن منزل قبیل
اجساد سے ہے اور ہوسکتا ہے کہ کبھی مرد ہو جائے اور کبھی عورت اور اللہ
ارادہ معاصی کا نہین کرتا ہے اور نہ اللہ دیکھتا ہے اور اپنے کامون مین
اللہ کے ارادی کے یہ معنی ہین کہ وہ غلطی نہین کرتا ہے اور اوسکے حق مین سہو
کا ہونا صحیح نہین ہے اور غیر کے فعل کے لئے اوسکا ارادہ یہ ہے کہ نفس اوسکی
طرف میل کرتا ہے اور جواہر اجسام کا معدوم ہونا محال ہے البتہ اعراض
بدلتے رہتے ہین جواہر اپنی حالت پر باقی رہتے ہین مثلاً جب انسان مٹی سے
بنتا ہے اور بیٹا باپ کے نطفہ سے پیدا ہوتا ہے تو جس جوہر مین مٹی اور
نطفہ کی ہیئت تہی وہ ہیئت اوس سے دور ہوکر ہیئت حیوانی یا انسانی
اوس مین پیدا ہوتی ہے اور جن باتون پر اعتقاد رکھنا مکلف پر واجب
ہے جیسے اثبات صانع عالم اور اوسکی صفات کا ثبوت اور نبوات کا ثبوت
اس قسم کی باتونکا علم ضروری ہے باقی سب نظری جاحظ بے حد مسخرہ بھی
تہا اور لطیفہ گو تہا خلفائے بغداد کی مصاحبت مین رہتا تہا علی محمد بن عبد الملک

معروف بہ ابن زیات وزیر متوکل کے پاس رہا کرتا تہا جب ابن زیات متوکل کے حکم سے مارا گیا تو جاحظ بہی قید ہوا پہر رہا ہو گیا اسکی تصانیف سے بہت سی کتابین ہین جیسے کتاب البیان وکتاب التبئین اسمین نظم و نثر کو جمع کیا ہے اور کتاب الحیوان اور کتاب الغلمان اور ایک کتاب اسلامی فرقونکے ذکرمین لیکن افسوس یہ ہے کہ اول درجہ کا بدشکل تہا اور اسکی انکہین باہر کو نکلی ہوئی تہین جسکو دیکہکر لڑکے سہم جاتے تہے آخر عمر مین مفلوج ہو گیا تہا ۹۰ سال کی عمر مین بمقام بصرہ ۲۵۵ھ مین فوت ہوا ایام مرض مین اکثر یہ شعر پڑہا کرتا تہا ؎

اترجوا ان تکون وانت شیخ + کما قد کنت ایام الشباب + جیسا تو عالم شباب مین تہا کیا پیری مین بہی ویسا ہی ہونے کی امید رکہتا ہے ؎ لقد کذبتک نفسک لیس ثوب + خلیق کالجدید من ثیاب + تیری نفس نے اب تجہکو فریب دیا ہے اور ظاہر ہے کہ پرانا کپڑا نئے کی برابر نہین ہوتا۔

ہیجدہم کعبیہ یہ شیخ ہین ابوالقاسم عبداللہ بن احمد بن محمود بلخی معروف بہ کعبی کے جنہنے علم خیاط سے حاصل کیا تہا اسکا مذہب بعینہ اوسکا مذہب تہا یہ شخص چند مسائل مین معتزلہ بغداد سے ممتاز بنا تہا کہتا تہا کہ اللہ کا فعل بغیر ارادہ اوسکے کے واقع ہوتا ہے پس جب یہ کہتے ہین کہ اللہ تعالے اپنے افعال کا ارادہ کرنے والا ہے تو اوس سے مراد یہ ہوتی ہے کہ وہ اونکا خالق ہے اور مصلحت جان لیتا ہے اور جسوقت یون کہتے ہین کہ وہ غیرونکے افعال کا ارادہ کرنے والا ہے تو مطلب اسکا یہ ہوتا ہے کہ وہ غیرونکے افعال کا حکم کرنے والا ہے اور قائل اس بات کا تہا کہ اللہ تعالے نہ اپنی ذات کو دیکہتا ہے نہ غیر کو بلکہ اوسکے بصر و سمع علم ہی کی طرف راجع ہین یعنی مراد

۱؎ دیکھو نزہت الالبا صفحہ ۲۵۴ - ۱۲

اس سے یہ ہوئی ہے کہ وہ جانتا ہے کہتا تہا کہ قتل موت نہین موت ہی ہے،
جو اپنے وعدی سے مرے مطلب یہ ہے کہ اللہ کے فعل کا نام موت ہی اور
بندی کے فعل کا نام قتل شاید یہ مسلک کعبی نے قرآن کی اس آیت سے حاصل کیا
ہے ما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل افان مات او قتل انقلبتم علی
اعقابکم محمد تو ایک رسول ہی ہوچکے پہلے اوس سے بہت رسول پہر کیا
اگر وہ مرگیا یا مارا گیا تو تم پہر جاؤگے اولٹے پاؤن موت اور قتل مین چونکہ تردد
واقع ہوئی ہے اور تردید دو متغائرمین واقع ہوتی ہے تو اس لئے کعبی نے
یہ خیال کیا کہ موت کا اطلاق اوس اجل پر نہ کرنا چاہئے جو بذریعہ قتل حاصل
ہو حالانکہ اللہ تعالے نے موت کی بعد قتل کو بطریق تردید ذکر کرنے سے خصوصیت
کا ارادہ کیا ہے یعنی اگر محمد مرجائے خاصکر یا مارا جائے تو تم کیا مرتد ہوجاؤگے
رسول زندہ رہنا رہے دین اللہ کا ہے اوس پر قائم رہو –

نوزدہم جبائیہ یہ گروہ محمد بن عبدالوہاب جبائی کی طرف منسوب ہے جو
۲۳۵ھ مین بلدہ جبا مین پیدا ہوا تہا خوزستان مین جبا ایک شہر کا نام تہا جبائی
کی کنیت ابو علی ہے اسکا نسب حضرت عثمان کے غلام حمران سے جا ملتا ہے
جبائی نے علم کلام ابو یوسف یعقوب بن عبداللہ الشحام البصری سے جو بصرہ مین
رئیس معتزلہ تہا پڑہا تہا یہ شخص متاخرین معتزلہ مین سے تہا اور شیخ ابوالحسن اشعری
کا استاد ہے مذہب اعتزال مین اسکے مقولے مشہور ہین جیسے کہتا تہا کہ اللہ
کے نام توقیفی ہین کہ سوا اون ناموںکے جنکی شرع نے اجازت دی ہی اور
نام اپنی طرف سے وضع کرکے اوس ذات پاک پر اطلاق کرنا نہ چاہئے
نگر یہ کہتا تہا اللہ کا نام مطیع العبد ہے جبکہ اللہ وہ کام کرے جس کا ارادہ بندہ
نے اوس سے کیا ہے اور اللہ عورتون کا حمل رکہتا ہے انہین بچہ پیدا

کرتا ہے اسلئے کہ رحم مادر مین نطفہ کی قرار پکڑنے کی علت وہی ہے اللہ کا کلام مرکب
ہے حروف و اصوات سے کہ وہ اوسے کسی جسم مین پیدا کردیتا ہے اور ایسے
کلام کا فاعل وہی ہے جسنے اوسے پیدا کیا نہ وہ جسم جسمین قائم ہو اور حلول کرے
اور کلام اوسکا عرض ہے بہت سے امکنہ مین اور امکنہ کا نین بعد دوسرے
مکانکے پایا جاتا ہے بغیر اسکے کہ مکان اول سے معدوم ہو جائے پھر وہ دوسرے
مکانین حادث ہوتا ہے اور جبائی نے یہ بہی کہا ہے کہ اللہ تعالےٰ کسی کے
پڑہنے کے وقت ایک کلام اپنے نفس کے لئے محل قرأت مین پیدا کردیتا ہے
اور امامت کے معاملہ مین اہل سنت کے ساتہ موافق ہے امامت اختیاری
ہے اور فضیلت حضرت علیؓ مین حضرت ابوبکرؓ پر اور فضیلت حضرت ابوبکرؓ مین
حضرت علی پر متوقف تہا تاہم یون کہتا تہا کہ حضرت ابوبکر حضرت عمر و عثمان سے
بہتر ہین یہ نہین کہتا تہا کہ حضرت علی حضرت عمر و عثمان سے بہتر ہین یا کہتا تہا اگر
یہ حدیث صحیح ہے کان عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم طیر فقال اللہم ائتنی باحب
خلقک الیک یاکل معی ہذا الطیر فجاء علی فاکل معہ یعنی انحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کے پاس ایک پرند بہنا ہوا یا پکا ہوا رکہا تہا اوسوقت آپنے دعا کی
کہ خداوندا لا میری پاس اوسکو جو تیری نزدیک تمام مخلوق مین سے سب سے
زیادہ پیارا ہو کہ میرے ساتہ وہ اس پرند کو کہا وسے اوسوقت حضرت
علی آئے اور آنحضرت کے ساتہ اوسے کہایا تو حضرت علی افضل ہین اور عقیدہ
اوسکا یہ تہا کہ اللہ کا دیدار قیامت کو نہو گا۔ اور بندہ اپنے فعل کا آپ خالق
ہے خیر و شر طاعت و عصیان سب اوسی کے اختیار سے صادر ہوتا ہے اور
مرتکب کبیرہ نہ مومن ہے اور نہ کافر ہے بلکہ فاسق ہے اسکے نزدیک مرتکب کبیرہ اگر
بلا توبہ مرجائے گا تو ہمیشہ دوزخ مین پڑا رہیگا اور یہ شخص کرامات اولیا کا منکر

تہا اور اسباب کا قائل تہا کہ تمام انبیا معصوم ہین اور کہتا تہا کہ خدا پر مکلف
کے عقل کا درست کرنا اور اسباب تکلیف کا بہم پہونچانا واجب ہی کیونکہ اسکے
نزدیک اللہ پر واجب ہے مکلف پر لطف کرنا اور جو چیز اوسکے حق مین مفید
ہو اوسکا پورا کرنا اور کہتا تہا اللہ تعالی کی ذات عالم ہے علم کوئی صفت
اوسکے لئے نہین کہ اوسکی ذات کیساتہ قائم ہو اور نہ کوئی ایسی حالت ہی جس سے
اوسکو عالمیت حاصل ہوئی ہو اور اسکے معنی کہ اللہ تعالی سمیع و بصیر ہے یہ ہین
کہ اللہ زندہ ہے کسی قسم کا نقصان اوس مین نہین اور اللہ تعالی مین سننے اور
دیکھنے کی صفتین مسموع اور مبصر کے حدوث کے وقت حادث ہوتی ہین اور اللہ تعالی
کا ارادہ حادث[1] ہے اور وہ موجود تو ہے مگر کسی محل مین نہین ہے ذات
خود قائم ہے اور اللہ تعالے اوسی ارادہ کے ساتہ مرید ہے اور یہی اوسکا
وصف ہی اور کہتا تہا کہ استطاعت فعل سے قبل حاصل ہوتی ہے اور وہ قدرت
ہے صحت و سلامتی بدن و اعضا سے جدا اور استطاعت سلامتی بدن و اعضا
کا نام نہین جیسا کہ بعض معتزلہ کی یہ رائے ہے اور اللہ کا پہچاننا اور اوسکی
نعمتونکی شکرگزاری اور نیک و بد کا جاننا واجبات عقلی سے ہے کہ عقل خود
ان باتون کو ادراک کرسکتی ہے شرع کی ارشاد کی محتاج نہین عقل کو رسول باطن
جانتا ہے اور عقل کو شریعت باطنی خیال کرتا ہے جبائی شریعت عقلی اور شریعت
نبوی ثابت کرتا ہے اور جبائی مقتول کی اجل کے باب مین ان دو قولون مین کہ
وہ اپنی اجل حتمی پر مارا جاتا ہے یا بے وقت مارا جاتا ہے کہ اگر ابہی نہ مارا جاتا

---

[1] کتاب اوثولوجیا مین محمد بن عمر الحسین الرازی نے کہا ہے واما المعتزلۃ فقد ذہب ابو علی وابو ہاشم الی انہ یحدث فی ذاتہ صفت المریدیۃ والکارہیۃ ویحدث فی ذاتہ کونہ سامعا ومبصرا لہذہ الاصوات الحادثۃ ولہذہ الالوان الحادثۃ ۱۲ منہ ،

تو اور زندہ رہنا متوقف ہے کہتا ہے کہ امین سے کوئی قول قابل یقین نہین
کیونکہ دونون باتون کا احتمال ہے اسلئے کہ جسطرح مقتول کے حق مین حیات
کا احتمال ہے اسی طرح ممات کا بہی احتمال ہے اور کہتا ہے شریعت نبوی وہ
کام ہین کہ عقل اونکے بہیدون کو نہین جان سکتی جیسے عبادتون کے وقت
اور حلت و حرمت اشیائے مقررہ کی اور واجب ہونا محتومات کا اور استحباب
مندوبات کا اور عقل بالاستقلال ادراک کرتی ہے کہ مطیع کو ثواب اور عاصی کو
عذاب ہونا ضرور ہے لیکن عاصی کا دوزخ مین ہمیشہ پڑا رہنا تعبد آشرع
شریف سے کہ عقل ظاہر ہے قبول کرنا چاہیئے اور کہتا تہا اللہ پر واجب ہے گنہگار
کو عذاب دینا اور مطیع کو ثواب پہونچانا اسکے نزدیک ایمان ایک مدح کا نام
ہے جس مین اچہے اوصاف جمع ہوتے ہین پس جسمین وہ جمع ہون وہ مومن ہے ابو علی
کہتا تہا ایمان نام ہے جملہ طاعات مفروضہ کا اور نفل اوس سے خارج
ہین اور اون فرشتون کا جو قبر مین مردے سے سوال کرتے ہین منکر و نکیر نام رکہنا
ناپسند کرتا ہے اور اوسکے اقوال دیکہنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ پل صراط کے ماننے
مین متردد ہے کیونکہ ثابت بہی کرتا ہے اور انکار بہی کرتا ہے شیخ ابو الحسن اشعری
نے ایکبار جبائی سے پوچہا کہ تین بہائی تہے کہ اونمین سے ایک مومن صالح
ہوکر مرا اور ایک کافر ہوکر مرا تیسرے نے لڑکپن مین وفات پائی اونکا کیا
حال ہوا ابو علی نے کہا کہ مومن صالح کو جنت اور کافر کو دوزخ ملی اور تیسرے
کو نہ عذاب ہے نہ ثواب ہے اشعری نے کہا کہ اگر تیسرا بہائی اللہ سے کہے
مجہے بڑا کرکے مومن صالح بناکے کیون نہ موت دی کہ مین جنت مین جاتا اور
پاتا کیونکہ اوسکے حق مین تو یہی خوب تہا جبائی نے جواب دیا کہ اللہ اوسکو یون
جواب دیگا کہ اگر تو بڑا ہوتا گناہ کرتا جہنم مین جاتا پس یہی بہتر تہا تیری حق مین بہی خوب

کہا کہ تجھے لڑکپن مین موت دی - اشعری نے پھر کہا اگر کافرون کہے کہ مجھے مومن صالح کر کے کیون نہ مارا کہ جنت مین جاتا یا لڑکپن مین مارنا تھا کہ دوزخ سے بچتا اوس کے حق مین یہ بہتر نہ تہا کہ جہنم مین جاوے تو اللہ اوسکا کیا جواب دے گا - جبائی نے کہا تو تو دیوانہ ہے اشعری نے کہا نہین یہ کہو کہ شیخ کا گدہا اس گھاٹی پر چڑہ نہین سکتا - جبائی چپ رہ گیا اس مناظرے سے ثابت ہوتا ہے کہ اللہ تعالی نے جسکو چاہا اپنی رحمت سے مخصوص فرمایا اور جسکو چاہا عذاب کا مورد قرار دیا - افعال الٰہی کسی غرض کے ساتھ معلل نہین ہین - جبائی کا انتقال ۳۰۳ھ مین ہوا تھا -

بستم بہشمیہ - یہ متبع ابوہاشم عبدالسلام بن ابی علی جبائی کے ہین جو بصرہ مین ۲۴۷ھ مین پیدا ہوا - چہارشنبہ ۱۷ شعبان ۳۲۱ھ مین فوت ہوا یہ علم ادب مین باپ سے بڑہا ہوا تہا اور یہ شخص تمام مقالات مین اپنے باپ کا متبع ہے دونون باپ بیٹون نے مسائل کلامیہ مین تمام معتزلے سے بہت سے مسائل مین مخالفت کر کے نئی تحقیقات کی ہین - مگر کئی مسئلون مین اوس سے منفرد تھا چنانچہ استحقاق ذم وعذاب کا بغیر گناہ کے قائل تھا اور یہ کہ آدمی کوئی گناہ نہ کرے اور اوس کو عذاب دیا جائے - جو کہ تھوڑے سے صفات واجب ذات واجب کے مغائر ہین جیسے سمع و بصر متکلمین کا اہین اختلاف ہے بعضے کہتے ہین کہ مراد ان سے علم ہے یعنی سمع و بصر سے مراد ہے کہ مسموعات و مبصرات کا عالم ہے اور بعضے کہتے ہین کہ سمع و بصر سے مراد یہ ہے کہ زندہ ہے بلا آفت کے - ابوہاشم ایسی صفات کی تصحیح کے لئے احوال کا قائل ہوا تاکہ اون اعتراضون سے محفوظ رہے جو اشاعرہ پر وارد کئے گئے ہین - پس کہتا تھا کہ سمیع سے مراد ہے کہ اللہ تعالے صاحب ایسے حال کا ہے کہ وہ حال فی نفسہ نہ موجود ہے نہ معدوم نہ مجہول نہ معلوم نہ قدیم نہ حادث اور اوس حال سے اثر سمع ظاہر ہوتا ہے - اسی طرح علم کا ایک حالت ہے اور اللہ کے عالم ہونے سے مراد ہے کہ وہ ذی حالت ہے اور وہ حالت صفت معلوم ہے اوس کی ذات سے علیحدہ موجود ہے مگر ذات سے علیحدہ ہو کر معلوم نہین

ہوسکتی اوس حالت سے اثر علم ظاہر ہوتا ہے پس اس نے اللہ کے لئے ایسے احوال ثابت کئے
جو نہ معلوم ہین نہ مجہول اور نہ موجود ہین نہ معدوم نہ قدیم ہین نہ حادث یہ احوال علحدہ نہین جانے
جاتے بلکہ ذات کے ساتھ جانے جاتے ہین اور دلیل اسپر یہ بیان کی ہے کہ عقل بالبداہتہ
فرق کرسکتی ہے کسی چیز کے مطلق جانے مین اور کسی صفت کے ساتھہ جانتے مین دیکھو جب
کسی ذات کو جانتے ہین تو اوسکا عالم ہونا نہین جانتے اور جوہر کو جانتے ہین اوسکے متحیز ہونے
گویا اس بات کو کہ عرض اوسکے ساتھہ قایم ہوتا ہی نہین جانتے انسان موجودات کے ایک بات
ہونے کو اور دوسری چیز مین شریک نہونے کو بخوبی جانتا ہے مگر ابوعلی اور دوسرے منکرین الحال
اوس کے اس قول کو رد کرتے ہین ابن تیمیہ نے یہ شعر ایک مقام پر لکھا ہے ؎ مایقال
ولا حقیقۃ عندہ معروفۃ تقربی الی الافہام ٭ الحال عند البہشمی والکسب عند الاشعری والطفرۃ
النظام ٭ یعنی ابوہاشم جو حال کا قائل ہے اور اشعری کسب کے اور نظام طفرہ کا یہ تینون
باتین بے حقیقت ہین اس قابل نہین کہ عقلا انکو تسلیم کرین اور ابوہاشم کے نزدیک سمع
اور بصر اللہ کی دو حالتین ہین سوائے علم کے کیونکہ انکی مفہوم اور اثر جدا جدا ہین اور اس کے بعضے
اصحاب یہ کہتے ہین کہ اللہ کے سمیع و بصیر ہونے سے یہ مراد ہے کہ وہ مسموعات و مبصرات
کا مدرک ہے۔ اور چونکہ مسئلہ علم قبل الایجاد مین اہل کلام نے اختلاف کیا ہے اس طرح کہ
شئے معدوم کیسے معلوم ہوسکتی ہے اس لئے علم قبل الایجاد کا انکار کیا ہے اور بعضے اثبات
معدوم کے قائل ہوئے ہین اور بعضون نے ارباب انواع ثابت کئے ہین ابوہاشم نے معدوم
کا ثبوت مانا ہے اور کہا ہے کہ اشیاء اپنی پیدائش سے قبل ایک قسم کا ثبوت اپنے عالم
مین رکھتے ہین کہ نہ موجود ہین نہ معدوم اور اس ثبوت کی وجہ واجب تعالی کا معلوم واقع
ہوتے ہین اور کہتا ہے کہ اللہ کے لئے یہ لائق ہے کہ ایمان کی تکلیف مشکل وجوہ پر بغیر لطف کے
دے بخلاف جبائی کے کہ اوس کے نزدیک یہ ہے کہ جسکو اللہ کی معرفت حاصل ہوئی اور
وہ اللہ پر اوس کے لطف کے ساتھ ایمان لایا تو اوس کو ثواب کم ملے گا۔ اس لئے کہ اوسکی

لہ دیکھو ملل و نحل شہرستانی ۱۲

مشقت کم ہے اور اگر بغیر بعثت انبیا کے ایمان لایا تو اوسکا ثواب زیادہ ہے کیونکہ اوسکی مشقت زیادہ ہے اور ابو ہاشم کہتا ہے کہ اللہ پر کوئی چیز دنیا مین بندون کے لئے واجب نہین جب تک اونکو شرع اور عقل کے ساتھ تکلیف نہ فرمائی اور جب اوسکو اتنی سمجھ دیدی کہ وہ واجب کے کرنے کو اور قبائح سے بچنے کو جاننے لگین اور اونمین بری کام کے کرنے کی خواہش اور اچھے کام کی نفرت پیدا کردی اور اخلاق ذمیمہ اونمین ڈالدے تو اوسوقت اللہ پر واجب ہے کہ اونکو قدرت اور استطاعت دے اور برے کامون سے بچنے اور اچھے کامون کے کرنے کے لئے آلات بہم پہونچادے اور اللہ پر اوس چیز کا اونکو عطا کرنا واجب ہے جو مامورات کی طرف لیجاتی ہو اور منہیات سے بچاتی ہو اور یہ اعتقاد رکھتا تھا کہ توبہ کسی فعل قبیح اور گناہ کبیرہ سے باوجود اصرار کے دوسرے ایسے فعل قبیح پر صحیح نہین ہوتی جسکو وہ جانتا ہے یا قبیح اعتقاد کرتا ہے اگرچہ حسن ہی کیون نہو اور اس قول سے یہ لازم آتا ہے کہ اگر کافر کو ذرا سے گناہ پر بھی اصرار ہو تو اوسکا اسلام مقبول نہین اور کہتا تھا کہ جس آدمی کو کسی فعل قبیح کے کرنے کی قدرت باقی نرہے اور پھر اوس سے توبہ کرے تو وہ توبہ اوس کی صحیح نہین ہے مثلاً دروغ گو گونگا ہوجاے تو پھر اوسکی توبہ صحیح نہین ہے اسی طرح توبہ زانی کی بھی بعد ضعف و عجز کے زنا سے صحیح نہین ہوتی اور کہتا تھا انبیا سے عمداً صغیرہ گناہ ہونا ممکن ہے اور کہتا تھا کہ کلام اللہ عبارت ہے اصوات مقطوعہ اور حروف منظومہ سے اور چونکہ اصوات اور حروف حادث ہین اور ذات واجب محل حوادث نہین تو خدا کی متکلم ہونے سے یہ مراد ہے کہ خدا نے اجسام مین کلام ایجاد فرمایا ہے نہ یہ کہ کلام اوس کے ذات سے قایم ہے اوس کے اعتقاد مین زنگی اور ترک اور ہنود اس بات کی قدرت رکھتے ہین کہ ایسا قرآن لا سکین اور ایک علم سے دو چیزین بالتفصیل نہین معلوم ہوسکتین اور اس کے اعتقاد مین طہارت واجب نہ تھی اگرچہ بندہ کو علم ہے کہ وہ وقت نماز طاہر ہو کہتا تھا غصب کئے ہوئے پانی سے طہارت کفایت کرتی ہے مگر نماز غصب

ہوئی زمین مین پڑھنا جایز نہین -

بست و یکم حماریہ - یہ متبع ہین ایک قوم معتزلہ کی عسکر کرم مین سے انکا مذہب یہ ہے کہ مسوخ انسان کا فلو معتقد کفر ہوتا ہے اور تطرنے واجب کو واجب کیا ہے نظر کا کوئی فاعل نہین ہے اسی طرح جماع موجب ولد ہوتا ہے خالق ولد مین شک کرتا تہا کہتا تھا انسان خالق انواع حیوانات ہے بطریق تعفین کے یہ لوگ یہ بھی اعتقاد رکھتے تھے کہ اللہ کا بندے کو عقل حیات و قدرت پر قادر کردینا جایز ہے -

بست و دوم الوالحسینیہ - یہ ابوالحسین بصری کے متبع ہین یہ شخص معتزلہ مین اعلیٰ درجہ کا عالم تہا مذہب معتزلہ کی اس نے خوب تنقیح کی تھی اصولین مین اوس سے بہتر محقق کم گذرے ہین - اسنے صفت علم الٰہی مین تمام معتزلہ اور اہل سنت سے اختلاف کیا ہے معتزلہ اور اہل سنت کا یہ قول ہے کہ حیات اللہ تعالیٰ کی ایک صفت ہے جو اس بات کو چاہتی ہے کہ اللہ تعالیٰ صاحب علم و قدرت ہو اور ابوالحسین کا مذہب یہ ہے کہ حیات اللہ تعالیٰ کی سے لئے کوئی صفت مستقل نہین اوس ذات مقدس کو جو حی کہتے ہین تو اس سے یہ مراد ہے کہ وہ صاحب قدرت و ارادہ ہے فرق دونون مذہبون مین یہ ہے کہ جمہور کے نزدیک حیات ایک صفت مستقل ہے ذات پاک سے علیحدہ جسکا اقتضا یہ ہے کہ ذات باری صاحب علم و قدرت ہے اور ابوالحسین کے نزدیک صرف ذات باری ہے جو اپنے لئے علم و قدرت کے ممتنع نہونے کو مستلزم ہے یہ ہی مذہب حکما و فلاسفہ کا تھا - ابوالحسین اور بھی اکثر مسئلون مین معتزلہ سے خلاف رکھتا ہے جیسے کرامات اولیا کا قائل ہے اور اس کے نزدیک علم الٰہی معلومات کے تغیر کے ساتھ متغیر ہوتا رہتا ہے اور یہ علوم ذات الٰہی مین حادث ہوتے رہتے ہین اور اس کے نزدیک ارادہ الٰہی بھی کوئی علیحدہ صفت نہین اوسکا ارادہ یہی ہے کہ وہ جانتا ہے غرضکہ اللہ کا ارادہ اوس کے علم مین منحصر ہے اور اوسکا قول ہے کہ وجوب امامت کا طریق شرع اور عقل دونون ہین برخلاف جمہور معتزلہ کے کہ انکے نزدیک

وجوب امامت کا طریق شرع ہے ابوالقاسم بلخی بھی ابوالحسین کا اس مسئلہ مین ہم رائی ہے
تذکرہ نفائس الفنون مین لکھا ہے کہ قاضی عبدالجبار کے متبع **قضویہ** کہلاتے ہین۔ معتزلہ کے اور
بھی بہت سے نام ہین ایک **ثنویہ** یہ نام اسلئے ہوا کہ یہ اس بات کے قائل ہین کہ خیر طرف سے اللہ کے ہے اور شر بندہ کی
طرف سے دوسرا نام **واردیہ** یہ نام اسلئے ہوا کہ انکا قول یہ ہے کہ مومنین دوزخ مین نہ جائینگے فقط اون کا ورود
دوزخ پر ہوگا اور جو شخص دوزخ مین گیا وہ پھر اوس سے باہر نہ نکلیگا تیسرا **حرقیہ** انکا قول یہ ہے کہ کفار جلائے جائینگے
جاوینگے مگر ایکبار چوتھا **فنیہ** یہ قائل ہین فنائے جنت و دوزخ کے پانچوان **واقفیہ** قائل ہین توقف کے بیچ قرآن کے کہ نہ مخلوق ہے نہ غیر مخلوق
لفظیہ یہ قائل ہین اس بات کے کہ لفظ قرآن مخلوق نہین ہین ساتوان **ملتزقہ** یہ قائل
ہین اس بات کے کہ اللہ ہر جگہ مین ہے آٹھوان **قبریہ** یہ منکر ہین عذاب قبر کے نوان نام
کیسانیہ ہے دسوان **ناکثیہ** ہے گیارہوان **احمدیہ** ہے بارہوان **واسطیہ**
تیرہوان **وہمیہ** چودہوان نام **تبریہ** ہے۔

تنبیہ ابن راوندی احمد بن یحیےٰ بن اسحاق راوندی کو عام مصنفین معتزلہ مین شمار
کرتے ہین مگر ابن خلکان نے کہا ہے کہ ابن راوندی کی ایک کتاب فضیحۃ المعتزلہ بھی ہے
اس سے معلوم ہوا کہ وہ معتزلی نہین ہے۔ لیکن اسمین شک نہین ہے کہ وہ معتزلہ سے
بھی بدتر اور گمراہ تر ہے اس کے عقیدے مین بالکل الحاد بھرا ہوا تھا اسکا نام احمد ہے اور
ابن راوندی عرف تھا اس شخص نے کفر و الحاد مین کئی کتابین تصنیف کی ہین منجملہ اون کے
کتاب زمردہ مین معارضہ قرآن کے بارہ مین کہتا ہے کہ مین نے اکثم بن صیفی کے کلام مین
وہ چیز دیکھی ہے جو انا **اعطیناک الکوثر** سے بدرجہا عمدہ ہے اور کہتا تھا کہ انبیا نے
طلسمات کے ذریعہ سے دواعی خلق کو جذب کیا جیسا کہ مقناطیس لوہے کو جذب کر لیتا
ہے اور ایک کتاب نصاریٰ اور یہود کے لئے دین اسلام کے ساتھ مناقضہ کر نیکو
بنا دی تھی اور یہود سے کہا تھا کہ تم کہو کہ موسیٰ ابن عمران کہگئے ہین کہ مین خاتم الانبیا ہون
بعد میرے کوئی نبی نہ ہوگا اور اپنی ایک کتاب مسمے بہ فرند مین کہتا ہے کہ مسلمان اپنے نبی

کی نبوت پر قرآن کو حجت بناتے ہین جسکے ساتھ نبی نے تحدی کی تھی پس اہل عرب سے جواب نہو سکا مگر یہ مسلمانون سے کہا جاوے کہ اگر کوئی شخص فلاسفہ قدیم کی نبوت کا مدعی دعوے کرے اور جیسا کہ تم حجت قرآن کو قرار دیتے ہو وہ بھی اونکے کسی کام کو یا کتاب کو حجت بناوے مثلاً کہے کہ اقلیدس کے صدق نبوت پر یہ دلیل ہے کہ اوس نے دعوی کیا کہ کوئی انسان میری کتاب کی طرح نہین بنا سکتا ہے تو کیا اس سے نبوت اوس کی ثابت ہو سکتی ہے اور ابن راوندی مذکور نے کہا ہے کہ قرآن مین ہے۔ **اِنَّ کَیْدَ الشَّیْطَانِ کَانَ ضَعِیْفًا** بے شک فریب شیطان کا بودا ہے حالانکہ اوس نے ایسا مکر و فریب کیا کہ آدم کو جنت سے نکلوا دیا اور اس کے ایسے بہت سے مقالات ہین جن سے ہم نے اعراض کیا اور علماء نے سب کا جواب دیا ہے اور وجہ فساد اور شک کی عمدہ طور پر بتائی ہے۔ ابن راوندی کے نزدیک ایمان نام ہے تصدیق قلب کا اور اس کے نزدیک حبط طاعت قتل کے ساتھ ہوتی ہے اور کہتا تھا کہ کسی پیغمبر کے قتل کر ڈالنے یا اوس کے تپانچہ مار دینے سے انسان اس لئے کافر ہو جاتا ہے کہ اوس نے پیغمبر کے تکذیب کی اور اوس سے بغض رکھا نہ اس وجہ سے کہ اوسکو قتل کیا یا تپانچہ مارا۔

فرقۂ شیعہ

قبل اس کے کہ شیعہ کے حالات بیان ہون بطور تمہید کے یہ کہتا ہون کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ۱۳ دن علیل رہکر ۶۳ برس کی عمر مین پیر کے دن ۱۲ ربیع الاول ۱۱ ہجری کو انتقال فرمایا تو خلافت کی نزاع پیدا ہوئی اور انصار نے یہ ٹھہرایا کہ ایک امام ہمارا ہوگا اور ایک مہاجرین مین ہوگا اور اپنی طرف سے سعد بن عبادہ کو خلیفہ کرنے پر آمادہ ہو گئے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر نے وہان پہونچکر کہا کہ پیغمبر خدا کا حکم ہے کہ امام قریش چاہئے تب سب انصار نے قبول کیا اور کہا کہ تم کسے خلیفہ کروگے حضرت عمر نے کہا کہ ہم سب سے افضل ابوبکر ہین اونہین سے بیعت کرتے ہین تم بھی قبول کرو اور قول بشیر بن سعد

له دیکھو تفسیر الفوز الکبیر ... سراج ۱۱ ... دیکھو محاضرات ۱۵ پاره ۱۲

انصاری سے پھر حضرت عمر نے پھر ابو عبیدہ ابن جراح نے پھر سعد ابن عبادہ نے بیعت کری پھر اور صحابہ نے بیعت کرلی اور فوری طور پر صدیق اکبر پر اتفاق عام ہو گیا یہ معاملہ بنی ساعدہ کے سقیفہ (چبوترہ) میں ہوا تھا جب وہ مسجد میں آئے تو لوگ ہر طرف سے دوڑ کر آئے اور رغبت سے بیعت کرنے لگے لیکن بنی ہاشم دیر تک اپنے اوپر رکے رہے اور انکو اپنی ناکامی پر تعجب اور افسوس دونوں ہوا اور حضرت علی اور عباس اور طلحہ اور زبیر اور مقداد ابن عمر اور عتبہ بن ابی لہب اور خالد بن سعید بن العاص اور سلمان فارسی اور ابوذر اور عمار بن یاسر اور براء بن عازب اور ابی ابن کعب نے اول بیعت نہ کی حضرت علی بیعت کے وقت سقیفہ میں موجود نہ تھے پیغمبر خدا کی تجہیز و تکفین کا سامان کر رہے تھے پھر ان سب لوگوں نے بیعت کرلی اور حضرت علی نے چھ مہینے کے بعد بیعت کی بعض کہتے ہیں کہ تیسرے دن یا اوسی دن یا دوسرے دن بیعت کی اور صحیح یہ ہے کہ دو بار بیعت کی ایک بار تیسرے دن اور دوبارہ چھ مہینے کے بعد جب بی بی فاطمہ نے پیغمبر خدا کے اموال کی وراثت کا اور باغ فدک پر تملیک کا دعویٰ کیا اور حضرت ابوبکر نے وہ دعویٰ اس دلیل مشہور کی وجہ سے نحن معاشر الانبیاء لانورث ماترکناہ صدقۃ یعنی انبیا جو کچھ وفات کے بعد چھوڑتے ہیں وہ میراث نہیں ہوتی صدقہ ہوتا ہے نہ مانا اور باہم صحبت واقع ہوئی اور لوگوں کو ثابت ہوا کہ ان میں ملال ہے تو اونکے اس زعم کے دفع کرنے کے لئے ثانیاً بیعت کی۔

حضرت ابوبکر صدیق کے بعد شاید بنو ہاشم کے دعوے نئے سرے سے پیش ہوتے لیکن حضرت ابوبکر نے وفات کے وقت حضرت عمر کے خلافت پر باضابطہ تنصیص کی اس لئے بنو ہاشم کو موقع نہ ملا حضرت عمر نے اپنی شہادت کے قریب چھ شخصوں کو چن کر جنکی حاکمانہ لیاقتیں اونکے نزدیک ایسی مساوی نہ دیکھی تھیں کہ وہ کسی کے حق میں ترجیح کا فیصلہ نہیں کر سکے۔

حضرت علی اور عثمان اور زبیر اور طلحہ اور سعد اور عبدالرحمن بن عوف اون انتخاب شدہ
لوگون مین تھے گو حضرت عباس نے حضرت علی کو یہ ہدایت کی کہ وہ اپنی خلافت کو بحث
اتفاق کے ہاتھہ مین ندین بلکہ بغیر کسی کی اعانت کے آپ اپنے استحقاق کا فیصلہ
کرلین - لیکن جناب امیر کی بے غرضی اور فیاض دلی نے اس اختلاف انگیز تحریک کے
قبول کرنے کی اجازت ندی اور عبدالرحمن بن عوف اس نزاع کے طے کرنے کے لیے متقر
ہوئی اونہون نے حضرت علی کا ہاتھہ پکڑ لیا اور کہا کہ مین تمہاری بیعت کرتا ہون کتاب
خدا اور سنت رسول اور طریقہ حضرت ابوبکر و عمر پر حضرت علی نے جواب مین کہا کتاب اللہ
اور سنت رسول اور میری اجتہاد رائے پر عبدالرحمن نے اونکو چھوڑ کر حضرت عثمان
کا ہاتھہ پکڑ لیا اور وہی بات کہی حضرت عثمان نے قبول کر لیا پھر سب صحابہ نے اون سے
بیعت کرلی حضرت علی نے صبر جمیل کہا اور تن بہ تقدیر راضی ہوگئے حضرت عثمان خاندان
بنوامیہ سے تھے اور اونکی خلافت ایک نئی تاریخی سلسلہ کا دیباچہ تھی حضرت ابوبکر و عمر
نہ ہاشمی تھے نہ اموی اس لئے اونکے عہد تک بنوامیہ و ہاشم یہ دونون خاندان خلافت
مین کچھہ حصہ نہین رکھتے تھے حضرت عثمان نے اپنی خلافت مین تمام بڑے بڑے ملکی عہدے
بنی امیہ کے ہاتھہ مین دیدیے معاویہ پہلے بھی شام کے گورنر تھے لیکن اس عہد مین اونکا
اقتدار اس حد تک پہونچ گیا کہ وہ ملک شام کے فرمان رواے مستقل سمجھے جاتے
تھے حضرت عثمان کی خلافت قریباً بارہ برس رہی اور اگرچہ اخیر مین اسی خاندانی رعایت
پر لوگ اون سے ناراض ہوگئے اور جمعہ کے دن ۱۹ ذیحجہ ۳۵ھ ہجری کو بلوائیونکی ہاتھ
سے اونکی شہادت تک نوبت پہونچی اور سنیچر کی رات مین بقیع مین دفن ہوئے
حضرت علی سے طلحہ اور زبیر اور سعید بن زید اور عمار بن یاسر اور اسامہ بن زید اور سہل
بن حنیف اور ابوایوب انصاری اور محمد بن مسلمہ اور زید بن ثابت اور خزیمہ بن ثابت

اور سعد ابن وقاص نے حضرت علی کی تو بیعت نہ کی اور یزید بن معاویہ کی بیعت کر لی اور جن
لوگون نے حضرت علی سے بیعت نہ کی شام کو چلے گئے وہ عثمانیہ کہلانے لگے۔
طلحہ اور زبیر بھی بیعت کر لینے کے بعد شب کے وقت مدینہ سے نکلکر مکہ کو چلے گئے
اور بی بی عایشہ ان دنون مدینہ مین نتھین مکہ سے حج کر کے واپس آ رہی تھین اونکو
حضرت عثمان کی شہادت کی خبر پہونچی تو وہین انجام کار دیکھنے کے واسطے ٹھہر گئین
اور طلحہ اور زبیر کے پہنچنے سے مکہ کو لوٹ گئین اور مروان بھی حضرت عثمان کا جامہ خون
آلود لیکر مکہ کو چلا گیا حضرت علی نے حضرت عثمان کے وقت کے ملکی عہدہ دارون کو معزول
کرنا شروع کر دیا سہل بن حنیف کو معاویہ کی عوض دمشق کا گورنر مقرر کیا وہ وہان مخالف ہو گئے
اور بوجہ رشتہ داری حضرت عثمان کے اونکے خون کا دعوی کرنے لگے اور حضرت علی
سے کہلا بھیجا کہ تم قاتلان حضرت عثمان کو میرے سپرد کر دو اور وہ اسمین مصلحت نہین سمجھتے
تھے اور ایکدن وہ کہنے لگے قتله الله وانا معه یعنی حضرت عثمان کو خدا نے قتل کیا
اور مین اوسکے ساتھ ہون اور اوسوقت اس قول کی بڑی ضرورت تھی اگر جناب امیر بطور
ایہام کے ایسا کہہ دیتے تو حضرت عثمان کے قاتل بلوا کر بیٹھتے اور فساد مچا دیتے اور
سازش سے سارا لشکر بگڑ جاتا بلکہ جناب امیر بھی شہید ہو جاتے تو کچھ تعجب نہ تھا مگر
دشمنون نے اونکے اس قول کو اپنی دلیل بنا لیا طلحہ اور زبیر اور بی بی عائشہ
اور حضرت عثمان کے وقت کے وہ حکام جنکو جناب امیر نے معزول کر دیا تھا یہ سب متفق
ہو کر جناب امیر کی مخالفت کے لئے بندوبست کرنے لگے اور بصرے کی جانب تھے
جب موضع حوب مین پہونچے تو کتے بھونکنے لگے بی بی عائشہ اوسوقت پشیمان ہوئین
اور کہا کہ محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ میری ایک عورت حضرت علی سے
بغیر حق کے جنگ کریگی اور جب حوب مین پہونچے گی تو کتے شور کرنے لگین گے خیال
رکھو اے عایشہ کہ وہ تم ہی نہو پھر بی بی صاحبہ نے چاہا کہ مین لوٹ جاؤن زبیر نے روکا

اور کہا کہ شاید تمہاری وجہ سے اللہ تعالیٰ اس فساد کو دفع کر دے آخر بی بی صاحبہ کو لے گئے اور بصرہ پر قبضہ کر لیا اور سہل بن حنیف کو جو وہاں پر حضرت علی کی طرف سے منتظم تھے نکال دیا۔ حضرت علی نے امام حسن اور عمار بن یاسر کو کوفہ کو بھیجا یہ وہاں سے نو ہزار جنگجو آدمیوں کی جماعت فراہم کر کے لائے اگرچہ بی بی صاحبہ وطلحہ وزبیر حضرت علی کے جان کے دشمن نہ تھے صرف حضرت عثمان کے قاتلوں سے قصاص چاہتے تھے مگر چونکہ اسقدر جمعیت کا خلیفہ کے مقابلہ میں کھڑا ہونا خلافت کی بدرعبی کا باعث تھا۔ اس لئے جناب امیر نے بی بی صاحبہ وغیرہ کا پیچھا نہ کیا اور ۳۶ھ میں بصرہ کو اونسے جنگ کے لئے روانہ ہوئے مقام جلجا پر جو بصرہ سے دو فرسخ ہے جمعرات کے دن ۱۰ جمادی الآخر کو طرفین میں جنگ شروع ہوئی زبیر ابن عوام جن کے قاتل کے حق میں پیغمبر خدا نے دوزخی ہونیکا حکم کیا تھا تھوڑی دیر لشکر حضرت علی سے لڑے۔ شارح صحیح بخاری ابن عبد البر سے روایت کرتے ہیں کہ اسی اثنا میں حضرت علی نے اونکو آواز دی اور یاد دلایا کہ پیغمبر علیہ السلام نے تم سے کہا تھا کہ علی کو دوست رکھتے ہو تمنے جواب دیا تھا ہاں پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ایکدن ایسا آئے گا کہ تم علی پر خروج کرو گے اور ظالم ہو گے جب اونہیں یہ بات یاد آئی تو لڑائی ترک کر دی اور مدینہ کی طرف کوچ کر دیا عمر بن جرموز مجاشعی نے رستے میں موقع پاکر اونکو مار ڈالا اور جناب امیر کو آکر بشارت دی کہ لو میں نے زبیر کا کام تمام کر دیا۔ جناب علی نے کہا کہ تجھکو میں اسکی عوض میں دوزخ کی بشارت دیتا ہوں اوس نے عرض کیا کہ بڑی غرابی کی بات ہے کہ تم سے لڑنے والا بھی دوزخی اور جو تمہاری طرف سے لڑے وہ بھی دوزخی ٹھہرے اور تلوار شکم میں مار کر خودکشی کر لی اور مروان بن حکم کو چونکہ طلحہ کے ساتھ کینہ تھا اس لئے اوس نے طلحہ کے تیر مارا کہ انکی جان یوں گئی اس جنگ کو جنگ جمل کہتے ہیں کیونکہ اوسدن بی بی عائشہ اوس شتر پر جسکا عسکر نام تھا سوار تھیں اوسکو ایک شخص نے حضرت علی کے حکم سے مار ڈالا حضرت علی نے بی بی عائشہ کے پاس پہونچکر

فرمایا غفر اللہ لک بی بی صاحبہ نے جواب دیا ولک پھر حضرت علی نے اونکو تعظیم و تکریم کے
ساتھ مدینہ کو روانہ کردیا اور بصرہ کی افسری عبد اللہ ابن عباس کے حوالہ کرکے خود کوفہ
کو تشریف لے گئے بی بی صاحبہ عمر بھر متاسف ہین اور جنگ جمل کو یاد کرلیتین
تو اتنا روتین کہ دوپٹہ آنسوون سے تر ہوجاتا تھا اس لئے کہ خروج مین جلدی کی تامل کیا
اور پہلے سے تحقیق نہ فرمایا۔ **شرح مقاصد** مین لکھا ہے کہ ان لوگون کو
ناکثین کہتے ہین نکث لغت مین عہد توڑنے اور پھر جانے کے معنی مین ہے اور لوگون
نے بھی جناب امیر کی عہد اور بیعت کو توڑا تھا اور بصرہ کی طرف چلے گئے تھے ناکثین کے
سرغنہ طلحہ اور زبیر تھے خلافت حضرت عثمان کی وسیع مدت مین بنی امیہ کا خاندان
ملکی و مالی دونون حیثیت سے طاقتور ہوگیا تھا جسکا یہ اثر تھا کہ حضرت علی کی اطاعت معاویہ
نے نہ کی ہمسری کا دعوی کیا اور اگرچہ ذاتی فضائل و مذہبی تقدس مین اونکو حضرت
علی سے کچھ نسبت نہ تھی تاہم ایک مدت تک وہ مساویانہ طاقت کے ساتھ جناب امیر
کے حریف رہے اور تمام شامیون نے اونکی رفاقت کی ان سب کو **قاسطین** کہتے
ہین لغت مین قسط کے معنی جور و ظلم ہین شرح مقاصد مین لکھا ہے کہ قاسطین معاویہ اور
اونکے ساتھی ہین جنہون نے حضرت علی سے مخالفت کی اور طریق حق کو کہ حضرت علی کی
بیعت تھی چھوڑ دیا غرضکہ جناب امیر اور قاسطین کی جنگ کا جو اخیر فیصلہ ہوا وہ بھی یا
قاسطین ہی کے حق مین ہوا۔ خوارج نے علی مرتضی کی بیعت خلافت سے انکار کیا
آپنے اون سے اپنے حق کا دعوی کیا اونہون نے نہ مانا یہ لوگ **مارقین** بھی کہلاتے
ہین مارقہ کی وجہ تسمیہ خوارج مین معلوم ہوگی جناب امیر کے طرفدارون اور مخلصون کا کہ صحابہ
و تابعین تھے اور اونکی صحبت مین رہتے تھے اور اونکے خلافت کے معین تھے
اور اونکی طرف سے جانبازیان کرتے تھے لقب **شیعہ** مقرر ہوا۔
انہین سے **شیعہ اولی** اور **شیعہ مخلصین** عبارت ہے ان سب کا عقیدہ

یہ تھا کہ جناب امیر اپنے عہد مین امام برحق ہین بعد شہادت حضرت عثمان کے یہ لائق ہین
کا منصب ہے تمام مسلمانون پر اونکے اطاعت فرض ہے اور اپنے وقت کے ساری
آدمیون سے افضل ہین اور معاویہ اور اونکے لشکر کو باغی اور خطاوار جانتے تھے مگر طلحہ
اور زبیر کو یہ لوگ برا نہین جانتے تھے اس لئے کہ اونہون نے جو تنازع جناب امیر کے
ساتھ کیا تو اس وجہ سے نہ تھا کہ وہ اونکو مستحق خلافت نہ جانتے تھے بلکہ قاتلان حضرت
عثمان نے جب اونکو بھی دھمکایا تو یہ خوف جان کی وجہ سے مدینہ سے چلے گئے اور اونسے
قصاص لینے مین جلدی کرتے تھے انکو خطائے اجتہادی واقع ہوئی اس لئے کہ ایک
شبہ کے ساتھ متمسک تھے اگرچہ طرف ثانی کی دلیل ارجح تھی اور وہ شبہ اسوجہ سے
پیدا ہوا تھا کہ جانتے تھے کہ قصاص ذوالنورین حق ہے اور حضرت علی اوس کے لینے
پر قادر ہین مگر نہین لیتے بلکہ منع کرتے ہین پس قصاص حضرت عثمان کی طلب مین جلدی
کی اور اتنا تامل نہین کیا کہ حضرت علی کی مرضی معلوم ہو جاتی اسوجہ سے مخالفت انکی طرف
سے وقوع مین آئی ورنہ وہ تمام اہل عصر سے جناب امیر کو افضل مانتے تھے اور اون
کے اوصاف بیان کرتے تھے اور آخرکار اونہون نے جناب امیر سے مصالحت کر کے
اونکی اطاعت کر لی اسیواسطے یہ لوگ گمراہ قرار نہین دیے گئے جناب امیر انکو اچھا جانتے
تھے بلکہ بقول بعض اس مخالفت کو اونکی خطائے اجتہادی پر حمل کرتے تھے اور یہ شیعہ
جناب امیر کے اون باتون کو جو اونہون نے خلفا اور صحابہ کی مدح وصفت اور فضائل مین
بیان کی ہین جیسے کہ جناب امیر معاویہ کے ایک خط کے جواب مین شیخین کے حق مین
فرماتے ہین۔ لعمری ان مکانہما من الاسلام لعظیم وان المصائب بہما لجرح فی الاسلام شدید
رحمہما اللہ وجزاہما باحسن ما عملا۔ ترجمہ قسم اپنی جان کی منصب ان دونون کا اسلام مین بڑا
ہے اور واقعہ وفات ان دونون کا البتہ زخم سخت ہے اللہ تعالے پر رحمت کرے
اور جزائے خیر دے اون کو بعوض بہترین کامون کی کہ ان دونون نے کئے ظاہر ہی پر محمول

کرتے تقیہ اور ریاکاری پر مبنی نہین سمجھتے اور جو کچھہ شرع محمدی سکے احکام صحابہ کے ذریعہ سے
انکو ثابت ہوئے انسے قبول کیا اور عمل کیا ان لوگون نے ابن سبا وغیرہ کی باتون کو
نہین مانا اور سارے صحابہ کا ادب کرتے رہے البتہ دو تین برس کے بعد بعضے لوگ
ابن سبا کے تھوڑے سے وسوسون مین آگئے اور جناب امیر کو تمام اصحاب پر تفضیل
دینے لگے مگر ان شیعہ تفضیلیہ نے سواے تفضیل جناب امیر کے اور ساری باتون مین
شیعہ مخلصین کے ساتھہ اتفاق رکھا۔ اور اقوال صحابہ کی پیروی کرتے رہے اور جو کچھہ
صحابہ کے ذریعہ سے سنت رسول اللہ مروی ہوئی اوسکے معتقد و عامل رہے انکا مذہب
یہ تھا کہ جناب امیر اور اونکی اولاد احق بالخلافت ہین جب تک یہ بزرگ کسی اور کو یہ منصب اپنی
خوشی سے نہ دین وہ اوسکا مستحق نہین ہو سکتا چنانچہ خلفاے ثلثہ کو یہ خلیفہ مانتے تھے
اور اونکی خلافت کو درست جانتے تھے اس لئے کہ جناب امیر نے اونہین اپنی خوشی سے
خلیفہ کر دیا تھا اور جب یہ خود خلافت اختیار کرین تو دوسرے کو خلافت نلینا چاہیئے اور جناب
امیر بعد رسول اللہ کے افضل الناس ہین اور یہ لوگ صحابہ کو برا نہین کہتے نہ ظالم و غاصب
بتاتے تھے بلکہ خیر و خوبی کے ساتھہ یاد کرتے تھے انہین سے یہ اشخاص مشاہیر ہین۔
ابو الاسود ظالم دئلی واضع علم نحو اور ابو سعید یحیے بن یعمر عدوانی تابعی کہ علم قرأت و تفسیر
و نحو لغات عرب کا بڑا ماہر تھا اور سالم ابن حفصہ جو امام محمد باقر و امام جعفر صادق سے حدیث
کی روایت کرتا ہے اور عبد الرزاق محدث اور ابو یوسف یعقوب بن اسحاق معروف بابن سکیت
مولف کتاب اصلاح المنطق۔ مگر جب ابن سبا کی بدعت بہت پھیل چلی تو اسکی تلقین کے
اثر سے دو قسم کے لوگ بہت پیدا ہو گئے ایک شیعہ تبرائیہ جنکو شیعہ سبئیہ بھی کہتے
ہین یہ لوگ سارے صحابہ کو ظالم و غاصب بلکہ کافر و منافق بتانے لگے اور بی بی عائشہ اور طلحہ
و زبیر کی لڑائی جو تنازع جناب امیر کے ساتھہ انکے مذہب اور دغدغہ کا موید ہو گیا اور چونکہ
یہ تمام جھگڑے حضرت عثمان کی قتل کی وجہ سے واقع ہوئے تھے۔ اس لئے اونپر بھی

سے طعن کرنے لگے اور حضرت عثمان کی خلافت کی بنیاد شیخین کی خلافت پر تھی اور منتخب
کرنے والی اونکے عبدالرحمن بن عوف وغیرہ صحابہ تھے سب کو یہ لوگ برا کہنے لگے
یہ لوگ گویا ابن سبا کے متوسط قسم کے شاگرد و تعلیم یافتہ تھے۔ دوسرے **غلاۃ شیعہ**
یہ ابن سبا کے شاگرد رشید اور اوسکی خاص اصحاب تھے اوسکی تعلیم کی بدولت جناب امیر
کی الوہیت کے قائل ہوگئے اور جب بعض نیک لوگون نے اونکو الزام دئے کہ جناب
امیر مین بشریت کے آثار موجود ہین تو اس لئے بعضے غلاۃ الوہیت کے قول کو چھوڑکر
اس بات کے قائل ہوئے کہ اللہ تعالی نے جناب امیر مین حلول کیا ہے جب جناب امیر
کو یہ خبر پہونچی تو انکار فرمایا اور ایک جماعت غلاۃ شیعہ کو آگ مین جلا دیا ابن سبا سے
ساری اصناف غلاۃ شیعہ پیدا ہوئے ہین اور جبکہ تبرائیہ وغلاۃ وزیدیہ واسماعیلیہ وغیرہ
نے اپنا لقب شیعہ اختیار کرلیا اور حب حضرت علی بن ابیطالب اور بغض حضرت ابوبکر و
حضرت عمر وحضرت عثمان و بی بی عائشہ مین مع دیگر صحابہ کے بڑا غلو و مبالغہ کیا اور عمل و
اعتقاد مین طرح طرح کے فسادات و بدعات پھیلا دئے تو شیعہ مخلصین و شیعہ تفضیلیہ
نے اپنا لقب **اہل سنت وجماعت** رکھ لیا اسی واسطے اگلے وقتون کے کتب
تاریخ مین اون لوگون کے حق مین بھی شیعہ کا لفظ استعمال ہوا ہے تاریخ واقدی اور استیعاب
مین اسطرح کی باتین بہت ہین اور شیعہ تبرائیہ وغیرہ بھی شیعہ مخلصین و شیعہ تفضیلیہ کو شیعہ
حضرت علی سے نہین شمار کرتے اسلئے کہ انکے نزدیک محبت حضرت علی منحصر ہے صحابہ
وازواج کے برا کہنے پر اور انکے نزدیک ایمان و اسلام مین فرق ہے اسی لئے اپنی
جاہلون کو مومن کہا کرتے ہین اور باقی اہل اسلام کو مسلمان بولتے ہین کہتے ہین مومن وہ ہے
جو شرایع کو اوس کے حقایق اور تاویل کے ساتھ جانتا ہو اور مسلمان وہ ہے جو شرایع کو
بغیر علم تاویل و تفسیر کے جانے او معتزلہ بھی کہتے ہین کہ ایمان اور اسلام مین فرق ہے تمام
شیعہ کا اسبات پر اتفاق ہے کہ امامت عقل سے ثابت ہے اور امامت نص ہے

اور ائمہ معصوم ہیں غلطی اور سہو وخطا سے اور امامت مفضول کی فاضل کے موجود ہوتے
ناجائز ہے اور حضرت علی تمام صحابہ سے افضل ہیں اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
نص کر دی تھی کہ حضرت علی میرے بعد امام ہیں اور شیعہ کہتے ہیں کہ امت حضرت علی سے
بیعت نہ کرنے کی وجہ سے مرتد ہو گئی اور تمام صحابہ سے تبرا کرتے ہیں سوائے چند تن
کے اور یہ سمجھتے ہیں کہ امام کو جائز ہے کہ وہ حالت تقیہ میں کہدے کہ میں امام نہیں ہوں
اور اجسام قیامت سے پہلے بھی دنیا میں لوٹ آتے ہیں۔ مگر بعض غلاۃ حشر اجساد
اور حساب کے منکر ہیں اور انکے نزدیک امام کو دنیا اور دین کی ساری باتوں کا علم حاصل ہوتا ہے
یہانتک کہ وہ سنگریزوں اور درخت کے پتوں کو بھی جانتا ہے اور ائمہ سے مثل انبیا
کی معجزات صادر ہوتے ہیں اور اکثر انہیں سے یہ کہتے ہیں کہ جس نے حضرت علی سے
جنگ کی وہ کافر ہے انکے نزدیک جماعت مسنون نہیں اور مسح خفین پر جائز نہیں اور
بی بی فاطمہ بی بی عائشہ سے افضل ہیں اور بعضے کہتے ہیں کہ نبی علیہ السلام میں بغیر
معاون کے نبوت کی قدرت نہ تھی اور کہتے ہیں کہ لفظ واحد سے تین طلاق واقع نہیں ہوسکتیں
اور نماز تراویح کی مسنونیت کے منکر ہیں اور سیدھا ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھنا مسنون نہیں اور
اور افطار میں جلدی کرنا جائز ہے اور نماز مغرب غروب آفتاب کے بعد اوسوقت تک نہ پڑھنا چاہیے
جب تک کواکب نہ چمک جائیں مگر شیعہ میں باہم بھی بڑا اختلاف ہے اور اس اختلاف
کی وجہ سے بہت سے فرقے بن گئے ہیں کہ ایک فرقہ دوسرے فرقہ کی تکفیر کرتا ہے اصول
انہیں سے پانچ فرقے ہیں **غلاۃ** اور **کیسانیہ** اور **اسماعیلیہ** اور **زیدیہ** اور **امامیہ**۔ اگرچہ
کیسانیہ واسماعیلیہ وامامیہ میں سے بھی بہت سے فرقے غلو کہتے ہیں مگر ہم نے غلاۃ اون فرقوں
سے مراد رکھتے ہیں جنہیں یہ اعتقاد مشترک ہے کہ انبیا وائمہ خدا ہیں یا خدا نے انبیا اور ائمہ
میں حلول کیا ہے یا ان سے متحد ہو گیا ہے تحفہ اثنا عشری میں لکھا ہے کہ تعین امام
کے باب میں بعضے انہیں سے کیسانیہ ہیں اور بعضے امامیہ اور زیدیہ کے فرقوں میں سے

کوئی ایسا نہین سنا گیا جوان غلاۃ کی طرح زید شہید اور اونکی اولاد کی الوہیت یا انہین حلول الوہیت یا اتحاد کا قائل ہو۔ اور کشف الغمہ عن تفرق الامہ مین ذکر کیا ہے کہ غلاۃ کا قول یہ ہے کہ امام حضرت علی ہین بنص نبوی پھر امام حسن ہین اور امام حسین پھر بعد امام حسین کے حکم شوریٰ ہو بعض نے کہا ہے کہ نص نہین آئی مگر امامت حضرت علی پر فقط۔ ابوبکر باقلانی شاگرد ابوالحسن اشعری نے ملل ونحل مین کہا ہے لاخلاف بین الائمۃ فی تکفیر غلاۃ الروافض وہم الذین زعموا ان اللہ قد حل فی الانبیاء ثم فی الائمۃ یعنی ائمہ مین اتفاق ہے اسبات پر کہ غلاۃ روافض کافر ہین اور وہ وہ ہین کہ یہ زعم کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیا مین حلول کیا ہے پھر ائمہ مین حلول کیا ہے اور شیعہ کے ہر فرقے مین داعی لوگ ہوتے ہین کہ اوس مذہب کی طرف اشخاص کو علم یا مال یا زبان یا ہتیار کے ذریعہ سے بلاتے ہین انکو اصطلاح مین دعاۃ کہتے ہین جو داعی کی جمع ہے انہین دعاۃ کے نام سے فرقے منسوب ہوتی ہین

غلاۃ

انکے کئی فرقے ہین

پہلا سبائیہ۔ یہ متبع ہین عبداللہ بن وہب بن سبا معروف با بن السوداء کے یہ شخص یہودی تھا حجاز سے اہل اسلام کے شہرون مین جایا کرتا تھا ارادہ اوسکا یہ تھا کہ مسلمانون کو گمراہ کر دے جب یہ بات نہ ہی اور یہ کام نہ کر سکا تو اسلام اور مسلمین کے ساتھ مکر وفریب سے پیش آیا سنہ ۳۳ ہجری مین بصرہ گیا وہان ہوچکر کچھ مسائل لوگون سے کہنے لگا۔ لیکن صراحت نکرتا تھا ایک جماعت اوسکی طرف مائل ہوگئی اور اوسکی باتون مین آنے لگی عبداللہ بن عامر حاکم بصرہ نے اوسکو بصرہ سے نکلوا دیا وہان سے کوفہ مین آیا پھر کوفہ سے چلکر مصر پہونچا وہان آکر ٹھہرا لوگون مین بیٹھکر یہ بات کہی بڑا تعجب ہے اوس شخص سے جو اس بات کی تصدیق کرتا ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام پھر دنیا مین آوین گے اور اس کی تکذیب کرتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہ آئین گے رجعت کے بارے مین لوگون سے بات چیت

کرتا رہا یہانتک کہ کچھہ لوگون سنے اس بات کو قبول کیا اور یہ بدعت سنہ ۳۵ ہجری سے پھیلنے لگی پس مذہب رجعت کا موجد وہی ہے بعد اوس کے اوس نے یہ بات کہی کہ ہر نبی کا ایک وصی ہوا کرتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم امامت حضرت علی کا وصیت کر گئے ہین کہ وہ بعد حضرت کے اونکے وصی ہین اور خلیفہ امت ہین نص نبوی اور سمن رکھو کہ حضرت عثمان نے خلافت ناحق لیلی اب تم لوگ کھڑے ہوکر اپنے امرا پر طعن کرو اور اظہار امر معروف ونہی منکر کر کے لوگون کو اپنی طرف مائل کرلو پھر اوس نے اپنی طرف سے داعی جابجا بھیجے اور جو اہل امصار اوسکی طرف مائل تھے اون سے خط وکتابت جاری کی اون لوگون نے مخفی دعوت کرنا خلق کا اوسکی رائے کی طرف شروع کیا اور ایک عام ناراضی حضرت عثمان کے عمال اور اونکی خلافت کی طرف سے لوگون مین پھیلگئی اور ساری زمین اسلام ابن سبائی رائے وعقیدے سے بھرگئی یہانتک کہ مصر سے ایکہزار یا سات سو یا پانسو آدمی اور ایک جماعت بصرہ وکوفہ سے مدینہ مین آئی اور حضرت عثمان سے معزول کرنے کا ارادہ کیا اور فساد برپا کر کے حضرت عثمان کے مکان کو گھیر لیا اور چالیس یا پچاس دن تک اونکو محصور رکھا پھر حضرت علی حضرت عثمان کے پاس آئے اور کہا کہ لوگ کہتے ہین کہ مروان کو عہدہ منشی گری سے موقوف کیجے اور عبد اللہ ابن ابی سرح کو حکومت مصر سے معزول کیجے حضرت عثمان نے قبول کیا حضرت علی نے لوگون کو سمجھا کر ہٹا دیا اور بات رفت وگذشت ہوئی اور محمد ابن ابوبکر رضی اللہ عنہ کو مصر کا حاکم مقرر کر کے اودہر بھیجا رستے مین انکو ایک خط مہری حضرت عثمان کا عبد اللہ کے نام ملا جس مین یہ مضمون تھا کہ محمد بن ابی بکر رضی اللہ عنہ جو بھیجے گئے ہین اونکی تعمیل مت کرنا اور کسی حیلہ سے اونکو مار ڈالنا محمد اس خط کو لیکر مدینہ کو لوٹ آئے اور حضرت عثمان سے اسکا حال پوچھا اونہون نے قسم کھا کر کہا کہ یہ مہر اگرچہ میری ہے اور میرے ہی منشی کا خط ہے مگر مین نے یہ خط نہین لکھوایا تو اون لوگون نے کہا کہ مروان کو ہمارے سپرد کرو یہ بات حضرت عثمان نے نامنظور کی اس لئے لوگون کے دل اونکی جانب سے پھر گئے اور حضرت عثمان کو محصور کرلیا تاریخ اعثم کوفی مین لکھا ہے کہ محاصرین نے حضرت

عثمان پر تنگی کی اور ہر جانب سے اونکے مکان مین گھس پڑے محمد بن ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دوڑکر حضرت عثمان کی داڑہی پکڑلی اور اونکی گردن مین زخم پہونچایا جس سے خون جاری ہوگیا پھر کنانہ بن بشر التجیبی آیا اور ایک وار عمود کا حضرت عثمان کے سر پر کیا اور سیدان بن حمران مرادی نے ایک تلوار اونکی سر پر ماری حضرت عثمان پیچھے کو گر پڑے پھر اور لوگون نے تلوارون سے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ ابن سبا نے دو بدو علی مرتضے سے یہ بات کہی تھی انت الالہ یعنی تم خدا ہو اور اونہین نبی بھی اعتقاد کرتا تھا حضرت ممدوح نے اوسے مداین کی طرف نکلوادیا اور یہ کہتا تھا کہ حضرت علی بعد موت کے پھر دنیا مین آئینگے وہ قتل حضرت علی کا معتقد نہ تھا اونکو زندہ بتاتا تھا کہتا تھا کہ شیطان حضرت علی کی صورت پر ہوگیا تھا اوسے ابن ملجم نے مارا ہے اور کہتا تھا وہ بادل مین آتے ہین رعد اونکی آواز ہے برق اونکا چابک ہے۔ وہ ضرور زمین پر اوترکر زمین کو عدل سے بھردینگے جسطرح کہ ظلم سے بھر گئی ہے اور سبائیہ جب رعد کی آواز سنتے تو کہتے السلام علیک یا امیر المومنین۔

دوسرا کاملیہ۔ یہ فرقہ ابوکامل کی طرف منسوب ہے یہ شخص سب صحابہ کو کافر بتاتا تھا اسپر کہ اونہون نے حضرت علی سے بیعت نہ کی اور خود حضرت علی کو کافر کہتا تھا اسپر کہ صحابہ سے نہ لڑے یہ قائل تھا تناسخ کا اور کہتا تھا کہ امامت نور الٰہی ہے کہ ایک شخص سے دوسرے شخص مین منتقل ہوتا ہے اور ہوسکتا ہے کہ یہ نور ایک آدمی مین امامت ہو اور دوسرے مین نبوت ہوجائے اور کہتا تھا کہ روح الٰہی نے اول آدم مین بعد اوس کے درجہ بدرجہ تمام انبیا و ائمہ مین حلول کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ اوس کے نزدیک کافر کا بھی امام ہونا اور اوسمین روح الٰہی کا حلول کرنا جائز ہے اس لئے کہ حضرت علی مرتضے کی تکفیر کرتا ہے اور پھر اونمین روح الٰہی کے حلول کا اور اونکی امامت کا قائل ہے۔

تیسرا مغیریہ۔ یہ مغیرہ بن سعید عجلی کے اصحاب ہین جو خالد بن عبد اللہ کا غلام تھا اس نے

خالد بن عبد اللہ قسری پر کوفہ مین بیس آدمی لیکر خروج کیا اونکو گھیرا وہ ممبر پر تھے اونہون
نے کہا مجھے پانی پلا دو اس سبب سے وہ بدل دیئے گئے نواب صدیق حسن خان
نے اسیطرح لکہا ہے اور معارف مین ابن قتیبہ نے کہا ہے کہ خالد نے مغیرہ کو واسط
مین قتل کر کے قنطرۃ العاشر پر سولی دی تھی اوسکے شنائع مین سے ایک یہ قول ہے کہ اعضا
معبود کی صورت پر حروف ہجا کی ہین اور الف صورت قدمین پر ہے اور یہ اعتقاد رکھتا تھا
کہ اللہ ایک مرد ہے نور کا اوس کے سر پر ایک تاج ہے نور کا اور اوس کا دل حکمت کا منبع
ہے وہ اعتقاد رکھتا تھا کہ اللہ ہر مکان مین ہے کوئی مکان اوس سے خالی نہین ہے
اور اللہ نے جب جہان کا پیدا کرنا چاہا تو اعمال عباد کو اپنی دو انگلیون سے لکھا پھر اونکے معاصی
سے غضب مین آیا تو اوس سے اللہ کو پسینا چھوٹا اوس پسینے سے دو دریا مجتمع ہوگئے
ایک شیرین ایک تلخ پس خدائے تعالے نے دریائے شیرین مین دیکھا تو عکس اوسکا
اوسمین پڑا خدائے تعالے نے تھوڑا سا عکس اوس دریا مین سے نکالکر اوس سے چاند
اور سورج بنائے اور باقی کو فنا کر دیا اسواسطے کہ کوئی شریک اوسکا باقی نرہے پھر دریائے
شیرین سے مومن پیدا کئے دریائے تلخ سے کافر بنائے اور اس آیت کی عرضنا الامانۃ
علی السموات والارض والجبال فابین ان یحملنہا تفسیر یون کرتا تھا کہ ہمنے پیش کی امانت
آسمان و زمین اور پہاڑون کے سامنے اور وہ امانت حضرت علی کی امامت تھی کہ تم مین سے
کون ایسا ہے کہ اوس کو لینا چاہتا ہے تو کسی نے اس امانت کو قبول نکیا تاکہ یہ حق حضرت
علی کا حضرت علی ہی کو پہونچ جائے مگر انسانون مین سے حضرت ابوبکر نے حضرت عمر کے
مشورے سے اسکو اختیار کر لیا جبکہ حضرت عمر نے یہ اقرار کر لیا کہ کار امامت مین حضرت
ابوبکر کو مدد دیتا رہونگا اور حضرت عمر نے یہ ذمہ داری اس شرط پر اختیار کی کہ حضرت
ابوبکر اپنے بعد مجھے خلافت دیدین اور یہ کہتا تھا کہ آیت کمثل الشیطان اذ قال للانسان
اکفر فلما کفر قال انی بریٔ منک انی اخاف اللہ رب العالمین ۔ یعنی مثال شیطان

کہا ہم بحث مین کہا اوس نے آدمی کو تو کفر کر پس جب کفر کیا کہا تحقیق مین بیزار ہون تجھسے مین ڈرتا ہون
اللہ سے جو رب ساری جہان کا ہے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کے حق مین نازل ہوئی ہے
اوس کے نزدیک مہدی زکریا ابن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب ہین اور وہ
زندہ ہین اور کوہ حاجر مین مقیم ہین جب حکم ربی ہوگا تو اس سے برآمد ہونگے اور محمد بن علی کے بعد
یہ شخص اپنے لئے امامت کا طالب ہوا تھا اور دعویٰ نبوت کا رکھتا تھا اوسکے زعم مین اوسکا
معجزہ یہ تھا کہ وہ اسم اعظم جانتا ہے اور مردون کو زندہ کرتا ہے اور جب مغیرہ مارا گیا تو اوس ۱
کے بعضے مرید کہنے لگے کہ وہی امام منتظر ہے۔ **منہج المقال** مین آیا ہے کہ امام ابو
عبد اللہ فرماتے تھے کہ اس آیت مین هَلْ أُنَبِّئُكُمْ عَلَىٰ مَن تَنَزَّلُ الشَّيَاطِينُ تَنَزَّلُ
عَلَىٰ كُلِّ أَفَّاكٍ أَثِيمٍ یعنی مین بتاؤن تمکو کس پر اوترتے ہین شیاطین اوترتے ہین ہر جھوٹے
گناہگار پر شیاطین سے مراد یہ سات شخص ہین مغیرہ بن سعید اور بنان اور صائد نہدی اور
حرث شامی اور عبد اللہ بن حرث اور حمزہ بن عمارہ زبیری اور ابو الخطاب اور نامہ دانشوران
مین ابن قتیبہ کے حالات مین مذکور ہے کہ فرقہ مغیریہ کا قول ہے کہ امامت حسن ابن حسن کو
وصیت سے پہونچی تھی   اور انکے نزدیک امامت منحصر ہے حسن بن علی اور اونکی اولاد مین
اور یہ فرقہ انکے غیر مین امامت تجویز نہین کرتا۔

چوتھا بنانیہ یہ متبع ہین بنان بن سمعان تمیمی نہدی یمنی کے یہ بجائے حلول کے اتحاد
کا قائل تھا یعنی اسکا عقیدہ یہ تھا کہ اللہ حضرت علی کے ساتھ متحد ہوگیا ہے پھر بعد حضرت
علی کے محمد بن حنفیہ کے ساتھ پھر اونکے   بیٹے ابو ہاشم عبد اللہ بن محمد کے ساتھ
پھر بعد ابو ہاشم کے بنان بن سمعان کے ساتھ یعنی خود اوس کی ذات کے ساتھ اور

۱ اس لفظ مین باے موحدہ کے بعد نون ہے چنانچہ تعریفات مین میر سید شریف نے یونہی لکھا ہے اور منتہی المقال
اور منہج المقال مین آیا ہے بنان مین باے موحدہ مضموم ہے اور اوس کے بعد نون ہے اور نون کے بعد الف اور الف کے بعد
نون ہے اور ابو زید بلخی کی تاریخ مین ہے کہ یہ نام بیان ہے باے موحدہ کے بعد یاے تحتانی کے ساتھ۔ ۱۲ منہ

اسہ تعالیٰ انسان کی صورت پر ہے اور سب کچھ اوسکا ہالک ہے مگر منہ بدلیل ظاہر آیہ کل شئی ہالک الا وجہہ کتاب کشی مین سعد بن عبداللہ کے ذریعہ سے روایت آئی ہی کہ امام صادق نے بنان پر لعنت کی ہے جیساکہ اختیار مین مذکور ہے اور کشی مین یہ بھی روایت ہے کہ ابوالحسن رضا نے کہا ہے کہ بنان علی بن حسین کی تکذیب کرتا تھا پس اللہ نے اوسے دوزخ کی آگ مین ڈالا اور محمد بن بشیر ابوالحسن موسے کی تکذیب کرتا تھا اوسے بھی اللہ نے آتش دوزخ کے ساتھہ سزا دی اور تاریخ ابوزید بلخی مین مذکور ہی کہ بیانیہ بیان کی نبوت کے قائل ہین اور کہتے ہین کہ قرآن مین جو وارد ہے ۔ ہذا بیان للناس یعنی یہ بیان ہے لوگون کے لئے اس سے مراد یہ ہی ہمارا پیشوا ہے اور چونکہ یہ شخص تناسخ اور رجعت کا قائل تھا اس لئے خالد بن عبداللہ قسری نے قتل کرادیا منہج المقال مین لکھا ہے کہ ہشام بن حکم کہتے ہین مینے ابوعبداللہ سے عرض کیا کہ بنان اس آیہ کی وہو الذی فی السماء الہ وفی الارض الہ تاویل کرتا ہے اور کہتا ہے کہ زمین کا اللہ اور ہے اور آسمان کا اللہ اور ہے اور آسمان کا اللہ زمین کے اللہ سے اعظم ہے اور باشندگان زمین آسمان کے اللہ کو جانتے ہین اوسکی تعظیم کرتے ہین ابوعبداللہ نے جواب دیا کہ خدا کی قسم زمین اور آسمان دونون کا وہ ایک ہی اللہ ہے اوسکا کوئی شریک نہین بنان جھوٹا ہے اللہ اوسپر لعنت کرے ۔

پانچوان جناحیہ یہ متبع ہین عبداللہ بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر ذوالجناحین بن ابو طالب کے وہ تناسخ ارواح کا قائل تھا اور ایک عقیدہ اوسکا یہ بھی تھا کہ روح الٰہی انبیا مین دائر سائر ہے پھر حضرت علی مین پھر امام حسن و امام حسین و محمد بن حنفیہ اولاد حضرت علی مین دائر ہوئی پھر اوس کے اندر آئی اس لئے اوس نے زعم کیا تھا کہ وہ اللہ ہے اور علم اوس کے دل مین یون اگتا ہے جیسے زمین سے پھول زمین کا اور امامت بھی اسی ترتیب سے ظہور مین آئی ہے کیونکہ نبوت اور امامت کے معنی اوس کے نزدیک یہی تھے

کہ روح الٰہی بدن انسانی مین حلول کرے اس فرقہ کا مذہب یہ ہے کہ شراب و قمار و نکاح محارم وغیرہا حلال ہے انکا عقیدہ یہ ہے کہ قرآن مین جو تحریم مردار و خون و گوشت خوک کی آئی ہے یہ کنایہ ہے ایک قوم سے جنکا بغض لازم ہے جیسے حضرت ابوبکر و حضرت عمر و حضرت عثمان و معاویہ اور جو فرائض مامور بہا قرآن مین آئے ہین وہ کنایہ ہے اون لوگون سے جنکی دوستی لازم ہے جیسے حضرت علی و حضرت حسن و حضرت حسین اور اونکے اولاد یہ قیامت کے منکر ہین اور کہتے تھے کہ عبداللہ ملقب اصفہان مین کسی پہاڑ کے اندر زندہ موجود ہین عنقریب نکلنے والے ہین۔

چھٹا منصوریہ - یہ ابومنصور عجلی کے متبع ہین یہ شخص ابتدا مین امام جعفر صادق بن محمد باقر علیہ السلام کا معتقد تھا جب اونہون نے اپنے پاس سے علیحدہ کر دیا تو اوس نے یہ دعویٰ کیا کہ بعد امام محمد باقر کے امامت اوسکی طرف منتقل ہوئی ہے اور وہ بعد انتقال امامت کے آسمان پر گیا اور معبود نے اوس کے سر پر اپنا ہاتھ پھیرا اور کہا اے بیٹا پہونچا دے میری طرف سے یہ آیت وان یروا کسفا من السماء ساقطا یقولوا سحاب مرکوم (یعنی اگر دیکھین ایک تختہ آسمان سے گرتا کہین یہ بدلی ہے گاڑھی) اوس کے زعم مین کسف ساقط من السماء سے مراد اوسکی ذات تھی اور امامت کے دعوے سے قبل کہتا تھا کہ کسف مذکور سے مراد حضرت علی بن ابی طالب ہین اور قائل تھا اسبات کا کہ رسول قیامت تک مبعوث ہوتے رہین گے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم نہین ہوئی ہے اور ایک عقیدہ یہ تھا کہ جنت سے مراد وہ آدمی ہے جسکی دوستی واجب ہے اور وہ امام ہے جیسے حضرت علی بن ابی طالب اور اونکی اولاد اور دوزخ سے مراد وہ آدمی ہے جسکی دشمنی واجب ہے جیسے حضرت ابوبکر و حضرت عمر و حضرت عثمان و معاویہ اسی طرح کہتا تھا کہ قرآن مین فرایض سے حضرت علی اور اونکی اولاد مراد ہے اور محرمات سے حضرت ابوبکر وغیرہ مقصود ہین اور اس تاویل سے مطلب اوسکا یہ تھا کہ جو کوئی امام تک پہونچ جاتا ہے اوس سے ساری تکالیف شرعیہ اوٹھ جاتے ہین بے قید ہو جاتا ہے۔ منصوریہ کا عقیدہ یہ ہے کہ جو

شخص ایسے چالیس آدمیونکو قتل کر ڈالے جو عقاید دینیہ مین ہم سے خلاف ہین تو وہ جنت مین داخل ہوا اور یہ لوگ آدمیون کے مال حلال جانتے ہین اور کہتے ہین جبرئیل نے پیغام رسانی رب العالمین مین خطا کی ہے۔

ساتوان خطابیہ۔ یہ لوگ ابوالخطاب کے تابعین مین سے ہین خلاصہ مین لکھا ہے کہ ابوالخطاب کو محمد بن مقلاص اور محمد بن ابوزینب کہتے ہین اور طحطاوی کے حاشیہ درمختار مین ہے کہ خطابیہ نسبت ہے ابوالخطاب محمد بن وہب اجدع یا محمد ابن ابی زینب اسدی اجدع کی طرف ابوالخطاب نے کوفہ مین خروج کیا اور عیسی بن موسی بن علی بن عبد اللہ بن عباس سے لڑا اور امام جعفر صادق کی اطاعت کی طرف دعوت نہ کی اور یہ دعوی کیا کہ علی مرتضی خداے اکبر ہین اور جعفر صادق خداے اصغر انتہی کلامہ امام جعفر کو معلوم ہوا کہ میرے حق مین اسکو غلو ہے تو اپنے ہان سے نکال دیا اوسوقت اس نے دعوی امامت کیا یہ شخص شیعی تھا اس کے تابع پچاس فرقے ہین سب کا اسپر اتفاق ہے کہ ائمہ جیسے حضرت علی اور اونکی اولاد یہ سب انبیا ہین اور ہر امت کے لئے دو رسول ہونا ضرور ہین ایک ناطق دوسرا صامت سو محمد صلے اللہ علیہ وسلم نبی ناطق تھے اور حضرت علی نبی صامت ہین اور امام جعفر صادق بن محمد باقر نبی تھے پھر انتقال نبوت کا ابوالخطاب کی طرف ہو گیا بلکہ خطابیہ کو یہانتک غلو ہے کہ ان سب کے نزدیک ائمہ اللہ ہین اور امام حسن و حسین ابن اللہ ہین اور امام جعفر صادق بھی اللہ ہے اور وہ یہ نہین جنہین لوگ دیکھتے ہین بلکہ جب وہ اس عالم کی طرف نزول کرتے ہین تو یہ انسانی صورت اختیار کرلیتے ہین مگر ابوالخطاب جعفر صادق اور حضرت علی سے افضل ہے انکا عقیدہ یہ ہے کہ ائمہ جانتے ہین اون سب کامون کو جو قیامت تک ہونے والے ہین اور خطابیہ کہتے ہین کہ الہیت نور ہے نبوت اور امامت سے اور عالم ان انوار سے کبھی خالی نہین رہتا اور انکا زعم یہ ہے کہ امام جعفر بن محمد صادق نے اونکے پاس ایک کھال امانت رکھی ہے جسکو جفر کہتے ہین اوسمین ہر شئے محتاج الیہ

[illegible]

کا علم غیب اور قرآن کی تفسیر ہے انکے اعتقاد مین اس آیت مین ان الله یامرکم ان تذبحوا بقرة (یعنی الله فرماتا ہے تمکو حکم دیتا ہے کہ ذبح کرو ایک گائے) بقرہ سے مراد ام المومنین عائشہ ہین اور خمر (شراب) و میسر[1] سے مراد حضرت ابوبکر و حضرت عمر ہین اور جبت[2] و طاغوت سے مراد معاویہ بن ابوسفیان و عمرو بن العاص ہین۔ منتہی المقال مین کشی وغیرہ سے نقل کی ہے کہ ابوالخطاب علی بن عبداللہ کی تکذیب کرتا تھا پس الله نے اوسے دوزخ مین ڈالا خطابیہ[3] ہر مومن کی گواہی کہ جائز کرے سچا جانتے اور سمجھتے کہ مومن کبھی جھوٹا حلف نہین کرتا اور بعضون نے کہا ہے کہ خطابیہ کے نزدیک جھوٹی گواہی دینا واسطے اپنی موافقین کے جائز ہے اسیواسطے کتب فقہ مین لکھا ہے کہ خطابیہ کی گواہی نامقبول ہے اور ابوالخطاب کے کوفہ مین سولی دئے جانے کے بعد اوسکے اصحاب کئی فرقے ہو گئے ایک فریق نے معمر ابن خثیم (خائے معجمہ یائے مثنات تحتانی ثائے مثلثہ) کی اتباع اختیار کی اور دوسرے نے بزیغ بن یونس کی یہ شخص جولاہہ تھا اور تیسرے نے عمرو بن بنان عجلی کی اور بعض نے مفضل صیرفی کی اور بعض نے سری بزیع کی۔

معمریہ کے زعم مین ابوالخطاب کے بعد معمر نبی ہے جو خاتم الانبیا ہے اور انکا عقیدہ یہ ہے کہ دنیا فنا نہوگی جنت یہی بہتری بھلائی دنیا کی ہے جو انسان کو پہونچتی ہے اور دوزخ اس کی ضد ہے انکے نزدیک شراب پینا زنا کرنا اور تمام برے کام حلال و مباح ہین انکا مذہب ترک نماز ہے یہ قائل ہین تناسخ کے کہتے ہین کہ لوگ مرتے نہین ہین بلکہ انکی روحین

[1] میسر بفتح میم و کسر سین مہملہ قمار۔ جوا۔ جوا کھیلنا ۱۲ [2] جبت بت اور فال گو اور جادو جادوگر اور معبود باطل اور اظہر یہ ہے کہ جبت شیطان ہے اور طاغوت بضم طین بمعنی گمراہ کا مقتدا اور بت اور معبود باطل ۱۲ [3] شم العوارض فی ذم الروافض کی عبارت عربی یون ہے خطابیہ وہم قوم من غلاة الرافض یعتقدون الشہادة لکل مومن حلف عندہم ویقولون المسلم لا یحلف کاذبا وقیل یجوزون الشہادة لشیعتہم واجبة سواء کان صادقا او کاذبا۔ ۱۲ منہ

انکی ضمیر مین چلی جاتی ہین خلاصہ مین لکہا ہے کہ سعید بن خثیم اور اوس کا بہائی معمر دعاۃ زیدیہ مین سے ہین۔

اور بزیغیہ کا یہ قول ہے کہ امام جعفر بن محمد صادق خدا ہین اور جنکو یہ لوگ دیکھتے ہین یہ وہ نہین ہین لوگون کو اونکی شبیہ معلوم ہوتی ہے اور دوسرے ائمہ خدا نہین مگر وحی اونکی طرف ہوتی ہے اور معراج اور ملائکہ تک پہونچنا سب کے لئے حاصل تھا بلکہ انکے عقیدے مین ہر مومن کو وحی آتی ہے کہتے ہین کہ اصحاب بزیغ مین ایسے لوگ ہین جو جبرئیل و میکائیل سے بہتر ہین انکو زعم ہے کہ بزیغ کی معتقد مرتے نہین ہین۔ بلکہ اونکو عالم ملکوت پر پہونچا دیا جاتا ہے اور تعلیقہ مین لکہا ہے کہ بزیغیہ کا عقیدہ یہ ہے کہ ہم اپنے مردونکو صبح و شام دیکھتے ہین اور یہ بھی اوسی مین مذکور ہے کہ بزیغیہ کا زعم یہ ہے کہ اللہ تعالی نے جعفر صادق مین حلول کیا ہے اور وہ اللہ سے اکمل ہین منتہی المقال مین بزیغ کے ذکر مین روایت نقل کی ہے کہ ابو عبد اللہ نے فرمایا ہے کہ حرث شامی اور بنان علی بن حسین کی تکذیب کرتے تھے پھر مغیرہ بن سعید بزیغ اور سری اور ابو الخطاب اور معمر اور بشار اشعری اور حمزہ بن عمارہ بربری اور صائد نہدی کا ذکر کیا اور اونپر لعنت کی۔

اور معمریہ کے اقوال مثل مقالات بزیغیہ کی ہین اتنی بات مین باہم مخالف ہین کہ انکا عقیدہ یہ ہے کہ لوگ مرتے ہین اور یہ لوگ ایک خیمہ کناسہ کوفہ پر کھڑا کرکے وہان جمع ہوکر عبادت امام جعفر صادق کی کرتے تھے جب یہ خبر یزید بن عمیر کو پہونچی تو اوس نے معمر بن بنان کو اوسی کناسہ کوفہ پر سولی دیدی۔

اور مفضلیہ کا عقیدہ یہ ہے کہ جناب امیر کو حقتعالی کے ساتھ وہ نسبت ہے جو مسیح علیہ السلام کو خدا ے تعالی کے ساتھ نسبت ہے یعنی لاہوت ناسوت کے ساتھ ملکر ایک چیز ہوگئی اور رسالت منقطع نہین ہوتی بلکہ جسکو عالم لاہوت کے ساتھ اتحاد حاصل ہوگیا وہ نبی ہے اور اگر ارشاد خلق اور ہدایت گمرہان کو اختیار کرلیا تو رسول ہے اسیوجہ سے اون لوگون مین بہت سے آدمی

نبوت اور رسالت کے مدعی گذرے ہین اور مفضلیہ کہتے تھے کہ امام جعفر بن محمد خدا ہین اسپر جعفرؓ نے اونکو مطرود و ملعون کردیا **فائدہ** مرتبہ ذات الٰہی کو عالم لاہوت سے کہتے ہین اور مرتبہ صفات الٰہی کو جبروت کہتے ہین اور مرتبہ اسماے الٰہی کو ملکوت کہا کرتے ہین اور ناسوت نام ہے عالم اجسام کا یعنی دنیا اور اس جہان کا۔

اور **سریغیہ** (بفتح سین مہملہ و کسر راے مہملہ و غین معجمہ) انکا عقیدہ بھی مفضلیہ کی طرح ہے مگر فرق اسقدر ہے کہ یہ پانچ شخصون کی نسبت قائل ہین کہ لاہوت سے ناسوت مین حلول کیا ہے ایک محمد صلی اللہ علیہ وسلم دوسرے عباس بن عبد المطلب تیسرے حضرت علی ابن ابی طالب چوتھے جعفر بن ابی طالب پانچوین عقیل ابن ابی طالب۔

آٹھوان غرابیہ غراب زبان عربی مین کوے کو کہتے ہین ان لوگون کا اعتقاد یہ تھا کہ حضرت علی کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے صورت مین بہت مشابہت ہے جو ایک کوے کو دوسرے کوے سے مشابہت ہوتی ہے اوس سے بھی زیادہ یہ دونون باہم مشابہ ہین اسی وجہ سے جبرئیل چوک گئے اللہ نے اونکو پاس حضرت علی ابن ابی طالب کے بھیجا تھا وہ امتیاز نہ کرسکے اور پاس محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے چلے گئے انکے شاعر کا قول ہے ؎ جبرئیل کہ آمد ز بر خالق بیچون ٭ در پیش محمد شد و مقصود علی بود ٭ پس یہ لوگ اپنی اصطلاح مین جبرئیل کو صاحب الریش کہتے ہین اور اونپر لعنت کرتے ہین۔

نوان ذبابیہ۔ انکا یہ اعتقاد ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی ہین اور حضرت علی خدا ہین اور کہتے ہین ان دونون نبی اور خدا مین بہت مشابہت تھی اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی سے اسطرح مشابہ تھے جیسے مکھی سے مکھی مشابہ ہوتی ہے عربی مین ذباب مکھی کو کہا کرتے ہین اسیواسطے یہ لوگ ذبابیہ کہلاتے ہین یہ بھی حقیقت مین غرابیہ کی ایک شاخ ہے کہ اوس عقیدے سے اس عقیدے کی جانب متوجہ ہو گئے۔

دسوان ذمیہ (بفتح ذال معجمہ) انکا عقیدہ ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب اللہ ہین

اور یہ لوگ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مذمت کرتے تھے اس گمان پر کہ حضرت علی نے انکو اسلئے بھیجا تھا کہ حضرت علی کے مددگار سر راہ کار رہیں اور لوگون کو حضرت علی کی طرف بلائیں لیکن محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لئے دعوی نبوت کا کیا اور لوگون کو اپنی طرف بلانے لگے اور حضرت علی کو اسطرح پر راضی کر دیا کہ اپنی بیٹی انکو بیاہ دی اور یہ کئی فرقے ہو گئے ہین انمین سے ایک علیایہ ہین جو علیا ابن ذراع الدوسی یا اسدی کے متبع ہین وہ حضرت علی کی الوہیت کا قائل تھا اور حضرت علی کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے افضل جانتا تھا اور یہ عقیدہ رکھتا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کے ساتھ بیعت کی تھی اور اونکی متابعت اختیار کر لی تھی بعض علیایہ یہ بھی کہتے ہین کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی دونون خدا تھے لیکن یہ بھی دو فریق ہو گئے بعضے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو الہیت مین مقدم رکھتے ہین اور بعض حضرت علی کو ان دونون گروہون کا نام اثنینیہ ہے کیونکہ یہ آنحضرت کی مذمت نہین کرتے جسطرح ذمیہ کرتے ہین بلکہ حضرت علی و محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خدائی مین شریک جانتے ہین اور بعض انمین سے پنجتن یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی اور بی بی فاطمہ اور امام حسن اور امام حسین کو اللہ کہتے ہین یہ بھی انکا قول ہے کہ یہ پانچون ایک شئے ہین ان سب مین یکسان روح اتری ہے ایک کو دوسرے پر کچھ فضیلت نہین انکا نام خمسیہ یا مخمسہ ہے۔ یہ لوگ بی بی فاطمہ کو ہمیشہ فاطم کہا کرتے تھے علامت تانیث سے احتراز رکھتے تھے انکے شاعر کا قول ہے ؎

تولیت بعد اللہ فی الدین خمسۃ ؞ نبیا وسبطیہ وشیخا وفاطما ؞ اور تعلیقہ مین لکھا ہے

کہ مخمسہ کا عقیدہ ہے کہ سلمان اور ابوذر اور مقداد اور عمار اور عمرو بن امیہ ضمری اللہ کی طرف سے مصالح عالم کے موکل ہین اور توضیح المقال فی علم الرجال مین فرقہ علیایہ کا نام علیاویہ لکھا ہے اور کہا ہے کہ رئیس انکا بشار شعیری ہے اور اختیار سے نقل کیا ہے کہ علیاویہ کا عقیدہ یہ ہے کہ علی کرم اللہ وجہہ رب ہے جو خاندان علوی ہاشمی مین پیدا ہوا اور ظاہر یہ کیا کہ مین اللہ کا بندہ

ہون اور اوسکی طرف سے اوسکا دوست ہون اور اللہ کا رسول ہون محمدیہ طریق مین اور بشارنے
اصحاب ابو الخطاب کے ساتھ ان چار شخصون مین موافقت کی ہے حضرت علی بی بی فاطمہ
امام حسن امام حسین رضی اللہ عنہم اور اشخاص ثلثہ یعنی بی بی فاطمہ و امام حسن و حسین کے معنی
تخالیط ہین یعنی حقیقت اونکی ایک ہی ہے چار جامہ و عنوان مین ظہور کیا ہے اور وہ
حقیقت صرف وجود حضرت علی ہے اسلئے کہ حضرت علی ہی ان سب اشخاص مین عین امامت ہین اور کہا کہ
محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی مخصوص وجود نہین ہے بلکہ وہ حضرت علی کے بندے ہین
اور حضرت علی رب ہین انہون نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی طرح پانچوان مانا ہے
جیسا کہ فرقہ مخمسہ نے سلمان کو پانچوان قرار دیا ہے اور اون کو رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم
کا گردانا ہے اور علیاویہ نے اون لوگون کے ساتھ اباحت اور تعطیل اور تناسخ مین موافقت
کی ہے اور علیاویہ کا نام مخمسہ نے علیایہ رکھا ہے اسوجہ سے کہ گمان یہ ہے کہ جب
بشار شعیری نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ربوبیت سے انکار کیا اور حضرت علی کو رب
قرار دیا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت علی کا بندہ مانا اور سلمان کی رسالت کا انکار
کیا تو وہ مسخ ہو کر ایک پرند بن گیا جسے علیا کہتے ہین اور دریا مین رہتا ہے پس
جو اس کے متبع ہین اونہین علیایہ کہنے لگے اور عجب یہ ہے کہ منتہی المقال مین لکھا ہے
کہ مخمسہ کا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت علی رب ہین اور توضیح المقال مین یہ بھی نقل کیا ہے کہ
خطابیہ اور علیاویہ اور مخمسہ کا یہ عقیدہ ہے کہ جو شخص یہ دعوے کرے کہ محمد صلی اللہ
علیہ وسلم کی آل مین سے ہون وہ مبطل ہے اللہ پر جھوٹ باندھتا ہے ایسے ہی لوگون
کی حق مین اللہ نے یہود و نصارے کا لفظ اس آیت مین فرمایا ہے۔ قالت الیہود
والنصارے نحن ابناء اللہ واحباءہ قل فلم یعذبکم بل انتم بشر ممن خلق یعنی کہتے ہین یہود و
نصارے ہم بیٹے ہین اللہ کی اور اوسکے پیارے تو کہہ پھر کیون عذاب کرتا ہے تمہارے
گناہون پر بلکہ تم بھی ایک انسان ہو اوسکی پیدایش مین کیونکہ خطابیہ و مخمسہ کے نزدیک

محمد صلی اللہ علیہ وسلم رب ہین اور علیاویہ کے نزدیک علی رضی اللہ عنہ اور عنا سے نہ اولاد پیدا ہوتی ہے اور نہ وہ خود کسی سے پیدا ہوا ہے اور یہ لوگ یعنی آل ہونیکا دعوی کرنے والے بشر ہین تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم یا حضرت علی کی آل واولاد کیسے بن سکتے ہین اس لئے جو ایسا دعوی کرتے ہین وہ کاذب ہین یہود و نصاری کی طرح جو اسبات کی مدعی ہین کہ ہم خدا کی اولاد ہین۔

گیارہوان امویہ۔ ان کا عقیدہ یہ ہے کہ جناب امیر آنحضرت کی نبوت ورسالت مین شریک تھے۔

بارہوان غمامیہ انکا نام ربیعیہ بھی ہے انکا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالی کا سکان عالی آسمان ہے اور وہ موسم بہار مین پردہ ابر کے اندر ہوکر واسطے سیر گلزار اور باغ وبہار کے زمین کی طرف نزول کرتا ہے اور دنیا کا طواف کرتا ہے پھر آسمان پر چڑھ جاتا ہے پھل پھول میوہ غلہ اور سبزہ یہ سب اثر بہار اوسی کی وجہ سے ہوتا ہے اور انکا عقیدہ یہ بھی ہے کہ اللہ کے لئے جہت کوئی نہین کبھی اوپر کبھی تلے پھرتا رہتا ہے اس فرقہ کا ظہور سنہ ۱۴۵ھ مین ہوا تھا۔

تیرہوان رزامیہ۔ یہ فرقہ رزام بن سابق کی طرف منسوب ہے انکا اعتقاد یہ تھا کہ امامت بعد حضرت علی بن ابی طالب کے محمد بن حنفیہ کی طرف منتقل ہوئی پھر اونکے بیٹے ابوہاشم عبداللہ کی طرف پھر علی بن عبداللہ بن عباس کی طرف ابوہاشم کی وصیت سے آئی پھر اونکے پسر محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس کی طرف منتقل ہوئی اوس کی وصیت سے اپنے پسر ابوالعباس کو کہ جو سفاح کے لقب سے مشہور تھا اور مروان بن محمد بن مروان بن حکم بن ابوالعاص بن امیہ پر جسکو مروان حمار کہتے ہین اور خلفائے بنی امیہ مین سے اخیر خلیفہ تھا فتح پاکر بادشاہ ہوا اور چار برس سے کچھ زیادہ سلطنت کرکے مرگیا اوس کے بعد بھائی اوسکا ابوجعفر منصور بسبب بخل کے دوانقی مشہور تھا سفاح کی وصیت سے امام ہوا اور رزام

کا یہ عقیدہ ہے کہ ابو مسلم مروزی میں جو عباسیہ کی طرف سے داعی تھا اللہ تعالیٰ نے حلول کیا ہے اسی وجہ سے انکا غلاۃ میں شمار ہوتا ہے اور باوجودیکہ ابو جعفر نے ابو مسلم کو دغا سے قتل کیا تھا مگر رزامیہ کا یہ زعم ہے کہ وہ مارا نہیں گیا ہے اور یہ لوگ محرمات کو حلال جانتے تھے اور فرائض کو چھوڑ دیا تھا۔

چودہوان عزاقریہ یا شلمغانیہ یہ محمد بن علی شلمغانی کے متبع ہیں جسکی کنیت ابو جعفر اور عرف ابن ابو العزاقر (بعین مہملہ و زائے معجمہ و قاف و رائے مہملہ) ہے یاقوت حموی نے ابن ابی عون کے ترجمہ میں لکھا ہے کہ ابن ابی العزاقر واسطان کے علاقہ میں سے ایک گاؤن میں جسکا نام شلمغان (شین و غین معجمہ کے ساتھ) ہے رہتا تھا اسکے اصحاب اسکی الوہیت کے قائل ہیں اور یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اللہ کی روح نے اول آدم علیہ السلام میں حلول کیا بعد آدم علیہ السلام کے شیث علیہ السلام میں اور شیث علیہ السلام کے بعد اور انبیا وائمہ میں یہانتک کہ حسن بن علی عسکری میں حلول کیا اسکی تصنیف سے ایک کتاب ہے اوسکا نام حاسہ سادسہ رکھا ہے اوسمین زنا و فجور کو مباح کر دیا ہے انتہی یہ شخص حسین بن منصور حلاج اور ابو طاہر قرمطی کا معاصر تھا ابتدا میں شیعہ امامیہ کے فقہائے اکابر میں شمار پایا تھا اور امامیہ مذہب رکھتا تھا اور مذہب امامیہ کے اصول کی موافق کتابیں تصنیف کرتا تھا مگر شیخ ابو القاسم حسین بن روح کے ساتھ جسکو امامیہ باب کہتے ہیں کیونکہ امام محمد بن حسن عسکری کی طرف سے اونکی غیبت صغریٰ کے زمانہ میں وکیل تھا اسکو حسد پیدا ہو گیا اور امام مختفی کی طرف سے خود سفارت کا دعویٰ کیا بلکہ پھر ایک نیا مذہب تشیع میں جسکی بنیاد نہایت غلو اور تناسخ اور حلول خدائے تعالیٰ پر تھی پیدا کر لیا بنی بسطام اسکی بہت تعظیم تکریم کرتے تھے مجلسی نے کتاب بحار الانوار کے تیرہوین مجلد میں لکھا ہے کہ ابن ابو العزاقر کا یہ اعتقاد تھا کہ جو شخص اللہ کے دوست سے ضد رکھے اور اوس سے مقابلہ کرتا رہے وہ نہایت عمدہ اور بہتر ہے اس لئے کہ

ولی کو اپنے فضائل کا ظاہر کرنا بغیر اس کے ممکن نہین کہ کوئی اوسکا مخالف اوسپر طعن کرے
جب لوگ اوس ولی کی نسبت اعتراض سنتے ہین تو اوس کے حالات کی جستجو کرتے ہین
اس صورت مین ولی کے فضائل اور کمالات کے ظاہر ہونے کا یہی مخالفت ذریعہ ہوتی
ہے اس لئے ضد ولی سے افضل ہے اس طریقے کو آدم اول سے آدم مقیم تک جاری
کرتا تھا اس لئے لعمات آدم اور سات عالم کا قائل تھا اور اسی بنیاد پر حضرت موسی سے فرعونکو اور حضرت
محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت ابوبکر کو اور حضرت علی سے معاویہ کو افضل بتاتا تھا اور
ضد کی بابت عزاقریہ مین اختلاف ہے ایک گروہ انہین سے یہ کہتا ہے کہ ضد کو ولی
مقرر کرتا ہے اور ولی سبب ہے اوس کو اپنے ساتھ معارضہ کرنے کی قدرت دیتا ہے چنانچہ
حضرت علی نے اپنی خوشی سے حضرت ابوبکر کو مقرر کیا تھا اور بعضے عزاقریہ کہتے ہین کہ
ضد قدیم ہے ہر وقت ولی کے ساتھ رہتا ہے محمد بن علی شلمغانی کا قول تھا کہ حق ایک ہی ہے
وہ کبھی سفید لباس مین ظہور کرتا ہے کبھی قرمزی مین اور کبھی نیلے مین ابن اثیر جزری نے کتاب
کامل مین بیان کیا ہے کہ ابن عزاقر اپنی ذات کو الہ الالہ اور رب الارباب قرار دیتا تھا اور
عقیدہ اوسکا یہ تھا کہ وہ اول ہے قدیم ہے ظاہر ہے باطن ہے رازق ہے تام ہے
اور تام سے مراد یہ ہے کہ ہر معنی کے ساتھ اوسکی طرف اشارہ ہو سکتا ہے اور
کہتا تھا خدا ہر چیز مین اوسکی استعداد اور تحمل کے موافق حلول فرماتا ہے اور ضد کو ایجاد کیا تاکہ
وہ اپنے مقابل پر دلالت کرے اسوجہ سے اللہ تعالی نے آدم ابوالبشر کو پیدا کرکے
انہین حلول کیا پھر ابلیس کو پیدا کیا اور اوس مین حلول کیا اور یہ دونون باہم ضد ہین اور ضد
شئے کی اوسکی نظیر اور شبیہ کی بہ نسبت زیادہ نزدیک ہوتی ہے اور خدائے تعالی جب
جسد ناسوتی مین حلول کرتا ہے تو اوس جسد سے معجزہ اور قدرت ظہور مین آتی ہے اور یہ اس
بات پر دلالت کرتے ہین کہ اس جسد کو خدا کے ساتھ عینیت اور اتحاد حاصل ہے اور جب
آدم علیہ السلام غایب ہوگئے تو لاہوت نے پانچ تن ناسوتی مین ظہور کیا کہ اون پانچ

تنوبنین سے ایک غایب ہوجاتا تو دوسرا اوسکی جگہپہ ظہور کرتا اور ان پانچ تن ناسوتی کے مقابلہ
مین پانچ البیس ہین جنمین اللہ تعالٰی نے ظہور فرمایا ہے بعد اس کے لاہوتیت حضرت ادریس
مین اور حضرت ادریس کے البیس مین جمع ہوئے اور انکی بعد پھر متفرق ہو گئی
جیسا کہ حضرت آدم کے بعد متفرق ہو گئی تھی۔ پھر نوح مین اور انکے البیس مین جمع ہو گئی
اور انکے غیبت کے بعد متفرق ہوگئی بعد اس کے ہود مین اور اونکے البیس مین جمع
ہوے پھر ان دونون کے بعد حضرت صالح اور اونکے البیس مین جسنے اونکے ناقے کی
کونچین کاٹی تھین جمع ہوئے انکی بعد حضرت ابراہیم اور انکے البیس مین کہ نمرود ہے جمع ہوئے
اور انکے غایب ہونے کے بعد متفرق ہوکر حضرت ہارون اور انکے البیس فرعون مین
جمع ہوئے انکی غیبت کے بعد حضرت سلیمان اور اونکے البیس مین جمع ہوئے اور انکے
غایب ہونے کی بعد حضرت عیسی اور اونکے البیس مین جمع ہوئے اور حضرت عیسی کے
بعد اونکے حواریون اور حواریون کے البیسون مین جمع ہوئے اور انکی غیبت کے بعد حضرت
علی اور انکے البیس مین جمع ہوئے کہتا تھا کہ اللہ ایک نام ہے جو مفہوم کلی پر دلالت کرتا ہے
اور وہ مفہوم کلی یہ ہے کہ جو لوگون کا محتاج الیہ ہے وہ اللہ ہے پس ہر ایک فاضل اپنے
مفضولون کا اور ہر ایک مطاع اپنے مطیعون کا اللہ ہونے کے لایق ہے اسی لئے
ابن العزاقر کے متبعون مین سے ہر ایک اپنے آپ کو بمقابلہ اوس شخص کے جو اوس
سے کم مرتبہ ہوتا اللہ جانتا اور کہتا مین فلان کا رب ہون اور فلان رب فلان کا ہے
اور فلان میرا رب ہے یہانتک کہ ربوبیت کو ابن العزاقر تک منتہی کرتے اور اوس
کو رب الارباب جانتے اور کہتے کہ ربوبیت ابن ابی العزاقر پر ختم ہو گئی اوس کے
آگے کوئی رب نہین وہ کسی کا مربوب نہین اور کہتے ہین کہ امام حسن و حسین حضرت علی کے
فرزند نہین ہین اس لئے کہ جسکے وجود مین ربوبیت جمع ہوے پھر وہ نہ کسی کا باپ ہے
نہ کسی کا بیٹا اور حضرت موسیٰ اور حضرت مصطفےٰ کو خائن بتلاتے ہین اس لئے کہ ہارون

سے نے حضرت موسیٰ کو اور حضرت علی سے نے حضرت محمد کو لوگون کی طرف بھیجا کہ ہماری شریعت کی طرف بلاؤ
ان دونون سے نے اون سکے ساتھ خیانت کی اور آدمیون کو اپنی شریعت کی طرف بلایا اور کہتے
ہین کہ حضرت علی سے نے حضرت محمد کو اصحاب کہف کی برسون کی برابر کہ ساڑھے تیرہ سو سال ہین
مہلت دی سے جب یہ مدت پوری ہوجاویگی تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت منتقل ہوجاویگی
اور ملائکہ وہ ہین جو اپنے نفس سکے مالک ہون اور حق کو پہچانتے ہون اور بہشت فرقہ غرافیہ
سکے پہچانتنے اور انکے مذہب کی اختیار کرنے سے مراد ہے اور دوزخ یہ ہے کہ انکو نہ
جانتا ہو اور انکے مذہب کو نہ اختیار کرے اور کہتے ہین کہ نماز و روزہ وغیرہ عبادت کی ضرورت
نہین اور بدون عقد کے نکاح کرنا جائز ہے اور کہتے ہین چونکہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سرداران قریش
کی طرف جو نہایت سرکش اور متکبر تھے مبعوث ہوئے تھے اس لئے اونکے تکبر ڈھانے اور
نعلی توڑنے کے لئے سجدہ کرنیکا حکم اونکو دیا اب حکمت کا یہ اقتضا ہے کہ آدمیون پر عورتونکی
فروج مباح کرکے اونکا امتحان کرنا چاہئے پس آدمیونکو روا ہے کہ اپنے عزیزون اور دوستون
اور بیٹیون کے عورتون سے مباشرت کرین مگر شرط یہ ہے کہ دونون کا مذہب ایک ہو اور
کہتے ہین کہ اگر شخص فاضل اپنے سے کم درجہ والی کے ساتھ وطی کرے تو یہ بات اوس کے
لئے جائز ہے تاکہ وہ اپنے نور کا وجود اوس مفضول مین داخل کرے اور اگر وہ مفضول اوس فاضل
کو وطی نہ کرنے دیگا تو وہ مفضول دوسرے دورے مین کہ بعد اس دورے کے آنیوالا ہے
عورت کی صورت مین بدلجائے گا اس لئے کہ انکے مذہب کا مبنا تناسخ پر ہے تاریخ الفی مین لکھا ہے
ابوجعفر شلمغانی سنہ ۳۲۰ مین بغداد مین آیا یہ دعوے خدائی کا کرتا تھا اپنے متبعون سے کہا کرتا
تھا کہ مین مردون کو زندہ کرتا ہون بغداد کی ہزارہا آدمی اوسکی باتون کو قبول کرکے اوس کے مطیع
ہوگئے اور بہت سے بڑے بڑے آدمی بھی اوسکے مذہب مین داخل ہوگئے جیسے حسین بن قاسم
بن عبداللہ بن سلیمان بن وہب کہ ایک وقت مین معتمد باللہ خلیفہ عباسی کا وزیر بھی رہا ہے
اور ابوجعفر اور ابوعلی فرزندان بسطام اور ابراہیم بن ابی عون اور ابن شبیب زیات اور احمد

بن محمد عبدوس اور یہ سب اوسکی ربوبیت کے قائل تھے جب ان شلمغانی اور اون کے متبعون
کے الحاد کو زیادہ زور ہوا تو ابن مقلہ وزیر نے عہد خلیفہ مقتدر مین اوسکو اور اوس کے اصحاب
خاص کو تلاش کیا مگر یہ لوگ ہاتھ نہ لگے یہانتک کہ شوال ۳۲۲ سنہ ہجری مین شلمغانی ظاہر ہوا یہ
عہد خلیفہ راضی کا تھا وزیر ابن مقلہ نے اوسے گرفتار کرلیا اور اوس کی خانہ تلاشی لی گئی تو
بہت سے خط اوس کے متبعون کے ایسے نکلے جنمین ابن شلمغانی کے حق مین وہ مضمون
اور الفاظ تھے جنکا اطلاق شرعاً بشر پر جایز نہین ان خطون مین ایک خط حسین بن قاسم کا بھی
تھا وزیر نے ایک مجلس مین علما کو جمع کرکے وہ خط پیش کئے اور اونکی شناخت لی گئی ابن
شلمغانی نے بھی اعتراف کیا کہ ہان یہ خط میرے نام کے ہین مگر اپنے مذہب سے انکار کیا کہا مین
مسلمان ہون یہ جو کچھ باتین لوگ میرے حق مین مشہور کرتے ہین افترائے محض ہے اوس کی
ساتھ ابن ابی عون اور ابن عبدوس کو بھی گرفتار کرکے خلیفہ کے حضور مین تینون پیش کئے
گئے ابن ابی عون اور ابن عبدوس کو حکم ہوا کہ ابن شلمغانی کے تمانچہ مارین دونون نے اس
حکم کی تعمیل سے انکار کیا مگر جب اونپر بہت تاکید کی گئی تو ابن عبدوس نے ہاتھ بڑہا کر ابن
شلمغانی کے سر پر زور سے ایک تمانچہ مارا اور ابن ابی عون نے جب ہاتھ اوس کی داڑہی اور
اور سر پر ڈالا تو اوس کا ہاتھ کانپنے لگا پس اوسنے ابن شلمغانی کے سر اور مونھ پر بوسہ دیا اور
اوس کو مخاطب کرکے کہنے لگا الٰہی وسیدی ورزاقی خلیفہ راضی باللہ نے ابن شلمغانی
سے کہا کہ تو دعوی خدائی سے انکار کرتا ہے اگر یہ بات سچ تھی تو ابن ابی عون نے تجھے
یہ بات کیون کہی ابن شلمغانی نے جواب دیا کہ قرآن مین آیا ہے ولا تزر وازرۃ وزر اخرے
یعنی اللہ پاک ایک بندہ کے گناہ سے دوسرے پر مواخذہ نہین کرتا مینے کبھی یہ بات نہین
کہی تھی کہ مین خدا ہون ابن عبدوس نے خلیفہ سے عرض کیا کہ ابن شلمغانی الوہیت کا
مدعی نہین بلکہ اس بات کا دعوے کرتا ہے کہ مین باب ہون امام منتظر کی طرف سے
اور ابن روح کا قایم مقام ہون پھر فقہا و قضاۃ نے ایک طول طویل بحث کے بعد فتوی دیا

کہ ابن ابی عون اور ابن شلمغانی کا خون مباح ہے اس سئے سہ شنبہ ۲ ذیقعدہ کا ۳۲۲ ہجری
کو ابن ابی عون اور ابن شلمغانی کی خلیفہ کے حکم سے گردن مار کر آگ مین جلوا دئے گئے
اور علی نے کتاب خلاصہ مین کہا ہے کہ ابن شلمغانی ۳۲۳ ہجری مین مارا گیا ہے یہ دونون
اعلے درجہ کے فاضل اور صاحب تصنیفات ہین۔

پندرھوان اسحاقیہ۔ جلد دوم نامہ دانشوران حالات ابونعیم اصفہانی مین لکھا ہے
کہ فرقہ اسحاقیہ حقیقت مین عبداللہ ابن معاویہ بن عبداللہ کی طرف منسوب ہے جو جعفر طیار
کی اولاد مین سے ہین شرح ابن ابی الحدید مین مرقوم ہے کہ مذہب اسحاقیہ کو جس شخص نے
اختراع کیا ہے اوسکا نام اسحاق تھا اور وہ عبداللہ بن معاویہ کے اصحاب مین سے
تھا اوسکا قول تھا کہ تمام اشیا مباح ہین انسان کو کسی چیز پر تکلیف نہین دی گئی ہے علی علیہ
السلام منصب نبوت مین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے شریک ہین لیکن نہ اوس وجہ پر جسے آدمی
جانتے ہین موٗد الافاضل مین ذکر کیا ہے کہ اسحاقیہ کا یہ عقیدہ ہے کہ زمین پیغمبر سے کبھی خالی
نہین رہتی نبوت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم نہین ہوئے اور صواعق محرقہ مین بیان کیا ہے
کہ اللہ تعالے ائمہ کے ساتھ متحد ہو گیا ہے مگر انمین باہم اسبات مین اختلاف ہے کہ حضرت
علی کے بعد اللہ تعالے کس سے متحد ہوا بہرصورت عبداللہ بن معاویہ نے ۱۲۷ھ مین مروان
حمار کی شروع حکمرانی مین کوفہ مین خروج کیا تھا اور کوفہ کے سارے زیدیہ نے اونکا ساتھ دیا تھا
مگر عبداللہ ابن عمر بن عبدالعزیز حاکم عراق سے سخت جنگ کی بعد شکست کھا کر مداین کو چلے
گئے اور تمام اطراف سے شیعہ اونکے جھنڈے تلے جمع ہو گئے اور اونکی قوت بہت بڑھ
گئی اور ایک زبردست لشکر کی ساتھ فتوحات شروع کین اور بڑے بڑے شہر جیسے حلوان ہمدان
قومس ری جبال اصفہان فتح کر لئے ۱۲۹ ہجری مین فارس پر چڑھائی کی اور اوسے بھی مسخر کر لیا
اور استخر مین اپنا ہیڈکوارٹر قایم کیا اور اپنی طرف سے جابجا حکام روانہ کئے اور مال کثیر حاصل
کیا بنی ہاشم اور بنی امیہ وغیرہ کے بڑے بڑے سردار جیسے ابوجعفر منصور اور سلیمان بن ہشام

بن عبد الملک اور علی بن عبد اللہ بن عباس اور عیسی بن عبد اللہ بن عباس اونکے مددگار ہوگئے عامر بن صبارہ اور معن بن زائدہ نے گھیر کر ایسی شکستین دین کہ سارا لشکر پریشان ہوگیا اور عبد اللہ بن معاویہ خود مع اپنے دو بھائی حسن اور یزید اور خاص خاص آدمیون کے ہرات کی طرف بھاگ گئے جہان پر ابو نصر مالک بن ہیثم خزاعی ابو مسلم کی طرف سے حاکم تھے مگر حاکم مذکور نے ابو مسلم کے حکم سے عبد اللہ کو مروا ڈالا اور حسن و یزید ابنا معاویہ کو چھوڑ دیا۔

سولھوان نصیریہ ۔ صواعق محرقہ مین لکھا ہے کہ نصیریہ کے اصحاب ہین اور تحفہ مین مذکور ہے کہ یہ محمد بن نصیر فہری کو متبع ہین انکا قول یہ ہے کہ اللہ علی بن محمد عسکری ہے اور محمد بن نصیر علی بن محمد کی طرف سے نبی ہے محارم کو حلال کر دیا تھا اور جن عورات کے ساتھ نکاح ناجائز ہے اونکے ساتھ نکاح جایز کر دیا تھا اور کشی مین مذکور ہے کہ نصیریہ ایک فرقہ ہے جو محمد بن نصیر فہری نمیری کی نبوت کا قائل ہے اور عضائری مین ہے کہ اس شخص کی طرف نصیریہ فرقہ منسوب ہے اور خلاصہ مین بھی ہے کہ اس شخص سے فرقہ نصیریہ کی ابتدا ہے اور اسی کی طرف یہ لوگ منسوب ہین اور منتہی المقال و توضیح المقال مین لکھا ہے کہ فی الحال شیعہ کے عوام اور اکثر خواص خصوصًا شعرا کے نزدیک یہ بات مشہور ہے کہ جو شخص حضرت علی کی ربوبیت کا قائل ہے وہ نصیری ہے اور کتب اہل سنت مین بھی یہی مذکور ہے کہ نصیریہ کا اعتقاد یہ ہے کہ اللہ تعالے حضرت علی کی ساتھ متحد ہوگیا ہے یا اونمین حلول کیا ہے اور کہتے ہین کہ حضرت علی اور اونکی اولاد چونکہ سب سے افضل ہین اور مویدین ساتھ ایسی تائیدات کے کہ جو اسرار باطنی سے تعلق رکھتی ہین اس لئے ضرور ہوا اللہ تعالی پر کہ وہ اونکی صورتونمین ظہور کرے اور اونکی زبان سے بات کہے پس یہ لوگ ائمہ کو خدا اعتقاد کرتے ہین اور دلیل اپنے قول پر یہ لاتے ہین کہ نبی نے تو مشرکین کے ساتھ جنگ کی اور حضرت علی نے منافقین کے ساتھ اس سے معلوم ہوا کہ پیغمبر ظاہر حال پر حکم کرتے تھے اور اللہ تعالی باطن کو دیکھتا ہے۔

سفینۃ الدہر مین لکھا ہے کہ مملکت حلبیہ مین ایک پہاڑ کا نام سماق ہے اسمین فرقہ نصیریہ بکثرت

سے آباد ہے معاد کے باب مین انکا عقیدہ یہ ہے کہ گنہگار آدمی کی روح کے ذریعہ سے عذاب
ہوتا ہے اور اسطرح گناہ کی سزا دیجاتی ہے کہ یکایک بندر کی یا سور وغیرہ کی شکل پر ہوجاتا ہے
اور ان کا قول یہ ہے کہ نیک آدمی جتنے عمدہ اعمال کرتا ہے اوسی قدر اوس کی روح انسانی
صورتین بدلتی ہے اور یہ صورتین روح کے لئے بمنزلے قمیص کے ہین نیک آدمی کی روح طرح
طرح سے ترقی کرتی [illegible]ب ستر قمیص بدل چکتی ہے تو اخیر مین فرشتون مین منتقل ہوجاتی ہے
اور بد آدمی کی روح شقاوت کے گڑھون مین گرتے ہوئے اور اجسام کو بدلتے ہوئے
اسفل السافلین مین پہونچ جاتی ہے اور یہ بھی ستر قمیص بدلتی ہے کہ ہر ایک قمیص مین اسکی
شقاوت بڑھتی ہی جاتی ہے مثلاً ایک جسم مین شقی تھی تو دوسرے مین اشقی ہوتی ہے اور اپنے
اعمال بد کی تکلیفین برداشت کرتے ہوئے اونٹ گھوڑے گدھے خچر بیل بکری کتے سوٗر
گوہ وغیرہ حیوانات کے اجسام مین داخل ہوجاتی ہے اور رحمت الٰہی کے نزول سے مایوس
ہوجاتی ہے اور جہنمی اور طرح طرح کے عذابون کے قابل قرار پاتی ہے اور اوسکو عذاب اسطرح
ملتے ہین کہ حلال ہوتی ہی شکار ہوتی ہے زنجیر سے بندھتی ہے سواری مین جوتی جاتی ہے
قوت نطق اور گویائی سے محروم ہوتی ہے اللہ تعالیٰ کے جناب سے محجوب ہوجاتی
ہے آسمان کے دروازہ اوس سے بند ہوجاتے ہین نہ اوس کی کوئی بات مقبول ہوتی
ہے نہ اوس کا کوئی شکوہ مسموع ہوتا ہے اور ایسی روح نہ کبھی جنت مین داخل ہوسکتی
ہے نہ جنت کی ہوا اوس تک پہونچ سکتی ہے اور نہ اوس کے لئے کبھی آسمان کے دروازہ
کھلتے ہین اور ان اجسام حیوانی مین داخل ہونے کے عذاب اوس کو یہان تک حاصل ہوتے
ہین کہ بڑے سے بڑے حیوان کے جسم مین داخل ہوکر صغیر سے صغیر جسم حیوانی مین تنزل کرتی ہے سرکہ کی کیڑے
مین داخل ہوتی ہے قرآن مین جو آیا ہے ان الذین کذبوا بایاتنا واستکبروا
عنها لا تفتح لهم ابواب السماء ولا يدخلون الجنة حتى يلج الجمل فی
سم الخياط وكذلك نجزي المجرمين ۝ یعنی جنہون نے جھٹلائین ہماری آیتین

اور اون سے تکبر کرنے والون کے لئے آسمان کے دروازہ نہ کھلین گے اور جنت مین داخل ہونگے یہانتک کہ اونٹ سوئی کے ناکے مین داخل ہووے اور اسی طرح ہم بدلا دیتے ہین گناہگارون کو اس آیت مین اسی مقصد کی طرف اشارہ ہے کیونکہ جب روح اونٹ کے جسم مین داخل ہوگئے اور تنزل کرتے ہوئے ایسے کیڑے کے جسم مین آئے گی جو سر کے مین پڑتے ہین تو اس عرصہ مین کتنی تبدیلیان اوس کے اجسام کی ہونگی اور یہ پچھلا جسم اوسکا بمقابلہ پہلے جسم کے کتنا حقیر ہوگا اور وہ روح جو اونٹ کے جسم مین تھی ایسے جسم مین ہوگی جو سوئی کے ناکے مین داخل ہونے کی قابل ہے بعد اس کے روح نباتات کی اجسام مین داخل ہوتی ہے اور یہان اوسکو جلانے کاٹنے چیرنے وغیرہ ذریعون سے عذاب پہونچتا ہے بعد اس کے معدنیات مین داخل ہوتی ہے اور طرح طرح کے عذاب پاتی ہے پگھلائے بھی جاتی ہے گرم بھی کئے جاتے ہے ہتوڑے سے بھی کوٹی جاتی ہے اور مین سوراخ بھی کئے جاتے ہین۔ اور معدنیات مین سے کبھی نہین نکلنے پاتی ہمیشہ ہمین عذابون مین گرفتار رہتی ہے اور یہ لوگ حلول کے بھی معتقد ہین انکے نزدیک مقصود اصلی اور غایت کلی یہ مقصود مرتبہ بھی یہ مطلب انکا یہ ہے کہ مادہ اور صورت کے سوا کوئی اور چیز نہین ظاہر وجود خلق ہے اور باطن وجود خالق ہے اور یہ وجود ہر موجود مین ظاہر ہوا ہے اور موجودات مین ترقی کرتا ہوا صورت انسانی مین چڑہتا ہے اور نوع انسانی ترقی کر کے صورت خاص اور اعلے مین ترقی کرتا ہے مثلاً حضرت آدم شیث نوح ابراہیم ہارون یوسف موسیٰ مسیح علیہم السلام علی ۱
ابن ابی طالب کی صورتون مین ظاہر ہوتا ہے اور ہر صورت کا معنی ایک ہی ہوتا ہے پس صورت کے مظاہر نبوت وامامت ہے اور اوس کا باطن غیب ہے جو دریافت نہین ہو سکتا بلکہ خالق مختار ہے اور اوس کے لئے دروازہ ہے جسمین کسی عالم اور عاقل کے علم و عقل کو بغیر اس دروازہ کے رسائی نہین اگر کوئی چاہے کہ اس سے واقف ہو جائے تو اوس کے لئے اس دروازہ مین داخل ہونا ضرور ہے اور نہ اس صورت کی باطن کو کسی کی نظر

حاشیہ متعلق صفحہ ۱۶۲ [illegible]

بے پردہ دیکھہ سکتی ہے وہ غیب اگر نظر آتا ہے تو پردہ کی آڑ مین [illegible] ہے اور انکے نزدیک مراد اس پردہ سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہین اوس باطن سے مراد حضرت علی ہین اور دروازہ اوسکا سلمان فارسی ہے نصیری شیعون کو علی اللہیان بھی کہتے ہین تاریخ سرجان مالکم مین لکھا ہے کہ شیعہ اثنا عشری سے علی اللہیون کو عداوت ہے اور وہ لوگ بھی علی اللہیون کو دشمن جانتے ہین اور علی اللہیون کی تعداد بہت کم ہے اور اپنی قواعد و رسوم کو مخفی رکھتے ہین مرزا اسد اللہ خان غالب کہتے ہین ؎ غالب ندیم دوست سے آتی ہے بوئے دوست ؎ مشغولِ حق ہین بندگیِ بوتراب مین ؎ یعنی علی علیہ السلام خدا تعالیٰ کے ہم نشین ہین اور دوست کے ہم نشین سے دوست کی بو آتی ہے پس جو لوگ بوتراب کی بندگی مین ہین وہ درحقیقت مشغول حق ہین ایسے ہی اشعار سے غالب کی نسبت کہا گیا ہے کہ وہ علی اللہی تھا یعنی نصیری مذہب رکھتا تھا اور فارسی کے مندرجہ ذیل شعر مین تو غالب نے اپنا عقیدہ صاف ظاہر کر دیا ہے ؎ غالب نام آورم نام و نشانم مپرس ؎ ہم علی اللہم و ہم علی [illegible] ؎ دبستان المذاہب مین لکھا ہے کہ علی اللہیون کا عقیدہ یہ ہے کہ چونکہ اللہ تعالیٰ اسکے پہچاننے کی طاقت اور استعداد علوی و سفلی مین نہ تھی اس لئے اوس نے چاہا کہ مرتبہ صرفیت اور اطلاق کو چھوڑ دے تاکہ [illegible] اوسکی پرستش کر سکین اور اوسکو پہچاننے لگین پس اللہ ہر قرن مین مجسم روحی سے ملا اور نوع انسانی کے اندر ظہور کیا اور انبیا مین حلول فرماتا رہا یہانتک کہ اوسکا ظہور حضرت علی اور اونکی اولاد مین ہوا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اوس نے اپنا پیغمبر بنا کر بھیجا تھا مگر حق تعالیٰ نے جو دیکھا کہ اون سے کار رسالت نہین چل سکتا تو مدد دینے کے لئے خود جسم قبول کیا یہی وجہ ہے کہ جب نبی نے کعبہ مین بت شکنی کی تو اوسوقت حضرت علی کو اپنے دوش پر چڑھا یا ہے ؎ غرض زبت شکنیہا جز این نبود نبی را ؎ کہ دوش خود بکف پائی مرتضیٰ برساند ؎ ایک علی اللہی جسکا نام احمد تھا بیان کرتا تھا کہ یہ قرآن عمل کے قابل نہین

اس بلئے کہ جو مصحف علی اللہ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا تہا یہ وہ نہین بلکہ یہ تو حضرت ابوبکر
وعمر وعثمان رضی اللہ عنہم کی تصنیف ہے اور شمس الدین علی اللہی کہتا تہا کہ ہے تو یہ وہی قرآن
جو علی اللہ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا تہا لیکن چونکہ جمع اس کو حضرت عثمان نے کیا ہے
اس لئے پڑہنے کے قابل نہین اور بعضے علی اللہی حضرت علی کی نظم ونثر کو مصحف مین داخل
کرتے ہین بلکہ اوس کو مصحف پر ترجیح دیتے ہین اس لئے کہ یہ کلام اللہ سے بیواسطہ مخلوق
کو پہونچا ہے اور مصحف محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے مخلوق کو ملا ہے۔

سترھوان علویہ۔ یہ فرقہ علی اللہیوں مین سے ہین اور اپنے آپ کو علی اللہ کی نسل مین جانتا ہے
اور علی اللہیون کی ساتہہ عقائد مین شریک ہے فرق دونون فرقون مین یہ ہے کہ علویہ کہتے ہین
کہ جو مصحف اب مشہور ہے وہ علی اللہ کا کلام نہین اس لئے کہ شیعین نے اوسمین تحریف کی
ہے اور آخرکار حضرت عثمان نے سب کو دور کر دیا چونکہ یہ فصیح آدمی تھے دوسرا مصحف اوسکے
مقابلے مین بنا لیا اور اصلی قران کو جلا دیا اور یہ فرقہ جہان مصحف پاتا ہے اوسے جلا دیتا
ہے اور عقیدہ یہ ہے کہ علی اللہ نے اس جسد عنصری کے بعد اپنے جسم کو آفتاب
سے ملا دیا ہے اور وہ اب آفتاب ہے اور پہلے بھی آفتاب تہا اور تھوڑے دنون
تک جسم عنصری مین رہا تہا اور یہ ہی وجہ ہے کہ آفتاب علی اللہ کے حکم سے لوٹ آیا تہا
اس لئے کہ وہ عین آفتاب ہے اسی سبب سے یہ فرقہ آفتاب کو علی اللہ کہتا ہے اور
آفتاب کو پکارتا ہے اور اوس سے دعا کرتا ہے اور انکے نزدیک آفتاب انکے
دعا قبول کرتا ہے اور انکی مدد کرتا ہے ان کی نزدیک جاندار کا مارنا جائز نہین اور گوشت
کھانیکی قابل نہین اور کہتے ہین کہ علی اللہ نے گوشت کے کھانے کی ممانعت کر دی ہے
اور مصحف مین جو بعضے حیوانات کی نسبت مارنے اور اونکا گوشت کھانے کا حکم ہے
اس سے مراد خلفائے ثلثہ اور اونکی تابعین ہین اور کہتے ہین تمام محرمات سے
یہی تینون مراد ہین اور سمجھتے ہین کہ ابلیس اور سانپ اور طاؤس بھی انہین تینون سے عبارت

ہے اور شداد اور نمرود اور فرعون بھی انہین تینون سے عبارت ہے اور بت توڑنا اور بت کی پرستش کرنا انہین تینون سے مراد ہے اور یہ فرقہ تناسخ کا قائل ہے اور کہتے ہین کہ جو علی اللہ اگلے زمانون مین انبیا کی صورت مین ظہور کرتا تھا تو یہ اصحاب ثلثہ رضی اللہ عنہم منکرون کی صورت پر ظہور کرتے تھے اور آیندہ بھی ایسا ہی ہوتا رہے گا اور انکے نزدیک علی کی شکل صورت کی پرستش کرنا روا ہے۔

اٹھارہوان مقنعیہ صواعق محرقہ اور تحفہ اثنا عشریہ مین مذکور ہے کہ یہ فرقہ حکیم مین ہاشم کی طرف منسوب ہے جس کا لقب مقنع تھا مقنعیہ کا یہ عقیدہ تھا کہ امام حسین کے بعد وہ خدا ہے اور خدا بتاتے تھے چونکہ خدا مقنع کو کہتے تھے مقنع اگرچہ اسماعیلی تھا مگر اسوجہ سے کہ الوہیت کا دعوی کیا اوس سے لئے غلاۃ مین شمار پایا۔ اور بعض زرامیہ بھی مقنع کی الوہیت کے قائل ہوگئے تھے مقنع اگر الوہیت کا مدعی نہوتا تو اسکا شمار اسماعیلیہ مین ہوتا کیونکہ فی الحقیقت یہ اسماعیلی تھا اور برملا مذہب تشیع کا اظہار کرتا تہا تاریخ الخمیس مین لکھا ہے کہ اوس کا نام عطا تھا اور ابن خلدون نے کہا ہے کہ اوسے حکیم اور ہاشم کہا کرتے تھے اور طبری نے حکیم المقنع لکھا ہے اور کہا ہے کہ مرو کے علاقہ مین سے ایک قریہ کا رہنے والا تھا اور برہان قاطع مین لکھا ہے کہ اسے حکیم بن عطا کہتے تھے اور نگارستان مین لکھا ہی کہ حکیم بن ہاشم ابومسلم کی کچہری مین تحریر کے کام پر متعین تھا اس نے سنہ ۱۶۱ ہجری مین خلیفہ مہدی بغدادی کے عہد مین ظہور کیا تھا جیسا کہ طبری اور ابن خلدون اور ابن خلکان اور ابو الفدا اور مولف تاریخ الخمیس وغیرہ نے تصریح کی ہے اور بعض کتب مین جو لکھا ہے کہ اوس نے سنہ ۱۵۰ مین ظہور کیا یہ غلطی ہے یہ آدمی نہایت عقیل فیلسوف وقت تھا اور ہر صنعت سے واقف تھا خاصکر علم بلاغت و فن شعبدہ و حیل و طلسمات و سحر و نیرنجات اور اکثر علوم فلاسفہ مین ید طولے رکھتا تھا اور عجیب و غریب چیزین ایجاد کرتا تہا یہانتک کہ اوس نے کوہ سیام دبرونان نظام کے عقب مین ایک کنوان تیار کرایا اور سیام شہر کش دلقو کات وسکان

شین معجمہ، کے پرگنہ مین جو شہر سبز کے نام سے مشہور ہے ایک گاؤن ہے اور کش شہر
نخشب کے پاس واقع ہے جسے اہل عرب معرب کر کے نسف کہا کرتے ہین اور سمرقند
اور تاشقند کے درمیان مین ہے مگر سمرقند سے کسی قدر قریب ہے اوس کنوئین کے اندر
ایک چاند پارے اور اور چیزون سے بنایا تھا یہ چاند مغرب کے وقت اوس کنوئین سے
نکلتا اور کوہ کے پیچھے سے طلوع کرتا اور آسمان پر روشن رہتا اور دو چاند آسمان پر نظر آتے
تھے اور اوسکی روشنی پندرہ میل تک پہونچتی تھی طلوع فجر سے قبل غائب ہو جاتا تھا
دو مہینے تک برابر یہ چاند اسی طرح طلوع و غروب کرتا رہا آثار البلاد مین لکھا ہے کہ لوگ دور
دور سے شہر نخشب مین اوسکے دیکھنے کو آتے تھے اور دیکھکر تعجب کرتے تھے اور عوام
جادو سمجھنے لگے تھے حالانکہ بطریق ہندسہ اور انعکاس شعاع قمر کے یہ عمل کیا تھا اس لئے
کہ لوگون نے اوس کنوئین کے تہ مین ایک بڑا طاس پارے سے بھرا ہوا پایا تاریخ الخمیس
مین لکھا ہے کہ مقنع شعبدون کی زور سے لوگون کو اور بہت عجیب و غریب چیزین دکہایا
کرتا تھا نبوت کا مدعی تھا اور اپنی ذات کو خدا قرار دیتا تھا اور تناسخ کا قائل تھا کہتا تھا کہ خدائے
تعالےٰ نے آدم کو پیدا کر کے اونکی صورت مین حلول کیا اس لئے ملائکہ نے اونکو سجدہ
کیا پھر نوح کو پیدا کر کے اونکی صورت مین حلول کیا پھر حلول کرتے کرتے یہانتک نوبت
پہونچی کہ صاحب الدولۃ ابو مسلم خراسانی کی صورت مین حلول کیا پھر میری صورت مین حلول
کیا اور ابو مسلم کو حضرت محمد مصطفیٰ صلعم سے افضل قرار دیتا تھا ہزار ہا آدمی اس کے گروہ مین اوسکی تصدیق کرنیوالے اور اوسکی عبادت کرتے
تھے وہ نہایت بدشکل اور ہکلا تھا اور لڑائی مین کسی موقع پر اوس کے آنکھہ مین تیر لگنے سے کانا

---

[1] بہجۃ العالم مین مہارت خان اصفہانی نے لکھا ہے ماہ نخشب مشہور عالم ست و تا چہار فرسنگ روشنی آن
میرسیدہ گویند در قعر چاہی کہ مقنع در کوہ روشن نمودہ بود طاسے بزرگ مملو از سیماب یافتند اما معلوم نشد کہ
دران چہ عمل بکار بردہ - ۱۲

بھی ہوگیا تہا اس لئے زیادہ کریہ الوجہ تہا اس عیب کے چھپانے کے لئے اوس نے اپنے لئے ایک منہہ سونے کا تیار کرایا تہا اپنے منہہ پر اوسے لگائے رہتا تہا اس لئے مقنع

له یہاں سے ثابت ہوا کہ آثار البلاد میں جو لکہا ہے کہ یہ چاند ابن مقنع نے ایجاد کیا تہا اور صاحب غیاث اللغات نے کہا ہے کہ اوس [illegible] کو مجازاً مقنع کی طرف منسوب کرکے ماہ مقنع کہتے ہین حالانکہ اوس کو مقنع کے بیٹے نے بنایا تہا انتہی یہ بیان غلط ہے روضۃ الصفاے میرزا خاوند شاہ اور روضۃ الصفاے ناصری مین جہان خلیفہ مہدی عباسی کے حالات لکہے ہین وہان اس حکیم مقنع کا بھی مفصل بیان تحریر کیا ہے علی ہذا لکتابون مین ہادی بن مہدی کے حالات مین لکہا ہے کہ اس کے عہد مین ایک جماعت زنادقہ کی ظاہر ہوئی انمین سے ایک شخص کا نام عبد اللہ بن مقنع تہا یہ شخص فصاحت وبلاغت مین بے نظیر تہا اس نے کلیلہ ودمنہ کو فارسی سے عربی مین ترجمہ کیا تہا صالح بن عبد اللہ بن داؤد کہ ابو العباس سفاح کا چچازاد بہائی ہے اور عبد اللہ ہاشمی وغیرہ امرا بہی اسی روش اور طریق پر تھے اور اون مسلمانون پر جو نماز وروزہ اور حج کرتے تھے استہزا کرتے ایکروز ان سب نے یہ مشورہ کیا کہ مسلمانون کا دار ومدار قرآن پر ہے اگر ہم کوئی کتاب اوس کے مقابل بنا دین گے تو اوس کو وقعت نر ہیگی اور ہمارا کام چل جائیگا سب نے اسپر اتفاق کیا کہ ابن مقنع یہ کام انجام دے اور سب نے یہ قرار دیا کہ یہ آیت کہ نہایت فصیح وبلیغ ہے یَا أَرْضُ ابْلَعِي مَاءَكِ وَيَا سَمَاءُ أَقْلِعِي الے آخرہ پہلے مقنع اس کے مقابل کلام کہے اگر اوس سے یہ کام ہوسکا تو امید ہے کہ وہ قرآن کے جواب سے عہدہ برآ ہوجائے گا تمام سامان آسایش کا ابن مقنع کے لئے تیار کرکے ایک مکان مین اوسے بٹھا دیا ابن مقنع نے چھہ ماہ تک برابر محنت کی اور مسودون کا انبار ہوگیا مگر عبد لفظ ایسے نہ بنا سکا جو اس آیت سے مشابہت رکھتی یارون سے کہا کہ جب اتنی مدت مین ایک آیت کا جواب نہو سکا تو پورے قرآن کا کیسے جواب تیار ہوسکے گا اور اس ارادہ سے باز آئے ہادی کو جب انکا حال معلوم ہوا تو سبکو مروا ڈالا اور تاریخ کامل مین ابن اثیر نے لکہا ہے کہ ؁ مین مقام سامو مین ایک شخص نے جسکا نام محمد بن فرج بیشابوری تہا نبوت کا دعوی کیا اور کہا مین ذو القرنین ہون ۲۷ شخصون نے اوس کی اتباع کی متوکل نے اوسکو مع اوس کے اصحاب کے گرفتار کرالیا اور بہت پٹوایا اور شارع عام مین اوس سے اقرار کرالیا کہ مین اپنے دعوے مین جہوٹا ہون

(برو زن ملمع) مشہور ہو گیا لغت مین لکھا ہے رجل مقنع اوس شخص کو کہتے ہین جسکے سر پر خود
رکھا ہوا ہو تاریخ کامل مین لکھا ہے کہ مقنع تناسخ کا قائل تھا اور اوس کے معتقد اوس کو سجدہ کرتے
تھے جسطرف کہ ہوتے اور اپنے جنگ و حرب مین کہتے کہ ای ہاشم ہماری مدد کر علامہ ابن
خلدون نے بہی اس بیان کے بعد لکھا ہے کہ خراسان مین اوس نے ظہور کیا تہا اور بخارا
اور سغد مین ایک گروہ نے جنکو مبیضہ کہتے تھے مقنع کی طرفداری اور شورش کی اور انکی مدد
کفار ترک کرنے لگے اور اوس طرف کے مسلمانون پر تاخت و تاراج شروع کردی
ابو نعمان اور جنید اور لیث بن نصر بن سیار نے ان لوگون سے جنگ کی لیث کا
بھائی محمد اور ایک بھتیجا تمیم نامی کام آئے مہدی محمد بن منصور خلیفہ بغداد نے جبریل بن یحیی
اور اوس کے بھائی یزید کو فوج دیکر مبیضہ سے جنگ کے لئے بھیجا چار مہینے تک طرفین
مین لڑائی رہی آخر کار مبیضہ کو شکست ہوئی اونکی طرف کے سات سو آدمی مارے
گئے جو تھوڑے سے باقی رہگئے تھے وہ مقنع سے ملگئے جبرئیل بھی انکا تعاقب کرکے
ہٹے چلا گیا پھر مہدی نے مقنع کی تباہی کے لئے سعید حرشی کی ماتحتی مین ایک بھاری لشکر
بھیجا مقنع بڑی خونریزی کے بعد سیام کے قلعہ مین متحصن ہو گیا صواعق محرقہ مین مقنع کی ہلاکت
کی ایک دلاویز حکایت لکھی ہے کہ مقنع جب محاصرہ سے تنگ آگیا تو بہت سی آگ جلوائی
اور اپنے معتقدون کو خوب سی شراب پلوائی جب وہ نشہ مین مدہوش ہو گئے تو سب کو مار کر
آگ مین جلا دیا اور املاک سب کی برباد کردی پھر آپ ایک برتن مین تیزاب بھر کر اوسمین بیٹھ گیا
تیزاب کی تاثیر سے وہین پانی ہو گیا محاصرین کو ابھی تک یہ خیال تھا کہ سب محصورین قلعہ مین
موجود ہین ایک عورت اوس قلعہ مین بیماری کی وجہ سے ایک کونے مین پڑی ہوئی تھی وہ
بچ رہی تھی جب اوسے افاقہ ہوا تو قلعہ مین تنہائی کی وجہ سے گھبرائی اور دیوار پر چڑھکر پکارا
کہ قلعہ مین سوا میرے کوئی نہین ہے لوگ اوپر چڑھ گئے اور کواڑ کھولدئے لشکر داخل ہوا
دیکھا تو واقعی قلعہ کو خالی پایا مقنع کے بعضے معتقد جو پہلے ہی لڑائیون مین اوس سے علحدہ

ہوگئی تھی تاسف کرنے لگے کہ فی الحقیقت وہ خدا تھا ہم ساتھ نہوئے ورنہ اوس کے ساتھ آسمان پر چڑھ جاتے ہین وہ عورت اگرچہ مرض مین بیہوش تھے مگر کبھی کبھی آواز و غل سنکر کچھہ کچھہ حالات سے مطلع ہوجاتی تھی اوس نے یہ ساری کیفیت بیان کی تاریخ کامل مین بھی اس حکایت کو بیان کیا ہے اور اوسمین اسطرح سے ہے جب مقنع کو یہ یقین ہوگیا کہ مین اب غنیم کے ہاتھہ سے نہین بچ سکتا تو اپنی سب عورتون اور بچون کو جمع کرکے زہر پلا دیا اور آپ بھی پی لیا اور اپنے معتقدون سے یہ بات کہی کہ مجھے جلا دیجیو تاکہ میری لاش دشمن کے ہاتھہ مین نہ پہونچے اور بعضے کہتے ہین کہ قلعہ مین جسقدر چوپاے اور کپڑے وغیرہ تھے اونکو جلوایا پھر ساتھیون سے کہا کہ جسکو آسمان کی خواہش ہو کہ میرے ساتھہ آسمان پر چڑھ جاے وہ اس آگ مین میرے ساتھہ کود پڑے سب نے تعمیل کی اور جلکر خاک ہوگئے جب لشکر قلعہ مین داخل ہوا تو کچھہ نہ پایا جسقدر اوسکے معتقد باقی رہگئے تھے وہ اس بات سے زیادہ فتنہ مین پڑے اوس کے اصحاب ملک ماوراءالنہر مین سپیدجامہ کہلاتے ہین مگر اپنے اعتقاد کو چھپاتے تھے عرصہ دراز تک سفید جامگان ماوراءالنہر یہ کہتے رہے کہ مقنع آسمان پر چڑھ گیا ہے زمانہ آیندہ مین وہان سے اترےگا بعضے کہتے ہین کہ اوس نے اپنے ہمراہیون کو زہر دیدیا تھا اور آپ بھی زہر کھالیا تھا ات[illegible] نے قلعہ مین گھسکر اوسکا سر کاٹ لیا اور حلب مین مہدی کے پاس بھیجدیا مقنع یحیی بن [illegible] کے قتل کا منکر تھا جسکا بیان جارودیہ مین منجملہ زیدیہ کے اسی کتاب مین آتا ہے کہتا تھا کہ یحیی اپنے دشمنون کو قتل کرینگے اور نگارستان مین جو لکھا ہے کہ وہ برقعہ منہ پر ڈالے رہتا تھا اس لئے برقعی مشہور ہوگیا یہ بات پایہ تحقیق کو نہین پہونچی اس کے بعد یہ بات سنو کہ خلط الآثار مین شیعہ کے ضمن مین ایک فرقہ —

بسلمیہ — لکھا ہے اور کہا ہے کہ یہ فرقہ راوندیہ[۱] مین سے ہے انکا اعتقاد یہ ہے کہ امامت

۱؎ راوندیہ فرقہ منسوب ہے عبداللہ الحرب بن عبداللہ راوندی کی طرف جو خلفاے عباسیہ کا ایک نقیب اور داعی تھا مرآت الجنان مین لکھا ہے کہ راوند ایک گانو ہے کاسان کے ضلع مین جو سین مہملہ سے ہے اور یہ کاسان

اصفہان کے اطراف میں واقع ہے اور جو شہر کاشان شین معجمہ سے ہے وہ قم کے علاقہ میں ہے اور راوندیہ نیشاپور کے متصل بھی ایک مقام کا نام ہے۔ روضۃ الصفائے ناصری کی جلد ششم میں لکھا ہے کہ اس عبد اللہ کے مزاج میں سہولت تھی اور یہ برخلاف ابومسلم خراسانی کے کشت و خون نہین کرتا تھا اور جو اوس سے مخالفت کرتا اوس سے بھی لڑائی جائز نہ رکھتا چونکہ ابومسلم بے تحاشا لوگون کو قتل کرتا تھا اس لئے راوندیہ نے عبد اللہ سے کہا کہ اس شخص کی کوئی فکر کرنا چاہیے تاکہ مخلوق کو اس کے پنجۂ ظلم سے نجات حاصل ہو عبد اللہ نے ابومسلم کو ایک روز سمجھایا کہ آپ کو یہ خونریزی زیبا نہین پہلے لوگون کو اپنے مذہب کی طرف دعوت کیجئے جب وہ نہ مانین تو پھر جو دل مین آوے کیجئے ابومسلم نے کہا کہ جو ہم نے سوچ رکھی ہے اسکا سرانجام پانا بغیر قتل عام کے دشوار ہے عبد اللہ نے کہا کہ اگر آپ کی یہی رائے ہے تو میرے بھی بہت سے متبع ہین آپ اون سے بھی کام لیجئے ابومسلم نے کہا کہ اونکے نام لکھکر میرے پاس بھیجو عبد اللہ نے اس خیال سے کہ ابومسلم ان لوگون کو عمدہ عمدہ منصب دیگا اونکی اسم نویسی کی فرد ابومسلم کے پاس بھیجدی ابومسلم نے عبد اللہ سے کہا کہ تم ان سب لوگون کو میرے پاس لے آؤ عبد اللہ نے سب کو حاضر کیا ابومسلم نے کہا کہ ایک ایک گروہ کو علیحدہ علیحدہ ٹھہرا دیا جاوے جب سب کا انتظام ہو گیا تو عبد اللہ کو قتل کرا دیا اور پھر اوس کے متبعون کی گروہ علیحدہ علیحدہ بلاتا اور قتل کراتا انمین سے جو باقی بچے وہ ابومسلم کی پرستش کرنے لگے اور کہنے لگے یہ خدا ہے روزی رسان یہی ہے ابومسلم نے اپنی نسبت اونکا یہ عقیدہ سنکر پھر بہت سے راوندیہ کو تلاش کرکے قتل کرایا خلفائے عباسیہ کی سلطنت کا بانی یہی ابومسلم ہے اسی کی مدد سے عباسی خلافت کی سلسلہ جنبانی جو ایک مدت سے ہو رہی تھی مروان حمار کے عہد مین قوت پکڑ گئی تھی اور اس شخص نے تمام ملک مین سازشون کا جال پھیلا دیا تھا اور مروانی حکومت کی جڑ ہلا دی تھی مگر منصور عباسی نے ابومسلم کو بھی مروا ڈالا راوندیہ تناسخ کے قائل تھے چنانچہ تاریخ ابوالفدا مین و کامل مین لکھا ہے کہ عقیدہ انکا یہ ہے کہ آدم کی روح عثمان بن نہیک مین داخل ہوئی تھی اور روضۃ الصفائی ناصری مین کہا ہے انکا یہ عقیدہ تھا کہ منصور کی روح عثمان بن نہیک کے روح سے متعلق ہو گئی ہے اور کہتے تھے کہ رب ہمارا جو کھانے پینے کو پہونچاتا ہے ابوجعفر منصور بن عبد اللہ سفاح بن محمد بن علی بن عبد اللہ بن عباس ہے جو خلفائی عباسیہ کا دوسرا خلیفہ تھا جبکہ یہ بات اونھون نے ظاہر کی اور منصور کے محل کے پاس آ گئے اور کہا کہ یہ قصر ہمارے رب کا ہے تو منصور نے اونکے سرداروں کو جو دو سو تھے قید کر دیا اسپر اونھون نے منصور سے آئندہ

۴ ہو کر بغاوت کی یہ چھ سو آدمی تھے منصور ... شکست کھائی اور مارے گئے یہ واقعہ ۱۴۱ مین ...

بعد رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی حضرت علی اور امام حسن اور امام حسین و محمد بن حنفیہ مین آئی پھر ابو ہاشم
عبداللہ ابن محمد بن حنفیہ مین پھر اون سے منتقل ہو کر علی بن عبداللہ بن عباس مین بطور وصیت کی
آئی پھر ابو العباس سفاح مین پھر ابو سلمہ صاحب دولت بنی عباس مین **حکایت** پر گنہ کش
ضلع ماوراء النہر مین ایک شخص سے نے اہل مرو سے جو آنکھہ سے کانا تہا اور اوسکو ہاشم کہتے تہے یہ
دعوی کیا کہ اللہ کی روح ابو سلمہ مین منتقل ہو کر آئی پھر ابو سلمہ سے اوس کے اندر منتقل ہو گئی ہے
یہ دعوت اوس یک چشم کی اوس علاقہ مین پھیل گئی وہ اپنے اصحاب سے پردہ کرتا تہا اور اپنے
لئے اوس نے ایک منہہ سونے کا بنایا تہا اس لئے مقنع کہلانے لگا اوس کے یارون نے
چاہا کہ اوسکو دیکہین اوس نے وعدہ کیا کہ مین آپ کو مجہین دکھاونگا اگر تم جل نجاؤ اور اپنے سامنے
ایک آتشی شیشہ جلانیوالا رکھا جس پر سورج کی دہوپ پڑتی تہی جب بعض معتقد اوس کے پاس آنے
جل گئے باقی بہچ گئے اور فتنہ مین پڑ گئے اور معتقد ہو گئے کہ وہ خدا ہے اوس کو آنکھین نہین
دیکہہ سکتی ہین اپنی جنگ و حرب مین اوسکو اللہ کہکر پکارتے تھے انتہی ترجمہ کلامہ یاد رکھو کہ صایغ
زرگر یعنی سونے کا کام کرنے والے کو کہتے ہین تو مصوغ وہ شخص ہوگا جو سونے کو استعمال کرتا ہو
کیونکہ تفعیل سے معنے اس کے سونے سے بنا ہوا ہین میرا خیال یہ ہے کہ لفظ مصیغ لفظ مقنع کی تحریف
ہے یہ ہاشم وہی شخص ہے جس نے ماہ نخشب تیار کیا تہا کیونکہ یہ حالات اوسی کے حالات سے
ملتے ہوئے ہین اور ابو سلم سے ابو سلمہ ہو گیا ہے اور ابو ہاشم بن محمد بن حنفیہ کے حالات تفصیل
وار کیسانیہ کے فرقون سے ہاشمیہ مین بیان ہونگے۔ نواب محمد صدیق حسن خان باوجودیکہ تقلید
کو دین و مذہب مین برا جانتے تھے مگر تصنیف و تالیف مین بالکل پرائے کلام کو اپنی کتاب مین
بہر دیتے ہین اور یہ تقلید سے بدتر ہے اور پہر پرائے مطالب ہی پر بس نہین کرتے بلکہ اوسکی عبارت
کو بہی اپنی عبارت بنا لیتے ہین چنانچہ خطط الآثار مین جسقدر فرقہاے اسلامیہ کو بیان کیا ہے

یہ سب بیان نواب صاحب نے کتاب مذکور سے علیحدہ کرکے اوسکا نام غنیۃ الاکوان رکھدیا ہے اگر نواب صاحب اس تقلید مین کسی قدر بھی تحقیق سے کام لیتے تو اونکو مختصر کتب تواریخ سے اس بات کا پتا چلتا یہ مبیضع وہی مقنع ہے جسکے حالات کتب تواریخ مین مذکور ہین[۱]

کیسانیہ

واضح ہو کہ کیسانیہ منسوب ہین کیسان کی طرف کہ حسب تحقیق صاحب صحاح و قاموس وغیرہ اہل لغت نام ہے مختار بن ابو عبید ثقفی کا جو واسطے بدلہ لینے حسین علیہ السلام کے کھڑا ہوا تھا مگر ارباب تواریخ کی یہ رائے ہے کہ کیسان[۲] حضرت علی بن ابی طالب کا غلام تھا اونکی وفات کے بعد محمد بن حنفیہ کی رفاقت مین رہا اور علوم غریبہ اوس نے حاصل کئے غنیہ مین لکھا ہے کیسانیہ ان چار شخصون کی امامت کے قائل ہین حضرت علی امام حسن امام حسین محمد بن حنفیہ مگر اس فن کی کتب سے عموماً فرقہائے کیسانیہ کے خیالات ترتیب ائمہ کے بارے مین ایسے نہین ثابت ہوئے۔ اور صواعق محرقہ مین لکھا ہے کہ کیسانیہ کے نزدیک اللہ پر تکلیف واجب ہے اور خطط الآثار مین آیا ہے کہ کیسانیہ بدء کے جواز کے اللہ پر قائل ہین یہ کل سات فرقے ہین انمین قدر مشترک محمد بن حنفیہ کی امامت کا قائل ہونا ہے یہ محمد حضرت علی کے بیٹے تھے ابن حنفیہ اسوجہ سے

[۱] تاریخ ابو الفدا مین مقنع کے حالات مین لکھا ہے وکان لا یسفر عن وجہہ بل اتخذ لہ وجہا من ذہب فتقنع بہ ولذلک قیل لہ المقنع یعنی مقنع اپنا مونہہ نہین کھولتا تھا بلکہ اوس نے ایک مونہہ سونے کا بنوالیا تھا جس سے اپنے مونہہ کو چھپائے رہتا تھا اسی لئے اوسے مقنع کہنے لگے تھے مقنع مین میم مضموم اور قاف مفتوح اور نون مشدد مفتوح ہے اور مقنع مقعد کے وزن پر غلط ہے مقنع بروزن مقعد اوس گواہ کو کہتے ہین جو نہایت ثقہ ہو اوسکی گواہی اور اوسکا بیان کافی سمجھا جاوے اور مقنع منبر کے وزن پر اوڑھنی اور دوپٹہ کو کہتے ہین۔ ۱۲ [۲] کیسان نام شخصے از چیلہائے سید اکبر حسن مجتبی بود از تحفہ اثنا عشری اور ملل و نحل و شہرستانی مین ہے کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا غلام تھا منتہی المقال فی احوال الرجال مین کشی کی کتابون سے نقل کیا ہے کہ اصبغ ابن بناتہ سے مروی ہے کہ ایک بار مین نے مختار کو حضرت علی کی گود مین بیٹھا دیکھا اور آپ اوس کے سر پر ہاتھ پھیر پھیر کر فرماتے تھے یا کیس یا کیس اور تعلیقہ مین بھی اسی طرح ہے اور

کہلاتے ہین کہ اونکی مان ایک عورت حبشیہ فام خولہ بنت جعفر نام قوم بنی حنیفہ سے تہین ۶۵ سال کی عمر پاکی سنہ ۸۱ھ مین انتقال کیا۔

ایک کیسانیہ - جو منسوب ہین کیسان مذکور کی طرف یہ شخص حضرت امام حسین کی شہادت کے بعد بہت سے مسلمانون کو موافق کرکے واسطے بدلہ لینے امام حسین کے کھڑا ہوا تہا مگر دشمنون پر کامیاب نہوا آخر کار ہار گیا یہ کیسان اور اس کے معتقد امام حسن علیہ السلام کی امامت کے منکر تھے انکا یہ عقیدہ تہا کہ امام بعد جناب امیر کے محمد ابن حنفیہ ہین اس لئے کہ جناب امیر نے جنگ جمل و صفین مین نشان انکے ہاتھہ مین دیا تہا اور امام حسن نے معاویہ سے صلح کرلی تھی تو امامت کے لیاقت سے خارج ہوگئے تھے اور امام حسین نے صلح کے باب مین بھائی کی پیروی کی تو وہ بھی امامت کے لایق اس کے نزدیک نرہے تھے اس فرقہ کا ظہور سنہ ۶۴ ہجری مین ہوا تہا۔

دوسرے مختاریہ - یہ لوگ مختار ابن عبید بن مسعود ثقفی کے متبع ہین جسکو بعد قتل کیسان کی اوس کے پیروون نے رئیس بنایا تہا یہ سنہ ۶۶ ہجری مین واسطے بدلہ لینے حسین علیہ السلام کے کھڑا ہوا اور کوفہ پر غالب آیا اور جم غفیر نے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ اور طلب انتقام خون امام ہمام پر مختار کے ساتھہ بیعت کی تھی اور اس نے شمر ذی الجوشن اور خولی اصبحی کو جسنے سر امام حسین کا بدن سے جدا کیا تہا اور عمر بن سعد بن ابی وقاص کو کہ منجملہ مقاتلین امام ہمام سے تہا اور ابن عم عبید اللہ بن زیاد حاکم عراق کو بھی بہت سے کشت و خون کے بعد قتل کیا اور مفتاح النجا مین مذکور ہے کہ واقعہ مختار مین ملک شام کے ستتر ہزار آدمی کام آئے اور

حاشیہ بقیہ صفحہ ۱۹۲ - اور کیس جید کے وزن پر زیرک کے معنے مین ہے اور کشی نے مختار کے ذکر مین کہا ہے کہ انکا لقب کیسان اسلئے مقرر ہوا کہ اوسکی ایک افسر الوجم کا یہ نام تہا پھر مختار کو ہی اس افسر کی وجہ سے کیسان کہنے لگے اور بعض کہتے ہین کہ کیسان حضرت علی کے غلام کا نام تہا اوسی نے مختار کو حضرت امام حسین کے خون کا بدلہ لینے کو آمادہ کیا تہا اس لئے مختار بھی کیسان مشہور ہوگیا ۱۲ منہ لہ انوار النعمانیہ فضائل السودان المحبش کے باب ۲۴ مین ابو الفرج ابن جوزی نے کہا ہے ام محمد الحنفیہ

اسی نے رسم ماتم عاشورہ و نوحہ و شیون کی جاری کی سنے تا کہ شیعہ میری جانب داری مین
کوتاہی نکرین اور ایک کرسی کی تعظیم و تکریم کرانے لگا کہتا تہا یہ کرسی جناب امیر کی ہے اور
نام اوسکا تابوت سکینہ رکہا تواریخ مین لکہا ہے کہ یہ کرسی طفیل بن جعدہ ایک روغن فروش
کی دوکان سے اوٹہا لایا تہا امیر المومنین کی نہ تہی پہر کہنے لگا مجہے علم غیب ہے اور جبرئیل میرے
پاس آتے ہین اور اللہ پاک کے لئے دو باتہ ثابت کرتا تہا اور کہتا تہا کہ اللہ تعالی نے
مجہہ مین حلول کیا ہے ان بدعات کی وجہ سے سنہ ۶۷ ہجری مین مصعب برادر عبد اللہ بن
زبیر کے ہاتہہ سے جو امام حسین کے داماد اور بی بی سکینہ دختر امام شہید کی شوہر تہے
کوفہ مین شکست پاکر مارا گیا اور ترمذی نے عبد اللہ ابن عمر سے جو روایت کی ہے کہ آنحضرت
نے فرمایا ہے فی ثقیف کذاب و مبیر یعنی قوم بنی ثقیف مین ایک بڑا جہوٹا اور ایک مفسد و
ہلاکو ہوگا اسیطرح ابو نوفل معاویہ بن مسلم تابعی سے مسلم نے جو روایت کی ہے کہ جب
حجاج نے عبد اللہ ابن زبیر کو سولی دی تو اسما اون کے والدہ نے کہا کہ آنحضرت نے
ہم سے بیان کیا تہا ان فی ثقیف کذابا و مبیرا سو علما کذاب کو اسی مختار پر اور مبیر کو حجاج بن
یوسف پر حمل کرتے ہین مختار اگرچہ صاحب علم و فضل تہا مگر صحابی نہ تہا ہان اسکا باپ جلیل القدر
صحابیون مین سے تہا اور پہلے مختار اہل بیت سے نہایت دشمنی رکہتا تہا یہانتک کہ
اونکی عداوت مین مشہور تہا اور بعد از شہادت امام حسین اظہار محبت کیا اور یہ سب واسطے
طلب دنیا اور طلب امارت کے تہا چنانچہ ملل و نحل مین شہرستانی کہتا ہے کہ مختار پہلے خارجی
تہا پہر زبیری بنا پہر شیعی اور کیسانی ہوگیا۔ قصہ مختصر مختار اور اوس کے متبعین جناب
امیر کے بعد بلا فاصلہ محمد بن حنفیہ کو امام اور مہدی جانتے تہے اور بعض نے لکہا ہے کہ مختار
امام حسن اور امام حسین کی امامت کے بہی مقر تہے اور کہتے تہے کہ امام حسین کے بعد

لہ دیکہو طبقات و دول اسلام مولفہ ذہبی۔ ۱۲ لہ شرح الابرار کی عبارت یہ ہے قیل انہ کان یقول ان جبرئیل ینزل
علیہ قیل کان یقول ان اللہ تعالی حل فیہ ۱۲

کار امامت محمد بن حنفیہ سے متعلق ہوگیا ہے مختاریہ وہی لوگ تھے جنہیں کیسانیہ کہا کرتے تھے مختار نے انکا نام مختاریہ مقرر کردیا تہا جبکہ مختار مارا گیا اور لوگ اوس کے افعال واقوال پر نکتہ چینی کرنے لگے تو مختاریہ نے دوبارہ اپنے آپکو کیسانیہ مشہور کردیا جب محمد بن حنفیہ نے انتقال کیا تو کیسانیہ امامت مین مختلف ہوگئے او بعض نے کہا رجوع امر امامت کا بعد اونکی طرف اولاد امامین حسن حسین کے ہوگیا بعض نے کہا کہ امامت طرف ابو ہاشم عبداللہ بن محمد بن حنفیہ کے منتقل ہوگئی۔

تیسرے کربیہ۔ اصحاب ابوکریب ضریر ہین یہ لوگ حضرت علی مرتضے کے بعد محمد بن حنفیہ کو امام جانتے ہین اس لئے کہ اونہون نے نشان لشکر بصرہ مین اونکو دیا تہا اس امر کو محمد بن حنفیہ کے امامت پر نص مانتے ہین اور انکا زعم یہ ہے کہ محمد بن حنفیہ زندہ ہین مرے نہین مدینہ کے پاس کوہ رضوی کی ایک دری مین اپنے چالیس اصحاب کے ساتھ مخفی ہین اور اونکے پاس دو چشمے قدرت سے شہد و پانی کے جاری ہوگئی ہین امام منتظر و مہدی موعود وہی ہین وہ ظہور کرین گے تو سارا عالم عدل سے بھر جائیگا کثیر شاعر کہ اونکا ایک شیعہ ہے کہتا ہے ؎ الا ان الائمۃ من قریش ٭ ولاۃ الامر اربعۃ سواء ٭ فسبط سبط ایمان وبر ٭ وسبط غیبتہ کربلاء ٭ وسبط لا یذوق الموت حتی ٭ یقود الخیل تقدمہ اللواء ٭ یغیب فلا یرے فیہم زمانا ٭ برضوی عندہ عسل وماء ٭ بعضے کہتے ہین کہ یہ شعر اسمٰعیل بن محمد حمیری کے ہین جسکا لقب سید ہے کہ وہ پہلے کیسانی تہا پھر اس عقیدہ کو ترک کرکے دین جعفر مین آگیا اور ایک قصیدہ اپنے توبہ اور انابت کے باب مین لکہا جسکا ایک شعر یہ ہے ؎ تجعفرت باسم اللہ واللہ اکبر ٭ وایقنت ان اللہ یعفو ویغفر ٭ اور یہ لوگ اکثر جمعہ کی راتون کو اوس پہاڑ مین جمع ہوکر عبادت کیا کرتے تھے شیعون مین سے پہلے جو شخص صاحب الزمان کے مخفی ہونے کا قائل ہوا ہے وہ یہی ابوکریب ہے

عجیب نام فاطمہ بنیاد دشمنون کی خوف سے چھپ گئے ہین پھر ایک مدت کے بعد ظاہر ہونگے۔

اور زمین کو عدل سے بہر دین گے اور یہ بات پہر شیعون مین خوب رائج ہو گئی اور جو امام حسن شیعون کی مرضی کے موافق تہا وہ اسی کو صاحب الزمان جانکر دشمنون کے خوف سے اوسکی غایب ہو جانے کے مقر ہو گئے

چوتہے اسحاقیہ یہ لوگ اسحاق بن عمر کی طرف منسوب ہین یہ محمد بن حنفیہ کی موت کے قائل ہین اور انکا عقیدہ تہا کہ امامت محمد بن حنفیہ کے وفات کے بعد اونکے بیٹے ابو ہاشم عبد اللہ کی طرف انتقال کیا ابو ہاشم کے بعد اونکے اولاد مین امامت کو منتقل جانتے ہین اور کہتے ہین کہ ہر ایک باپ اپنے بیٹے کے لئے وصیت کرتا گیا تہا استفادہ از تحفہ اثنا عشری۔ شہرستانی نے ملل و نحل مین کہا ہے کہ جو لوگ محمد بن حنفیہ کے بعد امامت کو اونکے بیٹے ابو ہاشم مین مانتے ہین اونکا نام ہاشمیہ ہے انکا اعتقاد یہ ہے کہ ابو ہاشم عبد اللہ کو محمد بن حنفیہ سے اسرار علوم پہونچے تھے اور آنکو نفسون پر آفاق کے مطابق کرنے کے طریقے اور تنزیل کی تاویل اور ظاہر کو باطن سے ملانے کے حالات معلوم ہوئے تھے انکے نزدیک ہر ظاہر کے لئے باطن ہے اور ہر شخص کے لئے روح ہے اور ہر تنزیل کے لئے تاویل ہے اور جو مثال اس عالم مین موجود ہے اوس کے لئے اوس عالم مین حقیقت موجود ہے اور جسقدر حکمتین اور اسرار آفاق مین منتشر ہین وہ سب ایک شخص انسانی مین موجود ہین اور وہ وہ علم ہے جو علی علیہ السلام نے اپنے بیٹے محمد بن حنفیہ کو بتایا تہا اور انہون نے وہ اسرار اپنے بیٹے ابو ہاشم کو سکہلائے اور جس شخص مین یہ عالم مجتمع ہو وہ امام برحق ہے اور بعد انتقال ابو ہاشم کے ہاشمیہ مین اختلاف پیدا ہو کر پانچ فرقے ہو گئے (۱) ایک فرقہ کہتا ہے کہ ابو ہاشم جب ملک شام مین سلیمان ابن عبد الملک کے پاس گئے اور اوسنے اونکو دودہ مین زہر دلوایا اور جب قریب المرگ ہوئے تو حمیمہ کو (بضم حائے حطی) کہ ارض شراۃ (بہ شین معجمہ) ضلع بلقا ملک شام مین ایک مقام کا نام ہے محمد ابن علی بن عبد اللہ بن عباس کے پاس چلے گئے امامت کے لئے اونکے حق مین وصیت کی تہی اور اس گہرانے مین امامت ابو العباس تک جاری رہی یہ لوگ کہتے ہین کہ خاندان عباس خلافت کے

زیادہ مستحق ہے کیونکہ نسب مین رسول علیہ السلام کے ساتھ اتصال رکھتے ہین اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی تو عباس رضی اللہ عنہ وراثت کے لئے اولی تھے (۲) دوسرے فرقے نے کہا کہ ابو ہاشم کے بعد امامت اونکے بھتیجے حسن بن علی بن محمد بن حنفیہ کو پہونچی (۳) تیسرے فرقہ نے کہا کہ ابو ہاشم نے اپنے بھائی علی بن محمد بن حنفیہ کے لئے وصیت کی تہی انکی راے یہ ہے کہ امامت محمد بن حنفیہ کے گھرانے مین سے غیر لوگون کی طرف نہین آئی۔ (۴) چوتھے فرقے نے یہ کہا کہ ابو ہاشم نے عبد اللہ بن حرب کندی کے لئے امامت کی وصیت کی تہی اور امامت بنی ہاشم سے نکلکر عبد اللہ کو پہونچی (۵) پانچوین وہ لوگ ہین جنہون نے عبد اللہ بن حرب کندی مین بدیانتی اور کذب وخیانت پاکر اوس سے قطع تعلق کیا اور کہنے لگے کہ عبد اللہ ابن معاویہ بن عبد اللہ بن جعفر بن ابی طالب امام ہین۔ اصحاب عبد اللہ بن معاویہ اور اصحاب محمد بن علی کے درمیان معاملہ امامت مین بڑا اختلاف ہے ہر ایک دعوی کرتا ہے کہ ابو ہاشم نے ہمارے مقتدا کے حق مین وصیت کی تہی اب ہم دونون عبد اللہ اور محمد بن علی کے فرقون کے حالات علیحدہ علیحدہ بیان کرتے ہین:-

پانچوین حربیہ جو کندیہ کے لقب سے بھی ملقب ہین یہ لوگ عبد اللہ بن حرب کندی کے پیرو ہین جو اسحاقیہ مین سے ایک سرگروہ تہا اور ابو ہاشم بن محمد بن حنفیہ کے بعد عبد اللہ بن حرب کو امام جانتے ہین کہتے ہین کہ اوسکی امامت کے لئے ابو ہاشم نے وصیت کردی تہی اور ابو ہاشم کی روح نے عبد اللہ مین حلول کیا ہے۔ یہ عبد اللہ صاحب علم و دیانت نہ تہا اسکا یہ مذہب ہے کہ روحین ایک شخص سے دوسرے شخص مین تناسخ کرتی ہین اور روح کو ثواب و عذاب اسے تناسخ اور تبدیل ابدان کی ذریعہ سے ہوتا ہے اور دعوی کرتا تہا کہ حضرت عیسی کی روح نے مجھہ مین حلول کیا ہے اور الوہیت اور نبوت کا مدعی تہا اور کہتا تہا مجھے علم غیب ہے اوسکے شیعہ اوسکی عبادت کرتے تھے اور قیامت کا انکار کرتے تھے کہتے تھے تمام قیامتہ دنیا مین ہوتا ہے اور ثواب و عذاب انہین اشخاص مین ہوتا رہتا ہے اور قرآن مین جو

آیت ہے لیس علی الذین آمنوا وعملوا الصالحات جناح فیما طعموا الخ۔ یعنی جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کئے اونپر گناہ نہین جو پہلے کہا چکے جب آگے ڈرے اور ایمان لائے اور نیک کام کئے پھر ڈرے اور ایمان لائے پھر ڈرے اور نیکی کی اور اللہ دوست رکہتا ہے نیکی کرنے والون کو اس آیت مین عبد اللہ یون تاویل کرتا تہا کہ جو شخص امام تک پہونچ گیا اور اوسے پہچان لیا اوس سے تمام شرعی احکام اور حرج ساقط ہوجاتے ہین جو کچہہ چاہے کہائے اوسپر کوئی گناہ نہین وہ کامل ہے اور مقصد اعلیٰ کو پہونچ گیا ہے شہرستانی کہتا ہے کہ اس گمراہی سے مذہب خرمیہ اور مزدکیہ عراق مین پیدا ہوا جب عبد اللہ نے خراسان مین انتقال کیا تو اوس کے بعضے اصحاب کہنے لگے وہ ابہی نہین مرا ہے زندہ ہے رجوع کرے گا اور کچہہ کہنے لگے کہ وہ مرگیا اوسکی روح نے اسحاق بن زید بن حارث انصاری مین حلول کیا ہے یہ لوگ حارثیہ کہلاتے تہے حارثیہ کہتے ہین آرام سے زندگی بسر کرنا چاہئے کسی پر کوئی تکلیف نہین انہون نے تمام محرمات کو مباح قرار دیدیا،

۱؎ وعنہ نشأت الخرمیۃ والمزدکیۃ بالعراق ۱۲ ملل ونحل شہرستانی - ۱۲ ۲؎ دبستان المذاہب مین لکہا ہے کہ مزدکیہ منسوب ہین مزدک کی طرف یہ شخص قباد شہنشاہ ایران کے عہد مین تہا نوشیروان نے اوسکو مروا ڈالا وہ کہتا تہا کہ دنیا کے دو صانع ہین خیر کا فاعل یزدان ہے اور شر کا اہرمن یزدان نور ہے اور اہرمن ظلمت اسکا یہ مذہب تہا کہ آدمیون مین فساد کا سبب مال اور عورات ہین اس لئے عورتون کو آزادی دینا چاہئے اور مال مباح کرنا چاہئے اس نے تمام آدمیون کو مال اور عورتون مین شریک کردیا جیسا کہ پانی اور آگ مین شریک ہین کہتا تہا نہایت ستم کی بات ہے کہ ایک آدمی کی زوجہ تو حسین عورت ہو اور دوسرے کی بدصورت پس عدالت اور دینداری کا مقتضا یہ ہے کہ آدمی اپنی خوبصورت عورت کو تہوڑے دن کے واسطے اوس آدمی کے تصرف مین دیدے جسکی عورت بدنما ہے اور اوس کی بدنما عورت کو اوس مدت تک اپنے پاس رکھے اور یہ بیرحمی کی بات ہے کہ ایک شخص مرفہ حال ہو اور دوسرا تنگدست اس لئے مناسب ہے کہ اپنے مال باہم نصفا نصفی بانٹ لین اور جو کوئی مال رکھنے کی قابلیت نرکہتا ہو مثلا دیوانہ ہو یا مسرف ہو تو اوس کو اپنے مکان پر رکھکا پہر طرح اوس کی آسایش کا سامان مہیا کردینا چاہئے اور جو اس تقسیم پر راضی نہو وہ اہرمنی ہے اوس سے بزور چہین لینا چاہئے محمد قلی کرد اور اسماعیل بیگ گرجی اور احمد تہرانی اسی مذہب پر گذرے ہین اور تہران ایک موضع ہے اصفہان کے علاقہ مین اور ان سے سنا گیا کہ اب مزدکیان زردشت کے دین مین ہین اہل اسلام مین

چہپکر اپنے دین پر چل رہی ہین اور فرہاد اور شیراب اور آئین ہوش بہی اس

مذہب پر تہے فرہاد نے اہل اسلام کے سامنے اپنا نام

محمد سعید ظاہر کیا تہا اور شیراب نے شیر محمد

اور آئین ہوش نے محمد قلی

چھٹے عباسیہ یہ لوگ کہتے ہین کہ ابوہاشم بن محمد حنفیہ کے بعد امامت حضرت علی بن ابی طالب کے گھرانے سے نکل گئے اور اولاد عباس عم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق ہو گئی۔ چنانچہ محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس کو امام بتانے لگے اور پھر اونکی اولاد کو امام جاننے لگے یہانتک کے منصور دوانقی تک امامت اس خاندان مین قایم جانتے تھے اور خدا کی شان کہ جو خیالی پلاؤ اپنے ذہنون مین یہ لوگ پکار ہے تھے وہ خاندان عباسیہ مین وقوع مین آگیا اور مرتبہ امامت کو پہونچ گئی مگر تعجب یہ ہے کہ یہ صرف منصور عباسی ہی تک امامت کے قائل ہین۔

ساتوین طیاریہ انکا عقیدہ یہ تہا کہ ابوہاشم بن محمد حنفیہ نے عبداللہ بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر بن ابوطالب کے لئے امامت کی وصیت کردی تھی اسی لئے بعد ابوہاشم کے عبداللہ امام ہین۔ اور طرفہ یہ ہے کہ کیسانیہ جن لوگون کو امام بتاتے تھے وہ اس دعوے سے انکار کرتے اور کہتے تھے کہ یہ لوگ ہمارے اوپر افترا کرتے ہین کیسانیہ اس کے جواب مین کہتے تھے کہ یہ انکار ہمارے ائمہ کا بوجہ خوف جان کے ہے دشمنون کے ڈر سے تقیہ کرتے ہین کیونکہ ابھی مروانیہ مدینہ کے حاکم ہین اونکی طرف سے اندیشہ ایذا کا ہے بعد اس کے مذہب تشیع مین تقیہ کی رائے نے بہت رواج پالیا۔

تذکرہ کتاب دوم ناسخ التواریخ کی جلد سوم کے صفحہ ۴۰ مین لکھا ہے کہ جماعت کیسانیہ مین سے ایک فرقہ کو حسانیہ کہتے ہین یہ حسان سراج کے اصحاب ہین انکا قول یہ ہے کہ امام چار ہین امیرالمومنین علی اور امام حسن اور امام حسین امام ہین اور چوتھے محمد بن حنفیہ ہین۔

اسماعیلیہ

انکا اعتقاد ہے کہ امامت بعد وفات جعفر صادق کے اونکے پسر کلان اسماعیل مین جو اسماعیل الاعرج کرکے معروف ہین موقوف ہے اسواسطے کہ امام جعفر نے اونکی امامت کے لئے کہدیا تہا کہ ان ہذا الامر فی الاکبر مالم یکن به عاہة اور سب اولاد امام جعفر مین وہ نجیب بھی ہین اسلئے کہ اونکی مان جنکا نام فاطمہ ہے حسن بن حسن بن علی بن ابوطالب کی بیٹی ہین حالانکہ اسماعیل جنکی کنیت ابومحمد ہے

امام جعفر کے سامنے عریض مین کہ مدینہ مین ایک وادی ہے جہان اہل مدینہ کے اونٹ چرتے ہین مرگئے تھے اور وہان سے اونکی لاش مدینہ مین لائی گئی اور ۱۳۳ھ مین بقیع الغرقد مین جو مدینہ کا ایک قبرستان ہے مدفون ہوئے تھے اور روالد اونکے بیس برس تک زندہ رہے۔ کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ مین مذکور ہے کہ اسماعیل امام جعفر صادق کی ساری اولاد مین بڑے تھے اور اونکے ساتھ امام موصوف کو بیحد محبت تھی اس لئے اکثر شیعہ کو یہ خیال تہا کہ بعد باپ کے یہی امام ہونگے کیونکہ سب اولاد مین یہ بڑے بھی تھے اور باپ کو اونسے محبت بھی زیادہ تھی اور وہ انکی تکریم بھی کرتے تھے مگر جب وہ اپنے باپ کی حیات مین مقام عریض مین انتقال کرکے بقیع مین مدفون ہوگئے توان شیعہ نے اونکی امامت کے خیال کو دل سے دفع کردیا مگر بعضے ایسے شیعہ جنکو امام جعفر صادق سے کچھہ خصوصیت نہ تہی اور نہ اونکے راوی تھے بلکہ دور و دراز مقامات پر رہا کرتے تھے اُنکو یہی گمان رہا کہ اسماعیل ابھی زندہ ہین جب امام جعفر نے انتقال کیا تو شیعہ کے تین گروہ ہوگئے (۱) ایک گروہ نے امام موسیٰ کی امامت کو مان لیا (۲) دوسرے نے یہ جان لیا کہ اسماعیل زندہ نہین ضرور مرگئے ہین مگر اونکے فرزند محمد امام ہین اس لئے کہ امامت اونکے باپ مین تھے اور بیٹا بمقابلہ بھائی کے امامت کے لئے زیادہ حقدار ہے۔ (۳) تیسرا گروہ اسمٰعیل کی حیات کا مقررہا پس یہ پچھلے دونون فرقے **اسماعیلیہ** کہلاتے ہین اور پہلا فرقہ امامیہ مین شمار پاتا ہے۔ اسماعیلیہ کہتے ہین کہ امامت اسماعیل کی اولاد مین قیامت تک بنی رہے گی یہ اسماعیلیہ بھی امام کے بعد موت کے دنیا مین لوٹ آنے کے قائل ہین یہ گویا تناسخ ارواح کا قائل ہونا ہے اسماعیلیہ کہتے ہین کہ ایک جزو الٰہی نے ائمہ مین حلول کیا ہے حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کے بعد ائمہ بطریق وجوب مستحق امامت ہین جسطرح آدم علیہ السلام مسجود ملائکہ کے مستحق تھے یہی عقیدہ فاطمیین کا بلاد مصر مین تہا اور اسماعیلیہ کا زعم یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ قادر و مختار نہین ہے وہ جب کسی چیز کو پسند کرتا ہے تو وہ اوسکے بے اختیار موجود ہوجاتی ہے جیسے سورج سے شعاع بے اختیار نکلنے لگتی ہے اور نہ اللہ تعالیٰ صاحب ارادہ ہے

بلکہ جو کچھ اوس سے صادر ہوتا ہے وہ اوسکی ذات کو لازم ہے جیسے آگ کو گرمی اور آفتاب کو روشنی اور اسماعیلیہ کے نزدیک ائمہ مین عصمت ہونا شرط ہے یہی مذہب امامیہ کا ہے اسماعیلیہ کو بابکیہ بھی کہا کرتے ہین اسوجہ سے کہ بابک نام ایک عجمی آدمی تہا اوس نے جب زمانہ معتصم باللہ بن ہارون الرشید مین سنہ ٢٠١ ہجری مین آذربائجان مین خروج کیا تہا اور اہل اصفہان اور ہمدان نے اوسکی متابعت کر لی تھی تو اس فرقہ کے بہی بہت سے آدمی اوس کے شریک و معاون ہو گئے تھے اور اوس کو بابک خرم دین کہا کرتے تھے اس لئے کہ اوس نے اس دین کو اختراع کیا تہا تناسخ اور اباحت کا قائل تہا اور اوس کے اصحاب کو خرمیہ کہتے ہین خرم کے معنی فرخ کے ہین اسکا مذہب یہ تہا کہ آدمی اپنی ماں بہن بیٹی کے ساتھ نکاح کرنے کا مجاز ہے اسی لئے اس نے اپنے دین کا نام خرم دین یعنی دین فرخ رکہا تہا اور چونکہ محرمات کو حلال کر دیا تہا اس لئے اس کے فرقے کو خرمیہ بہی حائے حطی کے کسرے اور رائے مہملہ کے سکون سے کہتے ہین بعضے نسخوں مین اس لفظ کی جگہہ جرمیہ جیم کے فتح اور رائے مہملہ کے سکون سے آیا ہے خرمیہ مذہب تناسخ کے معتقد تھے کہتے تھے ارواح حیوان سے غیر حیوان کی طرف منتقل ہوتی ہین بابک جاویدان بن سہل رئیس بذ کی صحبت مین رہا کرتا تہا اوس کے انتقال کے بعد بابک نے یہ دعوی کیا کہ جاویدان کی روح مجہہ مین داخل ہوئی ہے اور خرمیہ باطنیہ کا بہی ایک لقب ہے۔ خلیفہ نے حیدر بن کاوس معروف بہ افشین کو اوس سے جنگ کرنے کے لئے مامور کیا جس کی کوشش سے بابک مغلوب ہو کر سنہ ٢٢٣ ہجری مین مارا گیا۔ اور اسماعیلیہ کا لقب محمرہ بہی ہے اور اس لقب کی وجہ یا تو یہ ہے کہ انہون نے بابک کی بیعت مین سرخ لباس پہننا اختیار کیا تہا یا جو مسلمان انسے مخالف تھے مذہب و اعتقاد مین اونہین حمیر کہا کرتے تھے۔ اسماعیلیہ تعلیمیہ بہی کہلاتے ہین وجہ اس کی یہ ہے کہ انکے نزدیک کسی شخص کو اللہ کی معرفت بغیر تعلیم امام کے حاصل نہین ہو سکتی ہر ایک شخص امام کی تعلیم سے اللہ کو پہچانتا ہے اسماعیلیہ کے کئی فرقے ہین جن مین قدمشتہ ک

یتے ہے کہ بعد حضرت جعفر صادق کے اسماعیل امام ہین۔

ایک مبارکیہ۔ یہ منسوب ہین مبارک کی طرف اور وہ محمد بن اسماعیل بن امام جعفر صادق کا غلام تہا اور خوشنویسی اور نقش و نگار اور دستکاری مین سرآمد روزگار تہا بعد انتقال اسماعیل اور محمد بن اسماعیل کے اوسنے کوفہ مین جاکر شیعہ کوفہ کو مذہب اسماعیلیہ کی طرف ترغیب دی اور اپنے پیروون کا نام مبارکیہ رکہا انکے نزدیک بعد اسماعیل کے محمد بن اسماعیل امام ہین اور محمد کو یہ لوگ خاتم الائمہ جانتے ہین اور سمجہتے ہین وہی قائم منتظر اور مہدی موعود ہین اس فرقہ کا ظہور سنہ ۱۵۹ ہجری مین ہوا اور بعضے اس فرقہ کو قرامطہ بہی کہتے ہین اس لئے کہ مبارک کا لقب قرمطہ تہا اور تحقیق اس کی مین آگے چلکر بیان کرونگا۔

دوسرا میمونیہ۔ یہ لوگ عبداللہ بن میمون قداح اہوازی کے متبع ہین مرات جہان نما مین محمد شفیع کا بیان ہے کہ امام فخرالدین رازی نے لکہا ہے کہ عبداللہ بن میمون قداح اہوازی امام جعفر صادق اور اونکے بیٹے اسماعیل کی خدمت مین رہا کرتا تہا اسماعیل کے انتقال کے بعد اونکے بیٹے محمد کے پاس رہنے لگا محمد کے ساتہ مصر کو بہی گیا محمد نے انتقال کیا تو کوئی بیٹا نہ چہوڑا مگر اونکی ایک کنیز کو حمل تہا ابن میمون نے اوس کنیز کو مار ڈالا ابن میمون کی کنیز بہی حمل سے تہی جب اس کے بیٹا پیدا ہوا تو یہ مشہور کردیا کہ یہ محمد کا بیٹا ہے اور بعد محمد کے یہی امام ہے صواعق محرقہ مین مذکور ہے کہ ابن میمون فنون شعبدہ و سحر و طلسمات خوب جانتا تہا مبارک نام غلام محمد بن اسماعیل کی صحبت مین مدتون رہا تہا جب مبارک اسکی صلاح سے کوفہ مین جاکر داعی مذہب اسماعیلیہ کا ہوا تو ابن میمون کوہستان عراق بہر شہر بصرہ مین گیا اور وہان کے لوگون کو بزور طلسمات و نیرنجات اپنا معتقد کرکے میمونیہ اونکا نام رکہا اور اپنے نائب جابجا روانہ کئے اسکا عقیدہ یہ تہا کہ قرآن و حدیث کے ظاہری مضمون پر عمل کرنا حرام ہے اور حشر کا اور جزا و سزا کا بہی منکر تہا اور اسی نے اول طریقہ باطنی نکالا کہ کہتا تہا نصوص قرآن و حدیث کے باطن پر عمل کرنا فرض ہے نہ اونکے ظاہر پر اسی واسطے اس کے فرقہ کو باطنیہ بہی کہا کرتے ہین

جب اس نے عراق کے کوہستانیوں کو بہکا لیا تو خلف نامی ایک شخص کو اپنا نائب کر کے خراسان اور قم اور کاشان اور طبرستان کی طرف بھیجا تھا خلف نے وہاں کے لوگوں کو مذہب میمونیہ کی طرف دعوت کی اور کہا کہ اہل بیت کا یہی مذہب ہے مسلمانوں نے اپنی طرف سے مذہب تراش لئے ہین تکلفات اور تشریعات کی تنگی مین پہنس گئے ہین اور لذتوں اور مزوں سے محروم ہو رہے ہین اوس نے نیشاپور کے بعض دیہات مین سکونت اختیار کر لی جب رؤسائے اہل سنت کو خلف کی ان باتون کی خبر پہونچی تو اوس کے قتل کی فکر کی وہ چہپکر رے کی طرف چلا گیا اور وہان کے لوگون کو اغوا کرنے لگا خلف کی انتقال کے بعد احمد نام اوسکا بیٹا باپ کا جانشین ہوا اس نے غیاث نامی ایک شخص کو جو نہایت فصیح و بلیغ اور شاعر اور مکار و غدار تھا اپنا نائب بنایا اور عراق کی طرف بھیجا اس شخص نے پہلی پہل ایک کتاب اصول مذہب باطنیہ مین تصنیف کر کے اوسکا نام بیان رکھا۔ غیاث نے اس کتاب مین روزہ وضو نماز حج زکوۃ وغیرہ احکام کی معانی نہایت دلکش عبارتون مین بطور باطنیہ کے بیان کر کے اونپر لغت سے شواہد قایم کئے ہین اوس کتاب مین کہتا ہے کہ شارع کی یہی مراد ہے اور جو کچھ عوام نے سمجھا ہے بالکل غلط ہے اس کے وقت مین مذہب باطنیہ کو بڑی رونق ہو گئی تھی آدمیون کو یہ نئی روش جسمین کمال بے باکی تھی بہت پسند آئی ہزارون جاہل اوس کے معتقد ہو گئے اور دور و دراز ملکون سے اوسکے پاس لوگ آکر جمع ہو گئے یہ حادثہ سنہ ۲[illegible]ھ مین واقع ہوا۔ اسوقت مین تشیع مین فلسفہ اور الحاد ملگیا غیاث اسی کارروائی مین تھا کہ کسی نے اوسکو خبر دی کہ رؤسائے اہل سنت نے تیرے قتل کے لئے فکر کی ہے یہ خبر سنکر غیاث مرو شاہجہان کو بھاگ گیا۔ اور وہان چہپکر اپنے کام مین مشغول رہا مدت کے بعد پہر رے کا قصد کیا اور اہل سنت کے خوف سے دوبارہ وہان سے بھاگ نکلا اور راستے مین مر گیا عبد اللہ بن میمون قداح یہ خبر سنکر ازحد اندوہگین ہوا اور اسی غم مین مر گیا

تیسرا خلفیہ صواعق محرقہ مین لکھا ہے کہ یہ فرقہ خلف کا متبع ہے انکا عقیدہ یہ ہے کہ جو کچھ قرآن اور احادیث مین نماز روزہ زکواۃ حج وغیرہ کا ذکر ہے یہ سب چیزین معانی لغوی پر

معمول ہین یعنی جو کچھہ انکے معانی لغت سے سمجھے جاتے ہین وہی شارع کی مراد ہین کوئی اور معانی انکے مراد نہین مگر قیامت اور بہشت و دوزخ کے منکر ہین۔

چوتھا قرامطہ - غنیۃ الطالبین مین لکھا ہے یہ کہتے ہین محمد بن اسماعیل بن جعفر موافق وصیت اپنے باپ کے امام ہین اور محمد نہین مرے ہین وہی مہدی ہین اور زندہ ہین تاریخ ابو الفدا مین لکھا ہے کہ رئیس اور پیشوا اس فرقہ کا جس نے انکی دعوت اپنے مذہب کی طرف کی تہی کوفہ کے علاقہ مین ایک مقام پر بیمار ہو گیا وہان کا ایک آدمی اوسے اپنے مکان پر لیگیا جسے بسبب سرخی چشم کے کرمیتہ کہا کرتے ہین کہ گنوارون کی زبان مین یہ لفظ سرخی چشم کے معنی مین ہے جب شیخ قرامطہ کو آرام ہوا تو وہ بہی اوسی شخص کے نام کے ساتہہ مشہور ہو گیا پھر مخفف و معرب کر کے قرمط کہنے لگے اور علامہ ابن خلدون نے کہا ہے کہ فرقہ قرامطہ کی ابتدا اس طرح ہوئی ہے کہ ایک شخص کوفہ کے ضلع مین ۲۷۸ھ مین ظاہر ہوا جو نہایت زہد و ورع مین مشہور تہا لوگ اسے قرمط کہا کرتے تہے اس وجہ سے کہ وہ ایک بیل پر سوار ہوا کرتا تہا - جس بیل کے مالک کو کرمیتہ کہا کرتے تہے پس قرمطا اسی لفظ کرمیتہ کا معرب ہے اور بعضے کہتے ہین فرقہ قرامطہ کے سرغنہ کا نام حمدان اشعث اور لقب قرمط ہے اور حمدان کو قرمطا اس لئے کہتے ہین کہ وہ کوتاہ پا تہا چلنے مین قریب قریب قدم رکہتا تہا تاج اللغات مین لکھا ہے کہ قرمطیط زنجبیل کے وزن پر اوس شخص کو کہتے ہین جو قریب قریب قدم رکھے اور صواعق محرقہ مین لکھا ہے کہ فرقہ قرمطیہ جس شخص کی طرف منسوب ہے اوسکا نام حمدان بن قرمط ہے اور بعضے کہتے ہین کہ قرمطا ایک جگہہ کا نام ہے واسط کے علاقہ مین جہان حمدان رہا کرتا تہا اور روضۃ الصفا مین لکھا ہے کہ چونکہ قرامطہ کا ایک رئیس ابتدائی ظہور اس مذہب مین اپنے خط کو مقرمط یعنی گنجان اور باریک لکہا کرتا تہا اس لئے اوس گروہ کو قرامطہ کہنے لگے تاج اللغات مین مذکور ہے کہ قرمطت خفی طور پر اور گنجان لکہنے کو کہتے ہین صاحب نہایہ نے کہا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کا قول ہے فرج ما بین السطور و قرمط بین الحروف یعنی بین السطور مین کشادگی رکہو اور حروف کو گا مہہ کر در آور دلکہو اس شخص نے اپنے متبعین کا نام

قرامطہ رکھا تھا اور یہ لقب اوس کے ماننے والوں پر اتنا غالب و رائج ہو گیا کہ پھر کوئی آدمی ان کو
کو قرامطہ نہین کہتا تھا صرف اوسی کے پیرؤونکو قرامطہ کہا کرتے تھے والا قرامطہ لقب سارے
مبارکیہ کا ہے اس لئے کہ مبارک کا بھی یہ لقب بتاتے ہین اور قرمط لوگون کو دعوت کرتا تھا
اس بات کی کہ اہل بیت مین امام منتظر یعنی مہدی موجود ہین تم اونکی اطاعت کرو عباس نے
اوسکی متابعت کرلی ہیصم نے کہ کوفہ کا حاکم تھا قرمط کو پکڑ کر قید کر دیا تھا مگر کسی ترکیب سے قیدخانہ
سے نکلگیا اور لوگون پر ظاہر کیا کہ مجھے قید بند نہین روک سکتی ہے اور کہتا تھا کہ مین وہی
ہون جسکی بشارت احمد بن محمد بن حنفیہ نے دی تھی اور ایک تحریر لایا تھا جسکی نقلین قرامطہ نے
بڑی عقیدت کے ساتھ لی تھین جسمین بسم اللہ الرحمن الرحیم کے بعد یہ مضمون تھا کہتا ہے فرج
بن عثمان اور وہ رہنے والا قریہ نصرانہ کا ہے کہ وہ داعی ہے مسیح کا اور وہ مسیح عیسی ہے اور
وہی عیسی کلمہ ہے اور وہی مہدی ہے اور وہ مسیح احمد ابن محمد بن حنفیہ ہے اور وہ ہی جبرئیل ہے
اور تحقیق مسیح انسان کی صورت بن گیا اور کہا تحقیق تو ہی بلانے والا ہے اور تو ہی حجت ہے
اور تو ہی ناقہ ہے اور تو ہی دابہ ہے اور تو ہی یحیی بن زکریا ہے اور تو ہی روح القدس ہے اور بتایا اوسکو
کہ نماز چار رکعت ہین دو رکعت طلوع شمس کی قبل اور دو رکعت غروب آفتاب کے قبل اور اذان
ہر نماز مین یون دینا چاہئے اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر اشہد ان لا الہ الا اللہ اشہد ان لا الہ الا اللہ
اشہد ان آدم رسول اللہ اشہد ان نوحا رسول اللہ اشہد ان ابراہیم رسول اللہ اشہد ان عیسی رسول
اللہ اشہد ان محمدا رسول اللہ اشہد ان احمد بن محمد بن الحنفیہ رسول اللہ اور قبلہ بیت المقدس کی طرف
ہے اور جمعہ پیر کا دن ہے اوسدن کوئی کام نکرنا چاہئے اور ہر ایک رکعت مین استفتاح پڑھنا
چاہئے جو احمد بن محمد بن حنفیہ پر نازل ہوئی ہے بعد اوس کے رکوع مین جانا چاہئے اور وہ سورت
یہ ہے الحمد للہ بکلمتہ وتعالی باسمہ المنجد لاولیائہ باولیائہ قل ان الاہلۃ مواقیت للناس ظاہرہا لیعلم
عدد السنین والحساب والشہور والایام وباطنہا اولیائی الذین عرفوا عبادی سبیلی واتقونی
یا اولی الالباب وانا الذی لا اسئل عما افعل وانا العلیم الحکیم وانا الذی ابلو عبادی وامتحن خلقی فمن

صبر علی بلائی ومحبتی واختیاری ادخلتہ فی جنتی وادخلتہ فی نعمتی ومن زال عن امری وکذب رسلی
اخلدتہ مہانا فی عذابی والممت اجلی واظہرت امری علی السنۃ رسلی وانا الذی لم یعل جبار الا و
ولا عز الا ذللتہ وبئس الذی اصر علی امرہ ودام علی جہالتہ وقال لن نبرح علیہ عاکفین وبہ موقنین
اولئک ہم الکافرون — یعنی تمام تعریفین اللہ کے لئے ثابت ہین ساتھ کلمہ اوس کے
کے اور برتر ہے ساتھ نام اپنے کے اور قوت دینے والا ہے اپنے دوستون کو ساتھ دوستون
اپنے کے تو کہہ ہلال وقت ٹھہرے ہین واسطے لوگون کے ظاہر مین اونسے معلوم ہوتی ہے
تعداد برسون اور حساب اور مہینون اور دنون کے اور باطن ہلالون کا میری دوستون کے
لئے ہے ایسی دوست جنہون نے میرے بندون کو میری راہ بتلائی ہے اور ڈرو تم مجھ سے
اے صاحبان عقل اور مین وہ ہون کہ نہین سوال کیا جاونگا اوس چیز سے جو مین کرونگا اور مین
عالم ہون بردبار ہون اور مین وہ ہون کہ مبتلا کرتا ہون اپنے بندون کو اور امتحان کرتا ہون اپنی
مخلوق کا جو صبر کریگا میری بلا اور میری محبت اور میرے اختیار پر داخل کرونگا اوسے مین جنت
مین اور ہمیشہ رکھونگا اوسکو اپنی نعمت مین اور جسنے میرے حکم سے سرتابی کی اور میرے رسولون
کو جھٹلایا مین ... اوسکو ہمیشہ اپنے عذاب مین ذلیل رکھونگا اور اپنی اجل کو مین نے تمام کردیا ہے
اور مینے اپنے امر کو رسولون کی زبان سے ظاہر کردیا ہے اور مین وہ ہون کہ نہین تعلی کریگا کوئی سرکش
مگر پست کردونگا مین اوسے اور نہ کوئی زبردست مگر ذلیل کردونگا اوسے اور وہ آدمی برا ہے جو اپنے
کام پر اصرار کرے اور اپنی جہالت پر جا رہے اور یہ بات کہے کہ ہم اوس کام پر ٹھہرے ہین گے
اس تحریر مین جس فرج کا ذکر ہے یہ فرج بن عثمان قرامطہ کا داعی ہے اسکو قرامطہ ذکرویہ بن مہرویہ
کہا کرتے تھے اور قرمطہ نے اپنا نام قایم بالحق رکھا تھا بعض آدمیون کا خیال یہ ہے کہ قرامطہ فرقہ
ازارقہ کی رائے کو جو خوارج مین کا ایک گروہ ہے پسند کرتا تھا بہرصورت اول اول قرمطہ نے جنگل کے
رہنے والون کو جو بے علم بے عقل نیم وحشی تھے اپنے مذہب کی طرف بلانا شروع کیا وہ لوگ
اوسکی متابعت مین آگئے اور پھر اوسکے پیرون کی جماعت بڑھنے لگی اس کے پیرو اپنے

قول کو علم باطن کہتے ہین شرایع اسلامیہ کی تاویل کرتے ہین ظاہر سے طرف امور مزعومہ اپنے
کی پہیرتے ہین آیات قرآن کو ماول بتاتے ہین ۔

اُن کا دعوے اسباب مین ایک تاویل بعید ہے ۔ اور یہ لوگ حرام چیزون کو
مباح جانتے ہین الوالفدا مین لکہا ہے کہ شیخ قرامطہ کی شرایع مین سے یہ بات تہی کہ نبیذ
کو حرام اور شراب کو حلال بتاتا تہا اور جنابت یعنی ناپاکی کے بعد غسل کرنا اوس کے نزدیک
ضروری نہ تھا صرف وضو کر لینا کافی سمجہتا تہا اور اسنے حلال کیا تہا گوشت نیش والے درندہ کا
جو شکار کرتا ہو اپنے نیش سے اور اون طائر چنگل والے کا جو شکار کرتے ہون اپنے چنگل یعنی
ناخن سے جو فی الحقیقت حرام ہین اور پارسیون کے دو دنون مین اس نے روزہ رکہنا تجویز کیا تہا
ایک نوروز کے دن دوسرے مہرگان کے دن کہ وہ نام ہے ماہ مہر کی سولہوین تاریخ کا ترجمہ الجلیس
مین لکہا ہے کہ ۳۰۱ھ کو صنعا مین ایک قرمطی داخل ہوا اوسکا نام علی بن فضل تہا یہ شخص یمنی
نسب کا خنفری تہا کہ خنفر بن سبا الاصغر کی اولاد مین سے تہا اس زمانہ مین صنعا مین کا حاکم مکتفی بن
معتضد عباسی کی طرف سے اسعد بن ابی یعفر تہا یہ قرمطی نہایت بد مذہب تھا اس کو نبوت
کا دعوے تہا اوس کی مجلس مین ایک شخص پکار کر کہتا اشہد ان علی بن الفضل رسول اللہ اس نے
اپنے دوستون کے لئے شراب پینا اور بیٹیون کے ساتھ نکاح کرنا مباح کر دیا تھا اور جب اپنے
کسی معتقد کو کچہ تحریر کرتا تو مضمون تحریر کا یون ہوتا من باسط الارض وداحیہا و مزلزل الجبال ومرسیہا علی
بن الفضل الی عبدہ فلان یعنی یہ تحریر ہے زمین کی پہیلانے اور ہلانے والی اور پہاڑون کے
ہلانے اور ٹھہرانے والی علی پسر فضل کی جانب سے فلان بندے کے نام اس نے
اپنے مذہب مین تمام حرام چیزون کو حلال کر دیا تہا بعض اشراف بغداد نے اوسکی ہلاکت کی
فکر کی اور ۳۰۳ھ مین زہر دیکر مار ڈالا ۱۹ برس تک اسکی آفت برپا رہی اور تاریخ الخلفا مین سیوطی نے
اور طبقات دول اسلام مین ذہبی نے ۳۰۹ھ کی حالات مین لکہا ہے کہ خلیفہ مقتدر عباسی
کے عہد مین حلاج کو اونٹ پر سوار کرا کر تشہیر کی پھر اونہین لٹکا کر منادی کرائی گئی کہ یہ فرقہ قرامطہ کا

یہ دیکھو جلد اول ملل و نحل شہرستانی [illegible] و تتمہ الالباب [illegible] ۲۱ صفحہ

داعی ہے اور قید کر دیا یہانتک کہ سنہ ۳۰۹ھ مین قتل کروا ڈالا اور لوگون مین یہ بات مشہور ہوئی کہ یہ الوہیت کا مدعی تھا اور حلول کا قائل تھا وفیات الاعیان مین ابن خلکان نے حلاج کے حال مین لکھا ہے کہ ماہ ذیقعدہ سنہ ۳۰۹ھ مین وزیر نے حلاج کے قتل کا حکم دیا تو جیل خانہ سے اونہین نکالکر باب الطاق ۔۔۔ گئے اور وہان ہزارون آدمی جمع ہو گئے جلاد نے اونکے ہزار کوڑے لگائے پہر ۔۔۔ ہاتہ پاؤن کاٹے پہر سر کاٹا اور بدن کو اونکے جلا دیا اور راکہ کو دجلہ مین ڈلوا دیا اور سر کو بغداد مین پل پر لٹکا دیا اونکے معتقد خیال کرتے تھے کہ وہ دنیا مین چالیس دن کے بعد رجوع کرینگے جب اتفاق سے دجلہ مین پانی بڑھگیا تو یہ لوگ سمجہنے لگے کہ یہ حلاج کی راکہ کا اثر ہے اور بعض معتقد کہتے تھے کہ حلاج نہین مارے گئے بلکہ اونکے شبیہ یعنی اونکے دشمنون کے سامنے پیدا ہو گئی تھی ۔ اس کے بعد کہا ہے کہ امام الحرمین جوینی نے کتاب الشامل فی اصول الدین مین لکھا ہے کہ ان تین شخصون نے باہم صلاح اور وصیت کی تہی کہ سلطنتون کو لوٹ دو اور ممالک مین فساد پہیلا دو اور تمام آدمیون کی تالیف قلوب کر کے اونکو مرتد کر دو اور ہر ایک نے یہ چاہا تھا کہ ایک ایک ملک مین یہ جال پہیلا دین اونمین سے جنابی نے ممالک احسا مین اور ابن مقنع نے ممالک ترک مین اور حلاج نے علاقہ بغداد مین مکر و ارتداد کا جال بچہا دیا تہا اسی لئے حلاج مار ڈالا گیا ابن خلکان کہتا ہے کہ اس روایت کی صحت مین کلام ہے اس لئے کہ یہ تینون ایک وقت مین جمع نہ تھے اگرچہ جنابی کا اور حلاج کا ایک عہد تہا اس لئے اونکا جمع ہونا ممکن ہے مگر یہ تحقیق نہین کہ وہ دونون جمع ہوئے اور باہم ملے بہی یا نہین اور مراد جنابی سے ابو طاہر سلیمان بن ابو سعید حسن بن بہرام قرمطی رئیس قرامطہ ہے اور ابو الفدا نے اپنی تاریخ مین لکھا ہے کہ حسین بن منصور حلاج حامد وزیر مقتدر کی وجہ سے مارے گئے کہ اوس کو حسین کے قتل پر بڑا اصرار تہا وزیر نے حسین سے بہت بحث کی مگر کوئی بات اونکے منہہ سے ایسی نہ نکلی جو شرع اسلام کی خلاف سمجہی جاتی آخر کار حسین کی تالیفات مین سے ایک کتاب ملی جسمین مرقوم تہا جب

مسلمان حج کا ارادہ کرے اور وہ اوس سے بن نہ پڑسکے تو اپنے مکانون سے ایک کوٹھری
پاک صاف منتخب کرے اور اوسمین کوئی شخص نہ گھسے جب حج کے دن آئین تو یہ شخص اوسکا
طواف کرکے جو کچھ حجاج عمل کرتے ہین وہ یہ بھی کرے پھر تیس یتیم اوس کوٹھری مین جمع کرکے اچھا
کھانا جو اوس سے ہوسکے اونکو کھلاوے اور کپڑے پہناوے اور ہر ایک کو سات درم
دیوے یہ شخص منزلے اوس شخص کے ہوگا جس نے حج کیا ہے وزیر نے یہ کتاب قاضی ابو عمر
کو سنوائی قاضی نے حسین سے دریافت کیا کہ یہ تم نے کہان سے لکھا ہے اونھون نے کہا
حسن بصری کی کتاب اخلاص سے قاضی کے منھہ سے نکل گیا کہ اے حلال الدم (کشتنی)
مینے وہ کتاب مکہ مین پڑھی ہے اوسمین یہ کہان ہے وزیر نے قاضی کا وہ لفظ پکڑ لیا اور اصرار
کرکے حسین کے مباح الدم ہونے کا فتوی لکھا لیا جب حلاج کو خبر ہوئی کہ میرے قتل پر فتوے لیا گیا
ہے تو بولے میرا خون تمکو حلال نہین میرا دین اسلام ہے اور مذہب سنت ہے اور میری
اس باب مین کتابین موجود ہین میرے خون سے درگذرو اور خدا سے ڈرو مگر وزیر نے حلاج کی
ایک نہ سنی اور خلیفہ سے اجازت لیکر اوسے خطرناک ایذا کے ساتھ قتل کرایا۔ حلاج زہد و تصوف ظاہر
کیا کرتے تھے کرامات دکھلایا کرتے تھے گرمی کا میوہ سردی کے موسم مین سردی کا گرمی کے
موسم مین لوگون واسطے موجود کرتے جو کچھ لوگ گھر مین کھاتے اور کرتے اور جو کچھ انکے دلون مین
ہوتا یہ بتا دیتے تھے اور اپنا ہاتھہ ہوا مین پھیلا کر غیب سے درم پیدا کر دیتے جن پر یہ لکھا
ہوتا قل ہو اللہ احد اور انکا نام دراہم قدرت رکھا تھا لوگون کے خیالات اونکی نسبت مختلف
ہوگئے تھے بعضے کہتے تھے اونمین جزو الٰہی نے حلول کیا ہے بعضے اونہین ولی جانتے
تھے اور جو کچھہ اون سے ظاہر ہوتا اوسے کرامت کہتے بعضے کہتے تھے کہ وہ شعبدہ باز ساحر
کاہن جھوٹے ہین تین برس روز تک مکہ مین حجر اسود کے پاس رہے کبھی سایہ مین نہین گئے
دن بھر روزہ رکھتے شام کو پانی سے افطار کرکے صرف تین نوالے روکھی روٹی کے کھاتے
اس کے سوا کچھ نہ کھاتے بغداد مین آئے تو یہ نوبت پہونچی مرات الاسرار مین عبدالرحمن چشتی صابری

نے لکہا ہے کہ شیخ فریدالدین عطار روحانیت کے ساتہہ حسین کے مرید ہین مولوی جامی نے
نفحات الانس مین اور لواقح الانوار مین قطب شعرانی نے بیان کیا ہے کہ زیادہ تر مشائخ نے
حسین کو رد کیا ہے کہتے ہین کہ اونکو تصوف سے کوئی لگاؤ نہین بعض مشائخ نے اونکو قبول
کیا ہے چنانچہ ابوالعباس ابن عطا اور ابوعبداللہ خفیف اور ابوالقاسم نصرآبادی اور شبلی
اور ابوالعباس شریح اونکے ملتفت والون سے ہین اور یہ اونکی قتل پر راضی نہین اور خواجہ جنید اور
ابوالقاسم قشیری بہی اونکے صحت حال کے مقر ہین اور قشیری نے اپنے رسالہ مین اونکے
تجسیم کی طرف اشارہ کیا ہے اور اونکا عقیدہ اہل سنت کے مطابق بتایا ہے کشف المحجوب
مین آیا ہے کہ حسین کو صوفیہ متاخرین نے قبول کیا ہے اور بعض صوفیہ متقدمین نے جو اونکو مہجور
کیا ہے تو یہ اونکی بے دینی کی وجہ سے نہین معاملہ کا مہجور اصلی مہجور نہین ہوتا شیخ ابوسعید ابوالخیر
اور شیخ ابوالقاسم گرگانی اور شیخ ابوعلی فارمدی اور شیخ یوسف ہمدانی اونکی حال مین متوقف ہین
کہتے ہین کہ ہم نہین جانتے کہ حسین کی اون باتون سے کیا مراد ہے اور شیخ الاسلام نے کہا
ہے مین حسین بن منصور کو دو وجہ سے قبول نہین کرتا (۱) مشائخ سلف نے اونہین قبول نہین
کیا (۲) اونکے قبول نکرنے مین دین اور شرع کی رعایت ملحوظ ہے مگر مین رد بہی نہین کرتا اور
جو اونہین قبول کرتا ہے اوسے پسند کرتا ہون شیخ فریدالدین عطار تذکرہ مین کہتے ہین کہ اون کو
ساحر یا حلولی جاننا تحقیق کے خلاف ہے وہ پکے موحد تھے حسین منصور حلاج ساحر ایک اور
شخص تہا جسنے بلخ مین اونکی تقلید کرکے ظہور کیا تہا اور وہ مارا گیا اوسکا مذہب حلول تہا اور یہ منصور
ولی کامل تھے شہر بیضا ملک فارس کے باشندے تھے خواجہ عمر بن عثمان مکی کے مرید تہے
خواجہ جنید اور خواجہ سہل بن عبداللہ تستری وغیرہ کے ساتہ مدتون صحبت رکھی تہی۔
پانچوان شمیطیہ یہ لوگ یحییٰ بن ابی الشمیط احمسی کی طرف منسوب ہین۔ جو مختار کے لشکر
کا ایک سردار تھا اوسکو لشکر بصرہ پر امیر کردیا تہا وہ مصعب بن زبیر سے جنگ کرتا رہا
اور مقام مدار مین مارا گیا اس کے نزدیک جعفر صادق کے بعد امامت اونکی پانچون بیٹون کو

پہونچی کہ اول اسماعیل امام ہوئے پھر محمد پھر موسیٰ کاظم پھر عبد اللہ افطح پھر اسحاق اور محمد بن اسماعیل کی امامت کا تو منکر نتھا مگر یہ کہتا تھا کہ وہ مرگئے ہیں اور پھر دنیا میں نہیں آئیں گے ۔

چھٹا برقعیہ ۔ یہ پیرو ہیں محمد بن علی برقعی کے جس نے ۲۵۵ ہجری میں اہواز میں خروج کیا تھا اور اپنے آپ کو علویہ کی طرف منسوب کرکے امامت کا دعوے کیا اور علوی میں اوس امر سے فتحہ کر حضرت علی کی اوس اولاد کو کہتے ہیں جو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے سوا اور کسی بیبی سے ہو حالانکہ یہ علوی نہ تھا بلکہ اس کی ماں کے ساتھ ایک علوی نے نکاح کرلیا تھا اور اپنی ماں کے ساتھ یہ بھی اس علوی کے یہاں آیا تھا اور یہیں پرورش پائی تھی بصرہ اور اہواز کے بعض علاقوں پر غالب آگیا اور ہزاروں آدمیوں کو اپنی بیعت میں لیلیا اور آخرکار معتضد خلیفہ عباسی کے لشکر سے سنہ ۲۷۰ میں شکست کھاکر قید ہوا اور بغداد میں اوسکو معتضد نے سولی پر چڑھایا اور تمام شیعوں کے فرقوں میں اول جسنے تقیہ ترک کیا وہ یہی محمد بن علی برقعی ہے کہ برملا مذہب تشیع کو ظاہر کرنے لگا اور برقعی اور مقنع اور قرمطی کے درمیان میں خط و کتابت بھی اپنے عقاید فاسدہ کے پھیلانے اور اہل سنت وجماعت کا مذہب مٹانے میں رہا کرتی تھی ۔ اس کے ماننے والے معاد اور احکام شرعیہ کے منکر ہیں اور نصوص کی تاویل کرتے ہیں اور بعض انبیا کی نبوت کا بھی انکار کرتے ہیں اور اونپر لعنت کرنے کو واجب جانتے ہیں ۔

ساتواں جنابیہ ۔ یہ لوگ ابو سعید بن حسن بن بہرام جنابی کے متبع ہیں اس شخص نے معتضد عباسی کے عہد میں خروج کیا اور بحرین کے تمام علاقہ میں اپنے اس مذہب کو رفتہ رفتہ پھیلا دیا کہ حشر اور نشر اور معاد کی ساری باتیں جھوٹے قصے ہیں اور احکام شرع پر عمل کرنا منع ہے بلکہ ایسے شخص کا قتل کرنا واجب ہے چنانچہ تیسری صدی میں ابو سعید جنابی موسم حج میں مکہ میں بہت سی جمعیت لیکر چڑھ آیا اور تین ہزار حاجیوں کو قتل کیا جب سنہ ۳۰۱ میں اپنے ایک خدمتگار کے ہاتھ سے حمام میں مارا گیا تو اوسکا بیٹا ابو طاہر سلیمان اوسکا قائم مقام ہوا اور ہجر اور احسا اور قطیف اور تمام ملک بحرین پر قابض و متصرف ہوگیا اور ۳۱۵ھ میں کوفہ پر چڑھائی کی اور مقتدر خلیفہ عباسی سے

کو لپ پا کر کے اوسی لوٹ لیا اور دریائے فرات کی طرف بہت سے شہر غارت کئے
اور کام اسکا برابر مستار رہا اور اوس نے مذہب باطنیہ کو رواج عظیم دیا اور ٣١٧ھ میں موسم حج میں مکہ
معظمہ میں بہت سی جمعیت کے ساتھ آیا امیر مکہ ابن محلب اور اوس کے ساتھیوں کو قتل
کیا اور مسجد الحرام میں گھوڑے پر سوار ہو کر داخل ہوا اور شراب کا پیالہ ہاتھ میں تھا جسے وہاں پیا
اور اپنے گھوڑے کو سیٹی دی تو اوس نے مسجد میں پیشاب کر دیا اور حاجیوں کو بڑی بیدردی
سے قتل کرا کر چاہ زمزم میں ڈلوا دیا اور باقی کو مسجد حرام میں دفن کرا یا اور خانہ کعبہ کا غلاف اترا کر
اپنے یاروں کو تقسیم کر دیا اور دروازہ کعبہ کو اوکھڑوا ڈالا اور میزاب کو بھی اوکھیڑنے کو ایک
آدمی کو چڑھایا کہ وہ گر کر مر گیا اور حجر اسود کو اکھڑوا کر مقام ہجر کو لیگیا جو اوسکا دار الحکومت
تھا اور وہاں سنڈاس میں ڈلوایا اور پھر اٹھوا کر رکھ لیا اور بائیس ٢٢ برس تک حجر اسود اوسکے
پاس رہا یہانتک کہ ٣٣٩ھ میں خلیفہ عباسی مطیع للہ ابو القاسم مفضل بن مقتدر بن معتضد
نے تیس ٣٠ ہزار دینار کو اوس سے خرید کر کے بدستور خانہ کعبہ میں رکھوا دیا اور مطلب انکا حجر اسود
کے اوکھیڑنے سے یہ تھا کہ آدمی بد اعتقاد ہو جاویں اور پھر کبھی یہاں طواف کو نہ آویں الغرض ابو طاہر
قرمطی نے یہانتک زور پکڑ لیا تھا کہ ٣١٢ھ میں تمام بحرین اور یمامہ کا مالک ہو گیا اور تقیہ
کو بالکل ترک کر دیا۔ یاد رہے کہ میمونیہ اور خلفیہ اور شمطیہ اور برقعیہ اور جنابیہ ان پانچوں فرقوں
کا شمار قرامطہ میں ہے اور ان تمام فرقوں کو باطنیہ بھی کہتے ہیں اسواسطے کہ انکا زعم یہ ہے
کہ قرآن کا ظاہر بھی ہے اور باطن بھی ہے اور مراد باطن قرآن ہے اور اسی پر یہ عمل کرتے ہیں اور
انکے زعم میں ظاہر قرآن جو لغت سے مفہوم ہوتا ہے عمل کے قابل نہیں ہے بلکہ ہر ایک شئی
کا مقصود باطن ہے نہ ظاہر مثلاً روزہ کا باطن یہ ہے کہ مذہب کو مخفی رکھے اور حج کا باطن امام
کے پاس پہونچنا ہے اور نماز کا باطن امام کی فرمانبرداری ہے اسی لئے امام مالک بن
انس نے کہا ہے کہ فرقہ باطنیہ کی توبہ مقبول نہیں اسلئے کہ شاید انکی توبہ کا بھی باطن ہو
اور باطنیہ تمام باتوں کی تاویل کرتے ہیں اور کہتے ہیں ہر ظاہر کا باطن ہے اور وہ باطن اوس

ظاہر کا مصداق ہے اور وہ ظاہر اوس باطن کا مظہر ہے اور کوئی ظاہر نہین جسکا باطن نہو ورنہ وہ فی الحقیقت
کچھہ بھی نہین اور کوئی باطن نہین جسکا ظاہر نہین ورنہ وہ خیالی ہے اللہ نے عالم ظاہر و باطن پیدا کیے
ہین عالم باطن عالم ارواح و نفوس و عقول ہین اور عالم ظاہر عالم اجسام علوی و سفلی و اعراض ہین امام عالم باطن
کا حاکم ہوتا ہے کسی کو بغیر اوس کے تعلیم کے عالم بالا تک رسائی نہین اور نبی عالم ظاہر اور شریعت
کا حاکم ہوتا ہے جسکی طرف لوگ محتاج ہوتے ہین اور یہ کام سوا نبی کے تمام نہین ہوتا اور شریعت
کا ایک ظاہر ہوتا ہے جسے تنزیل کہتے ہین اور ایک باطن ہوتا ہے جسے تاویل کہتے ہین اور
زمانہ نبی یا شریعت سے خالی نہین ہوتا اسی طرح امام سے یا اوسکی دعوت سے خالی نہین ہوتا اور
دعوت کبھی مخفی ہوتی ہے اگرچہ امام ظاہر ہو اور کبھی دعوت ظاہر ہوتی ہے اگرچہ امام مخفی ہو جس طرح
نبی کو معجزہ قولی و فعلی سے جانتے ہین اسیطرح امام کو دعوت اور دعوے سے جانتے ہین اور اللہ کو بغیر
امام کے نہین پہچان سکتے اور امام کا ہر زمانہ مین موجود ہونا ضرور ہے ظاہر ہو یا مستور جسطرح کوئی
وقت روشنی روز یا تاریکی شب سے خالی نہین ہوتا اور اصول اعتقاد مین یہ سارے باطنیہ مخالف نہین البتہ
بعضے فروع مین باہم مخالفت کرتے ہین اور باطنیہ خاص اس باب مین کہ نصوص قرآن و حدیث
ظاہر پر محمول نہین منصوبیہ اور خطابیہ کے خوشہ چین ہین جنکا ذکر غلاۃ شیعہ مین ہو چکا ارشاد مین ابو المعالی
نے کہا ہے کہ باطنیہ کی رائے یہ ہے کہ صفات مین سے کسی صفت کے ساتھہ خدا اور مخلوق
کو مشترک جاننا اشتباہ کا موجب ہے اس لئے باریتعالی کو صفت وجود کے ساتھہ بھی موصوف
نہ کرنا چاہئے یعنی موجود نہ ماننا چاہئے بلکہ یون سمجھنا چاہئے کہ وہ معدوم نہین ہے اور نہ اوسکو
قادر اور عالم اور حی کہنا چاہئے بلکہ یون کہنا چاہئے کہ وہ عاجز نہین جاہل نہین میت نہین اور ابن
خلدون نے اپنی تاریخ مین اسماعیلیہ کے باطنیہ کہلائے جانے کی یہ وجہ لکھی ہے کہ یہ امام باطن یعنی
امام مستور کے قائل ہین مگر صرف یہی وجہ نہین اس لئے کہ ایسے تو امام باطن کے قائل شیعہ کی بہت
سے فرقے ہین پھر ان کے باطنیہ خاص مشہور ہونے کی کیا وجہ ہے انکی وجہ تسمیہ مین صحیح
قول وہی ہے جو مشہور ہے۔

آٹھواں مہدویہ - یہ لوگ قائل ہین اس بات کے کہ عبید اللہ جس نے اپنا لقب مہدی رکھا تہا امام ہے اور یہ مہدی اپنے آپکو اسماعیل بن جعفر کی اولاد سے بتاتا تہا اور اپنے تابعین کا مہدویہ نام مقرر کیا تھا اور امامت کا دعوے کرتا تہا اسیوجہ سے انکا خاندان اسمٰعیلیہ بھی کہلاتا ہے۔ فرقہ مہدویہ کا یہ عقیدہ تہا کہ یہ عبید اللہ مہدی موعود ہے اور دلیل اس بات پر یہ حدیث پیغمبر علیہ السلام بیان کرتے تھے علی راس ثلثمایۃ تطلع الشمس من مغربہا یعنی سنہ ہجری کی شروع مین آفتاب مغرب سے طلوع کریگا اور کہتے تھے کہ اس حدیث مین آفتاب سے مراد عبید اللہ مہدی اور بقول بعضے محمد ابن مہدی اور مغرب سے مراد ملک مغرب ہے مگر یہ حدیث قطعاً موضوع ہے اور یہ تاویل بھی انکی مخترعات مین سے ہے اسماعیلیہ تو دین اسلام کی منہدم کرنے والے ہین پہر انکی نسبت آنحضرت ایسی پیشین گوئی کیون فرماتے تاریخ ابوالفدا مین لکھا ہے کہ ائمہ مہدویہ کی سلطنت کی ابتدا افریقیہ مین ۲۹۶ سنہ ہجری سے ہوئی ہے انمین سے پہلے جس شخص نے ملک گیری کی وہ ابو محمد عبید اللہ بن محمد بن عبداللہ قداح بن میمون بن محمد بن اسماعیل بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب ہے اور بعضے کتابون مین اوسکا سلسلہ یون ملایا ہے عبید اللہ بن احمد بن اسماعیل ثانی بن محمد بن اسماعیل بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب بعضے کہتے ہین کہ ابو محمد عبید اللہ مہدی محمد کا بیٹا تھا جسے حبیب کہتے تھے اور حبیب کا نسب نامہ یون ہے محمد حبیب بن جعفر بن محمد بن اسماعیل بن جعفر صادق اور بعض نے یون لکھا ہے عبید اللہ مہدی بن جعفر بن حسن بن محمد بن جعفر شاعر بن محمد بن اسماعیل بن جعفر صادق اور جمہرۃ النسب مین لکھا ہے کہ عبید اللہ قایم نے ایکبار یہ دعوی کیا تہا کہ مین حسن بعض بن جعفر بن محمد بن اسماعیل بن امام جعفر صادق کا بھائی ہون اور دوبارہ یہ بیان کیا کہ حسین بن محمد بن اسماعیل بن جعفر صادق کا بیٹا ہون حالانکہ محمد کا بیٹا حسین کوئی نہین علما کو اس کی نسب کی صحت مین بڑا اختلاف ہے جو لوگ اوس کی امامت کے مقر ہین وہ کہتے ہین کہ نسب اوسکا صحیح ہے اور وہ بلاشبہ سید علوی فاطمی ہے اور بہت سے

علماے علوی بھی کہ نسب ناموں کے بڑے واقف کار تھے اس بات کی تصدیق کرتے ہین مگر بعض علما کہتے ہین کہ یہ نسب نامہ بالکل غلط ہے اس سلئے کہ اسمٰعیل بن جعفر اپنے باپ کے سامنے مدینہ مین مر گئے تھے اور اسمٰعیل کے بیٹے محمد حضرت جعفر صادق کے ہمراہ بغداد مین سآئے اور وہان لاولد فوت ہوئے[1] ملک مغرب کے نسب نامے جاننے والے کہتے ہین کہ وہ عبداللہ بن سالم بصری کے اولاد سے ہے اور اوسکا باپ بصرہ مین نان بائی کی دوکان کیا کرتا تہا اور عراق کے نسب نامے جاننے والے کہتے ہین کہ وہ یہودی کی نسل سے ہے اور اوسکا نام عبیداللہ نہین بلکہ سعید نام ہے اور وہ بیٹا تھا احمد بن عبداللہ قداح ابن میمون بن دیصان کا دیصانیہ اسے دیصان کی طرف منسوب ہے اور بعضون نے عبیداللہ بن محمد بن عبداللہ قداح بیان کیا ہے اور بعضون نے سعید بن حسین بن محمد بن احمد بن عبداللہ قداح یہ حسین جب مقام سلمیہ علاقہ حمص مین گیا تو ایک یہودن کے حسن و جمال کا ذکر اوسکے سامنے ہوا اور خاوند اوسکا جو لہار تھا مرچکا تھا حسین نے اوس سے نکاح کر لیا اس عورت کے ایک لڑکا پہلے خاوند لہار سے بھی تہا حسین اوسے بہت چاہنے لگا اور اوسکی

[1] تحفۂ اثنا عشریہ مین مذکور ہے چون اسماعیل بن جعفر بحضور حضرت جعفر وفات یافت پسرے گذاشت کہ او را محمد میگفتند و او ہمراہ حضرت صادق کہ جدا مے شد ند بہ بغداد آمد و وفات یافت و در مقابر قریش مدفون گشت اور دوسری جگہہ اسی کتاب مین ہے و این محمد در بغداد لاولد مرد یہ بعینہ صواعق محرقہ مولفہ ابن حجر کی عبارت کا ترجمہ ہے عمدۃ الطالب مین لکہا ہے کہ محمد ابن اسماعیل بن جعفر صادق اپنے چچا موسی کاظم کی ساتہہ رہا کرتے تہے اور موسی کاظم سے در پردہ مخالفت رکہا کرتے تھے جب ہارون الرشید حجاز مین آیا تو انہون نے اپنے چچا کی ہجو سے چغلی کہائی رشید نے موسی کاظم کو قید کر دیا جہان او نکا انتقال ہوا محمد بن اسماعیل رشید کے ہمراہ عراق کو چلے گئے بغداد مین انتقال کیا موسے کاظم نے اونکے حق مین بد دعا کی تہی محمد بن اسماعیل بن جعفر صادق کے بعد دو فرزند باقی رہے تہے اسماعیل ثانی اور جعفر شاعر اسی جعفر شاعر کی اولاد مین سے خلفاے مصر ہین مگر عباسیون نے اونکے نسب کے بطلان پر بڑا زور دیا تہا اور اون کے اعتقادات فاسدہ نے اس کو اور قوت دیدی تاریخ فرشتہ مین بعض تواریخ کے حوالے سے لکہا ہے کہ محمد بن اسماعیل اپنے دادا جعفر صادق کے عہد مین رے کی طرف گئے تہے محمد آباد رے اونکی طرف منسوب ہے اونکی اولاد زیادہ ہوئی قندہار اور خراسان اور سندہ کی طرف جاکر آباد ہوگئے۔ ۱۲

تعلیم مین بڑی کوشش کی چونکہ حسین لاولد تہا تو اسیکے واسطے وصیت کی اور اوسے دعوت کے
اسرار سکہائے اور ضار اِمال اور کل علامات اوسے دیدین پھر اوس نے بڑی ترقی پکڑی اور
عبید اللہ مہدی کے نام سے شہرت حاصل کی بیان المعرب فی اخبار المغرب مطبوعہ شہر لیدن
کے صفحہ ۱۵ مین مذکور ہے کہ قاسم بن طباطبا علوی کہتے ہین کہ قسم ہے خدائے پاک کی کہ عبید اللہ
ہم مین سے نہین ہے اور مقاتل نے کہا ہے کہ وہ عبید اللہ بن محمد بن عبد الرحمن بصری ہے
اور نظم الجمان مین ابن قطان نے کہا ہے کہ بعض مورخین کا قول ہے کہ جعفر بن علی کی ایک کنیز
تھی ایک شخص کے ساتھ جو قرمطی یا یہودی تہا اوس کی آشنائی ہوگئی اوس عورت نے بہت
سا مال اوس مرد کو دیدیا اور اپنے مالک کو مار ڈالا اوس مرد سے اوس کنیز کی ایک بیٹا پیدا ہوا
جو اس عبید اللہ مہدی کا دادا ہے اور حلی نے خلاصہ مین لکہا ہے عبد اللہ بن میمون بن اسود
قداح بنی مخزوم کے موالی مین سے تہا اور تیر بنایا کرتا تہا اس لئے قداح کہلاتا ہے اوسکا باپ
ابو جعفر اور ابو عبد اللہ سے روایت کرتا ہے اور یہ بھی ابو عبد اللہ سے راوی ہے اور کتاب
نجاشی مین مذکور ہے کہ اوسکی تصنیف سے دو کتابین ہین ایک مین حضرت پیغمبر کے مبعث
کے اخبار مذکور ہین دوسری مین صفت جنت و دوزخ کا حال لکہا ہے اور انساب سمعانی مین
آیا ہے کہ میمون جعفر کا غلام تھا اور عبد اللہ محمد بن اسماعیل بن جعفر کے ساتھ مکتب مین بیٹہتا
تھا جب اونہون نے وفات پائی تو اسماعیل کی خدمت مین رہا کرتا اور جب اسماعیل نے بھی وفات
پائی تو اوس نے دعوی کیا کہ مین اسماعیل کا بیٹا ہون حالانکہ وہ میمون کا بیٹا تھا۔ مورخین عبد اللہ
قداح ابن میمون کے باب مین بڑی قیل و قال کرتے ہین تاریخ فرشتہ مین مذکور ہے کہ سیادت
علویہ مصر کے مورخین اور نسابین کے اعتبار سے مشکوک ہے مگر حضرت رسالت پناہ نے
عالم رویا مین برہان نظام شاہ سے کہا تہا کہ میرا فرزند شاہ طاہر جو کچھ تجہسے کہتا ہے اوسپر
عمل کر ایسے خواب اس حدیث کے موجب من رانی فقد رای الحق شیطانی نہین ہوسکتے اس سے
یقین ہے کہ سادات اسماعیلیہ صحیح النسب ہین یہ شاہ طاہر عبید اللہ مہدی کی اولاد مین ہے

مختصر یہ ہے کہ میمون پر عبید اللہ نے میزان نام ایک کتاب زندیقون کی تائید مین لکھی ہے
اور لوگون کے سامنے یہ ظاہر کیا کرتا کہ مین آل نبی کا خالص شیعہ ہون میمون کے بیٹا پیدا
ہوا اوسکا نام عبید اللہ رکھا اور چونکہ وہ آنکھین بنایا کرتا تھا اس لئے اوسی قداح کہا کرتے تھے
میمون نے عبید اللہ قداح کو پختہ کار کر دیا اور دعوت کے طریقے اور اسرار سکھا دیے
پھر عبید اللہ اصفہان کی طرف سے اہواز اور بصرہ اور سلمیہ مین آیا لوگون کو تشیع اور اہل بیت
کی طرف بلانے لگا اوس کے انتقال کے بعد احمد یا محمد نامی اوسکا بیٹا قایم مقام ہوا اور اوس نے
رستم بن حسین بن حوشب بن زادان نجار کوفی کو یمن کی طرف بھیجا کہ وہ لوگون کو اوس کے مذہب
کی طرف دعوت کرے اور پھر ایک شخص ابو عبد اللہ حسین بن احمد بن محمد بن ذکریا کوفہ کی طرف
کا رہنے والا اوس سے ملگیا ابن حوشب نے اوسکو بہت سا مال و اسباب دیکر رعایائے مغرب
کو مذہب مہدی کی طرف دعوت کے لئے بھیجا اور اوس نے ایسے ہاتھ پاؤن پھیلائے کہ
کہ وہان کا فرمانروا زیادۃ اللہ جو آخری بادشاہ بنی اغلب کا تھا رمضان ۲۹۶ھ مین افریقیہ سے
بھاگ گیا اور ابو عبد اللہ شیعی وہان قابض ہو گیا اور اگرچہ ابھی تک اس مذہب کا نام مہدویہ
نہین ہوا تھا مگر در اصل بنیاد اس مذہب کی اسیوقت سے سمجھنا چاہئے اسواسطے کہ جب محمد
نے سلمیہ مین انتقال کیا اور اپنے بیٹے عبید اللہ کے واسطے خلافت و نیابت کی وصیت
کر دی اور دعاۃ کا حال اور پتا بتا دیا تو عبید اللہ نے اپنا لقب مہدی باللہ رکھا جب مکتفی
باللہ خلیفہ عباسی کو اسکا حال معلوم ہوا تو اپنے حضور مین طلب کیا ابو محمد عبید اللہ مہدی اور
اوس کا بیٹا ابو القاسم جسنے بعد عبید اللہ کے اپنا لقب قایم بامر اللہ رکھا تھا اور ۳۲۲ھ ہجری
تک ساری افریقیہ اور مغرب کا مالک ہو گیا تھا دونون سوداگرون کے بھیس مین مصر ہوتے
ہوئے مغرب مین طرابلس کی طرف بھاگ گئے وہان ایک مقام پر دونون قید ہو گئے
اور پھر ابو عبد اللہ شیعی نے رہائی دی اور بڑے جلوس کے ساتھ مہدی کو ابو عبد اللہ شیعی
افریقیہ مین لے گیا اور سنہ مین مہدی ساری افریقیہ کے شہرون کا مالک ہو گیا اور خلفائے

عباسیہ کی حکومت سے وہ ملک نکل گیا۔ اور ۳۰۳ ہجری مین مہدی نے افریقہ مین کنارہ دریا پر ایک شہر آباد کرکے اوسکا نام مہدیہ رکھا اور اوس کو اپنا دارالسلطنۃ بنایا خلفائے مصر کا مورث اعلیٰ یہی ہے بلاد مغرب وافریقہ مین انکی حکومت نے بڑی قوت پکڑی مذہب اسماعیلیہ کا جہر کرنے لگی انکی داعی طرف زمین مصر کے پھیل گئے ایک خلق کثیر نے انکی دعوت قبول کی پھر معزلدین اللہ ابو تمیم معد بن اسماعیل منصور بن قائم محمد ابن مہدی عبید اللہ ۳۵۸ھ مین ابو حسین جوہر اپنے والد کے غلام کی کوشش سے بعد وفات کافور اخشیدی والی مصر کے مصر کا مالک بن بیٹا جہان جوہر نے قاہرہ آباد کیا اور اپنا لشکر طرف شام کے روانہ کیا تمام ملک مغرب و مصر و بلاد شام مین بھی یہ مذہب پھیلگیا انکی سلطنت کو دولت عبیدیہ کہا کرتے ہین اور جاہل لوگ انکے خاندان کو علوی فاطمی جانتے ہین سیوطی نے رسالہ زینبیہ مین لکہا ہے کہ صدر اول مین لفظ شریف کا اطلاق ہر ایک اوس آدمی پر ہوتا تہا جو اہل بیت مین سے تہا خواہ حسنی ہوتا یا حسینی یا علوی یا محمد بن حنفیہ کی اولاد مین سے یا حضرت علی کے دوسرے بیٹون کی اولاد مین سے یا جعفری یا عقیلی یا عباسی جب کہ فاطمیون کا مصر پر قبضہ ہوا تو اونہون نے فقط اولاد امام حسن و حسین پر استعمال اس لفظ کا مقصور کردیا انتہی ملخصاً اور حافظ ابن حجر نے کتاب القاب مین لکہا ہے کہ بغداد مین ہر عباسی اور مصر مین ہر علوی لفظ شریف کے ساتھ ملقب تہا تاریخ الخلفا مین مرقوم ہے کہ قاضی ابوبکر باقلانی کہتے ہین کہ عبید اللہ الملقب بہ مہدی نہایت شریر خبیث اور مکار تہا یہ باطنیہ کا عقیدہ رکھتا تہا دین اسلام کی بربادی کے درپے تہا علما کو قتل کراتا تہا تاکہ میری مخالفت پر لوگون کو وعظ ونصیحت نکرین اور اوس کی اولاد بھی اسی طریقے کی تہی زناکاری اور شراب کو مباح کردیا تہا اور بیان المعرب مین لکہا ہے کہ قاضی ابوبکر باقلانی نے کہتے ہین کہ عبید اللہ مہدی قرامطہ مین سے ہے اور یہ مذہب اور نسب اوس کے لئے عبید اللہ شیعی نے اختراع کیا ہے عبید اللہ مذکور ہمیشہ اصحاب و ازواج رسالت مآب کی ہجو کیا کرتا تہا سوائے حضرت علی اور مقداد بن اسود اور عمار بن یاسر

اور سلمان فارسی اور ابوذر غفاری کے اور کہتا تہا کہ سرور عالم کی رحلت کے بعد یہ تمام لوگ
مرتد ہو گئے تھے سوائے اون پانچ صحابیون کے اور فقہا کو حکم دیدیا تہا کہ سوا اوس مذہب
کے اور سکا جاری کیا ہوا تہا دوسرے مذہب پر فتوے ندین اور سکا مذہب یہ تہا کہ بیٹی پوری
میراث کی وارث ہو جاتی ہے اور طلاق بائنہ سے عدت ساقط ہو جاتی ہے تاریخ فرشتہ
مین بعض کتب کے حوالہ سے لکہا ہے کہ عبید اللہ کوفہ اور عراق اور عرب کی طرف گیا
تو وہان کے لوگون کے سامنے ظاہر کیا کہ مین امام کا داعی ہون اور امام جلدی ظاہر ہوا
چاہتا ہے اور مغرب مین اس نے جا کر یہ دعوے کیا کہ مین امام ہون اور کبہی مصلحت کے
طور پر یہ بہی کہہ دیتا تہا کہ امام کے ظہور کا وقت قریب ہے عبیدین سے پیشتر اسماعیلیہ کے
پاس سوائے کتاب البیان باطنیہ مولفہ غیاث کے اور کوئی کتاب نہ تہی جب مہدیہ
نے مصر اور مغرب پر تسلط حاصل کیا تو انکی خاندان مین بڑے بڑے علما صاحب تصانیف اور
داعی پیدا ہوئے جیسے نعمان بن محمد بن منصور قاضی و علی بن نعمان و محمد بن نعمان و عبد العزیز
و محمد بن مسیب اور مقلد بن مسیب عقیلی اور ابو الفتوح رجوان اور محمد بن عمار کتامی الملقب بہ امام العزیز
وغیرہ خاصکر مستنصر کے عہد مین عامر بن عبد اللہ رواحی یمنی اور علی بن قاضی محمد صلیحی یمن کا قاضی
زادہ یہ دو بڑے بڑے داعی تھے یہانتک کہ علی بن محمد نے ۴۵۸ھ سے یمن مین ایسا
قدم جمایا اور نجاح رئیس تہامہ کو زہر دلوا کر ۴۵۲ھ سے دو برس کے عرصہ مین یعنی ۴۵۵ھ
تک ساری قلمرو یمن کا بتدریج مالک ہو گیا اور اہل یمن کو مذہب مہدویہ مین کر لیا یمن مین
قوم بنی یام اور قوم بنی ہمدان اسماعیلی المذہب ہین علی بن محمد صلیحی ابتدا مین سنی المذہب
تہا عامر بن عبد اللہ رواحی کی کوشش سے شیعہ اسماعیلی ہو گیا تہا اور اس کا بیٹا احمد بن علی
بن محمد صلیحی دونون یمن کے حکمران بہی رہے اور بعد ان کے اور بڑے بڑے داعی بہی گذرے
ہین جیسے صالح بن رزیک ارمنی وزیر فائز بن ظافر اور فقیہ عمارہ یمنی صاحب تاریخ یمن
بہی باطن مین شافعی تہا اور ظاہر مین مہدویہ کا داعی حسین بن عبد اللہ بن حسن بن علی بن سینا

لہ دیکھو تاریخ یمن موسومہ
مفید الدین عمارہ یمنی ۱۲

کو بھی اسماعیلی المذہب بتاتے ہین - اور احمد بن عبداللہ مصنف رسالہ اخوان الصفا کا
بھی یہی مذہب تھا اور فوائد المجموعہ مین لکھا ہے کہ رسائل اخوان الصفا کا واضع زید بن رفاعہ ہے
اور حکیم ناصر خسرو کو بھی اسماعیلی بتایا ہے سات برس مستنصر کے پاس مصر مین رہا تھا ہر سال
یہان سے حج کو جاتا اور پھر مصر کو لوٹ آتا آخر کار مکہ سے بصرہ ہوتا ہوا خراسان کو چلا گیا اور
وہان پر لوگون کو مذہب اسماعیلیہ کی طرف ہدایت کرنے لگا جو لوگ یہ کہتے ہین کہ وہ اسماعیلیہ
الموتیہ کی صحبت مین رہا تھا اور اوس نے ایک ندامت نامہ شایع کیا تھا کہ مین اسماعیلیہ
الموتیہ کی صحبت مین رہنے پر مجبور تھا عمداً مینے اونکی صحبت نہین اختیار کی تھی یہ بات بالکل غلط
ہے ناصر خسرو کو اسماعیلیہ الموتیہ کے ساتھ کوئی تعلق نہ تھا نہ اون کے پاس وہ کبھی رہا اور اونکی
اتباع جنکا لقب مہدویہ ہے جس طرح عبیداللہ مہدی بن محمد کے اسلاف کو امام جعفر صادق تک
امام منصوص جانتے ہین اسواسطے کہ ہر ایک باپ نے اپنے بیٹے کی امامت کے لئے تنصیص کر دیا
تھا اسی طرح عبیداللہ مہدی کے بعد اوس کے بیٹے ابو القاسم محمد الملقب قایم بامر اللہ کو پھر
اوس کے بیٹے ابو طاہر اسماعیل الملقب منصور باللہ کو پھر اوس کے بیٹے ابو تمیم معد الملقب معز لدین اللہ
کو پھر اوس کے بیٹے ابو منصور نزار الملقب عزیز باللہ کو پھر اوس کے بیٹے ابو علی منصور الملقب
حاکم بامر اللہ کو پھر اوس کے بیٹے ابو الحسن علی الملقب ظاہر لاعزاز دین اللہ کو پھر اوسکے بیٹے ابو تمیم
معد الملقب مستنصر باللہ کو امام منصوص مانتے ہین مستنصر کے بعد سے مہدویہ مین اختلاف
واقع ہو گیا اور دو فرقے بن گئے وجہ اس کی یہ ہے کہ مستنصر نے اولاً اپنے بھائی نزار کی
امامت کے لئے اپنے بعد نص کی پھر اپنے بیٹے ابو القاسم احمد الملقب مستعلی باللہ کی
امامت کے لئے بھی نص کردی سو ایک جماعت نے نص ثانی کو نص اول کا ناسخ قرار دیا اور
مستعلی کو امام سمجھا چنانچہ ان لوگون کو **مستعلویہ** کہا کرتے ہین بعد مستعلی کے اوسکا
بیٹا ابو علی منصور الملقب آمر باحکام اللہ پھر منصور کا چچا زاد بھائی ابو میمون عبد المجید الملقب
حافظ لدین اللہ ابن امیر ابو القاسم محمد بن مستنصر پھر عبد المجید کا بیٹا ابو منصور اسماعیل ثانی الملقب

ظافر باللہ پھر اوسکا بیٹا ابوالقاسم الملقب فائز بنصر اللہ پھر اوس کے بعد ابو محمد عبد اللہ الملقب
عاضد لدین اللہ امام ہوا اور عاضد فائز کا بیٹا نہ تہا جیسا کہ صاحب تحفہ اثنا عشری نے جانا ہے
بلکہ عاضد یوسف کا بیٹا ہے اور یوسف بیٹا ہے عبد المجید حافظ لدین اللہ کا اور اس خاندان
مین سوائے حافظ اور عاضد کے کوئی اور ایسا آدمی خلیفہ نہین ہوا جسکا باپ خلیفہ نہو اور امیر
یوسف خلیفہ نہ تہا جیسا کہ تاریخ ابو الفدا و تاریخ الخلفا مولفہ سیوطی وغیرہ مین لکہا ہے اور شاہ
عبد العزیز صاحب نے جو عبد المجید کو احمد کا بیٹا بیان کیا ہے یہ بھی درست نہین وہ احمد کا
بیٹا نہین محمد کا بیٹا ہے مستنصر کے دو بیٹے تھے احمد و محمد احمد کو امامت ملی جسکا لقب مستعلی
ہوا اور محمد کو امامت نہ ملی احمد منصور کا باپ تہا اوس کے بعد منصور ہی امام ہوا جب منصور مرا
تو محمد کا بیٹا عبد المجید ابو میمون امام ہوا اور تحفہ مین ان خلفا کی نامون کی نسبت اوربھی کئی غلطیان واقع
ہوئی ہین اور مجالس المومنین مین غلطی سے ابو تمیم معد مستنصر کو قاہر کا بیٹا لکہا ہے حالانکہ ان
خلفا مین قاہر کسی کا لقب نہ تہا اور معد مستنصر علی بن منصور کا بیٹا ہے اور علی کا لقب ظاہر لاعزاز
دین اللہ ہے ۔ مہدویہ مین سے بعض کا قول ہے کہ امام حکومت و ولایت کے وقت گناہون سے
معصوم ہوتا ہے نہ قبل اس کے اور بعض کہتے ہین کہ قبل اس سے بہی معصوم ہوتا ہے اور
کہتے ہین کہ امام کا حکم ایماندار مرد و عورت پر لازم الاتباع ہے اگرچہ مرضی کے خلاف ہو پس
اگر امام کسی عورت کا عقد کسی مرد کے ساتہہ کر دے تو یہ عقد دونون پر لازم ہو جاتا ہے اور فسخ نہین
کر سکتے اسی طرح اور تمام معاملات بیع اور اجارہ مین امام کا حکم نافذ ہے اور یہ بھی عقیدہ کہتے ہین
کہ امام کو خدا سے تعالی کے ساتہ مانند حضرت موسی کے ہم کلام ہونا چاہئے اور حاکم عبیدی
کو اس باب مین بڑے بڑے دعوے تھے اور اکثر کوہ طور پر جاتا اور لوگون پر ظاہر کرتا کہ مجھسے
خدا نے کلام کیا ہے اور مہدویہ کے نزدیک امام کے واسطے علم غیب کا ہونا ضروری ہے۔
جیسا کہ شیعہ اثنا عشری کا زعم ہے اور انکا اعتقاد یہ ہے کہ لفظ علی جو برابر اوپر کا ترجمہ ہے
درود مین آل پر داخل کرنا یعنی یون کہنا حرام ہے اللہم صل علی محمد وعلی آل محمد بلکہ یون کہنا چاہیے

اللہم صل علے محمد وآل محمد اور اس حرمت کے استدلال مین یہ حدیث موضوع بیان کرتے ہین من فصل بینی وبین آلی بعلی لم ینل شفاعتی یعنی جسنے مجھمین اور میری آل مین لفظ علی کے ساتھ فاصلہ دیا وہ میری شفاعت سے محروم ہے اور کہتے ہین کہ ایک مرد کو اٹھارہ عورتون کے ساتھ نکاح کرلینا جایز ہے اور تمسک اس آیت کے ساتھ کرتے ہین فانکحوا ماطاب لکم من النساء مثنے وثلث ورباع یعنی نکاح کرو جو خوش لگے تمکو عورتون سے دو دو اور تین تین اور چار چار پس انکے نزدیک سب اعداد کا مجموعہ یعنی اٹھارہ عورتون کا ایک شخص کے نکاح مین ہونا جایز ہے اور امامان مہدویہ اگرچہ باطنیہ تھے مگر تالیف قلوب رعایا کے لئے بظاہر احکام شرع کی پابندی کرتے تھے اور در پردہ اپنے عقاید فاسدہ کے جاری کرنین برابر مصروف تھے اور اپنے سچے دوستون کو بطور باطنیہ کے بھی تعلیم دیا کرتے تھے انکے عہد مین تمام مصر مین رواج مذہب اسماعیلیہ کا ہوگیا تھا قاضی بھی شیعہ ہوتے تھے جو کوئی انکے خلاف کرتا اوسکو سزا دیتے یہانتک کہ سوا اس عقیدے کے کوئی عقیدہ اوس زمین مین باقی نرہا اگرچہ مذہب شیعہ پیشتر سے بھی زمین مصر مین معروف تھا یزید بن ابی حبیب نے کہا ہے نشأت بمصر وہی علویۃ فقلبتہا عثمانیہ یعنی جب سے مینے مصر مین ہوش سنبھالا تو مصر مین شیعہ مذہب تہا مینے اوسکو عثمانی مذہب یعنی حنفی کردالا ۲۹۶ھ سے خاندان مہدویہ مصر مین امامت کرتے رہے جب عاضد ابو محمد عبد اللہ بن امیر یوسف کی امامت کی نوبت پہونچی تو اوس نے اپنے وزیر شاور کے ہاتھ سے تنگ آکر اتابک نور الدین سلطان موصل و دمشق سے مدد چاہی سلطان نے اپنی فوج شیرکوہ کے ساتھ روانہ کی وزیر نے اہل فرنگ سے مدد چاہی شیرکوہ نے لشکر مصر و فرنگ دونون کو شکست دی اور مصر کو فتح کرکے دو مہینے اور پانچ دن کی حکومت کرکے بعد فوت ہوگیا پھر اوسکا بھتیجا صلاح الدین[۱] حاکم مصر ہوا اور جمعہ کے دن ۲ محرم ۵۶۵ھ کو عاضد کے انتقال کے بعد خلفائے بغداد کے نام کا خطبہ پڑھا سلطان موصوف اور قاضی صدر الدین

[۱] سلطان صلاح الدین نور الدین کے بعد مصر کا بادشاہ ہوگیا سیریا عرب اور فارس میں بہت لڑائیاں کین ۵۸۹ھ مین عیسائیون کو بیت المقدس ...

المہدی باللہ ابو محمد عبید اللہ ... سلطنت دی ... ۲۹۶ ... ۳۲۲ ... بعمر ۶۳ برس وفات پائی ... نزار ... مستنصر ... ۴۸۷ ... مستعلی ... آمر ... حافظ ... ۵۴۴ ... ظافر ... ۵۴۹ ... فائز ... ۵۵۵ ... عاضد ... ۵۶۷ ... سلطنت کی مدت مصر مین ۲۷۰ سال ۵ ماہ ہے

مارانی مذہب اشاعرہ پرتھی ان دونون نے ابتدائی خدمت سلطان نورالدین سے دمشق مین
اسی طرح پرنشو ونما پایا تھا الملک صلاح الدین نے بچپن مین عقیدۂ مولفۂ قطب الدین مسعود نیشاپوری
کو حفظ کر لیا تھا اور اپنے چھوٹے بچون کو یاد کرا دیا تھا اسوجہ سے وہ اسی عقاید اشعری پر جمے ہوئی
تھی جب یہ مصر کے بادشاہ ہوئے تو سارے لوگون کو التزام عقاید اشاعرہ پر آمادہ کیا اور تغییر
مذہب اسماعیلیہ و مہدویہ و ازالۂ تشیع مین کوشش کرنی شروع کی اور مصر مین واسطے فقہائے
شافعیہ و مالکیہ کے کئی عالی شان مدرسے[۱] تیار کرے اور سارے قضاۃ شیعہ کو مصر سے نکالدیا
اور صدرالدین عبدالملک بن درباس مارانی شافعی کو قاضی القضاۃ مقرر کیا تب سے اقلیم
مصر مین جو کوئی قاضی مقرر ہوتا وہ شافعی المذہب ہوتا لوگ کھلم کھلا مذہب شافعی و مالک پر
چلنے لگے اور مذہب شیعہ اسماعیلیہ و امامیہ چھپ گیا یہانتک کہ زمین مصر سے بالکل جاتا رہا
اکثر مردم اسماعیلیہ اپنے داعی[۲] کے ساتھ ملک مصر اور مغرب سے نکلکر چندے یمن مین
رہے چونکہ وہان شہر حراز مین قدیم سے انکا داعی موجود تھا اس لئے ہندوستان کو چلے آئے
اب گجرات دکن مالوہ کوکن راجپوتانہ مین بوہرے کے نام سے مشہور ہین ابجد العلوم مین لکھا ہے
کہ بیوپار ہندوستانی زبان مین تجارت کو کہتے ہین اور بوہرہ کے معنے تاجر ہین اور بوہرے
تجار کے معنے مین اس لفظ کی جمع ہے چونکہ یہ ساری قوم تجارت پیشہ ہے اس لئے بوہرہ
کہلاتی ہے اور اسی وجہ سے یہ لوگ مرفہ حالی کے ساتھ رہتے ہین اور ان کے داعی سابق
احمدآباد گجرات اور برہان پور خاندیس اوجین مالوہ مین رہتے تھے اب کئی پشت سے بندر سورت
مین رہتی ہین اور دس لاکھ روپیہ کے قریب سالانہ قوم بوہرہ سے اونہین پہونچتا ہے
امیرانہ ٹھاٹ سے بسر کرتے ہین ان لوگون مین بڑی بڑی ادیب زبان عربی کے ہوئے ہین

---

[۱] تنہا مصر مین صلاح الدین نے پہلا مدرسہ شافعیہ نامی سنہ ۵۶۶ھ مین قائم کیا دیکھو روضتین جلد اول صفحہ ۱۹۱ — ۱۲

[۲] نواب صدیق حسن خان کو داعی اور امام مین فرق نہ معلوم ہوا اور اون کو کچھ خبر نہ تھی کہ یہ داعی ہین یا امام اس لئے انکو امام سمجھے ہین — ۱۲ ۱۲

نظم و نثر فصاحت و بلاغت کے ساتھ لکھتے ہین ہمیشہ کتب عربی دیکھتے ہین زبان فارسی اردو
وغیرہ کی کتابین شغل مین نہین رکھتے علما آپسین خط و کتابت بھی عربی زبان مین کرتے ہین اوجو
بے علم ہین وہ گجراتی اور اردو مین لکھتے ہین اور سارا فرقہ نماز روزہ کا پابند ہے اور اپنے مرشد
کی اطاعت مین سرگرم ہے کوئی داڑھی نہین منڈاتا اور سر پر بال نہین رکھتا نہ حقہ پیتا ہے نہ تمباکو
کھاتا یا سونگھتا ہے مسکرات کے قریب بھی نہین پھٹکتے بوہرون کے علما کسی سے مناظرہ
نہین کرتے خاصکر مذہبی مناظرہ سے بالکل بچتے ہین نہ اپنے مذہب کے اصول و فقہ و حدیث
و تفسیر و عقاید کی کتابین غیر مذہب والے کو دکھاتے ہین اسباب مین انکا عہد ہے اور جس قصبہ یا
شہر مین رہتے ہین وہان انکی تمام جماعت ایک محلہ مین سکونت رکھتی ہے دوسرے مذہب والے
کو اوس مین جگہہ نہین دیتے اور اپنی مسجد اور جماعت خانہ اور قبرستان بھی سب سے علحدہ رکھتے
ہین اور اپنی شادی غمی مین سوائے اپنی برادری کے دوسرے کو دخل نہین دیتے اپنی ہی قوم
مین بیاہ شادی کرتے ہین اور ناچ رنگ یا جا وغیرہ نہین کرتے کسی غیر مذہب والے کی بیٹی
نہ لیتے ہین نہ اوسے دیتے ہین ہاتھہ کھولکر نماز پڑھتے ہین اور نماز کا اتنا سامان تہ بند کرتہ ٹوپی مصلا
جدا رکھتے ہین نماز کے وقت ملبوس مستعمل کو اوتار کر نماز کے کپڑے پہن لیتے ہین مگر یہ بات مسجد
مین ہوتی ہے کسی اور جگہہ مستعمل کپڑون سے بھی نماز کر لیتے ہین مسجد مین عورتون کی واسطے بھی
ایک حصہ علحدہ رکھتے ہین نماز تین وقت پڑھتے ہین ظہر اور عصر کو ملا لیتے ہین اور مغرب اور عشا
کو اور فجر کو پڑھتے ہین پیش نماز بطور عامل اور قاضی کے داعی کی طرف سے ہر بستی مین بوہرون
کے لئے مقرر ہوتا ہے اوسی کی معرفت سالانہ نذرانہ ہر ایک اپنے مقدور کے موافق داعی کو بھیجتا ہے
انکے ہان عورات کے پردہ کا رواج نہین باہر پھرتے ہین لہنگے پہنتے ہین یہ لوگ سود علانیہ
دیتے لیتے ہین اور اس فرقہ کی یہ خصوصیات مین سے ہے کہ ماہ رمضان مین ایکروز قبل روزہ
رکھتے ہین اور جب ایکروز باقی رہتا ہے عید کر لیتے ہین اور پورے تیس روزے رکھتے ہین اور ملا نور اللہ شوستری

---

[1] دیکھو قلائد الجواہر فی احوال البواہر [2] منتخب التواریخ مین ملا عبد القادر نے لکھا ہے کہ ملا نور اللہ شوستری اکبر بادشاہ کے حکم سے

مجالس المومنین کی جلد اول مین لکھتے ہین کہ اس زمانہ سے تخمیناً تین سو برس قبل ایک فاضل
ملا علی نامی کی ہدایت سے یہ لوگ مسلمان ہوئے ہین جنکی قبر کھنبایت مین ہے اور سلطان ظفر
نے جو سلطان فیروز شاہ والی دہلی کا امیر اعظم تھا گجرات پر تسلط پایا تو بہت سے بوہرے اوسکی وجہ سے
سنت و جماعت بھی ہوگئی سبحۃ المرجان اور ابجد العلوم مین لکھا ہے کہ محمد طاہر صاحب مجمع البحار
نے کہ قوم کا بوہرہ تھا مہدویہ بوہرون کے عقائد کی درستی کا مصمم ارادہ کرلیا اور یہانتک اصرار
کیا کہ جب تک یہ کام پورا ہوگا سر پر عمامہ نہ رکھونگا جب اکبر شہنشاہ ہندوستان نے ۹۸۰ھ
مین گجرات فتح کی تو ملا شہنشاہ کی حضور مین مدد کی التجا لیکر حاضر ہوا شہنشاہ نے اپنی ہاتھون
سے ملا کے سر پر عمامہ رکھا اور کہا کہ مین تمہاری مدعا کے موافق اس قوم کی بدعت دفع
کرنے مین پوری کوشش کرونگا اور شہنشاہ نے اس غرض سے حکومت گجرات پر خان اعظم
مرزا عزیز کوکہ کو مقرر کیا خان اعظم نے بوہرون کی بدعت دفع کرنے مین کوشش کی یہانتک کہ اس قوم
کے اکثر مشاہیر تقیہ کرنے لگے اور جابجا چھپ گئے ابھی یہ بدعت بخوبی دفع نہونے پائی تھی کہ
خان اعظم کی جگہہ عبدالرحیم خان خانخانان مقرر ہوگیا۔ یہ شیعہ مذہب تھا بوہرے کھلم کھلا پھر اپنے
اعمال کو ادا کرنے لگے اور مذہب مہدویہ ظاہر ہوگیا شیخ نے یہ حالت دیکھکر پھر عمامہ اپنے سر سے
اوتار ڈالا اور تدارک کے لئے درگاہ اکبری کی طرف رجوع کی شہنشاہ اون دنون اکبرآباد مین تھے
بوہرون نے ملا کا پیچھا کیا یہانتک کہ اوجین مین ملا کو ۹۸۶ھ ہجری مین مار ڈالا۔ اب مین پھر اس
بات کی طرف رجوع کرتا ہون کہ مستنصر کے بعد مہدویہ کے دو فرقہ ہوگئے اور دوسری جماعت
مستنصر کی نص اول کی موجب نزار کو امام جانتے تھے اور کہنے لگے کہ نص ثانی لغو ہے اس لئے کہ
نص اول اپنا کام پورا کرچکی تھی اس فرقہ کو نزاریہ کہا کرتے ہین اور نزاریہ کا نام صباحیہ اور
حمیریہ بھی ہے اور یہ نسبت ہے حسن بن محمد صباح حمیری اسماعیلی کی طرف اور یہ سارے
مہدویہ مین سے اکثر تھے اس لئے انکو ملاحدہ بھی کہتے ہین اور حقیقت مین اسماعیلیہ کی ایک
شاخ ہین بلکہ ابن خلدون نے تو لکھا ہے کہ سارے اسماعیلیہ ملحدہ کہلاتے ہین کیونکہ انکے

مقالہ مین الحاد بھرا ہوا ہے مگر اسمین شک نہین کہ مہدویہ بظاہر ہر ایک حکم شرع کے معتقد تھے
اور انہون نے ظاہر مین بھی رعایت شرع کی اوٹھا دی تھی اسی حسن کی نسبت ارباب تواریخ
مین یہ بات مشہور ہے کہ اوسکا نسب محمد بن صباح حمیری سے ملتا ہے مگر خواجہ نظام الملک
نے اپنے وصایا مین اس افواہ کی تردید کی ہے اور کہا ہے کہ جب حسن نیشاپور مین طالب علمی کو
آیا تو لوگون سے بیان کیا کرتا تھا کہ مین نسل عرب سے ہون خاندان صباح حمیری کی اولاد مین سے
میرا باپ یمن سے کوفہ مین کوفہ سے قم مین قم سے ری مین آ رہا تھا مگر اہل خراسان خصوصاً اہل
طوس کہتے ہین کہ یہ قول اوسکا صحیح نہین اوسکے اسلاف اس ملک کے کسان تھے خواجہ نے
اپنی وصایا مین حسن کی عیاری اور غداری کی طول طویل داستان لکھی ہے اور اس امر مین اوسکی
سخت شاکی ہین اور اوسکے باپ کا نام علی لکھتے ہین اور اسکے بھی عقیدۂ فاسد اور خباثت
طینت کو بیان کرتے ہین یہ علی رے کا باشندہ تھا ابو مسلم حاکم رے ایک دیندار شخص تھا
اس لئے علی سے نفرت رکھتا تھا علی ہمیشہ ابو مسلم کے سامنے اپنے عقیدے کی صفائی ظاہر
کرتا اور قسمین کھاتا اس زمانہ مین نیشاپور مین امام موفق جنکی عمر ۸۵ سال سے متجاوز تھی طلبا کو
درس دیا کرتے تھے اور اون کے درس کی یہ برکت تھی کہ اونکے یہان کے طالب علم غالباً
کسی مرتبے کو پہونچ جاتے تھے حسن کے باپ نے کہ اسماعیلی المذہب تھا مسلمانون کی اپنی طرف
سے اوس بدظنی کے دفعیہ کے لئے حسن کو نیشاپور بھیجا کر امام موفق کے حلقۂ درس مین داخل کیا
حسن اور خواجہ نظام الملک طوسی اور حکیم عمر خیام تینون ہم درس تھے اور آپسمین یہ معاہدہ ہو گیا
کہ ہم مین سے جو شخص مرتبۂ امارت کو پہونچے اوس کی دولت تینون مین علی السویہ مشترک ہو
خواجہ نظام الملک جب الپ ارسلان کے وزیر اعظم مقرر ہو گئے تو عمر خیام اون سے ملے
خواجہ نے اونکا معقول بندوبست کر دیا عمر خیام نے گوشہ نشینی اختیار کر لی اور علوم کے پھیلانے
مین مشغول ہو گئے آخر حسن کے ساتھ الپ ارسلان کے عہد مین تو کوئی سلوک نکیا مگر سلطان
ملک شاہ سے حسن کو ملا دیا مگر خواجہ حسن سے کھٹکتے رہے حسن نے سلطان کی مزاج مین بہت

دخل پیدا کر لیا سلطان نے ایکروز خواجہ سے کہا کہ بھلا کتنے دنون مین تمام ممالک کی جمع خرچ کا
حساب منقح و مرتب کر لو گے خواجہ نے کہا کہ دو برس مین سلطان نے کہا کہ یہ مدت بہت
زیادہ ہے حسن نے سلطان سے وعدہ کیا کہ اس خدمت کو فدوی چالیس دن مین انجام دے سکتا ہے
چنانچہ وہ اس کام پر مامور ہوا اور سارا حساب طے کر کے پیش کرنے کے لئے لیگیا حسن کے نوکر
کے پاس یہ دفتر تھا اور وہ دربار سے باہر لئے کھڑا تھا خواجہ نے وہ کاغذات اوس سے دیکھنے
کے نام سے لیکر زمین پر ڈالدیے تمام پریشان ہو گئے نوکر نے اونکو جمع کر کے رکھ لیا
اور حسن سے یہ بات نہ کہی حسن جب وہ کاغذات سلطان کو ملاحظہ کرانے لگا تو اونکو بالکل ابتر پایا
حسن سے جو سلطان نے کچھ سوال کئے تو ہان ہون کرنے لگا سلطان نے ملول ہو کر فرمایا کہ
تعقل کا کیا سبب ہے نظام الملک نے عرض کیا کہ واقف کار لوگ جس کام مین دو برس کی مہلت چاہتے
ہون اوسکا ایک ناواقف چالیس دن مین کیسے پورا کر سکتا ہے مینے تو سابق مین حضور سے
عرض کر دیا تھا کہ اس شخص کی طبیعت مین کجروی اور مزاج مین طیش ہے اعتماد کے قابل نہین
سلطان حسن سے ناخوش ہو گیا حسن چھپکر رودبار کو چلا گیا پھر یہان سے اصفہان پہونچا
یہان بھی زیادہ نہ ٹھہرا اور مصر کو چلا گیا مستنصر اسماعیلی یہان امامت کرتا تھا اوس نے حسن
کی بہت خاطر کی مگر ڈیڑھ برس سے زیادہ حسن اوسکے پاس نہ ٹھہر سکا اس لئے کہ حسن نزار کا جانب
دار تھا اور مستعلی کی امامت کے لئے جو مستنصر نے نص کی تھی اوس کا مخالف تھا اور یہ بات
سپہ سالار افواج مصری اور تمام اعیان دربار کی خلاف تھی حسن کو مصر بھی چھوڑنا پڑا اور یہان سے
حلب کو حلب سے بغداد کو بغداد سے خوزستان کو خوزستان سے اصفہان کو گیا اور
اسی طرح ولایت عراق اور آذربائجان مین پھرنے لگا اور لوگون کو طریقہ اسماعیلیہ اور امامت نزار کی
طرف دعوت کرنے لگا اور چند روز دمشق مین رہنے کے بعد اوس نے کوہستان (قہستان)
مین جا کر دعوت اسماعیلیہ کا سلسلہ جاری کیا اور بہت سے آدمی خفیہ طور پر اوس کی اطاعت
کرنے لگے روضۃ الصفا مین لکھا ہے کہ اسماعیلیہ حسن کو سیدنا کہتے ہین اور حسن نے رودبار مین

پہونچنے سے پیشتر کچھ اپنے خاص خاص آدمی الموت کو نہ بھیجے تاکہ وہان کی رعایا کو مذہب ترار کی
طرف دعوت کرین حسین قاینی ایک داعی کی کوشش سے رعایائے الموت اس مذہب
مین داخل ہو گئی سلطان جلال الدین ملک شاہ کی طرف سے یہانکا حکمران مہدی علوی تہا
جو بظاہر اسماعیلیہ کی طرفداری کرتا تہا اور باطن مین انکے مخالف تہا جب مہدی نے دیکہا کہ
اسماعیلیہ نے یہانتک قوت پیدا کرلی ہے کہ قلعہ ہاتہہ سے جاتا ہے تو ایکدن شب کے
وقت فریب سے سارے اسماعیلیہ کو قلعہ سے نکالدیا اور کہا یہ قلعہ سلطان کا ہے غیر کا امین
کیا کام اسماعیلیہ مین اور مہدی مین بہت سی گفتگو ہوئی جسکا آخری یہ نتیجہ نکلا کہ مہدی نے
سبکو قلعہ مین واپس بلا لیا اب اسماعیلیہ اوس سے ہوشیار رہنے لگے بلکہ ایک شب
مین اچانک مہدی کی غفلت مین حسن کو قلعہ پر بلا لیا یہ واقعہ ماہ رجب ۴۸۳ھ ہجری کا ہے حسن نے
مہدی کے ساتہہ عجیبی چال یہ کی کہ اوس سے کہا کہ مین مفت یہانکی زمین اپنی سکونت اور عبادت
کے لئے لینا نہین چاہتا تین ہزار دینار کو میرے ہاتہہ چرسہ بھر زمین فروخت کردو مہدی راضی
ہوگیا حسن نے اوس چرسے کے باریک تسمے کٹوا کر تمام قلعہ کے آس پاس بچہوا دئے اور
اوس قیمت کے ادا کردینے کے لئے ایک رقعہ حاکم گردکوہ کے نام جسے رئیس مظفر کہا
کرتے تھے اور مخفی طور پر وہ حسن کی دعوت قبول کرچکا تھا لکھدیا اور قلعہ مین سے مہدی کو نکالدیا
مہدی نے کچہہ عرصہ کے بعد رئیس مظفر کو وہ رقعہ دیکر دینار وصول کرلئے مہارت خان اصفہانی
بہجۃ العالم مین کہتا ہے رودبار قزوین کے شمال مین چہہ فرسخ کے فاصلہ پر ہے اوس مین
پچاس قلعہ موجود ہین جنمین سب سے بہتر قلعہ الموت ہے اسماعیلیہ کا یہ قلعہ دارالملک تھا اور اقلیم
چہارم مین داخل ہے ۴۸۳ھ مین حسن کے قبضہ مین آیا ہے اس قلعہ کی وجہ تسمیہ برہان قاطع مین
یہ لکہی ہے الموت الف اور لام کے فتحون سے حیرت کے وزن پر مشہور قلعہ کا نام ہے
جو قزوین اور گیلان کے درمیان مین واقع ہے اس قلعہ کو نہایت بلند ہونے کی وجہ سے اله
اموت کہا کرتے تھے جسکے لغوی معنے عقاب کا گہونسلا ہے اسلئے کہ اله ات

سے کے فتحہ لام کے ضمہ یا کے ظہور سے عقاب کو کہتے ہین اور آموت (لاہوت کے وزن پر) گھونسلے کے معنے مین ہے عقاب اونچے مقامات پر گھونسلا رکھتا ہے بلندی کی وجہ سے اس قلعہ کا نام الہی آموت مقرر کیا گیا تھا جو کثرت استعمال سے الموت ہو گیا۔ اس نام کے حروف سے عدد بحساب جمل لیکر جمع کئے جائین تو حسن ابن صباح کی اوسمین داخل ہونے کی تاریخ نکلتی ہے فردوس برین مین عبد الحلیم صاحب شرر نے اس قلعہ کا نام التمونت لکھا ہے اور یہ صحیح نہین سنہ ۴۸۳ھ تک قہستان اور رودبار کے سارے قلعے حسن کے قبضہ مین آگئے اور مذہب نزاریہ کو بھی رونق حاصل ہوئی اور حسن نے اس مذہب مین بہت سی کتابین تصنیف کین انسائکلوپیڈیا برٹانیکا کی جلد دوم کے صفحہ (۲۲۳) مین مرقوم ہے کہ حسن نے سنہ ۱۰۹۰ع مین دہو کے سے قلعہ الموت پر جو سرزمین ایران مین ہے قبضہ کر کے مع اپنے معتقدون کے وہان چلا گیا اور وہان اوس کے پیروون کو حشاشین کا لقب ملا اور حسن شیخ الجبل بھی کہلانے لگا جس کا ترجمہ پہاڑ کا بزرگ ہے یہان سے ثابت ہوا کہ تمدن عرب مین صفحہ ۴۲ پر جو ایک نوٹ مین لکھا ہے حشیشین قرملیون (قرامطہ) کے ایک گروہ کا نام تھا جن کو حسن نیشاپوری نے سنہ ۱۰۹۰ع مین جمع کیا تھا اور انہون نے اپنا قلعہ لبنان مین بنایا تھا جسکی وجہ سے حسن کو شیخ الجبل کہتے تھے وہ بھی یہ صحیح نہین اس لئے کہ کسی کتاب تاریخ سے حسن کو لبنان کے قلعہ کی وجہ سے شیخ الجبل کہنا ثابت نہین ہوتا نہ حسن کا لبنان مین جانا ثابت ہے منتہی الارب مین لکھا ہے لبنان عثمان کے وزن پر ایک پہاڑ کا نام ہے جو شام مین واقع ہے اور حسن نے

[1] ثمرات شافیہ مین یالت الدمراس کے ذکر مین لکھا ہے وقد کان بھذہ البلاد فی الزمان السابق طائفۃ یقال لہم الحشاشون وکبیرہم ملقب شیخ الجبل وکان مطاعا ومعتقدا عند اتباعہ وانما سموا بالحشاشین لانہم کانوا یاکلون حشیشۃ الحرافیش لتشعشہم وکبیرہم یسمی شیخ الجبل لان ھذہ الفرقۃ کانت بالجبل ۱۲ [2] لبنان لام کے ضمہ یا اسکے موحدہ کے سکون نون کے فتحہ الف کے سکون نون کے وقف سے اسکی تفسیر سفید ہے چنانچہ اخبار الاعیان مین شیخ طنوس بن یوسف نے کہا ہے لبنان بالضم ای الابیض ہو جبل بین طرابلس وبعلبک انتہی اور منتہی الارب مین لکھا ہے طرابلس طا کے حل مفتوح با کے موحدہ مضموم اور لام کے کسرہ سے نام ہے دو شہرون کا جنمین سے ایک مغرب مین ہے دوسرا شام مین یہان مراد وہ شہر ہے جو شام مین ہے اور بعلبک بھی ایک شہر کا

ثم سے ... صاحب لکھتے ہین ... ۱۲

ایران مین فتوحات حاصل کی تھین اگرچہ اوس کے متبع شام تک پہیل گئے تھے اور لبنان مین اپنے قلعے بنا لئے تھے چنانچہ ابن جبیر نے اپنے رحلہ مین اسکا ذکر دمشق کے سفر مین حلب انطاکیہ لاذقیہ تنسے مصری مقامات کے پاس کیا ہے اور کہا ہے کہ تنسے سے بلاد مصری چھ میل ہے اسکی دوسری طرف جبل لبنان واقع ہے جبل لبنان کے دامن مین اسماعیلیہ کے قلعے ہین یہ مرتدون کا ایک گروہ ہے شیطان نے اونکی گمراہی کے واسطے سنان نامی ایک شخص کو اونپر مسلط کردیا تہا یہ لوگ اوس کو پوجتے تھے اور اوسپر اپنی جانین نثار کرتے تہے اگر وہ حکم دیتا کہ پہاڑ پر سے گر پڑو تو کوئی دریغ نکرتا انتہی مگر حسن شیخ الجبل قلعہ لبنان کی وجہ سے نکہلایا بلکہ یہ لقب اسکا قلعہ الموت کی وجہ سے ہوا جہان وہ رہا کرتا تھا اور الموت ایران خصوصا عراق عجم مین واقع ہے اور ابن جبیر کے قول مین سنان غالباً کاتب کی غلطی سے واقع ہوا ہے صحیح حسن معلوم ہوتا ہے سنان نامی کوئی شخص اسماعیلیہ کے گروہ مین ایسا بھاری مقتدا نہین گذرا انسائکلوپیڈیا بریٹانیکا کی جلد دوم مین ہے کہ حسن کی ماتحتی مین داعی الکبار تھے جو اون تین ضلعون پر حکومت کرتے تھے جن پر حسن کا قبضہ تھا اور اونکے ماتحت عام داعی تھے جو خفیہ طور پر اوس کے اصول مذہب کو پھیلاتے تھے اور چار آدمی رفیق کہلاتے تھے اور یہ رفیق ترقی پا کر داعی کے رتبہ کو پہونچ جاتے تھے اور ان کے بعد پانچوان درجہ فدائیون کا تھا یہ سب جوان آدمی ہوتے تھے اور انہین مین سے کسی کے قتل کرنے کی یا کسی اور سخت ضرورت کے لئے منتخب کئے جاتے تھے جب کہ حسن کو کسی کام کی ضرورت ہوتی تو فدائیون کو حشیش پلائی جاتی .. جو کہ بھنگ کی پتیون سے بنتی تھی - اسیوجہ سے انہین حشاشین کہنے لگے اور بہت ہی تھوڑی سی تغیر سے یہ لفظ اساسن ہوگیا اور یورپ کی کل زبانون مین موجود ہے اساسن کے معنے یورپ کی زبان مین اوس قاتل کے ہین جو گھات سے مار ڈالے جس وقت کہ فدائی اس بیہوشی

ملہ رحلہ ابن جبیر مطبوعہ لیڈن ۱۸۵۲ع مین حالات ربیع الاول ۵۸۰ھ مین ابن جبیر نے یہ فقرے لکھے ہین وفی صفحۃ حصون الملاحدۃ الاسماعیلیۃ فرقۃ مرقت من الاسلام وادعت الالٰھیۃ فی احد الانام قیض لھم شیطان من الانس یعرف بسنان
ملہ نخبۃ الدہر کی فصل سادس مین کہ عراق عجم کی وصف مین ہے ایک مقام پر لکھا ہے وفیہ حصون الالحاد وھم الاسماعیلیۃ کما تقدم

کی حالت میں شیخ کو نہایت خوبصورت باغون میں چھوڑ دیے جاتے تھے تو اونکو یقین دلایا جاتا تھا کہ یہ جنت کا باغ شیخ کی وجہ سے ملسکتا ہی اور ان کو اوس کی تعمیل احکام کی ترغیب دلائی جاتی تھی چھٹے درجہ کے لوگ لاسک تھے جنکا ترجمہ ناتجربہ کار ہے اور ساتوین درجہ مین عوام تھے اس گروہ نے بڑی بڑی سختیان کی تھین دو صدی تک اطراف وجوانب مین ایک تہلکہ ڈالدیا تھا بڑے بڑے آدمیون کو جو شیخ سے مخالفت رکھتے تھے انہون نے مارڈالا سب سے اول نظام الملک کو مارا پھر اوس کے بیٹے کو خنجر سے مارا سلطان ملک شاہ کا زہر سے مرنا بھی انہین کی سازش سے سمجھا جاتا ہی اور بغدادی ممالک مین پھیل گئے تھے اب بھی انکی چھوٹے چھوٹے گروہ شام کے پہاڑون مین موجود ہین ہامر پرگستال نے اس فرقہ کی تاریخ مین ایک کتاب لکھی ہے جو جو علما فرقہ اسماعیلیہ کے خلاف تھے اونکو مین ہر ان کران فدائیون نے ہر ایک طرح کی گھات سے قتل کر ڈالا کسی کے شاگرد بنکر مار ڈالتے کسی کو خدمتگار بنکر قتل کروا لیتے اس لئے ہر ایک مذہب کے علما ڈرنے لگے اور حسن کے خلاف منہ سے کوئی لفظ نہین نکالتے تھے ان فدائیون کا یہ حال تھا کہ جب سلطان سنجر نے قلعہ الموت کی تباہی کے لئے کئی بار سپاہ بھیجی تو حسن نے اوس کے ایک نوکر کو جو نہایت مقرب تھا اور حسن سے حسن عقیدت رکھتا تھا حکم دیا کہ جبکہ سلطان سوتا ہو تو اوس کے سرہانے ایک چھری زمین مین گاڑدی اوس نے ایسا ہی کیا سلطان بیدار ہوا تو اس بات سے اوسکی دل مین بڑا اندیشہ پیدا ہوا تھوڑے دنون کے بعد حسن نے سلطان سے کہلا بھیجا کہ اگر مجھکو آپ سے محبت نہوتی تو وہ چھری جو زمین سخت مین گاڑدی گئی تھی آپ کے سینہ نرم مین گاڑدی جاتی سلطان نے حسن سے صلح کرلی اور اس وجہ سے حسن کا کام زیادہ ترقی کرنے لگا حسن نے اپنے ایک بیٹے حسین نامی کو حسن قاینی فاتح قہستان کے جرم قتل کی سزا مین مروا ڈالا اور دوسرے بیٹے کو شراب نوشی کی علت مین مروا ڈالا ۲۸ ربیع الآخر سنہ ۵۱۸ھ ہجری مطابق سنہ ۱۱۲۴ء کو حسن کا انتقال ہوگیا حسن جب تک زندہ رہا سیاسی اسماعیلیہ کا داعی تھا اور یہ ترار کے بعد اوس کے بیٹے ہادی کو امام جانتے ہین

مگر مورخین کی تحقیق یہ ہے کہ نزار نے کوئی اولاد باقی نہین چھوڑی تہی المستعلی نے حکومت
پائی تو نزار کو مع اوسکے دو بیٹے کے قید کر دیا تینون نے قید ہی مین جان دی اور نزاریہ یون
بات بناتے ہین کہ ابوالحسن سعیدی مستنصر علوی کے انتقال کے بعد مصر سے الموت مین
حسن بن محمد صباح حمیری کے پاس آیا اوس کے ساتھ ایک لڑکا تہا نزار کی اولاد مین سے جسکے
حال سے حسن بن صباح حمیری کے سوا کوئی واقف نہ تھا اس لئے حسن نے اوس لڑکی کو
نہایت تعظیم کے ساتھ اپنے پاس رکھا اور بعض یون کہتے ہین کہ خود حسن بن صباح حمیری مصر
مین آیا اور نزار کی ایک عورت سے جو قید مین تھی ملا اوس کے پاس سے ایک صغیر السن
بچے کو لے لیا اور لوگون سے بیان کیا کہ یہ نزار کا فرزند ہے اور اوس لڑکی کو شہر سے
کو لے گیا اور نام اوسکا ہادی مقرر کر کے دعوت اوس کے نام سے شروع کی ہزار ہا آدمی
اوس کی حلقہ اطاعت مین آگئے پھر ابن صباح نے طبرستان کے قلعے فتح کر لئے اور
قلعہ الموت پر قبضہ کر کے اوسے دار الحکومت قرار دیا اور نام اوسکا بلدۃ الاقبال رکھا اور اس نے
اپنے مرض الموت مین ایک شخص کیا نامی کو خلیفہ بنا کر وصیت کر دی کہ ہادی کی تعلیم و تربیت
مین جو ابہی لڑکا تہا پوری کوشش کرے اور کیا نے انتقال کے وقت اپنے بیٹے محمد کو اپنا
نائب مقرر کیا ایک دن جو ہادی کو شہوت کا غلبہ ہوا تو محمد ابن کیا کی عورت کو بلا کر اوس سے
صحبت کی کیونکہ انکے نزدیک امام کے لئے ہر ایک حرام حلال ہے وہ عورت حاملہ ہو گئی
اور ہادی کے انتقال کے بعد ایک لڑکا جنی جسکا نام حسن رکھا گیا یہ بیان اوسی عورت کا تہا
جسے ہادی کے اکثر معتبرون نے باور کر لیا اور کچھہ لوگون کو شک پیدا ہو گیا اور یہ سمجھنے لگے
کہ ہادی جس عورت سے ہم بستر ہوا تھا وہ اور تھی اور محمد ابن کیا کی زوجہ کو بھی اوسی زمانہ مین
جب ہادی نے اوس عورت کے ساتھ صحبت کی تھی اپنے شوہر سے حمل رہ گیا تھا اور اتفاقا
دونون عورتون کے ایک ہی وقت مین بیٹے پیدا ہوئے محمد ابن کیا کی بیبی نے اپنے لڑکے سے
اوس لڑکے کو جو ہادی کا نطفہ تھا بدل لیا بہر صورت بعد محمد ابن کیا کے حسن نے ظاہر کیا کہ

کہ مین نزار کی اولاد مین سے ہون اور ہادی کا بیٹا ہون اور امامت کا دعوے کیا جس کو نزاریہ نے
تسلیم کیا اور بعض نے سلسلہ نسب اسکا یون لکھا ہے حسن بن مہدی بن ہادی بن نزار بہرصورت
حسن بن ہادی نہایت عاقل بلیغ حاضر جواب اور خوش محاورہ تہا بہت خطبے کہا کرتا تہا اور
لوگون مین اسبات کو تاکید سے بیان کرتا تہا کہ امام کو حق حاصل ہے کہ جو چاہے کرے اور امام
تکالیف شرعیہ کو معدوم کر سکتا ہے اور مجہے خدا کا حکم غیب سے یہ پہونچا ہے کہ تم سے
ساری تکالیف شرعی کو اوٹھا لون اور تمام محرمات کو تم پر مباح کر دون جو کچہہ چاہو کرو بشرطیکہ باہم
جنگ وجدل اور کشت وخون نکیا کرو اور اپنے امام کی اطاعت سے انحراف نکرو نزاریہ اس کو
امام برحق جانتے تہے اور اس کی ذات کو قیامت کہتے تہے اس لئے کہ انکا اعتقاد یہ تہا
کہ اوسوقت قیامت قایم ہوگی کہ آدمی خدا رس ہوجائینگے اور تکالیف شرعیہ اوٹھ جائینگے
اور قیامت سے یہی مطلب ہے حسن نے اپنی امامت کے زمانہ مین خلایق کو خدا سے ملا دیا اور
شریعت کے رسوم اوٹھا دئے کہتے ہین کہ جب یہ امام ہوا تو ۵۵۹ھ ہجری مین ساکنان الموت
کو عیدگاہ مین جمع کیا اور ایک منبر رکھوایا جس کے چارون کونون پر چار علم سرخ زرد سبز سفید
کہڑے کرائے اور ۱۷ تاریخ رمضان سنہ مذکور کو منبر پر بیٹہکر فرمایا مین امام زمانہ ہون امر ونہی
کی تکلیف اہل جہان سے مینے اوٹھا دی اور تمام احکام شرعی کو موقوف کردیا اب زمانہ قیامت
کے قایم ہونے کا ہے چاہئے کہ خلق کا باطن خدا کی طرف متوجہ ہو اور ظاہر مین جو کچہہ چاہین کرین
اور منبر پر سے اوترکر روزہ افطار کر لیا اور تمام آدمیون کو حکم دیا کہ مثل عید کے خوشی منائین اور
اوسدن کا نام عید القایم رکہا اور الموتیان اوسے علی ذکرہ السلام کہتے تہے شعرائے ملاحدہ نے
اوسکی مدح مین قصائد لکہے تہے اوس کی مدح مین یہ ایک شعر ہے ۞ برداشت غل شرع بتائید
ایزدی ۞ مخدوم روزگار علی ذکرہ السلام ۞ حسن کے مارے جانے کے بعد اوسکا بیٹا محمد امام ہوا
محمد کے بعد اوسکا بیٹا جلال الدین حسین ہلاک کر اگرچہ وہ امام ہوا اور اس نے اپنے باپ دادا کے مذہب
کو چہوڑا مسلمان پاک ہوا ایسا نسک کہ اپنے اسلاف کا کتب خانہ بہی جلوا دیا اور انپر لعن کر نے

لگا اور مذہب باطنیہ کو مٹانا شروع کردیا اور اپنی تمام رعایا کو بھی مذہب اہل سنت پر چلنے کی تاکید
کرنے لگا اور اپنے حسن اعتقاد پر خلیفہ اور اہل بغداد کو بھی اطلاع کردی بعد اپنی ماں کو بہت سے تحایف
اور اسباب دیکر خانہ کعبہ کے حج کے لئے بھیجا جلال الدین حسن کے بعد اوسکا بیٹا علاؤ الدین محمد امام ہوا تو
اس نے طریقۂ ملاحدۂ باطنیہ کو اختیار کرلیا اس علاء الدین کے عہد میں ناصر الدین عبد الرحیم بن ابو منصور
حاکم قہستان نے محمد بن حسن عرف خواجہ نصیر الدین طوسی کو قہستان میں پابند کرلیا تھا خواجہ نے
اخلاق ناصری اسی کے نام پر لکھی ہے علاؤ الدین محمد کے مارے جانے کے بعد اوسکا بیٹا رکن الدین
بھی اپنے بزرگوں کے طریق پر ہوا ہادی کی ذریات میں امامت و حکومت ایک سو اکہتر برس
تک رہی رکن الدین پوری ایک سال بھی حکومت نکرنے پایا تھا کہ ترکان تتار یعنی چنگیز خانیوں کی
ہاتھ سے اوسکی دولت برباد ہوئی۔ نزاریہ کا مسقطیہ اور سقطیہ بھی نام ہے اس لئے کہ
اونکا مذہب یہ ہے کہ امام فروع کے ساتھہ مکلف نہیں ہے بلکہ اوسکو یہ بھی اختیار ہے کہ بعض
تکالیف یا تمام تکالیف کو آدمیوں سے دور کردی اور نزاریہ کی رائے یہ ہے کہ امام ایک بار
کسی بات کی وصیت کردے اور پھر اوس کے خلاف پر نص کرے تو نص اول ہی پر عمل کرنا چاہیے
اور ثانی لغو ہے بخلاف مہدویہ کے کہ اونکے نزدیک نص دوم ناسخ ہے نص اول کی نزاریہ
اسی لئے مستنصر کے بعد نزار کو امام منصوص جانتے ہیں اور نزار کے بعد ہادی کو اور ہادی کے
بعد حسن کو اور ملاحدہ امام کا معارف میں مطلق ہونا مانتے ہیں بخلاف اثنا عشریہ کے کہ
وہ اوسکے واجبات عقلیہ یا بحجت نقل شریعت وغیرہ میں اوسکا مطلق ہونا قرار دیتے ہیں اور
نزاریہ کہتے ہیں کہ عالم قدیم ہے اور زمانہ غیر متناہی ہے اور ارواح تناسخ کرتی ہیں اور معاد جسمانی
کا انکار کرتے ہیں جنت و دوزخ کے بھی منکر ہیں کہتے ہیں معاد روحانی ہے اور بہشت اور
دوزخ معنوی چیزیں ہیں اور کہتے ہیں کہ ہر شخص کے لئے قیامت اوسکی موت ہے اور
ملاحدہ کے نزدیک کسی شی کا وجوب عقل کے ذریعہ سے ثابت نہیں ہوتا پس ایمان باللہ
کو عقل واجب نہیں کرتی اور نہ عقل سے ایمان کی خوبی اور کفر کی برائی دریافت ہو سکتی ہے

بلکہ یہ سب باتین شرع سے جاتی رہین ۔

فرقہ اسماعیلیہ کا سبعیہ بھی نام ہے اور یہ نام انکا اسوجہ سے مقرر ہوا ہے کہ کہتے ہین کہ
انبیا شریعت کے پہونچانیوالے یعنی رسول صرف یہ سات تن ہین آدم اور نوح اور ابراہیم اور موسیٰ
اور عیسیٰ اور محمدؐ اور مہدی علیہم السلام اور درمیان دو رسولون کے سات ائمہ ہوتے ہین جو
ایک رسول کی شریعت کو تمام کرتے ہین اور احکام کا اجرا فرماتے ہین جب تک دوسرا رسول
مبعوث ہو پس امام اول حضرت علی امام دوم حضرت حسن امام سوم حضرت حسین امام چہارم
حضرت علی زین العابدین امام پنجم حضرت محمد بن علی زین العابدین امام ششم حضرت جعفر بن محمد
امام ہفتم اسماعیل بن جعفر ہین جو درمیان محمد علیہ السلام اور مہدی کی شریعت قائم رکھتے ہین اور
شرح مقاصد مین لکھا ہے کہ انکو سبعیہ اسلئے کہتے ہین کہ انکے نزدیک سات امام ہین
ساتوین محمد بن اسماعیل ہین بعض سبعیہ اسپر توقف کرتے ہین اور بعض کہتے ہین کہ سات سات ائمہ کا اس
طرح دوران رہتا ہے جسطرح ہفتون کا اور دلون کا شرح مواقف مین مذکور ہے کہ اس فرقہ کا عقیدہ
ہے کہ ہر عصر مین واسطے ہدایت لوگون کے سات آدمیون کا ہونا ضرور ہے اول امام کہ جانب
غیب سے اوسکو علم اور احکام بواسطہ پہونچتے ہین اور سلسلہ علوم کی انتہا اوسی کی ذات
ہوتی ہے دوسرا حجت کہ امام سے حاصل کرکے دوسرے آدمیون تک پہونچاتا ہے
تیسرا ذو مصہ یہ حجت سے علم حاصل کرتا ہے چوتھا داعی اکبر یہ مومنون کے درجات کو بڑہاتا
اور امام اور حجت کے نزدیک اونکی ترقی دیتا ہے پانچوان داعی ماذون یہ طالبین
سے عہد و پیمان لیکر امام کی بیعت مین داخل کرتا ہے اور لوگون کو علم و معرفت سکھاتا ہے چھٹا
مکلب یہ شخص اگرچہ بڑے درجہ کا آدمی ہوتا ہے لیکن اسکو دعوت کا اذن نہین ہوتا اسکا
صرف یہی کام ہے کہ غیر مذہب والے کے عقاید مین حجت اور دلیل کے ساتھ شبہات ڈالکر
اور اوسکے احتمالات کا جواب دے اور جب وہ متحیر ہوکر طلب حق کی درخواست کرے
تو یہ داعی ماذون کو بتا دیتا ہے کہ اوس آدمی کے پاس جاؤ اوس سے عہد لیکر داخل

ہو جائے گا پھر داعی بادنون اوس سے عہد و پیمان لیکر ذمہ دین کے حوالہ کر دیتا ہے اگر استعداد طالب کی ذومسکا مبلغ علم سے بڑھکر ہوتی ہے تو وہ حجت کے پاس پہونچا دیتا ہے اسی طرح حجت امام کے پاس اگر موجود ہو ساتوان شومن اور کتب اسماعیلیہ کی سیر سے معلوم ہوا کہ دعاۃ اسماعیلیہ خصوصاً دعاۃ فاطمیین نو دعوتین ارشاد کرتے ہین مگر داعی جس دعوت مین جسقدر شوق اور قابلیت پاتا ہے اوسی قدر دعوتین اوسکو کرتا ہے۔

دعوت اول۔ داعی نہایت وقار سے مسند ارشاد پر بیٹھا ہوتا ہے جسکو دعوت کرتا ہے اول اوس سے تاویل آیات اور معانی امور شریعت کے مشکل باتون کی اور تھوڑے سے علم طبعیات وغیرہ کی مشکل مسئلون کی بھی سوالات کرکے کہتا ہے کہ اے شخص اسرار دین پوشیدہ ہے اور اکثر آدمی اوس سے منکر اور جاہل ہین اگر امت محمدی کے لوگ اون باتون کو جان لیتے جو اللہ تعالیٰ نے ائمہ اہل بیت سے مختص کئے ہین تو آدمیون مین اختلاف پیدا ہوتا جب مدعو یہ بات سنتا ہے تو داعی کے پاس جو کچھ معلومات ہوتی ہے اوسکے سننے کا مشتاق ہوتا ہے پھر داعی اوس کی رغبت پا کر بیان کرنا شروع کرتا ہے اور بڑی عمدگی سے آیات قرآن اور تفسیر امور دین کے مطالب بیان کرتا ہے اور کہتا ہے کہ جو کچھ اختلافات لوگون مین آیا ہے اور گمراہی مین پڑے ہین یہ سب اسوجہ سے ہے کہ ائمہ دین اور حافظان دین ہی سے روگردانی کی ہے اور غیرون کے اتباع کرتے ہین اور حق یہ ہے کہ ائمہ ہدیٰ شرع رسول کے حافظ ہین اوس کی حقیقت کو اچھی طرح جانتے ہین معانی ظاہری و باطنی اور تاویل و تفسیر قرآن سے آگاہ ہین جب مسلمانون نے دوسرون کی اتباع کی اور اپنی عقل سے دلائل نکالنے لگے تو گمراہی مین پڑ گئے اللہ تعالیٰ نے علم دین کو پردہ مین مخفی رکھا ہے تاکہ اسرار الٰہی بجز اہل نہو جائین پس اللہ کے بھید سوائے فرشتہ مقرب اور نبی مرسل یا بندہ مومن کے جسکا دل خدا نے تقویٰ سے امتحان کر لیا ہو کوئی نہین جانسکتا ہے جب مدعو کا دل داعی کی باتون کی خوب مرغوب ہو جاتا ہے اوسوقت داعی دوسری باتین شروع کرتا ہے کہتا ہے کہ

حج[1] اور سعی صفا[2] کیا ہے اور کس لئے حائضہ کو روزہ کی قضا کا حکم[3] ہے اور قضائے نماز کی
ممانعت ہے اور کیا سبب ہے کہ جنابت[4] کے لئے غسل کا حکم ہوا ہے اور بول و براز کے واسطے
غسل کا حکم نہوا اور کیا سبب ہے کہ خدا نے مخلوق کو چھ[5] دن میں پیدا کیا کیا ایک گھڑی میں پیدا
کرنے سے عاجز تھا اور صراط کے کیا معنے ہیں اور کراماً کاتبین کیا ہیں اور کراماً کاتبین کو جو ہم
نہیں دیکھتے اسکا کیا سبب ہے کیا وہ ہم سے مکابرہ کے سبب سے خائف ہیں اور ہم
سے اس خوف سے چھپکر گواہ بنے ہیں اور ہمارے اعمال لکھتے رہتے ہیں اور زمین کا
بدل دینا قیامت کو اور عذاب جہنم کیا ہے اور یہ کیونکر صحیح ہو سکتا ہے کہ عاصی کی جس جلد نے
گناہ کیا ہے وہ ایک اور جلد سے بدل دی جائیگی جو گناہ میں شامل نہیں تاکہ اوسکو
عذاب دیا جائے اور اس آیت کے کیا معنے ہیں ویحمل عرش ربک فوقہم یومئذ ثمانیۃ

[illegible]

[1] سعی جمار یعنے کنکریاں مارنا جمار جمع ہے جمرہ کی اور جمرہ چھوٹی چھوٹی پتھریوں کو کہتے ہیں اور منا میں جمار اون تین مکانوں کا نام ہے جنپر کنکریاں اور پتھریاں پھینکتے ہیں ایک کو جمرہ اولی کہتے ہیں جو مسجد خیف کے پاس ہے اور دوسرا جمرہ وسطی اور تیسرا جمرۃ العقبہ صحیح ابن خزیمہ میں مسند ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب ابراہیم خلیل اللہ مناسک کے ادا کرنے کو آئے تو شیطان ان تینوں مقاموں میں سامنے آیا اور انہوں نے ہر بار اوسکو سات کنکریاں ماریں تو زمین میں دھنس گیا ابن عباس نے کہا تم شیطان کو مارتے ہو اور اپنے باپ ابراہیم کے دین پر چلتے ہو کذا فی الترغیب والترہیب لابن حجر ۱۲ منہ [2] صفا اور مروہ نام دو پہاڑیاں ہیں مکہ معظمہ میں ان دونوں مقاموں کے درمیان تخمیناً دو سو قدم کا فاصلہ ہے ان دونوں پہاڑیوں کے درمیان میں حاجی سات بار دوڑتے ہیں اور یہ امر لازم حج میں سے ہے حدیث جابر میں مسلم نے روایت کی ہے کہ حضرت نے فرمایا ہے والسعی بین الصفا والمروۃ تو یعنی دوڑنا درمیان صفا و مروہ کے طاق ہے یعنی سات بار ۱۲ [3] واضح ہو کہ حیض مانع ہے روزہ اور نماز اور جماع کو پھر عورت روزے کو قضا کرے نہ نماز کو کیونکہ نماز ہر سال ہر روز فرض ہے اور روزہ سال بھر میں ایک مہینا تو قضائے صوم میں حرج نہیں اور نماز کی قضا میں دقت و مشقت ہے ۱۲ [4] جنابت ثابت ہوتی ہے دو سبب ایک نطفہ منی کے شہوت سے دوسرے تمام حشفہ یعنی سپاری کے داخل کرنے سے آدمی کی شرمگاہ میں کذا فی الخانیہ ۱۲ [5] قرآن میں ہے لقد خلقنا السموات والارض فی ستۃ ایام تحقیق پیدا کیا ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور اوس چیز کو کہ درمیان انکے ہے چھ دن میں اور صحیح مسلم نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت نے میرا ہاتھ پکڑ کر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مٹی ہفتے کے دن پیدا کی اور اوس میں پہاڑ اتوار کے دن پیدا کئے اور درخت پیر کے دن اور اشیاء مکروہ کو منگل کے دن اور نور کو بدھ کے دن اور زمین میں چوپائے جمعرات کو پھیلائے اور آدم کو جمعہ کے دن پیدا کیا عصر کی نماز کے بعد انتہی اس میں اور آیت مذکورہ میں منافات نہیں اسلئے کہ ہفتے سے مراد آخر دن ہے جمعہ کا کہ جسکو عشیۃ الاحد کہتے ہیں پس وہ اتوار ہی کے حکم میں ہے خلاصہ یہ ہے کہ حدیث میں یہی مراد ہے کہ آیت کے پیدائش عالم کی چھ دن میں مقصود ہے ۱۲ ۱۲

اور شیطان اور اوسکی صفت کیا ہے اور وہ کہان رہتا ہے اور یاجوج و ماجوج اور ہاروت
و ماروت کیا ہین اور کہان رہتے ہین اور سات زمین اور آٹھ بہشتین کس وجہ سے ہین اور
کیا ہین اور زقوم[1] کا درخت اور دابۃ الارض اور رؤس الشیاطین[2] اور شجرہ ملعونہ[3] اور تین[4] اور زیتون
کیا ہین اور اس آیت کے کیا معنے ہین فَلَآ اُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ الْجَوَارِ الْكُنَّسِ[5]
اور حروف مقطعات کے کیا معنے ہین اور سات آسمان اور سات زمین اور سبع المثانی[6]
اور بارہ مہینے کس وجہ سے ہین اور قرآن اور سنت پر عمل کرنا تمہارے حق مین کیا کریگا
اور فرائض لازمی کے کیا معنے ہین اور اول اپنے نفس کی فکر کرنا چاہیے کہ کہان ہے اور تمہاری
روح اور اوس کی صورت کسطرح کی ہے اور وہ جسم مین کسجگہ رہتی ہے اور روح کا حال کیا ہے
اور انسان کیا ہے اور کیا ہے تفاوت انسان اور بہایم اور حشرات کی زندگی اور حیات

---

[1] اللہ تعالی سورۂ دخان مین فرماتا ہے اِنَّ شَجَرَةَ الزَّقُّوْمِ طَعَامُ الْاَثِيْمِ كَالْمُهْلِ يَغْلِيْ فِي الْبُطُوْنِ كَغَلْيِ الْحَمِيْمِ یعنی تحقیق سینڈھ کا کھانا ہی گنہگار کا مانند پگھلے ہوئے تانبے کے کہولتا ہے پیٹون مین جیسے کہولتا پانی ۱۲ [2] اَذٰلِكَ خَيْرٌ نُّزُلًا اَمْ شَجَرَةُ الزَّقُّوْمِ اِنَّا جَعَلْنٰهَا فِتْنَةً لِّلظّٰلِمِيْنَ اِنَّهَا شَجَرَةٌ تَخْرُجُ فِيْٓ اَصْلِ الْجَحِيْمِ طَلْعُهَا كَاَنَّهٗ رُءُوْسُ الشَّيٰطِيْنِ - بہلا یہ بہتر ہے مہمانی یا درخت سینڈھ کا ہمنے اوسکو کیا ہے خراب کرنا ظالمون کا وہ ایک درخت ہے کہ نکلتا ہے دوزخ کی جڑ مین سے اوسکا شگوفہ جیسے سر شیطان کا یعنی بدنما یا شیطان سے مراد سانپ ہے اور واقعی ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مراد اس سے سانپ ہین کیونکہ سینڈھ کی ایک قسم ہے جسکے پتے مشابہ سانپ کے پہن کے ہین اور اوسپر ہاتھ لگانے سے پھول ہوتے ہین اور پھول مندو اور پھل سرخ رنگ کول لگتا ہے اور پکنے کر شیرین ہوجاتا ہے پہاڑی ملک مین یہ درخت کثرت سے ہوتا ہے اور اسیوجہ سے اوسکا نام پھنی کہا کرتے ہین تو معلوم ہوا کہ آیت مذکورہ مین زقوم کہکے تھوہر مراد ہے اور اوسکو سانپ کے سر کے ساتھ استعارۃ بیان کیا ہے ۱۲ ۱۲

[3] سورۂ بنی اسرائیل مین ہے وَالشَّجَرَةَ الْمَلْعُوْنَةَ فِي الْقُرْاٰنِ مطلب اس مقام کا یہ ہے کہ نہین کیا ہمنے اوس درخت کو جسپر پھٹکار ہے قرآن مین مگر واسطے جانچنے لوگون کے ۱۲ [4] وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ قسم ہے انجیر اور زیتون کی ۱۲ - ۱۲ ۱۲

[5] قسم کھاتا ہون مین پھر جانے والون سیدھے چلنے والون تھم رہنے والون کی واضح ہو کہ سبع سیارہ آسمان مین علحدہ چال چلتے ہین اور تین سے پانچ جو سورج اور چاند کے سوا ہین یعنی زحل و مشتری و مریخ و زہرہ و عطارد انکی چال ایسی عجب کی ہے کبھی مغرب سے مشرق تک جاتے ہین سو سیدھی راہ اسی سے مراد ہے کبھی رات مین الٹے پھر جاتے ہین کبھی سورج کے پاس آکر دنون تک غایب ہوجاتے ہین ۱۲ [6] سبع المثانی تفسیر حسینی وغیرہ مین سورۂ فاتحہ کو کہتے ہین اسکو اسلئے کہ بسم اللہ سمیت سات آیتین ہین اور اسوجہ سے کہتے ہین کہ دوبارہ نازل ہوئی ایکبار مکہ مین اور دوبارہ مدینہ مین یا اسوجہ سے کہ دو رکعت نماز مین دوبارہ پڑھی جاتی ہے بمقابلہ دوسرے سور قرآن کی اور بعض کے نزدیک سارا قرآن سبع المثانی ہے ۱۲

مین اور کیا فائدہ ہے حشرات کے پیدا ہونے اور نباتات کے اُگنے مین اور اس کے کیا
معنے ہین کہ حوا آدم کی پسلی مین سے پیدا ہوئی ہے اور فلاسفہ کے اس قول کے کیا معنی
ہین کہ انسان عالم صغیر ہے اور عالم انسان کبیر ہے اور انسان کا قامت کیون کہڑا پیدا ہوا
اور چوپایون کا خلاف اسکے رہا اور کسواسطے پاؤن اور ہاتون کی دس دس انگلیان ہین
اور کیا وجہ ہے کہ ہر انگلی مین تین تین ٹکڑے ہین اور انگوٹھے مین دو اور چہرہ مین سات سوراخ
کیون مقرر ہوئے اور باقی بدن مین صرف دو ہی سوراخ کیون رکھے گئے اور کیا وجہ ہے اس
بات کی کہ پشت کی ہڈی مین بارہ گرہ ہین اور گردن مین سات اور کسواسطے آدمی کی گردن
کی شکل میم کی سی ہے اور دونون ہاتھون کی شکل حائے حطی کی سی ہے اور شکم کی شکل میم کی
سی اور پاؤن کی شکل دال کی صورت پر کیون ہے جس سے آدمی کی قامت مین اون حروف
کا مجموعہ ثابت ہوتا ہے جو لفظ محمد صلی اللہ علیہ وسلم مین جمع ہین اور کسواسطے آدمی کا
قامت بشکل الف راست ہے اور رکوع مین لام کی صورت پر ہو جاتا ہے اور سجدہ مین ہا
بن جاتا ہے کہ مجموعہ ان تین حروف کا وہ ہے جو لفظ اللہ مین موجود ہین اور کسواسطے انسان
کی ہڈیان اسقدر ہین اور دانت کیون اسقدر واقع ہوئے اور اوس کے اعضائے رئیسہ
اور نوگون کی اتنی مقدار کیون ہے اسیطرح داعی تمام تشریح اعضا کا ذکر کرتا ہے پھر داعی
کہتا ہے کہ تم اپنے نفس پر غور و خیال کیون نہین کرتے ہو کہ ہمارا پیدا کرنیوالا حکیم اور علیم
ہے اور اوس کے سب کام حکمت سے لبالب ہین حالانکہ اوس نے قرآن مین جا بجا
غور کرنے کے واسطے تاکید فرمائی ہے۔ فی الارض آیات للموقنین وفی انفسکم
افلا تبصرون۔ "زمین مین نشانیان ہین یقین لانے والون کو اور خود تمہارے اندر
کیا تم نہین دیکھتے ہو" دوسری جگہ فرمایا ہے سنریهم آیاتنا فی الآفاق وفی انفسهم
حتی یتبین لهم انه الحق "اب ہم دکھاوینگے اونکو اپنے نمونے دنیا مین اور آپ
لوگون مین جب تک کہ کھلجائے اونپر کہ یہ ٹھیک ہے" اس قسم کی آیات سراسر دلالت کرتی ہین

کہ خدا کا ارادہ یہ ہے کہ تمکو اپنے اسرار مخفی جتلائے اگر تم متنبہ ہوجاؤ اور جان جاؤ تو تم سے سب
حیرت زائل ہوجائے اور شبہ اور شک مٹ جائے اور معارف صفیہ تم پر ظاہر ہوجائیں
کیا یہ نہیں خیال کرتے کہ تم اپنے نفوس سے بھی بیخبر ہو حالانکہ خدا نے فرمایا ہے من کان
فی ھذہٖ اعمیٰ فھو فی الاٰخرۃ اعمیٰ واضل سبیلا جو کوئی رہا اس جہان مین اندھا سو
پچھلے جہان مین اندھا ہے اور بہت کھویا ہوا ہے راہ یعنی ہدایت سے اندھا رہا ویسا ہی آگے
مین بہشت کی راہ سے اندھا ہے اور دور پڑا ہے جب داعی دیکھتا ہے کہ مدعو کو میری
باتون کی طرف بخوبی رغبت ہے تو اوس سے کہتا ہے اے شخص جلدی مت کر خدا کا دین
اعلیٰ ہے اس سے کہ نا اہل آگاہ ہون بدون معاہدہ کئے آگاہ کرنا مناسب نہین کیونکہ اللہ
تعالیٰ کی یہ عادت ہے کہ جس کو ہدایت کرتا ہے اوس سے اول عہد و پیمان کرلیتا ہے
چنانچہ قرآن مین ہے واذ اخذنا من النبیین میثاقھم ومنک ومن نوح وابراھیم
وموسیٰ وعیسیٰ بن مریم واخذنا منھم میثاقا غلیظا اور جب لیا ہمنے نبیون
سے اونکا عہد اور تجھسے اور نوح سے اور ابراہیم سے اور موسیٰ سے اور عیسیٰ ابن مریم علیہم السلام
سے اور لیا ہمنے اون سے گاڑھا عہد اور فرمایا ہے ومن المومنین رجال صدقوا
ما عاھدوا اللہ علیہ یعنے ایمان والون مین سے وہ مرد ہین کہ سچ کردکھایا اونہون نے
اوس چیز کو کہ عہد کیا تھا اللہ تعالیٰ سے اور فرمایا ہے یا ایھا الذین اٰمنوا اوفوا بالعقود
اے ایمان والو پورا کرو قرار اور فرمایا ہے ولا تنقضوا الایمان بعد توکیدھا
مت توڑو قسمون کو پیچھے اونکی مضبوطی کے اس قسم کی آیات پڑھکر کہتا ہے کہ بیعت پر ہاتھ
دو اور ہم سے عہد استوار کرلو کہ ہرگز بیعت کو نہ توڑوگے اور راز کسی پر افشا نکروگے اور
ہمارے دوست کو دوست اور دشمن کو دشمن سمجھوگے جب مدعو نے بیعت کرلی تو اوس وقت
داعی اوس کے مال مین سے بقدر حیثیت کچھ امام کی نذر مین مانگتا ہے اگر وہ دیدیتا ہے
تو داعی کی مجلس مین بار دیگر حاضر ہوسکتا ہے اور نصیحت وغیرہ سننے کا مجاز ہوتا ہے

ورنہ اوس کو بار نہین ملتا **دعوت دوم** جبکہ مدعو سب باتین پہلی دعوت کی تسلیم کرلیتا ہی
اور مال بھی نذر کردیتا ہے تو دوسری مجلس مین داعی اوس کو بار دیگر کہتا ہے کہ اللہ راضی نہین
ہوتا اپنی طاعت سے اور جو کچھ بندونپر مقرر کیا ہے اوسکی بجا آوری سے جب تک ائمہ حق کی
متابعت نکرے جنکو اللہ تعالے نے آدمیون کی ہدایت کے لئے مقرر کیا ہے اور اونکو
شریعت کا محافظ بنایا ہے پھر ان امور کی تشریح کرتا ہے اور اپنے کلام پر دلائل لاتا ہے
جو اس فرقہ کی کتب مین مفصل مذکور ہین جب داعی کو معلوم ہوا کہ مدعو کے دل مین ائمہ کی طرف سے
اعتقاد راسخ ہوگیا تو تیسرے دعوت ارشاد کرتا ہے **دعوت سوم** جب تیسرے
دعوت کی مجلس مین مدعو حاضر ہوتا ہے تو داعی کہتا ہے کہ ائمہ حق سات ہین حضرت علی
حسن حسین زین العابدین محمد باقر جعفر صادق ساتوین قائم صاحب الزمان اور چانکہ قائم
مین اختلاف ہے بعض محمد مکتوم بن اسماعیل بن امام جعفر صادق کو امام جانتے ہین اور
بعض اسماعیل بن جعفر کو جب دلائل اور توجیہات سے مدعو کے دل مین ثابت ہوجاتا ہے کہ
امام سات ہین تو شیعہ اثنا عشری سے برخلاف ہو جاتا ہے جو دوازدہ امام کے قائل
ہین اور داعی بیان کرتا ہے کہ صاحب الزمان کو علم باطنی اور مخفی وہ کچھ حاصل ہے کہ اوس سے
زیادہ اور بہتر خدا کے پاس بھی علم نہین ہے اور وہ ہی تاویل تفسیر قرآن اور تاویل تاویلات کے
ماہر ہین اور اونہین کو تمام اسرار الٰہی کا علم ہے اور دعاۃ اونکے وارث ہین اور کوئی دعاۃ کی ہمسری
نہین کرسکتا اور داعی اپنے ان مطالب پر بڑی بڑی دلیلین لاتا ہے جو اس فرقے کے
کتب مین مذکور ہین جب داعی نے خیال کیا کہ میری تقریر نے اس کے دل مین اثر کیا تو دعوت
چہارم شروع کرتا ہے **دعوت چہارم** اس دعوت مین داعی بیان کرتا ہے کہ مجددین شرایع
کے سات ہین اور ہر ایک کو ناطق کہتے ہین اور ہر ناطق کے شرایع کے رواج دینے والے
اور وصی یہی سات آدمی ہوتے ہین جنکو صامت کہا کرتے ہین پہلے ناطق آدمؑ ہین جنکے
صامت اول شیث علیہ السلام تھے جب ان سب صامتون کا زمانہ گذر چکا تو دوسرے ناطق

نوح علیہ السلام ہوئے جنہوں نے ناطق اول کی شرع کو ایک قلم موقوف کر دیا انکے صامت سام تھے تیسرے ناطق ابراہیم علیہ السلام ہیں اور اونکے جانشین یعنی صامت اول اسمٰعیل ذبیح اللہ تھے انکے بعد ناطق چہارم موسیٰ علیہ السلام ہوئے اونکے وصی اول ہارون علیہ السلام تھے اونکے بعد نون پانچوین ناطق عیسٰے علیہ السلام تھے اور اونکے وصی اول شمعون تھے اور ناطق ششم محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور انکے وصی اول حضرت علی پھر امام حسن پھر امام حسین پھر علی بن امام حسین پھر محمد باقر پھر جعفر صادق پھر اسمٰعیل بن جعفر آخر یہ ساتون صامت ہفتم ہیں ساتوین ناطق صاحب الزمان محمد بن اسمٰعیل ہین کہ اونہین پر جملہ علوم اولین و آخرین تمام ہوئے ہین انکی اطاعت مین ہدایت و نجات منحصر ہے جب اس ترتیب کو عمدہ عمدہ تقریرون کے ساتھ جو انکی کتب مین مذکور ہین دلنشین کر دیتا ہے تو پانچوین دعوت آغاز کرتا ہے **دعوت پنجم**

داعی اس مین کہتا ہے کہ ہر امام صامت کے ساتھ بارہ آدمی مطابق عدد مہینون اور برجون کے ہوتے ہین کہ ہر ایک حجت کہلاتا ہے خدا نے انسان کے جسم کو زمین کی طرح پیدا کیا ہے اور چارون انگلیون کو جزائر کی طرح بنایا ہے ہر انگلی مین تین تین ٹکڑے رکھے ہین جو کل بارہ ٹکڑے ہوئے اور یہ بارہ ٹکڑے اونہین حجتون کی طرف اشارہ ہین اور انگوٹھا کہ کف دست کو اوس سے استحکام اور قوام ہے اس مین دو ٹکڑے ہین سو اسمین اشارہ ہے کہ رسول اور امام یا وصی جدا جدا اونہین ہین اور خدائے تعالیٰ نے پشت مین جو بارہ گڑیان پیدا کین ہین وہ بھی اونہین بارہ حجتون کی طرف اشارہ ہین اور گردن باوجودیکہ پشت سے افضل اور اعلیٰ ہے مگر اس مین سات گڑیان بنائی ہین سو وجہ اسکی یہ ہے کہ اس مین سات ناطقون کے ذات کی طرف اشارہ منظور ہے اور انکی ائمہ جانشین کی طرف بھی یہ اشارہ ہے اور اسی اشارہ کی وجہ سے آسمان اور زمین اور دریا اور ہفتہ کے دن اور کواکب سیارہ بھی سات ہی سات ہین جو تمام عالم کی مدبر ہین اور اسی سبب سے چہرہ مین بھی سات سوراخ رکھے ہین جب داعی تقریر طویل کے ساتھ اس مطلب کو بھی مدعو کے ذہن نشین کر دیتا ہے تو دعوت ششم شروع کرتا ہے **دعوت ششم**

اسمین آیات قرآن کی تفسیر کرتا ہے نماز اور روزہ اور زکوٰۃ اور خمس اور حج اور جہاد اور طہارت
وغیرہ امور مختلفہ شرعی کے قاعدے اور طریقے بیان کرتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ سب رموز مین
کہ واسطے مصلحت اور سیاست عام کے جاری کئے گئے ہین تاکہ اسمین مشغول ہو کر آپس مین
فتنہ و فساد نہ پھیلائین اور حاکم وقت کی حکومت اور تابعداری سے انحراف نکرین ورنہ فی الحقیقۃ
وضو سے مراد دوستی امام ہے اور تیمم سے مراد یہ ہے کہ امام کی غیبت مین حجت سے ضروریات
کا اخذ کرنا اور احتلام عبارت ہے راز کے ظاہر کر دینے سے جو اپنا ہم مذہب نہو بغیر قصد ہدایت
کے اور صوم سے مراد امام کے اسرار کی حفاظت ہے اور زنا اسرار دین کی ظاہر کرنے کو کہتے ہین
اور غسل سے مقصود تجدید عہد و پیمان ہے اور زکوٰۃ سے مراد تزکیہ نفس ہے امورات دینی کی معرفت
کے ساتھ اور بعض کتابون مین یون لکھا ہے کہ نماز جماعت کے ساتھ ادا کرنے سے یہ مراد ہے
کہ امام معصوم کی متابعت کرے اور زکوٰۃ سے یہ مطلب ہے کہ اپنے مال مین سے خمس امام معصوم کو دے
اور کعبہ سے مراد پیغمبر علیہ السلام ہین اور باب سے حضرت علی اور صفا سے نبی علیہ السلام اور
مروہ سے وصی اور تلبیہ سے مراد مدعو کا اجابت کرنا ہے دعوت امام کو اور خانہ کعبہ کا سات بار
طواف کرنے سے مراد یہ ہے کہ ائمہ سبعہ سے دوستی رکھو اور جنت سے مراد بدن کو تکلیف سے بچانا
ہے اور دوزخ سے مراد بدن کو مشقت اور تکالیف مین ڈالنا ہے وغیرہ وغیرہ جب مدعو کے
دلمین یہ باتین جم جاتی ہین تو داعی فلسفہ کی باتین شروع کرتا ہے اور اقوال افلاطون و ارسطو و فیثاغورس
وغیرہ کو دلائل عقلی کے ساتھ سمجھاتا ہے اور جب یہ مطالب بھی ذہن نشین ہو جاتے ہین تو ایک
عرصہ دراز کے بعد ساتوین دعوت شروع کرتا ہے **دعوت ہفتم** اسمین کہتا ہے کہ صاحب
ولایت اور ناصر شریعت کے لئے ایک مددگار اور مصاحب کی ضرورت ہے تاکہ جو کچھ ارشاد
کرے یہ اوس کو دوسرون کی خاطر نشین کردے اور انمین ایک بجائے اصل کی ہے اور دوسرا
نائب کی مثل ہوتا ہے اور نظیر اس کی یہ ہے کہ مدبر عالم اصل ترتیب اور نظام عالم مین ایک
ہی ہے پس اول موجود نے کہ اوس سے بلا واسطہ و بلا سبب صدور پایا ہے وہ بھی ایک ہی

جسکو عقل کامل کے ساتھ تعبیر کرتے ہین اور صادر اول بھی کہتے ہین اسوجہ سے کہ مرتبہ اول
مین صادر ہوا ہے اس مطلب کی طرف قرآن وحدیث مین کئی جگہہ اشارہ ہوا ہے **انما امرہ
اذا اراد شیئا ان یقول لہ کن فیکون** - یعنی سوا اسکے نہین کہ حکم اوسکا جب چاہے
پیدا کرنا کسی چیز کا یہ کہ کہتا ہے واسطے اوسکے کہ ہو پس ہو جاتی ہے اس آیت مین اول فی الرتبہ
کی جانب اشارہ ہے اور دوم فی الرتبہ کی جانب اس آیت مین اشارہ فرمایا ہے **انا کل شیٔ
خلقناہ بقدر** یعنی ہمنے ہر چیز کو پیدا کیا ہے پہلے اوس کو اندازہ کرکے اور اس حدیث
مین بھی آنحضرت نے عقل کی جانب جسنے ابتداءً اللہ تعالے سے صدور پایا ہے اشارہ
کیا ہے **ان اول ما خلق اللہ القلم**[1] تحقیق اللہ تعالے نے جو چیز کہ اول پیدا کی ہے
وہ قلم ہے اور اس حدیث کی بہت سی باتین ہین جو ان لوگون کی کتب مین مندرج ہین اور دراصل
یہ قول فلاسفہ کے کلام سے ماخوذ ہے جنکی رائے یہ ہے **الواحد لا یصدر عنہ الا الواحد**
یعنی ایک سے صادر نہین ہوتا مگر ایک ہی جب یہ دعوت تمام ہو جاتی ہے تو داعی دعوت ہشتم
شروع کرتا ہے **دعوت ہشتم** اس دعوت مین داعی کہتا ہے کہ اون دونون ذاتون مین کہ ایک
مدبر الوجود ہے اور دوسری اوس سے صادر ہوئی ہے اس طور کا تقدم و تاخر ہوتا ہے

---

[1] واضح ہو کہ حدیث مین جسطرح یہ آیا ہے **اول ما خلق اللہ القلم** یعنی اول اوس چیز کا کہ پیدا کیا اللہ تعالی نے قلم ہے اسیطرح یون بھی آیا ہے **اول ما خلق اللہ نوری** یعنی جو چیز کہ اللہ نے اول پیدا کی وہ میرا نور ہے اور حکما کا یہ مذہب ہے **اول ما خلق اللہ العقل** یعنی اول جو چیز کہ پیدا کی اللہ نے وہ عقل ہے پس یہ تین چیزین ہوئین جنین سے ہر ایک کا اول مخلوق ہونا لازم آتا ہے اس لیئے بعضون نے ان اقوال مین توفیق دی ہے اور دونون حدیثین اور حکما کے قول مین اتفاق ثابت کرکے اختلاف اوٹھایا ہے اسطرح کہ جو چیز اول پیدا ہوئی وہ اس حیثیت سے کہ مجرد ہے اپنی ذات کو اور اپنے مبدء کو جانتی ہے عقل کہلاتی ہے اور اسوجہ سے کہ وہ تمام عالم کے پیدا ہونے اور علوم کے نقوش اور حروف بننے مین واسطہ ہے
قلم کہلاتی ہے اور اس حیثیت سے کہ وہ انوار نبوت کے حاصل ہونے
کے لئے وسیلہ واقع ہوئی ہے محمد صلی اللہ علیہ
وسلم کا نور ہے - ۱۲ ۱۲
مذکرۃ السالک
مولفہ مولف
اپنی عالم

جیسے کہ علت کو معلول پر تقدم ہے خلاصہ یہ ہے کہ سابق علت ہے اور لاحق معلول اور مدبرالوجود

ك جب دو شئے کو اس وضع سے پائیں کہ انمین کسی قسم کا اتحاد خاص درمیان ہے تو انہیں سے جب ایک شئے کو دیکھیں تو دوسری شئے کی بھی وجود الآن کا یقین حاصل رہتا ہے یہ یقین بار بار کے تجربہ سے پیدا ہوتا ہے کہ وہ دونوں شئے لازم و ملزوم سمجھی جاتی ہیں اور اونکی نسبت یہ عقیدہ استحکام پاتا ہے کہ صرف زمانہ ماضی ہی میں ایک ربط خاص درمیان انکے نہیں موجود تھا بلکہ زمانہ استقبال بھی وہی ربط خاص قایم رہیگا مثلاً اگر آگ سے باروت کو مشتعل ہوجاتے دیکھا گئے ہوں تو بالیقین یہ سمجھینگے کہ اگر کبھی آیندہ بھی باروت میں آگ لگا دی جائے گی تو وہی کیفیت پیدا ہوگی جیسا زمانہ ماضی میں پیدا ہوتی آئی ہے شئے لازم کو علت اور ملزوم کو معلول کہتے ہیں علت کی دو قسمیں ہیں ایک علت تامہ دوسری علت ناقصہ علت تامہ وہ ہے کہ معلول کا وجود اوس علت کے سوا اور کسی علت پر موقوف نہ ہے علت تامہ اور اوس کے معلول کے درمیان از روئے وجود کے تلازم پایا جاتا ہے علت ناقصہ وہ ہے کہ معلول کا وجود اوس علت کے سوا اور کسی علت پر بھی موقوف رہے یعنی معلول کے لئے اوس علت کے سوا دوسری علت بھی ہو علت ناقصہ یا داخل معلول ہوا کرتی ہے یا خارج از معلول ہوا کرتی ہے جو علت ناقصہ کہ داخل معلول ہوا کرتی ہے وہ یا ایسی ہوتی ہے کہ اوس سے معلول کے قوام بالفعل کو تعلق رہتا ہے مثلاً صورت انجورے کے لئے اور اور اوس علت کو علت صوریہ کہتے ہیں یا ایسی ہوتی ہے کہ اوس سے معلول کا قوام بالفعل متعلق نہیں رہتا ہے بلکہ بالقوہ متعلق رہتا ہے مثلاً مٹی انجورے کے لئے اور اس علت کو علت مادیہ کہتے ہیں وہ علت ناقصہ جو معلول سے خارج ہوا کرتی ہے یا وجود معلول میں موثر ہوا کرتی ہے اور باعث ایجاد معلول ہوتی ہے مثلاً صانع انجورے کے لئے اور اس علت کو علت فاعلیہ کہتے ہیں یا بعد وجود معلول کے حاصل ہوا کرتی ہے اور فعل فاعل کے اقدام کا باعث ہوا کرتی ہے اور اس علت کو علت غائیہ کہتے ہیں مثلاً انجورے کی ساخت سے غرض پانی وغیرہ کا پینا ہے القصہ تقدم بالعلیت وہ تقدم ہے جو علت تامہ کو معلول پر ہوتا ہے جیسے چھلے کو اپنی حرکت پر تقدم ہے اور خاصیت اس متقدم کی یہ ہے کہ متاخر کو وجود بغیر اوس کے حاصل نہیں ہوتا بلکہ متقدم کے ساتھ وجود حاصل ہوتا ہے یعنی اول علت کو کہ متقدم ہے وجود حاصل ہوتا ہے پھر معلول اوسکی وجہ سے وجود میں آتا ہے مگر تقدم علت کا معلول پر زمانی اور مکانی نہیں ہوتا بلکہ جس متقدم کو تقدم علیت کی وجہ سے حاصل ہوتا ہے وہ نہ بے متاخر کے کسی زمانہ و مکان میں موجود نہیں ہوتا صرف اسیقدر ہوتا ہے کہ جب متقدم کی ذات کی طرف خیال کرتے ہیں تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ اپنے معلول سے اس وجہ سے پیشتر ہے کہ اوس کی علت ہے خلاصہ یہ ہے کہ مدبرالوجود قدیم ہے تو صادر بھی قدیم ہے فرق اسقدر ہے کہ مدبرالوجود قدیم بالذات ہے اور صادر قدیم بالغیر مگر قدیم دونوں ہیں ۔ ۱۲ ۱۲ ۱۲

منہ

نے جس ذات کو اول پیدا کیا ہے اسی سے عالم کے تمام اعیان و اشخاص پیدا ہوئے ہین اسطرح کہ مدبر الوجود یعنی اللہ تعالیٰ نے عالم علوی مین اول اپنے امر کے ساتھ عقل کامل کو کہ جسکو عقل کلی اور عقل اول اور اول موجود اور صادر اول اور اول صادر بھی کہتے ہین پیدا کیا اور پھر اوس کے ذریعہ سے نفس ناقص جسے نفس کلیہ اور نفس اول بھی کہتے ہین پیدا کیا پھر نفس کو عقل سے کمال حاصل کرنیکا ذوق و شوق پیدا ہوا پس نقصان سے کمال کی جانب نفس نے حرکت کی مگر بدون آلہ کے حرکت پوری نہین ہو سکتی تھی اسلئے اجرام فلکی پیدا ہوئے انکو نفس نے حرکت دوری کرائی اور اجرام فلکی کے حرکات کے سبب سے اربعہ عناصر کی طبیعتین پیدا ہوئین اور اربعہ عناصر کے ذریعہ سے مرکبات یعنی نباتات اور جمادات اور حیوانات پیدا ہوئے اور اون سب مرکبات مین افضل و اشرف انسان ہے اس لئے کہ اسمین انوار قدسی کے حاصل کرنیکی استعداد ہے اور عالم علوی کے ساتھ تعلق رکھتا ہے اور جبکہ عالم علوی مین عقل کامل کلی اور نفس ناقص کلی موجود ہین جنھون نے کائنات کو ایجاد کیا ہے تو عالم سفلی مین بھی ایسی عقل کامل کا موجود ہونا ضرور ہے جو نجات کا وسیلہ ہو اور اصطلاح شرع مین اسی عقل کامل سفلی کو رسول کہتے ہین اور رسول کی نیابت مین ایک نفس ناقص نجات کے طریقے بیان کرنے کے لئے ہوتا ہے جسکو اس باب مین رسول کے ساتھ وہ نسبت ہوتی ہے جو نفس کلیہ کو عقل کلی کے ساتھ کائنات کے ایجاد کرنے کے بابت نسبت ہوا کرتی ہے اسی نفس ناقص رسول کے نائب مثلاً امام اور رسول کا وصی کہتے ہین اور جسطرح افلاک کو عقل اول اور نفس اول حرکت دیتی ہین اسیطرح رسول اور امام انسانون کے نفوس کو نجات کی طرف حرکت دیتے ہین مگر ان لوگون کے ہان مدبر الوجود یعنی اللہ تعالے کے لئے نہ کوئی نام ہے نہ نشان نہ بیان نہ صفت اور نہ اوسکو الفاظ کے ساتھ بیان کرتے ہین پس انکے زعم مین خدا نہ موجود ہے نہ معدوم نہ عالم نہ جاہل نہ قادر نہ عاجز وغیرہ وغیرہ کیونکہ انکا زعم یہ ہے کہ ان اوصاف کی اثبات سے خدا کے مشارکت موجودات کے ساتھ لازم آجائیگی اور نفی اقتضائے تعطیل

کرتی ہے اس لئے یہ کہتے ہین کہ جو کچھ قدیم ہے وہ خدا کا امر اور کلمہ ہے اور جو کچھ محدث ہے
وہ مخلوق ہے اور اوس کی فطرت کے بعد اس کے داعی مدعو سے کہتا ہے کہ یہ دوسرا یعنی صلوٰۃ
جس کو عقل کامل کے ساتھ تعبیر کرتے ہین اعمال ذات مین مدبر الوجود کی اتباع اختیار کرتا ہے
یہانتک کہ یہ مدبر الوجود کے مرتبہ کو پہونچ جاتا ہے اسی طرح امام جسے صامت اور وصی بھی کہتے ہین
اپنے اعمال مین رسول کی پیروی کرکے رسول کے حکم مین ہوجاتا ہے جسکو ناطق بھی کہا کرتے ہین
اور دونون مین ذرہ بھر تفاوت نہین رہتا اسی طرح داعی وصی کے مرتبہ کو پہونچ جاتا ہے غرضکہ
عالم کے کاروبار اسی طریق پر جاری ہین اس کے بعد داعی کہتا ہے کہ رسول کا معجزہ بھی چیزین
ہین جن سے انسانون کی سیاست کا کام متعلق ہے سو اس کے کچھ بھی نہین اور انتظام عالم
کی غرض ہی سے بنی زمین و آسمان جواہر و اعراض کی حقیقتین بیان کرتا ہے کبھی ایسی وضاحت
کے ساتھ کہ لوگ اوسے سمجھ لیتے ہین اور کبھی ایسی رمز کے ساتھ کہ علما بھی اوس کے ادراک سے
عاجز آتے ہین اور اسی تدبیر کے ساتھ رسول کی شریعت کو انتظام حاصل رہتا ہے اور آدمی اوسے
مانتے ہین اور داعی کہتا ہے کہ قیامت اور ثواب و عذاب کے معانی کچھ اور ہی ہین جو عام
طور پر ہر ایک کی سمجھ مین آنا دشوار ہین اور وہ یہ ہے کہ کواکب کے دورون کا خاتمہ ہوکر دوسرے
دورون کا حادث ہونا سیارات اور ثوابت مین کسیطرح کون و فساد نہین آسکتا انکی طبایع اس سے
پاک صاف ہین پس قیامت کے یہ معنی اصل مین درست نہین ہین کہ اجرام علوی فنا ہوجائینگے
اس کے بعد داعی دعوت نہم شروع کرتا ہے **دعوت نہم** یہ دعوت سب دعوات
کا نتیجہ ہے جب داعی مدعو کی طرف سے مطمئن ہوجاتا ہے تو اوسے ہدایت کرتا ہے کہ
فلاسفہ کی کتب دیکھا کر اور علوم الٰہی اور طبعی کا مطالعہ کرتا رہ جب داعی سمجھ لیتا ہے کہ مدعو کو
فلاسفہ کے اقوال پر خوب واقفیت حاصل ہوچکی تو اب داعی اپنے رازون کو کھولنا شروع کرتا ہے
کہ جو کچھ نبیون نے کہا اصول و حدوث سے ابتک الملاحدی ہے یہ سب رموز اور اشارات ہین
طرف معانی و مبادی اور انقلاب جواہر کے اور وحی صرف نفس کی صفائی کا نام ہے اور

اور رسول یا نبی کا کام یہ ہے کہ جو بات اوس کے دل مین آتی ہے اور اوسے بہتر معلوم ہوتی ہے وہ لوگون کو بتا دیا کرتا ہے اور اوس کا نام کلام الٰہی رکھدیتا ہے کہ لوگون کے دلونمین یہ قول اثر کر جائے اور اوسے مان لین تاکہ سیاست اور مصلحت عام مین انتظام رہے اور جبکہ نبی کی حقیقت یہ ٹھہری تو اوس کے تمام اقوال پر عمل کرنا کیا ضرور اوسی قدر پر عمل کرنا چاہئے جو اپنی مصلحت اور حاجت کے مناسب ہو بلکہ عارف کے واسطے تو نبی کے کسی قول پر عمل اور پابندی ضرور نہین اوس کے لئے صرف معرفت ہی کافی ہے کیونکہ معرفت ہی اصل الاصول ہے اور سب کمالات کی انتہا اسی کی طرف ہے اور جو کچھ قیدین اور اعمال کی پابندیان مقرر ہین وہ کافرون کے واسطے واجب ہوئی ہین جو معرفت سے آگاہ نہین ہوتے اور عارف کے حق مین یہ باتین بالکل عبث اور بار گران ہین اور اقسام معرفت مین سے ان لوگون کے نزدیک ایک یہ ہے کہ انبیائے ناطق صاحب شریعہ واسطے سیاست عام کے مقرر ہین اور جن انبیا کے پاس حکمت خاصہ ہے وہ فلاسفہ کی جماعت ہے اور عالم کا وجود روحانی ہے اور جو کچھ ریاضت کتب معارف کے مطالعہ مین کیجاتی ہے یہی ناظر کو امام تک پہونچا دیتی ہے اور امام کے ظہور کے معنی یہ ہین کہ دعاۃ کے ذریعہ سے اوس کے احکام امر و نہی جاری ہوتی یعنی یہی امر و نہی کا ظہور بعینہ امام کا ظہور ہے۔ مقتدایان اسماعیلیہ خصوصًا بوہرے طالبین اور اپنے معتقدین کو غیر مذہب والون کی اہل اسلام مین سے کتب دیکھنی سے منع کرتی ہین بلکہ جسقدر بیانات متقدمین اسماعیلیہ نے اپنا کتب مین مندرج کئے ہین اونکے سیر و مطالعہ سے بھی علمائے متاخرین اسماعیلیہ روکتے ہین اور اونمین خوض و فکر کرنے سے منع کرتی ہین تاکہ ذکی الطبع ہماری فضائح و قبائح پر مطلع نہو جائے۔ خوجے۔ یہ ایک اسماعیلی المذہب قوم ہے بمبئی اور مدراس وغیرہ مین پھیلی ہوئی ہے پریچنگ آف اسلام مولفہ آرنلڈ کے صفحہ ۲۲۵ مین مذکور ہے کہ پیر صدر الدین آج سے چار سو برس پہلے سندہ مین تھے اور اسماعیلیہ مذہب رکھتے تھے اس شخص نے اپنا ایک ہندو نام رکھا تھا اور ہندوون کے مذہب کی مناسبت سے اوسنے ایک کتاب

بنائی تھی جسکا نام اوس نے دس اوتار (دشا اوتار) رکہا تھا اور اوس کتاب مین حضرت علی کرم اللہ وجہہ
کو دسوان اوتار مانا تہا خوجون نے اوس کتاب کو ابتدا ہی سے بطور آسمانی کتاب کے مانا اور
مرنے کے وقت وہ کتاب ہمیشہ برکت کے لئے پڑہی جاتی ہی اوراسیطرح بہت سے دستورات
مین اسکو پڑہتے ہین اور اوس کتاب مین اوس نے برہما تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اور
وشنو حضرت علی کو اور حضرت آدم شیو کو بنایا سب سے پہلے پیر صدر الدین کے مرید اعلائی سندہ
کے گاؤن اور قصبون مین ہوئے اور اوس نے کچھ مین بہی جا کے اسلام پہیلایا اور وہان سے
اوس کے اصول جنوب کی طرف گجرات او بمبئی تک پہیل گئے پیر صدر الدین پہلا اسلامی مشنری
ہنین ہے جو ہندوستان مین آیا ملکہ اس سے چند صدی پہلے اسماعیلیون مین سے ایک شخص
الموت سے بہیجا گیا تہا اور یہ گجرات مین پہونچا وہان سدہ راج کی حکومت تھی سنہ ۹۲۳ء سے سنہ ۱۱۱ء
تک اسی خاندان کی حکومت گجرات مین رہی ہے اس اسماعیلی نے اپنا ہندو نام رکہا اور
مسلمانون سے کہا میرا اصلی نام سعادت ہے اس شخص نے گنوی کہاروا اور کوری ادنیٰ
قسم کی ہندوؤن کو مسلمان کیا اب خوجون کے مذہبی پیشوا سلطان محمد شاہ بن .. سید علی
شاہ ہین جنکا پیشرو سید حسن شاہ متخلص بہ عطا مشہور ومعروف آقا خان محلاتی ایران سے نکلکر
بمبئی مین آکر رہا تہا حالات تفصیلی اوس کے یہ ہین کہ مرزا ابو الحسن خان قمی سلاطین زندیہ کے عہد
سے آغا محمد شاہ کی سلطنت ایران حاصل کر لینے تک کرمان کا حاکم رہا تھا مرزا ابو الحسن خان کے
انتقال کے بعد اوسکا فرزند شاہ خلیل اللہ نامی محلات قم مین رہنے لگا شاہ خلیل اللہ اسماعیل بن
امام جعفر صادق کی اولاد مین ہونے کی وجہ سے فرقہ اسماعیلیہ مین نہایت واجب التعظیم اور امام
سمجہے جاتے تھے کیونکہ اسماعیلیہ اسماعیل بن جعفر صادق کے بعد اونکی اولاد کو پشت بہ پشت
خلیفہ اور امام سمجہتے ہین شاہ خلیل اللہ اسماعیلی کے پاس اسماعیلیہ فرقہ کے ہزارون آدمی
ایران توران ملکہ ہندوستان تک سے آتے اور زکوۃ بیشمار پہونچاتے تھے یہ اعلیٰ درجہ کی امارت
کے ساتھ رہا کرتے تھے پہر شاہ خلیل اللہ یزد کو چلے گئے وہان دو برس رہنے پائے تھے

کہ اتفاق سے ایکدن انکے گماشتون اور خادمون سے ایک دکاندار کا جھگڑا ہوگیا
اوس نے نواب مرزا جعفر صدر المالک سے شکایت بیان کی نواب مذکور نے شاہ خلیل اللہ
کے آدمیون کو تنبیہ تادیب کے لئے طلب کیا وہ شاہ خلیل اللہ کے گھر مین چھپ گئے مرزا جعفر
نے اونکی گرفتاری مین اصرار کیا شاہ صاحب نے اونکو نواب کے نوکرون کے حوالہ کرنے
سے انکار کیا ملا حسین یزدی نواب کا ایک مصاحب بہت سے سپاہی اور عوام کا
ہجوم لیکر شاہ خلیل اللہ کی حویلی پر چڑھ گیا اسماعیلیون نے کواڑ حویلی کے بند کر لئے بطور مورچہ ان
کے اوس مین سے مقابلہ کرنا شروع کیا ملا حسین کے آدمی دیوار توڑ کر اندر گھس گئے شاہ
خلیل اللہ اور بہت سے اسماعیلیہ مارے گئے حاجی محمد زمان خان حاکم یزد نے مفسدون کو گرفتار
کر کے فتح علیشاہ قاچار والی ایران کے حضور مین رپورٹ کی وہان سے حکم ہوا کہ ملا محمد حسین یزدی
اور نواب مرزا جعفر کے ساتھ مفسدون کو حضور مین بھیجو بڑی سفارش کے بعد مرزا جعفر تو طہران
مین بہت سا روپیہ دیکر رہا ہوئے اور ملا محمد حسین کو جسمانی سزا اور بہت ذلت پہونچائی گئی اور
شاہ خلیل اللہ کا قصاص کسی پر اس لئے جاری نہوا کہ ہنگامہ بلوا قرار پایا کسی خاص شخص پر اونکے
خون کا جرم ثابت نہوا شاہ خلیل اللہ کے فرزند آقاخان کی بادشاہ نے بہت خاطر اور تشفی کی اور
انکی تربیت اور تقویت کے لئے اونکے ساتھ اپنی بیٹی کی شادی کر کے اپنا داماد بنالیا
آقاخان دو برس کے قریب کرمان کے حاکم بھی رہے محمد شاہ بن فتح علی شاہ نے انکو وہان سے
علیحدہ کر کے اپنے پاس بلایا تو یہ قلعہ بم مین متحصن ہوگئے اور نواب فریدون مرزا گورنر فارس کے
سفارش سے انکا یہ قصور معاف ہوا اور محلات کے حاکم مقرر کئے گئے آقاخان کے پاس
چونکہ دولت ثروت اور معتقدون کے کثرت تھی اس لئے سلطنت کی طرف سے انکے خیالات
اچھے نہین رہتے تھے سنہ ۱۲۵۷ ہجری مین محمد شاہ نے اثنائے سفر عراق مین بخشش علی خان کو
شاہزادے فرخ سیر مرزا والی ہمدان کی گرفتاری کے لئے بھیجا آقاخان کو یہ توہم ہوا کہ یہ میرے
گرفتاری کے لئے مامور کیا گیا ہے اور کوہستان عراق مین چلے گئے آقاخان کے باپ

کے وقت کے اور ان کے زمانہ کے بھی بہت سے آدمی انکے مرید کرمان میں تھے اور دوسرے ملک
مین انکی شجاعت و سخاوت کے بڑی دھوم تھی کرمان مین تمام اسماعیلیہ انکی جان نثاری کو موجود
تھے حیدرآباد سندھ اور بندر عباسی مین بھی انکے بہت سے ماننے والے تھے آقاخان
نے اپنی سواریان محلات سے اوٹھاکر عتبات عالیات کی طرف روانہ کردین اور اپنے لئے
بھی مکہ معظمہ کی روانگی کا اذن حاصل کیا پھر جعلی احکام سلطنت کی جانب سے اس مضمون کے
تیار کرکے کہ کرمان کی حکومت آقاخان کو دی گئی ہے اپنے دوستون کے پاس بھیجدیئے اور
اپنی طرف سے اونکو لکھا کہ رعایا کو میری اطاعت اور دوستی کی طرف مائل کیا جائے اور
خود بندر عباس کی راہ سے طائف اور نجد کے بندرگاہون کو عبور کرکے کرمان پہونچنے کا
تہیہ کیا جب یہ خبر شاہی حکام کو ہوئے تو بہمن مرزا بہاؤالدولہ حاکم یزد اور فضل علیخان حاکم کرمان
کے نام آقاخان کی گرفتاری کے لئے احکام صادر ہوئے آقاخان یزد پہونچے تو حاکم یزد
دو تین امد فوج لیکر بڑہا اور مقام مہریز مین آقاخان کو روک لیا اچھی طرح جنگ نہونے پائی
تھی کہ رات ہوجانے کی وجہ سے آقاخان وہان سے آگے کو نکل گئے اور شہر بابک مین پہونچکر
تمام افسران کرمان کو اپنے تشریف آوری کے احکام لکھے کرمان مین ایک بڑا آدمی مرجع
خلائق رہتا تھا اوس کو لکھا کہ مین بیت اللہ کی زیارت کے ارادہ سے مکہ معظمہ کو جارہا تھا
کہ راستے مین بادشاہ کی طرف سے کرمان کی حکومت کی سند مجھکو پہونچی اس لئے مین کرمان کو
آتا ہون فلان دن وہان پہونچونگا آپ میرے استقبال کی تیاری کرین آقاخان کے دادا کرمان
مین مدتون حاکم رہ چکے تھے اور خاندان عطاء اللہی اور خراسانی آدمی انسے بہت عقیدت رکھتے تھے
اس لئے تین چار ہزار آدمیون نے انکے استقبال کی تیاری کے کہ اسی عرصہ مین فضل علیخان
حاکم کرمان کے پاس سلطنت کی طرف سے یہ حکم جا پہونچا کہ آقاخان وہان آئے تو اوسے گرفتار
کرلینا چاہئے آقاخان نے اول شہر بابک کو فتح کیا اور یہان سے بہت کچھ زر و جواہر حاصل
کرکے کرمان کی طرف بڑھے اور اپنے بھائی محمد باقرخان کو سیرجان پر قبضہ کرنے کے لئے روانہ

گیا باقرخان زید آباد تک پہونچنے پایا تھا کہ فضل علیخان حاکم کرمان نے یورش کرکے اوسکو گھیر لیا آقاخان مدد کو پہونچے اور بہت سے کشت وخون کے بعد آقاخان کو شکست ہوئی میدان جنگ سے بھاگ گئے۔ پھر آقاخان نے فوج جمع کرکے اسفندقہ کا قصد کیا اور اوس پر قبضہ کرکے بہت سی رسد جمع کرلی اور اب انکے پاس رودبار اور بلوچستان کے آدمی کثرت سے جمع تھے فضل علیخان نے دو توپین اور فوج لیکر یہان بھی آقاخان کو گھیر لیا اور ایسی شکست دی کہ وہ فرار ہوگئے اور سردی کے سارے موسم مین مقام میناب مین رہکر فوج کے جمع کرنے مین مصروف رہے موسم بہار آتی ہے کئی توپین اور بہت سی جمعیت لیکر بڑے تزک اور احتشام کے ساتھ فتح کرمان کے قصد سے متحرک ہوئے فضل علیخان نے اپنے بھائی اسفندیار خان اور عبداللہ خان وغیرہ افسرون کی ماتحتی مین فوج آقاخان کی مقابلہ کو روانہ کی آقاخان نے ہر ایک کو شکست دی اسفندیار خان بھی کام آیا اور آقاخان اس جوش مین بڑھے چلے گئے کہ بردسیر مین جو کرمان سے پندرہ فرسنگ ہر جاکر ٹھہری اور اب انکی شجاعت اور فتحمندی کا تمام ملک مین شہرہ ہوگیا اور قلعہ شیز مین بڑے استحکام کے ساتھ رہے اور جابجا فتحنامہ روانہ کئے فضل علیخان نے کرمان مین آقاخان سے جنگ کرنا مناسب نہ سمجھکر اپنے چیدہ اور خاص آدمیون کو ہمراہ لیکر آقاخان سے لڑنے کے لئے شیز کو روانہ ہوا آقاخان کے دل پر فضل علی خان کا کچھہ ایسا رعب چھایا کہ اوس کی آمد آمد کا آوازہ سنتے ہی بغیر مقابلہ کے اور نرماشیر کی طرف بھاگ نکلے فضل علیخان نے بھی تعاقب نہ چھوڑا یہانتک کہ بلوچستان کی ملک کی طرف آقاخان نے رخ کیا اور وہ پیچھے پیچھے تھا۔ اور مقام ریگان مین جہان سے نرماشیر کا ضلع ختم ہوکر بلوچستان کی حد شروع ہوتی ہے فضل علیخان نے آقاخان کو گھیر لیا اور اتنا کشت وخون کیا کہ دو تہائی آدمی آقاخان کے مارے گئے اور خود آقاخان شب کے وقت تمام مال واسباب اور توپین اور ہمراہی چھوڑکر وہان سے بھاگ نکلے تمام سامان پر فضل علیخان نے قبضہ کرلیا آقاخان کا لڑائی جھگڑا چار ماہ تک رہا تھا پھر آقاخان قندہار ہوتے ہوئے ہندوستان مین داخل ہوگئے اور بمبئی مین رہنے لگے آقاخان کو مقیم اس ملک

یہ بیان ایسا ہی روضۃ الصفاے ناصری کی جلد دہم سے نقل کیا گیا ہے

ہین خوجے کہلاتے ہین زبان انگریزی کی بعض کتب مین لکھا ہے کہ یہ خوجے ہندوان مین
سے ایمان لائے ہین اور ان لوگون نے آغاخان کو اسماعیلی خاندان کا امام اور اپنا روحانی
پیشوا تسلیم کیا ہے اور آغاخان گویا اساسن کا جنکو حشیشین بھی کہتے ہین رئیس حسن صباح حمیری کا
گروہ ہے انکا قائم مقام سمجھا جاتا ہے خوجے لوگ خاص کر کاٹھیاواڑ کے جزیرہ نما مین زیادہ رہتے
ہین اور انہون نے اپنی تجارتی نوآبادیان افریقہ کے مشرقی کنارہ پر قایم کی ہین اس فقرے
سے کہ آغاخان گویا حشاشین کے قایم مقام سمجھے جاتے ہین یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ آغاخان
خاندان نزاریہ مین سے ہین نہ مستعلویہ مین سے یہی وجہ ہے کہ بوہرے جو مستعلویہ کی روش پر
ہین آغاخان کی امامت کے قائل نہین ہین کیونکہ مصری اسماعیلیہ نزار اور اوس کی اولاد کی امامت
کے منکر ہین اور بوہرون کے ملاجی ہین جنکا مقام سورت مین ہے اور آغاخان اور اونکے
جانشینون نہین ان بیانات سے یہ فرق معلوم ہوتا ہے کہ آغاخان خود اسماعیلی نسل مین ہونے کی
وجہ سے اپنے متبعین کے نزدیک امام ہین اور بوہرون کے ملاجی داعی ہین امام نہین خوجے
اپنے پیشوا کو یہانتک مفترض الطاعت جانتے ہین کہ تمام عبادات اور بجا آوری احکام شرع
کو اوس کی بندگی اور اطاعت مین منحصر سمجھتے ہین اور اس قوم سے نذرانے مین اوس کو
اتنی دولت پہونچتی ہے کہ امیرانہ ٹھاٹ کے ساتھ بسر کرتا ہے سابق مین خوجے شرعی
علم و عمل کی طرف متوجہ تھے اب اونمین تہذیب ترقی کرتی جاتی ہے تو اس طرف بھی مائل
ہونے لگی ہین بلکہ ہزارہا اونمین سے سنی ہوگئے اور آغاخان سے انکو عقیدت نہین رہی آغاخان
نے گورنمنٹ انگریزی مین دعوے کیا کہ ان سنی خوجون سے بدستور قدیم میرا نذرانہ ملتا رہے
لیکن گورنمنٹ نے آغاخان کی رعایت سے ان منحرف خوجون پر بھی اونکا نذرانہ قایم رکھا ہین
گورنمنٹ آغاخان کی اسوجہ سے منت پذیر ہے کہ فتح سندھ کے معاملات مین گورنمنٹ
کو آغاخان نے مدد دی تھی اکثر ایک قایم مقام آغاخان کے نام سے پکارا جاتا ہے۔
زیدیہ۔ زید بن علی زین العابدین بن حسین بن علی بن ابی طالب کی طرف منسوب ہین یہ لوگ

حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے امام زین العابدین تک امامت کے قائل ہین بعد اونکے زید بن
زین العابدین کو امام اعتقاد کرتے ہین سنہ ۱۲۱ ہجری اور بقولی سنہ ۱۲۲ ہجری مین جب زید بن علی نے
ہشام بن عبدالملک مروانی پر خروج کیا اور لوگون کو بیعت کے لئے دعوت کی تو بہت سے
لوگ اونکے شریک ہوگئے اور اونکی امامت کے قائل ہوئے اور اون سے بیعت کی اور بارہ ہزار
آدمی یا تیس ہزار شیعہ تبرائیہ مین سے کہ اکثر اونمین کے کیسانیہ و مختاریہ تھے اور تھوڑے سے وہ لوگ
بھی جو زین العابدین علیہ السلام کی امامت کے قائل تھے اونکی ہمراہ ہوئے اون دنون کوفہ اور
عراقین کا گورنر ہشام کی طرف سے یوسف بن عمر ثقفی تھا یہ سب جماعت اوس سے لڑنے
کو بڑھی یوسف بھی اپنا لشکر آراستہ کرکے مقابلہ کو آیا اور یہ شیعہ گھبرائے کیونکہ جان جانے اور محبت
کے امتحان کا وقت قریب آگیا تھا انمین سے ایک جماعت نے زید شہید سے دریافت کیا
کہ آپ شیخین کے حق مین کیا کہتے ہین زید نے کہا کہ مین اونکو اچھا جانتا ہون اور میرے خاندان مین
جس نے اونکا ذکر کیا اونکو نیکی کے ساتھ یاد کیا ہم مین سے کسی نے اس سے زیادہ نہین کہا
کہ نبی علیہ السلام کی خلافت کے لئے سب سے زیادہ ہم مستحق تھے شیخین نے ہمارا حق ہمکو نہین
دیا مگر اس بات سے اونکا کفر لازم نہین آتا اونہون نے مخلوق مین عدل و انصاف کیا قرآن
اور سنت رسول پر عمل کیا کسی پر ظلم نہین کیا شیعہ بولے کہ بنی امیہ بھی تو یہ کہتے ہین کہ ہم کتاب
خدا اور سنت رسول پر عمل درآمد رکھتے ہین تو اونکے ساتھ تم کیون جنگ کے لئے ہمکو بلاتے ہو
اس صورت مین یہ بھی ظالم نہ ہونگے زید شہید نے فرمایا کہ بنی امیہ کو حضرت ابوبکر و عمر سے کیا
مناسبت یہ تمام مسلمانون پر ظلم کرتے ہین شیعہ کہنے لگے کہ تم ہمارے امام نہین —
ہمارے امام گذر گئے مراد اس سے امام محمد باقر تھے اور بیعت توڑکر اپنے اپنے گھرون کو چلے گئے
مگر خاص مخلص ہمراہ رہگئے جنگ مین اتفاقاً ایک تیر زید کی پیشانی پر لگا جس کے صدمے سے
طائر روح قفس بدن سے اوڑگیا تاریخ خمیس مین لکھا ہے کہ یوسف نے زید کے جسد کو برہنہ کر
سولی دی اور چار سال تک اونکا جسد یونہی سولی پر رہا اور اوسکے بعد [illegible] نے جلا کر

دیا تھا جو لوگ زید شہید کے ساتھ تھے وہ اپنے آپکو شیعہ خالص کہنے لگے اور کہا کہ امام برحق بھی
تھی اپنے اسلاف کی طرح ظالم دشمنون سے لڑ کر مارے گئے اور اپنی جان امامت کی راہ مین
دیدی اور امام کو یہی چاہیے کہ راہ خدا مین کسی سے نہ ڈرے اور تلوار کے ساتھ نکلے اور کسی کی پشتی
و رفاقت یا ترک مدد کی پروانہ کرے اور جو لوگ اوس سے جدا ہو کر کوفہ کو چلے گئے تھے اونہین
روافض کہنے لگے ملا جب اون تھوڑے شیعون نے ترک رفاقت کی تو خود زید شہید نے
کہا تھا کہ یہ لوگ روافض ہین ملا۔ فلذیۃ الطالبین مین لکھا ہے کہ شیعہ وہ ہے کہ تفضیل نہ دے حضرت
نبی پر اور رافضی وہ ہے کہ تفضیل دے حضرت علی کو حضرت عثمان پر مولوی شبلی صاحب نے
سیرۃ النعمان مین لکھا ہے کہ شاہ عبد العزیز صاحب نے تحفہ مین لکھا ہے کہ زید بن علی نے بنی امیہ
کے عہد مین جو بغاوت کی تھی امام ابو حنیفہ بھی اوس مین شریک تھے نامہ دانشوران کے مولفون
نے بھی ایسا ہی لکھا ہے لیکن ہم اسکو تسلیم نہین کرسکتے جس قدر تاریخین اور رجال کی کتابین
ہمارے سامنے ہین کسی مین اسکا ذکر نہین ہے حالانکہ اگر ایسا ہوتا تو ایک قابل ذکر واقعہ تھا غالبا
اس غلطی کا منشا یہ ہے کہ امام ابو حنیفہ کا خاندان اہل بیت کے ساتھ ایک خاص ارادت
رکھتا تھا اور صاحب مدت تک امام ... کے دامن فیض مین تربیت پائی تھی کوفہ
مین ایک مدت تک شیعہ ہی کا اثر تھا ان اتفاقی واقعات سے امام ابو حنیفہ کی نسبت
یہ گمان پیدا کر دیا اور بھی شہادتین بالکل اس کے خلاف ہین انتہی کلامہ اصل حال یہ ہے
زمخشری نے کشاف مین اس آیت کی تفسیر لاینال عہدی الظالمین لکھا ہے کان
ابو حنیفۃ یفتی سرا بوجوب نصرۃ زید بن علی رضوان اللہ علیہ وحمل
المال الیہ والخروج معہ علی اللص المتغلب المسمی بالامام والخلیفۃ کالدوانقی
واشباھہ یعنی امام اعظم کوئی مخفی طور پر لوگون کو فتوی دیتے تھے کہ زید بن زین العابدین
کی مدد کرنا چاہیے اور مال ان کو دینا چاہیے اور لڑائی مین متغلب چورون مثل منصور دوانقی اور اوس
کی طرح کے لوگون سے ... ہونا ساتھ دینا چاہیے زمخشری کے اس قول کو نامہ دانشوران اور

دیکھو سیرۃ النعمان صفحہ ...
[illegible]

فواتح سبعہ مین بھی نقل کیا ہے اور اس کی نقل کے بعد کوئی تکذیب نہین کی ہے اور جلد
اول تفسیر کبیر مین لکھا ہے کہ یہ قصہ بھی مشہور ہے کہ زید بن علی نے ہشام بن عبد الملک
مروانی پر خروج کیا تو امام ابو حنیفہ لوگون کو مخفی طور پر فتوی دیتے کہ زید بن علی کی مدد کرنا اور انکی
رفاقت مین جنگ کرنا واجب ہے اور امام صاحب نے مدد کے لئے مال و اسباب زید بن
علی کے پاس بھیجا اور صواعق محرقہ مین زید بن علی کے حق مین بیان کیا ہے ومن القائلین
بصحة امامته وجواز خروجه على الظلمة ووجوب اتباعه ابو حنيفة
نعمان بن ثابت الكوفي - یعنی زید بن علی کی امامت کی صحت کے امام ابو حنیفہ قائل تھے
اور اونکی خروج کو اوسوقت کے حکام ظالم پر جائز قرار دیتے تھے اور اونکی مدد اور شراکت
کو واجب بتاتے تھے شاہ صاحب نے تحفہ مین اسی صواعق محرقہ کی اتباع کی ہو اگرچہ مولوی
شبلی صاحب کی تحریر پر جو ہمارے وقت مین فن تاریخ مین کوس لمن الملکی بجا رہے ہین اور اون
لوگون کی نظر مین جو علوم عربیہ سے نابلد ہین اور اونکی مبلغ تحقیقات کا مدار اخبارات کی تحریرات
پر ہے اور جو کسی قدر ترقی یافتہ ہین وہ تعلیم انگریزی کے کسی درجہ مین پاس ہو چکے ہین
اعلی درجہ کے مورخ اور محقق ہین کسی امر مین شبہ ظاہر کرنا چھوٹا منہ بڑی بات ہے مگر مولوی صاحب
نے اس واقعہ کا بے اصل ہونا جن وجوہ اور قرائن سے قرار دیا ہے اوس سے اس
واقعہ کی غلطی ثابت نہین ہوتی ہم مولوی شبلی صاحب سے دریافت کرتے ہین (١) شاہ صاحب
کی تحریر اتنی شہادتون کے سامنے قابل وثوق ہے یا نہین اور یہ شہادتین معتبر ہین یا نہین اگر
زمخشری کو علم تاریخ سے مس نہ تھا جیسا کہ شبلی صاحب نے الفاروق کی جلد (٢) صفحہ ١٨٢
مین اسکی تصریح کردی ہے لیکن امام فخر الدین رازی سے جنکی تفسیر نہایت صحیح اور مستند خیال
کیجاتی ہے اس واقعہ کی تغلیط کیون نہین کی اور نامہ دانشوران کے مولفون نے اس روایت
پر جو زمخشری نے تحریر کی کیون نہ اعتراض کیا بلکہ اعتراض تو درکنار اوسکو صحیح سمجھکر خود بھی روایت
کردی (٢) مولوی صاحب کا یہ قول کہ تاریخی شہادتین بالکل اس کے خلاف ہین پکار کر یہ کہہ

یہ کہہ رہا ہے کہ مورخین سے اس قصہ کی تغلیط اور تردید کی ہے یا یہ لکھدیا ہے کہ امام ابوحنیفہ صاحب نے زید بن علی کی مدد نہین کی تھی حالانکہ اکثر تواریخ کو ورق ورق لوٹ کر دیکھ ڈالے گئے کسی مورخ نے کوئی اس قسم کا لفظ نہین لکھا جس سے اسبات پر دلالت ہوسکے کہ امام صاحب نے زید بن علی کی مدد نہین کی یا اونکی خروج کو برا جانتے تھے یا یہ واقعہ غلط ہے نہایت کار یہ ہے کہ طبری ابن الاثیر ابن خلکان ابن خلدون ابوالفداء وغیرہ نے اس قصہ کو نہین لکھا ہے مگر جائے انصاف ہے کہ ان مورخون نے اس قصہ کو غلط بھی نہین قرار دیا پس اونکی خاموشی سے یہ غلط نہین ہوسکتا (۳) اگر واقعی یہ قصہ غلط تھا تو مولوی شبلی صاحب کو لازم تھا کہ اس بات کو نہایت مدلل کرکے وضاحت سے تحریر کرتے کہ امام صاحب کی زید بن علی کی مدد کرنے مین کیا قباحت تھی حالانکہ اونہون نے ابراہیم کی علانیہ تائید کی تھی جو فرقہ زیدیہ کے امام ہفتم تھے اور انہون نے منصور دوانقی پر خروج کیا تھا اور یہ کس نے لکھا ہے کہ امام صاحب نے زیدیہ کی مدد نہین کی صرف اپنے قیاس تخمین سے تغلیط کرنا قابل وثوق نہین (۴) خاندان اہل بیت کے ساتھ اوس وقت کے اور بھی مقدس آدمی عقیدت رکھتے تھے پھر اونکی نسبت ایسی غلط روایت کیون نہ مشہور ہوگئی (۵) مولوی شبلی نے کسی روایت ضعیف یا قوی کا کسی تاریخ کے حوالہ سے تذکرہ تحریر نہین کیا کہ فلان تاریخ یا روایت مین یہ قصہ خلاف روایت مشہورہ کے موجود ہے (۶) اکثر کتب اہل سنت مین اس واقعہ کو تحریر کیا ہے اور آجتک کسی عالم اہل سنت یا شیعہ نے اس قصہ کی تردید نہین کی (۷) کیا طبری یا کامل وغیرہ تواریخ مین کوئی کلی یا جزئی واقعہ فروگذاشت نہین ہوگیا کیا بالاستیعاب سب واقعات لکھ ڈالے گئے ہین (۸) کیا امام ابوحنیفہ صاحب کے تمام مخفی و علانیہ واقعات قلمبند ہوئی ہین (۹) کیا زمخشری یا امام فخرالدین رازی یا مولف صواعق محرقہ وغیرہ کوئی تاریخ کی کتاب لکھتے تو انکا پایہ طبری یا کامل یا تاریخ ابن خلدون یا وفیات الاعیان یا ابوالفداء وغیرہ کے سامنے قابل اعتماد نہوتا (۱۰) کیا جن لوگون نے اس واقعہ کو لکھا ہے اون سے مولوی شبلی زیادہ نقاد یا علوم عربیہ و تواریخ کے زیادہ ماہر ہین (۱۱) کیا مولوی شبلی کی نظر تمام تواریخ اور اسماء رجال کی کتابون پر حاوی ہے

سے ہے بوجوہ مذکورہ جسطرح یہ عقیدہ مشہور ہے اوسی طرح پر اوس کی صحت ہوتی ہے۔
خلاصہ کلام یہ ہے کہ جسقدر مخلص زید کے ساتھ رہے تھے اونھون نے اپنی جانون کو زید کی طرف
منسوب کر دیا اور مذہب جداگانہ نکال لیا انمین سے عمدہ داعی یہ لوگ ہین یحییٰ بن زید بن علی بن
حسین اور یحییٰ بن حسین بن ہاشم کہ حسن بن حسن بن علی کرم اللہ وجہہ کی نسل سے تھا اس نے
اپنا لقب ہادی تھا اور سنہ میں خروج کیا اور یمن اور حجاز کی شہرون پر قبضہ کر لیا اور احکام نام ایک
کتاب فقہ زیدیہ مین تصنیف کی اور اسکا بیٹا مرتضےٰ بھی زیدیہ کے مذہب کا داعی تھا اور حسن
بن احمد بن یحییٰ بن حسین اور یحییٰ بن احمد بن یحییٰ بن حسین یہ بھی زیدیہ کی دعاۃ مین سے تھے اور
یہانتک زیدیہ کا مذہب خالص رہا کہ اصحاب کبار پر تبرا نہین کرتے اور زید سے بہت سے
نصوص اس مدعا پر نقل کرتے ہین اور سب کو نیکی کے ساتھ یاد کرتے ہین اور کہتے ہین کہ اگرچہ
امامت جناب امیر کا حق تھا مگر اونھون نے خود خلفائے ثلثہ کو دیدی اور کہتے ہین کہ بیعت
خلفا کی خطا نہ تھی اسواسطے کہ جناب امیر اوس سے راضی تھے اور معصوم خطا و باطل سے
راضی نہین ہوتا ہے زیدیہ کہتے ہین کہ حضرت ابوبکر کے خلیفہ مقرر کرنے مین مصلحت تھی اسواسطے
کہ حضرت علی کی تلوار ابھی دشمنان دین کی خون سے خشک نہوئی تھی... اور عداوتین دلوتین برجوش
تھین اگر اونہین خلیفہ کر دیتے تو شاید دین مین خلل پڑجاتا اور انتظام بگڑجاتا اور حضرت ابوبکر کے
مقرر کرنے مین جھگڑونکی دفعیہ کا خیال تھا انکا سارا مذہب امامت کے باب مین اہل سنت وجماعت
کے مذہب کے موافق تھا مگر فرق اسقدر ہے کہ انکے نزدیک امام کا فاطمی ہونا شرط ہے اور
جب وہ فاطمی کسی غیر فاطمی کو امامت سپرد کر دے تو اوسکی امامت منعقد ہوجاتی ہے لیکن
یہ حال اون لوگون کا تھا جو خاص زید شہید کے متبع تھے پھر بعضے علمائے زیدیہ نے بعضی باتین
اسماعیلیہ و امامیہ کے مذہب مین سے لیکر مذہب زیدیہ مین داخل کرکے آپ داعی اس مذہب
کے بنے اور ہر ایک کے متبعین سے ایک فرقہ مقرر ہوگیا جیسے ابوالجارود کہ کنیت اونکی ابوالنجم
ہے اور سلیمان بن جریر اور ابتر ثومی اور حسین بن صالح اور نعیم بن یمان اور یعقوب وغیرہ

مذہب زیدیہ مین شمار ہوتے ہین - اور زید بن علی بن امام حسین بن امیر المومنین علی واصل بن عطا رئیس
معتزلہ کی شاگرد تھے اصول کو اوسی سے لیا تھا نواب صدیق حسن خان نے لکھا ہے کہ سارے
زیدیہ اصول مین معتزلی ہین مگر مسئلہ امامت مین معتزلہ سے مخالف ہین - زید بن علی کا مذہب
واصل بن عطا سے لیا گیا ہے انتہی سید شریف نے شرح مواقف مین لکھا ہے کہ ہمارے
زمانہ مین زیدیہ مقلد ہین اصول مین اعتزال کے طریق پر ہین اور فروع مین مذہب حنفیہ کے طریق
پر مگر چند مسائل مین خلاف رکھتے ہین حالانکہ زید بن علی واصل کے مذہب پر نہ تھے گو واصل
اونکا اوستاد تھا مگر زید کے اوستاد کے معتزلی ہونے سے یہ لازم نہین آتا کہ وہ بھی استاد کے
مذہب پر ہون کتاب الازہار مین کہ فقہ زیدیہ مین ایک معتبر کتاب ہے کتاب السیر کے اندر
لکھا ہے کہ زیدیہ کے نزدیک وجوب امامت کا طریق شرع ہے اور زیدیہ کہتے ہین کہ
جس شخص مین یہ خصلتین ہون علم زہد شجاعت اور اولاد فاطمہ زہرا سے ہو حسنی ہو یا حسینی اور بعض
نے اتنا اور زیادہ کیا ہے کہ صبیح الوجہ بھی ہو اور کسیطرح کی آفت اوسمین نہو اور وہ تلوار کے ساتھ
خروج کرے اور لوگون کو اپنی امامت کی طرف بلائے تو امامت اوس کی منعقد ہو جاتی ہے کتاب
الازہار مین مذکور ہے کہ کوئی آدمی نہ دعوت سے امام بن سکتا ہے نہ امام مقرر کئے جانے سے
جب تک اوس مین چودہ شرطین موجود نہون جنمین سے پانچ خلقی (پیدایشی) ہین اور سات اکتسابی
شرائط خلقی یہ ہین (۱) مکلف ہو (۲) مرد ہو (۳) حر ہو (۴) علوی فاطمی ہو اگرچہ آزاد کیا ہوا ہو
اسطرح کہ کوئی مرد فاطمی کسی کی کنیز سے متعہ کرے اور اوس کنیز سے بیٹا پیدا ہو تو یہ بیٹا فاطمی علوی ہے
مگر مملوک ہے جب اس بیٹے کو کنیز کا مالک آزاد کر دیگا تو اسمین امامت کی صلاحیت پیدا ہو جاویگی
مگر ایسا مرد جسکی نسبت علوی دعوے کرے کہ میرے نطفہ سے ہے اور غیر علوی کہے کہ میرے
نطفہ سے ہے اوس وقت تک امامت کے قابل نہین جب تک یہ مقرر نہو جائے کہ یہ علوی کا نطفہ ہے
غیر کا نطفہ نہین (۵) حواس اور اعضا درست ہون اور شرائط اکتسابی یہ ہین (۱) علوم دینی کا
مجتہد ہو (۲) صاحب عدالت ہو (۳) سخی ہو اسباب مین کہ جہان مال خرچ کرنا مناسب ہو

وہان خرچ کرے بیکار نہ خرچ کرے (۴) مدبر ہو یعنی اوسکی رائے زیادہ تر صائب ہو (۵) جری اور بہادر ہو ایسے محل پر جہان اپنی سلامت رہنے کی امید ہو (۶) ایسے وقت مین دعوت کرے کہ اوسکی دعوت سے پہلے کسی شخص جامع الشرایط کی جانب سے دعوت امامت نہو چکی ہو اور کوئی اور ایسا آدمی امام نہ مان لیا گیا ہو کیونکہ جب امامت کی دعوت اسکی دعوت سے قبل شروع ہوکر تسلیم کرلی گئی ہے تو وہ پہلا شخص امام ہے پھر دوسرے جامع الشرایط کو اپنی ذات کے طرف دعوت نکرنا چاہئے بلکہ پہلے شخص کی طرف دعوت کرنا چاہئے نہین تو یہ دوسرا شخص باغی قرار پائیگا اور ایک زمانہ مین دو اماموں کا ہونا صحیح نہین - اور امام کو ان ۹ کامون کے سوا اور کچھ نکرنا چاہئے (۱) حدود کا قایم کرنا (۲) جمعہ اور جماعت کا قایم کرنا (۳) مسلمانون مین حکام مقرر کرنا (۴) احکام کا اجرا کرنا (۵) جس پر کسی کا حق ہو تو اوس کو ادا کرنے پر مجبور کرنا (۶) واجبات دینی جیسے نماز روزہ وغیرہ کی لوگون سے تعمیل کرانا اور ان چیزون پر اونکو پابند کرنا (۷) مصالح عامہ کی لئے والی مقرر کرنا مثلاً جن لوگون کے لئے ولی مقرر کرنے کی ضرورت ہو انکے ولی مقرر کرنا (۸) کفار سے جہاد کرنا باغیون کو زیر کرنا (۹) زکواۃ وغیرہ حقوق مالیہ لوگون سے وصول کرنا - جب امام کی دعوت متواتر طور پر کسی مسلمان کو پہونچے تو اوس کو چاہئے کہ اوسمین شروط امامت کو تلاش کرے جب کامل الشروط ثابت ہو تو اوسکی دعوت قبول کرلے کیونکہ اگر دعوت ایسی حالت مین قبول نکریگا تو اوس کی عدالت ساقط ہوجائے گی گواہی اوسکی قبول نہوگی غنیمت مین سے مال نہ پائیگا اور جو امام کے ساتھ دل سے عداوت کرے وہ مخطی ہے اور جو زبان سے عداوت ظاہر کرے وہ فاسق ہے اور جو ہاتھہ سے بھی مخالفت کرے وہ محارب ہی اور اوس باغی کے لئے غنیمت مین سے حصہ ہے جو امام کے بعض معاملات مین مدد کرے اور ہر مجتہد مصیب ہی اصح یہی ہے اور زندہ امام کی تقلید مرے ہوئے امام کی تقلید سے اولی ہی اور جو امام زیادہ علم رکھتا ہو خواہ مردہ ہو یا زندہ اوس کی تقلید اولی ہے اور اہل بیت مین سے ائمہ مشہور اپنے غیر سے تقلید کے لئے اولی ہین - اور کتاب مذکور مین لکھا ہے کہ امامت کا طریق دعوت سے ہے

شارح کہتا ہے کہ اکثر زیدیہ جیسے جارودیہ اور بتریہ اور صالحیہ کے نزدیک ثبوت امامت طریق دعوت سے ہے اور دعوت کے معنی یہ ہین کہ لوگون کو بلاے کہ کفار سے جہاد کرین حدود اور جمعہ جماعت قایم کرین باغیون کو مغلوب کرین غزوات مین سات دین ظالمون اور کافرین کی صحبت سے حتی الامکان بچین ابن جبیر نے اپنے سفرنامہ مین واقعات ماہ جمادی الاول ۵۷۹ھ مین لکھا ہے حرم شریف مین اہل سنت کے چار امام ہین اور فرقہ زیدیہ کا ایک امام ہے اس شہر مین اکثر شرفا کا مذہب زیدیہ ہے اور یہ لوگ اذانمین حی علے الفلاح کے بعد حی علی خیر العمل اور اضافہ کرتے ہین نماز جماعت کے ساتھ نہین پڑہتے ظہر اور عصر ملا کر پڑہتے ہین اور مغرب کی نماز اہل سنت کے امامونکی بعد ادا کرتے ہین - ابن خلدون نے اپنی تاریخ مین لکھا ہے کہ زید کی شہادت کے بعد زیدیہ مین امام کی نسبت اختلاف ہو گیا کچھ زیدیہ اونکے بیٹے یحیی کو امام ماننے لگے جو خراسان مین گئے اور امامت کے لئے ریشہ دوانی کرنے لگے مگر کامیاب نہوئے اور جوزجان مین مارے گئے اونہون نے محمد بن عبد اللہ بن حسن بن حسن سبط کی امامت کے لئے وصیت کی تھی ان محمد کو نفس زکیہ کہتے ہین نفس زکیہ نے حجاز مین خروج کیا اور مہدی کے لقب کے ساتھ مشہور ہوئے نفس زکیہ منصور کے لشکر سے شکست کھا کر مارے گئے انہون نے اپنے بھائی ابراہیم کے لئے وصیت کر دی تھی ابراہیم نے بصرہ مین خروج کیا ابراہیم کے ساتھ عیسی بن زید بن علی سجاد بھی تھے فوج منصور کے ہاتھ سے عیسی اور ابراہیم دونون مارے گئے دوسرے زیدیہ کہتے ہین کہ محمد نفس زکیہ کے بعد محمد بن قاسم بن علی بن عمر امام ہوئے یہ عمر زید بن علی سجاد کے بھائی تھے محمد بن قاسم نے طالقان مین خروج کیا تھا مگر معتصم کے لشکر نے انکو مغلوب کر کے گرفتار کر لیا اور ایک گروہ زیدیہ کا کہتا ہے کہ یحیی بن زید کے بعد اونکے بھائی عیسی امام ہین اور یہ وہی عیسی ہین جو ابراہیم کے شریک ہو کر منصور سے لڑے اور مارے گئے اور یحیی کے بعد امامت اونکی اولاد مین قرار دیتے ہین اور ایک گروہ کہتا ہے کہ محمد بن عبد اللہ کے بعد اونکے بھائی ادریس امام ہین جو افریقیہ کی طرف

بھاگ گئے تھے وہین فوت ہوئے انہون نے زنگیون کو اپنی اطاعت کی طرف دعوت کی تھی ادریس کے بعد اونکے بیٹے ادریس امام ہوئے انہون نے شہر فاس آباد کیا ادریس کی اولاد افریقہ مین بادشاہ ہوئی۔ جب انکی حکومت مٹ گئی تو زیدیہ کا کام ابتر ہو گیا۔ انکا ایک داعی جسکا نام حسن بن زید بن محمد بن اسمٰعیل بن حسن بن زید شہید ہی مالک ہو گیا اور اس داعی کے بھائی محمد کو بھی حکومت پہونچی اور زیدیہ مین سے ناصر اطروش نے دیلم مین اس مذہب کی طرف دعوت شروع کی ہزارون آدمی اوسکے ہاتھ پر مسلمان ہوئے اسکا نام حسن بن علی بن حسن بن علی بن عمر ہے اور یہ عمر زید بن علی سجاد کے بھائی ہین۔ سارے زیدیہ کا مثل امامیہ کے یہ عقیدہ ہے کہ اللہ کا ارادہ حادث ہے اور اوس کا ارادہ سارے موجودات پر عام و محیط نہین بلکہ بہت سے موجودات اوسکے بلا ارادہ پیدا ہو گئی ہین جیسے شر اور آفت اور کفر اور معصیت اور یہ بھی کہتے ہین کہ اللہ کی بعض مرادین واقع نہین ہو سکتین اور شیطان اور کافرون کی واقع ہو جاتی ہین۔ اور کیسانیہ کا بھی یہی عقیدہ ہے اور زیدیہ یہ بھی کہتے ہین کہ اللہ بعض بندونکی ہدایت کا ارادہ کرتا ہے مگر شیطان و مغویان بنی آدم اوسے گمراہ کردیتی ہین اور اللہ تعالیٰ کا ارادہ انکے سامنے نہین چلسکتا یہی عقیدہ امامیہ کا ہے اور کہتے ہین کہ تکلیف اللہ تعالیٰ پر واجب ہے یہی مذہب امامیہ کا ہے برخلاف اہل سنت کے کہ اونکے نزدیک اللہ پر تکلیف واجب نہین بلکہ وہ ابرار پر تفضل ہے اور فجار کے حق مین عدل ہے اور یہ آٹھ فرقے ہین جن مین قدر مشترک زید بن علی کی امامت ہے انمین سے اکثر کی نزدیک ائمہ کا ایک وقت بلکہ ایک مقام مین متعدد ہونا جایز ہے۔

اول فرقہ جارودیہ

مجمع البحرین مین لکھا ہے کہ یہ فرقہ ابی الجارود کی طرف منسوب ہے

له مروج الذہب مین کہا ہے ان الزیدیة کانت فی عصرہ ثمانیة فرق یعنی زیدیہ اپنے زمانہ مین آٹھ فرقے تھے اور انمین سے ... ابتریہ اور ... اور یمانیہ اصحاب ... بیان کرکی بیچار نام لکھے ہین بغیر تفصیل کے اور چار نام یہ لکھے ہین یعقوبیہ اور ابتریہ اور جعفریہ اور جارودیہ۔ اور انقاب ... مین کہا ہے کہ زیدیہ پانچ فرقے ہین جارودیہ سلیمانیہ صالحیہ ... فرقہ ناصریہ کہ شریف ناصر ... کے متبع ... آل مین ہے۔ پانچوان فرقہ ... جو ... شریف ... مفقود ہین ۔ ۱۲ له صاحب کشاف اصطلاحات الفنون نے اس فرقہ کے بیان مین حروف کے ... التصحیف کو ... صفحہ ۱۴۶ مین کہا ہے جارودیہ زیدیہ کا ایک فرقہ ہے

جو خراسان کا باشندہ تھا اور اوسی ابو النجار ودزیاد بن منذر عبدی کہتے ہین اسکا امام محمد باقر نے
سرحوب نام رکھا تھا سرحوب ایک شیطان ہے نابینا کہ دریا مین مقیم ہے اور مجمع البحرین سے
معلوم ہوتا ہے کہ سرحوب طویل کے معنے مین ہے اسی لئے اس فرقہ کو سرحوبیہ بھی کہتے ہین
اسکا یہ عقیدہ تھا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نص کی تھی امامت حضرت علی پر وصف کے ساتھ
نہ نام کے ساتھ اور جو صلتین اور علامتین اور نشانیان حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بعد خلیفہ
ہونے مین بیان فرمائی تھین ارباب فراست نے اونسے جان لیا کہ مراد اس سے جناب امیر کی
ذات فائض البرکات ہے کوئی اور نہین اس لئے کہ وہ سب خصائل آپ ہی مین موجود ہین
دوسرے مین موجود نہین پس جبکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب امیر کی خلافت پر ایسی نص
بیان کی جو تسمیہ کی قوت مین ہے اور صحابہ نے سرور کائنات کے انتقال کے بعد حضرت
ابو بکر کو اختیار کر کے اونکو خلیفہ بنایا تو یہ کام نص رسول کے خلاف کیا اور لوگ ترک کرنیسے متابعت
حضرت علی اور حسن اور حسین علیہم السلام اور اونکی اولاد کے کافر ہو گئے اور مواقف مین لکھا ہے کہ جارودیہ
کا مذہب یہ ہے امامت حسن اور حسین کے بعد اونکی اولاد مین شوریٰ سے ہے جو کوئی انمین سے تلوار
کے ساتھ خروج کریگا اور حق کی طرف بلاتا ہوگا اور امور دین کا عالم اور شجاع ہوگا وہی امام ہے اوسکی
اطاعت واجب ہے اسی لئے یہ کہتے ہین کہ اگر دو امام ایک زمانہ مین دو مقاموں پر
حکومت کرتے ہوں اور اون مین امامت کی شرطین جمع ہوں اور اطاعت اونکی لوگوں نے تسلیم
کرلی ہو اور مفترض الطاعت ہوں ایسا ہو تو یہ بات جائز ہے اور یہ بات اجماع سلف کے خلاف
ہے شرح مقاصد مین لکھا ہے کہ جارودیہ معتزلہ اور خوارج اور اہل سنت کے ساتھ اس بات مین
متفق ہین کہ امامت اہل حل وعقد کے اختیار کر لینے سے بھی ثابت ہو جاتی ہے اور ان کو ائمہ
کی ترتیب اور توقف اور امام منتظر مین اختلاف ہے بعضے کہتے ہین کہ حضرت علی سے امامت
حضرت حسن کو پہونچی اور حضرت حسن سے امام حسین شہید کو اور امام حسین سے امام علی زین العابدین
کو اور اون سے زید شہید کو اور زید سے اولاد امام حسن کو اور اس سلسلہ مین محمد بن عبد اللہ بن

حسن بن حسن مین امامت کے تمام خصائل جمع تھے وہی امام منتظر ہین یہ محمد منصور کے عہد مین دعوت امامت کی وجہ سے مدینہ مین مقتول ہوئے اور یہ لوگ اونکے مقتول ہونیکے منکر ہین انکا عقیدہ یہ ہے کہ یہ محمد بن عبداللہ جلدی خروج کرینگے اور زمین کو عدل سے بھر دینگے اور بعضے جارودیہ کی رائے یہ ہے کہ محمد واقعی مقتول ہو چکے ہین اور اونکے بعد امامت محمد بن قاسم بن علی بن امام حسین بن حضرت علی کو پہونچی ہے جنہین صاحب طالقان کہتے ہین یہی امام منتظر ہین انہون نے معتصم کے زمانہ مین خروج کیا اور گرفتار ہوئے معتصم نے اونہین قید مین رکھا قیدخانہ مین انتقال کیا پس یہ لوگ اونکی موت کے منکر ہین اور بعضے کہتے ہین کہ امامت اونکے بعد یحییٰ بن عمر بن یحییٰ کو پہونچی جو حسین ذی الدمعہ بن زید شہید بن علی زین العابدین کی نسل سے تھا اس یحییٰ نے مستعین باللہ کے عہد مین محمد بن عبداللہ بن طاہر حاکم عراق پر خروج کیا تھا کتب تواریخ اور انساب کی کتابون مین انکا نام صاحب شاہی ذکر کرتے ہین یحییٰ مستعین کے عہد مین مارا گیا مگر یہ لوگ اوسکی موت کے منکر ہین اور ملل و نحل شہرستانی مین جو یحییٰ کو عمر بن یحییٰ بن زید شہید کا فرزند لکھا ہے یہ غلطی ہے اس لئے کہ نسابین کا اسپر اتفاق ہے کہ یحییٰ بن زید شہید نے کوئی اولاد نہین چھوڑی نامۂ دانشوران مین ابن عقدہ جارودی کے حالات مین اسکی صراحت کی ہے یحییٰ نے چونکہ کوفہ مین خروج کیا تھا اس لئے صاحب کوفہ مشہور ہے۔

دوسرا فرقہ دکینیہ ۔ یہ فضل بن دکین کے پیرو ہین اور تمام باتون مین جارودیہ کے موافق ہین مگر طلحہ اور زبیر اور ام المومنین عائشہ کو کافر بتاتے ہین باقی صحابہ کو برا کہتے ہین۔

تیسرا فرقہ سلیمانیہ ہے جسے جریریہ بھی کہا کرتے ہین سلیمان بن جریر[1] کے متبع ہین انکا اعتقاد یہ ہے کہ امامت نام شوری کا ہے درمیان خلق کے اور دو مسلمانون کے مقرر کرنیسے بھی منعقد ہو جاتی ہے کشکول بہائی مین لکھا ہے کہ انکے نزدیک امامت کا طریقہ بیعت ہے

[1] غنیہ مین سلیمان بن کثیر ہے ۱۲

حضرت ابوبکر و عمر کا بیعت و اجتہاد کے ساتھ اعتراف کرتے ہین پھر کبھی یہ لوگ اس اجتہاد کو صحیح قرار دیتے ہین اور کبھی خطا جانتے ہین اور انکے نزدیک امامت مفضول کی فاضل کی موجودگی میں صحیح ہے اور سلیمان یہ کہتا تھا کہ لوگ ترک بیعت حضرت علی سے کافر نہین ہوئے بلکہ خطاوار ہوئے کہ افضل کو چھوڑ دیا یہ جارودیہ کی تکفیر کرتے ہین اس لئے کہ وہ صحابہ کی تکفیر کرتے ہین مگر سلیمانیہ طلحہ اور معاویہ اور بی بی عائشہ کو کافر جانتے ہین اس وجہ سے کہ اونہون نے حضرت علی سے جنگ کی تھی اور حضرت عثمان بن عفان کو بھی کافر بتلاتے ہین بسبب اون خلاف امورات جاری کرنے کی جو اونہون نے اپنی خلافت مین نکالی تھی حالانکہ وہ سارے فتور اونکے اقارب بنی امیہ کی تھی نہ حضرت عثمان کی اون لوگون نے مخلوق پر دست درازی کرنا شروع کی تھی جبر کرنے لگے تھے وہ جبر اور پھر آخر اختلافات کثیرہ پیدا ہوگئے عثمان رضی اللہ عنہ مواخذات سے کئے گئے اور کہتے ہین حضرت علی نے کسی کی امامت پر نص نہین کی بلکہ بعد اونکے امر شوری ہوگیا۔

چوتھا فرقہ بتریہ کہ **ثومیہ** بھی کہلاتے ہین یہ مغیرہ بن سعد کے اصحاب ہین جو ابتر کے لقب سے مشہور تھا یہ موافق ہین سلیمانیہ کے مگر یہ کہتے ہین کہ حضرت علی امامت کے لئے افضل و اولی ہین گو حضرت ابوبکر بھی امام تھے اور اونکی امامت خطا نہ تھی نہ کفر بلکہ خود حضرت علی نے اونکو امامت دیدی اور حضرت عثمان کی تکفیر نہین کرتے اونمین متوقف ہین اسواسطے کہ انکے حق مین جناب امیر کا سکوت اور رضامندی انکی خاطر خواہ ثابت نہوئی اور کہتے ہین کہ جناب امیر بعد بیعت کے بعد سے امام ہوئے توضیح المقال مین بعض فضلا سے نقل کیا ہے کہ بتریہ کے

۱؎ بتریہ و ثومیہ بتر لقب آنہاست یاران مغیرہ بن سعد کہ ملقب به ابتر بود از تحفہ لب اللباب فی تحریر الانساب امام تاج الدین سیوطی لب اللباب مین لکھا ہے تبریہ بفتح بائے موحدہ و سکون تا سے فوقانی اور شرح مواقف مین ہے البتریہ ہو جثیر النوی اور فرق شیعہ سید شریف مین و ابو عصر مین بھی لکھا ہے کہ تبریہ جثیر ثومی کی طرف منسوب ہین اور تبریہ مین بای موحدہ کی بعد تائے فوقانی اور اوسکے بعد یائے تحتانی ہے اور مروج الذہب مین حالات ہشام مین ہے ثم الفرقة السادسة المعروفة بالابترية وہم اصحاب کثیر الابتر و الحسن ابن صالح حیی اور ملل و نحل شہرستانی مین ہے البتریہ اصحاب کثیر النوی الابتر اور کشف الغمہ من اقرب الاثر مین ہے بتریہ اتباع حسن بن صالح و کثیر ابتر کے اور ترجمہ ملل و نحل اردو مین تبریہ کو اصحاب کثیر بن تبری لکھا ہے اور

نزدیک تقدیم مفضول کی فاضل پر جائز ہے۔

پانچوان فرقہ نعیمیہ ہے یہ نعیم بن یمان کے مقلد ہین یہ سارے عقاید مین تبریہ کے موافق ہین مگر حضرت عثمان کو کافر جانتے ہین باقی صحابہ کو نیکی سے یاد کرتے ہین۔

چھٹا فرقہ یعقوبیہ ہے یعقوب بن علی کوفی کے اصحاب ہین۔ یہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کی امامت کے قائل ہین اور رجعت کے منکر ہین مگر بعضے یعقوبیہ حضرت ابوبکر و حضرت عمر سے تبرا کرتے ہین اور رجعت اموات کے دنیا مین قیامت سے پہلے قائل ہین۔

ساتوان فرقہ خشبیہ ہے یہ خلف بن عبد الصمد کے اصحاب ہین خشبیہ انکا اسوجہ سے نام ہے کہ جب سلطان وقت پر انھون نے خروج کیا تھا تو انکے پاس اسباب جنگ اور ہتھیار نہ تھے صرف لکڑیان اور لاٹھیان لیکر مقابل ہوئے تھے اور خشب زبان عربی مین لکڑی کو کہتے ہین جیساکہ نفائس اللغات مین لکھا ہے انکا عقیدہ یہ ہے کہ امامت تمام ہے شوری کا اور اولادِ بنی فاطمہ مین اگر کوئی اور شخص امام بن جائے تو اوس پر خروج کرنا واجب ہے معارف مین ابن قتیبہ نے لکھا ہے کہ جب ابراہیم بن اشتر نے عبید اللہ ابن زیاد سے بغاوت کی تو اوس کے اکثر ساتھیون کے پاس لکڑیان تھین اسلئے خشبیہ کہلائے پس اس سے معلوم ہوا کہ خشبیہ ابراہیم بن اشتر کے اصحاب ہین۔

آٹھوان فرقہ صالحیہ ہے یہ حسن بن صالح بن حی کی طرف منسوب ہین انکا عقیدہ یہ ہے کہ جو کوئی فاطمی صفت شجاعت و سخاوت و علم کے ساتھ متصف ہو اور تلوار لیکر خروج کرے وہ امام ہے اور یہ لوگ حضرت ابوبکر کی امامت کو ثابت رکھتے ہین کیونکہ انکے نزدیک فاطمی اور علوی ہونا امامت کے شرایط مین سے نہین یہ کہتے ہین کہ امام قریش مین سے کسی ایک خاندان کا آدمی ہونا چاہئے اور حضرت علی کو تمام صحابہ پر تفضیل دیتے ہین اور حضرت

لہ غنیہ مین ابو نعیم بن یمان ہے۔ تہ کشکول بہائی مین ہے الثالث الصالحیہ اصحاب الحسن بن صالح بن حی و کان فقیہا ۱۲۔ ھہ دیکھو کتاب الازہار مین کتاب السیر ۱۲

عثمان کے حال مین متوقف ہین نہ اونہین مومن جانتے ہین نہ کافر اسلئے کہ حضرت علی کی زبان سے اونکے حق مین فضائل بھی منقول ہین اور رذائل بھی۔

امامت

اب غور سے سنو کہ امام کا مقرر کرنا زمانۂ نبوت[1] کے ختم ہونے کے بعد واجب ہے یا نہین اور واجب ہے تو کیا خدائے تعالیٰ پر واجب ہے یا خلق پر اور پھر خلق پر واجب ہے تو ثبوت اس وجوب کا دلیل شرعی کے ساتھ ہے یا عقلی کے خوارج یہ کہتے ہین کہ امام کا مقرر کرنا مطلقاً واجب نہین جائزات مین سے ہے اور شیعہ اسماعیلیہ[2] اور امامیہ اور غلاۃ کہتے ہین کہ امام کا مقرر کرنا اللہ پر واجب ہے اور اس وجوب کے ثبوت پر عقل دلالت کرتی ہے اور علامہ حلی[3] کا بھی یہی مذہب ہے مگر شیعہ کے یہ فرقے اسباب مین باہم مختلف ہین کہ امام کا تقرر کس غرض کے لئے ہے اسماعیلیہ کہتے ہین کہ امام اس غرض سے مقرر ہوتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کی شناخت کرائی اور جو باتین اللہ کے حق مین جائز واجب ہین اور جو اوسکے حق مین محال ہین سب کی پہچان بتائی اور معرفت الٰہی کی تعلیم فرمائی کیونکہ انکے نزدیک بغیر کسی معلم کے اللہ کی معرفت ناممکن ہی اور امامیہ کہتے ہین کہ معصوم یعنی امام کی طرف حاجت معرفت الٰہی کی تعلیم کے لئے نہین بلکہ اس لئے ہے کہ وہ واجبات عقلی وشرعی کے ادا کرنے اور قبائح عقلی وشرعی سے بچنے مین لطف ہو غرضکہ اسماعیلیہ کے نزدیک امام کا تقرر اللہ کی معرفت کے لئے واجب ہے اور امامیہ کے نزدیک قوانین شرع کی محافظت کے لئے واجب ہے اور اسماعیلیہ امام کو اللہ کی معرفت کا معلم قرار دیتے ہین اور امامیہ اوسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندون کے حق مین لطف مانتے ہین امامیہ کے نزدیک امام ادای واجبات مین لطف

---

[1] یہ لفظ شرح مواقف اور شرح تجرید کا ہی اور شرح مقاصد اور نہایۃ العقول مین اسکی جگہ بخلاف ہے ۱۲ [2] دیکھو شرح تجرید کا مقصد خامس ۱۲ [3] دیکھو اربعین امام رازی مین ۱۲

سبب اسماعیلیہ کے نزدیک معارف مین لطف ہے اور غلاۃ کہتے ہین کہ امام کا تقرر لغات کی تعلیم کرنے اغذیہ اور ادویہ اور سموم اور حروف اور صناعات کے احوال بتلانے اور آفات ومصائب سے بچانے کے لئے ہے۔ اور اہل سنت اور معتزلہ اور زیدیہ کی یہ رائے ہے کہ امام کا مقرر کرنا مخلوق پر واجب ہے مگر بعض معتزلہ اور بعض زیدیہ کے نزدیک یہ وجوب دلیل عقلی سے ثابت ہے شرح مقاصد مین لکھا ہے کہ ہشام بن عمر غوطی معتزلی اور اوس کے اصحاب کے نزدیک امن و امان کی حالت مین امام کا مقرر کرنا واجب ہے تاکہ شعائر اسلام کو ظاہر کرے اور فتنہ وفساد کی حالت مین واجب نہین اس لئے کہ سرکش لوگ اوسکی اطاعت نکرینگے تو خونریزی ہوگی اور ابوبکر اصم معتزلی اور اوس کے اصحاب کی یہ رائے ہے کہ فتنہ وفساد کے وقت مین امام کا مقرر کرنا واجب ہے اور امن و اطمینان کی حالت مین واجب نہین کیونکہ اسوقت مین امام کی کیا حاجت ہے انتہی شرح مواقف اور نہایۃ العقول مین لکھا ہے کہ جاحظ اور کعبی اور ابو الحسین بصری یہ سب کہتے ہین کہ امام کا مقرر کرنا مخلوق پر عقلاً وشرعاً دونون طرح واجب ہے انتہی اور اہل سنت وجماعت کے نزدیک تقرر امام کا وجوب مخلوق پر دلیل سمعی (شرعی) سے ثابت ہی اور عامۂ معتزلہ اور اکثر زیدیہ کا بھی یہی مشرب ہے[1] اور تمام امت کا اسبات پر اتفاق ہے

---

[1] شرح تجرید مین لکھا ہی فذہب اہل السنۃ انہ واجب علینا سمعاً وقالت المعتزلۃ والزیدیۃ بل عقلاً اور شرح مواقف مین مذکور ہے نصب الامام عندنا واجب علینا سمعاً وقالت المعتزلۃ والزیدیۃ بل عقلاً اور شرح طوالع الانوار مین آیا ہے اوجبت المعتزلۃ والزیدیۃ نصب الامام علینا بالدلیل العقلی ان عبارتون سے ظاہر ہی کہ امام کا تقرر معتزلہ اور زیدیہ کی نزدیک مخلوق پر دلیل عقلی کی واجب ہے اور کتاب الازہار سے معلوم ہوتا ہی کہ زیدیہ کا مذہب یہ ہی کہ وجوب امامت کا طریق شرع ہے اور اس کتاب کا شارح کہتا ہی کہ یہی مذہب جمہور معتزلہ کا ہی اور امام رازی نے بھی یہی کہا ہی چنانچہ اونکا قول اربعین مین یہ ہی قالوا نصبہ واجب والطریق الی معرفتہ السمع دون العقل وہذا قول اصحابنا واکثر المعتزلۃ والزیدیۃ بعد اس کے امام نے کہا ہی کہ متاخرین معتزلہ مین سے ابو الحسین بصری اور قدماے معتزلہ مین سے جاحظ اور خیاط اور ابو القاسم کعبی کا قول یہ ہی کہ امام کا تقرر خلق پر عقلاً واجب ہے اور شرح مقاصد مین ہی واجب علینا سمعاً عند اہل السنۃ وعامۃ المعتزلۃ وعقلاً عند الجاحظ والخیاط والکعبی وابی الحسین البصری اور تحقیق اس مقام کی یہ ہی کہ زیادہ تر معتزلہ اس مذہب پر ہین کہ امام کا مقرر کرنا خلق پر شرعاً واجب ہے چنانچہ کتاب الازہار کی شرح مین جمہور کا لفظ اور اربعین مین اکثر کا لفظ اور شرح مقاصد مین عامہ کا لفظ اسبات کی تنبیہ کے لئے معتزلہ کے ساتھ ذکر کیا ہی اور یہی مذہب جمہور زیدیہ کا ہی چنانچہ امام صاحب نے اربعین مین اکثر المعتزلۃ والزیدیۃ کہا ہی اور مطلب اس کا یہ ہی کہ جمہور معتزلہ اور جمہور زیدیہ کا ایک سا مذہب ہے اور بعض زیدیہ ومعتزلہ کا یہ مذہب ہی کہ امام کا مقرر کرنا خلق پر عقلاً واجب ہے [illegible]

کہ کوئی آدمی صرف امامت کی صلاحیت رکھنے سے امام نہین بن سکتا بلکہ امام مقرر ہونے
کے لئے کچھ اور بھی چیزون کی ضرورت ہے اور وہ چیزین یہ ہین (۱) اللہ اور اوس کی رسول کی
طرف سے نص وارد ہونا یا امام سابق کا ولیعہد بنانا اور وصیت کرنا (۲) امامت کے لئے
دعوت کرنا (۳) اعیان وارکان کا بیعت کرنا پہلی چیز یعنی نص منصوص علیہ کی امام ہونے کے سبب
مستقل ہے پچھلی دونون طریق ایسے ہین کہ انکے سبب مستقل ہونے مین اختلاف ہے امامیہ
ان دونون طریق کو نہین مانتے مگر معتزلہ اور اہل سنت اور خوارج اور زیدیہ مین سے صالحیہ کہتے ہین
کہ اختیار کر لینا بھی امامت کے ثبوت کا طریق ہے اور صرف زیدیہ کا مذہب یہ ہے کہ دعوت
بھی ثبوت امامت کا طریق ہے شرح مقاصد[۱] مین لکھا ہے کہ صالحیہ اس کے قائل نہین مگر کتاب
الازہار کا شارح صالحیہ کا بھی یہی مذہب بتاتا ہے اور دعوت کے یہ معنے ہین کہ جمیع شرائط
امامت کے جمع ہین وہ مظلومون کی مدد کرے امر معروف اور نہی منکر بجالائے اور اپنی متابعت
کے لئے لوگون کو بلائے اسی لئے انکی رائے یہ ہے کہ جو فاطمی تلوار لیکر خروج کرے اور
اللہ کی راہ کی طرف دعوت کرے وہ امام ہے پس انکے نزدیک دعوت حصول امامت کا
سبب مستقل ٹھہرا اہل مذاہب مین سے سوائے جبائی کے کسی نے انکی اس تجویز کے ساتھ موافقت
نہین کی ہے۔ امامیہ کہتے ہین کہ اگر کوئی آدمی امامت کا دعوت کرے اوس کی شوکت بڑھ
جائے امت اوس کی دعوت قبول کر لی مگر امامت اوس کی صحیح نہین معتزلہ اور اہل سنت
کہتے ہین کہ بیعت کا منعقد ہو جانا حصول امامت کا سبب ہے اور امامیہ کے نزدیک صرف بیعت
سے امامت نہین حاصل ہو سکتی۔ اور امامیہ بلکہ تمام شیعہ کہتے ہین کہ فاضل کے موجود ہوتے
مفضول کی امامت درست نہین اور اہل سنت مین سے شیخ ابوالحسن اشعری کا میلان بھی اسی جانب[۲]

اور شارح تجرید اور شارح طوالع الانوار وغیرہ صرف یہ کہکر وقالت المعتزلة والزيدية بل عقلا ساکت ہو گئے اور اکثر زیدیہ کا مذہب ذکر کیا اور امام صاحب نے اور مصنف کتاب الازہار نے بعض زیدیہ کے مذہب کے ذکر کو چھوڑ دیا۔ ۱۲

[۱] شرح مقاصد مین ہے قال غیر الصالحیة من الزیدیة ۱۲ [۲] دیکھو شرح مقاصد ونهاية العقول ۱۲

اور شیخ ابو المنصور کا مذہب یہ ہے کہ امامت مفضول کی فاضل کے موجود ہوتے ہوئے منعقد
ہو جاتی ہے[1] اور امامیہ کہتے ہین کہ خلافت جامع و شامل ہے امامت اور سلطنت کو خواہ حقیت
کے ساتھ ہو جیسے حضرت علی کی خلافت کہ وہ امامت و سلطنت و حقیت تینون باتون کو
جامع تھے یا صرف غلبہ و تسلط کے ساتھ ہو جیسے خلافت خلفائے ثلثہ کی کہ وہ حقیت کے
ساتھ نہ تھی اور نہ وہ امامت کو جامع تھی اور امامت خاص ہے یعنی صرف نبی کی نیابت بدون
سلطنت و امارت و حکومت کے اسی لئے شیعہ خلفائے ثلثہ کو امام نہین جانتے اور ائمہ
اثنا عشر کو امام مانتے ہین اور محققین اہل سنت خلافت عامہ[2] اور امامت دونون کو مترادف جانتے ہین
اور دونون کے معنے پادشاہی کے لیتے ہین جو واسطے انتظام دین اسلام کے پیغمبر علیہ السلام
کی نیابت مین ہو اور یہ کہتے ہین کہ جب خلیفہ مین دین اسلام کا انتظام کرنے کے صفات ہون
اور حکم اوسکا جاری ہو تو یہ بادشاہی اوس کے لئے موجب گناہ نہین افضل امت ہو یا نہو
اور امامیہ کہتے ہین کہ افضل امت ہو کہ حکم الٰہی ہین اوس کی اطاعت تمام امت پر واجب ہے
بادشاہ اور فرمانروا ہو یا نہو تمہید مین سالمی نے لکھا ہے کہ امامیہ کے نزدیک امام کا معصوم ہونا واجب
اور معتزلہ نے بھی امام کا معصوم ہونا واجب قرار دیا ہے بلکہ معتزلہ کے نزدیک امام نماز کا بھی معصوم ہونا واجب ہے اگر معصوم
نہو گا تو اوس کے پیچھے نماز ناجائز ہوگی مگر سالمی کا یہ قول غلط ہے نہایۃ العقول مین امام رازی نے لکھا ہے کہ تمام امت مین سوا ملاحدہ اور امامیہ
کے کوئی بھی امام کے لئے عصمت شرط نہین قرار دیتا بلکہ اربعین مین تو امام صاحب نے صاف ان الفاظ مین
کہدیا ہے کہ اہل سنت اور معتزلہ اور زیدیہ اور خوارج کے نزدیک امام کا معصوم ہونا واجب
نہین اسماعیلیہ اور اثنا عشریہ کے نزدیک معصوم ہونا واجب ہے معارف شرح صحایف مین
بھی کہا ہے کہ اہل سنت اور معتزلہ اور زیدیہ عصمت امام کی منکر ہین انکے نزدیک عدالت ظاہری
کافی ہے اہل سنت کے نزدیک مسئلہ تفضیلیت ظنی ہے اوسکی قطعیت پر کوئی دلیل کافی قائم نہین اور مسئلہ ترتیب خلافت

---

[1] دیکھو اعتقاد ۱۲ [2] اتحاف المرید شرح جوہرۃ التوحید مین مذکور ہے و متی اطلقت الامامۃ انصرفت للخلافۃ وہی
نیابۃ عامۃ فی امور الدین والدنیا نیابۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم ۱۲

پر شرع نہین اور نہ ترتیب خلافت پر موقوف ہے اگر فرض کیا جائے کہ خلافت اس ترتیب پر نہوتی تب بھی ترتیب افضلیت اوسی نہج پہ ہوتی کہ سب اصحاب رسول مین سے افضل ابوبکر صدیقؓ ہین پھر عمرؓ پھر عثمانؓ پھر علیؓ رضی اللہ عنہم تمام اہل سنت وجماعت اور قدماے معتزلہ اسی مذہب پر ہین اور خوارج اور نواصب کے نزدیک بھی صرف حق شیخین مین یہی ترتیب ہے اور **خطابیہ**[1] کے نزدیک سب سے افضل حضرت عمرؓ ہین اور فرقہ **عباسیہ** جو اتباع حضرت عباس اور اونکی اولاد کے قائل ہین افضل اصحاب عباس بن عبد المطلب کو جانتے ہین اور شیعہ تمام علی الاتفاق حضرت علی کو سب سے افضل کہتے ہین اور معتزلہ متاخرین کا بھی یہی مذہب ہے لوگون نے امام بعد پیغمبر سرور کائنات کے اختلاف کیا ہے جمہور کا مذہب یہ ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ہین عباسیہ اور **راوندیہ**[2] یاران ابوہریرہ کے راوندی یا یاران عباس راوندی کا مذہب یہ ہے کہ عباس بن عبد المطلب ہین اس لئے کہ وہ حضرت کے چچا اور وارث تھے تو وہ ابن عم سے زیادہ حق دار ہین **عثمانیہ** اور بنو امیہ نے کہا حضرت عثمان بن عفان ہین پھر اور دن نے کچھ کہا شیعہ کا قول یہ ہے کہ حضرت علی بن ابو طالب ہون پھر شیعون کے یہان امامت مین ایک بڑا اختلاف پڑا یہانتک کہ اسباب مین کئی سو فرقے ہو گئے شیعہ زیدیہ مین سے بعضے فرقے امامت حضرت ابوبکرؓ کے مقر ہین جمہور اہل سنت اور معتزلہ اور خوارج اور مرجیہ کا یہ مذہب ہے کہ نبی علیہ السلام نے اپنے بعد کسی کے امام ہونے کی نسبت نص نہین کی تھی انکے سوا اہل اسلام کے اور فرقے قائل ہین اسبات کے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نص کی ہے پھر اس مین اختلاف ہے کہ نص کسی شخص کے لئے کی ہے **بکریہ**[3] یا **ابوبکریہ**[4] کہتے ہین کہ حضرت ابوبکر کے لئے نص

---

[1] یہ خطابیہ اور ہین اور انکا بیان غلاۃ مین گذرا وہ اور ہین ۱۲ [2] دیکھو کشف الغمہ عن افتراق الامہ اور شرح مقاصد مین راوندیہ پیروان قاسم بن رعند لکھا ہے ۱۲ [3] یہ لفظ شرح عقاید جلالی مین لکھا ہے ۱۲

[4] یہ لفظ شرح الشرح عقاید جلالی مین ہے ۱۲

کی ہے پھر اس فرقہ مین بھی باہم اس بات کا اختلاف ہے کہ بعضے حضرت سے نص خفی ثابت کرتے ہین اور وہ یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیماری کے ایام مین حضرت ابوبکر کو امام نماز بنایا تہا اور یہ حسن بصری کی راے ہے بعض اہل حدیث نص جلی کے قائل ہین اور وہ یہ ہے ایتونی بقرطاس اکتب لابی بکر کتابا لا یختلف فیہ اثنان لاؤ کاغذ تاکہ مین تمکو ابی بکر کے لئے ایک تحریر کر دون کہ پھر اوس مین دو شخصون کو بھی خلاف کرنے کا موقع نہ ملے مگر صحیح بخاری مین لابی بکر کا لفظ نہین ہے اور دوسرے روایت یہ ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا یابی اللہ والمسلمون الا ابابکر یعنی اللہ اور مسلمان انکار کرتے ہین مگر ابوبکر سے کسی کو انکار نہین شیعہ کہتے ہین کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کے حق مین نص کی تھی اور تمام شیعہ کا اس بات کا اتفاق ہے کہ امامت جناب امیر کے باب مین نص خفی ثابت ہے اور نص خفی اسے کہتے ہین کہ جس سے مراد بالبداہت نہ معلوم ہوتی ہو اور نص جلی جناب امیر کے حق مین وارد ہونے کے زیدیہ تو منکر ہین اور امامیہ اس کے قائل ہین اور جو لوگ عباس عم رسول علیہ السلام کی امامت کے قائل ہین اونہون نے نص کا ذکر تو نہین کیا مگر آنحضرت کے اونکے امام ہونے کی بارے مین ایسے اقوال ذکر کرتے ہین جن سے سمجھا جاتا ہے کہ اورون کی بہ نسبت خلافت کے لئے وہی احق ہین کتاب میسر مین لکھا ہے کہ بعض اہل حدیث کی یہ راے ہے کہ حضرت سرور عالم نے اپنے چچا عباس کی امامت کے لئے کہدیا تہا۔ اور عمدہ نسفی مین مذکور ہے کہ بعض راوندیہ یہ کہتے ہین کہ امامت کا ثبوت وراثت کے ساتھ ہے ہدایتی اصول الدین مین لکھا ہے کہ اکثر مشائخ نے کہا ہے کہ طریق اثبات امامت کا ارث ہی او نہ اہل سنت کہتے ہین کہ خلافت اور امامت کا ثبوت ان طور سے ہوا ہے کہ ایک اہل حل وعقد کی بیعت سے دوسرے استخلاف سے انکے نزدیک امامت کا سارا مبحث مسائل فقہیہ مین سے ہے اس لئے کہ امام کا مقرر کرنا امت پر بدلیل سمعی واجب ہے پس یہ حکم مکلف سے متعلق ہے جو فقہ کا موضوع ہے مگر اہل سنت اور غیر اہل سنت کا اختلاف مٹانے کی غرض سے علم کلام مین لے آتے ہین اور امامیہ مسئلہ امامت کو اصول عقائد سے جانتے ہیں اور ...

اپنی جانون کو امامیہ کہتے ہین اور انکا اعتقاد یہ ہے کہ زمان تکلیف امام فاطمی سے خالی نہین ہوتا
اور امامت اولاد بنی فاطمہ مین ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نص جلی یا نص خفی کی وجہ سے
اور قدر مشترک انکے سارے فرقون مین یہی عقیدہ ہے اور انکے نزدیک سارے صحابہ مرتد ہو گئے
مگر حضرت علی اور انکے دونون صاحبزادے امام حسن و امام حسین اور ابوذر غفاری اور سلمان
فارسی اور کچھہ اور تھوڑے سے لوگ ارتداد سے بچ گئے اور انکے نزدیک امامت کا ثبوت
نص سے ہوتا ہے بدون نص رسول کے یا نص امام سابق کے لاحق کے لئے امامت مسلم نہین
سب سے پہلے جس نے مذہب امامیہ مین کلام کیا علی بن اسمٰعیل میثم[۱] تمار ہے جو اصحاب حضرت
علی علیہ السلام مین سے تھا جیسا کہ مجمع البحرین کی جلد دوم مین لکھا ہے کتاب خرائج الجرائح
مین ہے کہ میثم تمار ایک عورت کا اہل کوفہ مین سے غلام تھا جناب امیر نے اوسے خرید کر کے
آزاد کیا اور علی نے اوسے کتاب خلاصہ مین متقدمین مین ذکر کیا ہے اور کشی مین مذکور ہے
کہ اوسکا خاندان بیت التمارین کے نام سے مشہور تھا اور ہشام بن الحکم و ہشام بن سالم جوالیقی و محمد
بن علی بن نعمان کوفی و زرارہ بن اعین کوفی بھی اونہین سے ہین جنہون نے اول مذہب امامیہ
مین گفتگو کی کہ بعد قتل زید شہید کے ان لوگون نے شیعہ کیسانیہ و مختاریہ کو امام محمد باقر و امام
جعفر صادق کی امامت کی طرف دعوت کرنا شروع کی اور ان کے گروہ ٹوٹ گئے اور اپنے واسطے
خاص امامیہ کا لقب اختیار کر لیا اور زید شہید کے اتباع کو زیدیہ کہنے لگے اور ان دعاۃ امامیہ
نے اپنی نفسون کو امام زین العابدین اور اونکی اولاد کی طرف منسوب کیا اور محمد بن حنفیہ اور اونکی
اولاد کی امامت سے انکار کرنے لگے جسقدر مختاریہ رہگئے تھے وہ اور جماعت تفضیلیہ انہین
ملگئے اور مذہب امامیہ کی صورت پیدا ہو گئی یہی لوگ مذہب امامیہ کے پیشوا اور اسلاف ہین
اور انکے مذہب کے راوی بھی یہی ہین انہین سے امامیہ نے اپنے دین و مذہب کو لیا ہے اور
انکے قول و نقل پر اعتماد رکھتے ہین اور زرارہ بن اعین و بکیر بن اعین و سلیمان جعفری و محمد بن

[۱] اس لفظ مین یاے تحتانی ساکن کے بعد ثاے مثلثہ ہے کذا فی منتہی المقال ۱۲

مسلم وغیرہ کو عیون الطائفہ و وجوہ الطائفہ کہتے ہیں حالانکہ یہ مجسمہ ہیں کہ اپنے واسطے معبود موہوم ذہنی تراشں کرکے اوس کے واسطے جسم اور صورت اور جہت ثابت کرتے ہیں چنانچہ علی بن اسماعیل میثم اور ہشام بن حکم اور ہشام بن سالم اور محمد بن علی بن نعمان کوفی متفقاً یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر نزول کرتا ہے تو ملائکہ آسمانہائے بالا اور حاملان عرش وکرسی اور ساکنان جنت اوس کے اوپر ہوجاتے ہیں پس اونکے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ جہت تحت میں ہوتا ہے اور ین ائمہ کے یہ داعی تبری کے مدعی تھے وہ ان باتوں سے متنفر تھے اور امامیہ اکثر صحابہ کی تکفیر کرتے ہیں کہ اونہوں نے حق حضرت علی کو چھین لیا اور چھپایا اور ان سب کا طریقہ امامت میں امام جعفر صادق تک اتفاق ہے پھر بعد اونکے اختلاف کرتے ہیں انمیں سے بعضے فرقے نہایت بدتر ہیں اور غلاۃ میں داخل ہیں جو امام جعفر تک امامت کے معاملہ میں مشترک ہیں وہ یہ ہیں **اول میثمیہ** یہ فرقہ میثم تمار کی طرف منسوب ہے انکا قول یہ ہے کہ حضرت علی کے بعد امام حسن رضی اللہ عنہ کو امامت پہونچی پھر امام حسین کو پھر علی بن حسین کو پھر محمد باقر کو پھر جعفر بن محمد صادق کو پھر اونکے بیٹے موسیٰ کاظم کو اور اسکا قول یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جسم ہے اور اوس کے لئے اعضا ہیں[۱]۔

دوم حکمیہ ہشام بن حکم کندی شیبانی کوفی کے اصحاب ہیں انکو ہشامیہ بھی کہتے ہیں انکا قول یہ ہے کہ صانع اور مصنوعات کے درمیان کوئی مشابہت ضروری ہے ورنہ مصنوعات صانع پر دلالت نہیں کرسکتی اور اسکا قول یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ محدود ہے اور چاندی کے ٹکڑے کی طرح سفید صاف اور ستھرا ہے اور ہر طرف سے چمکتا اور روشن ہے اور صورت انسان پر طویل عریض عمیق ہے طول اوس کا مثل عرض کے اور عرض اوسکا مثل عمق کے ہے اور اوسی بالشت سے سات بالشت ہے لون وطعم ورائحہ والا ہے اور یہ تمام صفات اوس کی ذات کے مغائر نہیں ہیں اور وہ کھڑا ہوتا اور بیٹھتا اور ہلتا جلتا اور ٹھہرتا اور چلتا پھرتا

---

[۱] دیکھو صواعق محرقہ ۱۲

بھی ہے اور ما تحت الثریٰ کو بذریعہ شعاع نوری کے جانتا ہے جو اوس کے جسم سے نکلکر ہر طرف پڑتی ہے اور عرش پر رہتا ہے جب اوس سے لوگون نے پوچھا کہ تیرا اللہ بڑا ہی یا کوہ احد تو کہا کوہ احد حکمیہ مقاتل بن سلیمان پر طعن کرتے ہین کہ وہ اس بات کا قائل ہی کہ اللہ گوشت و خون رکھتا ہی اور ہشام کہتا ہے ارادہ الٰہی ایک حرکت ہے جو نہ اوس کے عین ہے اور نہ غیر ہے اور اللہ تعالیٰ کو اشیاء کا علم اونکے پیدا ہو جانے کے بعد حاصل ہوتا ہے قبل اونکے وجود کے وہ اونہین نہین جانسکتا ہے اور اسکا علم نہ قدیم ہے اور نہ حادث ہی اور کلام اوس کی صفت ہے جو نہ مخلوق ہے اور نہ غیر مخلوق اور اللہ تعالیٰ پر اعراض دلالت نہین کر سکتے بلکہ اجسام اوس پر دلالت کرتے ہین کیونکہ اجسام کے ساتھ اوس کو مشابہت ہے اور یہ شخص اللہ تعالیٰ پر بدیہی تجویز کرتا تھا اور اوس کے زعم مین امام پر معصیت جائز نہین ہی اور انبیاء پر جائز ہے اور کہتا تھا محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فدیہ لینے مین اسیران بدر سے عصیان خدا کا کیا تھا مختار کشی کی کتاب مین ہشام کی چچا عمر بن یزید سے منقول ہے کہ وہ اوائل مین جہم بن صفوان کے مذہب پر تھا پھر امام جعفر صادق کی ہدایت سے شیعہ جعفریہ مین داخل ہو گیا ہشام کی تالیفات سے بہت سی کتابین ہین مختلف بیانون مین جیسے توحید اور حدوث اجسام اور جبر و قدر اور امامت اور ابطال امامت مفضول اور رد معتزلہ اور رد زنادقہ اور رد طلحہ اور زبیر اور استطاعت وغیرہ مین اور اس نے ایک کتاب اللہ تعالیٰ کی جسمیت کے بیان مین لکھی ہے[1] ہشام کا قول یہ بھی ہے کہ اہل جنت و دوزخ کی یہ نوبت پہونچے گی کہ وہ اپنی حالت مین مدہوش اور بیہوش ہو جائینگے اپنی جانون پر اونکو قابو نہ رہے گا جیسے کسی کو نشہ ہوتا ہے ایسے مست والے ہو جائینگے[2] اور فرقہ ہشامیہ کا ظہور سنہ ۱۹۹ مین ہوا تھا ابن حزم وغیرہ کہتے ہین کہ جس شخص نے اول دین اسلام مین یہ بات کہی کہ اللہ جسم ہے وہ یہی ہشام بن حکم ہے۔

[1] دیکھو مجالس المومنین ۱۲ [2] دیکھو جلد اول مختصر منہاج السنۃ عربی عبارت کتاب مذکور کی یہ ہی نقال ابو محمد بن حزم وغیرہ اول

سوم جوالقیہ۔ ہشام بن سالم جوالقی جوزجانی کوفی کی طرف منسوب ہیں جو بشر بن مروان بن حکم کا غلام تھا اسکا قول شنیع یہ تھا کہ اللہ انسان کی صورت پر ہے نصف اعلی اوسکا مجوف ہے یعنی خالی اور نصف اسفل مصمت ہے یعنی ٹھوس اللہ کے سر کے بال کالے ہین وہ گوشت و خون نہین رکھتا ہے بلکہ ایک چمکتا نور ہے اوس کے حواس خمسہ مثل حواس انسان کے ہین اور حواس اوس کے باہم متغایر ہین اسطرح کہ جس حس سے مثلاً سنتا ہے وہ وہ نہین جس سے دیکھتا ہے ہاتھ پاؤن منہ آنکھ کان سب کچھ رکھتا ہے مگر شرمگاہ اور ڈاڑھی نہین ہے اس فرقہ کا ظہور سنہ ۱۱۴ مین ہوا خلاصہ مین مذکور ہے کہ وہ امام جعفر صادق اور موسی کاظم کے اصحاب مین سے تھا اور اس فرقہ کو سالمیہ بھی کہا کرتے ہین اور کبھی ہشامیہ بھی انکو کہتے ہین۔

چہارم زراریہ۔ زرارہ بن اعین شیبانی کوفی کے متبع ہین یہ کہتا تھا کہ اللہ تعالی کی صفات حادث ہین اور قبل حدوث صفات کے اللہ نہ عالم تھا اور نہ سمیع اور نہ بصیر اور نہ قادر اور نہ حی یہان تک کہ اوس نے اپنے لئے یہ سب کچھ اکتساب کیا اس فرقہ کا ظہور سنہ ۱۴۵ مین ہوا زرارہ مسئلہ امامت مین عمائیہ کی قدم بقدم تھے انہین فطحیہ بھی سب کہتے ہین اور بعضے کہتے ہین کہ اوس نے یہ رائے ترک کردی تھی اوس نے عبداللہ بن جعفر سے مسائل دریافت کئے جب نہ بتلائے تو موسی بن جعفر کے پاس چلا گیا مشتبہ بھی تھا کتاب ابن داؤد مین مرقوم ہے کہ زرارہ امام محمد باقر و امام جعفر صادق و امام موسی کاظم کے راویون مین سے ہے سنہ ۱۵۰ ہجری مین انتقال کیا اوس سے ایک کتاب استطاعت اور جبر کی تحقیق کی لکھی ہے میزان ذہبی مین مذکور ہے کہ ابن ابی حاتم نے کہا ہے کہ زرارہ نے امام باقر سے روایت کی ہے اور سفیان ثوری کہتے ہین کہ اوس نے باقر کو نہین دیکھا تھا

پنجم یونسیہ۔ یہ یونس بن عبدالرحمن قمی کے پیرو ہین اسکا اعتقاد تھا کہ اللہ عرش پر ہے جسکو

لہ جلد اول مختصر منہاج السنۃ کی عبارت یون ہے الہشامیۃ اصحاب ہشام ابن سالم الجوالیقی یزعمون ان ربہم علی صورۃ الانسان و ینکرون ان یکون لحماً ودماً ویقولون ہو نور ساطع یتلالا بیاضا وانہ ذو حواس خمس کحواس الانسان لہ ید ورجل وانف واذن وعین وفم یسمع بغیر ما یبصر وکذلک سائر حواسہ متغایرۃ عندہم ۔ ۱۲ منہ لہ دیکھو مجالس المومنین ۱۲ لہ دیکھو مجالس المومنین ۱۲ ۱۲ ۱۲

جسکو ملائکہ اوٹھائے ہوئے ہین اور اوسکی قوت ملائکہ کی قوت سے زیادہ ہے۔

ششم نعمانیہ یہ محمد بن علی بن نعمان کوفی صیرفی کی طرف منسوب ہین جسکو اہل سنت شیطان الطاق اور شیعہ مومن الطاق کہا کرتے ہین اور وجہ اس کی یہ ہے کہ کوفہ مین ایک مقام طاق کی نام سے مشہور ہے وہان اس کی دوکان تھی جسمین بیٹھا ہوا درم و دینار پرکھا کرتا تھا اور اہل سنت کی کتب مین یہ فرقہ **شیطانیہ** کے نام سے زیادہ مشہور ہے مگر شہرستانی وغیرہ نے نعمانیہ کے نام سے لکھا ہے کنیت اوسکی ابو جعفر اور لقب احول ہے اسی لئے ابو جعفر احول کہلاتا ہی اسکی تالیف سے کئی کتابین ہین ایک حضرت علی کی امامت کے بیان مین احتجاج نام کتاب ہے اور دوسری خوارج کی رد مین یہ شخص معتزلہ و شیعہ دونون کی مذاہب مین ملا جلا رہا کرتا تھا اس کا یہ مذہب تھا کہ اللہ کو اشیا پیدا کرنے سے قبل اوسکا علم نہین ہوتا اور اللہ افعال عباد کا عالم ہوتا تو یہ بات مستحیل ہوتی کہ بندون کا امتحان اختیار کرتا اور اوس کو زعم تھا کہ اللہ تعالی ایک نور ہے غیر جسمانی اور باوجود اس کے قائل تھا اسکا کہ اللہ تعالے انسان کی سی صورت رکھتا ہے اور یہ شخص رجعت کا قائل تھا اور اس فرقہ کا ظہور ۱۱۳ھ مین ہوا

ہفتم مفوضہ یا تفویضیہ اس فرقہ کا ظہور ۳۲۵ھ مین ہوا تھا انکا قول یہ ہے کہ اللہ تعالی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو پیدا کرکے خلق عالم و تدبیر عالم کو اونکے سپرد کر دیا ہے اور جو کچھ دنیا مین ہے اونکے لئے مباح کر دیا ہے پس تمام عالم اونہین کا پیدا کیا ہوا ہے اور انہین سے بعض نے یہ کہا ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب کے سپرد فرمایا ہے اور ایک فرقہ انہین سے یہ کہتا ہی کہ دونون کے سپرد کیا ہی اور بعضے کہتے ہین کہ سب ائمہ کے سپرد کیا ہے مفوضہ جب بادل کو دیکھتے تو اوسے سلام کرتے اس گمان سے کہ اسمین علی کرم اللہ وجہہ ہین۔

ہشتم بدائیہ یہ لوگ اس کے قائل ہین کہ بدا اللہ پر جائز ہے یعنی جائز ہے یہ بات کہ اللہ تعالے

ملہ دیکھو مجالس المومنین - ۱۲ ۱۲

منتہی المقال مین لکھا ہے کہ یونس نے امام جعفر کو کوہ صفا و مروہ مین دیکھا تھا مگر اون سے روایت نہین کی ہے

کسی شئے کا ارادہ کرے اور پھر اوس سے پشیمان ہوجائے اسواسطے کہ ظاہر ہووے اوسپر
وہ چیز کہ پہلے سے اوسپر ظاہر نہ تھی جس طرح کہ آدمی مین تبدیل رائے ہوتی ہے یہ لوگ کہتے ہین
کہ خلافت خلفائے ثلثہ رضی اللہ عنہم کی بھی اسی طرح پر ہوئے کہ اللہ تعالی اونہین خلیفہ بناکر
پشیمان ہوا اور اونکی تعریف مین جسقدر آیات نازل کین وہ سب آخر کار اوس کے واسطے
موجب ندامت کا ہوئین انکا ظہور ۱۴۵ھ[۱] مین ہوا۔ حکمیہ اور زراریہ اور سالمیہ جسکا نام جوالیقیہ بھی ہے
اور دوسرے امامیہ جیسے مالک جہنی و دارم بن حکم و ریان بن صلت بھی اللہ تعالی پر بدء کے قائل
ہین امامیہ اپنے اوپر سے اعتراض اوٹھانے کے لئے بدء کے معانی مین تاویلین کرنے لگے ہین
اور کہتے ہین جو کچھ اہل سنت نے سمجھا ہے بدء کے امامیہ کے نزدیک وہ معنی نہین بلکہ اس کے
اور معنے ہین جو لائق انکار نہین خلاصہ کلام یہ ہے کہ ظاہر مین لفظ بدء سے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ
اللہ تعالی اپنے حکم دینے کے بعد اوس کے وقت مقررہ پر واقع ہونے سے قبل ممانعت
کردی اور اس سے جہل و پشیمانی اللہ پر لازم نہین آتی اور نہ اوسکی خطا ثابت ہوتی ہے اس
لئے کہ مطلب اس قول سے یہ ہے کہ کبھی آقا کو اپنی نوکر کی اطاعت و تابعداری دوسرون پر
ظاہر کرنا ہوتی ہے تو ایک مشکل کام کا حکم فرماتا ہے اور جب یہ شخص وہ کام شروع کرتا ہے
تو منع کردیتا ہے اور مصداق اسکا حضرت ابراہیم کا قصہ ہے کہ اونکو اپنے بیٹے اسمعیل کے
ذبح کرنے کا حکم دیا اور جب وہ تعمیل کو آمادہ ہوئے اور دونون نے حکم الہی پر صبر اور رضامندی
رکھی تو منع کردیا اور اجر اونکا المضاعف کردیا ابوالفتوح نے کنز الفوائد مین اسکی تحقیق و تفصیل کی ہے[۲]
نہم محمدیہ۔ اس فرقہ کا عقیدہ یہ ہے کہ امام قایم محمد معروف بہ نفس زکیہ بن عبداللہ بن حسن
مثنے بن امام حسن بن حضرت علی بن ابی طالب ہین اور اونہون نے ابو منصور کی طرف امامت کی
وصیت کی تھی نہ بنی ہاشم کی طرف جیسا کہ حضرت موسی علیہ السلام نے یوشع بن نون کے

---

۱ صواعق محرقہ کی یہ عبارت ہے۔ ثم ظهرت الزرارية واليونسية والمفوضة والكيسانية والبدائية
والغامية منهم وبدا ظهورهم في حدود سنة خمس واربعين ومائة۔ ۱۲ ۲ دیکھو مجالس المؤمنین

لئے وصیت کی تھی اور اپنے بیٹے اور بھتیجے کے لئے وصیت نہ کی[1]۔

دہم حسینیہ یہ فرقہ کہتا ہے کہ ابو منصور نے اپنے بیٹے حسین کے لئے امامت کی وصیت کی
تھی اس لئے ابو منصور کے بعد وہ امام ہوئے[1]۔

باقی فرقہائے امامیہ کی تفصیل یون ہے،

یازدہم حسنیہ جنکا ظہور ۱۹۵ھ مین ہوا ہے انکا اعتقاد یہ ہے کہ جناب امیر کے بعد حسن
مجتبیٰ کو امامت پہونچی پھر حسن مثنےٰ کو امام حسن کی وصیت سے امامت پہونچی پھر اونکے بیٹے عبد اللہ
محض امام ہوئی اور ان عبد اللہ کے ساتھ امام جعفر صادق کا مناقشہ طول طویل ہوا اور ہمین بہت کچھ رد و بدل واقع ہوا تھا جو کتب اثنا عشریہ
مین مذکور ہے اور ایک تقریب سے ملا رفیع واعظ نے بھی ابواب الجنان مین کلینی سے نقل کیا ہے پھر عبد اللہ کے بیٹے محمد جنکو نفس ذکیہ کا لقب دیا گیا تھا
محمد نفس ذکیہ ابو منصور دوانقی خلیفہ بغداد کی عہد مین ۱۴۵ھ مین ادسکی مظالم سے سادات پر تنگ آکر تھوڑے سے آدمیونکو ساتھ لیکر مدینہ منورہ مین خروج کیا اور
درحقیقت مین ایک بڑی جمعیت پیدا کرلی بڑی شوکت ہو گئی یہان تک کہ امام مالک نے فتویٰ دیدیا کہ منصور نے جبراً بیعت
خلافت لی ہے نفس ذکیہ کا حق ہے نفس ذکیہ اگرچہ نہایت دلیر قوی بازو فن جنگ سے
واقف تھے لیکن تقدیر سے کسکا زور چل سکتا ہے نتیجہ یہ ہوا کہ رمضان ۱۴۵ھ مین نہایت بہادری
سے لڑکر میدان جنگ مین مارے گئے اونکے بعد ابراہیم اونکے بھائی نے علم خلافت بلند کیا
اور اس سر و سامان سے مقابلہ کو اوٹھے کہ منصور کے حواس جاتے رہے کہتے ہین کہ اس اضطراب
مین منصور نے دو مہینے تک کپڑے نہین بدلے سرہانے سے تکیہ اوٹھا لیتا تھا اور کہتا تھا کہ مین
بن جاتا یہ تکیہ میرا ہے یا ابراہیم کا ابراہیم چونکہ شجاعت اور دلیری کے ساتھ بہت بڑی عالم
معتقدات عام تھے اونکے دعوے خلافت پر ہر طرف سے لبیک کی صدائین بلند ہوئین خاص
مین کم و بیش لاکھ آدمی اونکے ساتھ جان دینے کو تیار ہو گئے اور پیشوایان مذہب کے ساتھ
ابو حنیفہ نے بھی اونکی تائید کی اور امام صاحب ابراہیم کی علانیہ طرفداری اور بجز اس کے کہ
شریک جنگ نہو سکے اور ہر طرح پر اونکی مدد کی ابراہیم نے اپنی بے تدبیری سے شکست کھائی

[1] دیکھو غنیۃ الطالبین ۱۲

اور بصرے مین نہایت دلیری سے لڑکر مارے گئے۔
حسینیہ مین سے بعضے اس بات کے مقر ہین کہ نفس زکیہ مارے نہین گئے بلکہ غائب اور مخفی ہین اور عرصہ کے بعد ظہور کرینگے اسیواسطے ان لوگون کا نام **نفسیہ** مشہور ہے[۱]

دوازدہم باقریہ۔ انکا عقیدہ یہ ہے کہ امام محمد باقر مرے نہین ہین زندہ اور مہدی منتظر ہین

سیزدہم حاضریہ۔ انکا عقیدہ یہ ہے کہ امام باقر کے بعد اونکے بیٹے زکریا امام ہین اور وہ کوہ حاضر مین چھپے ہوئے ہین جب اونکو اللہ حکم دیگا تو نکلینگے۔

چہاردہم ناؤسیہ۔ یہ عبداللہ بن ناؤس بصری کے متبع ہین یہ چھہ شخصون کی امامت کا قائل ہے حضرت علی سے جعفر صادق تک اسکا عقیدہ یہ تھا کہ امام جعفر صادق زندہ ہین اور غایب ہوگئے ہین اور وہی مہدی موعود ہین اور بعضے ناؤسیہ کہتے ہین کہ بعضے شیعہ صادق کبھی کبھی خلوت مین اونکو دیکھہ بھی لیتے ہین انکا ظہور سنہ ۱۲۵ھ مین ہوا یہ لوگ بغداد مین تھے جا صلکر سنہ ۵ھ مین پھر تاتاریون کی یورش کی وجہ سے تباہ ہوگئے۔ ناؤسیہ کا عقیدہ یہ ہے کہ جو اپنے نفس کو غیر پر فضیلت دے وہ کافر ہے[۲]

پانزدہم عماریہ۔ کہ عمار کے متبع ہین اور عقیدہ انکا یہ ہے کہ جعفر صادق نے وفات پائی تو اونکے بیٹے محمد نامی امام ہوئے۔

شانزدہم عمائیہ۔ یہ لوگ عبداللہ بن عمار کے یار ہین اور سات شخصون کی امامت کے مقر ہین حضرت علی سے جعفر صادق تک اور بعد ان کے عبداللہ بن جعفر صادق کو امام جانتے ہین اس عبداللہ کا لقب افطح تھا الف کے فتح اور ف کے سکون اور طائے مہملہ کے فتح اور حائے حطی کے سکون سے اوسکو افطح اسواسطے کہا کرتے تھے کہ اوسکی دونون پاؤن چوڑے تھے اور بعضے کہتے ہین کہ سر چوڑا تھا اور یہ افطح اسماعیل بن جعفر کا حقیقی بھائی تھا عمائیہ کہتے ہین کہ افطح چونکہ لاولد مرے ہین

---

[۱] نامہ دانشوران مین لکھا ہے کہ محمد بن عبداللہ محض جنکا عرف نفس زکیہ ہے زیدیہ کے امام ششم ہین اور اونکے بھائی ابراہیم بن عبداللہ محض جو اوسی گروہ مین سے ہین اور عرف جنکا امیر المؤمنین تھا زیدیہ کے

اور امامت کا سلسلہ اونکی نسل مین جاری نہین رہا ہے اس لئے پھر دنیا مین آوین گے اور لمعۃ
محرقہ مین لکھا ہے کہ افطحیہ جنہین عمائیہ بھی کہتے ہین عبدالرحمن بن عمر کے اصحاب ہین السیر مین
لکھا ہے کہ عبداللہ بن جعفر سب بھائیون مین بڑے تھے باپ کی وفات کے بعد امامت کی
مدعی ہوئے بہت سے شیعہ نے انکی متابعت کی لیکن بالآخر اینمین سے بھی بہت سے منحرف
ہوکر امام موسیٰ کاظم کی امامت کے قائل ہوگئے اور جو لوگ عبداللہ کی امامت کے معتقد رہے
وہ افطحیہ مشہور ہوگئے اس لئے کہ انکا داعی عبداللہ بن افطح تھا اور بعضے کہتے ہین کہ خود عبداللہ
بن جعفر کا عرف افطح تھا اور منتہی المقال سے معلوم ہوتا ہے کہ عبداللہ افطح کی امامت کے
جو لوگ قائل ہین وہ **فطحیہ** کہلاتے ہین اور یہ فطحیہ ائمہ اثنا عشر کی امامت کے مقر ہین اور ساتھ
اونکے عبداللہ افطح کو بھی امام مانتے ہین کہ اونکو صادق اور کاظم کے درمیان مین داخل کرتے
ہین اور شہید سے نقل کیا ہے کہ عبداللہ فطح کی امامت کی امام کاظم اور امام رضا کے درمیان
مین قائل ہین اور توضیح المقال مین لکھا ہے کہ بعض کی رائے یہ ہے کہ یہ فرقہ فطحیہ اس لئے
کہلاتا ہے کہ سرگروہ اوسکا عبداللہ بن فطیح کوفی تھا اوسی کی طرف یہ منسوب ہین نامہ دانشوران
مین ابن قبہ کے حالات مین ہے کہ زید علوی کا قول ہے کہ اب فرقہ فطحیہ کو اسماعیلیہ
کہتے ہین اس لئے کہ اون لوگون مین سے جو عبداللہ افطح کے امامت کے معتقد تھے
کوئی باقی نہین رہا یہ عبداللہ بن جعفر کم علم تھے کتاب جمہرۃ النسب مین مذکور ہے کہ زرارہ
بن اعین کوفی بھی اول اول عبداللہ افطح کے امامت کا معتقد تھا جب مدینہ کو گیا تو عبداللہ افطح کی
خدمت مین حاضر ہوا اور اوس نے مسائل فقہیہ کا سوال کیا عبداللہ نے جو جواب دئے اون سے
نہایت جہل ثابت ہوا بعض کتب مین لکھا ہوا ہے کہ سائل نے عبداللہ سے دریافت کیا
کہ دو سو درم پر کس قدر زکوۃ واجب ہے بولے پانچ درم پھر سائل نے کہا سو درم پر کسقدر ہے قیاس
لگاکر کہا اڑھائی درم اور یہ امامیہ کے مذہب کے خلاف ہے اس لئے کہ سو درم پر زکوۃ نہین
چاندی کا نصاب دو سو درہم ہے اوس سے کم پر زکوۃ نہین الغرض زرارہ افطح کی امامت سے پھر گیا

اور جب کوفہ کو واپس آیا تو اوس کے دوست ملنے کو آئے اور امام کا حال دریافت کیا اوسوقت
زرارہ کے پاس قرآن رکھا ہوا تھا اوس نے قرآن کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ میرا تو یہ امام ہے
اس کے سوا میرا کوئی امام نہیں پس شیعہ افطحیہ اپنے امام سے پھر گئے۔

ہفدہم اسحاقیہ یہ کہتے ہین کہ اسحاق بن جعفر اپنے باپ کے بعد امام ہین اور یہ اسحاق
نہایت متقی اور اعلیٰ درجہ کے عالم تھے ثقات محدثین نے انسے روایات نقل کی ہین جیسے سفیان
بن عیینہ وغیرہ۔[1]

ہیژدہم مفضلیہ - یہ اصحاب ابو الفضل بن عمر کے ہین یہ کہتے ہین کہ جعفر صادق کے
بعد موسے کاظم امام ہوئے کیونکہ جعفر صادق نے انکی واسطے نام لیکر نص کردی تھی اسطرح
کہ ساتوان تمہارا کہ قائم و امام تمہارا ہے اور بعض یہ کہتے ہین یون کہا تھا کہ صاحب تمہارا کہ قائم تمہارا
ہے آگاہ ہو کہ وہ ہم نام صاحب تورۃ ہے اور یہ لوگ اونکی وفات کے قائل ہین اس لئے
انکو **قطعیہ** بھی کہتے ہین کہ اونکی موت قطعی جانتے ہین۔

نوزدہم موسویہ - انکو امام موسیٰ کاظم کی موت و حیات مین شک ہے اسلئے امامت
کو انہین پر منحصر سمجھتے ہین۔
اور کہتے ہین کہ اونکے بعد سلسلۂ امامت بند ہو گیا اور کہتے ہین کہ اگر امامت غیر موسے کاظم
کے لئے صحیح ہو تو وہ نافذ ہے۔

بستم ممطوریہ - یہ لوگ موسیٰ کاظم کی حیات کے قائل ہین کہتے ہین وہ نہین مرے اور انہین
کو مہدی موعود امام منتظر جانتے ہین انکو ممطوریہ اسلئے کہتے ہین کہ ایکبار قطعیہ کے ساتھ انہون
نے مناظرہ کیا تھا قطعیہ کے رئیس نے جسکا نام یونس بن عبد الرحمن ہے انکو کہا **انتم اہون
عندنا من الکلاب الممطورۃ** یعنی تم ہمارے تر دیاب بارش کے بھیگے ہوے کتون سے
بھی زیادہ حقیر ہو اوسوقت سے یہ لوگ ممطوریہ مشہور ہو گئے۔

---

[1] صاحب صواعق محرقہ نے اسحاقیہ اور مفضلیہ کے درمیان مین ایک فرقہ لکھا ہے جو جعفریہ کہلاتے ہین اور ابن ابی جعفر کے

بست و یکم رجعیہ انکو **کاظمیہ** بھی کہتے ہین انکا قول یہ ہے کہ موسی کاظم کا انتقال ہوگیا ہے لیکن پھر وہ دنیا میں لوٹ کر آئین گے اور چونکہ یہ تینون فرقے امامت کو موسی کاظم پر موقوف رکھتے ہین اور انکو حی **لا یموت** سمجھتے ہین اسلئے **واقفیہ** بھی کہلاتے ہین نامہ دانشوران مین ابن قیبہ کے حالات مین بیان کیا ہے کہ واقفیہ بھی مختلف طور پر ہین بعضے جناب ابو عبد اللہ جعفر صادق پر توقف کرتے ہین اور تھوڑے سے ابو جعفر محمد باقر پر توقف کرتے ہین اور ایک گروہ موسی بن جعفر پر توقف کرتا ہے علمائے رجال و محدثین امامیہ کی اصطلاح مین غالبا واقفیہ کو پہلی قسم پر اطلاق کرتے ہین توضیح المقال مین اخترایہ سے سلسلہ دار ابو القاسم حسین بن محمد بن عمر بن یزید کے چچا سے روایت کی ہے کہ واقفیہ کی ابتدا کی یہ صورت ہے کہ اشاعشیہ کے پاس تیس ہزار دینار بابت زکوٰۃ و خمس وغیرہ کے جو کچھ اونپر واجب تھا جمع ہوگئے اونھون نے وہ دینار امام موسی کاظم کے وکلا کے پاس بھیجے جو کوفہ مین موجود تھے اور یہ دو شخص تھے جن مین سے ایک کا نام حیان سراج ہے اور موسی کاظم اوس زمانہ مین ہارون الرشید کے حکم سے بغداد مین محبوس تھے ان وکیلون نے اون دینارون سے مکانات اور غلہ وغیرہ اشیا خرید کرلین جب موسی کاظم کا ۱۸۳ ہجری مین انتقال ہوگیا۔ تو یہ وکلا اونکی موت کے منکر ہوگئے اور روپئے دبا بیٹھے اور اس اموال سے شیعون مین یہ بات مشہور کردی کہ وہ نہین مرے ہین بلکہ گئے فرماتے تھے کہ مین حی لا یموت ہون کیونکہ وہی مہدی ہین پس بہت سے شیعہ کا اسی پر عقیدہ جم گیا کہ امام موسی کاظم زندہ ہین اور وہ مال اون دونون وکیلون کے پاس دم آخر تک رہا پھر انتقال کے وقت انھون نے وصیت کردی کہ امام موسی کے ورثا کو دیدیا جائے تب شیعہ واقف کار ہوئے کہ انہون نے مال کی حرص سے یہ فقرہ لگا رکھا تھا اور کتاب فوائد مین یہ ہے کہ واقفیہ اون لوگون کو کہا کرتے ہین جنہون نے موسی کاظم کی غیر کی امامت پر توقف کیا اور اون کے بعد پھر کسی کو امام نہ مانا اور جب مطلق واقفیہ استعمال کرتے ہین تو یہی فرقہ مراد ہوتا ہے جو موسی کاظم پر امامت کو موقوف رکھتا ہے اور جب کہین واقفیہ

اسے معنے مین آتا ہے تو وہ کسی قرینہ کے ساتھ ہوتا ہے جنمین ایک قرینہ یہ ہے کہ جس نے موسیٰ کاظم کو نہ پایا اور اون سے قبل یا اونکے زمانہ مین مرگیا تو یہ واقفی اس وجہ سے ہی کہ امام موسیٰ کاظم کی امامت کا مقر نہین ہوا جیسے سماعہ بن مہران اور علی بن حنان و یحییٰ بن القسم اور تحقیق یہ ہے کہ واقفیہ دو قسم کے ہین ایک وہ جو امامت کو موسیٰ کاظم پر موقوف رکھتے ہین دوسرے وہ ہین جنہون نے خود موسیٰ کاظم کی امامت مین اونہین کے وقت مین کسی شبہہ کی وجہ سے توقف کیا اُنہین امام تسلیم نہ کیا۔

بست و دوم احمدیہ۔ یہ لوگ کہتے ہین کہ موسیٰ کاظم کے بعد اونکے بیٹے احمد امام ہوئے

بست و سوم جعفریہ۔ یہ لوگ کہتے ہین کہ جعفر صادق کے بعد موسیٰ کاظم بن جعفر امام ہین پھر علی رضا بن موسیٰ پھر محمد تقی بن علی رضا پھر علی نقی بن محمد تقی پھر حسن عسکری بن علی نقی اور حسن عسکری لاولد فوت ہوئے کوئی اولاد نہین چھوڑی اور نہ اونکی کوئی بیٹا محمد نامی پیدا ہوا پس یہ محمد مہدی کی ولادت کے منکر ہین۔

بست و چہارم اثنا عشریہ۔ جب لفظ امامیہ مطلقًا بلا قید بولتے ہین تو یہی فرقہ مراد ہوتا ہے ابن ایثر نے شرح کتاب جامع الاصول کے بحث بنوت مین کہا ہے کہ مذاہب مشہورہ اسلام مین جنپر تمام عالم کے مسلمانون کا مدار ہے مذہب شافعی اور ابو حنیفہ اور مالک اور احمد رضی اللہ عنہ کا ہے اور مذہب امامیہ ہے اور اسبات کی تعیین کی ہے کہ مذہب امامیہ کی مجدد دوسرے صدی ہجری کے اوائل مین امام علی بن موسیٰ رضا تھی اس لئے کہ گمان اوسکا یہ ہے کہ حدیث مین جو آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر صدی کی آغاز مین ایک ایسا شخص بھیجتا ہے جو اُمت مذکور کے لئے دین کی تجدید کرتا ہے یعنی دین کو روشن اور زندہ کرتا ہے تو ایسا مجدد کسی ایک مذہب سے خصوصیت نہین رکھتا ہے بلکہ ہر ایک مذہب کا ہر صدی کے اول مین ایک مجدد ہوتا ہے سب کہتے ہین کہ اثنا عشریہ کا ظہور سنہ ۵۰۶ مین ہوا ہے یہ لوگ کہتے ہین کہ جب حسن عسکری بن علی نقی نے

وفات پائی تو پانچ برس کا ایک لڑکا محمد نامی سوسن یا نرجس کنیز کے شکم سے چھوڑا جو نصف
شعبان میں سنہ ۲۵۵ھ میں جیسا کہ ابن الوردی نے بھی کہا ہے پیدا ہوا تھا مہدی موعود اور خاتم
الائمہ یہی ہیں خلیفہ معتمد علی اللہ عباسی کے عہد میں بقول ابن وردی نو برس کی عمر میں تہ خانہ
سامرہ میں جو ایک بڑا شہر ہے تکریت اور بغداد کے درمیان میں شرقی دجلہ پر آباد کیا ہوا
معتصم کا چھپ گئے اور سنہ مختفی ہونے کا ۲۶۶ ہے اور یافعی کے نزدیک سنہ ۲۶۵ھ ہے
شیخ عبدالحق نے اپنے رسالہ میں لکھا ہے کہ اول اصح ہے ابن بطوطہ نے اپنی رحلہ میں
ذکر کیا ہے کہ میں نے اوس تہ خانہ کی دروازہ پر سواروں اور سواری کو ٹھہرے ہوئے مشاہدہ
کیا ہے اس لئے یہ لوگ کہتے ہیں کہ امام بارہ ہیں اسی لئے انکا لقب **اثنا عشری**
ہو گیا ہے اور انکی بیان ترتیب اس کی اسطرح ہے **امام اول** حضرت علی بن ابی طالب ہیں
جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی تھے جمعہ کے روز ہجرت سے ۲۳ سال قبل
بیت الحرام میں فاطمہ بنت اسد سے متولد ہوئے روز یکشنبہ کو ۱۳ رمضان سنہ ۴۰ ہجری
میں ۶۵ برس کی عمر میں عبدالرحمن ابن ملجم کے ہاتھ سے شہید ہو کر تین کپڑوں کے اندر مقام غری
یا نجف یا مسجد و مکان کے درمیان میں یا قصر الامارۃ کوفہ میں شب کو دفن ہوئے آپکی مہر پر
یہ کندہ تھا الملک للہ الواحد القہار۔ **امام دوم** حضرت حسن بن علی علیہما السلام ہیں جو سنہ ۳
ہجری میں نصف رمضان کو پیدا ہوئے تھے انکی کنیت ابو محمد ہے اور لقب تقی اور زکی
اور سبط اور ولی ہے اور انمیں اشہر تقی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سید لقب دیا
دیا تھا اور سنہ ۴۱ھ میں نصف جمادی الاولی کو معاویہ کو کار خلافت سپرد کر کے صلح کر لی اور ایک لاکھ
درم سالانہ معاویہ سے اونکے مقرر کر دئے اعلام الوریٰ میں طبری نے لکھا ہے کہ وہ
صلح کے بعد مدینہ میں دس سال تک زندہ رہے پھر اونکی زوجہ جعدہ بنت اشعث کندی نے
معاویہ کے کہنے سے زہر دیدیا جس سے ۵ ربیع الاول سنہ ۴۹ھ یا سنہ ۵۰ھ کو ۴۷ برس کی عمر

سلہ دیکھو مقدمہ اول کتاب منتہی المقال فی اسماء الرجال ۱۲ منہ

مین انتقال فرمایا معاویہ نے یہ خبر سنی تو سجدہ مین گر گئے اور بعضے کہتے ہین کہ یزید کے بہکانے سے کہ مین تجہے بعد امام حسن کے نکاح کر دونگا زہر دیا مگر یزید نے بہی اوس سے نکاح نکیا امام حسن بقیع مین مدفون ہوے خضاب سیاہ کیا کرتے تہے سلسلہ حسنیہ انہین سے مخصوص ہے اور بعضے اور سلسلے بہی حسن مثنی کے ذریعہ انسے ملتی ہین انکی مہر پر یہ کندہ تہا العزة للہ

امام سوم - حضرت حسین بن علی کرم اللہ وجہہ ہین جو پانچوین شعبان کو سنہ ۴ ہجری مین پیدا ہوئے انکی کنیت ابو عبد اللہ ہے اور القاب رشید و طیب و زکی و وفی و سید و مبارک و تابع لمرضاة اللہ و سبط اصغر ہین اور انہین بہت مشہور زکی ہے میدان کربلا مین جمعہ کے دن دہم محرم سنہ ۶۱ کو ۵۵ سال کی عمر مین شہید ہوئے سنان بن انس نخعی و خاص اونکا قاتل ہے اور اونکی مہر پر یہ کندہ تہا لکل اجل کتاب[1]

امام چہارم - زین العابدین بن حسین شہید ہین جنکا لقب زکی و امین اور زین العابدین اور کنیت ابو الحسن و ابو محمد ہے اور علی اصغر[2] نام ہے مدینہ مین پنجشنبہ کو پنجم شعبان سنہ ۳۸ مین سلافہ نام دختر یزدجرد سے جنکا لقب شاہ زنان ہے پیدا ہوئی تہی اور واقعہ کربلا مین ۲۲ برس کے تہے بسبب مریض ہونے کے قتل ہونے سے بچ گئے بقول ابن الصباغ مالکی صاحب فصول مہمہ ولید بن عبد الملک کے زہر دلوانے سے دہم محرم کو سنہ ۹۴ مین ۵۷ برس کی عمر مین فوت ہو کر اپنے چچا حسن سبط کی قبر شریف مین مدفون ہوئی مروان اور عبد الملک اور اوسکا بیٹا ولید انکی ہم عصر تہے اونکی مہر پر یہ کندہ تہا وما توفیقی الا باللہ

---

[1] دیکہو تاریخ ابو الفدا - ۱۲

[2] تاریخ التواریخ کے دیکہنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اونکا نام علی اوسط ہے اور علی اصغر بہ ضعف مین زخم تیر سے شہید ہوئے تہے اور صحیح یہ ہے کہ امام حسین کے تین بیٹون کے نام علی ہین اول علی اکبر شہید جو بردہ دختر عروہ بن مسعود ثقفی سے پیدا ہوئے تہے دوسرے علی امام اور علی اوسط تیسرے علی اصغر ان دونون کی مان کا نام شہربانو ہے جو اسیر ہو کر آئی تہین اسلئے بعضون نے اونہین امام ولد کہا ہے اور کتب تاریخ مین شامل کیا ہے اور یہ شامل نہ تہا اسد الغابہ و الانوار فی المقامات مین امام حسین کے حالات مین لکہا ہے امام حسین کے تین فرزند تہے علی اکبر علی اصغر کہ جنکی نسل سے یہ سادات سادات کے خاندان ہین تیسرے جعفر اور دو دختر فاطمہ اور سکینہ بی بی سکینہ قرآن مین سیدہ نفیسہ بنت حسن

امام پنجم - محمد بن علی ہین جو جمعہ کے دن سوم صفر ۵۷ھ کو مدینہ مین دختر امام حسن ہے سے پیدا ہوئے لقب اونکے باقر وشاکر وہادی ہین اور کنیت ابو جعفر ہے انکا معاصر ولید ہے بقول مولف نور الابصار تریسٹھ سال کی یا اٹھاون سال کی عمر مین ۱۱۷ھ مین فوت ہوئے در الاصداف مین ہے کہ یہ بھی مسموم ہوئے تھے اور بقیع مین قبۃ العباس کے اندر دفن ہوئے انکی مہر پر یہ عبارت "لا تذرنی فردا" کندہ تہا۔

امام ششم جعفر بن محمد ہین جنکے لقب صادق وفاضل وطاہر ہین اور کنیت ابو عبداللہ ہے مدینہ مین دوشنبہ کو ۸۳ھ مین اور بخاری نے اپنی تاریخ مین لکہا ہے کہ ۱۷ ربیع الاول کو ۸۳ھ مین ام فروہ دختر قاسم بن محمد بن حضرت ابوبکر صدیق سے پیدا ہوئے اور قاسم کی مان عبدالرحمن بن ابوبکر کی بیٹی ہین اسی لئے کہا کرتے تھے ولدنی صدیق مرتین اونکی مہر پر کندہ تہا ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ ابو جعفر منصور اونکا معاصر تہا بقول نور الابصار ماہ شوال مین اور بقول بعض ۱۵ رجب کو مدینہ کے اندر اڑسٹھ سال کی عمر مین ۱۴۸ھ مین منصور کے عہد مین وفات پائی اور اپنے باپ دادا کی مقبرہ مین مدفون ہوئے۔

امام ہفتم - موسیٰ بن جعفر ہین جنکا لقب صابر وصالح وامین ہے اور زیادہ مشہور کاظم ہے اور کنیت ابو الحسن اور ابو ابراہیم ہے اونکے معاصر ہادی وہارون الرشید تھے اہل عراق اونہین باب الحوائج کہتے تھے اس لئے کہ اون سے کام بہت نکلتے تھے ساہ حمیدہ بربریہ سے ابوا مین ۱۲۸ھ کو پیدا ہوئے اور ۲۴ رجب ۱۸۳ھ مین ۵۵ سال کی عمر مین خرمون مین زہر دلوائے جانے سے وفات پائی بغداد کے اندر باب التین مین دفن ہوئے اونکی مہر پر یہ کندہ تہا الملک للہ وحدہ۔

۱؎ دیکہو طبقات مناوی ۱۲۔

[illegible]

[illegible] یا علی یا ہادی نام [illegible] رضا صابر زکی [illegible]

[illegible] مگر رضا زیادہ مشہور ہے اور کنیت ابوالحسن ہے انکا رنگ سیاہ [illegible]

[illegible] بیٹے کہ انکی مان سیاہ فام تھین انکی مہر پر حسبی اللہ کند رضا مین [illegible]

[illegible] آخر صفر سنہ ۲۰۳ یا سنہ ۲۰۲ مین ۵۵ سال کی یا ۴۹ سال کی عمر مین [illegible]

سناباد ضلع طوس ملک خراسان مین قبر ہارون الرشید کے پاس دفن ہوئے۔

امام نہم۔ محمد بن علی ہین جنکا لقب تقی زمانے نوقانی سے، و جواد و قانع [illegible]

اور کنیت ابوجعفر ہے اور انکو ابوجعفر ثانی بھی کہتے ہین مدینہ مین جمعہ کے دن ۱۹ رمضان کو

سنہ ۱۹۵ مین سکینہ مریسیہ سے جو ام ولد تھی پیدا ہوئے نعم القادر اللہ انکی مہر [illegible]

تھا مامون و معتصم انکے معاصر تھے بغداد مین آخر ذیقعدہ سنہ ۲۲۰ کو ۲۵ برس اور کئی مہینے کی

مین وفات پائی مقابر قریش مین دفن ہوئے کہتے ہین انکی زوجہ ام الفضل بنت المامون نے

اپنے باپ کے اشارے سے زہر دیدیا تھا۔

امام دہم علی بن محمد ہین جنکے لقب ہادی و طیب ہین اور ابوالحسن کنیت ہے اور عرف

نقی [illegible] ہے اور عسکری بھی کہلاتے ہین ماہ رجب سنہ ۲۱۴ مین مدینہ کے اندر [illegible]

ام الفضل بنت مامون سے پیدا ہوئی انکی خاتم پر اللہ ربی وہو عصمتی من خلقہ

[illegible] تھا خلیفہ واثق اور متوکل اور منتصر اور مستعین انکے معاصر تھے سامرہ مین

[illegible] کی عمر مین آخر جمادی الآخرے کو سنہ ۲۵۴ مین وفات پائی [illegible]

کہتے ہین زہر دلوا دیا گیا تھا۔

امام [illegible] حسن بن علی ہین جنکا لقب [illegible]

[illegible] ربیع الاول [illegible] سنہ ۲۳۲ مین [illegible]

ہوئے اور مقام سامرہ مین انتقال کیا باپ کی قبر مین جمعہ کے دن ۸ ربیع الاول سنہ ۲۶۰ مین مدفون ہوئے ۲۹ برس یا ۲۸ برس کی عمر پائی **سبحان من له مقالید السموات والارض** اونکی خاتم پر کندہ تھا معتز اور مہتدی اور معتمد اونکے معاصر تھے۔

امام دوازدہم۔ محمد بن حسن خالص ہین جنکی کنیت ابوالقاسم ہے اور القاب مہدی منتظر و خلف الصالح و صاحب الزمان و حجت و قائم ہین اور مشہور زیادہ مہدی ہے اور یہی امام منتظر ہین اونکو زندہ غیر مردہ بتلاتے ہین کہتے ہین کہ خوف اعدا سے غائب ہو گئے ہین ظاہر ہو کر زمین کو عدل سے بھر دین گے جسطرح کہ جور سے بھر گئی ہے مگر اونکی غیبت کے وقت اور سن و سال مین بہت اختلاف کر کے چند فرقے بن گئے ہین بلکہ بعضے کہتے ہین کہ وہ مر گئے ہین پھر لوٹ کر دنیا مین آئین گے اسوقت مین اثنا عشری کے نزدیک دعاۃ کا سلسلہ بند ہو گیا ہان بعضے یہ دعوے کرتے کہ ہم امام غائب اور امامیہ کے درمیان مین سفارت کرتے ہین اور پھر یہ سفیر اپنی وفات کے وقت جانشین کر دیتے اور یہ سلسلہ سنہ ۲۶۶ ہجری سے شروع ہوا وکیل اول عثمان ابن سعید عمری اسدی تھا اس کے بعد بیٹا اسکا ابو جعفر وکیل ہوا اور یہ قریب پچاس سال کے وکیل رہا اس کے بعد ابوالقاسم حسین ابن روح وکیل ہوا اس نے اپنے بعد علی بن محمد سمیری کے لئے وصیت کی یہ علی بن محمد سنہ ۳۱۶ مین سفیر ہوا اور سنہ ۳۲۸ مین فوت ہوا اس کے بعد سے سفارت کا سلسلہ بھی بند ہو گیا اور وہ خاتم السفرا سمجھا جاتا ہے اور اوس کے بعد امام کی طرف سے کوئی سفیر نہین آیا اور امام نے غیبت کبرے اختیار کر لی پس غیبت کبرے کی ابتدا سنہ ۳۲۸ سے ہے اور جب تک انکے پاس سے سفیر آتے رہے وہ غیبت صغرے کہلاتی رہی جسکی مدت ۷۰ سال ہے جیسا کہ صاحب کشف الغمہ فی معرفۃ الائمہ نے تصریح کی ہے۔ اور امامیہ سفیر کو امام مخفی کا باب کہتے ہین بہت سے لوگون نے کذب و افترا کے طور پر بھی نیابت اور سفارت کا دعوے کیا تھا جنکی تکذیب کے باب مین امام مخفی کی طرف سے فرمان کتب امامیہ مین مصرح ہین استرآبادی نے رجال کبیر مین ایسے سفیرون

کی ایک مفصل فہرست لکھی ہے اونمین سے یہ ہین ابو محمد حسن شرعی اور محمد بن نصیر نمیری ابعا بن ابی العزاقر اور احمد بن ہلال اور ابو طاہر محمد بن بلال وغیرہ ابتدا مین شیعہ اثنا عشری متفرق طور پر ملک عراق مین رہتے تھے اور اپنے آپ کو اہل سنت مین ملائے ہوئے تھے او[illegible] کی حالت مین دو دو دو چار تھے جب خلفائے عباسیہ کے زوال اقبال کے آغاز سے قریب قریب تمام سنہ ایکہزار ہجری مین عراقین اور خراسان مین سلاطین اثنا عشریہ کا زور ہوگیا تو اثنا عشریہ نے تقیہ چھوڑ دیا اور ظاہر ہوگئے چنانچہ ایک شخص بویہ نامی جسکی کنیت ابو شجاع ہے اور نسب اوسکا یزدجرد آخری بادشاہ ملک فارس تک اور وہان سے پشت بپشت بہرام گور تک پہونچتا ہے دیلمان گیلان مین بحالت افلاس رہا کرتا تہا کہ ملک فارس کے انقلاب کے بعد اوسکا خاندان گیلان مین چلا آیا تہا بویہ کے تین بیٹے تھے علی احمد حسن کہ پہلے کا خطاب عماد الدولہ دوسرے کا رکن الدولہ تیسرے کا معز الدولہ ہوا یہ سب کے شیعہ اثنا عشری

---

[1] مولوی قدرت اللہ نے جام جہان نما مین لکھا ہے کہ عوام کے نزدیک چہاردہ معصوم انہین بارہ اماموں اور حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور بی بی فاطمہ سے عبارت ہے اور یہ غلطی ہے صحیح یہ ہے کہ چہاردہ معصوم یہ ہین (۱) محمد محسن بن علی کرم اللہ وجہہ جو بی بی فاطمہ علیہا السلام سے ہین انکی قبر جنت بقیع مین ہے (۲) عبد اللہ بن امام حسن رضا یہ سات برس کی عمر مین طلوع بن غانم کے ہاتھ سے شہید ہوئے انکی قبر جنت بقیع مین ہے (۳) جعفر بن امام حسین ہو تین برس کی عمر مین تشنگی سے جان بحق تسلیم ہوئی انکی قبر کربلا مین ہے (۴) قاسم بن امام حسن انکی قبر کربلا مین ہے (۵) حسین بن امام زین العابدین یہ تین برس کی عمر مین حجاج کے ہاتھ سے شہید ہوئے انکی قبر ری مین ہے (۶) صالح بن امام محمد باقر اور بعض کے نزدیک قاسم بن امام زین العابدین یہ تین برس کی عمر مین حجاج کے ہاتھ سے شہید ہوئے انکی قبر بھی رے مین ہے (۷) علی اظہر بن امام محمد باقر آٹھ برس کی عمر مین احمد بن منصور کے ہاتھ سے شہید ہوکر قبر انکی شام مین ہے (۸) عبد اللہ بن امام جعفر صادق یہ دو برس کی عمر مین خلیفہ بغداد کے سامنے عبید اللہ بن محمود کوفی کے ہاتھ سے شہید ہوئے انکی قبر بغداد مین ہے (۹) یحییٰ بن امام محمد جعفر صادق تین برس کی عمر مین باسطان کی درمیان شہید ہوئے قبر انکی باسطان مین ہے (۱۰) صالح بن امام موسیٰ کاظم تین برس کی عمر مین یوسف بن ابراہیم کی ہاتھ سے شہید ہوئے قبر انکی رے مین ہے (۱۱) طیب بن امام موسیٰ کاظم سات برس کی عمر مین یمن دمشقی کے ہاتھ سے شہید ہوئے قبر انکی شیراز مین ہے (۱۲) محمد جعفر بن امام محمد تقی چار برس کی عمر مین یوسف بن ابراہیم دمشقی کے ہاتھ سے شہید ہوئے انکی قبر کوفہ مین ہے (۱۳) محمد جعفر بن امام حسن عسکری یہ بھی ابن ابراہیم دمشقی کے ہاتھ سے شہید ہوئے انکی قبر رے مین ہے (۱۴) قاسم بن محمد مہدی تین برس کی عمر مین منصور بن ناصر بن ابراہیم کے ہاتھ سے شہید ہوئے انکی قبر شیراز مین ہے

تھے۔ انہون نے آل زیار کے پاس رہکر جو مازندران مین خلفاے عباسی کی طرف سے
حکمران تھے امارت حاصل کی اور قاہر باللہ بن معتضد عباسی کے عہد سے جو سنہ ۳۲۰ھ
مین بعد قتل مقتدر کے خلیفہ ہوا انکی دولت کا ظہور شروع ہوا اور انہون نے مذہب اثنا عشری کا
اظہار کیا۔ تو شیعہ اثنا عشری کو بڑی قوت ہاتھہ آئی اور عماد الدولہ نے ماہ ذیحجہ سنہ مذکور مین ارجان اور
اصفہان پر فتح پائی پھر برابر سلسلہ فتوحات کا انکے ہاتھہ مین جاری رہا یہانتک کہ راضی باللہ
کے عہد مین سنہ ۳۲۴ھ ہجری تک سارا فارس عماد الدولہ ابن بویہ کے ہاتھہ مین آگیا اور رے اور اصفہان
وغیرہ مین رکن الدولہ نے اپنا قدم جما دیا۔ اور یہ تینون یکے بعد دیگرے صاحب سلطنت ہوئے اور یہانتک
زور باندھا کہ خلفاے بغداد پر غالب آگئے اور خلفا کا عزل و نصب انکے اختیار مین ہوگیا اور تمام
آذربائجان و خراسان و جرجان و مازندران و جیلان و دیلم و اصفہان و رے و شیراز وغیرہ پر انہین
کا قبضہ رہا اور ۱۲۷ برس تک انکی سلطنت قایم رہی اسلیے کہ آخری بادشاہ انکا ملک الرحیم
خسرو فیروز بہی رکن الدولہ بن بویہ کی اولاد مین سے ہے جسکو سلطان طغرل بیگ نے سنہ ۴۴۷ھ ہجری مین گرفتار
کیا تھا۔ یہ لوگ غلاۃ اثنا عشری مین سے تھے غلو کا انکی یہ حال تھا کہ سنہ ۳۵۱ھ ہجری مین جب رکن الدولہ
بن بویہ نے طبرستان و جرجان فتح کیا تو حکم دیا کہ تمام شیعہ اثنا عشری مساجد پر یہ لکھدین لعن اللہ
معاویہ بن ابی سفیان ولعن من غصب فاطمۃ فدکا ومن منع ان یدفن الحسن عند قبر جدہ ومن نفی اباذر
الغفاری ومن اخرج العباس عن الشوری یعنی اللہ لعنت کرے معاویہ پر اور اوس شخص
پر لعنت کرے جس نے حضرت فاطمہ سے ظلم کے ساتھہ فدک کو چھین لیا۔ اور اوس پر جس نے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر کے پاس امام حسن کو مدفون ہونے سے روکا اور اوس پر جس نے
ابوذر غفاری کو شہر بدر کرایا۔ اور اوس پر جس نے حضرت عباس کو شورے مین شریک کرنے
سے چھوڑ دیا۔ اور جلد اول نزہت اثنا عشریہ مین من غصب فاطمہ فدکا کی جگہہ من اغضب
فاطمہ رضی اللہ عنہا واقع ہی اس تقدیر پر معنی یہ ہونگے اللہ اوس شخص پر لعنت کرے جس نے
بی بی فاطمہ کو غضبناک کیا سو اس کلام مین لعن حضرت ابوبکر اور حضرت عثمان اور ام المؤمنین

عایشہ اور حضرت عمر پر بھی آگیا۔ اسواسطے کہ آنحضرت کے انتقال کے بعد حضرت ابوبکر صدیق نے
فاطمہ علیہا السلام کو باغ فدک میراث مین ندیا اور یہ کہا کہ آنحضرت کا مال میراث نہین ہوسکتا۔
اسواسطے کہ وہ فرما چکے تھے لانورث ماترکناہ صدقۃ متفق علیہ یعنی نہین چھوڑتے ہم (یعنی گروہ انبیا)
میراث جو کچھہ ہم چھوڑتے ہین صدقہ ہے۔ اور جبکہ بی بی صاحبہ نے یہ دعوے کیا کہ یہ باغ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم مجھے ہبہ کر چکے ہین تو اون سے گواہ طلب کئے انکی طرف سے حضرت علی اور ام ایمن یہ دو شاہد
پیش ہوئے تو انکی شہادت کو اسلئے قبول نکیا کہ ایک مرد اور ایک عورت کی شہادت کافی نہین بلکہ
ایک اور عورت کی ضرورت تھی اس کارروائی کے بعد فاطمہ علیہا السلام حضرت ابوبکر سے ناخوش ہو گئیں
اور اونسے بولنا چالنا ترک کردیا۔ حالانکہ مِسوَر بن مَخرَمہ سے بخاری و مسلم نے روایت کی ہے کہ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے فاطمۃ بضعۃ منی فمن اغضبہا اغضبنی یعنی فاطمہ میرا جزو ہے جس نے اوسکو
غصہ دلایا اوس نے مجھکو غصہ دلایا۔ اور امام حسن نے وفات کے قریب وصیت کی تھی کہ مجھکو میرے
نانا کی قبر کے پاس دفن کرنا جب انتقال ہوا تو بنی ہاشم نے چاہا کہ نبی علیہ السلام کی قبر کے پاس
دفن کرین معاویہ کی طرف سے مروان بن حکم مدینہ کا فرمان روا تھا اوسنے منع کیا قریب تھا کہ بنی امیہ و بنی
مین تلوار چلے بی بی عایشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ یہ مکان میرا ہے مین اجازت نہین دیتی اسلئے
بقیع مین مدفون ہوئے اور شیعہ کا قول یہ ہے کہ حضرت عثمان نے ابوذر کو مدینہ سے ربذہ کو نکلوا دیا تھا۔ اور
جبکہ حضرت عمر کی موت کا وقت قریب ہوا تو اونہون نے ان چھہ شخصون کو مشورۂ خلافت اور کار خلافت
کے لئے منتخب کیا تھا حضرت علی عثمان و زبیر و طلحہ و سعد و عبدالرحمن رضی اللہ عنہم اور حضرت عباس
کو چھوڑ دیا تھا سو من اخرج العباس عن الشوری سے اسی بات کی طرف اشارہ ہے رافضیون کو بعض لوگون
اس تحریر کو مٹا دیا تب وزیر مہلبی کے اشارہ اور معزالدولہ کے اذن سے یون لکھا گیا لعن اللہ الظالمین لآل رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم۔ اور حکم دیا کہ لعن مین سوائے معاویہ کے دوسرے کا ذکر نکیا جائے چنانچہ ایسا ہی ہوا آخر
کو شیعہ سے اتنی دلچسپی تھی سنہ ۳۴۱ ہجری مین مہلبی نے ایک قوم تناسخیہ کی گرفتاری کی جسمین ایک نوجوان تھا کہ اوسکا
کا زعم تھا کہ حضرت علی کی روح نے مجھمین حلول کیا ہے اور اوس قوم مین ایک عورت تھی کہ کہتی تھی مجھ

مین بی بی فاطمہ کی روح نے انتقال کیا ہے اور ایک شخص یہ کہتا تھا کہ مجھہ مین جبریل نے انتقال کیا ہے جب ان لوگون کی یہ کلمات سنکر پڑوایا تو کہنے لگے کہ ہم محبان اہل بیت مین معزالدولہ نے بوجہ اس کے کہ خود بھی شیعہ تھا اونکو رہا کرادیا فرقہ اثناعشریہ کو آل بویہ کے عہد مین جنہین دیالمہ بھی کہا کرتے ہین بڑی قوت ہاتہ آئی بڑے بڑے علما جمع ہوئے تصانیف سے مذاہب کی تائید کی اور بغداد مین سنہ [illegible] مین شیعہ و سنی کے فتنے برپا ہوئی شیعہ نے اذان مین الصلوٰۃ خیر من النوم کی جگہہ کھلم کھلا حی علی خیر العمل شروع کیا بلدۂ کرخ مین اسکا رواج ہو گیا پھر چنگیز خان تاتاری کی اولاد مین سے سلطان غازان بن ارغون بن ابقا بن ہلاکو بن تولی بن چنگیز خان شیخ صدر الدین ابراہیم خلف شیخ سعد الدین حموی کے ہاتہ پر مسلمان ہو کر سلطان محمود کے نام سے مشہور ہوا اور اس بادشاہ کے ساتھ ایک لاکھ فوج بھی مسلمان ہو گئی اور اس نے ایک اثناعشری عالم سے تاج الدین کے سمجھانے سے یہ مذہب قبول کیا پھر تمام ملک مین یہ مذہب پھیل گیا بڑے بڑے علما جمع ہوئے چنانچہ ابن مطہر حلی بھی اونہین مین تھے اور اس سلطان کی حیات تک اس فرقہ کا غلو بہت ہی بڑہا رہا ابن مطہر نے بڑی بڑی کتابین تصنیف کین یہ بادشاہ سنہ ۶۷۰ھ مین پیدا ہوا تہا اور سنہ ۶۹۴ھ مین مسند نشین سلطنت ہوا اور اسی سال مین مسلمان ہوا تہا پھر سلطنت تراکمہ کی جنکی اصل فرقہ اثناعشری سے تھی دیار بکر اور اوس کے گرد و نواح مین جو ولایت ایران مین داخل ہے اور فی الحال سلطان روم کے ماتحت ہے سنہ [illegible] مین قایم ہوئی اور اس فرقہ کو ازسرنو رونق ہو گئی اور پچاس برس تک اس ریاست مین تبرا و غلو کا غلبہ رہا اور علمائے اثناعشری اکثر جمع ہو گئی تراکمہ کی زوال سلطنت کے بعد سلاطین حیدریہ نے جنہون نے اپنا لقب صفویہ رکھا سلطنت ایران پر قبضہ کر لیا انکی سلطنت کا بانی شاہزادہ اسماعیل ہے جسکی شہرت اور ظہور سنہ ۹۰۵ھ مین ہوا اور سنہ ۹۱۶ھ تک سب عراق عجم اور کرمان اور مازندران اور آذربیجان و خراسان و تبریز مفتوح ہو گیا سلاطین صفویہ کو یہانتک غلو تہا کہ شاہ اسمٰعیل

صفویہ نے بطریقہ اثنا عشریہ ایک ٹوپی سرخ رنگ ایسی ایجاد کی جسکے بارہ قطعے ہوتے تھے اور ہر قطعے میں ایک امام کا ائمہ اثنا عشریہ میں سے نام لکھا جاتا تھا اور یہ ٹوپی خاص شیعہ اثنا عشری کے اوڑھنے کے واسطے بنوائی گئی تھی تاکہ شیعہ اور غیر شیعہ میں فرق و تمیز رہے اور چونکہ سرخ رنگ کو ترکی زبان میں قزل کہا کرتے ہیں اس لیئے اس کے اوڑھنے والے قزلباش مشہور ہوگئے پھر فرقہ اثنا عشریہ کا زور و شور ایران میں یہانتک بڑھگیا کہ انہیں سے ایک بادشاہ کو علمائے اثنا عشری نے صاحب الزمان کا نائب قرار دیکر اوس کے لیئے رسم سجدہ جاری کرائی اور اس بادشاہ نے زبردستی مخلوق کو اس مذہب میں ڈالا جسنے انکار کیا قتل کرایا اہل سنت و جماعت کے جمعہ و جماعات رد کردئے اور خطبوں میں منبر و نپر بی بی عایشہ اور بی بی حفصہ اور بڑے بڑے صحابہ کی علانیہ مذہب بیان کرانا شروع کی بلکہ کوچہ و بازار میں اونپر لعنت کرائے ہزارہا علمائے اہل سنت کو قتل کرایا اونکی مساجد خراب کرادیں اور انہیں سے بڑے بڑے علما کی قبریں اوکھڑواکر ہڈیاں جلوادیں جیسے عین القضاۃ ہمدانی اور قاضی ناصر الدین بیضاوی وغیرہ اور ہزارہا اہل سنت خانہ بدوش اور تباہ و برباد ہوکر توران میں بادشاہان ماوراء النہر کے پاس پناہ گزین ہوے زوال دولت صفویہ کے بعد سلاطین زندیہ بھی اسی مذہب پر ہوئے اور زندیہ سے سلاطین قاجاریہ نے یہ سلطنت چھین لی کہ فتح علی خان قاجار طہماسپ ثانی کا سپہ سالار تھا نادر شاہ نے اسے قتل کرادیا اس کے دو بیٹے تھے محمد حسین خان محمد حسن خان محمد حسن خان کے بیٹے آقا محمد خان نے لطف علی خان زند پر کہ سلاطین زندیہ کا آخری بادشاہ ہے غلبہ پاکر سلطنت ایران حاصل کی اور سنہ ۱۲۱۰ میں مستقل طور پر سلطنت مذکورہ کا تخت نشین ہوکر آقا محمد شاہ کے نام سے مشہور ہوا اور ۲۱ ذیحجہ سنہ ۱۲۱۱ میں اس کے مقتول ہونے کے بعد

سلہ فتوحات اسلامیہ میں لکھا ہے کہ اس کو شیخ صفی الدین اردبیلی کی اولاد میں ہونے کی وجہ سے صفویہ کہتے ہیں جو سنی المذہب اور مشائخ اہل سلوک میں سے تھے انکے سلسلہ کا طریق احمد غزالی برادر امام محمد حجۃ الاسلام غزالی تک پہونچتا ہے ۱۲
منہ

کا بھائی فتح علی شاہ حکمران ہوا اور ۱۹ جمادی الاولے سنہ ۱۲۵۰ کو اس نے انتقال کیا تو محمد شاہ
ی سلطنت ہوا اور اس نے جب ۶ شوال سنہ ۱۲۶۴ کو وفات پائی تو اس کے بیٹے ناصر الدین
اہ فرمانروا ہوئے اب انکے بیٹے شاہ مظفر الدین مالک سلطنت ایران ہین اور ان تمام
طین قاچاریہ کا مذہب اثنا عشری ہے انکے غلو کا یہ حال ہے کہ ناسخ التواریخ مین جہان جہان
ئے ثلثہ اور بی بی عائشہ صاحبہ کے تاریخی حالات تمام کئے ہین وہان اونپر مطاعن بھی
رد لکھد ئے ہین اور جواب نقل نہین کئے ہین سر جان مالکم کی تاریخ مین لکھا ہے کہ مذہب شیعہ
رواج ایرانیکے وہان کے رہنے والونمین اتفاق پیدا ہوجانے کا سبب واقع ہوا ہے اور بقدر
ب وطن کے دلونمین راسخ ہوگیا ہے اس زمانہ مین ایرانیون کو وہ تعصب مذہبی باقی نہین رہا جو
پہلے تھا اور اسکا سبب یہ نہین ہے کہ اونمین ترقی و تربیت آگئی ہے بلکہ جوش دھیما ہوگیا ہے
ل سنت و جماعت کو کافر نہین قرار دیتے کہتے ہین یہ لوگ مسلمان ہین مگر مومن نہین اس لئے
نہون نے اون لوگون کی خلافت کو قبول کرلیا ہے جنہون نے آل رسول کا حق مارلیا اور جبر
ساتھ خلافت جلائی پس یہ لوگ اسوجہ سے خطا مین ڈوبے ہوئے ہین - اور [illegible]
ین دکن ملک ہندوستان مین سلاطین بہمنیہ اور عادل شاہیہ سلطنت کرتی تھی اور ان سب
ون کا مذہب اثنا عشری تھا اور تشیع مین بہت غلو رکھتے تھے۔ خاندان بہمنیہ کا بانی اول
شاہ علاؤ الدین حسن کانگوی بہمنی ہے کہ چوتھی ربیع الاول سنہ ۷۴۸ مین ملک دکن کا فرمانروا ہوا
اس خاندان کا آخری شاہ کلیم اللہ بہمنی بن محمد شاہ بہمنی ہے جو اپنے ملک سے بیدخل ہوکر
سنہ ۹۳۴ مین برہان نظام شاہ کے پاس جاکر وہین راہی ملک بقا ہوا اس خاندان نے ملک
ن مین ایک سو بیاسی برس تک سلطنت کی انکا دار السلطنت احمد آباد بیدر تھا یوسف
ل شاہ جو سنہ ۸۹۵ یا سنہ ۸۹۲ مین بیجاپور واقع ملک دکن کا بادشاہ ہوا تھا اس کی طبیعت مین
ایران رہنے ہی اور شیخ صفی کے خاص خاص معتقدون کے ملنے جلنے سے تشیع کی گرمجوشی بیٹھ

اثنا عشری مین سے ہے و در دکن سلاطین بہمنیہ و عادل شاہیہ نہایت مرتبۂ غلو تشیع داشتند ہم رسید محمد ۱۲

گئی تھی اس نے اس مذہب کو اپنے سلطنت کا طریقہ ٹھہرایا یعنی اوسی مذہب کی تائید وحمایت
کرتا تھا ان عادل شاہیوں سے چوتھا بادشاہ ابراہیم عادل شاہ ۹۴۲ھ میں تخت نشین ہوا
تو اس نے اپنے اسلاف کے مذہب کو ترک کر دیا اور خطبہ میں سے ائمہ اثنا عشر کے نام
نکلوا دئے اور مذہب حنفیہ کو رواج دیا اور اوس سرخ ٹوپی کا اوڑھنا موقوف کرا دیا جو کلاہ
دوازدہ ترک کہلاتی تھی اور سپاہ شیعہ کی علامت سمجھی جاتی تھے ۹۶۵ھ میں ابراہیم عادل شاہ[۵]
کے انتقال کے بعد اوسکا بیٹا علی عادل شاہ مذہب اثنا عشری پر ہوا اوسکا مذہب باپ کے
سامنے ہی سے یہ تھا اس نے اپنے اجداد کا مذہب اوجالا اور غالی شیعوں کا طریقہ وطرز اختیار
کیا اور خطبہ میں ائمہ اثنا عشر کا نام داخل کرا دیا اور نقطہ علی ولی اللہ کلمات اذان [illegible] داخل کرا دیا
اور ابراہیم عادل شاہ کے عہد میں شیعہ جو تقیہ کرنے لگے تھے اونکو حکم دیا [illegible] علی الاعلان
کوچہ بازار میں اپنے کام میں مشغول رہیں - یہی حال ان فرمانرواؤں کی حکومت میں رہا یہانتک
کہ سکندر شاہ کے ہاتھ سے ۱۰۹۷ھ میں قلعہ بیجاپور نکل گیا اور اوس کو قلعہ دولت آباد
میں عالمگیر شہنشاہ ہندوستان نے قید کر دیا پس عادل شاہیوں کا سلسلہ منقطع ہو گیا اس
خاندان میں دس آدمی دو سو دو برس تک فرمان روا ہے اور نظام شاہیہ خاندان میں
جسکی بنیاد احمد شاہ نو مسلم نے ڈالی تھی اوسکا بیٹا برہان شاہ تخت احمد نگر پر بیٹھا تو اس نے
شاہ طاہر کی ہدایت سے مذہب اثنا عشری کو رواج دیا ۹۹۷ھ میں میران حسین پانچویں بادشاہ
کے مارے جانے سے مذہب کا تبدل واقع ہوا اور سنی غالب آئے اور جہانگیر شہنشاہ ہندوستان
کے عہد میں اوسکی بیگم نورجہان اور بیگم کے رشتہ داروں کا یہی مذہب تھا سلطنت پر حاوی
ہو گئی تھی اور ان کے پاس عراق اور خراسان کے تمام شیعہ اثنا عشری بہرے پڑے تھے
اور تمام وزرا وصوبہ داران ملک اور امرا اسی مذہب پر تھے - اور تمام ملک اودھ میں شیعوں
کی حکومت رہی ابتدا وزرا و بادشاہان صوبہ اودھ کے برہان الملک عرف میر محمد امین

[۵] دیکھو تاریخ فرشتہ ۱۲

نیشاپوری سے ہوئی جو امام موسے کاظم کی اولاد مین سے تھا اور محمد شاہ شہنشاہ ہندوستان
سے نے اوسے صوبہ دار اودہ کا کیا تھا اور فروری ۱۸۵۶ء مطابق جمادی الثانی ۱۲۷۲ھ مین واجد علی شاہ
سے انگریزون نے انتزاع ملک کیا شاہ معزول نے اپنی ایک تالیف کے صفحہ ۲۰۴ مین
جسکا نام محبوب واجدیہ ہے لکہا ہے اسامی ملعونان و ملعونات کہ تا قیامت برآنہا لعنت
باید کرد اور اوس کے بعد تین صفحے اصحاب کبار کے نامون سے بہرے ہوئے ہین **نعوذ
باللہ منہا** امامیہ اثنا عشری رویت حق تعالیٰ کا انکار کرتے ہین اور انکے نزدیک متعہ کی
حلیت کا اعتقاد لازم ہے اور جو فعل قبیح ہوتا ہے اوسکی نسبت خدائے تعالیٰ کی طرف
نہین کرتے اور امامت کو خدائے تعالیٰ کا لطف جانتے ہین اور تقرر امامت کو واجب
قرار دیتے ہین اور حیات اور علم اور قدرت اور ارادہ وغیرہ صفات باری تعالیٰ کو
عین ذات مانتے ہین اور حشر و نشر کے قائل ہین اور علم معتقدات کو بلا دلیل کافی نہین
جانتے اور قائل ہین اس کے کہ اللہ تعالیٰ اور ائمہ غیر شیعہ کی گمراہی سے راضی ہین اور شیعہ
تراویح رمضان اور موزون پر مسح کے منکر ہین[ك] اور کہتے ہین نماز پیچہے ہر فاجر کے جائز نہین

عقائد اثنا عشریہ کی تفصیل بہ ترتیب یون ہے

(بیان توحید) معرفت اللہ تعالیٰ کی واجب ہے ہر مکلف پر کیونکہ وہ منعم ہے تاکہ ہم اوسکا
شکر کرین اللہ تعالیٰ موجود ہے اور واجب الوجود لذاتہ ہے یعنی اپنے وجود مین غیر کا محتاج
نہین اور اوس پر عدم جائز نہین (بیان صفات ثبوتیہ) اللہ تعالیٰ قدیم ازلی ہے یعنی
اوس کے وجود پر عدم سابق نہین باقی ہے ہمیشہ رہیگا یعنی اوس کے وجود کو عدم لاحق نہین
ہوتا اور قادر مختار ہے یعنی اگر چاہے کرے اور اگر چاہے نکرے اور عالم ہے یعنی تمام
چیزین اوس کے نزدیک ظاہر اور حاضر ہین زندہ ہین یعنی صحیح ہے اوس سے کہ قادر ہوے

[ك] مولوی عصمت اللہ نے فقہ اکبر کی شرح مین کہا ہے چونکہ شیعہ تراویح رمضان کے منکر ہین اور مسح موزون پر نہین کرتے
بلکہ پاؤن پر مسح بلا موزہ کے کرتے ہین اس لئے امام نے انکے رد کی نیت سے کہا ہے مسح موزون پر اور تراویح رمضان مین سنت ہے

اور جاننے اور ہر مقدور پر قادر ہے اور ہر معلوم کا عالم ہے اور متکلم ہے بغیر زبان کے اور اللہ کی
متکلم ہونے سے یہ مطلب ہے کہ کسی جرم سماوی یا جسم ارضی مین کلام پیدا کیا تاکہ اپنی غرض
کو خلق کی طرف پہونچاوے پس اس قسم کے کلام کو اوسکا اپنی ذات کی طرف نسبت دیدینا
بھی اللہ تعالی کا کلام کرنا ہے اور اللہ تعالے سمیع اور بصیر ہے بغیر کان اور آنکھہ کے مطلب
یہ ہے کہ مبصرات اور مسموعات کو جانتا ہے اور اللہ تعالی بغیر اعضا کے مدرک ہے
یعنی اوس چیز کو جانتا ہے جسکا ادراک حواس سے ہوتا ہے اور صاحب ارادہ ہے یعنی ترجیح
دیتا ہے فعل کی جسوقت جانتا ہے اوسکی مصلحت کو اور اللہ تعالی صادق ہے حق بات
کہتا ہے کذب سے منزہ ہے اور کارہ ہے یعنی ترجیح دیتا ہے ترک فعل کے جسوقت مفسدہ
فعل کے ہونے مین جانتا ہے اور واحد ہے اوسکا کوئی شریک الوہیت مین نہین (دربیان صفات
سلبیہ) اللہ تعالی نہ جسم ہے نہ عرض ہے اور نہ جوہر ہے ——— اور نہ
کسی جہت مین ہے اور نہ کسی مکان مین ہے اور وہ نظر کے ساتھ نہین دکھہ سکتا نہ دنیا مین نہ آخرت
مین کیونکہ وہ مجرد ہے اور رویت کے لئے جسم وجہت شرط ہے اور خود بھی کہتا ہے
لن ترانی یعنی ہرگز نہ دیکھے گا تو مجھے اور لا تدرکہ الابصار نہین پا سکتین اوسکو
آنکھین اور اللہ کے لئے نہ ولد ہے نہ زوجہ اور متحد اپنے غیر سے نہین ہو سکتا اور مرکب کسی
شئے سے نہین ہے اور نہ حلول کے ساتھ متصف ہے اور نہ کسی ایسی صفت کے ساتھ
جو اوسکی ذات مقدس پر زاید ہو متصف ہے کیونکہ اگر ایسا ہوگا تو ذات الہی کا حدوث لازم آئیگا
اس لئے کہ محل حوادث ہوگی اور اگر وہ صفت قدیم ہو تو قدما کا تعدد لازم آئے گا
اور یہ باطل ہے پس صفات ثبوتیہ اوس کے عین ذات ہوئی اور اللہ تعالی عالم بالعلم
اور قادر بالقدرۃ نہین ہے بلکہ علم اور قدرت عین ذات اوسکی ہین اور تعدد صفات سے
تعدد معنے کا نہین ہوتا اگر عالم بالعلم اور قادر بالقدرہ ہو تو محتاجی اوس کی صفات کی جانب
لازم آئی اور یہ محال ہے پس ثابت ہوا کہ اللہ تعالی قادر وعالم بالذات واحدی المعنے ہے

اسمین مجال تعدد نہین ہے (بیان عدل) اللہ تعالی عادل اور حکیم ہے نہ برائی کرتا ہے اور
نہ واجب مین خلل ڈالتا ہے کیونکہ قبیح کا فعل قبیح ہے اور واجب مین خلل ڈالنا اللہ تعالی کا
نقصان ہے اور اللہ تعالی اس سے منزہ ہے اور غیر سے غنی ہے رضا بقضا و قدر
واجب ہے اور ہر چیز کہ ہے اور ہو وہ قضا و قدر سے ہے اور ان دونون سے جبر و ظلم
لازم نہین آتا اسلئے کہ قضا و قدر علم اور بیان کے معنی مین ہے - یعنی ہر شئے کو جانتا ہے
جس حالت پر کہ وہ ہے اور اوسکو ملائکہ سے بیان کرتا ہے اور اللہ تعالی نے مکلفین کو
جن چیزون کی ساتھ تکلیف دی ہے اونکا بدلہ ثواب ابدی کے ساتھ تکلیف کے مقابلہ مین
دیتا ہے اور اون آلام کا بھی عوض دیتا ہے جو مکلفین کی ذات پر نازل ہین اگر ایسا نکرے تو ظلم لازم
آئے اور اللہ تعالی عادل ہے پس عوض پہونچانا واجب ہے اور جو کچہ اللہ تعالی نے کیا ہے وہ
اصلح ہے ورنہ عبث لازم آئیگا اور اللہ تعالی عبث سے بری ہے اور اللہ تعالی کے لئے
لطف ضروری ہے کیونکہ خلق کو پیدا کیا اور اوس مین خواہش رکھی پھر اگر لطف نہ فرماتا تو
قبیح کام پر آمادہ کرنا لازم آتا جو قبیح ہے اور لطف سے مراد یہ ہے ادلہ کا نصب کرنا اور عقل
کامل کا دینا اور رسولون کا بھیجنا اونکے زمانہ مین اور انقطاع رسل کے بعد امام کا باقی رکھنا تاکہ
غرض فوت نہو جائے (بیان نبوت) نبی ہمارے محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن
ہاشم بن عبد مناف ہین وہ رسول ہین اور دعوئے حق و صدق کے اور انکا سب سے بڑا معجزہ
قرآن ہے کہ حق و باطل مین فارق ہے اور باقی ہے قیامت تک اور حجت ہے
خلق پر اور وہ اعجاز بوجہ زیادتی فصاحت و بلاغت کے ہے اس طرح پر کہ جب آپ نے تحدی
فرمائی اس امر پر کہ اگر مین پیغمبر نہین ہون اور یہ کلام الہی نہین ہے تو اس کے ادنی سی صورت
کی مثل لاو کسی سے اوسکا جواب آجتک ممکن نہوا اور آپ قبل بعثت اپنے نفس پر نبی تہے
اور بعد اوس کے آپ طرف کافہ خلق کے رسول ہوئے اور تمام انبیا اپنے افعال اور اقوال
مین معصوم ہین تمام عیوب اور گناہ اور سہو اور نسیان سے اول عمر سے آخر عمر تک پس

جہان کلام مجید مین معصیت اور سہو کا ذکر ہے وہ واجب التاویل ہے اور انبیا کا اپنے اہل
زمانہ سے افضل ہونا واجب ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد قیامت تک کوئی نبی
نہوگا اور وہ تمام انبیا و مرسلین سے افضل واشرف ہین اونکی معراج جسم عنصری کے ساتھ علانیہ
بیداری مین حق ہے اخبار صریح متواتر سے ثابت ہی منکر اوسکا دائرہ اسلام سے خارج
ہے آپ دروازہائے آسمان سے تشریف لے گئے اس مین حاجت خرق والتیام
افلاک کی باقی نرہی اونکا دین ادیان سابقہ کا ناسخ ہے (بیان امامت) امام کا ہونا لطف
الٰہی ہے جسطرح نبی کا ہونا لطف ہے پس نبی کے بعد امام کا وجود اللہ کی جانب سے
اوس کے حکم سے واجب ہے ورنہ قبح لازم آئیگا جو محال ہے اور امام بعد جناب رسالتمآب
کے بلافصل علی بن ابی طالب ہین اور اون کے بعد گیارہ امام اونکی اولاد مین سے ہین
یعنی حسن پھر حسین پھر علی زین العابدین بن حسین پھر محمد باقر بن علی پھر جعفر صادق پھر موسیٰ کاظم
بن جعفر پھر علی رضا بن موسے کاظم پھر محمد تقی بن علی رضا پھر علی نقی بن محمد تقی پھر حسن عسکری
بن علی نقی پھر محمد صاحب الزمان بن الحسن عسکری یہ سب از روے حق کے ائمہ آدمیون
کے ہین ایک بعد دوسرے کے ہر امام انہین سے ایک بعد ایک کے از روئے
نصوص متواترہ خلافت کے منصوص ہے اور انکا اپنے افعال واقوال مین معصوم ومطہر ہونا
واجب ہے تمام گناہ اور سہو سے خواہ صغیرہ ہون خواہ کبیرہ عمداً اور سہواً اور ائمہ کا اعلم اور
افضل ہونا بھی واجب ہے اور مہدی منتظر امام محمد بن حسن عسکری ہین کہ اپنے والد کے زمانہ
مین پیدا ہوئے اور غائب ہین اور زندہ ہین اور باقی رہینگے جب تک دنیا باقی ہے اور غیبت
انکی بانی خواہش طبعی سے نہین کیونکہ وہ معصوم ہین پھر کیسے واجب مین کمی اور خلل کرتی اور
نہ پروردگار کی جانب سے ہی کیونکہ وہ عادل اور حکیم ہے پھر قبیح کام کیسے کرتا اور نظرون اور
اور افادات سے اخفا قبیح ہے بلکہ اونکی غیبت کا فروان کی کثرت اور دوستون کی قلت

لے امام کا مقرر کرنا لطف ہی اور لطف اللہ پر واجب ہے پس امام کا مقرر کرنا اللہ پر واجب ہے ۱۲

کی وجہ سے ہے اور اونکا ظاہر ہونا ضرور ہے اور امام کی غیبت مین خلق کو اسطرح فائدہ پہونچتا
ہے جسطرح کہ آفتاب سے فائدہ پہونچتا ہے جبکہ وہ بادل کی آڑ مین ہوتا ہے (بیان معاد)
اللہ تعالی اجسام فانی کا اعادہ کرےگا جیسے کہ دنیا مین تھے تاکہ مستحقین کو حق پہونچے۔
انبیا نے اسکی خبر دی ہے پس اعتقاد ساتھ معاد جسمانی کے واجب ہے اور ائمہ معصومین
زمانہ مہدی علیہ السلام مین جماعت امم سابقہ اور لاحقہ کے ساتھ رجوع کرینگے تاکہ اپنی دولت
اور حق کا اظہار کرین اللہ نے جو قرآن مین فرمایا ہے **ویوم نحشر من کل**
امة فوجا یعنی وہ روز جسمین ہم ہر امت مین سے ایک گروہ اوٹھا دینگے اسی امر کی طرف
اشارہ ہے۔ امامت حضرت علی اور اونکی اولاد مین سے نہین نکلتی ہے اگر نکلے بھی تو غیرون کے
ظلم سے اور جناب امیر کی یا اونکی اولاد کے تقیہ کرنے سے اور جن جن باتون کی نبی علیہ السلام نے
خبر دی ہے اور بتواتر ہم تک پہونچی ہین جیسے انبیا سابقہ کی نبوت اور ارسال رسل اور
کتب منزلہ اور وجود ملائکہ اور احوال قبر اور ثواب قبر اور عذاب قبر اور سوال منکر و نکیر اور زندہ
ہونا قبر مین اور احوال قیامت اور حساب اور سوال اور میزان اور صراط اور بولنا اعضا کا اور اڑنا
نامہ اعمال کا اور جنت کا ساتھ نعیم اور حور و قصور اور غلمان کے اور دوزخ کا ساتھ عذاب سخت
کے فی الحال موجود ہونا اور مظلوم کا ظالم سے انصاف کرنا اور قعر ہاے جہنم اور حوض کوثر جس کے
ساقی حضرت علی ہین کہ اوس سے پیاسون کو قیامت مین سیراب کرینگے اور نبی اور ائمہ
معصومین کی شفاعت اون لوگون کی حق مین جو گناہان کبیرہ کے مرتکب ہوئے ہین اور فرقہ
شیعہ مین سے ہین اور اللہ تعالی کا اہل قبور کو اوٹھانا اور قیامت کے مواقف اور اہوال
قیامت ان سب کا اعتقاد واجب ہے ان مین سے کسی بات مین شک نہین کیونکہ خبر دی ہے
انکی معصومین نے اور کتاب اللہ مین بھی انکا ذکر آیا ہے منکر انکا ملحد یا منافق ہے۔

فائدہ

المذاہب اور تذکرۃ المذاہب اور مونس الافاضل اور خطط الآثار اور ملل و نحل شہرستانی مین

شیعہ کے فرقون کے یہ نام اور سب لکھے ہے۔
شرکیہ انکا اعتقاد یہ ہے کہ حضرت علی شریک ہین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تینجیم
یا متناسخیہ انکا عقیدہ یہ ہے کہ ارواح کو تناسخ ہوا کرتا ہے اور بعضے متناسخیہ یہ کہتے ہیں
کہ جب روح دنیا مین آتی ہے بعد اس کے کہ وہ موت اول کے ساتھ دنیا سے جا چکی تھی
تو بکری کے بچہ مین داخل ہوتی ہے پھر اوس سے بھی کسی حقیر چیز مین انتقال کرتی ہے اسی
طرح نقل کرتے کرتے گندگی اور غلاظت کے کیڑون مین نقل کرتی ہے اور یہ آخری جسم ہوتا ہے
کہ اوسکو ملتا ہے بلکہ یہانتک ہوتا ہے کہ روح لوہے مٹی اور کچے برتنون مین نقل کر جاتی ہے
اور آگ مین پکنے اور پامال ہونے اور گلانے جلانے اور کٹنے پٹنے اور خوار و خراب رکھے جانی
سے عذاب پاتی ہے جسقدر گناہ روح کے ہوتے ہین اوسی قدر اوس کو عذاب ہوتا ہے
مخطئیہ انکا یہ اعتقاد ہے کہ جبرئیل علیہ السلام چوک گئے۔
خلفیہ انکا قول یہ ہے کہ نماز غیر امام کی پیچھے جائز نہین۔
رجعیہ یا راجعیہ۔ انکا قول ہے کہ حضرت علی بن ابی طالب عنقریب رجوع کرنے والے
ہین اپنے اعدا سے انتقام لین گے (دیکھو خطط) اور بعضے کہتے ہین کہ رجعیہ کی یہ رائے ہے
کہ حضرت علی ابر مین ہین اور دنیا مین قیامت سے قبل رجوع کرین گے اور رعد اونکی گھوڑی
کی ڈپٹ کی آواز ہے اور برق اوس گھوڑے کے نعل کی آگ ہے (دیکھو بحر)
متربصیہ تربص یعنی انتظار خروج امام مہدی کا کرتے ہین۔
ابدیہ سب کہتے ہین کہ حضرت علی نبوت مین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے شریک ہین۔
لاعنیہ۔ یہ طلحہ اور زبیر اور معاویہ اور بی بی عائشہ پر لعنت کرتے ہین۔
متربصیہ۔ انکا قول یہ ہے کہ سلطان مسلم پر خروج جائز ہے۔
خزنیہ۔ عبد اللہ ابن عمر و خزنی کے متبع ہین۔
اور آمریہ اور حبیبیہ اور جلالیہ اور کشاف اصطلاحات الفنون مین کہا ہے کہ امامیہ مین سے

ــسے ایک گروہ کا نام **سلفیہ** ہے اور قاضی عیاض نے شفا کے تیسرے باب مین کہا ہے
کہ روافض کے ایک فرقہ کا نام **عنبریہ** ہے یہ لوگ عبید اللہ بن حسن عنبری کی طرف منسوب
ہین یہ بصرہ کا قاضی تھا اس نے عقائد اور عقلیات مین تقلید کو جائز کیا تھا کہتا تھا انبیا کا جھوٹ
بولنا اون اون باتوں مین جو خدا کی طرف سے لائے ہین کسی مصلحت کی وجہ سے جائز ہے
کیالیہ ملل ونحل مین شہرستانی نے لکھا ہے کہ یہ فرقہ احمد بن کیال کی طرف منسوب ہے
ایک شخص کا اہلبیت مین سے داعی تھا جو بعد جعفر بن محمد صادق کے مخفی رہتا تھا اوس نے
اپنے آپ کو ظاہر نکیا احمد نے مسائل علمیہ پر واقفیت حاصل کرکے اپنی رائے کے ساتھ
ملا دیا اور ہر ایک علمی مسئلہ مین ایک نئی تحقیق پیدا کرلی جو نہ سمعیات کے مطابق تھی نہ عقلیات
کے بلکہ بعض قول اوس کے حس کے بھی مخالف تھے جبکہ اوسکی بدعت پر ائمہ کو اطلاع ہوئی
تو اوس سے نفرت کرنے لگے اور اوس کو برا کہنے لگے جب کیال کو یہ حال معلوم ہوا تو اوس نے
یہ دعوے کیا کہ مین امام ہون اور دوبارہ یہ دعوے کیا کہ مین قایم ہون اور منتظر ہون اوس کے
معتقدون نے اوس کے ان دعوون کو تسلیم کیا احمد کی مذہب کے بنیاد اس بات پر تھی کہ جو
کوئی آفاق کو نفوس کے ساتھ موافق کرسکے اور ان عالم علوی اور سفلی کے راستے بتا سکے
اور جسکی ذات مین تمام علوم جمع ہون اور اسباب پر قدرت رکھتا ہو کہ ہر کلی کو اوس کے
شخص معین جزئی مین بیان کرسکے وہی قائم ہے اور کہتا تھا کہ دنیا مین کوئی شخص اس صفت
کے ساتھ سوا میرے پیدا نہین ہوا اور زبان عربی و عجمی مین بہت سے کتابین ان مطالب کے
بیان مین احمد نے لکھ ڈالین اس نے عالم آفاق کو عالم علوی اور عالم نفوس کو عالم سفلی قرار دیا تھا کہتا تھا
ان عالم ہین عالم اعلیٰ عالم ادنیٰ عالم انسانی عالم اعلیٰ مین پانچ مکان تجویز کئے تھے ایک مکان
الاماکن جسمین کوئی چیز موجود نہین اور وہ سب کو محیط ہے اور شرع مین جو عرش وارد ہے
اس سے یہی مکان الاماکن مراد ہے اس کے تلے مکان نفس اعلیٰ کا ہے اس کے تلے مکان نفس ناطقہ
اسکے تلے مکان نفس حیوانی کا اسکے تلے مکان نفس انسانی کا نفس انسانی عالم نفس اعلیٰ پر چڑھنا چاہتا تھا

۴ … عبید اللہ بن حسن عنبری … [illegible]

اور مکان نفس ناطقہ اور نفس حیوانی کے پھٹ گئے تھے نفس انسانی وہان جاگر گونگا متحیر حسرت
زدہ محبوس ہوکر رہگیا اور سڑگیا اور اوس کے اجزا مستحیل ہوگئے اس لئے عالم سفلی مین گرگیا
اور اسی عفونت کی حالت مین مدتون تک رہا پھر نفس اعلیٰ نے اپنے انوار اوسپر ڈالے پس اس
عالم مین ترکیب پیدا ہوئین اور زمین و آسمان اور مرکبات یعنی معدنیات و نباتات و
حیوانات اور انسان بنے اور اس ترکیب سے انسان بلا مین پھنس گیا کبھی سرور کبھی غم کبھی
آرام کبھی اندوہ و محنت اوس کو پہونچنے لگی یہانتک کہ قایم ظاہر ہو کر اوسکو حالت کمال
کو پہونچائی اور ترکیب رفع ہوجائے اور متضادات باطل ہوجائین اور روحانی جسمانی پر ظاہر
ہوجائے اور وہ قایم احمد ہے پھر احمد نے اپنے قایم ہونے پر اسطرح استدلال کیا تہا کہ کہتا
تھا اس نام مین چار حرف جمع ہین جو چارون عالم کے موافق ہین الف نفس اعلےٰ کے مقابل
ہے اور حا نفس ناطقہ کی اور میم نفس حیوانیہ کے اور دال نفس انسانیہ کے اور عوالم علوی کے
مقابلے مین عوالم سفلی جسمانی ثابت کرتا تہا کہتا تہا کہ آسمان خالی ہے اور وہ مقابل مین مکان
الاماکن کے ہے اور آسمان کے تلے آگ ہے اور آگ کے تلے ہوا اور ہوا کے تلے زمین
اور زمین کے تلے پانی یہ چارون اون عوالم علوی کے مقابل ہین پھر کہتا تھا کہ انسان آگ کی
مقابلہ مین ہے اور پرند ہوا کے مقابلہ مین اور حیوان زمین کے مقابلہ مین اور مچھلی پانی کے مقابل
مین اور پانی کے مرکز کو اسفل المراکز قرار دیا تہا اور مچھلی کو اخس المرکبات بتایا تھا اور انسان کا
مقابلہ عالم روحانی و جسمانی سے اسطرح کیا تہا کہ کہتا تھا انسان مین جو پانچ حواس ہین انمین
سمع مکان الاماکن اور آسمان کے مقابل ہے اور بصر نفس اعلےٰ اور آگ کے مقابل ہے
اور قوت شامہ نفس ناطقہ اور ہوا کے مقابل ہے اور قوت ذائقہ نفس حیوانی اور زمین کے مقابل
ہے اور قوت لامسہ نفس انسانی اور پانی کے مقابل ہے اور کہتا تھا کہ میرے نام کے
حرفونمین سے الف انسان پر دلالت کرتا ہے اور حا حیوان پر اور میم طایر پر اور دال مچھلی پر
کہتا تہا اللہ تعالیٰ نے انسان کی شکل اسم احمد کے حروف کے مطابق بنائی ہے قد

شکل الف کے کیا ہے دونون ہاتھہ شکل حا کی اور شکم شکل میم کے اور دونون پاؤن شکل دال کے
اور کہتا تھا کہ انبیا اہل تقلید کے رہبر ہین اور اہل تقلید اندھے ہین اور قائم اہل بصیرت کا
رہبر ہے اور اہل بصیرت اولوالالباب ہین اور بصیرت عالم علوی و سفلی کے مقابلہ کرنے
سے حاصل ہوتی ہے میزان اہل علم سے مراد بتاتا تھا اور صراط اپنے نفس کو جانتا تھا اور کہتا
تھا جنت بصیرت حاصل کر لینے کا نام ہے اور دوزخ اس کے خلاف پر پہونچ جانے سے مراد ہے

فرقہ خوارج

سب سے پہلے جو علی کرم اللہ وجہہ پر خروج کر کے ان سے جدا ہو گئے اور تبرا کیا یہی
فرقہ ہے جب ۳۷ہجری مین معاویہ اور حضرت علی کے لشکر وئین بمقام صفین ماہ صفر
سے جنگ شروع ہوئی اور معاویہ کی فوج کے دل حضرت علی کی تلوار سے چھوٹ گئی اوسوقت معاویہ
نے کلام مجید نیزون پر رکھوا کر آواز بلند کہلایا کہ یہ کلام اللہ ہمارے تمہارے درمیان ہے
اسوقت مین مسعر بن فدکی تمیمی اور زید بن حصین طائی بیس ہزار شمشیر زنون کے ساتھ حضرت
امیر کی خدمت مین آئے انکی پیشانیون پر سجدے کے نمایان نشانیان تھین اور ایک جماعت
قاریان قرآن کے بھی جو بعد اس کے خوارج کہلائے انکے ساتھ تھے اور عرض کی کہ
آپکو معلوم ہے کہ ہمنے حضرت عثمان کو اس لئے قتل کیا تھا کہ وہ کلام اللہ کے مطابق کام
نہین کرتے تھے جب اہل شام آپ سے یہ استدعا کرتے ہین کہ موافق کتاب اللہ
کے تصفیہ کر لیا جاوے تو انکی رائے کو ماننا چاہئے ورنہ ہم آپ کو مثل اونہین کے قتل
کر ڈالین گے یا ہم آپ کو مخالفین کے سپرد کر دین گے حضرت علی نے جواب دیا کہ تم اپنے
حق و صدق پر دشمنون سے لڑے جاؤ یہ کام اونہون نے تمہارے فریب دینے کے لئے
کیا ہے مین ان سے زیادہ مستحق ہون اس بات کا کہ کتاب اللہ کے موافق احکام جاری
کرون معاویہ اور عمرو بن عاص اور ابن ابی معیط اور حبیب بن مسلم اور ابن ابی سرح اور ضحاک
بن قیس ایسے دیندار اور فرمان بردار قرآن کے نہین مین انکو خوب جانتا ہون یہ شعبدہ انکا

نے اس لئے مکر کیا ہے کہ ہمارے ہاتھ سے مخلصی حاصل کریں مگران لوگون نے حضرت
امیر کی ارشاد کو نہ مانا اشعث بن قیس نے حضرت امیر سے کہا کہ تمام لشکر آپکا حکم قرآن پر
رغبت رکھتا ہے اور جو امر معاویہ نے تجویز کیا ہے اوس سے بدل راضی ہے مجھے حکم ہو کہ
معاویہ کے پاس جاکر اونکا مافی الضمیر دریافت کرون آپ نے اوسکو کہدیا کہ تیرے خوشی
وہ معاویہ کے پاس گیا کہ تمنے کس لئے قرآن اوٹھائے ہین کہا مین یہ چاہتا ہون کہ ایک
میری طرف سے اور ایک حضرت علی کی طرف سے حکم (ثالث) مقرر ہو اور وہ جو کچھ کتاب اللہ
کی رو سے فیصلہ کردین اوسپر فریقین عمل کرین پھر شامیون نے کہا کہ ہم اپنی طرف سے عمرو بن
عاص کو ثالث کرتے ہین اور اشعث بن قیس اور قاریان قرآن نے کہا کہ حضرت علی کی
طرف سے ابو موسیٰ اشعری ثالث مقرر ہون۔ حضرت علی نے کہا مین ابو موسیٰ سے
راضی نہین اونہین اس کام کے لایق نہین جانتا اس لئے کہ وہ کئی مہینے مجھہ سے
منحرف رہے تھے اور لوگون کو میری متابعت سے روکتے تھے یہانتک کہ مین نے
اونکو امن دیا اور اپنے پاس بلایا اگر ثالث کا ہونا ضروری ہے تو عبد اللہ ابن عباس کو میری
طرف سے ثالث مقرر کرنا چاہئے عراقیون نے جواب دیا کہ وہ آپکے عزیز قریب ہین کوئی
غیر شخص ہو حضرت علی نے کہا کہ اچھا مالک اشتر کو مقرر کرو اشعث نے کہا کہ یہ سارا فتنہ اونہین
کا تو پیدا کیا ہوا ہے وہ گھوڑا دوڑانا جنگ کرنا جانتے ہین قرآن کے موافق حکم کرنا کیا جانین
اور حضرت علی کو اس بات پر مجبور کیا کہ اونہون نے ابو موسیٰ اشعری کے لئے ثالث مقرر کی
اجازت دیدی اور عمرو بن عاص معاویہ کی طرف سے پنچ قرار پائے اور اقرارنامہ جانبین
سے ۱۳ ماہ صفر ۳۷ھ کو قلمبند ہوا اشعث نے اس خیال سے کہ تمام لشکر عراق و شام کو اس
صلح کی خبر ہو جائے پھر کوئی شرایط صلح کے خلاف کام نکرے اول اقرارنامہ کو لیجا کر لشکر شام
کی صفون مین سنایا اونہون نے اوسے تسلیم کیا اور خوش ہو گئے پھر لشکر عراق کی صفون
مین سنانے کو لایا لشکر حضرت علی مین جہان چار ہزار آدمی جماعت بنی عنزہ کے کھڑے تھے

تھے اونکے پاس لیکر سنایا تو سعدان اور حیدان دو بھائی اوس کاغذ کا مضمون سنکر آگ بھبوکا ہوگئے اور کہنے لگے لا حکم الا اللہ یعنی حکم و حکومت خاص اللہ کے لئے ہے یہ کہکر تلوارین میان سے نکالکر لشکر شام مین گھس گئے اور کشت و خون کے بعد مارے گئے یہ کلمہ اول انہین دونون بھائیون کے منہہ سے نکلا پھر اشعث قبیلہ مراد کے پاس آیا اور وہ کاغذ سنایا تو اس قبیلے کے سردار کو بہت ناپسند ہوا اور کہنے لگا لا حکم الا اللہ ولو کرہ المشرکون پھر اشعث قبیلہ بنی راسب مین آیا تو اونہون نے اقرارنامہ سنکر کہا لا حکم الا اللہ لا نرضی ولا نحکّم الرجال فی دین اللہ یعنی حکم سوا خدا کے نہین اور ہم کسی کو اجازت نہین دیتے کہ دین الٰہی مین حکومت کرے پھر قبیلہ بنی ربیعہ یا قبیلہ بنی یشکر بن وائل مین سے ایک جوان نے اشعث سے مضمون کاغذ سنکر انکار کیا اور اول لشکر شام مین گھس پڑا وہان لڑبھڑ کر لشکر عراق مین آیا اور یہان لڑا اور پکار پکار کر کہتا جاتا تھا کہ اے لوگو جسطرح مین معاویہ کی بیزار ہون اوسیطرح حضرت علی سے بیزار ہون اور مارا گیا اور بعضے کہتے ہین کہ اول جسنے لا حکم الا اللہ کہا اور خارجی ہوا وہ حجاج بن عبد اللہ معروف بہ برک ہے جو قبیلہ بنی سعد بن زید بن مناۃ بن مرہ بن صریم سے تھا پھر اشعث قبیلہ بنی تمیم مین آیا اونہون نے بھی مضمون کاغذ سنکر کہا لا حکم الا اللہ یقضی بالحق وھو خیر الفاصلین یعنی حکم خاص خدا کے لئے ہے کہ حق و باطل کے درمیان فصل الخطاب ہے عروہ بن ادیہ برادر مرداس تمیمی نے کہا اتحکمون الرجال فی امر اللہ لا حکم الا اللہ یعنی کیا آدمی خدا کی حکم مین مداخلت کرتے ہین حالانکہ حکم سوا اللہ کے کسی کے لئے نہین ہے بعد اس کے اشعث حضرت علی کی خدمت مین آیا اور عرض کیا کہ عہدنامہ سنکر ہمارے لشکر عراق نے سر تسلیم خم کیا مگر تھوڑے سے بنی راسب کے آدمی اور کچھہ اور قبیلون کے آدمی اوس کو ناپسند کرکے کہنے لگے لا حکم الا اللہ اور ہم شام و عراق دونون کے آدمیون سے بیزار ہین اور سب سے جنگ کرین گے حضرت علی نے فرمایا کہ اونکو اونکی حال پر چھوڑ دینا چاہئے یہ باتین ابھی ہو ہی رہی تھین کہ چارو نطرف

سے لوگ جمع ہو گئے اور یہ وہ ہین کہ خوارج کہلائے حضرت علی سے چلا چلا کر یہ کہتے تھے
لاحکم الا للہ الحکم للہ یا علی ۔ اے علی حکم اللہ کے لئے ہے نہ تمہارے لئے ہم
نہین چاہتے کہ آدمی اپنے اجتہاد سے دین الٰہی مین حکومت کرین ہم اللہ کے حکم کے موافق معاویہ
سے جنگ کرتے تھے تا کہ اوس بات کو تسلیم کرین جیسے ہم نے اختیار کیا ہے اور
ہمنے جو پہلے حکم مقرر کرنے کے لئے رائے دی تھی یہ ہم سے گناہ ہوا اب ہم اوس گناہ
سے توبہ کرتے ہین تم بھی اے علیؓ توبہ کرو اور پھر بدستور معاویہ سے جنگ شروع کردو
حضرت علی نے اونکو سمجھایا مگر خوارج نے آپکا ارشاد نہ مانا اور یہی کہتے رہے کہ آپ اپنی اوس
رائے کو بدل دین اور توبہ کرلین اور معاویہ سے جو معاہدہ کیا ہے اوسے توڑ ڈالین اور
مہلت جنگ کو موقوف کردین حضرت علی نے فرمایا کہ جبکہ ہم نے معاہدہ اپنی مرضی سے
کیا اور عہد نامہ لکہا گیا تو اب نقض عہد نہین کرسکتے خوارج جو دیکھا کہ حضرت علی نے
اونکی بات کی وقعت نہ کی تو اوس سے منحرف ہو گئے اور اونکی ہمراہ کوفہ کو نہ گئے۔ موضع حروراء
(بفتح حاے مہملہ وضم رائے مہملہ وسکون واو ورائے مہملہ والف ممدودہ) مین کہ کوفہ سے
دو میل کے فاصلہ پر واقع ہے جا کر ٹھہر گئے اسی لئے انکو حروریہ بھی کہتے ہین
یہ چھہ ہزار آدمی تھے اور اپنا امیر القتال شبث بن ربعی کو اور امیر الصلوٰۃ عبداللہ بن الکوا الیشکری
کو بنایا اور حضرت علی کا نام مخطی[1] رکھدیا اور کہتے تھے کہ حضرت علی اگر خلیفہ برحق تھے تو تحکیم پر
کیون راضی ہوئے اور اگر خلیفہ برحق نہ تھے تو خلافت کیون قبول کی اور مسلمانون اور
معاویہ سے کیون جنگ کی اور کس لئے اتنے مسلمانون کا کشت و خون کیا حضرت علی
اونکے پاس گئے اور کمان کو ٹیک کر نہایت فصاحت و بلاغت کے ساتھ ایک خطبہ کہا
اور اون کو سمجھایا کہ تمکو معلوم ہے کہ مین ثالثی کو سب سے زیادہ مکروہ جانتا ہون سینے کہ تم
لوگون سے قبول کیا ہے خوارج نے کہا کہ ضرور ایسا ہی ہوا ہے حضرت علی نے فرمایا کہ تمنے

[1] دیکھو تاریخ ملا جامی بزبان فارسی ۱۲

کہتے تھے پھر کیون میرا ساتھ چھوڑا بولے ہم سے گناہ ہو گیا تھا کافر ہو گئے تھے پھر پشیمان
ہوئے توبہ کر لی آپ بھی پشیمان ہو کر توبہ کر لین تاکہ ہم آپکے ساتھ شریک ہو کر آپ کے
دشمنون سے جنگ کرین حضرت علی نے کہا **استغفر اللہ من کل ذنب**۔
خوارج نے سمجھ لیا کہ حضرت علی نے قبول تحکیم سے توبہ کر لی اور وہ سب اونکے ہمراہ کوفہ
کو چلے گئے اشعث بن قیس نے کہ منافق اور فتنہ انگیز تھا ایک روز حضرت علی سے کہا کہ لوگ
یہ بات مشہور کر رہے ہین کہ آپ تحکیم کو ضلالت جانتے ہین اور اوس سے پشیمان ہین اور جو
اوسے اچھا جانتا ہی اوسے کافر سمجھتے ہین آپنے لوگون کے اس گمان کے دفعیہ کی غرض
سے مسجد مین خطبہ مین یہ کہا کہ کوئی یہ نہ جانے کہ مین تحکیم سے پشیمان ہون جس نے یہ خیال
کیا اوس نے غلطی کی اور جو حکومت کو ضلالت جانتا ہے وہ گمراہ ہے جب خوارج نے آپکی
زبان سے یہ بات سنی تو دوبارہ یہ کہکر **لا حکم الا اللہ** لشکر مین سے نکلکر موضع حرورا مین چلے
گئے اور کہنے لگے **ان علیا و معاویۃ قد اشرکا فی حکم اللہ** یعنی تحقیق حضرت
علی و معاویہ دین خدا مین مشرک ہو گئے ہین اور انہون نے خوارج بصرہ کو بھی لکھا کہ مسلمانون
نے برخلاف کتاب اللہ کے دو آدمیون کو ثالث مقرر کیا ہے اور سب کافر ہو گئے ہین
انہون نے جواب بھیجا کہ تمہاری رائے صحیح ہے ہم بھی بہت جلد تم سے آکر ملتے ہین جب
خوارج حرورا مین جمع ہو گئے تو عبداللہ بن وہب کے ہاتھ پر کہ اینمین نہایت متقی تھا ان
سب نے بیعت کی اور یہ عہد باندھ لیا کہ جن لوگون نے حکم الہی کے برخلاف ثالث مقرر
کئے ہین اون سے جنگ کرین گے حرورا مین اول چار ہزار جمع ہوئے تھے پھر ایک جماعت
اینمین اور ملگئی جس سے سارے بارہ ہزار آدمی ہو گئے عبداللہ بن عباس نے حضرت
کے حکم سے حرورا جا کر اون سے مناظرہ کیا مگر وہ راجع طرف حق کے نہوئے اور نہروان
کو چلے گئے جو بغداد اور واسط کے درمیان مین دجلہ کے شرقی جانب واقع ہے انکو رستے مین
جو مسلمان ملتا اوسے مار ڈالتے اور مال و اسباب لوٹ لیتے نہروان مین حضرت

علی کی طرف سے عبداللہ بن خباب حکمران تھا اوسے بھی قتل کرڈالا حضرت علی معاویہ سے
جنگ کے لئے ملک شام پر چڑہائی کی تیاری کر رہے تھے کہ آپکو یہ خبر پہونچی کہ خوارج ملک
مین فساد کرتے ہین اور مسلمانون کو جہان پاتے ہین مار ڈالتے ہین اور انکا ارادہ یہ ہے
کہ حضرت علی شام کو چلے جائینگے تو ہم کوفہ کو لوٹ لینگے اور عیال کوفہ کو مار ڈالینگے
آپ سنتے شام کا ارادہ ملتوی کرکے خوارج کا تعاقب کیا اور نہروان پہونچکر خوارج کو بہت کچھ
سمجھایا تو آٹھ ہزار مان گئے اور توبہ کرکے حضرت علی کی اطاعت قبول کرلی مگر چار ہزار نے
نہ مانا انکے سردار عبداللہ بن وہب اور حرقوص بن زہیر معروف بہ ذو الثدیہ تھے امیر المومنین
علی کرم اللہ وجہہ نے اون سے مقابلہ کیا اور دو ہزار چھہ سو کو تہ تیغ کر ڈالا وہ دونون سردار
بھی کام آئے باقی بچکر نکل گئے اور حضرت علی کی طرف سے کل ستر آدمی مقتول ہوئے اور
بعضے کہتے ہین کہ چار ہزار مین سے صرف نو آدمی زندہ بچے کل مارے گئے اون نو مین سے
دو خراسان مین جاکر سجستان مین آباد ہوئے اور دو یمن کو چلے گئے اور دو عمان مین جا بسے
اور دو دیلے فرات کے کنارے پر مقام شن مین آباد ہوئے اور ایک تل قافان
مین آباد ہوا اب سارے خوارج انہین نو آدمیون کی نسل سے ہین[1]۔
خوارج گناہ پر تکفیر کرتے تھے امام پر خروج وقتال روا رکھتے تھے یہ سب کے سب حضرت
ابوبکر اور حضرت عمر کی محبت اور حضرت علی بن ابی طالب کے بغض مین غالی ہین یہانتک کہ
بعضے خوارج نے ابن ملجم قاتل جناب امیر کی مدح مین قصاید اور ابیات لکھی ہین اور اہل سنت
وجماعت نے اونکا دندان شکن جواب دیا ہے یہ سب کلام استیعاب مین موجود ہے دین خالص
مین نواب صدیق حسن خان نے لکھا ہے کہ لا حکم الا اللہ سے مراد خوارج کی یہ تھی کہ ہم کوئی چیز قبول

[1] دیکھو تاریخ اعثم کوفی اور مروج الذہب مین مذکور ہے کہ حضرت علی کی لشکر مین سے نو آدمی مارے گئے اور خوارج
تمام کام آگئے صرف دس زندہ بچے اور روضۃ الاحباب مین لکھا ہے عبداللہ بن وہب کے ساتھ ایکہزار آٹھ سو خوارج
رہگئے تھے جو سب مارے گئے اور تاریخ طبری مین لکھا ہے کہ جنگ نہروان مین حضرت علی کی طرف سے سات آدمی مقتول
ہوئے تھے ۱۲ حال خوارج کا حال زیادہ جلد سوم کتاب دوم ناسخ التواریخ سے نقل کیا گیا ہے ۱۲

ترجمان وہابیہ صفحہ ۲۰ - ۱۱

نہین کرتے گرچہ قرآن مین ہے اور اس سے غرض اونکی یہ تھی کہ ہم حدیث کا بھی اتباع نہین کرتے
حالانکہ ایمان کامل نہین ہوتا جب تک سنت رسول کی اتباع نکیجائے جسطرح قرآن کے اتباع
کیجاتی ہے کیونکہ جس ذات نے ہمکو قرآن پہونچایا ہے اوسی کا کلام حدیث ہے قرآن تو ہمنے
رسول ہی سے جانا ہے پس جب ایک بیان رسول کو نہ مانا تو قرآن سے بھی انکار ٹھہرا بہرصورت
خوارج اہل تحکیم کی شرک پر اس آیت کے ساتھ استدلال کرتے تھے **ولا یشرک فی حکمہ احد**
یعنی خدائے پاک اپنے حکم مین کسی کو شریک نہین کرتا۔ اور بعض کی رائے یہ ہے کہ حروریہ اور خوارج
مین قدرے فرق ہے حروریہ کے نزدیک کبیرہ کا مرتکب مشرک ہوتا ہے ورنہ عامہ خوارج
کا یہ مذہب ہے کہ وہ کافر ہے نہ مشرک اور بعض کی رائے یہ ہے کہ وہ منافق ہے دوزخ
کے تلے کے طبقہ مین جسکا نام ہاویہ ہے ہوگا اور ایمان جملہ طاعات کا نام ہے فرض ہون
یا نفل حروریہ کے نزدیک یہ بات ہے کہ ایک کبیرہ کرنے سے نام مرتکب کا بدل جاتا ہے نہ مومن
کہلائے نہ کافر نہ مشرک اور حکم اوسکا یہ ہے کہ وہ **مخلد فی النار** ہوگا انکو اثبات وعید
وخوف مین مسلمین مرتکب کبیرہ پر اور **تخلید فی النار** مین باوجود ایمان کے بڑا غلو ہے
اسلئے انکو **وعیدیہ** بھی کہتے ہین انکا اتفاق ہے اسبات پر کہ ایمان اجتناب
کرنا ہے ہر معصیت سے تو یہ قوم ضد ہے مرجیہ کی نفی واثبات وعد وعید مین اس سے معلوم
ہوا کہ حروریہ ایک قوم ہے خوارج کی جسطرح خوارج کی سات فرقے اور ہین بحر المذاہب مین لکھا ہے
کہ خوارج کو **محکمہ**[۱] بھی کہتے ہین اسوجہ سے کہ اونہون نے دونون حکم (یعنی ابو موسی اشعری وعمرو
بن عاص) سے انکار کیا تھا اور مشہور یہ ہے کہ محکمہ ایک قسم ہے خوارج کے زائد اون سات
فرقون پر اور محکمہ انکو اسلئے کہتے ہین کہ انہون نے جناب امیر سے یہ بات کہی کہ حکم
(ثالث) اوسکو مقرر کرنا چاہیے جو حکم کتاب الٰہی کے موافق کرے اور جب بوجہ فریب عمرو بن عاص

[۱] ابوداؤد عمرو بن سلیمان افندی مولف صلح الاخوان خوارج کے عالمین کہا ہے ثم اول فرقہ من ہذہ الطائفۃ خرجوا
علی سیدنا علی ابن ابی طالب واکابر الصحابۃ فکفروا ہم وشرکوا ہم واستحلوا دماءہم واموالہم فی مسئلۃ التحکیم لما حکم
علی رضی اللہ عنہ ابا موسی الاشعری ومعاویۃ عمرو بن العاص فقالوا لہما اشرکتما باللہ حیث حکمتما غیرہ استدلالا بقولہ تعم

کے ابو موسی اشعری کے ساتھ جناب مرتضی نے تحکیم (ثالثی) کو نامنظور کیا تو اس پر وہ لوگ
خفا ہو گئے اور جناب امیر کو چھوڑ دیا اور انکو نواصب بھی بولتے ہین۔ مگر فتاوی عزیزی مین
مذکور ہے کہ نواصب فرقہ جدا ہے اور خوارج جدا نواصب مغرب اور شام مین بہت تھے
متوکل عباسی اور اوسکا وزیر علی ابن جہم دونون ناصبی تھے ۲۳۶ھ مین متوکل نے امام حسین
کی زیارت کے گرداگرد کی تمام عمارات توڑوا ڈالین اور حکم دیا کہ کوئی زیارت کے
واسطے نہ جائے اور ابو یوسف یعقوب بن اسحاق معروف بہ ابن سکیت کو جسکی تالیفات
سے اصطلاح المنطق لغت مین مشہور کتاب ہے امام حسن و حسین کی اوس کے بیٹون
کے مقابلہ مین تعریف کرنے پر مروا ڈالا اور اوس کے مصاحبین مین سے ایک مسخرہ
عبادہ نامی تھا وہ مخنث اپنے پہننے کے کپڑون کے نیچے ایک گل تکیہ باندھکر توندیلا
کر لیتا تھا اور اپنے سر کو کھول لیتا تھا کیونکہ اوس کی تندیا پر بال نہ تھے اور ناچتا تھا اور
کہتا تھا آیا توندیلا جس کے سر پر بال نہین مسلمانون کا خلیفہ علی اور متوکل بیٹھا ہوا شراب
پیتا اور ہنستا کچھہ اوپر دس برس حکومت کرکے ۲۴۷ھ مین مارا گیا تعجب یہ ہے کہ شیخ
محی الدین عربی نے فتوحات مین اوسکو اون اقطاب مین شمار کیا ہے جنہین ظاہر مین بھی
حکومت اور سلطنت حاصل ہوئی غرضکہ فرق ان دونون فرقون مین یہ ہے کہ خوارج اون
صحابہ کی جنہون نے باہم لڑائیان کین جیسے طلحہ اور زبیر اور حضرت عثمان و علی اور معاویہ
اور عمرو بن عاص کی تکفیر کرتے ہین اور نواصب صرف حضرت علی اور انکی اولاد سے
بغض و عداوت رکھتے ہین متاخرین مین سے عبد الحمید مغربی بھی ناصبی تھے جنہون نے
ایک کتاب تالیف کرکے اوسمین جناب امیر کی نسبت دو قسم کے مطاعن لکھے ہین
ایک وہ کہ فقط نواصب ہی نے اون کو بیان کیا ہے اور شیعہ اور اہل سنت انکا انکار
کرتے ہین اور اس قسم کا اعتبار نہین اسواسطے کہ محض افترا اور بہتان ہے ایسے مطاعن
سے اون جناب پر ذرا الزام عائد نہین ہو سکتا۔ اور دوسرے مطاعن یہ ہین مثلاً شرکت حضرت

عثمان کے قتل مین اور شرکت بی بی عایشہ پر زنا کی تہمت مین وغیرہ وغیرہ اور دوسری قسم
کے مطاعن وہ ہین جنکی اصلیت کتب شیعہ اور اہل سنت دونون مین موجود ہے اور
دونون فرقون کے ماننے اونکی صحت ہو سکتی ہے ان قسم کے مطاعن کا جواب اہل
حق نے البتہ دیا ہے اور اہل حق کو اون مطاعن کا کوئی افسوس نکرنا چاہئے اس لئے
کہ کوئی آدمی دنیا مین ایسا نہین ہوا جس کے حق مین بدگو اور عیب جویون نے طعن اور
قدح نکیا ہو خود بجناب کبریائے الٰہی حرف گیریان کیجاتی ہین ع قیل ان الالہ ذو ولد
حضرت آدم سے لیکر تا حضرت خاتم النبیین فرقہ حشویہ نے بتقریب انکار عصمت انبیا علیہم
السلام کیسے کیسے صغائر و کبائر کو منسوب بجناب انبیا کیا ہی اور آیات و احادیث سے
بزعم خود ثابت کیا ہی ودنے انکار عصمت ملائکہ مین یہی چال چلی ہے شیعہ نے خلفائے
ثلثہ اور ام المومنین عائشہ پر کتنی طعن کئے ہین لیکن دانشمند جانتے ہین کہ یہ باتین اونکی شان
مین کوئی نقصان نہین پیدا کر سکتین ٭ واذا اتتك مذمتي من ناقص
فهي الشهادة لي باني كامل ٭ یعنی جب پہونچے تیرے پاس کوئی برائی میری کسی
ناقص بدگو کی طرف سے تو یہی گواہی ہے میرے لئے اسبات کی کہ مین کامل ہون اور
خوارج کا نام شراۃ بھی ہے خوارج کہتے ہین کہ ہمنے اپنی جانون کو دین کے واسطے خرید کر لیا ہے
اس لئے کہ ہمنے ائمہ ظالم کی رفاقت سے کنارہ کشی کی اس وجہ سے ہم شراۃ ہین کسی نے
کہا ہی یہ نام اونکا اس لئے ہوا کہ وہ مسلمانون پر نہایت غضبناک تھے اور خوارج کو
مارقہ بھی کہتے ہین اور وجہ تسمیہ احادیث ذیل سے معلوم ہوگی ابو سعید خدری سے بخاری
و مسلم وغیرہ نے روایت کی ہی کہ رسول علیہ السلام مال غنیمت کہ یمن سے آیا تھا
ہر آدمی کو بقدر حاجت بانٹ رہے تھے کہ آپ کے پاس قبیلہ بنی تمیم مین سے ایک آدمی
آیا جسے ذوالخویصرہ کہتے ہین آپ سے کہنے لگا کہ تقسیم مین عدل کرو اور سب کو برابر دو
آپ نے فرمایا کہ افسوس تیرے حال پر جب مین نے ناانصافی کی تو اور کون انصاف کریگا

حضرت فاروق نے آپ سے عرض کی کہ حضور حکم دین تو مین اس کی گردن ماردون حضرت
نے فرمایا کہ ایسا مت کرو اس لئے کہ اوس کے ایسے یار ہونگی جنکی نماز اور روزون کے
مقابلہ مین تم لوگون کو اپنی نماز اور روزے حقیر معلوم ہونگے اور پڑہینگے قرآن مگر تاثیر نکریگا
قرآن اونہین نکلین گے دین سے جیسے کہ نکلجاتا ہی تیر شکار مین سے پیکان سے برنگ
اور نہین پایا جاتا ہے تیر مین کچہہ اثر حالانکہ تیر نجاست اور خون سے در گذرا ہی اوس کے
بعض اصحاب کی علامت یہ ہے کہ ایک مرد ہوگا سیاہ رنگ کہ اوس کے ایک بازو مین
افزونی ہوگی پستان عورت یا گوشت کے ٹکڑے کی طرح کہ وہ ہلتی ہوگی بغاوت کرینگے
یہ لوگ اون سے جو سب آدمیون سے بہتر ہونگے ابو سعید کہتے ہین کہ جب حضرت علی نے
خوارج سے جنگ کی تو مین اونکی ہمراہ تھا جب فتحیاب ہوئے تو حکم دیا کہ اوس شخص کو
مقتولین مین سے تلاش کرو جسکی نسبت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ خبر دی تھی تلاش
کی تو اوس کی لاش ملی اور دیکھا تو وہی علامت موجود تھی جو آنحضرت نے بیان کی تھی
اوس شخص کو ذو الثدیہ بھی کہتے تھے ثائے مثلثہ کے ضمہ اور دال مہملہ کے فتحہ اور تشدید یائے
تحتانی سے یہی اون خارجیون کا سردار تھا اور جنھون نے کہا ہے کہ ذو الخویصرہ سردار خوارج
تھا یہ سہو ہے کیونکہ ظہور خوارج حضرت علی کے زمانہ مین ہوا ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی مراد یہ تھی کہ ذو الخویصرہ کی اصل سے خوارج نکلین گے اور حضرت علی اور اونکے یارون سے
جو اپنے زمانہ کے لوگون سے بہتر ہین جنگ کرینگے اور شریک بن شہاب سے نسائی
نے روایت کی ہے کہ ابو برزہ کہتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ذو الخویصرہ سے
اون گستاخانہ الفاظ کے بعد فرمایا یخرج فی آخر الزمان قوم کان ھذا منھم یقرؤن
القرآن لا یجاوز تراقیھم یمرقون من الاسلام کما یمرق السھم من الرمیۃ
سیماھم التحلیق لا یزالون یخرجون حتی یخرج آخرھم مع المسیح الدجال نکلے
گی آخر زمانہ مین ایک قوم گویا کہ یہ شخص اونہین مین سے ہی پڑہین گے قرآن کہ نہین تجاوز

اونکے گلے کی ہنسلیون کے نکلجاوینگے اسلام سے جیسے نکلجاتا ہی تیر شکار سے علامت اونکی یہ ہے کہ اونکی سرمنڈی ہونگے وہ ہمیشہ خروج کرتے رہینگے یہانتک کہ اونمین سے پچھلا شخص مسیح دجال کے ساتھ نکلیگا اورحدیث متفق علیہ مین حضرت علی سے مروی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خوارج کے حق مین بطور پیشین گوئی کے فرمایا تھا یقولون من خیر قول البریۃ لا یجاوز ایمانہم حناجرہم یمرقون من الدین کما یمرق السہم من الرمیۃ فاینما لقیتموہم فاقتلوہم فان فی قتلہم اجرا لمن قتلہم یوم القیمۃ یعنی بہترین قول خلق کہینگے (مطلب یہ ہے کہ قرآن بیان کرینگے) ایمان اونکا اونکی گلون سے تجاوز نہ کریگا دین سے اسطرح نکل جائینگے جیسے تیر شکار سے نکلجاتا ہے تم اونکو جہان پاؤ مار ڈالو قیامت کے دن اونکے قاتل کو ثواب ملیگا اور انہین کے حق مین ابو سعید خدری سے مسلم نے روایت کی ہے یکون امتی فرقتین فیخرج من بینہما مارقۃ یلی قتلہم اولیہم بالحق میری امت دو فرقے ہوجاویگی اونمین سے ایک جماعت نکلنے والی خروج کریگی ان مارقہ کو وہ شخص قتل کریگا جسکو حق سے بہت قربت حاصل ہوگی امت کے دو فریق ہوجانے سے مراد یہ ہے کہ ایک جماعت امیر علیہ السلام کی طرفدار رہگئی اور دوسرے نے معاویہ کی جانب داری کی اور انہین سے جس تیسری جماعت نے خروج کیا وہ مارقہ یعنی خوارج ہین حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جن کو اس وقت حق کے ساتھ بہ نسبت تمام امت کے زیادہ قربت حاصل تھی ان مارقہ کے ساتھ قتال کیا۔

فائدہ ۔ خوارج کا مذہب یہ ہے کہ ان چار حالتونمین اہل قبلہ کا خون مباح وحلال ہے (۱) جب کبیرہ کا ارتکاب کرے (۲) کوئی بدعت اوس سے حادث ہو (۳) سلطان سے بغاوت کرے (۴) فرایض کو ترک کرے اور ترک کو حلال جانے۔ اور یہی مذہب معتزلہ کا بھی ہے۔ مگر اہل سنت کے نزدیک تین حالتونمین اہل قبلہ کا خون مباح ہے

(۱) اسلام کے بعد کافر ہو جائے (۲) محصن ہونے کے بعد زنا کرے (۳) کسی کو بغیر حق کے مار ڈالے۔ اور باغی کا قتل کرنا اوس وقت تک جایز ہے کہ وہ مقابلہ کرتا ہے اور جب دب جائے لڑائی چھوڑ دے تو اوسکا قتل کرنا درست نہین۔ ابن تیمیہ نے کہا ہے کہ امت محمدی مین جسنے اول تکفیر کرنا شروع کی وہ معتزلہ اور خوارج ہین[۱] اور اکثر خوارج کا یہ قول ہے کہ امام کا مقرر کرنا کسی حال مین امن کا زمانہ ہو یا فتنہ و فساد کا نہ اللہ پر واجب ہے نہ بندون پر نہ شرعی طور پر نہ عقلی طور پر پھر اگر اوسے مقرر کر دین تو جایز ہے اور اگر نہ مقرر کرین تو بھی جایز ہے[۲] ملا علی قاری شرح فقہ اکبر مین ہے کہتے ہین کہ خوارج نے نصب امام کو واجب نہین بتایا ہے مگر اونمین سے ایک گروہ کہتا ہے کہ حالت فتنہ مین امام کا مقرر کرنا واجب ہے اور ایک گروہ کہتا ہے کہ امن کی حالت مین واجب ہے انتہی شرح مقاصد اور نہایۃ العقول وغیرہ مین یہ دونون مذہب ہشام بن عمر فوطی[۳] اور ابو بکر اصم کی طرف منسوب کیے ہین جو معتزلی ہین بعض کتب مین لکھا ہے کہ خوارج کہتے ہین کہ معاویہ نے حضرت علی سے خلاف کیا تو اسمین معاویہ حق پر تھے اور بعضے فرضیت زکوۃ کے منکر ہین اور نماز کو سوا اپنے امام کے دوسرے کے پیچھے روا نہین رکھتے اور ان کے نزدیک نماز کا وقت سے تاخیر کرکے پڑھنا اور روزہ رمضان کا ماہ رمضان کا چاند دیکھنے سے قبل رکھنا جایز ہے اور نکاح کرنا ولی کی موجودگی کی بغیر صحیح ہے اور ایک درم کا دو درم کو دست بدست بیع کرنا جایز ہے قرار دیتے ہین اور موزہ پہنکر نماز پڑھنا جایز سمجھتے ہین اور انکے نزدیک موزہ مسح کرنا درست ہے اور سلطان کی فرمانبرداری انکی یہان ضروری نہین انکی اعتقاد مین امام کا قرشی ہونا لازم نہین عادل ہونا کافی ہے کہتی ہین کہ اگر امام ظلم و جور کرے تو اوسکا معزول کرنا واجب

[۱] رسالہ عقائد مولفہ سلیمان بن عبد الوہاب مین ہے وقد سئل شیخ الاسلام ابن تیمیہ عن التکفیر الواقع فی هذه الامۃ من اول من احدثہ وابتدعہ فاجاب اول من احدث فی الاسلام المعتزلۃ وعنہم تلقاہ من تلقاہ وکذٰلک الخوارج هم اول من اظهرہ ۱۲ [۲] دیکھو اربعین فی اصول الدین مولفہ امام فخر الدین رازی اور شرح طوالع الانوار مولفہ عبد اللہ بن محمد فرغانی اور مطالع الانظار مولفہ ابو الثنا شمس الدین ۱۲

سے ہے یا مار ڈالنا چاہئے اور یہ کہتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کی امامت کے لئے اپنی بعد نص نہین کی تھی اور انکے نزدیک کسی شئے کا وجوب عقل کے ذریعہ سے ثابت نہین ہوتا پس نہ ایمان باللہ کو عقل واجب کرتی ہے اور نہ عقل سے ایمان کا حسن اور کفر کا قبح دریافت ہو سکتا ہے بلکہ یہ سب باتین شرع سے[1] معلوم جاتی ہین یہی رائے مشبہ کی ہے[2] خوارج کے مصنفین مین سے عبداللہ بن زید اور محمد بن حرب اور یحییٰ بن کامل اور سعید بن ہارون ہین۔

خوارج کے فرقون کی تفصیل یہ ہے

ایک بیہسیہ۔ یہ لوگ بیہس[3] بن الہیصم بن جابر کی طرف منسوب ہین جو قبیلۂ بنی سعد بن ضبیعہ سے تھا اس نے زمانہ ولید بن ہشام مین نمود حاصل کی تھی حجاج نے اس کے گرفتار کرنے کی بہت کوشش کی مگر ہاتھ نہ لگا اور مدینہ کو بھاگ گیا وہان عثمان بن حبان مزنی نے گرفتار کر لیا ولید کو جب اسکی گرفتاری کی خبر پہونچی تو عثمان کو لکھا کہ اس کے دونون ہاتھ اور دونون پاؤن کٹوا کر قتل کرا دو عثمان نے حکم کی تعمیل کی بیہس نے ابراہیم اور میمون کی تکفیر کی ہے اس لئے کہ بیعت امامت مین اونکو اختلاف تھا اسیطرح واقفیہ کی بھی تکفیر کی ہے اسکا یہ اعتقاد ہے کہ ایمان عبارت ہے اقرار اور معرفت خدا اور اوس چیز کے علم سے جسکی رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے تبلیغ کی ہے اور جو کوئی ایسی چیز کا ارتکاب کرے جسکی حلت وحرمت سے واقف نہو وہ کافر ہے اور بعضے بیہسیہ کی یہ رائے ہے کہ وہ شخص کافر نہین ہوتا جب تک امام مطلع ہو کر اوس پر حد جاری نہ کرے اور جس چیز پر حد جاری نہین ہوتی وہ معاف ہے اور جسوقت امام سے کفر صادر ہو گا تو ساری رعیت بھی کافر ہو جائے گی اور اطفال کا حال کفر و ایمان مین انکی مان باپ کا سا ہے

[1] دیکھو شرح عمدۃ النسفی ۱۲ [2] شرح مواقف مین اسیطرح ہے اور غنیۃ الطالبین اور ملل و نحل اور شرح شہرستانی مین بیہس کا نام اور صحیح بھی ہے اس لئے کہ تعریفات سید شریف مین لکھا ہے البیہسیۃ اصحاب ابی بیہس بن الہیصم بن جابر اور نقائش الفنون مین بھی ابی بیہس ہے اور شیخ ابو نصر کی کی تعریفات مین ابو بیہس الہیصم بن جابر مرقوم ہے ۱۲

اگروہ کافر ہین تو یہ بھی کافر ہونگے اور جو ان باپ ایماندار ہین تو یہ بھی ایماندار ہونگے
اور بعضے یہ کہتے ہین کہ شراب کا نشہ حلال ہے اور نشہ کی حالت مین آدمی کے قول پر مواخذہ
نہین اور بعضون کی یہ رائے ہے کہ جب نشہ کی حالت مین ارتکاب گناہ کبیرہ کا ہو تو وہ
نشہ حرام ہوجاتا ہے اور افعال عباد کو عباد کی طرف منسوب کرتے ہین اس فرقہ کو
بیہسمیہ بھی کہتے ہین۔

دوسرے مرداسیہ - یہ فرقہ ابوبلال مرداس حنظلی کی طرف منسوب ہے اسکی
مان کا نام ادیہ اور باپ کا نام حدیر تھا اور قبیلہ بنی تمیم سے تھا اور نہایت عابد اور زاہد
اور پرہیزگار تھا ابن زیاد نے تمام خوارج کے ساتھ اسکو بھی قید کردیا تھا مگر جیلر نے اسکو عابد و زاہد
پاکر اجازت دیدی کہ شب کو اپنے مکان کو چلا جایا کرے ایک روز ابن زیاد نے یہ تجویز کی
کہ کل ان تمام محبوس خوارج کو قتل کر ڈالنا چاہئے ابوبلال کے ایک دوست نے جو ابن زیاد
کا مقرب تھا اوسکو امیر کے اس ارادے کی اطلاع دیدی مگر یہ اپنے معمول کے موافق سویرے ہی
سے محبس کو چلا گیا داروغہ نے ابن مرداس سے کہا کہ امیر کا یہ ارادہ ہے کیا تمکو بھی اسکی خبر
ہوچکی ہے ابن مرداس نے کہا ہان مجھکو یہ حال معلوم ہے داروغہ نے کہا کہ پھر تم موت کے
منہ مین کیون چلے آئے ابوبلال نے جواب دیا کہ آپ نے مجھپر احسان کیا تھا پھر مین کیسے روپوش
ہوکر آپ کو کشاکش مین ڈالتا جب خوارج کو ابن زیاد نے قتل کرنا شروع کیا تو جیلر نے
یہ سارا قصہ اوس سے بیان کرکے سفارش کی اور رہائی دلادی سنہ ہجری مین ابو
بلال مرداس نے ابن زیاد سے متوحش ہوکر چالیس آدمیون کے ساتھ اہواز مین خروج
کیا اور ایکبار اتنی دلیری سے زیاد کی دو ہزار فوج کا مقابلہ کیا کہ اونکو شکست فاحش ہوئی
مگر آخر کار سنہ ٦١ھ مین مارا گیا یہ تمام خوارج جو اوس کے ساتھ شریک تھے مرداسیہ مین خوارج
مین اوسکو ورع کی وجہ سے بہت عظمت تھی یہ شخص جنگ صفین مین سیدنا علی کے ہمراہ تھا
اور بعد تحکیم کے اوس سے علیحدہ ہوگیا تھا نہروان مین لڑائی مین خوارج کے ساتھ شریک ہوکر

جناب امیر سے جنگ کی تھی اسکا مذہب یہ تھا کہ عورات کا خروج کرنا حرام ہے اور کہتا تھا جو ہم سے جنگ کریگا ہم اوس سے جنگ کرین گے اور جو ہماری طرفداری کریگا ہم اوس کے دوست ہین اور کہتا تھا جبتک لڑائی مین دشمن کی طرف سے ابتدا نہو اوس سے نہ لڑنا چاہیے ایکبار ابن عامر کو اسنے قبا پہنی دیکھا تو برا مانا اور کہنے لگا یہ فساق کا لباس ہے ابو بکرہ نے اوسکو جواب دیا کہ سلطان کے حق مین ایسے الفاظ نکہنا چاہیے اس لئے کہ جو سلطان سے بغض رکھتا ہے اللہ اوس سے بغض رکھتا ہے۔

تیسرے ازارقہ۔ یہ ابی راشد نافع بن ازرق بن قیس بن نہار بن نسان بن اسد بن صبرہ بن ذہل بن دول بن حنیفہ کی طرف منسوب ہین جب ابو بلال مرداس مارا گیا اور ابن زیاد نے اوس کے اصحاب کو بہت تنگ کیا تو اوس نے خوارج سے کہا کہ اللہ نے تم پر جہاد فرض کیا ہے حکام ظالم متسپر ظلم کرتے ہین اسیلئے مناسب ہے کہ مکہ کو چلو اور اگر عبد اللہ بن زبیر تمہارے مذہب کے موافق نکلین تو اون کے ساتھ شریک ہوکر حکام ظالم پر جہاد کرو اور اگر وہ تمہاری رائے سے مخالف ہون تو اون کو حرم سے نکال دینا چاہیئے چنانچہ یہ اون کے پاس گئے اور اونکے شریک ہوکر فوج شام سے لڑے فوج شام بوجہ انتقال یزید کے مکہ سے شام کو لوٹ گئے تو انہون نے عبد اللہ بن زبیر کے سامنے حضرت عثمان کی بہت سے مطاعن بیان کرکے کہا کہ جو لوگ اونکے قتل مین شریک تھے ہم اونکو اچھا جانتے ہین اور جو لوگ اونکے دوست ہین ہم اون سے بیزار ہین آپکی رائے اونکے حق مین کیا ہے عبد اللہ نے کہا کہ جو حضرت عثمان کو برا جانتا ہے مین اوس سے بیزار ہون اور اونکے دوست کا دوست ہون اونکی خوبی مین کوئی کلام نہین تو نافع اور عبد اللہ بن صفار سعدی اور عبد اللہ بن اباض اور حنظلہ ابن بیہس وغیرہ سرداران خوارج کہ سب بنی تمیم سے تھے اونکو چھوڑ کر بصرہ کو چلے آئے اور ابو طالوت کہ بکر ابن وائل کے خاندان سے تھا اور ابو فدیک عبد اللہ بن ثور بن قیس بن ثعلبہ اور عطیہ بن اسود یشکری یمامہ کو چلے گئے جب ابن زیاد پر جا رون طرف

سے رعایا نے بغاوت کر رکھی تھی تو نافع بن ازرق نے تین سو خوارج کی جمعیت کے
ساتھ بصرہ مین خروج کیا اور جیلخانہ کو توڑ ڈالا مگر اہل بصرہ آمادگی کے ساتھ ان
خوارج کے مقابلہ کو کھڑے ہو گئے اس لئے نافع وہان نہ ٹھہر سکا اور شوال سنہ ۶۴ھ
مین اہواز پہونچا نجدہ بن عامر بھی اس کے ہمراہ تھا بہت سے خوارج نے اسکا ساتھ
دیا اونمین سے عبداللہ بن صفار سعدی اور عبداللہ بن اباض بھی نافع اور اوس کے
اصحاب ابوبلال کی راے پر تھے[1] اور مولانا علی کو بوجہ ثالثی کے کافر کہتے تھے اور حضرت
عثمان اور طلحہ اور زبیر اور بی بی عائشہ اور عبداللہ بن عباس — اور اون مسلمانان
سے جو اونکے ہمراہ تھے بیزار تھے اونکو برا کہتے تھی اور کہتے تھے یہ سارے مخلد فی النار ہونگے
اور کہتے تھے ہمارے مخالفین کے شہر دار الکفر ہین اور جو اونمین سکونت اختیار کرے
وہ بھی کافر ہے اور اطفال ہماری مخالفین کے دوزخ مین جائینگے اور مخالفین
کی اولاد عورات کو قتل کرنا حلال جانتے تھے اور کہتے تھی کہ اطفال مشرکین اپنی مان
باپ کے سات دوزخ مین جائینگے اور وہان ہمیشہ رہین گے اور تقیہ کو قول و فعل
دونون مین حرام بتاتے تھے اور رجم[2] زانی محصن کے منکر تھے اس لئے کہ قرآن
مین مذکور نہین ہے کہتے تھے کہ جو کوئی محصنہ عورت پر زنا کی تہمت کرے اوسکو حد مارنا چاہئے
اور جو کوئی محصن مرد پر تہمت کرے وہ محدود نہین ہوگا اور چور کا ہاتھ قلیل اور کثیر مین
کاٹنا چاہئے اور انکے زعم مین مرتکب کبیرہ کافر ہے اور وہ ہمیشہ کفار کی طرح دوزخ مین رہیگا
اور استدلال اسپر اس سے کرتے تھے کہ شیطان نے جو گناہ کبیرہ کیا تو وہ کافر

[1] دیکھو تاریخ کامل حالات ازارقہ ۱۲ [2] رجم کے معنے سنگسار کرنا اور محصن وہ ہو کہ عاقل اور بالغ مسلمان ہو کر عورت سے نکاح صحیح کے ساتھ صحبت کی ہو ۱۲

ہو گیا کیونکہ اوسکو اللہ نے حکم کیا کہ آدم کو سجدہ کر اوس نے نافرمانی کی اور سجدہ نکرنا
کبیرہ گناہ ہے ورنہ ابلیس اللہ کی وحدانیت کا عارف تھا یہی حال مسلمان کا ہی
کہ گو وہ اللہ کی وحدانیت کا عارف ہوتا ہے مگر کبیرہ کرنے سے کافر ہو جاتا ہی اور
کہتے تھے کہ نبی سے صدور گناہ جائز ہے اور ہر گناہ انکے نزدیک کفر ہے اور ہو سکتا ہی
کہ اللہ تعالیٰ کوئی نبی مبعوث کرے اور اوسکی علم مین یہ بات ہو کہ یہ نبوت کے بعد کافر
ہو جائیگا اور ابن ملجم قتل حضرت علی سے خطاوار نہین ہوا بلکہ حق پر تہا۔ کتاب الاوائل
کے ساتوین باب مین ابو ہلال عسکری نے کہا ہی کہ نافع بن ازرق جسکی طرف ازارقہ
منسوب ہین اس آیت مین رب لا تذر علی الارض من الکافرین
دیارا انک ان تذرھم یضلوا عبادک ولا یلدوا الا فاجرا کفارا
یعنی اے رب زمین پر کافرون کا ایک گھر بسنے والا نچھوڑنا تحقیق اگر تو انکو چھوڑے
گا تو وہ تیرے بندون کو بہکاوینگے اور بدکار کفر کرنے والا جنینگے یون
تاویل کرتا تھا کہ جو لوگ ہم سے مخالف ہین اونکے بچون کو قتل کرنا اور اونکی عورتون
کو ہلاک کرنا حلال ہے جب اوس سے یہ قول ظاہر ہوا تو اوس کے اصحاب مین سے
ایک گروہ اوس سے پھر گیا پھر سنتا باذ مین نافع مارا گیا ازارقہ کے نزدیک مومنین
کے لئے رعایت صالحہ نہین بلکہ انکی خوابین بھی ایک قسم کی وحی ہین جو حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کے انتقال کے بعد سے منقطع ہو گئی۔ منتخب تاریخ طبری مین کہا ہی کہ خوارج
کی دو قسمین ہین (۱) خوارج کوفہ (۲) خوارج بصرہ۔ خوارج بصرہ کی تعداد خوارج کوفہ سے

لہ منقول از تاریخ عرب نامعلوم الاسم موجودہ کتب خانہ ریاست رامپور کو خود وہ اسقدر ناقص ہو گئی وجہ سے اس تاریخ کا
مفصل حال معلوم ہوا اس کتاب مین شاہ عبد العزیز کی تحفہ کا ہی اور رحمت الشہید سے بھی نقل کیا ہے۔ ۱۲
لہ فر عمل نافع بن الازرق وھو الذی نسبت الیہ الازارقۃ قول اللہ تعالیٰ رب لا تذر علی الارض من الکافرین
دیارا الی قولہ ولا یلدوا الا فاجرا کفارا علی ان قتل الاطفال وقتل النساء من الاجنبیۃ حلال فلما اظہر ذلک فارقتہ طائفۃ
من اصحابہ وقتل بسنتاباذ ۱۲۔ کتاب الاوائل لہ دیکھو مؤید الاسلام ۔ ۱۲

زیادہ ہے خوارج کوفہ بیس ہزار کے قریب تھے خوارج کوفہ کا رئیس نافع بن ازرق تھا اس سے
انکو ازارقہ کہا کرتے تھے علی العموم خوارج کا یہ مذہب ہی کہ امام عادل ہو نبی علیہ السلام اور حضرت
صدیق اور حضرت فاروق کے مذہب پر پھر خوارج بصرہ و کوفہ نے فروع مین اختلاف
کیا ہے خوارج بصرہ کہتے ہین امام قریش مین سے چاہئے اونمین سے کسی خاندان اور قبیلہ کا
ہو اور خوارج کوفہ کہتے ہین کہ ہاشمی ہو خصوصًا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد اور اہل بیت
مین سے اور وہ حضرت علی کی اولاد سے ہے نہ عباس اور حمزہ اور زبیر رضی اللہ عنہم کی اولاد نہی
ترجمہ کلامہ تاریخ کامل مین مذکور ہے کہ نافع نے ازارقہ سے کہا کہ جو ہمارے ہم مذہب جہاد
مین شریک نہوئے اونکی ساتھ دوستی رکھنا حلال نہین نہ اونکی ساتھ مناکحت حلال ہے نہ اونکا
ذبیحہ کھانا حلال ہے اور نہ اونکی شہادت قبول کرنا چاہئے نہ اون سے علم دین سیکھنا چاہئے
نہ اونکو وراثت پہونچ سکتی ہی اونکے اطفال کا قتل کرنا درست ہے اون سے نفرت رکھنا
چاہئے اور تمام مسلمان کفار ہین مثل کفار عرب کے پس اونکے واسطے دو باتین ہونا چاہئین
یا قتل کئے جائین یا اسلام قبول کرین نافع کی کچھ اصحاب نے اوس کی اس رائے سے اتفاق
کیا اور کچھ نے مخالفت کی اون مخالفین مین سے ایک نجدہ بن عامر ہے اور یہ شخص یمامہ کو
چلا گیا نافع نے ابن اباض اور ابن صفار کو یہ سب اپنی رائے لکھ بھیجی ابن صفار نے نافع کا خط
پڑھکر رکھدیا اور اپنے اصحاب سی اوسکا حال نہ بیان کیا اس خیال سے کہ مبادا اونمین تفرقہ
اور اختلاف پڑ جائے مگر ابن اباض نے وہ خط لیکر پڑھا اور کہا اللہ نافع کو موت دے
یہ رائے اوسکی صحیح نہین اگر قوم مشرک ہوتی اوسوقت یہ معاملات اوس کے ساتھ کرنے
کے قابل تھے مگر وہ تو شرک سے بری ہین لیکن وہ کفار نعمت و احکام ہین ہمکو صرف یہ چاہئے
کہ اونکو قتل کرین جب تک ہماری رائے وہ نہ تسلیم کرلین اور سوا قتل کے کوئی اور معاملہ اونکی
ساتھ نہ برتنا چاہئے ابن صفار بولا کہ اللہ تم دونون سے بیزار ہوا اس لئے کہ تو نے نہایت
قصر کیا اور ابن ازرق نے غلو کیا اور اسیطرح اور خوارج کہنے لگے اور اونمین بڑا اختلاف پڑگیا

سنہ ۶۵ ہجری تک نافع کو بڑی شوکت حاصل ہوگئی اسکی بیئے کہ اوسوقت مین تمام ملک مین سازش و فساد کے جال پھیلے ہوئے تھے اور عبید اللہ بن زیاد سے نافع کا بھی تدارک نہو سکا تھا کہ بصرہ سے شام کو بھاگ گیا اور عبد اللہ بن حرث عبد اللہ بن زبیر کی طرف سے بصرہ کا حاکم مقرر ہوا تو اوس نے پانچہزار آدمی مسلم بن عبیس کی ماتحتی مین مقرر کرکے ازارقہ سے جنگ کے لئے روانہ کئے اہواز کے علاقہ مین ماہ جمادی الاول سنہ ۶۵ مین دونون لشکرونمین لڑائی ہوئی سپہ سالار لشکر بصرہ اور نافع دونون مارے گئے ازارقہ نے اپنا سردار عبد اللہ بن ماحوز اور عبید اللہ بن ماحوز تمیمی کو یکے بعد دیگرے مقرر کیا اور کسیطرح مغلوب نہو سکے تو عبد اللہ ابن زبیر کے حکم سے مہلب بن ابی صفرہ ان سے جنگ کے لئے نامزد ہوا اور مہلب عبد اللہ ابن زبیر اور عبد الملک بن مروان کے عہد حکومت مین برابر ازارقہ کے تعاقب مین قدم بقدم رہا اور اون سے یہان تک جنگ کی کہ اونکے تمام سردار کام آگئے اور عوام مہلب کی اطاعت کرکے اپنے اپنے مکانون کو چلے گئے۔

چوتھے نجدات - یہ لوگ نجدہ بن عامر بن عبد اللہ بن سامر بن المفرج کے متبع ہین یہ شخص بنی حنیفہ مین سے تھا کہ ملک یمامہ مین ایک قوم ہے قبیلہ تمیم سے نافع بن ازرق کی ہمراہ رہتا تھا جب اوس نے مذہب مین بعض باتین اپنی طرف سے پیدا کین تو یہ اوس سے علیحدہ ہوگیا اور یمامہ کو چلا گیا اور وہان ابو طالوت سے بیعت کرلی بحرین یا بصرہ سے ایک قافلہ مال وغیرہ لئے ہوئے عبد اللہ بن زبیر کے پاس جاتا تھا نجدہ نے اوسکو لوٹ لیا اور ابو طالوت کی پاس لیگیا اور کہا کہ مال تو تقسیم کرلو اور ان آدمیون سے زمین مین محنت و مزدوری کھیتی باڑی کراؤ کہ یہ بات بہتر ہے خوارج نے اوس کی قول کے موافق تعمیل کی اور کہا ابو طالوت سے نجدہ ہمارے لئے بہتر ہے اور ابو طالوت کو چھوڑکر نجدہ سے بیعت کرلی ابو طالوت بھی اس بیعت مین شریک

لہ دیکھو خطط المقار وغیرہ۔ اور نہایۃ العقول مین کہا ہے نجدات نجدہ بن عمیر کے پیرو ہین اور شرح مقاصد مین نجدہ بن عویمر کے اصحاب بتایا ہے تاریخ یافعی مین لکھا ہے کہ نجدہ قرن المدیم اور زوال مہلب کے ساتھ تھے ۱۲

ہوگیا یہ واقعہ سنہ ۶۹ کا ہے اور نجدہ کی عمر اسوقت مین ۳۰ سال کی تھی اس کو لوگ امیر المومنین
کہتے تھے اس کے اصحاب کو نجدیہ اس لئے کہتے ہین کہ درمیان انکی اور نجد کے رہنے
والون کے فرق رہے نجدہ نے تین ہزار آدمیون کی بھیڑ بھاڑ کے ساتھ بحرین کی طرف
سنہ ۶۷ مین کوچ کیا اور قوم قطیف کو تباہ کردیا انکی جسقدر عورت و مرد ہاتھ لگے انکو لونڈی
و غلام بنایا نجدہ آپ قطیف مین ٹھہرا اور اپنے بیٹے مطرح کو قوم عبد القیس کے مفرورون
سے لڑائی کی غرض سے ثویر کی طرف روانہ کیا مطرح اور بہت سے آدمی یہان مارے گئے نجدہ کے قدم
بحرین مین جم گئے مصعب بن زبیر حاکم بصرہ نے سنہ ۶۹ مین عبد اللہ بن عمیر لیثی کی ماتحتی مین
چار ہزار آدمی کے لشکر سے نجدہ پر چڑہائی کی نجدہ نے اس فوج کو شکست دی پھر نجدہ
نے عطیہ بن اسود کی ہمراہ ایک جماعت عمان کو بھیجی عطیہ نے ادسطرف کے شہر فتح کر لئے
اور اپنی طرف سے اس مقام کا ابو القاسم کو افسر کر کے عطیہ چلا گیا اہل عمان نے ابو القاسم
کو مار ڈالا اور عمان سے خوارج کو نکال دیا پھر عطیہ عمان کی طرف آیا تو اوسے تسخیر نکر سکا اور
کرمان کی طرف چلا گیا اور یہان اپنا مقام کر دیا اور ایک ٹکسال درہمون کی جاری کی اور ان درہم
کا نام عطویہ رکھا اور کرمان مین عطیہ اتنا جا کہ جب مہلب نے اسپر لشکر بھیجا تو یہان سے
سیستان کو بھاگ گیا اور پھر یہان سے سندھ کی طرف چلا گیا اور پھر ایک مقام پر لشکر مہلب
کے ہاتھ سے مارا گیا اور بعضے کہتے ہین کہ خوارج کے ہاتھ سے قتل ہوا جیسا کہ علامہ ابن
اثیر نے تاریخ کامل مین تصریح کی ہے۔ اور خطط الآثار مین مذکور ہے کہ نجدہ نے عطیہ بن اسود
کو سیستان کی طرف بھیجا تھا اوس نے اپنا مذہب مرو مین ظاہر کیا پس اوس کے
متبع عطویہ مشہور ہو گئے۔ نجدہ نے ابن عمیر کی شکست کے بعد بادیہ نشینون سے
صدقہ وصول کرنا شروع کیا اور کاظمہ مین بہت سے بنی تمیم اس کے آدمیون کے ہاتھ سے
مارے گئے اور پھر اہل صنعاء سے بیعت لی پھر نجدہ نے اہل حضر موت پر ابو فدیک کو فوج دیکر
بھیجا اوس نے اون سے صدقہ وصول کیا اور نجدہ سنہ ۶۸ یا سنہ ۶۹ مین [illegible]

آدمیون کی جمعیت کے ساتھ مکہ کو گیا اور عبداللہ بن زبیر سے ایک معاہدہ قرار پاکر حج کیا پھر نجدہ
مدینہ کی طرف آیا مگر جبکہ سنا کہ عبداللہ ابن عمر یہان مجھسے مزاحمت کرنے کو تیار ہین توطا
کی طرف چلا گیا اور نجدہ نے ابن عمر کو ایک خط لکہا اوسمین کئی چیزون کی مسئلے دریافت
کئے ابن عمر نے جوابدیا کہ ابن عباس سے دریافت کرنا چاہئے چنانچہ اوس نے اون سے
دریافت کیا جب نجدہ طایف کے پاس آیا تو عاصم بن عروہ بن مسعود ثقفی اوس کے پاس آئے
اور اپنی قوم کی طرف سے اوس سے بیعت کی اور اسطرح اہل طایف اوس کے شر سے محفوظ رہے
یہان سے نجدہ بحرین کو چلا آیا اور یہ حکم دیدیا کہ کوئی تاجر یہان سے اور یمامہ سے غلہ حرمین کی طرف
نہ لیجائے ابن عباس نے نجدہ کو ایک خط لکہا کہ جب ثمامہ بن اثال اسلام لایا تو اوس نے غلہ
کی روانگی اپنے یہان سے اہل مکہ کی طرف بند کر دی اور اہل مکہ اوسوقت مشرک تھے حضرت
سرور عالم نے اوس کو لکھا کہ اہل مکہ اہل اللہ ہین ان سے غلہ کی رسد نہ بند کرنا چاہئے اوس نے
ارشاد کی تعمیل کی باوجود دیکہ ہم مسلمان ہین تو نے ہم سے غلہ روکدیا نجدہ نے یہ تحریر دیکہکر اپنے
اوس امتناعی حکم کو منسوخ کر دیا بعد اس کے نجدہ کے اصحاب اوس کی طرف سے بدظن ہونے
لگے اور اوس کے مخالفت پر آمادہ ہوئے تو اوس کے نائبون کو جابجا رعایا نے اپنی یہان سے
نکالنا شروع کیا اور وجہ اختلاف کی یہ ہوئی کہ ابو سنان بن وائل نے نجدہ سے کہا کہ جو شخص
تم سے بیعت تقیہ کی راہ سے کرے اوسے قتل کر ڈالنا چاہئے نجدہ نے ابو سنان کو بہت
سخت و سست کہا اور کہا کسی کو اللہ نے علم غیب نہین دیا ہی اس لئے ہمکو چاہئے کہ ظاہر
پر حکم کرین اور عطیہ بن اسود بھی نجدہ کے مخالفت پر آمادہ ہو گیا تھا اور سبب اسکا یہ تھا کہ نجدہ نے
ایک چھوٹا سا لشکر بحری مقامات کو بھیجا اور ایک لشکر بری مقامات کو روانہ کیا اور لشکر بحری کو لشکر
بری سے زیادہ دیا تو اس بات پر عطیہ نے نجدہ سے نزاع کیا اور ناراض ہوا نجدہ نے عطیہ کو دشنا
اور لوگون کو اشارہ کر دیا کہ اوسے قتل کر ڈالین اور ایک شخص نجدہ کے لشکر یون میں سے شراب
پیا کرتا تھا نجدہ اوس کی نسبت کہتا تھا کہ اگرچہ وہ شراب پیتا ہی مگر دشمنون کے حق مین بلائے بیدرمان ہی

اور تحقیق سرور عالم نے مشرکین سے مدد چاہی تھی نجدہ کے اصحاب اوسکی اسباب سے
ناخوش ہوئے اور عبد الملک نے نجدہ کو تحریر کیا کہ جو کچھہ تمنے آجتک مخلوق کی خونریزی
کی ہے اور مال چھینے ہین وہ تمکو معاف کئے جاتے ہین اور تمکو یمامہ کا مالک کیا جاتا ہے
بشرطیکہ تم ہماری اطاعت کرو اس تحریر کی وجہ سے عطیہ نے کہا کہ یہ تحریر عبد الملک
کی ہمدردی اسباب پر دلالت کرتی ہی کہ اوس نے نجدہ کی دین مین کوئی خرابی اور کمزوری
پائی ہوگی اور عطیہ اوسے چھوڑ کر عمان کو چلا گیا اسیطرح کی بہت سی باتین جمع ہوگئین کہ نجدات
نے ابو فدیک عبد اللہ ابن ثور کو اپنا رئیس مقرر کر لیا جو بنی قیس بن ثعلبہ مین سے تھا اور اب
نجدات **فدیکیہ** کہلانے لگے نجدہ علاقہ ہجر کی ایک گاؤن مین چھپ گیا ابو فدیک
نے اوسکی تلاش کے لئے آدمی متعین کئے فدیکیہ نے اوس سے کہدیا تھا کہ اگر تم نجدہ کو
تلاش کر کے قتل نکروگے تو ہم سب تمکو چھوڑ دینگے فدیکیہ نے سنہ ٧٢ھ مین نجدہ کو تلاش
کر کے قتل کر ڈالا نجدہ نہایت بہادر اور سخی تھا نجدہ کے مارے جانے سے کچھ فدیکیہ ملامت
سے ناراض بھی ہوئے اور ابو فدیک کو چھوڑ دیا بلکہ مسلم ابن جبیر نے ابو فدیک پر چھری سے
حملہ کیا اور بارہ زخم پہونچائے مسلم کو فدیکیہ نے قتل کر ڈالا اور ابو فدیک کو اوس کے مکان مین
اوٹھا کر لے گئے اور علاج کے بعد اوسے آرام ہوگیا سنہ ٧٣ھ مین ابو فدیک پر عبد الملک
بن مروان کے حکم سے فوج کشی ہوئی اور سخت خونریزی کے بعد وہ مارا گیا اور چھہ سو اصحاب
بھی اوس کے کام آئے اور آٹھ سو گرفتار ہوئے میر سید شریف نے شرح مواقف مین
لکھا ہی کہ نجدات مین سے ایک فرقہ کا نام عاذریہ ہے اور انکو عاذریہ کہنے کی وجہ یہ ہے
کہ نجدہ نے ایکبار اپنے بیٹے کو قوم قطیف کی مہم پر بھیجا اوس نے وہان کے لوگون کو قتل
کیا اور اونکی عورتون کو پکڑ لیا اور قبل تقسیم کے اون سے نکاح کر لیا اور تقسیم سے قبل مال غنیمت
مین سے خرچ کر ڈالا جب نجدہ کے پاس آگئے اور اوسے ان معاملات کی خبر ہوئی تو اوس
نے کہا تمکو یہ مناسب نتہا اونہون نے جواب دیا کہ ہمکو یہ معلوم نہ تھا کہ ایسا کرنا ہم کو نامناسب

نہین نجدہ نے بوجہ جہل کے اونکے عذر کو مان لیا نجدہ کے اصحاب مین بعد اس کے اختلاف
پڑگیا جن لوگون نے اوس کے اس حکم کو تسلیم کیا اونکا یہ مذہب ٹھہر گیا کہ دین دو باتون
کا نام ہے ایک اللہ و رسول کی معرفت اور حرام جاننا اون مسلمانون کے قتل کرنے کو جو
اپنے موافق ہین دوسرا اقرار کرنا ساتھ اوس چیز کے جو اللہ کے پاس سے آئی ہے بالاجمال
کہ ان باتون کی عدم واقفیت سے معذور نہین اس کے سوا جو تحریم و تحلیل اور تمام شرایع
و رسوم ہین اوہین لوگ بسبب جہل کے معذور رکھے جاتے ہین اس لئے انکو **عاذریہ**
بھی کہتے ہین باقی تمام باتون سارے نجدات سے متفق ہین اور نجدات کا عقیدہ یہ ہی
کہ مجتہد خطا کرنے سے گناہگار نہین ہوتا ہے اور جو کوئی برخلاف اس کے مجتہد کو
معذب جانتا ہی وہ کافر ہے اور جائے تقیہ مین خون اہل ذمہ کے حلال ہین اور جس نے
نظر حرام کی یا جھوٹ بولا یا کسی صغیرہ پر اصرار کیا اور اوس سے توبہ نکی تو وہ کافر ہے اور جس نے
زنا کیا چوری کی شراب پی بغیر اصرار کے ان افعال پر وہ مومن ہے کافر نہین اور انکا زعم یہ ہی
کہ آدمیون کو امام کی حاجت نہین مگر جبکہ وہ دیکھین کہ انصاف و عدل کی آپسین رعایت
نہو سکے گی تو اوسوقت امام کا مقرر کرنا جائز ہے اور واجب العمل صرف کتاب اللہ ہے
اور نجدات سارے احکام مین ازارقہ سے خلاف رکھتے ہین ایک تکفیر صحابہ مین انکے موافق
ہین مگر غنیۃ الطالبین مین مذکور ہے کہ تمام خوارج جناب امیر کو بوجہ تحکیم کے اور اون لوگون کو
جو گناہ کبیرہ کرتے ہین کافر قرار دیتے ہین لیکن نجدات کا یہ مذہب نہین ہے۔

پانچوین صفریہ - زیاد بن اصفر کی طرف منسوب ہین بعضون نے لکھا ہی صفریہ
بفتح صاد نعمان بن صفر کے اصحاب ہین کسی نے کہا کہ یہ منسوب ہین طرف عبداللہ بن صفار
کے وہ ایک شخص بنی مقاعس مین سے تھا نام اسکا حارث بن عمر بن کعب بن سعد بن زید بن مناۃ
بن تمیم بن اد بن طانجہ بن الیاس بن مضر بن نزار ہے کسی نے کہا یہ نام اونکا بسبب
صفرت (زردی) مرض کے ہوا ہے بعض نے کہا صفریہ بکسر صاد ہے بہر حال یہ سارے نے

اقوال مین موافق ازارقہ کے ہین مگر زانی سے رجم ساقط نہین ہونے دیتے اور نہ اطفال مشرکین کو
کافر و دوزخی جانتے ہین اور کہتے ہین کہ جو شخص ہمارے عقیدے مین موافق ہے اور وہ قتال
مین شریک نہو تو کافر ہے اور کہتے ہین تقیہ قول مین جایز ہے نہ عمل مین اور انکا اعتقاد یہ ہی
کہ جس گناہ پر حد جاری ہو سکتی ہے مثلاً چوری اور زناکاری اوس کے مرتکب کو کافر
نکہنا چاہئے اور جس گناہ مین بوجہ اوسکی عظمت کے حد نہین ہے جیسے ترک نماز اور روزہ
اسکا مرتکب کافر ہے اور کہتے ہین کہ جو عورت ہمارے دین مین موافق ہے اوسکا نکاح کر دینا
اوس شخص سے جو اوسکے دین مین نہین اوسی جگہہ جایز ہے جہان تقیہ کے سوا چارہ نہو
اور جہان علانیہ رہتے ہون وہان ناجایز ہے صفریہ کو **زیادیہ** بھی کہتے ہین ایک نام انکا
نکاریہ بہی ہے اس لئے کہ وہ نصف حضرت علی و ثلث حضرت عثمان و سدس بی بی
عائشہ کو ناقص کرتے ہین۔ ابو یزید پسر کنداد ساکن شہر توزر علاقہ قسطیلیہ نے کہ نہایت
بدصورت تھا مذہب نکاریہ اختیار کرکے لوگون کو اس مذہب کی طرف وعظ و نصیحت کرنا
شروع کی جب اسکی جمعیت بہاری ہو گئی تو ۳۳۲ھ مین قسطیلیہ مسخر کیا پہر تبسہ اور سبیبہ اور
صنلب اور اریس کو فتح کر لیا قایم بامر اللہ علوی اسماعیلی والئے افریقہ جو ائمہ مہدویہ مین
سے ہے فوج تیار کرکے قیروان اور رقادہ کی حفاظت کو بڑہا ابو یزید نے اوسے شکست
دی اور تونس اور قیروان اور رقادہ بہی فتح کر لیا یہانتک کہ قایم بہی شکست پاکر مہدیہ
مین محصور ہو گیا قایم کے انتقال کے بعد اوسکے بیٹے اسمعیل منصور نے ابو یزید پر چڑہائی کی
اور ۳۳۵ھ مین ابو یزید کو پوری شکست دی اور اسکا بربر تک پیچھا کیا اور کئی برس تک یونہی
ابو یزید سوداں کے شہرون کی طرف بہاگا پہر منصور نے بہی پیچھا نہ چہوڑا یہانتک کہ اوسکا
قلع و قمع کر دیا اور ۳۳۶ھ مین وہ گرفتار ہوا اور اوسکی کہال کھنچوا کر بہس بہروایا گیا۔

چھٹے اباضیہ۔ یہ عبد اللہ بن اباض کے اصحاب ہین اسکا نام حارث بن عمرو بھی لکھا ہے

لہ معارف ابن قتیبہ مین ہے ہو من بنی مرۃ بن عبید من تمیم رہط الاحنف بن قیس "

بعض نے کہا ہے کہ یہ فرقہ منسوب ہے طرف اُباض کے (بضم الف) اباض ایک گاؤن ہے
یمامہ کے علاقہ مین بعض نے عبد اللہ بن یحییٰ اباضی لکھا ہے مروان بن محمد کے عہد مین اس نے
خروج کیا تھا مروان کی حکم سے عبد اللہ بن محمد بن عطیہ نے اوس سے جنگ کر کے
قتل کیا اور بعضے کہتے ہین کہ عبد اللہ تمام معاملات مین اوسکا رفیق تھا تاریخ کامل مین لکھا ہے
کہ جب خوارج نے عبد اللہ بن زبیر سے مفارقت کی تو یہ بھی اوس گروہ کے ہمراہ تھا اور
بصرہ مین چلا آیا اور نافع بن ازرق کے ساتھ خروج کیا اور جب نافع نے اس مضمون کا خط اسکو
لکھا کہ جو شخص اہل قبلہ مین سے ہمارا مخالف ہے وہ کافر ہے اوس کے ساتھ مناکحت ناجائز
ہے اوس کے ہاتھ کا ذبیحہ کھانا نادرست ہے اوسکو وراثت نہین پہونچ سکتی اوس کے بچون
کو قتل کرنا چاہئے اوس سے نفرت کرنا چاہئے تو عبد اللہ بن اباض نے اس رائے سے
نافع کے اختلاف کر کے کہا کہ جو اہل قبلہ مین سے ہمارا مخالف ہے وہ کافر نعمت والاحکام ہے
مشرک نہین اور اوس کے ساتھ مناکحت اور اوس کے وراثت جایز ہے اور ہتھیار اور گھوڑا
مخالفون کا جنگ مین سے لینا جایز ہے اور اس کے علاوہ ناجایز ہے اور کہتا ہے ہماری مخالفین کے
شہر دار الاسلام ہین مگر جو پایہ تخت سلطان کا ہے وہ دار الکفر ہے اور مخالفون کی گواہی ہم پر مقبول
ہے اور اس کے نزدیک ایمان تمام نہین بغیر عمل صالح کے اور اس کے زعم مین مرتکب کبیرہ موحد
ہے مومن نہین اسلئے کہ اعمال ایمان مین داخل ہین اور یہ مرتکب کبیرہ کو کافر نعمت جانتا ہے نہ کافر
ملت اور اس کے اعتقاد مین استطاعت قبل فعل کے ہے اور بندون کے افعال کا خالق خدا ہے
اور تمام عالم اہل تکلیف کے فنا ہونے کے ساتھ فنا ہو جائیگا اور اولاد کفار کی تکفیر و تعذیب مین
متوقف ہے اور متوقف ہے اسمین بھی کہ نفاق شرک ہے یا نہین اور اسباب مین بھی متردد

لہ مراصد الاطلاع علی اسماء الامکنۃ والبقاع مین لکھا ہے اباض بضم الف اور باے موحدہ کی تخفیف اور اوس کے بعد الف اور صاد معجمہ ہے ایک گاؤن ہے یمامہ کے علاقہ مین اس مقام پر خالد بن ولید اور مسیلمہ سے جنگ ہوئی ہے اور تحفۃ ذوی الالباب بشرح لب الالباب مین رضی الدین نے اباضی الف کے کسرہ سے لکھا ہے اور کہا ہے کہ اباضی فرقہ اباضیہ مین کا ایک شخص اباضیہ کا پیشوا حارث اباضی ہے یہ منسوب ہے طرف عبد اللہ اباض کے ۱۲

ہے کہ کوئی ایسا رسول ہونا جایز ہے یا نہین جس کے ساتھ صدق دعوے نبوت پر کوئی معجزہ نہو اور جن احکام کی اوس پر وحی آتی ہو اونکی تعمیل کا اوس کے امتیون پر حکم نہو اور امیر المومنین علی اور اکثر صحابہ کو کافر کہتا ہے اور یہ اباضی چار فرقے ہوگئے ہین۔

(۱) **حفصیہ** ابو حفص بن ابی مقدام کے متبع ہین یہ عبد اللہ ابن اباض کا ایک پیرو تھا اور منفرد تھا ساتھ اس قول کے کہ معرفت الٰہی ایمان و شرک مین متوسط ہے پس جسنے اللہ کو پہچانا اور رسول اور بہشت و دوزخ وغیرہ کا انکار کیا یا گناہ کبیرہ کا مرتکب ہوا وہ کافر ہے مشرک نہین ہے باقی اباضیہ نے اسکا انکار کیا اور کہا کہ وہ مشرک ہے حفصیہ کہتے ہین کہ اس آیت مین **کالذی استہوتہ الشیطان فی الارض حیران** یعنی مانند اوس شخص کی کہ ڈالدیا ہے اوس کو شیطان نے زمین مین حیران لفظ حیران سے مراد حضرت علی ہین

(۲) **یزیدیہ** یزید بن انیسہ کے اصحاب ہین یہ اباضی کہتا تھا کہ قریب ہے اللہ ایک رسول عجم سے مبعوث کریگا اور اوس پر ایکدفعہ ہی پوری کتاب اوترے گی جس سے شریعت محمدی منسوخ ہو جاے گی اور اس پیغمبر کا دین صابیانی ہوگا جسکا قرآن مین ذکر ہے اور اس کے زعم مین ہر گناہ صغیرہ و کبیرہ شرک ہے اور جن لوگون نے اپنے اوپر حد جاری ہونیکی کام کئے وہ مشرک ہین۔

(۳) **حارثیہ** برائے مہملہ ابو الحارث اباضی کے پیرو ہین یہ کہتا تھا کہ بندون کی اعمال مخلوق الٰہی نہین ہین بندے خود اونکے خالق ہین اور استطاعت قبل فعل کے ہوتی ہے جیسا کہ مذہب معتزلہ کا ہے۔

(۴) **عبادیہ** یہ فرقہ ایک بدعت قبیحہ کے ساتھ منفرد ہوا انکا مذہب یہ ہے کہ جو عبادت

---

[1] دیکھو شرح مواقف و تعریفات سید شریف اور شہرستانی کی ملل و نحل مین صرف حفص واقع ہے۔ ۱۲

[2] بالراء المہملہ مستفاد از شرح مواقف و تعریفات سید شریف و کشاف اصطلاحات الفنون اور ملل و نحل شہرستانی مین حارث اباضی ہے۔ ۱۲

ریا کے ساتھ کی جائے اور خدا تعالیٰ کی رضامندی اوس سے مقصود نہو وہ بھی طاعت ہے
ساتوان عجاردہ۔ یہ عبدالرحمٰن بن عجرد کی طرف منسوب ہین انکو عجردیہ بھی کہتے ہین[1] یہ گروہ نجدات کے موافق ہے مگر دو شئے مین منفرد ہے ایک یہ کہ اطفال مشرکین دوزخ مین جائینگے دوسرے اطفال سے بری رہنا تا بلوغ وصفائی اسلام واجب ہے اور جب وہ بالغ ہوجائین تو اونکو اسلام کی دعوت کیجائے انکے نزدیک مرد کو اپنی بیٹی نواسی پوتی اور بھائی بہن کی بیٹی نواسی پوتی سے نکاح کرنا جائز ہے[2] اور یہ دس گروہ ہین۔

(۱) میمونیہ۔ اصحاب میمون بن عمران[3] انکا قول یہ ہے کہ خدا تعالیٰ خیر کا ارادہ کرتا ہے اور گناہ و شرک کا ارادہ نہین کرتا جیسا کہ معتزلہ کا مذہب ہی اور مشرکون کے اطفال جنت مین داخل ہونگے اور کہتے ہین کہ استطاعت قبل فعل کے ہوتی ہے اور افعال عباد کا اللہ خالق نہین ہے اور یہ اپنے مخالفین کے اموال کو حلال نہین کہتے جب تک کہ مالک مقتول نہو جب مارا جائیگا تو اوس کا مال غنیمت ہوجائیگا اور یہ کہتے ہین کہ مرد کو اپنی نواسی اور پوتی اور بھتیجی اور بھانجی سے نکاح کرنا جائز ہے اور انکے اعتقاد مین سورۂ یوسف قرآن مین سے نہین ہے کیونکہ یہ ایک فحش اور عشقیہ قصہ ہے انکے نزدیک ایمان بالغیب باطل ہے انکے نزدیک مرد کا اپنی حقیقی پوتیون اور نواسیون اور حقیقی بھتیجیون اور بھانجیون کو نکاح مین لانا جائز ہے۔

(۲) حمزیہ۔ حمزہ بن ادرک شامی کے متبع ہین اس نے خراسان مین عہد خلافت ہارون الرشید مین خروج کیا تھا خراسان مین ہارون کی طرف سے علی بن عیسےٰ بن ماہان گورنر تھا حمزہ بوشنج کی طرف بڑھا عمرو بن یزید ازدی حاکم ہرات نے چھ ہزار فوج کے ساتھ اوس سے جنگ

[1] دیکھو شرح مواقف وکشاف اصطلاحات الفنون وارشاد المسلمین و خطط الآثار اور ملل ونحل شہرستانی مین عبدالرحمٰن کی جگہ عبدالکریم ہے اور تعریفات سید شریف مین عبداللہ بن عجرد مرقوم ہے اور نفائس الفنون مین عبدالکریم لکھا ہے
[2] عجرد اسم جبل من الحرورية والعجردية من الحرورية ضرب ينسبون اليه لسان العرب[2] دیکھو غنیۃ الطالبین۔ ۱۲ [3] دیکھو شرح مواقف وکشاف اصطلاحات الفنون وارشاد المسلمین وتعریفات سید شریف اور ملل ونحل مین میمون بن خالد ہے ۱۲

کی اور شکست پائی پھر علی بن حسین نے دس ہزار فوج اپنے بیٹے حسین کی ماتحتی مین حمزہ سے جنگ کے لئے بھیجی مگر اس پر حمزہ کا ایسا رعب چھایا کہ مقابل نہو سکا علی نے اپنے دوسرے بیٹے عیسیٰ کو اوس فوج کا افسر کر کے جنگ کے لئے متعین کیا مگر اس فوج کو بھی شکست ہوئی علی نے حمزہ کے مقابلہ کے لئے پھر عیسیٰ کو بھیجا بالآخر مین حمزہ کے اصحاب سے لڑائی ہوئی حمزہ نیشاپور مین موجود تھا تمام حمزیہ مارے گئے صرف چالیس آدمی زندہ بچے حمزہ قہستان کی طرف چلا گیا عیسیٰ نے نوجون کو اوق اور جون کی طرف بھیجا اور یہان جو جو حمزیہ دستیاب ہوئے قتل کیے گئے اور اون دیہات کو تباہ و برباد کیا اور جلا دیا جو حمزہ کو مدد دیتے تھے حاکم زریخ عبد اللہ بن عباس نسفی مال لدوا کر علی کے پاس لئے جاتا تھا حمزہ نے اسفرائین اوسے گھیر لیا عبد اللہ نے ایسا جمکر مقابلہ کیا کہ حمزہ پسپا ہوا اور حمزہ کے منہہ پر زخم آیا حمزہ مع اپنے اصحاب کے کرم مین چھپ گیا اور تھوڑے عرصہ کے بعد طاہر بن حسین حاکم بوشنج پر یورش کے ایک مکتب مین تیس لڑکے پڑھ رہے تھے اونکو مع معلم کے مار ڈالا طاہر نے یہ خبر سنکر حمزیہ کی تادیب کے لئے خود چڑھائی کی اور یک مقام پر اونکو گھیر کر بڑی سختی کے ساتھ مروا ڈالا اور تمام مال و اسباب اونکا ضبط کر لیا خطط الآثار مین لکھا ہے کہ حمزہ کرمان کے ایک جنگل مین غرق ہو گیا حمزیہ تمام باتون مین میمونیہ کے ساتھ موافق تھے مگر اطفال مشرکین کو دوزخ مین بتاتے تھے اس لئے قدریہ نے اونکی تکفیر کی اور مسئلہ قدر مین قدریہ کے ساتھ موافق تھے اس لئے ازارقہ انکو کافر کہتے تھے اپنے مخالفین کی غنایم کو حلال بتاتے تھے بلکہ حکم کل مال غنیمت کے جلا دینے کا دیتے تھے۔

(۳) **شعیبیہ**[1] شعیب بن محمد کے پیرو ہین یہ گروہ موافق ہے ساتھ میمونیہ کے اونکی ساری باتون مین مگر یہ کہتے ہین کہ بندون کے افعال کا خالق اللہ ہے کیونکہ میمونیہ اس بارے مین مائل طرف قدریہ کے ہین نفائس الفنون مین لکھا ہے کہ شعیب میمون کے ساتھ رہا

---

[1] شعیبیہ وہ ہو شعیب بن محمد وہم کالمیمونیۃ الا فی القدر ۱۲ تعریفات شیخ ابو نصر مکی۔ ۱۲

کرتا تھا جب وہ قدر کا قائل ہوا تو اس نے اوس سے تبرا کی۔

(۴) **حازمیہ** حازم بن عاصم یہ شعیبیہ کے ساتھ موافق ہین مگر علی کرم اللہ وجہہ کے حق مین متوقف ہین اور تصریح انکی بریت کی نہین کرتے جسطرح کہ دوسرون کی بریت کی تصریح کرتے ہین اور انکا قول مسایہ قدر و مشیت مین مثل قول اہلسنت کے ہے ولایت و عداوت مین مخالف خوارج کے ہین کہ اللہ ہمیشہ محب اپنے اولیا کا اور دشمن اپنے اعدا کا ہے انکے نزدیک ایمان فرض مجہول ہین اس کے لیے کوئی دلیل قاطع نہین ہے۔

(۵) **خلفیہ** خلف خارجی کی طرف منسوب ہین یہ لوگ کرمان و مکران کی طرف رہتے تھے انکا اعتقاد یہ ہے کہ خیر و شر دونون اللہ کی طرف سے ہین اور کہتے ہین کہ اطفال مشرکین دوزخ مین رہینگے بلا اس کے کہ انہون نے کوئی عمل و شرک کیا ہو انکے نزدیک تارک غزا کافر ہے

(۶) **اطرافیہ** غالب ابن شادل سجستانی کے متبع ہین یہ گروہ حمزیہ کے موافق ہے مگر منفرد ہے اسباب مین کہ اطراف ملک کے رہنے والے جن احکام شرعی سے واقف نہونگے وہ اونمین معذور ہین ایسے احکام کی عدم تعمیل سے اونپر مواخذہ نہین ہوتا اور ان لوگون کے بہت سے عقائد اہل سنت وجماعت کے بھی موافق ہین اور مسئلہ قدر مین قدریہ کے مخالف ہین اور اہل سنت وجماعت کے موافق اور واجبات عقلی ثابت کرتے ہین۔

(۷) **معلومیہ** یہ اپنے مقالات مین حازمیہ کے موافق ہین مگر دو مسئلون مین باہم متبائن ہین ایک یہ کہ جس نے اللہ کو مع جمیع اسما و صفات کے نہ پہچانا وہ کافر ہے مومن نہین دوسرے قدر و مشیت مین موافق اہلسنت کے ہین۔

(۸) **مجہولیہ** یہ بھی تمام عقائد مین حازمیہ کے موافق ہین مگر یہ کہتے ہین کہ اللہ کو بعض اسما و صفات کے ساتھ جاننا بھی مومن ہونے کے لئے کافی ہے اور یہ مسئلہ قدر و مشیت مین موافق قدریہ کے ہین۔

---

[1] کذا فی شرح المواقف اور شہرستانی کی ملل و نحل مین حازم بن علی ہے اور کشاف اصطلاحات الفنون اور ارشاد المسلمین مین شرح

(۹) **صلتیہ** - یہ عثمان بن ابی الصلت کے اتباع ہین اور بقولے عثمان بن صلت بن صامت کے اور بقولے صلت بن صامت کے اور بقولے صلت بن ابی صامت کے اصحاب ہین یہ گروہ عقائد مین عجاردہ کے موافق ہے اور اس قول مین منفرد ہین کہ جو اسلام لائیگا ہم اوس کے دوستدار ہین لیکن اوسکے اطفال سے ہم بری ہین اس لئے کہ اطفال کے لئے اسلام نہین ہے جب تک کہ بالغ نہون بلوغ کے بعد اونکو اسلام کی طرف دعوت کرنا چاہئے اور بعضے صلتیہ سے یہ منقول ہے کہ اطفال خواہ مسلمانون کے ہون یا مشرکون کے اونکو ساتھ عموماً نہ دوستی ہے نہ دشمنی جب تک کہ بالغ نہون بلوغ کے بعد اونکو دعوت اسلام کرنا چاہئے

(۱۰) **ثعالبہ یا ثعلبیہ** ثعلبہ بن عامر کی طرف منسوب ہین یہ عبد الرحمن عجرد کے موافق تھے مگر اسبات مین مختلف ہوگئے کہ اطفال کے متولی و دوستدار رہنا چاہئے جب تک کہ وہ بلوغ کو پہونچین پس اگر بعد بلوغ کے وہ انکار حق کرین تو اون سے عداوت رکھنا چاہئے اور اون سے یہ بھی منقول ہے کہ اطفال سے نہ دوستی رکھنی کا حکم ہے نہ دشمنی جب تک کہ بالغ نہون اور انکا ایک قول یہ ہے کہ غلام سے مال کی زکوٰۃ لینا چاہئے اور جب اوس کے پاس مال نہو تو اوسکو زکوٰۃ دینا بھی چاہئے۔ انکا قول ہے کہ کام اللہ کی مشیت سے ہے نہ اوسکے قضا وقدر سے اور بوجہ اختلاف باہمی کے ثعالبہ کے پانچ فرقے ہوگئے ہین اور انمین ہر فرقے نے دوسرے کی تکفیر کی ہے۔

(الف) **اخنسیہ** (فرقہ ثعالبہ سے) یہ اخنس بن قیس کے متبع ہین اور عقائد مین ثعالبہ کے موافق ہین مگر کئی ایک باتون مین اونے خلاف کیا ہے چنانچہ کہتے ہین کہ کوئی اگر ایسے شہر مین رہے جہان بوجہ خوف کفار کے اپنے دین اسلام کو ظاہر نکر سکے تو وہ مومن نہین بلکہ کفر و ایمان مین متوقف سمجھا جائیگا اور انکا قول یہ ہے کہ ہم متوقف ہین اون سب

لہ دیکھو تعریفات و ارشاد السلمین و کشاف اصطلاحات الفنون اور شرح مواقف کی عبارت یہ ہے الصلتیۃ ہم اصحاب عثمان بن ابی الصلت وقیل الصلت بن الصامت ۱۲ منہ و ملہ دیکھو کشاف اصطلاحات الفنون - ۱۲ منہ ملل و نحل شہرستانی مین مرقوم ہے کہ صلتیہ منسوب ہین عثمان بن صلت یا صلت بن ابی صامت سے ۱۲ منہ

لوگون سے جو دار تقیہ مین رہتے ہین مگر جس کو ہم مومن پہچانین گے اوسکو دوست کہین گے اور جس سے کفر دیکھین گے اوس سے بیزار ہونگے ہمکو جایز نہین ہے کہ ہم کسی اپنے مخالف کو ابتداً بقتال کرین اور اوسکا مال چرائین اور مومن عورت کا نکاح اونکی ہم قوم مشرک سے ساتھ انکی ملک مین جایز ہے۔

(ب) **معبدیہ**۔ یہ معبد بن عبدالرحمن کے اصحاب ہین انکے نزدیک مومن عورت کا نکاح ہم قوم مشرک مرد کے ساتھ ناجایز ہے اور کہتے ہین کہ نہ غلام سے زکوٰۃ لینا چاہئے اور نہ اوسکو دینا چاہئے۔

(ج) **رشیدیہ**۔ رشید طوسی کے یار ہین انکو عشریہ بھی کہتے ہین اس لئے کہ ثعالبہ نے کہا کہ جس زراعت کو نہر اور کول وغیرہ سے پانی لگے تو اوسکا حاصل نصف عشر یعنی بیسوان حصہ لینا چاہئے مگر زیاد بن عبدالرحمن نے اون سے کہا نہین بلکہ اوسمین عشر یعنی دسوان حصہ دینا ہے مگر جو شخص یہ کہے کہ بیسوان حصہ لو تو اوس سے بھی بیزاری ضرور نہین اسپر رشید نے یہ کہا کہ جب یہ ٹھہرا کہ ایسے شخص سے بیزاری ضرور نہین تو ہم اوسی کے مطابق عمل کرین گے جیسا کہ اونھون نے کیا پس اس کام مین دو فرقے بن گئے۔

(د) **شیبانیہ**۔ شرح مواقف مین میر سید شریف نے اور تعریفات مین شیخ ابو النصر نے کہا ہے کہ یہ لوگ شیبان بن سلمہ کے متبع ہین حبیبۃ الاکوان اور خطط الآثار مین لکھا ہے کہ اس نے ایام ابو مسلم خراسانی مین خروج کیا تھا ابو مسلم لوگون کو حلقہ اطاعت خلفائے عباسیہ مین لاتا تھا یہ اوس کی اور علی بن کرمانی کی مدد اور معاونت بمقابلہ نصر بن سیار کے کرتا اس لئے ثعالبہ اوس سے بیزار ہو گئے تھے جب شیبان مارا گیا تو بعضے لوگ کہنے لگے کہ اوس نے توبہ کر لی تھی ثعالبہ نے جواب دیا کہ اوسکی توبہ نامقبول ہے اس لئے کہ اوس نے ہمارے موافقین فی المذہب کو قتل کیا اور اونکا مال و اسباب چھین لیا اور توبہ قتل مسلمان کی بعد مقبول نہین جب تک قصاص جاری نہو اور مال نہ پھیر دیا جائے یا اوسکو بخشوایا جائے سب سے پہلے اسی نے قول تشبیہ

ظاہر کیا اور اسکا اعتقاد یہ ہے کہ بندہ کو کچھ اختیار نہین اوس کے سارے افعال اللہ تعالیٰ کے مخلوق ہین۔

(ر) **مکرمیہ** - یہ مکرم بن عبداللہ عجلی کی طرف منسوب ہین اوسکا قول یہ تھا کہ تارک نماز کافر ہے اوسکا کفر کچھ ترک نماز کی سبب نہین ہے بلکہ اس لئے کہ وہ اللہ سے جاہل ہے اگر وہ جانتا کہ اللہ میرے پوشیدہ اور علانیہ حالات سے مطلع ہے اور طاعت اوسکی بہتر اور نافرمانی بری ہے تو وہ کبھی نماز کو ترک نکرتا یہی قول اوسکا تمام کبائر مین تھا یعنی مرتکب انکا اللہ سے جاہل ہونے کی وجہ سے کافر ہے اور اللہ تعالیٰ کی دشمنی و دوستی اوس کے بندون کے ساتھ وقت موت کے معتبر ہے پس جو شخص مرتے وقت مومن مرا وہ اللہ کا دوست ہے اور جو کافر مرا وہ دشمن ہے اور اون اعمال کا اعتبار نہین جو موت سے قبل کئے جائین اس لئے کہ دوامی طور پر اونکا وثوق نہین کیونکہ کبھی آدمی سے ادا ہوتے ہین اور کبھی فوت بھی ہو جاتے ہین کہتا تھا یہی حال ہماری دوستی اور دشمنی کا ہے پس جو شخص مرتے وقت مومن دنیا سے تیرہوا وہ دوست ہے اور جو کافر اوٹھا وہ دشمن ہے۔

آٹھوین شبیبیہ یہ فرقہ منسوب ہے طرف شبیب خارجی بن یزید بن نعیم شیبانی کے یہ شخص صالح بن مسرح کی ہمراہ رہتا تھا جو فرقہ صفریہ کا ایک سرغنہ تھا جب مقام موصل کیا صالح نے وفات پائی تو شبیب کے لئے وصیت کی صالح کی قبر وہین ہے جو خارجی اوس کے پاس سے گذرتا وہ ضرور سر منڈاتا شبیب نے موصل مین خلافت عبدالملک بن مروان مین خروج کیا یہ شخص نہایت شجاع تھا اسکے پیرون کی جماعت بڑہ گئی عراق مین اوس وقت حجاج بن یوسف ثقفی حکمران تھا حجاج نے پانچ سرداروں کی ماتحتی مین یکے بعد دیگرے شبیب کے استیصال کے لئے لشکر بھیجا اس نے سبکو قتل کیا بعد اس کے شبیب نے کوفہ کی طرف رخ کیا حجاج بھی بذات خاص اودھر کو چلا او شبیب کے پہونچنے سے پیشتر وہان پہونچگیا

لہ دیکھو معارف ابن قتیبہ۔ ۱۲

شبیب نے حجاج سے بڑی بڑی لڑائیان لڑین آخر کار جب ملک کوفہ مین اوسے حجاج سے پے درپے شکستین ملین اور ظفریابی سے مایوس ہوگیا تو دجلہ کو قطع کرکے ملک اہواز کی طرف چلا گیا اور وہان سے فارس گیا اور فارس سے کرمان کی طرف گیا مگر یہان بھی ٹھہرا ملکہ عراق عرب کو گیا حجاج نے اپنے ایک سپہ سالار سفیان نامی کو اوس کے تعاقب مین روانہ کیا دریائے اہواز پر دونون کا مقابلہ ہوگیا دن بھر طرفین مین جنگ ہوا کی رات کے وقت طرفین کے لشکر جنگ گاہ سے اپنی اپنی فرودگاہون کو واپس ہوئے شبیب گھوڑے پر سوار ہو کر پل کو عبور کرنے لگا ایک گھوڑی سے آگے جا رہی تھی گھوڑا اسکا اوس گھوڑی کی وجہ سے بگڑا یہ اوس کی پشت سے علیحدہ ہوکر دریا مین گر پڑا او سوقت اوس کے منہ سے یہ کلام نکلا **لیقضی اللّٰہ امرا کان مفعولا** اور غوطہ کھایا جب پانی کے سطح پر پھر آیا تو کہا ذلک تقدیر العزیز العلیم اور غرق ہوگیا لاش اوسکی پانی سے نکالکر سفیان کے پاس لے گئے چاک کرکر دل نکالا تو مثل سنگ کے سخت نکلا جب اوسکی مان سے بیان کیا گیا کہ شبیب مارا گیا تو اوس نے یقین نکیا جب کہا کہ وہ ڈوب گیا ہے تو اس بات کا یقین کر لیا کہنے لگی کہ جب وہ پیدا ہوا تھا تو مینے دیکھا تھا کہ میرے شکم سے آگ کا شعلہ نکل رہا ہے سمجھہ گئی کہ اوسے کوئی چیز نہین بجھا سکتی سوائے پانی کے یہ واقعہ سنہ ۷۷ھ کا ہے شبیب کا فرقہ اوذین فرقہائے خوارج کے ساتھ عقائد مین موافق ہے لیکن ان سے اسبات مین منفرد ہے کہ عورت کی امامت وخلافت کو جایز بتاتا تھا اسی شبیب نے اپنی مان غزالہ نام کو اپنا خلیفہ کیا تھا اوس نے کوفہ مین داخل ہوکر خطبہ پڑھا اور نماز صبح مسجد جامع مین جا کر ادا کی پہلی رکعت مین سورۂ بقرہ دوسری رکعت مین سورۂ آل عمران پڑھی۔

نوین کوزیہ - اس فرقے کی خوارج طہارت مین مبالغہ کرتے ہین کہتے ہین کہ بدن کی مالش غسل کے وقت فرض ہے (دیکھو بحر المذاہب اور تذکرۃ المذاہب اور مورد الافاضل ذخیرہ)

سلہ دیکھو تاریخ روضۃ الصفا - ۱۲

دسوین کنزیہ - یہ لوگ مال جمع کرتے ہین زکواۃ کی فرضیت سے منکر ہین (دیکھو تذکرۃ المذاہب اور موئدالافاضل اور بحرالمذاہب وغیرہ)

گیارہوین شمراخیہ - یہ فرقہ عبداللہ ابن شمراخ کی طرف منسوب ہے - اوس کے نزدیک مان باپ کا مار ڈالنا حلال ہے جب اوس نے یہ حکم دیا دارالتقیہ مین رہتا تھا اوس کے اس حکم سے خوارج بیزار ہو گئے اور انکے نزدیک وطی بلا نکاح جایز ہے (دیکھو غنیۃ الطالبین اور بحرالمذاہب اور تذکرۃ المذاہب اور موئدالافاضل) توضیح المذاہب مین لکھا ہی کہ شمراخیہ صوفیان مبطل مین سے بھی ایک گروہ کا نام ہے -

بارہوین بدعیہ - یہ فرقہ تمام مقالات مین ازارقہ کی موافق ہے مگر اسبات مین منفرد ہے کہ نماز مین صرف دو رکعت فجر کو پڑھنا چاہئے اور دو رکعت رات کو اور اس قول پر استدلال اس آیت سے کرتے ہین اقم الصلوۃ طرفی النہار وزلفا من اللیل ان الحسنات یذھبن السیات - یعنی دن کے دونون طرف اور رات کی کچھ ساعتون مین نماز پڑھا کر کیونکہ نیکیان برائیون کو دور کرتی ہین یہ لوگ کہتے ہین کہ کم سے کم نماز کی دو رکعتین اور وقت اوسکا دن کے انہین دونون طرفون مین مذکور ہے جو سب کے نزدیک ہین اور یہ فرقہ ازارقہ کے ساتھ اسبات مین متفق ہے کہ جب کفار پر فتح حاصل ہو تو انکی عورتون کو قید کر لینا اور انکے اطفال کو مار ڈالنا چاہئے اور اپنے اس قول پر استدلال اس آیت سے کرتے ہین لاتذر علی الارض من الکافرین دیارا - یعنی زمین پر کافرون کا ایک گھر بسنے والا نہ چھوڑنا -

خطط الآثار مین خوارج کے فرقون کے یہ نام اور لکھے ہین

تیرہوین اصومیہ - یہ یحیی بن اصوم کے متبع ہین -

چودہوین یعقوبیہ - یہ یعقوب بن علی کوفی کے اصحاب ہین -

لہ دیکھو ترجمہ فارسی غنیۃ الطالبین از مولوی عبدالحکیم بن مرحوم شمس الدین ۱۲

پندرہوین فضلیہ ۔ یہ فضل بن عبداللہ کے پیرو ہین ۔
سولھوین ضحاکیہ یہ ضحاک بن قیس خارجی کے متبع ہین اس نے بنوامیہ کے زمانہ مین کوفہ مین خروج کیا تھا اور اپنا لقب امیر المومنین رکھا تھا اور کوفہ پر قابض ہوگیا تھا ۔ مجالس المومنین مین مذکور ہے کہ جب اس نے لوگون کو اپنے مذہب کی طرف دعوت کرنا شروع کیا تو مومن الطاق ایک دن اوس کے پاس گئے اور کہا مین ایک شخص ہون اپنے دین سے بخوبی واقفیت رکھتا ہون مینے تمہارے عدل وانصاف کی بہت شہرت سنی ہے اس لئے مین چاہتا ہون کہ تمہاری صحبت مین رہا کرون ضحاک اس بات سے خوش ہوا پھر مومن الطاق نے اوس سے کہا کہ تمکو حضرت علی سے کیون بغض ہے اوس نے جواب دیا کہ انہون نے دین مین ثالث کا تقرر قبول کیا اور جو شخص دین الٰہی مین ثالثی جائز رکھے اوس سے دشمنی رکھنا اور جنگ کرنا حلال ہے مومن الطاق نے کہا کہ تم مجھے اپنے دین کے اصول سے آگاہ کرو تاکہ مین تمہارے ساتھ مناظرہ کرون اور جب تمہاری حجت مجھپر غالب آجائے تو مین تمہاری اتباع اختیار کرون اور مناسب یہ ہے کہ صواب وخطا کی امتیاز کے لئے دونون کی طرف سے ایک آدمی ثالث مقرر ہونا چاہئے جو یہ بات بتائے کہ یہ شخص مصیب ہے یہ مخطی ہے ضحاک نے اپنے یارون مین سے ایک شخص کی طرف اشارہ کیا اور کہا کہ یہ شخص علم وفضل مین پایہ رکھتا ہے یہ دونون کے درمیان مین ثالث ہے مومن الطاق نے کہا کہ تم اس شخص کو اوس دین مین جس مین مین تم سے مناظرہ کرنا چاہتا ہون ثالث مقرر کرتے ہو ضحاک نے کہا ہان مومن الطاق نے اوس کے متبعون سے کہا کہ تمہارے سردار نے دین الٰہی مین ثالث مقرر کیا اب تم جانو صاحب ضحاک نے یہ بات سنتے ہی ضحاک کو اتنا مارا کہ وہ مرگیا انتہی ۔ یہ بیان قاضی نور اللہ صاحب کا صحیح نہین تحقیق یہ ہے کہ ضحاک خارجی امام ابوحنیفہ کے پاس آیا اور تلوار دکھا کر کہا کہ توبہ کرو انہون نے پوچھا کس بات سے ضحاک نے کہا کہ تمہارا عقیدہ ہے کہ حضرت علی نے معاویہ کے جھگڑے مین ثالثی مان لی تھی حالانکہ جب وہ حق پر تھے

ثالثی ماننے کے کیا یعنی امام صاحب نے کہا کہ اگر میرا قتل مقصود ہے تو اور بات ہے
ورنہ اگر تحقیق حق منظور ہے تو مجھکو تقریر کی اجازت دو ضحاک نے کہا کہ مین بھی مناظرہ ہی
چاہتا ہون امام صاحب نے کہا کہ اگر بحث آپس مین نہ طے ہو تو کیا علاج ضحاک نے کہا
کہ ہم دونون ایک شخص کو منصف قرار دیدین چنانچہ ضحاک ہی کے ساتھیون مین سے ایک شخص
انتخاب کیا گیا کہ دونون فریق کی صحت و غلطی کا تصفیہ کرے امام صاحب نے فرمایا
کہ یہی تو حضرت علی نے بھی کیا تھا پھر اونپر کیا الزام ضحاک دم بخود ہو گیا اور چپکا اوٹھکر چلا آیا۔

تاریخ کامل وغیرہ مین لکھا ہے کہ ۱۲۷ ہجری مین ضحاک بن قیس شیبانی نے کہ بنی بکر بن وائل
کے خاندان مین سے تھا مروان حمار پر خروج کیا اور عراق کی طرف بڑھا سبب اسکا یہ تھا
کہ جب ولید بن یزید بن عبد الملک مارا گیا تو مقام حرورا مین ایک خارجی نے خروج کیا
جسکا نام سعید بن بہدل شیبانی تھا اور اس نے سنا کہ عراق کی رعایا مین بڑا اختلاف اور
شورش ہے تو عراق کی تسخیر کے ارادہ سے اودہر چلا اور راستے مین مر گیا اور اس نے ضحاک
کو اپنا قایمقام کر دیا یہ بھی حرورا کا باشندہ تھا تمام شراۃ نے اوس سے بیعت کر لی اور
ضحاک شہر موصل کو گیا پھر یہان سے شہرزور کو صفریہ بھی ضحاک کے لشکر مین شامل ہو گئے
اور اب اس کی فوج کی مجموعی تعداد چار ہزار کی حد کو پہونچگئی جب ضحاک نے یہ سنا کہ عراق آجکل
فسادات کا مرکز ہو رہا ہے تو اوس نے یہان فتوحات حاصل کرنے کا ارادہ کیا مروان نے
یزید بن عمر بن ہبیرہ شیبانی کو اوس سے جنگ کے لئے متعین کیا سلیمان بن ہشام نے بھی
ضحاک سے بیعت کر لی اور اسکا شریک حال ہو گیا اور ضحاک کو اکسا کر مروان کے ساتھ جنگ کی
لئے آمادہ ہو گیا ضحاک نے مثنی بن مروان کو تو اپنی طرف سے کوفہ مین چھوڑا اور خود موصل کو گیا
ابن ہبیرہ نے مثنی سے جنگ کر کے اوسے قتل کر ڈالا جب ضحاک موصل مین آیا تو اوسے
فتح کر لیا اور اب ایک لاکھ آدمی اوس کے لشکر مین جمع ہو گئے تھے مروان خود ماردین کے مقام
پر ضحاک کے لشکر کے مقابل مین آموجود ہوا جنگ مین ضحاک مارا گیا اور اس کا بہت سا لشکر

کٹ گیا تھا کہ کے مارے جانے کے بعد مثمالکیہ نے ابن غیبری سے بیعت کرلی۔

فرقہ مرجیہ

مرجیہ لفظ ارجا سے بنا ہے جو مشتق ہے رجا بمعنی امید سے اس لئے کہ مرجیہ کو یہ امید ہے کہ اہل معاصی کو اللہ ثواب دیگا اسی وجہ سے یون کہتے ہین کہ ایمان کے ہوتے ہوئے کوئی معصیت ضرر نہین کرتی ہے جس طرح کہ ہمراہ کفر کے کوئی طاعت نفع نہین دیتی ہے یا یہ لفظ مشتق ہے ارجا بمعنی تاخیر سے اس لئے کہ اونہون نے حکم اصحاب کبائر کو آخرت تک موخر رکھا ہے پس دنیا مین صاحب کبیرہ پر کوئی حکم نہین ہو سکتا کہ دوزخی ہے یا جنتی ہے اس صورت مین مرجیہ وعیدیہ کی ضد ٹھہرتے ہین اور بعضے کہتے ہین کہ ارجا بمعنی تاخیر سے مرجیہ اس لئے بنا ہے کہ وہ حضرت علی کی تاخیر درجہ اول سے درجہ چہارم پر کرتی ہین اسصورت مین مرجیہ شیعہ کے مقابل ٹھہرین گے اور اہل سنت و جماعت بھی اسمین داخل ہو جائینگے پہلی صورت مین مرجیہ یاے تحتانی کے ساتھ ہوگا اور دوسری صورت مین ہمزہ کے ساتھ یعنی مرجئہ اور اوس شخص کو جو اس مذہب پر ہو مرجی بغیر ہمزہ کے اور کبھی مرجئی ہمزہ کے ساتھ بروزن مرجعی کہتے ہین [1]حقیقت مرجیہ کی یہ ہے کہ انکو اثبات و ملاعد

[1] مستفاد از منتہی الارب فی لغات العرب اور لسان العرب کی فصل را حرف ہمزہ مین لکھا ہے کہ ارجاء تاخیر کے معنی مین ہے اور اس کے آخر مین ہمزہ ہے اسی سے مرجیہ فرقہ کا نام بنا ہے جو اس مذہب پر ہو عرب مین وہ شخص رجل مرجئ بروزن مرجع کہلاتا ہے جب یاے نسبت اس کے آخر مین لگاتے ہین تو کہتے ہین مرجئی بروزن مرجعی اور یہ اسصورت مین ہے کہ اس کے آخر مین ہمزہ رکھی جائے اور جب ہمزہ نہ قرار دیجائے تو کہتے ہین رجل مرج بروزن معط اور اسصورت مین مرجیہ یاے تحتانی کی تشدید کے ساتھ ہے چنانچہ بعض عرب کہتے ہین اخبت واخطیت وتوضیت پس ہمزہ نہین دیتی اور ہمزہ نہ دینے کی صورت مین عرب یاے نسبت مرجی کے آخر مین لگا کر مرجی تشدید آخر کے ساتھ کہتے ہین اور مرجیہ ایک فرقہ ہے مسلمانون کا انکا قول ہے ایمان قول ہے بلا عمل کے یعنی ایمان صرف کلمہ شہادت کے اقرار کا نام ہے گویا کہ اونھون نے کلمہ شہادت کے اقرار کو عمل پر مقدم کیا ہے کیونکہ انکا عقیدہ یہ ہے کہ اگر بندے نہ نماز پڑھین اور نہ روزہ رکھین جب بھی ایمان اونکو نجات دیدے گا ابن اثیر نے کہا ہے کہ حدیث مین مرجیہ کا ذکر آیا ہے اور وہ ایک فرقہ ہے مسلمانون کا اعتقاد ہے کہ ایمان کی موجودگی مین کوئی معصیت ضرر نہین پہونچا سکتی ہے جیسا کہ کفر کے ساتھ کوئی طاعت نفع نہین دیسکتی ہے اور وہ مرجیہ اسی لئے کہلاتے ہین کہ اللہ نے اون سے تعذیب معاصی کو موخر کر دیا ہے۔ ۱۲ انتہی منہ

نفی وعید و خوف بین مومنین سے غلو ہے اور سارے مرجیہ یہ کہتے ہین کہ اگر اللہ کسی
گناہگار کا کوئی گناہ معاف کردے تو پھر اوس پر یہ لازم ہوگا کہ اوس قسم کے گناہ
سارے گناہگارون کے معاف کردے اور جس قسم کے گناہگار دوزخ سے نکالے تو
پھر اوس پر یہ لازم ہوگا کہ اوس قسم کے سارے گناہگارون کو دوزخ سے نکالے اور مجمع
البحرین مین لکھا ہے کہ بعض ماہرین مذاہب نے کہا ہے کہ مرجیہ فرقہ جبریہ ہے جنکا یہ قول ہے
بندے کو کام کی کوئی قدرت نہین کسی کام کو اوس کی طرف منسوب کرنا اور اوس کی قدرت
سے سمجھنا بطور مجاز کے ہے۔ حقیقت مین بندہ کا کوئی کام نہین سبکا صانع اللہ ہے۔
اور یہ جو اختیار مین مذکور ہے کہ مرجیہ کا قول ہے کہ کوئی شخص نہ روزہ رکھے نہ نماز پڑھے
نہ غسل جنابت کرے اور کعبہ کو توڑ ڈالے اور اپنی مان کے ساتھ نکاح کرے پھر بھی وہ
جبریل و میکائیل کے ایمان پر ہے اور کبھی مرجیہ کی تفسیر اشعریہ کے ساتھ کی جاتی ہے
انتہی یہ سراسر تعصب ہے۔ مرجیہ ایمان اور عمل کو دو مختلف چیزین قرار دیتے ہین
اور کہتے ہین کہ ایمان اور تصدیق کامل ہو تو عمل کا نہونا کچھ ضرر نہین کرتا ایک شخص دل سے اگر
توحید اور نبوت کا معترف ہے اور فرائض نہین ادا کرتا تو وہ مواخذہ سے بری ہے اور
مرجیہ کی رائے یہ بھی ہے کہ دوزخی جب آگ مین ڈالے جائین گے تو وہ وہان بلا عذاب
کے رہا کرین گے جسطرح مچھلیان پانی کے اندر رہتی ہین اسیطرح اہل نار بھی نار مین رہا
کرین گے اور فرق جنتیون اور دوزخیون مین اسطرح سے ہے کہ مومن جنت کے اندر
کھانے پینے کے ساتھ نفع اوٹھایا کرین گے اور کافرون کو دوزخ کے اندر کھانا پینا میسر
نہ آئے گا[1] اور مرجیہ کہتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی نص اس مضمون

[1] کتاب تمہید مین معین نسفی نے لکھا ہے قالت المرجیۃ لعنہم اللہ اذا دخل اہل النار النار فانہم یکونون فی النار بلا عذاب کالحوت فی الماء الا ان الفرق بین الکافر والمومن ان للمومن استمتاعا فی الجنۃ بالاکل والشرب واہل النار فی النار لیس لہم استمتاع اکل وشرب ۱۲ منہ

کی ثابت نہین کہ فلان میرے بعد امام ہو ابن جوزی کہتے ہین کہ عبد الواحد اسدی معروف
بہ ابن برہان کا قول ہے کہ اللہ کفار کو بھی ہمیشہ دوزخ مین نرکھے گا اس لیے کہ ہمیشہ عذاب
دینا مخلوقات کی شان سے ہے اور طلب انتقام اس کی علت ہے جو غضبناک کو عارض
ہوتا ہے اور دل مین غضب کے پیدا ہونے کی علت خون کا جوش مارنا ہے اور یہ باتین
اللہ تعالی کے حق مین محال ہین سب سے پہلے جس نے یہ مذہب نکالا **ابو محمد حسن**
بن محمد معروف بہ ابن حنفیہ بن حضرت علی بن ابیطالب ہین اونہون نے اس مسئلہ مین
گفتگو کی لیکن یہ عمل کو ایمان سے خارج نہین کرتے ہین جسطرح کہ اور مرجیہ نے کیا ہی
بلکہ یون کہتے تھے کہ صاحب کبیرہ کافر نہین ہوتا اس لئے کہ اولے طاعات اور ترک
معاصی اصل ایمان سے نہین ہین انکے زوال سے ایمان زائل نہین ہوتا ہے پھر مرجیہ کئی
طرح پر ہو گئی **قسم اول** مرجیہ خالص یہ قائل صرف ارجا کے ہین اور یہ یونسیہ و عبیدیہ و
غسانیہ و ثوبانیہ و مریسیہ ہین **قسم دوم** مرجیہ قدریہ یہ قسم جامع ہے درمیان مذہب
مرجیہ و قدریہ کے ان لوگون کے مثل گروہ احمد بن شبیب اور صالحی اور خالدی اور ابو شمر
ہین **قسم سوم** مرجیہ جبریہ یہ قسم جامع ہے درمیان مذہب مرجیہ و جبریہ کے جیسے جہم بن
صفوان **قسم چہارم** مرجیہ خوارج یہ خوارج بھی ہین اور مرجیہ بھی ہین جیسے ثوبانیہ۔ شہرستانی
نے ملل و نحل مین لکھا ہے کہ مرجیہ نے بعض اون مسائل مین خوارج کے ساتھ اتفاق کر لیا ہے
جو امامت سے تعلق رکھتے ہین اور ابن قتیبہ نے کہا ہے کہ اول موجد ارجا کا بصرہ مین
حسان بن بلال بن حارث مزنی ہے اور بعض نے یون ذکر کیا ہے کہ موجد اول ارجا کا ابو
سلت سمان ہے اوس نے سنہ ۱۵۲ ہجری مین وفات پائی ہے

تفصیل مرجیہ خالص کے فرقونکی

پہلا فرقہ یونسیہ ہے یونس بن عمر نمیری کے متبع ہین اسکا یہ اعتقاد ہے کہ ایمان
اللہ کا پہچاننا اور اوس کے سامنے عاجزی اور ترک گردن کشی اور اوس کی دوستی دلمین رکھنا

عمران

ہے اور انہین سے علیحدہ ہر خصلت نہ ایمان ہے نہ ایمان کا حصہ پس جس شخص مین یہ تمام
خصلتین جمع ہون وہ مومن ہے اور اوس کو ایمان کے ہوتے ہوئے کوئی معصیت
ضرر نہین کرتی نہ کسی گناہ پر اوسکو عذاب ہوگا اور نہ کسی طاعت کے ترک کرنے سے
سزا پائے گا کیونکہ سوا ئے معرفت الٰہی کے اور طاعات ایمان کے قبیل سے نہین
ابلیس اللہ کی وحدانیت کو پہچانتا تھا اور صرف تکبر اور سرکشی سے کافر ہوگیا چنانچہ اللہ تعالیٰ
فرماتا ہے۔ ابیٰ واستکبر وکان من الکافرین یعنی شیطان نے انکار کیا اور تکبر کیا
اور وہ تھا کافرون سے جس کے دل مین اللہ کی محبت اور خوف پیدا ہو گیا اور اوس کے
ساتھ دل سے دوستی رکھی اور عاجزی کی۔ پھر اوس نے خدا کے حکم کی تعمیل نہ کی تو وہ اس
سے گناہگار نہین ہوتا اور اگر اوس سے کوئی گناہ سرزد ہو تو اوس کے اخلاص و یقین
مین فرق نہین آتا اور محبت و اخلاص کی وجہ سے جنت مین جائیگا نہ طاعت و اعمال کے
سبب سے **دوسرا فرقہ عبیدیہ** ہے یہ عبید المکذب کے اصحاب ہین انکا
اعتقاد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سارے صفات اوسکی ذات کے غیر ہین اور وہ ذات
مقدس آدمی کی صورت پر ہے اور باقی عقائد مین یونسیہ کے ہم مشرب ہین۔
تیسرا فرقہ غسانیہ ہے یہ غسان بن ابان کوفی کے متبع ہین یہ شخص محمد بن حسن شیبانی
کا شاگرد تھا اور نبوت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا منکر تھا اسکا مذہب ایمان مین یہ تھا کہ
ایمان زیادہ ہوتا ہے لیکن کم نہین ہوتا اور یہ کہتا تھا کہ ہر خصلت کا خصال ایمان مین سے
بعض ایمان (یعنی حصہ ایمان و جزو ایمان) نام ہے اور اوسکا یہ اعتقاد بھی تھا کہ ایمان نام
ہے خدا اور رسول کی معرفت کا اور اجمالاً ان چیزون کی معرفت کا جو شارع سے پہونچی ہین
اور تفصیل کی ضرورت نہین اور معرفت اجمالی سے مراد یہ ہے کہ اعتقاد رکھے کہ اللہ نے

لہ کشف شرح مواقف و ارشاد المستفیدین اور میر سید شریف محمد اکبر کے الہامیہ مین ہے اور کتب ملل و نحل
مین ہے مگر یہ غلط معلوم ہوتا ہے صحیح کذب ہے ۱۲ منہ

ج فرض کیا ہے مگر یہ معلوم نہین کہ کعبہ کہان ہے اور ہو سکتا ہے کہ وہ مکہ مین نہو اور کسی
جگہہ ہو اور اللہ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول بنا کر بھیجا مگر یہ یقین نہین کہ جو محمد مدینہ مین
تھے وہی محمد ہین یا انکے سوا کوئی اور ہین اور سور کا گوشت اللہ نے حرام کیا ہے مگر یہ تحقیق
نہین کہ جس جانور کو عرف مین سور قرار دیکر حرام جانتے ہین یہ وہی ہے یا غیر ہے ۔

واضح رہے کہ اس قول سے مراد غسان کی یہ ہے کہ یہ احکام حقیقت ایمان مین داخل نہین ہین اور
وجہ یہ نہین ہے کہ اوس کو ان چیزون کے باب مین شک تھا بلکہ وہ جتاتا ہے کہ اگر مومن یہ
سمجھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہی ہین یا کوئی اور ہین اور کعبہ یہی ہے یا اور کوئی ہے تو اوس
کے ایمان مین فرق نہین آسکتا کیونکہ ایمان کی حقیقت مین انکو دخل نہین ہے انمین شک
کرنے سے اور اونپر اعتماد نرکھنے سے ایمان باطل نہین ہوتا اور غسان اپنے مذہب کے
رواج دینے کے لئے لوگون سے یہ کہا کرتا تھا کہ یہ رائے امام ابوحنیفہ کی ہے حالانکہ یہ محض
افترا تھا بلکہ معتزلہ نے بھی امام ابوحنیفہ اور اونکے تابعین کو مرجیہ کہا ہے اور وجہ شاید اس کی
یہ ہوگی کہ جو لوگ مسئلہ قدر مین معتزلہ سے مخالفت کرتے تھے وہ اونکو مرجیہ مشہور کر دیتے
تھے یا امام صاحب نے جو فرمایا ہے کہ ایمان تصدیق کا نام ہے اور تصدیق نہ زیادہ ہوتی ہے
نہ کم تو معتزلہ کو اس سے یہ خیال پیدا ہو گیا ہو گا کہ امام صاحب نے جو عمل کو حقیقت ایمان
سے خارج کر دیا ہے تو اونکے نزدیک مغفرت کے لئے ایمان کافی ہے اوس کے ہوتے
ہوئے کسی عمل مفروضہ کا ترک اور گناہ ضرر نہین کرتا کیونکہ اعمال ایمان مین داخل نہین بلکہ زمخشری نے
بوجہ تعصب مذہب اعتزال و قدر کے سارے اہل سنت کو کشاف مین مرجیہ وجبریہ کہدیا
ہے اس لئے کہ وہ عمل کو حقیقت ایمان مین داخل نہین کرتے اور نہ یہ کہتے ہین کہ بندہ
خالق افعال ہے اور یہ صاحب کشاف کی غلطی ہے اس لئے کہ اہل سنت وجماعت
کہتے ہین کہ ایمان عبارت ہے تصدیق اور اقرار سے اور عمل سبب ہے کمال ایمان کا نہ یہ کہ

لہ صفوۃ الجان مین شرح مواقف سے اس بات کو بلفظہ نقل کیا ہے ۔ ۱۲

ایمان قول ہے بلا عمل پس انکا مذہب توسط ہے جبر وقدر مین دین خالص کے مولف کہتے
ہین کہ یہ قول بھی صحیح نہین کیونکہ ساری اہل سنت حقیقت ایمان مین عمل کو داخل نہین کرتے اس لئے
کہ حنابلہ و شافعیہ کل اس بات کے قائل ہین کہ ایمان کی حقیقت مین اعمال داخل ہین
اور یہی رائے بعضے حنفیہ کی بھی ہے اور یہی قول مالکیہ[1] کا ہے اور اسی کو معتبر جانا ہے
جیسا کہ مالا بد منہ مین مذکور ہے ہان مشہور یہ ہے کہ امام ابو حنیفہ کا مذہب یہ ہے کہ عمل ذات
ایمان مین داخل نہین مگر یہ ضعیف ہے اور شاہ ولی اللہ صاحب نے تفہیمات مین اسکی تاویل
یون کی ہے کہ امام صاحب مجتہد ہین اور مجتہد خطا بھی کرتا ہے اور صواب پر بھی ہوتا ہے
اور خطا پر اوس کے لئے ایک اجر ہے جیسا کہ صواب پر دو اجر ملتے ہین محدثین بھی اس
مذہب مین امام صاحب کے مخالف ہین بلکہ ان بزرگون نے اوس زمانہ مین یہانتک سختی
کی تھی کہ جو شخص اونکی رائے کے ساتھ متفق نہوتا تھا اوسکو کافر یا فاسق سمجھتے تھے قاضی
ابو یوسف ایکبار شریک کی عدالت مین گواہ ہو کر گئے تو اونہون نے کہا مین اوس شخص کی
شہادت نہین قبول کرتا جسکا یہ قول ہو۔ نماز جزو ایمان نہین اور طرفہ یہ ہے کہ غنیۃ الطالبین
مین بھی جہان تہتر فرقون کا ذکر کیا ہے وہان مرجیہ کے بارہ فرقے شمار کئے ہین اونمین
حنفیہ کو بھی مرجیہ کہا ہے ان الفاظ کے ساتھ اما المرجیۃ ففرقہا اثنتی عشر فرقۃ
الجہمیۃ وفلانۃ وفلانۃ والحنفیۃ واما الحنفیۃ فہم اصحاب ابی حنیفۃ النعمان
ابن ثابت زعموا ان الایمان ہو المعرفۃ والاقرار باللہ ورسولہ وبما جاء من عندہ
جملۃ الخ مگر اس مین علمائے محققین کو کلام ہے یہانتک کہ شیخ القطب عبد الوہاب شعرانی
قدس سرہ اس بات کے قائل ہین کہ اس عبارت کو معاندین نے غنیہ مین اپنی طرف
سے داخل کر دیا ہے بلکہ محققین کو تو اسمین بھی کلام ہے کہ غنیۃ الطالبین حضرت شیخ عبد القادر

---

[1] کتاب فقہ مالکی مصنفہ ابو محمد عبد اللہ ابن ابی زید قیروانی مین مذکور ہے وان الایمان قول باللسان واخلاص بالقلب وعمل بالجوارح یزید بزیادۃ الاعمال وینقص بنقص الاعمال فیکون فیہا النقص وبہا الزیادۃ ولا یکمل قول الایمان الا بالعمل ۱۲

جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف سے ہے بہرصورت امام ابوحنیفہ اور اونکے اصحاب کو مرجیہ کا ہم اعتقاد خیال کرنا درست نہین اس لئے کہ ارجاء تو یہ ہے کہ یہ سمجھین کہ عذاب وعقاب اور مواخذہ کسی طرح نہوگا اور ایمان کے ہوتے ہوئے کوئی گناہ نقصان نہ پہونچا سکیگا سو یہ عقیدہ حنفیہ کا کب ہے بلکہ وہ تو یہ کہتے ہین کہ اللہ تعالیٰ کی مشیت وارادہ مین ہے جسے چاہے معاف کرے جسے چاہے عذاب دے اور گناہگار کے واسطے عذاب بھی ثابت کرتے ہین اور اوس کے ضرر سے خایف رہتے ہین ہان لطف پر انکی نظر بھی ہے اس لئے جانب مغفرت و امیدواری کی رعایت رکھتی ہین اور یہ کہتے ہین کہ اگر اللہ چاہے تو بغیر توبہ کے تمام گناہ بخشدے اور فاسق کو دوزخ مین ڈالدے[۱] ۔ امام ابوحنیفہ کو اس سے کچھ بحث نہ تھی کہ یہ مسئلہ فلان شخص یا فلان فرقہ کا ہے وہ اصل حقیقت کو دیکھتے تھے اور مغز سخن کو پہونچتے تھے جب یہ بحث اونکے سامنے پیش کی گئی تو اونہون نے علانیہ کہا کہ ایمان اور عمل دو جداگانہ چیزین ہین اور دونون کا حکم مختلف ہے اسپر بہت لوگون نے اونکو بھی مرجیہ کہا لیکن وہ ایسا مرجیہ ہونا خود پسند کرتے تھے محدثین اور فقہا مین سے جو لوگ امام صاحب کے ہمزبان تھے اونکو بھی یہی خطاب عنایت ہوا محدث ابن قتیبہ نے اپنی مشہور اور مستند کتاب المعارف مین مرجیہ کے عنوان سے بہت سے فقہا اور محدثین کے نام گنائے ہین جن مین سے چند یہ ہین ابراہیم تیمی اور عمرو بن مرہ اور طلق بن حبیب اور حماد بن سلیمان اور عبد العزیز بن ابی داؤد اور خارجہ بن مصعب اور عمر بن قیس الماصر اور ابو معاویۃ الضریر اور یحییٰ بن ذکریا اور مسعر بن کدام حالانکہ ان مین سے اکثر حدیث وروایت کے امام ہین اور صحیح بخاری و مسلم مین ان لوگونکی سیکڑون روایتین موجود ہین نواب صدیق حسن خان وغیرہ جو اس پر خوش ہین کہ امام صاحب کو حضرت پیران پیر نے یا بعض محدثین

[۱] تذکرۃ السلوک مین بھی ہمنے اس بات کو بڑی تفصیل سے لکھا ہی بلکہ تقصار مین جسقدر معاندانہ باتین حضرت غوث اعظم کے حق مین لکھی ہین اون سبکا بھی جواب ہمنے تذکرۃ السلوک مین دیدیا ہے ۱۲ منہ سلمہ

نے مرجیہ کہا ہے ابن تیمیہ کی فہرست دیکھتے تو شاید اونکو ندامت ہوتی اس بحث کے متعلق امام ابوحنیفہ کی ایک تحریر موجود ہے جس کے طرز استدلال و استنباط نتائج سے امام صاحب کی دقت نظر کا اندازہ ہوسکتا ہے اور اصل مسئلہ کی حقیقت کھلتی ہے اس لئے اس موقع پر ہم اوسکا حوالہ دینا مناسب سمجھتے ہین یہ تحریر عثمان بتی کی ایک خط کا جواب ہے جو اونہون نے امام صاحب کو لکھا تھا عثمان اوس زمانہ کے ایک مشہور محدث تھے عام لوگون مین جب امام ابوحنیفہ کے ان خیالات کے چرچے ہوئے تو اونہون نے امام صاحب کو ایک دوستانہ خط لکھا جسکا مضمون یہ تھا کہ لوگ آپ کو مرجیہ کہتے ہین اور بیان کرتے ہین کہ آپ مومن کا گمراہ ہونا جائز قرار دیتے ہین مجھکو ان باتون کے سننے سے نہایت رنج ہوتا ہے کیا یہ باتین صحیح ہین اس خط کے جواب مین امام صاحب نے ایک طولانی خط لکھا ہے جسکو قلائد العقیان مین چھٹے باب کے اندر ایک علیحدہ فصل مین پورا نقل کیا ہو۔ اس کے نقرے کہین کہین سے ہم انتخاب کرتے ہین حمد و نعت کے بعد عثمان بتی کی دوستانہ نصیحت اور خیرخواہی کا شکریہ ادا کرکے اصل مضمون اس طرح شروع کیا ہے مین آپکو بتاتا ہون کہ رسول اللہ کے مبعوث ہونے سے پہلے تمام لوگ مشرک تھے رسول اللہ جب مبعوث ہوئے تو لوگون کو اس بات کی طرف دعوت کی کہ خدا کو ایک مانین اور رسول اللہ جو کچھہ لائے اوسکو تسلیم کرین پس جو شخص اسلام مین داخل ہوتا تھا اور شرک چھوڑ دیتا تھا اوسکی جان و مال حرام ہوجاتا تھا پھر خاص اون لوگون کے لئے جو ایمان لاچکے تھے فرایض کے احکام آئے پس اوسکا پابند ہونا عمل ٹھہرا اور خدا نے اسی کی طرف اشارہ کیا ہے الذین امنوا و عملوا الصالحات و من یومن باللہ و یعمل صالحا۔ اس قسم کی اور آیتین ہین جن سے ثابت ہوتا ہے کہ عمل کے ہونے سے ایمان جاتا نہین رہتا البتہ اگر تصدیق و اعتقاد نہو تو مومن کا اطلاق نہین ہوسکتا عمل و تصدیق کا دو جداگانہ چیز ہونا اس سے بھی ظاہر ہے کہ تصدیق کے لحاظ سے سب مسلمان برابر ہین لیکن اعمال کے لحاظ سے مراتب مین فرق ہوتا ہے کیونکہ دین و مذہب سب کا ایک ہی ہی

کیونکہ خدا نے خود کہا ہے شرع لکم من الدین ما وصی بہ نوحا والذی اوحینا الیک
وما وصی بہ ابراھیم وموسی وعیسی ان اقیموا الدین ولا تتفرقوا فیہ یعنی
تمہارے لئے اوسے دین کو مشروع کیا جسکی وصیت نوح کو کئے گئے تھے اور جو تمہپر وحی بھیجی اور
جسکی وصیت ابراہیم وموسیٰ وعیسیٰ کو کی وہ یہ ہے کہ دین کو قایم رکھو اور اوسمین متفرق
نہو آپکو جاننا چاہیئے کہ تصدیق مین ہدایت اور اعمال مین ہدایت یہ دونون دو چیز ہین آپ ایک
شخص کو جو فرایض سے ناواقف ہو مومن کہہ سکتے ہین پس ایسا شخص فرایض کے لحاظ
سے جاہل اور تصدیق کے لحاظ سے مومن ہے خود خدا نے قرآن مین یہ اطلاقات کئے
ہین کیا آپ اوس شخص کو جو خدا کے اور رسول خدا کے پہچاننے مین گمراہ ہو اوس شخص
کی برابر قرار دین گے جو مومن ہو لیکن اعمال سے ناواقف ہو خدا نے جہان فرایض بتائے
ہین اوس موقع پر ارشاد فرمایا ہے کہ یبین اللہ لکم ان تضلوا یعنی خدا نے اس لئے
بیان کیا کہ تم گمراہ نہو دوسری آیت مین ہے ان تضل احدھما فتذکر احدھما
الاخری یعنی ایک گمراہ ہو تو دوسرا یاد دلادے حضرت موسیٰ کی زبان سے فرمایا۔
فعلتھا اذا وانا من الضالین یعنی جب مین نے وہ کام کیا تب مین گمراہ تھا ان
آیتون کے علاوہ اور بھی آیتین ہین جو اس دعوے کے ثبوت کے لئے دلائل قاطعہ ہین
اور حدیثین تو اور بھی واضح اور صاف ہین حضرت عمر اور حضرت علی امیرالمومنین کے لقب سے
پکارے جاتے تھے تو کیا اس کے یہ معنے تھے کہ وہ صرف اون لوگون کے امیر تھے
جو فرایض اور اعمال کے پابند تھے حضرت علی نے شام والون کو جو اون سے لڑتے
تھے مومن کہا کیا قتل سے بڑھکر کوئی گناہ ہے پھر جو لوگ قتل کے مرتکب ہوئے کیا آپ
قاتلین اور مقتولین دونون کو برسر حق قرار دیتے ہین اگر آپ صرف ایک کو یعنی حضرت علی
اور طرفداران حضرت علی کو برسر حق تسلیم کرین گے تو دوسرے فریق کو کیا کہین گے اس سے
خوب سمجھ لیجئے اور غور کیجئے میرا یہ قول ہے کہ اہل قبلہ سب مومن ہین اور فرایض کے

ترک سے کافر نہین ہو سکتے جو شخص ایمان کے ساتھ تمام فرایض بجا لاتا ہے وہ مومن اور جنتی ہے جو ایمان اور اعمال دونون کا تارک ہے وہ کافر اور دوزخی ہے جو شخص ایمان رکھتا ہے اور فرایض اوس سے ترک ہو جاتے ہین وہ مسلمان ضرور ہے لیکن گناہگار مسلمان ہے خدا کو اختیار ہے اوسپر عذاب کرے یا معاف کر دے امام صاحب نے جس خوبی سے اس دعوے کو ثابت کیا ہے انصاف یہ ہے کہ اس سے بڑھکر نہین ہو سکتا۔

چوتھا فرقہ ثومنیہ ہے یہ لوگ ابو معاذ ثومنی فیلسوف کے متبع ہین اسکا اعتقاد تھا کہ ایمان عبارت ہے تصدیق اور محبت اور اخلاص اور اوس چیز کے اقرار سے جسکی پیغمبر خدا نے تبلیغ کی ہے اور ان سب کے یا بعض کے ترک کرنے سے کافر ہوتا ہے اور کہتا تھا کہ جس معصیت کے کفر ہونے پر اتفاق نہو تو اوسکے کرنے والے کو فاسق نکہنا چاہیے بلکہ یون کہنا چاہیے کہ وہ گناہگار ہو گیا اور فسق کیا اور ترک کرنا نماز کا حلال جانکر کفر ہے اور قضا کی نیت سے ترک کرنا کفر نہین فسق ہے اور یہ سارے خصائل جنکو ایمان کہتے ہین انمین سے بعض خصلت نہ ایمان ہے نہ ایمان کا حصہ ہے کہتا تھا کہ کوئی نبی کو مار ڈالے یا اوس کے تپانچہ مار دے تو وہ کافر ہوتا ہے لیکن نہ اس لئے کہ اوس نے پیغمبر کو قتل کیا یا تپانچہ مارا بلکہ اسلئے کہ اوس نے پیغمبر کی تکذیب کی اور ہتک کیا ہے اور اوسکو دشمن رکھا ہے۔

پانچوان فرقہ مریسیہ ہے ابن اہول نے کہا ہے کہ مریسیہ مرجیہ کا فرقہ بشر بن غیاث بن عبد الرحمن مریسی کی طرف منسوب ہے اسکا باپ یہودی تھا اور قوم کا رنگریز تھا جو کوفہ مین رہتا تھا بشر مریسی . . نے امام اعظم کی صحبت حاصل کی اور اون سے تھوڑا سا آپ نے بھی کیا پھر ابو یوسف تلمیذ امام اعظم کی صحبت اختیار کرکے اون سے تفقہ کیا اور حدیث کو سنا اور نیز حماد بن سلمہ اور سفیان بن عیینہ وغیرہ سے حدیث کو سماعت کیا یہانتک کہ فائق ہو کر امام ابو یوسف کے اخص اصحاب مین سے ہوا کہتا تھا کہ مشائخ صوفیہ

کی باتون سے کسی بات نے میرے دل مین قرار نہین پکڑا یہانتک کہ مین نے دوگواہ
اصل کتاب وسنت سے اوسپر ناطق نہین پائی مگر چونکہ یہ شخص اخیر مین علم کلام اور فلسفہ مین
مصروف ہو گیا تھا اسلئے لوگ اس سے پھر گئے اور امام ابو یوسف اکثر اوسکی
مذمت کرتے اور جب سامنے آتا تو منہ پھیر لیتے تھے اس نے امام یوسف سے
بہت سی روایت اور مذہب مین اقوال بیان کئے ہین جن مین سے غریب قول یہ ہے
کہ گدھے کا کھانا جائز ہے۔ نفی صفات الٰہی اور خلق قرآن کا قائل تھا جیسا کہ عقیدہ معتزلہ
کا ہے اسپر اہل سنت نے اوسکی تکفیر کی ہے اور اوسکا اعتقاد یہ تھا کہ بندون کی
کام مخلوق خدا ہین استطاعت[1] فعل کے ساتھ ہے جیسا کہ عقیدہ اہل سنت کا ہے
اسی لئے معتزلہ نے اوسکو کافر ٹھہرایا دوسرا عقیدہ اوسکا یہ تھا کہ ایمان نام ہے تصدیق
قلبی و اقرار زبانی دونون کا اور کفر انکار کا نام ہے اور اس کے نزدیک سجدہ کرنا چاند
سورج اور بت کو کفر نہین لیکن کفر کی علامت ہے بشر کا ایک قول یہی ہے کہ کسی پیغمبر
کو قتل کر ڈالنے یا اوسکے تپانچہ مار دینے سے انسان کافر ہو جاتا ہے اور کفر کی وجہ
یہ ہے کہ اوسنے پیغمبر کی تکذیب کی اوس سے بغض رکھا نہ اس وجہ سے کہ اوسکو
قتل کیا یا تپانچہ مارا اسیطرح اور بہت سے اقوال شنیع اوس سے صادر ہوئے جنکے
سبب سے عہد خلیفہ رشید مین سزایاب بھی ہوا مگر صحیح یہ ہے کہ رشید کو جب خبر پہونچی کہ بشر مریسی
کہتا ہے کہ قرآن مخلوق ہے تو کہنے لگا کہ اگر وہ میرے ہاتھ لگا تو اسے سختی سے قتل
کراونگا کہ آج تک اس طرح کوئی نہ مارا گیا ہے بشر چھپ گیا اور عرصہ بیس سال تک کہ رشید
زندہ رہا وہ مخفی[2] رہا نحو کا علم نہین جانتا تھا آواز اوسکی بہت بری تھی امام شافعی نے اکثر مناظرہ

[1] خفیۃ الاکران مین کہا ہے نظر ان افعال العباد مخلوق للہ تعالے ولا استطاعۃ مع الفعل اور کشف الغمہ
مین ترجمہ کیا ہے اوسکا اعتقاد یہ تھا کہ افعال عباد مخلوق خدا ہین استطاعت ساتھ فعل کے نہین ہے انتہی
یہ سہو ہے - ۱۲ منہ [2] دیکھو حدایق الحنفیہ - ۱۲ [3] دیکھو خطط الآثار جلد دوم ۱۲

رکھتا تھا امام شافعیؒ نے جب اوس سے مسئلہ خلق قرآن و نفی صفات الٰہی مین مناظرہ کیا تو اوس سے بات کہی کہ تو آدھا کافر ہے اس لئے کہ قائل خلق قرآن کا ہے اور صفات الٰہی کی نفی کرتا ہے اور آدھا مومن ہے اس لئے کہ قائل قضا و قدر و خلق اکتساب عباد کا ہے بشر مریسی نے کچھ اوپر ستر برس کی عمر پائی اور ۲۱۸ھ مین اسکا انتقال ہوا ہے اور بعض کہتے ہین ۲۱۹ھ مین فوت ہوا مریس جسکی طرف یہ منسوب ہے بفتح راے مہملہ اور یاے تحتانی اور سین مہملہ کے ساتھ ایک قصبہ ہے بملک مصر مین واقع ہے

مرجیہ غیر خالص

ایک غیلانیہ - یہ لوگ منسوب ہین طرف مروان بن غیلان یا ابو مروان غیلان دمشقی کے اس گروہ مین تین خصلتین جمع تھین - ارجا - قدر - خروج قدریہ ہونے کی وجہ سے کہتے تھے فاعل خیر و شر کا بندہ ہے اور خارجی ہونے کے سبب سے کہتے تھے کہ امام کا غیر قرشی ہونا بھی جائز ہے جو کوئی کتاب و سنت کے مطابق عمل کرے وہ قابل امامت ہے اور امامت اجماع امت سے ثابت ہوتی ہے انکے نزدیک ایمان نام ہے معرفت ثانی کا اور وہ اللہ تعالیٰ کا پہچانتا اور اوس کے ساتھ محبت رکھنا اور اللہ تعالےٰ کے حضور مین عاجزی اور لاچاری کرنا اور اس بات کا اقرار ہے کہ رسول اللہ کی جانب سے ہے اور جو کچھ اللہ کی جانب سے وہ لایا ہے حق ہے غیلانیہ کی اصطلاح مین اس تفصیل کا نام معرفت ثانی ہے اور وہ کہتے ہین معرفت اول فطری ضروری ہے اور وہ جاننا اس بات کا ہے کہ کوئی عالم کا بنانے والا اور میری ذات کا پیدا کرنیوالا ہے سو معرفت اول کو ایمان مین دخل نہین معرفت ثانی کا نام ایمان ہے اور غیلانیہ کے نزدیک سارے اعمال ایمان سے خارج ہین اور انکا قول ہے کہ علم حدوث اشیا کا ضروری ہے

---

[1] دیکھو شذرات الذہب ۱۲

[2] دیکھو حدائق الحنفیہ

دوسرے شبیبیہ - یہ محمد بن شبیب مرجی قدری کے متبع ہین یہ شخص ایمان کے مسئلہ مین ثوبانیہ کا ہم اعتقاد تھا یعنی اوس کے نزدیک ایمان نام ہے معرفت واقرار اللہ اور اوس کے رسولون کا اور اون چیزون کا جنکا کرنا عند العقل ناجایز ہے اور جن چیزون کا کرنا عقل کے نزدیک جایز ہے اون کا اعتقاد ایمان نہین اور کہتا تھا اعمال ایمان مین داخل نہین اور سارے افعال اختیاریہ کا خالق بندے کو جانتا تھا۔

تیسرے ثوبانیہ - یہ ثوبان کے متبع ہین یہ پہلے مرجی تھا پھر خارجی معتزلی ہو گیا اوس کا یہ قول تھا کہ ایمان عبارت ہے اللہ اور اوس کے رسولون کی پہچاننے اور اونکا اقرار کرنے سے اور اون کامون کی اعتقاد سے جنکا کرنا عقل کے نزدیک ناجایز ہے اور جنکا کرنا عقل کے نزدیک جایز ہے اون کا اعتقاد کرنا ایمان نہین گویا اوس نے ایمان کو واجب بالعقل قبل ورود شرع کے ٹھہرایا تھا اس قول مین غسانیہ و یونسیہ سے علحدہ تھا اور مومنین کے عذاب دوزخ سے نجات پانے پر اس کو یقین تھا اور اعمال کو ایمان مین داخل نہین کرتا تھا۔

چوتھے شمریہ - یہ فرقہ ابوشمر مرجی قدری کی طرف منسوب ہے، وہ کہتا تھا کہ ایمان عبارت ہے خدا تعالی کے پہچاننے اور اوس سے محبت رکھنے اور اوس کے سامنے عاجزی کرنے اور اس بات کے اقرار کرنے سے کہ وہ یکتا ہے کوئی اوس کی مثل نہین اور ان چیزونکو ایمان جب کہتے ہین کہ انبیا ان پر حجت اور دلیل لاوین اور جب وہ حجت لاوین تو انبیا کا اقرار اور اونکی تصدیق بھی ایمان اور معرفت سے ہے اور اقرار اون احکام کا جو انبیا اللہ کے پاس سے لائین ایمان مین داخل نہین اور ایمان مین ہر خصلت نہ پورا ایمان ہے نہ ایمان کا حصہ بلکہ جب ساری خصلتین جمع ہو جاتی ہین تو وہ مجموعہ ایمان ہوتا ہے اور خصلتہای ایمان کے لئے عدل کے شناخت ضروری ہے اور شناخت عدل سے مراد قدر ہے یعنی اس بات کا اقرار کرنا کہ تمام خیر و شر کا بندہ آپ خالق ہے نہ خدا تعالی اور یہ شخص اعمال کو ایمان

مین داخل نہین کرتاتہا اور اُس کا قول ہے کہ جو کبیرہ گناہ کرے تو اوس کو علی الاطلاق فاسق نہ کہنا چاہیئے بلکہ یون کہنا چاہیئے کہ یہ فلان بات مین فاسق ہے۔ **فائدہ**

غنیۃ الطالبین مین مرجیۃ ذیل کے تین فرقوں کو بھی لکہا ہے

معاذیہ۔ یہ لوگ منسوب ہین طرف معاذ کے اوسکا قول ہے جس نے طاعت الٰہی کو ترک کیا اوس کے حق مین کہنا چاہیئے کہ اوس نے فسق کیا یون نہ کہنا چاہیئے کہ وہ فاسق ہے کیونکہ اسم فاعل کا صیغہ دوام پر دلالت کرتا ہے اور فاسق اللہ کا نہ دوست ہے نہ دشمن ہے اس لئے کہ دوست مومن ہے اور دشمن کافر اور وہ ان دونون سے علیحدہ ہے۔

یونانیہ۔ یہ فرقہ منسوب ہے یونان کی طرف انکا اعتقاد یہ ہے کہ ایمان کی صرف اس بات کا نام ہے کہ خدا اور اوس کے رسول کو پہچان لے اور زبان سے اقرار کرے اور جس کام کا کرنا روا نہین اوسے نکرے۔

صالحیہ۔ اس فرقہ کا نام صالحیہ اس لئے مقرر ہوا کہ انہون نے ابو الحسین صالحی کے مذہب کو اختیار کیا ہے صالحی کہتا ہے کہ ایمان نام ہے معرفت خدا کا علی الاطلاق یعنی یہ جان لے کہ عالم کا کوئی صانع ہے اور کفر جہل ہے اس معرفت سے اور تثلیث کا قائل ہونا کفر نہین مگر یہ کافر ہی سے ظاہر ہوتا ہے سوائے ایمان کے اور کوئی چیز عبادت نہین اور خطط الآثار مین مرجیہ کے ضمن مین لکہا ہے کہ صالحیہ صالح بن عمرو بن صالح کی طرف منسوب ہین اور شہرستانی نے ملل و نحل مین فرقہ مرجیہ کے بیان مین کہا ہے کہ صالحیہ صالح بن عمر صالحی کے متبع ہین اور جو عقیدہ ان کا ضمنیہ مین ذکر ہوا ہے اوس کے ذکر کرنے کے بعد لکہا ہے کہ صالحیہ کے نزدیک اللہ کی معرفت عبارت ہے اوسکی دوستی کرنے اور اوس کے سامنے خضوع کرنے سے اور خدا کی معرفت تو ہو اور رسول کا منکر ہو تو یہ بات جائز ہے اور عقل کے نزدیک روا ہے کہ خدا پر ایمان لائین اور رسول پر ایمان نہ لائین اس لئے کہ رسول نے اپنی زبان سے یہ بات کہی ہے کہ جو مجہپر ایمان نہ لایا

وہ کافر ہے اور کہتا تھا کہ نماز اللہ کی عبادت نہین اوس کی عبادت بہی ایمان ہے اور ایمان معرفت الٰہی کا نام ہے اور ایک خصلت ہے نہ بڑھتی ہے نہ گھٹتی ہے اسی طرح کفر بھی ایک خصلت ہے نہ بڑھے نہ گھٹے اور یہ شخص اس بات کا معتقد ہے کہ فاعل خیر وشر کا بندہ ہے اور کہتا ہے کہ امام قریش کے سوا اور شخص بھی ہو سکتا ہے جو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے موافق عمل کرے وہ امامت کی قابل ہے اور امامت اجماع امت سے ثابت ہوتی ہے شرح مواقف مین لکہا ہے کہ بعض وہ مرجی ہین جنہون نے قدر کو ارجا کی ساتھ جمع کیا ہے جیسے صالحی اور ابو شمر اور محمد بن شبیب اور غیلان مگر فرقہ صالحیہ کو جو صالحی کے اصحاب ہین معتزلہ کے ضمن مین ذکر کیا ہے اور غنیہ اور ملل اور نحل وغیرہ مین کوئی فرقہ صالحیہ معتزلہ مین نہین بیان کیا اور تذکرۃ المذاہب و موید الافاضل وغیرہ مین مرجیہ کے اتنے نام اور فرقے اور لکھے ہین۔ تارکیہ۔ شاملیہ راجیہ۔ شاکیہ۔ تہمیہ۔ عملیہ۔ منقوصیہ۔ مستثنیہ۔ اشریہ۔ بدعیہ۔ مشبہ۔ حشویہ۔

تارکیہ۔ کہتے ہین ایمان صرف فرایض ہین اور سوا فرایض کے کوئی عبادت فرض نہین راجیہ کہتے ہین جس نے لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ کہا تو اوسے طاعت نفع پہونچاتی ہے اور معصیت ضرر نہین دیتی **ثمانیہ** کہتے ہین کہ بندہ جب طاعت بجا لاتا ہے تو اوسکا نام مطیع ہو جاتا ہے اور جب عصیان کرتا ہے تو اوسکا نام عاصی ہوتا ہے اور جایز ہے کہ اس کے خلاف بھی ہو **شاکیہ** کو ایمان پر یقین نہین ہے وہ شک مین ہین **تہمیہ** کہتے ہین کہ ایمان کا مبنا عمل پر ہے پس جو امر و نہی کی تعمیل نہین کرتا وہ کافر ہے **عملیہ** کہتے ہین کہ ایمان عمل اعضا کا نام ہے **منقوصیہ** کہتے ہین کہ ایمان بڑھتا ہے اور گھٹتا نہین **مستثنیہ** اس لئے کہلاتے ہین کہ انکے نزدیک ایمان مین استثنا کرنا یعنی انا مومن ان شاء اللہ کہنا جایز ہے **اشریہ** کہتے ہین کہ قیاس باطل ہے دلیل ہونا اوس کا صحیح نہین **بدعیہ** کہتے ہین امیر کی اطاعت واجب ہے اگرچہ گناہ پر ہو۔

مشبہ کہتے ہین کہ اللہ تعالی نے آدم علیہ السلام کو اپنی صورت پر بنایا ہے حشویہ کہتے ہین واجب اور سنت اور نفل کے درمیان کوئی فرق نہین خلد الآثار مین مرجیہ کے تیرہ فرقون کے صرف نام اور لکھے ہین محمدیہ اصحاب محمد بن یحیی زیادیہ اتباع محمد بن زیاد کوفی اور ناقضیہ اور ہشمیہ

فرقہ نجاریہ

یہ فرقہ حسین بن محمد بن عبد اللہ نجار کی طرف منسوب ہی عبد اللہ کا باپ جولاہہ تھا اور بعضون نے کہا ہی کہ ترازو بنا تہا تا قم کا رہنے والا تھا اس کے مناظرات نظام کے ساتھ رہتے تھے ایکبار مناظرے مین جب کچھ حجت نہ لا سکا تو نظام نے اوس کو دہتکار کر کہا اٹھ جا رسوا کرے تجھکو اللہ تجھکو کون عالم اور ذی فہم جانتا ہے وہان سے تپ مین مبتلا ہو کر ادھ ہوا بیمار پڑ کر مر گیا یہ اور اس کی متبع اس اعتقاد مین کہ خالق افعال اللہ ہے اور بندہ کاسب ہے اور استطاعت فعل کی ہمراہ ہوتی ہے اور مسئلہ قضا و قدر اور وعد و وعید اور امامت حضرت ابو بکر مین موافق اہل سنت کے ہین اور نفی صفات الہی یعنی علم و قدرت و ارادہ و سمع و بصر و حیات و خلق قرآن یعنی حدوث کلام الہی اور انکار رویت حق تعالی مین ساتھ معتزلہ کے موافق ہین نجار کہتا تھا کہ اللہ آخرت مین بندون کی دلون مین ایک قوت پیدا کر دیگا جس سے اوسکو پہچان لین گے پھر وہ قدرت دونون آنکھون کی طرف منتقل ہو جاوے گی جسکی وجہ سے آنکھون کو بھی شناسائی اللہ کی حاصل ہو جاوے گی اسی شناسائی کا نام رویت ہے اور اللہ ارادہ کرنے والا خاص اپنے نفس کے ساتھ ہے اور جاننے والا بھی خاص اپنے نفس کے ساتھ ہے ارادہ و علم صفت علیحدہ اوسکی ذات سے نہین اور اللہ نفع و ضرر و خیر و شر کا ارادہ کرتا ہے اور اوس کے صاحب ارادہ ہونے کے یہ معنی ہین کہ وہ کسی کا مغلوب و مطیع نہین ہے اور کوئی اوسکو مجبور کر کے اپنی خواہش پوری نہین کر سکتے

لہ النجاریہ اصحاب محمد بن الحسین النجار یہ الفاظ شرح مواقف اور مجمع المذاہب اور تعریفات کے ہین اور ملل و نحل شہرستانی مین یون ہے النجاریہ اصحاب حسین بن محمد نجار اور غنیۃ الاکوان مین یون ہے النجاریہ اتباع الحسین بن محمد بن عبد اللہ

اور قدرت حادثہ کے لیے بھی تاثیر ثابت کرتا ہے اور اوس کا نام کسب رکھا ہے
جیساکہ اہل سنت کا مذہب ہے اور اوسکا عقیدہ یہ تھا کہ اللہ کی ذات ہر مکان مین موجود
ہے اور اس سے یہ مراد نہین کہ اوسکا علم یا قدرت ہر مکان مین موجود ہے اور کہتا تھا کہ
اللہ کا پہچاننا عقلاً واجب ہے کچھہ شرع پر موقوف نہین اور کہتا تھا کہ مرتکب کبیرہ بقدر
اپنے گناہ کے دوزخ مین عذاب پاکر اوس سے نکلیگا ہمیشہ دوزخ مین کفار کی طرح رہنا
عدل کے خلاف ہے اور سارے نجاریہ اللہ کے لیے ایک ارادہ ثابت کرتے ہین
جو کچھہ پیدا ہوتا ہے اور اونکے خیر و شر اور ایمان و کفر اور طاعت و عصیان کا اسی کے ذریعہ
سے ارادہ کرتا ہے اور عامہ معتزلہ کی رائے اس کے خلاف ہے اور قبر کے عذاب
و ثواب اور سوال منکر و نکیر کا منکر تھا اور کہتا تھا ایمان زائد ہوتا ہے کم نہین ہوتا اور نجاریہ
تین فرقے ہین۔

ایک برغوثیہ یاران محمد بن عیسی الملقب بہ برغوث انکا اعتقاد یہ ہے کہ کلام
الٰہی جسوقت پڑہا جاوے تو عرض ہے اور جسوقت کسی شئے کے ساتھہ لکھا جائے تو وہ
جوہر ہے۔

دوسرے زعفرانیہ (زمین پہلہ وفاکے ساتھہ) انکا اعتقاد یہ ہے کہ کلام الٰہی غیر
ذات الٰہی ہے اور جو چیز ذات الٰہی سے غیر ہے وہ مخلوق ہے پس کلام الٰہی بھی مخلوق
ہے اور جو یہ کہے کہ مخلوق نہین وہ کافر ہے۔

تیسرے مستدرکہ۔ ان کا قول یہ ہے کہ کلام الٰہی مخلوق ہے مطلقاً مگر ہم
متابعت سنت و اجماع کی وجہ سے کہتے ہین کہ وہ مخلوق نہین ہے یعنی اسوجہ سے کہ سنت
سے ثابت ہوا ہے اور اجماع اسپر ہو چکا ہے کہ کلام الٰہی مخلوق نہین ہے ہمکو بھی اسکا قائل
ہونا پڑا ہے کہ وہ مخلوق نہین ہے گو رائے انکی یہ ہے کہ کلام الٰہی کے غیر مخلوق ہونے

لہ دیکھو کتاب ملل بنیسرا۔

سے مراد یہ ہے کہ اوس کی جو ترتیب اور عبارت ہے حروف اور اصوات مخصوص کے ساتھ یہ مخلوق نہین ہے جو مخلوق ہے اوس کی ترتیب اور عبارت اوس کے خلاف ہے جسپر یہ ترتیب خاص دلالت کرتی ہے اور اوس محکی عنہ کی یہ حکایت ہے اور اس تاویل کے ساتھ اونہون نے کلام الٰہی کی نسبت مخلوق اور غیر مخلوق ہونے کے تعارض اقوال کو دفع کیا ہے اور انکا رسم یہ ہے کہ جو کوئی دین مین ہمارا مخالف ہے اوسکی ساری باتین غلط ہین یہانتک کہ اوسکا لاالٰہ الا اللہ کہنا بھی کذب ہے۔

فرقہ جبریہ

جبریہ[1] بفتح با قدریہ کی مناسبت سے استعمال کرتے ہین درصل اوسمین بلے موحدہ ساکن ہے کیونکہ جبر کی طرف منسوب ہے انکو مجبرہ بھی کہتے ہین رسالہ جبر و اختیار مین ملا باسق جان نے لکھا ہے کہ بندہ سے بعضے افعال اختیاریہ کا مجاز ہے اور معنی اس قول کے یہ ہین کہ افعال اختیاریہ کی اوسکی طرف نسبت کرنا ایسا ہے جیسے مرتعش کی طرف حرکت ارتعاشی کا منسوب کرنا کہ جب مرض رعشہ پایا جاتا ہے جو بندے کے اختیار مین نہین ہے تو بطریق وجوب کے اوس سے حرکت ارتعاشی صادر ہوتی ہے اسی طرح جب وہ امور پائے جاتے ہین جو بندے کے اختیار مین نہین ہوتے تو بطریق وجوب کے اوس سے حرکت اختیاری سرزد ہوتی ہے جیسے کاغذ مین حروف لکھے ہوتے ہین تو اوس کو اون حرفون کے حاصل کر لینے کا اختیار نہین ہوتا بجز اس کے کہ وہ کاغذ اون حرفون کا محل ہوتا ہے غرضکہ معنی اس قول کے کہ بندہ کو بعضے فعلون کا اختیار بھی ہے یہ ہے کہ جب تین یا چار باتین پائی جاتی ہین تو فعل ضروری پایا جاتا ہے (۱) قدرت جسکی وجہ سے فعل کے اقدام پر جرات ہوتی ہے (۲) اس بات کا تصور یا اعتقاد کہ یہ فعل اچھا ہے ہو بھی جائے اگر کوئی مانع موجود نہین ہے (۳) شوق جو اس تصور یا اعتقاد کے بعد کما حقہ

[1] مجمع البحرین مین ہی الجبریۃ باسکان الباء خلاف القدریۃ و فی عرف اہل الکلام یسمون المجبرۃ ۱۲ منہ

پیدا ہوتا ہے (۴) ارادہ بعضے کہتے ہین کہ شوق موکد کا نام ارادہ ہے اور بعضون کے
نزدیک دونون مین فرق ہے پس ایسا اختیار ثابت کرنا ضروری ہے اسی کے اشاعرہ معتقد
ہین بلکہ ماتریدیہ جو اختیار ثابت کرتے ہین اوسکو بھی اسی معنے پر حمل کیا جائے جیسا کہ
بعض مواضع سے سمجھا جاتا ہے تو اس صورت مین اشاعرہ و ماتریدیہ کے مطلب مین خلاف
نرہیگا مگر جبریہ ایسے اختیار کے بھی منکر ہین انکے غلاۃ کا قول ہے کہ بندے مین استطاعت
قبل اور بعد اور ہمراہ فعل کے نہین اور نہ اوسے اپنے کامون مین کسی طرح کا اختیار حاصل ہے
اور نہ کامون مین اوس کے کسب کو دخل ہے وہ مجبور محض ہے اوس کے کامون کو اوسکی جانب
کی طرف نسبت کرنا ایسا ہے جیسے جمادات کی طرف کسی کام کی نسبت کیجاتی ہے مثلاً
کہتے ہین چکی چلتی ہے پرنالہ بہتا ہے نہر جاری ہے اس بیان سے جبریہ اور اہل سنت
کا فرق ظاہر ہوگیا اہل سنت کا مذہب جبر و تفویض مین متوسط ہے کیونکہ انکے نزدیک بندون کے
افعال اختیاریہ کا خالق اللہ تعالیٰ ہے اور بندے کاسب ہین مگر اون کے کسب و
عمل کو فعل کے پیدا کرنے مین کوئی اثر نہین مجمع البحرین مین لکھا ہے کہ ائمہ کے کلام سے یہ
ثابت ہوتا ہے کہ جبریہ سے مراد اشاعرہ ہین اور قدریہ سے مراد معتزلہ ہین اور علی بن
ابراہیم نے کہا ہے کہ مجبرہ وہ ہین جنہون نے کہا ہے کہ ہمارے لئے کچھ کرنے کی
قدرت نہین ہم مجبور ہین جب ہم کوئی کام کرتے ہین تو اللہ اوسوقت اوس کام کو ہمارے لئے
پیدا کر دیتا ہے اور بندون کی طرف کام بطور مجاز کے منسوب ... کر دئے جاتے ہین نہ حقیقۃ
جیسے کہتے ہین نہر جاری ہے چکی چلتی ہے اور اپنی اس رائے کے اوپر قرآن کے ساتھ
استدلال کرتے ہین حالانکہ اونکے معنے بالکل نہین سمجھے ہین اس کتاب مین یہ بھی لکھا ہے
کہ مجبرہ کو مرجیہ بھی اس لئے کہتے ہین کہ وہ امر الٰہی کو موخر کرتے ہین اور کبائر کا ارتکاب کرتے
ہین - جبریہ کی دو قسمین ہین ایک جبریہ خالص کہ بندے کے لئے فعل کی قدرت بالکل ثابت
نہین کرتے دوسرے جبریہ متوسطہ کہ بندے کے لئے قدرت غیر موثرہ ثابت کرتے ہین

مگر جو لوگ کہ قدرت حادث کے لئے فعل پیدا کرنے مین اثر ثابت کرتے ہین اور اوس اثر کو کسب و عمل کہتے ہین وہ جبری نہین معتزلہ و شیعہ کی یہ زیادتی ہے کہ اونہین بھی جبری قرار دیتے ہین یون تو اون معتزلہ پر بھی جو افعال مولدہ کے قائل ہین جبریہ کا اطلاق صادق آتا ہے شرح مواقف مین لکھا ہے کہ نجاریہ اور ضراریہ بھی جبریہ متوسطہ مین سے ہین اور شہرستانی نے انکو جبریہ خالص کے ذیل مین لکھا ہے بخلاصہ کلام یہ ہے کہ مجبرۂ خالص کے کئی گروہ ہین۔

اول جہمیہ - یہ لوگ جہم بن صفوان ترمذی کے متبع ہین جو راسب کا آزاد کیا ہوا غلام تھا ابن ابی حاتم کی کتاب مین مذکور ہے کہ جہم کوفے کا رہنے والا اور فصیح تھا مگر کم علم تھا اور ابن خزیمہ بھی کہتے ہین کہ جہم کوفی الاصل تھا اور ترمذ مین گھاٹ پر رہتا تھا مرد فصیح تھا مگر اعلی درجہ کا عالم نہ تھا امام احمد حنبل نے جہمیہ کے رد مین ایک رسالہ لکھا ہے اوس مین کہتے ہین ہمکو معلوم ہوا ہے کہ جہم کی ابتدا اسطرح ہوئی کہ وہ اکثر اللہ تعالیٰ کی نسبت بات چیت کرتا تھا ایک جماعت کفار کی اوسکو ملی جو سمنیہ کہلاتے تھے یہ لوگ سومنا کی طرف منسوب ہین کہ یمن مین ایک بت تھا سمنیہ نے جہم سے کہا کہ ہم تم سے گفتگو کرتے ہین اگر تمہاری حجت غالب آئے تو ہم تمہارا دین اختیار کرلین گے اور اگر ہماری حجت تم پر غالب آئے تو تم ہمارے دین مین آجانا پھر اونمین اسطرح گفتگو ہونے لگی۔

سمنیہ - تمکو اس بات کا یقین ہے کہ ہمارا اللہ ہے۔

جہم - ہان مجھکو اوس کا یقین ہے۔

سمنیہ - تمنے اللہ کو کبھی اپنی آنکھ سے دیکھا ہے۔

جہم - مینے کبھی نہین دیکھا۔

سمنیہ - تمنے کبھی اللہ کی زبان سے کلام سنا ہے۔

جہم - مین نے کبھی اللہ کی زبان سے کلام نہین سنا

سمنیہ - کبھی تمنے اوس کی بو سونگھی ہے۔

جہم - جی نہین -

سمنیہ - کبھی تنے اوس کو چھوا ہے -

جہم - کبھی نہین -

سمنیہ - کبھی تمکو اللہ نے چھوا ہے

جہم - مجھکو بھی نہین چھوا -

سمنیہ - پھر تمنے کیسے جانا کہ وہ ہمارا اللہ ہے -

جہم یہ بات سنکر متحیر ہوکر رہگیا اور چالیس دن تک اس فکر مین مبتلا رہا کہ کس کی عبادت کرے اور چالیس دن بوجہ شک کے نماز نہ پڑھی پھر اوس نے ایک دلیل مثل نصارے کے پیدا کی نصارے کا زعم یہ ہے کہ روح حضرت عیسی مین ہے وہی اللہ کی روح ہے اور اللہ مین ہے پس جب اللہ یہ ارادہ کرتا ہے کہ کوئی چیز پیدا کرے تو وہ اپنی بعض مخلوق مین داخل ہوتا ہے اور اوس کی زبان سے کلام کرتا ہے اور جس بات کو چاہتا ہے اسکا حکم دیتا ہے جسکو نہین چاہتا اوس کی ممانعت کرتا ہے اور وہ روح نظرون سے غائب ہے جہم نے بھی اسیطرح کی ایک حجت پیدا کی اور سمنی سے یون ہم کلام ہوا -

جہم - کیا تمکو یہ نہین معلوم کہ اللہ کی روح تم مین ہے -

سمنیہ - ہان بیشک ضرور معلوم ہے کہ اللہ کی روح مجھ مین داخل ہے -

جہم - تمنے وہ روح کبھی اپنی آنکھ سے دیکھی ہے -

سمنی - نہین دیکھی -

جہم - تمنے کبھی اوس کا کلام اپنے کانون سے سنا ہے -

سمنی - نہین -

جہم - تمنے کبھی اوسکو پایا ہے یا اوس نے تمکو کبھی چھوا ہے -

سمنی - جی کبھی نہین -

جہم سے یہی حال اللہ تعالی کا ہے کہ نہ وہ ان آنکھون سے دیکھتا ہے نہ اوس کی آواز
سنی جاتی ہے نہ اوس کی بو سونگھی جاتی ہے اور وہ نظرون سے غایب ہے اور نہ وہ
کسی خاص مکان مین رہتا ہے اور جہم نے اپنے اس کلام کی بنا اون آیات پر قایم کی جو متشابہات
ہین جیسے **لیس کمثلہ شئی** یعنے اللہ کی مثل کوئی چیز نہین اور **وھو اللہ فی السموات**
والارض یعنے اللہ آسمانون اور زمین مین ہے اور **لا تدرکہ الابصار وھو**
یدرک الابصار یعنی اوس کو نہین پا سکتین آنکھین اور وہ پا سکتا ہے آنکھون کو اس حکایت
کو ابن ابی حاتم نے کتاب الرد علی الجہمیہ مین خلف بن سلیمان بلخی سے اور ابن خزیمہ نے توحید مین قدامہ
سے بھی روایت کیا ہے جہم نے اپنے مذہب کا اظہار ترمذ مین کیا تھا وہ کہتا تھا اللہ کے سوا
کوئی فاعل نہین ہے مجازاً بندہ کو فاعل کہدیتے ہین بندہ کو نہ قدرت موثرہ حاصل ہے نہ
کاسبہ بلکہ وہ جمادات کی طرح ہے جو کچھ اوس سے صادر ہوتا ہے وہ اسطرح صادر ہوتا
ہے جیسے جمادات سے اور نہ اس بات کو مانتا تھا کہ ایک شئے دو قادرون کی قدرت کا متعلق
واقع ہوتی ہے اوس نے اہل اسلام پر بہت سے شکوک ڈالے جسکا اثر ملت اسلامیہ
مین بہت برا ظاہر ہوا اور بہت سے آدمیون نے اوس کی متابعت کی فلاسفہ کی طرح اوس
کے قول کا انجام بھی تعطیل تھا سارے صفات الٰہی کا منکر تھا معتزلہ بھی اوس نفی صفات مین
جہم کے موافق ہین اور یہ سب **معطلہ** کہلاتے ہین اور جہم کہتا تھا اللہ کا اوس چیز کے ساتھ
وصف کرنا جس کے ساتھ مخلوق موصوف ہوتی ہے جایز نہین پس اللہ کے لئے کوئی
صفت مثلاً عالم یا حی یا مرید وغیرہ ہونے کی اوس کے نزدیک ثابت نہ تھی اسماے حسنیٰ
کی حقیقتون کا منکر تھا کہتا تھا کہ اللہ کا نام اونکے ساتھ مجازاً رکھا گیا ہے یا مقصود ان سے
کچھ اور ہے مگر ان کے یا انکے معنی ہمکو نہین معلوم ہو سکتے اور استوی علی العرش کا منکر

لعدم ثبوت الحق علے الخلق کی مباحث جبریہ کی باب مین یہ ہے فانہم زعموا ان للعبد قدرة غیر انہ لا اثر لہا البتة
واما المخلوقة سرو صدمہ ولم یثبتوا اکتساباً للعبد ولا مقصوداً بین قادرین ۱۲

تھا کہتا تھا اللہ ہر مکانمین ہے دیدار الٰہی کا بھی قائل نہ تھا اور قبر کے عذاب و ثواب اور سوال
منکر و نکیر اور پل صراط اور حوض کوثر اور ملک الموت کا انکار کرتا تھا اور یہ بھی مثل شیعہ اور معتزلہ
کی کرامات اولیا ما اللہ کو باطل کرتا تھا اور معجزات انبیا کو ثابت و صحیح مانتا تھا کہتا تھا اگر
کرامات کی تصدیق کی جائے گی تو معجزات کا ابطال لازم آئیگا اور انبیا اور اولیا مین
مابہ الامتیاز کچھہ نرہے گا اور قرآن کو مخلوق بتاتا تھا اور کہتا تھا جنت و دوزخ جنتی اور
دوزخیون کے اونمین داخل ہونے کے بعد فنا ہو جائینگے اور سوا ے ذات باری
کے کچھ باقی نرہے گا اسکا مذہب یہ ہے کہ ایمان قلب کے ساتھہ ہے نہ زبان کے ساتھہ
اور جس نے اللہ کو پہچان لیا اور زبان سے ایمان کا اقرار نہ کیا تو وہ کافر نہین ہوتا
اس لیئے کہ علم خاموشی سے زوال نہین پاتا ہے اور کہتا تھا کہ جہان ایمان ہوتا ہے
وہان کوئی گناہ نقصان نہین پہونچا سکتا سو مومن گناہون کی سزا سے امین ہے معتزلہ
نے استطاعت کی نفی کرنے کی وجہ سے اوس کی تکفیر کی ہے اور اہل سنت نے
صفات الٰہی کی نفی کرنے اور قرآن کو مخلوق ماننے اور دیدار الٰہی کا انکار کرنے کی وجہ سے
اوس کی تکفیر کی ہے جہم اس بات مین متفرد تھا کہ سلطان ظالم پر خروج کرنا جایز ہی
اور اوس کی نزدیک سب علوم خواہ تصوری ہون یا تصدیقی نظری ہین اور اوس کا قول ہے
کہ ایمان نام ہے اللہ تعالیٰ کی معرفت کا اور بعضے جہمیہ کہتے ہین کہ اللہ تعالیٰ کی اور جو کچھہ رسول
صلے اللہ علیہ وسلم اللہ کے پاس سے لائے ہین ان دونون باتون کی معرفت کا نام
ایمان ہے جہم کہتا تھا کہ اللہ تعالےٰ کا علم حادث ہے لیکن یہ ایسی صفت ہے جس کے
ساتھ غیر اللہ موصوف ہوتا ہے اسیطرح کہتا تھا کہ کلام الٰہی بھی حادث ہے اور اللہ کو اوسکا
متکلم نہ سمجھنا چاہیئے کتاب الاوائل مین ابو ہلال عسکری نے لکھا ہے کہ جس نے اول یہ کہا
کہ اللہ تعالےٰ نے کبھی کلام نہین کیا وہ جہم ہے اور یہ قول اوس کے خصوصیات مین
سے ہے انتہی مگر تحقیق یہ ہے کہ جس نے دین اسلام مین اول یہ کہا کہ اللہ نے کلام نہین کیا

وہ جعد بن درہم ہے اور اسی نے اول یہ بھی کہا تھا کہ قرآن مخلوق ہے جعد کا قول تھا کہ اللہ نے موسیٰ علیہ السلام سے خود کلام نہین کیا تھا بلکہ کلام اور آواز کو درخت مین پیدا کر دیا تھا موسیٰ علیہ السلام نے اوسی درخت سے وہ کلام سنا تھا اسی طرح جعد یہ بھی کہتا تھا کہ جبرئیل نے خدائے پاک سے قرآن نہین سنا تھا بلکہ جبریل نے لوح محفوظ مین سے پڑھ لیا تھا جب خالد بن عبد اللہ قسری نے اوس کی یہ بات چیت سنی تو پکڑ لیا اور عید اضحیٰ کے دن خاص اسی بات کی سزا مین ذبح کر ڈالا اول خالد نے ممبر پر چڑھ کر مسلمانون سے خطبہ مین بیان کیا کہ تم قربانی کرو اللہ اوسے قبول کریگا اور مین آج جعد بن درہم کو قربانی کرتا ہون اس لئے کہ وہ کہتا ہے کہ اللہ نے حضرت ابراہیم کو خلیل نہین بنایا اور نہ حضرت موسے کے ساتھ کلام کیا خالد یہ کہکر ممبر سے اوترا اور جعد کو ذبح کر ڈالا یہ واقعہ تابعین کے زمانہ کا ہے ابن تیمیہ نے کتاب العقل والنقل مین لکھا ہے[له] کہ جہمیہ اور معتزلہ یہ کہتے ہین کہ قرآن اللہ تعالیٰ سے مباین ہے یہی حال اوس کے سارے کلامون کا ہے اور اللہ تعالیٰ نے درخت مین کلام پیدا کر دیا تھا اوسی کو حضرت موسیٰ نے سنا تھا اور ہوا مین کلام پیدا کیا تھا تو اوسے جبریل نے سنا تھا اور اللہ کا کوئی ایسا کلام نہین جو اوس کی ذات کے ساتھ قایم ہو۔

تفسیر جامع البیان مطبوعہ مطبع فاروقی دہلی کے آخر مین ایک عربی کا رسالہ لگا ہوا ہے اوس مین بیان کیا ہے کہ جہمیہ اور معتزلہ کے مذاہب مین فرق یہ ہے کہ معتزلہ کہتے ہین کہ اللہ نے حضرت موسیٰ سے حقیقت مین کلام کیا اور بولا تھا مگر یہ کلام اسطرح کا تھا کہ اللہ نے کسی غیر چیز مین پیدا کر دیا تھا اوس سے حضرت موسیٰؑ نے سن لیا اور وہ غیر

[له] کتاب العقل والنقل کی عبارت یہ ہے ان الجہمیۃ واشباہہم من المعتزلۃ قالوا ان القرآن بائن من اللہ وکذلک سائر کلامہ عندہم ان اللہ خلق کلاما فی الشجرۃ فسمعہ موسی وخلق کلاما فی الہوی فسمعہ جبریل ولا یسمع عندہم ان یوجد من اللہ کلام یقوم بہ لسلے الحقیقۃ ۔ ۱۲ منہ

چیز یا تو کوئی درخت تھا یا ہوا یا اور دوسری چیز اللہ کی ذات کے ساتھ کلام قایم نہین ہو سکتا
اسیطرح نہ کوئی دوسری صفت جیسے قدرت مشیت رحمت حیات وغیرہ اوس کی ذات کے
ساتھ قایم ہوسکتی ہے اور جہمیہ کبھی تو یہ کہتے ہین کہ اللہ تعالےٰ نے حضرت موسیٰ سے کسیطرح
کلام نہین کیا اور کبھی یہ بات صاف طور پر منہ سے تو نہین نکالتے کیونکہ اس مین صریح دین
اسلام اور دین نصاریٰ و یہود سے خلاف لازم آتا ہے بلکہ بظاہر اس بات کا اقرار کرتے
ہین کہ اللہ تعالےٰ نے حضرت موسیٰ سے کلام کیا مگر ساتھ ہی اتنی تاویل کر جاتے ہین کہ اللہ
نے اپنے کلام کو غیر چیز مین پیدا کر دیا تھا اور دلیل اپنے مطلب پر یہ بیان کرتے ہین کہ
کلام کی حقیقت حروف و آواز ہین اور یہ دونون محدث ہین اور حروف و آواز اوسی چیز کے ساتھ
قایم ہوتے ہین جو متحیز ہو اور اللہ متحیز نہین پس اللہ کے ساتھ کلام قایم نہین ہو سکتا اوسی
رسالہ عربی مین ذکر کیا ہے کہ جہمیہ کو اس بات کا جو جواب دیا ہے اوسکی تین قسمین ہین یہ
جواب تین گروہون نے دیئے ہین (۱) کلابیہ اور اشاعرہ اور ماتریدیہ کہتے ہین کہ اللہ کے
کلام کی حقیقت حروف و آواز نہین بلکہ وہ تو ایک معنے اور مفہوم ہے جو متکلم کی ذات کے ساتھ
قایم ہوتا ہے حروف اور آواز تو اوس معنے کے بیان کرنے کے لئے ہین اور وہ معنی
مامور کے اعتبار سے امر ہے اور بہ نسبت منہی عنہ کے نہی ہے اور مخبر بہ کے اعتبار سے
خبر ہے جبکہ اس معنے کو عربی الفاظ مین ادا کیا قرآن کہلایا اور عبرانی مین ادا کیا تو توریت نام پایا
اور سریانی مین ادا کیا تو انجیل نام ہوا پس کلام ایک ایسی چیز ہے کہ وہ اپنی دونون قسمون
مین حقیقۃً مشترک ہے یا ایسا ہو کہ کلام خالق پر کلام کا اطلاق مجازی طور پر ہے اور کلام مخلوق پر
اوس کا اطلاق حقیقی ہے یہ رائے متاخرین اصحاب مالک اور شافعی اور احمد اور ابو حنیفہ رحمہم اللہ
کی ہے (۲) اگرچہ کلام کی حقیقت حروف اور آواز ہی ہین لیکن یہ دونون چیزین محدث نہین
یہ مذہب سالمیہ کا ہے جو ابو الحسن بن سالم کے اصحاب ہین انکی رائے یہ ہے کہ قرآن
مع حروف اور آواز کے قدیم ہے اور اللہ اسی کے ساتھ متکلم ہے پہلا گروہ جس طرح کلام

نفسی کو قدیم مانتا ہے یہ دوسرا گروہ برخلاف اوس کے کلام لفظی کو قدیم کہتا ہے انکی دلیل
یہ ہے کہ بغیر حروف و آواز کے کلام کا ہونا عقلاً ممنوع ہے کوئی معنے امر و نہی اور خبر نہین ہو سکتا
جس نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ توریت اور انجیل اور قرآن ایک ہی معنے ہے اختلاف
صرف عبارات مین ہے جو اوس معنے پر دلالت کرتی ہین یہ اوس کی غلطی ہے اس تقدیر
پر آیت کرسی اور قل ہو اللہ احد اور تبت یدا ابی لہب اور توریت اور انجیل ایک ہی چیز قرار پاتا
اس گروہ نے ابن کلاب کے قول کو تسلیم نہین کیا ہے یہ گروہ قرآن لفظی کو قدیم بتلاتا
ہے اور اس صورت مین حروف اور آوازون کی ذاتون کا قدیم ہونا لازم آتا ہے کہ یہ دونون
اللہ کی ذات کو لازم ہین اور باوشین و میم وغیرہ ہمیشہ سے موجود ہین اور موجود رہین گے
کوئی شئے اون سے سابق نہین یہ سب اللہ کی ذات کے ساتھ ازل سے قایم ہین یہ دوسرا
مذہب بعض اصحاب امام مالک اور امام شافعی اور امام احمد اور امام ابوحنیفہ کا بتایا ہے۔
(۳) تیسرا گروہ کہتا ہے کہ ہم نے مانا کہ کلام کی حقیقت حروف اور آواز ہین اور حروف
اور آواز محدث بھی ہین مگر انکے محدث ہونے سے اگر یہ مراد ہے کہ اونکا مخلوق ہونا اور
اللہ سے منفصل ہونا واجب ہے تو یہ بات ممنوع ہے اور اگر یہ مراد ہے کہ وہ قدیم نہین
ہین تو یہ ہم بھی تسلیم کرتے ہین مگر ہم ایسے کلام کو جو قدیم نہو محدث بھی نہین قرار دیتے یہ گروہ
اس بات کا قائل ہے کہ اللہ تعالےٰ نے حضرت موسیٰ سے جو کلام کیا نہ وہ قدیم تھا
نہ محدث اس فرقہ کی یہ راے ہے کہ اللہ کی شان یہ ہے کہ جب چاہتا ہے کلام کرتا
ہے اور جب چاہتا ہے نہین کرتا یہ بات بھی اُسی قبیل سے ہے جس طرح اوس نے
اپنے کلام مین فرمایا ہے خلق السموات والارض فی ستۃ ایام ثم استوی
علی العرش یعنی اللہ نے بنائے آسمان اور زمین چھ دن مین پھر عرش پر قرار پکڑا اور
ثم استوی علی السماء وھی دخان پھر چڑھا آسمان کی طرف اور وہ دھوان تھا اور
ان یاتیھم اللہ فی ظلل من الغمام والملائکۃ یعنی اون کے پاس اللہ اور فرشتے

ابر کے سائبانوں مین آوین ایسی باتین قرآن مین بہت ہین اور حدیثون مین اکثر مقامات پر آیا
ہے کہ اللہ جب چاہتا ہے اپنے افعال اور کلام کو جو اوس کی ذات کے ساتھ قایم ہین
واقع کرتا ہے پس جو اوس کی ذات کے ساتھ قایم ہے وہ اوسی کا کلام ہے نہ کسی
غیر کا اور مخلوق خالق کے ساتھ قایم ہو نہین سکتا اور نہ رب مخلوق کا محل بن سکتا ہے اللہ
کی ذات پاک کے ساتھ وہی کلمات اور افعال قایم ہوتے ہین جنکو وہ چاہتا ہے اور یہ چیزین
مخلوق نہین ہوتین مخلوق وہ ہے جو مبائن ہو اور اللہ کا کلام اوس سے مبائن نہین وہ
اوسی سے موجود ہے اوسی کے ساتھ قایم ہے ۔

یہ مذہب محدثین اور صوفیہ کا نقل ہوا حافظ نے فتح مین کہا ہے کہ جہمیہ کی جو مذمت اہل سنت نے کی ہے
تو وہ صرف مذہب جبری ہی کی وجہ سے نہین بلکہ سلف نے اونکی مذمت پر اس وجہ سے بھی
اتفاق کیا ہے کہ صفات الٰہی کے منکر ہین یہانتک کہ کہتے ہین قرآن اللہ کا کلام نہین اور وہ
مخلوق ہے استاد ابو المنصور ابو القاہر بن طاہر تمیمی نے کتاب الفرق بین الفرق مین کہا ہی
کہ مبتدعہ کے رئیس چار ہین اونمین سے ایک جہم ہے جو اللہ کے اوصاف کا منکر تھا اور بندے
کو مجبور محض بتاتا تھا اور کہتا تھا کہ اللہ کا علم حادث ہے اور اللہ کو متکلم نہ کہنا چاہیے وہ اپنے
بندون سے کلام نہین کرتا امام ابو حنیفہ سے منقول ہے کہ جہم نے نفی تشبیہ مین یہانتک مبالغہ
کیا کہ کہنے لگا اللہ تعالیٰ کچھ چیز نہین بخاری نے عبد العزیز بن ابی سلمہ کے طریق سے روایت
کی ہے کہ جہم کا کلام ایک صفت بے معنے ہے اور ایسا مکان ہے جسکی بنیاد نہین ابن ابی حاتم
نے معتمر بن سلیمان کے ذریعہ سے خلاد طفاوی سے روایت کی ہے کہ سلم بن احوز مازنی
کو جو خراسان مین تھا خبر پہنچی کہ جہم اس بات کا منکر ہے کہ اللہ تعالےٰ نے حضرت
موسیٰ سے کلام کیا تو اوسے قتل کر ڈالا اور یہ واقعہ سنہ ۱۳۰ھ کا ہے اور ابو القاسم لالکائی کا
قول کتاب السنہ مین یہ ہے کہ جہم سنہ ۱۳۲ ہجری مین مارا گیا اور طبری نے واقعات سنہ ۱۲۷
ہجری مین ذکر کیا ہے کہ ہشام بن عبد الملک کی طرف سے نصر بن سیار خراسان کا گورنر

تھا حرث بن سریج نے اوسپر خروج کیا ۔ اور یہ کہتا تھا کہ قرآن و حدیث پر عمل کرو اور جہم
اوس وقت حرث کا میر منشی تھا دونون فریق مین صلح کے باب مین بہت کچھہ خط و کتابت
ہوئی اور یہ قرار پایا کہ جہم اور مقاتل بن حیان جو کچھہ فیصلہ کرین وہ منظور رہے انہون نے یہ تجویز
کیا کہ حکومت خراسان کی بابت شورے ہونا چاہئے اور اہل خراسان جس سے راضی
ہون اوسکا امیر مقرر ہو کہ اوسمین حکم عدل کے ساتھہ کرے مگر نصر نے اس تجویز کو نامنظور
کیا اور مدت تک باہم لڑائی رہی یہانتک کہ حرث عہد خلافت مروان حمار مین سنہ ۱۲۸ ہجری مین
مارا گیا جہم کی نسبت بعض کی راے یہ ہے کہ وہ بھی میدان جنگ مین کام آیا اور بعض
یہہ کہتے ہین کہ وہ پکڑا گیا اور نصر بن سیار نے سلم بن احوز مازنی کو حکم دیا کہ اوس کی گردن مارد
جہم نے معافی چاہی مگر سلم نے قتل سے کئے بغیر نہ چھوڑا اور وہ مقام مرو مین قتل کیا گیا اور
ابن ابی حاتم نے سعید بن رحمہ کے طریق سے روایت کی ہے کہ جہم سنہ ۱۳۰ مین مارا گیا اور
ممکن ہے کہ حرث سے دو برس کے بعد جہم کا قتل واقع ہوا ہو پس کرمانی نے جو یہ کہا ہے
کہ جہم ہشام بن عبد الملک کے ایام خلافت مین مارا گیا یہ صحیح نہین ہے شاید کرمانی کو سہو ہو گیا ہے
کہ اوس کا ذہن جعد بن درہم سے جہم کی طرف منتقل ہو گیا جو ہشام کے عہد مین خالد قسری
امیر عراق کے حکم سے مارا گیا جو یہ کہتا تھا کہ اللہ نے حضرت ابراہیم کو خلیل نہین بنایا اور
نہ حضرت موسےٰ سے کلام کیا یہ مقالہ خاص جعد ہی نے اول منہ سے نکالا ہے جہم نے اوس
کی تقلید کی ہے اس لئے اسکا نام مقالہ جہمیہ مقرر ہو گیا ۔ اور بخاری نے کتاب خلق الافعال
مین لکھا ہے کہ مجھے یہ خبر پہونچی ہے کہ جہم جعد بن درہم کا شاگرد تھا اور جہم کا واقعہ قتل
جعد کے واقعہ سے بہت بعد ظہور مین آیا ہے کہ وہ عہد ہشام بن عبد الملک کا تھا
شاید کرمانی کو یہ دہوکا اس روایت سے ہوا ہے جو ابن ابی حاتم نے صالح بن احمد بن
حنبل کے طریق سے روایت کی ہے اونہون نے کہا مینے ہشام بن عبد الملک کے دفتر
مین نصر بن سیار عامل خراسان کے نام اس مضمون کا حکم دیکھا ہے کہ ایک آدمی نے جسکا نام

جہم سے ہے کہ پر شورش کر رکھی ہے اگر تو اوس پر فتحیاب ہو تو اوس کو قتل کر ڈالیو کرمانی نے اس سے یہ خیال کر لیا ہوگا کہ ہشام کے عہد مین جہم مارا گیا ہے حالانکہ اس حکم سے یہ لازم نہین آتا کہ وہ ہشام کے وقت مین مارا گیا ہو اس لیے کہ جہم نصر سے لڑتا رہا ہو اور ہشام کے عہد مین نصر اوس پر کامیاب نہوا ہو بعد انتقال ہشام کے جہم کو شکست دیکر اوس کو قتل کیا ہو۔

تذکرۃ المذاہب وغیرہ مین جہمیہ کے اتنے نام لکھے ہین معطلیہ مرالبضیہ متراقیہ واردیہ حرقیہ مخلوقیہ نمیریہ فانیہ زنادقیہ لفظیہ قبریہ واقفیہ۔

معطلیہ کہتے ہین کہ اللہ تعالی کی صفات مخلوق ہین۔

مرالبضیہ ۔ کہتے ہین کہ اللہ کے علم و قدرت اور مشیت مخلوقات ہین۔

واردیہ کہتے ہین کہ جو دوزخ مین داخل ہوگا پھر وہ اوس سے باہر نہ نکلے گا اور مومن دوزخ مین داخل نہونگے۔

حرقیہ کہتے ہین کہ دوزخی جلین گے مگر اسطرح کہ اونکا اثر باقی نرہے۔

مخلوقیہ کہتے ہین کہ قرآن مخلوق ہے۔

نمیریہ کہتے ہین کہ حضرت سرور عالم حکیم ہین نہ رسول۔

فانیہ کہتے ہین کہ جنت و نار فنا ہو جاینگے۔

زنادقیہ کہتے ہین کہ معراج محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی روح کو ہوا تھا نہ جسم کو اور اللہ نہ قیامت مین دیکھ سکتا ہے نہ خواب مین اور یہ قیامت کے منکر ہین اور عالم کو قدیم جانتے ہین

لفظیہ کہتے ہین کہ قرآن قاری کا کلام ہے نہ اللہ کا۔

قبریہ عذاب قبر کے منکر ہین۔

واقفیہ کہتے ہین کہ یہ معلوم نہین کہ قرآن مخلوق ہے یا غیر مخلوق۔

ابن تیمیہ نے اپنے رسالہ مین جو خاص اللہ کے کلام کرنے کی بحث مین لکھا ہے چار

نام بھی ذکر کئے ہین **خلقیہ** اور **حدوثیہ** اور **اتحادیہ** اور **افترانیہ** بعض رسائل مین لکھا ہے کہ جہمیۂ **اتحادیہ** جنکو اپنے مذہب مین نہایت غلو ہے اس بات کے مدعی ہین کہ جو کچھہ ہمکو الہام حاصل ہوتا ہے وہ اوس چیز سے افضل ہے جو حضرت موسی ؑ کو حاصل ہوئی تھی ۔ (مراد اس سے اللہ کا اون سے کلام کرنا ہے)

دوم بکریہ ۔ یہ بکر بن اخت عبد الواحد کے اصحاب ہین یہ شخص اس عقیدے مین نظام کے موافق تھا کہ انسان صرف روح ہے اور یہ بھی زعم کرتا تھا کہ اللہ قیامت کے دن ایک ایسی صورت مین دکھائی دیگا جسکو وہ پیدا کرے گا لوگ اوسی صورت سے بات چیت کرینگے صاحب کبیرہ منافق ہے دوزخ کے سب سے تلے کے طبقہ مین ہوگا اوس کا حال کافر کے حال سے بھی بدتر ہے پیاز اور لہسن کے کھانے کو حرام بتاتا تھا وضو کو قرقر شکم سے واجب کہتا تھا اور حضرت ابو بکر کی خلافت پر نص ہونے کا قائل تھا ۔

سوم ضراریہ ۔ یہ ضرار ابن عمرو کے اصحاب ہین یہ متفرد تھا ساتھ کئی مقالات کے کہتا تھا اللہ کی رویت قیامت کے دن ایک اور حاسہ سے ہوگی جو ان حواس خمسہ سے زائد ہوگا اور ابن مسعود اور ابی ابن کعب کی قرأت کا منکر تھا اور کہتا تھا اونکے قرأت کے مصحف وہ قرآن نہین جس کو اللہ نے نازل کیا ہے اور دین عامہ مسلمین مین شک کرتا تھا اور کہتا تھا شاید یہ لوگ کفار ہین جسم کو اعراض مجتمعہ بتاتا تھا جس طرح کہ قول نجاریہ کا بھی یہی ہے شہرستانی ملل ونحل مین کہتا ہے کہ حفص فرد بھی مسئلہ تعطیل مین ضرار کے موافق ہے کیونکہ دونون کا قول یہ ہے کہ باریتعالی کو جو عالم اور قادر کہتے ہین اس سے یہ مراد ہوتی ہے کہ وہ جاہل اور عاجز نہین اور اوس کے واسطے ایسی ماہیت ثابت کرتے ہین جسکو سوائے اوس کے کوئی نہین جانتا اور کہتے ہین کہ یہ قول امام ابو حنیفہ اور اون کے اصحاب کی رائے کے مطابق ہے اور اس کی تابعین نے اس قول کی یون تاویل کی ہے کہ مراد ضرار کی اس قول سے کہ اللہ کے لئے ایک ماہیت ہے اوس کی ذات سے علموہ

یہ ہے کہ اللہ پر واجب ہے اوس کا نفس ظاہر ہے وہ اوسے بخوبی جانتا ہے کسی قسم کی دلیل
اور خبر کی اوس کو ضرورت نہین ہے اور سب اوسکو دلیل اور خبر سے جانتے ہین اور بندہ کے
کام اللہ کے پیدا کئے ہوئے ہین بندہ اونکا کاسب ہے اور جائز ہے کہ ایک فعل دو فاعلون
مین مشترک ہو اور اہل سنت کا یہ قول ہے کہ ایک چیز دو قدرت موثرہ کا مقدور نہین بن سکتی
بلکہ دو قوت کاسبہ بھی ایک مقدور سے متعلق نہین ہو سکتین پس زید کو خالد کے کام
پر قدرت حاصل ہو گی اور ضرار کہتا تھا کہ جائز ہے کہ اللہ اعراض کو اجسام سے بدل دے
اور کہتا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صرف اجماع صحابہ کا حجت ہے پس
احکام دین مین خبر احاد نامقبول ہے کہتا تھا کہ اللہ کا پہچاننا عقلاً واجب نہین جب تک
رسول نہ آئین اور حلال و حرام کو نہ بتائین اوس کی معرفت واجب نہین اس کے
نزدیک امامت غیر قرشی کی بھی جائز ہے بلکہ جب قرشی اور گنوار مسلمان جمع ہون تو گنوار اس منصب
کے لئے منتخب کرنا چاہئے کیونکہ اوس کے طرفدار کم ہونگے پس کوئی کام شرع کے خلاف
کرے گا تو اوسکا معزول کرنا آسان ہو گا اگرچہ معتزلہ بھی امامت غیر قرشی کی جائز رکھتے ہین
مگر قرشی پر اوسکو تفوق نہین دیتے۔ انہین جبریہ مین سے ایک فرقہ کا نام **بطیخیہ** ہے
یہ اسماعیل بطیخی کے متبع ہین اور دوسرے کا **صباحیہ** کہ ابو صباح بن معمر کی طرف
منسوب ہین مؤید الافاضل اور تذکرۃ المذاہب وغیرہ مین جبریہ کے اتنے نام اور فرقے لکھے ہین
مضطریہ۔ افعالیہ۔ معیہ۔ مفروغیہ۔ بخاریہ۔ متمنیہ۔ کسلیہ۔ سابقیہ۔ حبیبیہ۔ خوفیہ۔
فکریہ۔ حسبیہ۔ **مضطریہ**۔ اس لئے کہتے ہین کہ خیر و شر اللہ کی طرف سے ہین
بندے کو انکے صدور مین اختیار نہین اور **افعالیہ** اس لئے کہتے ہین کہ انکے نزدیک
بندے سے افعال صادر ہوتے ہین مگر اون پر بندے کو قدرت نہین۔ اور **معیہ** نام
انکا اس لئے ہوا کہ انکا قول ہے کہ فعل و قدرت دونون بندے کو حاصل ہین اور مفروغیہ
اس لئے کہلاتے ہین کہ جو کچھ واقع ہوتا ہے وہ بغیر اختیار کے ہوتا ہے اور بخاریہ

کہتے ہین کہ بندون کو جو اللہ پاک سزا دیتا ہے وہ اپنے افعال کی وجہ سے دیتا ہے
نہ بندون کے افعال پر اور **مشمئیہ** اس لئے کہتے ہین کہ انکے نزدیک یہ بات مقرر ہے
کہ جس چیز پر نفس ٹھہر جائے اوسکو اوس سے اختیار کرلے وہ خیر ہے اور جسکو نفس چھوڑ دے
اور مکروہ جانے وہ شر ہے اور **کسلیہ** یون کہلاتے ہین کہ انکے نزدیک ثواب وعذاب نیک و
بدکام کے سبب سے نہین حاصل ہوتے اور **سابقیہ** انکا اس لئے نام مقرر ہوا کہ انکا زعم
یہ ہے کہ سعادت وشقاوت بندون کی تقدیر مین ازل سے مقرر ہو چکے ہین نہ اونہین
طاعت سے نفع پہونچے نہ گناہ سے ضرر ہو اور **حبیبیہ** انکو اس لئے کہتے ہین
کہ انکا قول ہے کہ حبیب اپنے حبیب کو عذاب نہین دیتا اور اللہ ہمارا حبیب ہے اور
فکریہ اس لئے مشہور ہوئے کہ انکے نزدیک فکر عبادت سے افضل ہے جسکے جتنے عمل
زیادہ ہوتے ہین اوس سے اوتنے ہی تکالیف ساقط ہو جاتے ہین اور خلق پر اوس کی
احتیاج کا پورا کرنا واجب ہے اور وہ مسلمانون کے مال مین شریک ہے سو جو اوسے منع
کرے وہ ظالم ہے اور **خوفیہ** اس لئے کہ انکا عقیدہ یہ ہے کہ حبیب سے حبیب
کو خوف نکرنا چاہیئے اور اللہ ہمارا حبیب ہے اور **حسبیہ** یہ توریث اور وراثت کے
منکر ہین۔

فرقہ قدریہ

قدریہ بفتح دال اور کبھی سکون دال سے بھی استعمال کرتے ہین **کذا فی المرقاۃ** اور یہ
قدریہ منسوب ہین قدر کی طرف کیونکہ وہ قضا وقدر الٰہی کی منکر ہین کہتی ہین کہ بندہ اپنے افعال
کا آپ خالق ہے قضا وقدر کو اوس مین دخل نہین اور اپنے کامون مین بندہ محتاج خدا کا
نہین ہے قدریہ اور جبریہ دونون فرقہ ایک دوسرے کی ضد ہین کیونکہ یہ عبد کو قادر مختار
کہتے ہین اور جبریہ بالکل عاجز مجبور بتاتے ہین پہلی جو بدعت زمانہ صحابہ مین نکلی وہ یہی مذہب
قدریہ کا ہے سب سے پہلے جس نے قول بقدر نکالا **معبد بن خالد جہنی** ہے جب

جب بصرہ مین اوس نے اس مسئلہ مین گفتگو کرنا شروع کی تو بہت سے اہل بصرہ اوس کی رائے پر چلنے لگے معبد نے اس رائے بدعت انگیز کو اساورہ کے ایک شخص سے لیا تھا اوس کا نام **ابو یونس سنسویہ** تھا اوسکو اسواری کہتے تھے جب یہ فتنہ بڑہا تو حجاج نے بحکم عبدالملک بن مروان ۸۰ہجری مین اوسکو عذاب دیکر سولی پر چڑہایا یہ خبر جب عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو پہونچی اور اونہون نے بات چیت معبد جہنی کی سنی تو قدریہ سے بیزاری ظاہر کی ایک جماعت اس بدعت مین معتقد معبد کی ہو گئی تھی اور ابن سیار نظام[1] اور ہشام بن عمرو فوطی اور اصم کو قدر مین بڑا مبالغہ تھا قاضی عطا بن یسار بھی معتقد قدر کے تھے وہ اور معبد دونون حسن بصری کے پاس آتے جاتے اور کہتے کہ یہ لوگ خونریزی کرتے ہین اور کہتے ہین کہ ہمارے اعمال اللہ کی تقدیر پر جاری ہین حسن نے کہا کہ یہ اعداء اللہ جھوٹے ہین ۔ سارے معتزلہ قدریہ ہین ۔

---

[1] نسیم الریاض مین لکھا ہے کہ نظام نون کے فتح اور ظائے معجمہ کی تشدید ہی ابراہیم کا نام ہے جسکے باپ کا نام بعضے سیار (سین مہملہ سے) بتلاتے ہین بعضے شیار (شین معجمہ سے) اور بعضے شیبان شین معجمہ اور یائے تحتانی ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور اوس کے بعد بائے موحدہ اور الف نون ہے اور اسکا سلسلہ نسب یون ہی نظام ابن شیبان ابو اسحاق مولی بنی الحارث بن قیس بن ثعلبہ ۱۱ ملہ فوطی مین فا مضموم ہے اور بعضے کہتے ہین کہ فا کی جگہہ بائے موحدہ مضموم اور اوس کے بعد واو ساکن اور طائے مہملہ قبل یائے نسبت کے ہے بعضی کتابون مین غوطی غین نقطہ دار سے ہے ۔ یاد رکھو کہ قاضی عیاض نے شفا کے آخر مین جہان ہشام ابن عمر فوطی کی تکفیر کی ہے وہان فرقہ معمریہ کی بھی تکفیر کی ہے اور معمر مین دونون میم مفتوح اور عین مہملہ ساکن ہے تبصرہ مین لکھا ہے کہ معمریہ معمر بن عباد صمیری کی طرف منسوب ہین اور لفظ صمیری صاد مہملہ مفتوح اور یائے تحتانی ساکن اور میم مفتوح اور رائے مہملہ سے صمیر کی طرف منسوب ہے جو ایک گاؤن یا شہر کا نام ہے بعض نسخون مین ضمیری ضاد معجمہ سے لکہا ہے اس صورت مین ضمرہ کی طرف منسوب ہے جو ایک قبیلہ کا نام ہے تلمسانی نے اسیطرح تحقیق کیا ہے معمر کا قول ہے کہ قرآن اللہ پر دلالت نہین کرتا اور نہ رسول کی رسالت پر حجت ہو سکتا ہے کیونکہ اوس مین کسی قسم کا معجزہ نہین ہے اور نہ قرآن سے ثواب و عذاب اور نہ کسی چیز کی حلت و حرمت ثابت ہو سکتی ہے یہ کہتا تھا اللہ کے لئے کلام نہین اور نہ امر و نہی ہے اور نہ قرآن مین اوس کا کوئی حکم ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات مین کوئی دلیل ایسی نہ تھی جس سے انکے دعوے رسالت کی تصدیق ہو سکتی اور مخلوقات کا وجود اللہ تعالے کے ہونے پر دلیل نہین مخلوقات اللہ تعالی پر دلالت نہین کرتی یہ تفصیل نسیم الریاض شرح شفائے قاضی عیاض مین موجود ہے اوسی مین لکہا ہے کہ لفظ ثمامہ مین جسکی طرف فرقہ ثمامیہ منسوب ہے ثائے مثلثہ مضموم ہے اور ثمامیہ اشرس

مشبہ

یہ لوگ کہتے ہین کہ اللہ تعالے مخلوق کے ساتھ مشابہ ہے اسی لئے جناب باری کی تمثیل محدثات کے ساتھ دیتے ہین اللہ کی صفات کے ثابت کرنے مین انکو بڑا غلو ہے یہ معتزلہ کی ضد ہین جو اللہ کے لئے صفات ثابت نہین کرتے کیونکہ اثبات صفات مین اللہ تعالے کی تشبیہ لازم آتی ہے اور جس نے اللہ کو اوس کی مخلوق کے ساتھ تشبیہ دی وہ مشرک ہے اسی لئے یہ لوگ اور جو انکی طرح اللہ کے لئے صفات ثابت نکرین وہ **معطلہ** کہلاتے ہین اور اہل سنت یہ کہتے ہین کہ تعطیل اور تشبیہ دونون کی نفی کیجائے **تعطیل** اوسے کہتے ہین کہ اوس ذات مقدس کے لئے صفات کمال ثابت نکرین اور **تشبیہ** یہ ہے کہ اوس کے واسطے صفات کمال اس نہج سے ثابت کرین کہ مخلوق کے ساتھ مشابہت پیدا ہو جائے اور مثال دونون قسمون کی اسطرح سے ہے کہ جب کہین کہ خدا عالم نہین ہے یا عالم کا اطلاق خدا پر نکرنا چاہئے یہ تعطیل ہوگی اس لئے کہ صفت علم سے کہ جو صفت کمال ہے اوسکو معطل اور معرا کر دیا اور اگر یون کہین کہ جسطرح ہم عالم ہین خدا بھی عالم ہے یہ تشبیہ ہے اس لئے کہ خدا کو صفت علم مین مخلوق سے مشابہ کر دیا ہے اور اگر کہین کہ خدا کو علم حاصل ہے اسطرح کہ ہمارے علم سے اوس کے علم کو کسی طرح مشابہت نہین یہ صورت علم کی اثبات اور تشبیہ کی نفی کی ہے اسیطرح سمع اور بصر اور تمام صفات کو خیال کر لینا چاہئے اور توضیح اس کی یہ ہے کہ ہم اشیا کو اپنی آنکھ سے دیکھتے ہین اور اس دیکھنے مین ہمکو کمال حاصل ہوتا ہے مگر یہ کمال نقصان سے خالی نہین اس لئے کہ ہمکو کمال قوت باصرہ اور عضو مخصوص کی استعانت کے بدون حاصل نہین ہوتا یہی بہت بڑا نقصان ہے کہ ہمارے عجز کی وجہ سے پیدا ہوا ہے اور خدا پاک ہے اس سے کہ کوئی عضو یا جز رکھتا ہو یا کسی چیز کے ادراک مین اوسے کسی عضو کی طرف احتیاج پڑے اور ہمارا علم عدم کے بعد حاصل ہوا ہے اور خدا اس سے منزہ ہے کہ اوس کو علم جہل کے بعد حاصل ہوا ہو اور ہمکو

کسی شئے پر علم جب آتا ہے کہ اوس کا مفہوم خاطر نشین ہوجائے اور یہی ہمارے نقصان
کی وجہ سے ہے اور خدا محل حوادث محدثہ سے منزہ ہے اور جب چیز غایب ہوجاتی ہے
تو ہمارا علم بھی زائل ہوجاتا ہے اور خدا مین علم کا زوال محال ہے اور ہمارا علم علتون کا معلول
ہے اور خدا کے علم کو کسی علت کی ضرورت نہین حاصل یہ ہے کہ خدا کے لئے اشیاء کا
علم اسطرح ثابت کرنا چاہئے جسمین کمال پیدا ہو اور نقصان کے وجوہات جو ہمارے علم مین
لازم ہین اونکی نفی کرنا چاہئے۔ شہرستانی ملل ونحل مین کہتا ہے کہ مالک بن انس اور امام
احمد بن حنبل اور داؤد بن علی بن محمد اصفہانی المعروف بہ داؤد ظاہری نے باوجودیکہ متشابہات
کو اونکی معانی ظاہری پر حمل کیا اور تاویل کی طرف متوجہ نہوئے لیکن کہا کہ ہمکو یقین ہے
کہ اللہ کسی چیز کے مشابہ نہین ہے اور نہ کوئی چیز مخلوق مین سے اوس کے مشابہ ہوسکتی
ہے اور تشبیہ سے احتراز کیا اور داؤد جرابی اور نعیم بن حمدان مصری وغیرہ اصحاب حدیث
کہتے تھے کہ اللہ ذی صورت ہے اور اوسکے لئے اعضا ہین اور بعض[1] نے کہا ہے کہ ابن
تیمیہ اور ابن قیم اور ابو داود ظاہری اور ابن حزم اور شوکانی یہ پانچون بڑے بھاری مجسمہ ہین
اور اس ملت کے خلفا ہین۔ کتاب تیسیر مین حنابلہ کو بھی مجسمہ مین شمار کیا ہے اور مجسمہ کو
اہل بدعت قرار دیا ہے یہ یاد رہے کہ بعض آیات واحادیث مین ایسے الفاظ ہین جنکے ظاہری
معانی اللہ تعالیٰ کی جہت پر دلالت کرتے ہین مثلاً الرحمن علے العرش استویٰ[2]
وہ بڑے مرتبے والا اوپر عرش کے قایم ہوا وجاء ربك والملك صفا صفا یعنی حیکہ آویگا
تیرا پروردگار اور آوینگے فرشتے صفون کی صفین ثم دنی فتدلی فکان قاب قوسین او
ادنی پھر نزدیک ہوا پس اوتر آیا پھر رہگیا فرق دو کمان کی برابر یا اس سے بھی نزدیک ید اللہ
فوق ایدیھم یعنی اللہ کا ہاتھ اوپر ہے اونکے ہاتھو کے ویبقی وجہ ربك یعنی باقی

---

[1] دیکھو تعلم الفرایض حاشیہ شرح العقاید بر شرح ملا بحری ملیبارنان ۱۲ [2] کتاب فقہ مالکی مین لکھا ہے
اللہ کی ذات عرش پر ہے اور اوس کا علم ہر مکان مین ہے ۔ ۱۲

رہے گا منھہ تیرے رب کا و یوم یکشف عن ساق جس دن کھولی جاوے گی پنڈلی
اور ابوہریرہ سے صحیح بخاری و مسلم مین مروی ہے فاما النار فلا تمتلی حتی یضع اللہ
رجلہ یعنی دوزخ نہین بھریگی یہانتک کہ رکھیگا اللہ تعالی اوس مین اپنا پاؤن اور
ابوہریرہ سے بخاری و مسلم نے روایت کی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا ہے لما قضی اللہ
الخلق کتب کتابا فھو عندہ فوق عرشہ جبکہ مقدر کیا اللہ تعالے نے پیدا کرنا
مخلوق کا لکھی کتاب پس اللہ تعالے کے پاس اوس کے عرش پر ہے اور ابوہریرہ
سے بخاری و مسلم نے روایت کی ہے ینزل ربنا تبارک و تعالی کل لیلۃ الی السماء الدنیا
نزول فرماتا ہے رب ہمارا ہر رات مین طرف آسمان دنیا کے اور احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ
نے ابوامامہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت فرماتے ہین وعدنی ربی ان یدخل
الجنۃ من امتی سبعین الفا بلا حساب علیہم ولا عذاب مع کل الف سبعون
الفا و ثلث حثیات من حثیات ربی۔ وعدہ کیا ہے مجھسے پروردگار میرے نے
کہ داخل کریگا بہشت مین میری امت سے ستر ہزار بلا حساب کہ ہر ہزار کے ساتھ ہزار اور تین
لپین میرے رب کے لپون سے ہونگی اور عبد اللہ ابن مسعود سے بخاری و مسلم نے
روایت کی ہے ان یمسک السموات یوم القیامۃ علی اصبع والارض علی اصبع
یعنی اللہ تعالے تھامیگا قیامت کے دن آسمانون کو ایک انگلی پر اور زمین کو دوسری انگلی پر اور عبد اللہ
ابن عمر سے مسلم نے روایت کی ہے کہ آنحضرت نے فرمایا ہے ان قلوب بنی آدم
بین اصبعین من اصابع الرحمن تمام بنی آدم کے دل اللہ تعالی کی دو انگلیون کے
درمیان مین ہین اور مسلم نے روایت کی ہے یمین اللہ ملأی یعنی داہنا ہاتھ اللہ کا ہے
بھرا ہوا۔ جواب اسکا یہ ہے کہ یہ کلام ظاہری اور ظنی ہین اور اللہ تعالی کا جسمیت سے
منزہ ہونا یقینی ہے اور یقینیات کے مقابلہ مین ظنیات کا اعتبار نہین اور یہ بھی مسلمات
سے ہے کہ جبکہ دو دلیلین آپس مین مخالف ہون تو اونپر اسطرح عمل کرنا چاہیے کہ ظاہری

کی تاویل کر دینا چاہیے اور اس تاویل کی دو صورتیں ہیں **ایک تاویل اجمالی** وہ یہ ہے
کہ اعتقاد کرے کہ جو کچھ مراد ہے ان سے وہ حق ہے اور اونکی کیفیت کی دریافت کے درپے
نہو اور تفصیل اونکی اللہ تعالے کو تفویض کر دے پس استوے حق تعالی عرش پر اور استوا
ید و وجہ و ساق و قدم و اصبع و حثیات وغیرہ کہ قرآن و حدیث اسپر ناطق ہیں خبر متواتر اور اجماع
سلف سے ہمکو پہنچا ہے کہ یہ الفاظ اپنے معانی ظاہری پر محمول ہیں مذہب اسلم یہی ہے
اور سلف نے یہی اختیار کیا ہے اور سارا عصر صحابہ اسی حالت پر گذرا تھا یہانتک کہ اکثر متکلمین
متاخرین نے **دوسری تاویل تفصیلی** کی راہ اختیار کی مثلا مراد استوی سے استیلا
اور ید سے قدرت اور وجہ سے ذات ہے اور مراد قدم سے حدیث نار میں قدم بعض مخلوقات
الٰہی کا ہے اور رب کے نزول فرمانے سے مراد یہ ہے کہ حکم اوس کا اور رحمت اوس کی یا ملائکہ
اوس کے اوترتے ہیں اور حثیات یعنی لپین یا مٹھیاں کنایہ ہے کثرت اور مبالغہ سے اور
اصبع کنایہ ہے تصرف اور غلبہ قدرت اور عظمت الٰہی سے اور اصلی معنے مراد نہیں - ذہبی
نے سیر النبلاء میں قتیبہ اور علی بن مدینی اور اسحاق بن راہویہ اور مزنی اور ابو حاتم رازی وغیرہ
سے نقل کیا ہے کہ اس قسم کے الفاظ کی تاویل نہیں کرتے تھے ظاہری معنے پر حمل کرتے تھی
اور یہی ذہبی نے کتاب العرش میں اسی قسم کے اقوال کہ جن سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ حق
جل شانہ فوق العرش ہے بلا کیف صدہا صحابہ و تابعین اور فقہا اور محدثین سے نقل
کئے ہیں اور احادیث نبویہ جو فوقیت رب پر دال ہیں وہ بھی ذکر کئے ہیں اور ملا علی قاری کی شرح
قصیدہ بدء الامالی اور ابن ہمام حنفی مولف فتح القدیر کی مسائرہ اور ابن عبد العزیز بخاری حنفی
کی کتاب کشف الاسرار شرح اصول بزدوی اور ابو شکور حنفی کی عبارات سے معلوم ہوتا ہے
کہ مذہب صحابہ و غیر صحابہ و ائمہ و غیر ائمہ حنفیہ و غیر حنفیہ سب کا یہ ہے کہ حق جل شانہ کی فوقیت
عرش پر و ید و وجہ وغیرہ صفات بلا کیف ہیں اور تاویل کرنا ان سب کی صحیح نہیں منشا تاویل
کا صرف اسی قدر ہے کہ جب مجسمہ نے اس قسم کی آیات و احادیث سے خیال تجسیم کا کیا

تو علما نے اونکے الزام و اسکات کے واسطے تاویل کرنا شروع کیا نہ اس غرض سے کہ
یہ معانی ماول مراد ہین بلکہ اس غرض سے کہ شبہ تجسم دفع ہوجاوے ورنہ یہ الفاظ سب معانی
ظاہرہ پر محمول ہین اور کیفیات ان سب کی مجہول ہین اور اس مین تجسیم بھی لازم نہین آتا ہے
کیونکہ جب کیفیت مجہول کی گئی اور خیال لیس کمثلہ شئی کا بھی رہا اور تنزیہ تام کی گئی تو تجسم کسی
طرح لازم نہ آویگا پس مراد الہی پر ایمان لانا چاہیئے اور انکی تاویلات سے سکوت
اولےٰ ہے۔ اور یہ جو اس قول کے رد مین کہا ہے کہ اگر اسیطرح ہو تو قرآن معلوم المعنی نرہے
اس کا جواب یہ ہے کہ قرآن کی نزول کا فائدہ صرف فہم معانی مین منحصر نہین کہین مجرد ایمان
ہی مطلوب ہوتا ہے چنانچہ متشابہات مین یہی منظور ہے تاویل الاحادیث مین شاہ ولی اللہ
صاحب نے لکھا ہے کہ صفات تشبیہی باریتعالی مثل ہاتھ پاؤن وغیرہ مین صراط مستقیم یہی ہے
کہ اونکو ظاہر پر چھوڑا جاوے اور انکی کیفیت وجود سے بحث و تفتیش نکیجائے اور مجملاً
یہ اعتقاد رکھے کہ جو کچھ اللہ تعالے نے ان الفاظ سے ارادہ کیا ہے وہی حق ہے اور
باوجود ظاہر پر چھوڑنے کے یہ نکہے کہ یہ ارادہ کیا ہے اور وہ ارادہ نہین کیا کیونکہ نہ تو نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نے ایسے مسائل کی تحقیق کیفیت مین بحث کی اور نہ اونکے اصحاب نے اور نہ
تابعین نے ایسی تدقیقات مین اول معتزلہ مشغول ہوئے کہ اونہون نے فلاسفہ سے جو
اسلام کے مخالف تھے ایسی باتین چہراٸین پھر بعض اہل سنت نے بھی ایسے تدقیقات مین معتزلہ
کی موافقت کی اور شبہ کے مختلف فرقے ہین بعض تو اتناہی کرتے ہین کہ اللہ کو مخلوق کیے
ساتھ تشابہ کرتے ہین اور حادثات کے ساتھ اوس کی تمثیل بیان کرتے ہین مثلاً کہتے ہین
کہ اللہ تعالی مانند اجسام کے ہے اور گوشت اور خون کی مثل ہے اور بعضے یہانتک
غلو کرتے ہین کہ اوسکو مخلوق اور حادث بنا دیتے ہین اس لیئے کہ کہتے ہین وہ جسم ہے اور
خون ہے اور گوشت ہے ایسے فرقے مجسمہ کہلاتے ہین اور انمین سے سب ایک ہی
طرح کے نہین ہین کوئی شیعہ غلاۃ مین داخل ہے کوئی امامیہ ہے . . . . . کوئی کرامی

یرہ وغیرہ مگر سب خاص اس بدعت مین مشترک ہین چنانچہ تھوڑا سا بیان اونکا غلاۃ شیعہ
امامیہ کے فرقہاے ہشامیہ وجوالقیہ وبنانیہ ومغیریہ ومفوضیہ اور یونسیہ مین ہوچکا اور جو

رف مشبہ ہین اون کا ذکر یہان ہوتا ہے۔
یک مشبہ مقاتلیہ ہین یہ ابو الحسن مقاتل بن سلیمان بن بشیر ازدی کی طرف منسوب
ین شہرستانی نے ملل ونحل مین لکھا ہے کہ سرخیل مشبہین صفات الٰہی مین سے مقاتل بن سلیمان
ہین۔ اور شیعہ وکرامیہ نے انہین کی اتباع کی ہے۔ ان لوگون نے یہانتک
بالغہ کیا کہ اللہ تعالیٰ کو خلق کے مشابہ کردیا غنیۃ الطالبین مین لکھا ہے کہ انکا مذہب یہ ہے
اللہ تعالیٰ جسم ہے اور جثہ ہے انسان کی صورت پر وہ گوشت اور خون اور اعضا زبان
ردن رکھتا ہے مگر یہ چیزین اوس کی مخلوق مین سے . . کسی کے مشابہ نہین نہ مخلوق مین
سے کوئی اوس کے مشابہ ہے یعنی اگرچہ اللہ اسم اعضا کے اطلاق مین اشیا کے ساتھ
شابہت رکھتا ہے مگر حقیقت مین دونون باہم مخالف ہین تاج المکلل مین لکھا ہے کہ
مقاتل سنہ ۱۵۰ھ مین بصرہ مین فوت ہوئے تھے اصل انکی بلخ سے ہے علامہ عصر تھے علما ان
کے باب مین مختلف خیالات رکھتے ہین بعضے اونکی روایات کو قابل وثوق سمجھتے ہین اور
بعضے کہتے ہین کہ کذاب ہین ابو حاتم محمد بن حبان بستی نے کہا ہے کہ مقاتل علم قرآن کو یہود
نصاریٰ سے سیکہا کرتے تھے جو کچھ انکی کتب توریت وانجیل کے مطابق ہوتا۔ اور کرتی
بیہ مشبہ تھے رب العلمین کو مخلوقات کے مشابہ کرتے تھے میزان الاعتدال کی جلد ثانی
ین ذہبی لکھتے ہین کہ امام ابو حنیفہ نے فرمایا ہے کہ جہم نے نفی تشبیہ مین یہانتک مبالغہ
یا ہے کہ کہا اللہ تعالیٰ کوئی چیز نہین اور مقاتل نے اثبات صفات الٰہی مین اتنی افراط
ی کہ اللہ کو مثل مخلوق کے بنا دیا۔ تاریخ ابن خلکان مین مذکور ہے کہ مقاتل نے بغداد مین علم
دیث حاصل کیا تھا تفسیر قرآن مین یکتاے عصر تھے ایک تفسیر اونکی مشہور ہے شافعی سے
ایت کی گئی ہے کہ تمام آدمی تین چیزون مین تین شخصون کی عیال ہین مقاتل بن سلیمان کی تفسیر

مین اور زہیر بن ابی سلمی شعر مین اور امام ابوحنیفہ کے کلام مین ابراہیم حربی نے کہا ہے
کہ مقاتل دعوے کرتے تھے کہ مادون العرش جو کچھ ہے اوس کے حال سے مجھسے سوال
کرو ایک آدمی نے یہ سنکر اون سے دریافت کیا کہ جب آدم علیہ السلام نے حج کیا تھا تو کسنے
اون کا سر مونڈا تھا مقاتل نے کہا کہ یہ بات تمہارے علم سے نہین اللہ تعالی نے مجھے اپنے
اوس دعوے مین نیچا دکھانا چاہا اور سفیان بن عیینہ لکھتے ہین کہ جب اونہون نے وہ
دعوی کیا تو ایک شخص نے اون سے دریافت کیا کہ چیونٹی کو آپ جانتے ہین بھلا فرمائیے
تو اوس کی آنتین حصہ مقدم مین ہوتی ہین یا موخر مین مقاتل اس سوال سے مبہوت ہو کر
رہ گئے سفیان کہتے ہین کہ مینے سمجھہ لیا کہ یہ اونکو اوس تعلی کی اللہ نے سزا دی ہے
اور مقاتل کا میلان ارجا کی طرف بھی تھا اون کا قول ہے کہ قیامت کے دن اللہ دوزخ کے
اوپر ایک راستہ بچھائیگا اور مومن گناہگارون کو اوسپر سے گذرنے کا حکم ہوگا پس اونکو دوزخ
کی آنچ اور حرارت بمقدار گناہ کے پہونچے گی اور اس الم مین اونکا عذاب پورا کر لیا جائیگا
پھر بہشت مین داخل کئے جائینگے۔

دوسرے مشبہ حشویہ - ہین یہ اس بات کے قایل ہین کہ اللہ جسم ہے کہ طول و عرض
و عمق اور گوشت و خون رکھتا ہے اوس کے اعضا بھی ہین مگر یہ سب چیزین اوسکی مخلوق سے
مغائر ہین اور کعبی نے بعض حشویہ سے حکایت کی ہے کہ اونکا زعم یہ ہے کہ اللہ کا دیدار دنیا مین
ہوجانا بھی جائز ہے اور کہتے ہین کہ عرش اوسکے چارون طرف سے چار چار انگل زیادہ
اور بڑہا ہوا ہے[1] اس کے نزدیک سوا نبی امی کے کوئی اور امام نہین اور اولاد رسول خدا مین سے
کسی کو امام نہین مانتے[2] اسمائے الہی کے انکے نزدیک تین مراتب ہین - اسماء ذات - اسمائے

---

[1] جلد اول مختصر منہاج السنہ کی یہ عبارت ہے وقالت الجماعۃ الحشویۃ اللہ تعالی جسم لہ عرض و طول و عمق و حکی الکعبی عن بعضہم انہ یجوز رویتہ فی الدنیا وانہ یفضل العرش منہ من کل جانب اربع اصابع - ۱۲ منہ

[2] دیکھو جلد پنجم از کتاب دوم ناسخ التواریخ صفحہ - ۲۸۹ - ۱۲ منہ

صفات اسماے افعال شہرستانی نے ملل ونحل مین حشویہ کے ذکر مین بیان کیا ہے کہ اشعری
نے محمد بن عیسے سے حکایت کی ہے کہ وہ کہتا ہے کہ مضر اور کہمش اور محمد ہجیمی کا یہ عقیدہ تہا
کہ اللہ کے دوستون کو اوس کے ساتھ مصافحہ و معانقہ کرنا اور اللہ کو چھونا جائز ہے اور اللہ
کے دوستان صادق دنیا و آخرت مین اوس سے گلے ملتے ہین اور انکو یہ مرتبہ اوسوقت
حاصل ہوتا ہے جبکہ انسان بہت سے ریاضات کرکے حد اخلاص و اتحاد تک پہونچ جاتا ہے
اور داؤد جواربی سے حکایت کی ہے کہ وہ کہا کرتا تھا کہ مجھے اللہ کی داڑہی اور شرمگاہ کی
سوال سے تو معاف رکھو کیونکہ خبر مین یہ دو چیزین ثابت نہین ہوئین باقی اور سب چیزون سے
سوال کرو اور کہا اللہ تعالی جسم اور گوشت اور خون ہے اوس کے لئے اعضا ہین ہاتھ
پاؤن سر زبان دو آنکھین دو کان رکھتا ہے مگر اوس کی یہ چیزین ایسی نہین جیسے مخلوقات
کی ہوتی ہین اللہ کی اور مخلوق کی یہ چیزین باہم مشابہ نہین اور داؤد کا یہ بھی عقیدہ بیان کرتے ہین
کہ اللہ سر سے سینہ تک کھوکل ہے باقی ٹھوس ہے اوس کے بال سیاہ اور سیدھے ہین اور
اوس کے بال گھونگر والے بھی ہین اور جو کچھہ قرآن و احادیث سے ثبوت کو پہونچتا ہے مثلا
ہاتھ منہ پہلو آنا جانا فوقیت وغیرہ یہ سب الفاظ اپنے معانی ظاہری پر جاری ہین یعنی جب ان
کو اجسام پر اطلاق کرتے ہین اور جو کچھہ ان سے مفہوم ہوتا ہے وہی اللہ تعالی کے حق مین بھی مراد
ہے اور اس قسم کی باتین اسنے اللہ تعالی کے لئے بہت کچھہ ثابت کی تہین اور احادیث
مین بہت سی باتین اپنی طرف سے لگا کر اونکو پیغمبر علیہ السلام کی طرف منسوب کیا تھا اور
یہ تمام باتین یہود کے یہان سے لی تہین اس لئے کہ اللہ کے لئے تشبیہ اونہین مین بہت ہے
حشویہ کے نزدیک انبیا معصوم نہین اون سے عمدا گناہ کبیرہ کا صدور ممکن ہے اور بہت سے
دلایل اس بات پر ظاہر کرتے ہین چنانچہ بعضے دلائل اونکے یہ ہین حضرت آدم کی نسبت
قرآن مین وارد ہے وعصی آدم ربہ یعنی آدم نے اپنے رب کی نافرمانی کی
فتلقی آدم من ربہ کلمات فتاب علیہ پھر آدم نے اپنے رب سے کئی باتین

سیکھی ہین پس اللہ نے اوس کی توبہ قبول کی اور ظاہر ہے کہ توبہ گناہ کی وجہ سے ہوتی ہے (۳) آدم
کی زبانی قرآن مین آیا ہے ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفر لنا وترحمنا لنکونن من الخاسرین یعنی اے
پروردگار ہمنے اپنی نفسون پر ظلم کیا ہے اگر ہماری گناہ نہ بخشیگا اور ہمپر رحم نکریگا تو ہم زیانکار رہنے ہوجاوینگے ظلم سے مراد
گناہ ہی اور یہ جو آدم نے کہا کہ اگر تو نہ بخشیگا تو ہم زیانکار رہنے ہونگے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ گناہ کبیرہ تھا (۴) قرآن مین ہے فازلھما
الشیطان فاخرجھما مما کانا فیہ یعنی اونکو شیطان نے لغزش دی اور اونکو وہان کے آرام مین سے نکال عنھا
یا لغزش دینے سے جنت سے نکالا جانا اصابت دلالت کرتا ہے کہ آدم علیہ السلام سے
گناہ کبیرہ صادر ہوا (۵) آدم وحوا کے حق مین اللہ تعالی فرماتا ہے فلما اتٰھما صالحا جعلا لہ
شرکاء فیما اتٰھما یعنی جب اونکو صحیح وسالم لڑکا دیا تو اللہ کے لئے شریک اوس چیز مین
مقرر کرنے لگے کہ اونکو دیا تھا اور شرک اکبر الکبائر ہے دوم حضرت ابراہیم کے حق مین قرآن مین
آیا ہے فلما جن علیہ اللیل رأی کوکبا قال ھذا ربی جب ڈہک لیا اوسکو رات نے
دیکھا ایک تارے کو کہا یہ میرا پروردگار ہے پس اگر حضرت ابراہیم نے اپنے سچے اعتقاد سے
تارے کو پروردگار کہا تھا تو شرک کیا اور اگر سچے اعتقاد سے نہین کہا تو جھوٹ بولے (۲)
قرآن مین ہے اذ قال ابراھیم رب ارنی کیف تحیی الموتی یعنی جسوقت حضرت
ابراہیم نے کہا اے رب میرے تو مجھکو دکھا کیونکہ زندہ کرتا ہے تو مردون کو تو معلوم ہوا کہ
حضرت ابراہیم کو شک تھا کہ اللہ تعالی کو مردے کے زندہ کرنے کی قدرت ہے یا نہین
اور یہ شک ہی کفر ہے۔ سوم حضرت موسی علیہ السلام نے ایک بنی اسرائیل کی حمایت مین ایک
قبطی کے مکا مارا جس کے صدمہ سے وہ مرگیا اور قبطی کا مار ڈالنا محض ناحق تھا اور اس کو
امر اتفاقی بھی نہین کہہ سکتے اس لئے کہ حضرت موسی نے اوس کی مرجانے کے بعد خود کہا
ھذا من عمل الشیطان انہ عدو مضل مبین یہ حرکت شیطان کی ہوئی تحقیق
وہ دشمن گمراہ کرنے والا ہے پس قتل عمد تھا کہ محض خصومت کی راہ سے وقوع مین آیا
چنانچہ اسیواسطے حضرت موسی نے پروردگار کے آگے استغفار کیا۔ چہارم حضرت داؤد

اپنی کوٹھی پر ٹہلتے تھے کہ ایک عورت پر نظر جا پڑی کہ نہا رہی تھی وہ نہایت خوبصورت تھی پسند
آگئی حضرت داؤد نے اوس کا حال دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ وہ عورت اوریا کی منکوحہ یا منگیتر ہے
اور اوریا اون دنوں مین حضرت داؤد کے بھانجے ثواب نامی کی ہمراہ بلقا کی طرف قلعہ کے محاصرہ
مین مشغول تھا حضرت داؤد نے اپنے بھانجے کو کہلا بھیجا کہ اوریا کو تابوت سکینہ دیکر اعدا ے
دین سے لڑنے کو بھیجے اور اوس زمانہ مین حال یہ تھا کہ جو کوئی تابوت سکینہ لیکر لڑائی
مین جاتا تھا اتنا لڑتا تھا کہ فتحیاب ہوتا تھا یا مارا جاتا تھا چنانچہ اوریا بھی ایک لڑائی مین مارا گیا
حضرت داؤد نے اوس عورت سے نکاح کر لیا اور حضرت داؤد کے نکاح مین ۹۹ عورتین
پہلے سے تھین اللہ تعالیٰ نے دو فرشتے اونکے پاس بھیجے اونمین سے ایک نے دوسرے
کی طرف اشارہ کر کے کہا ان هذا اخی له تسع وتسعون نعجة ولی نعجة واحدة
فقال اكفلنيها وعزني في الخطاب یعنی یہ شخص میرا بھائی ہے اس کے پاس ننانوے
دنبیان موجود ہین اور میرے پاس ایک دنبی ہے مجھ سے کہتا ہے کہ وہ ایک دنبی بھی مجھکو دیدے
تاکہ سو پوری ہو جاوین اور مجھسے سختی کے ساتھ کلام کرتا ہے سو یہ فتوے اس رمز کا تھا کہ
جب انبیا سے ایسا فعل وقوع مین آوے کہ کسی عورت شوہردار کے خاوند کو قتل کرا کر اوس
کی بی بی کو نکاح مین لا دے تو اوروں سے کیا بعید ہوگا **پنجم** اللہ تعالیٰ فرماتا ہے
ولقد فتنا سليمان والقينا على كرسيه جسدا ثم اناب قال رب اغفر لي
یعنی ہمنے حضرت سلیمان کو جانچا اور ہمنے اوس کے تخت پر ایک بدن ڈالدیا پھر اوس نے
رجوع کیا حق کی طرف بولا اے میرے رب معاف کر مجھکو کیفیت اس واقعہ کی یہ ہے
کہ حضرت سلیمان نے ایک بت پرست کافر کی بیٹی سے نکاح کیا تھا اوس کا باپ
انکے لشکر کے ہاتھ سے مارا گیا تھا وہ لڑکی رات دن اپنے باپ کے غم مین روتی رہتی تھی
حضرت سلیمان نے اوس کے کہنے سے ایک سنگی تصویر اوس کے باپ کی طیار کرا دی
تاکہ وہ اوس کو دیکھکر اپنے دل کو تسلی کرتی رہے لڑکی اپنی موروثی عادت کے موافق اوس

کی پرستش کرنے لگے چالیس دن کے بعد حضرت سلیمان کو صورت واقعہ کی اطلاع ہوئی
تو اوس بت کو توڑا اور اوس لڑکی پر خفا ہوئے اور خلوتخانہ مین بیٹھکر استغفار مین مشغول
ہوئے جب استنجے کو جاتے تو انگشتری ایک خادمہ کو سپرد کر جاتے اسمین لکھا تھا اسم اعظم ایک
جن اوس خادمہ کو بہکا کر انگشتری لے گیا اپنی صورت حضرت سلیمان کی سی بنائی اور تخت
پر بیٹھکر حکومت کرنے لگا حضرت سلیمان کو یہ حال معلوم ہوا تو اوس کے خوف سے بھاگ نکلے
جب اونکا قصور خدا نے معاف کیا تو چالیس دن کے بعد شراب کے نشہ مین وہ انگشتری اوس
جن کے ہاتھ مین سے دریا مین گر پڑی مچھلی نگل گئی وہ شکار ہوئی اوس کے پیٹ مین سے
وہ انگشتری نکلی اور حضرت سلیمان کو ملی وہ لیکر اپنے تخت سلطنت پر پھر آئے جسد لقی عبارت
اسی جن سے ہے ششم حضرت یونس نے بادشاہ ملک نینوا و موصل کو نصیحت کی
جب اوس نے نہ مانا تو اوس سے کہا کہ اگر میری بات پر ایمان نہ لاوے گا تو تجھپر چالیس دن
مین عذاب الٰہی نازل ہوگا اور جناب الٰہی مین عرض کی کہ میرے اس وعدہ کو پورا کر ورنہ مین خفیف
ہونگا حق تعالیٰ نے فرمایا کہ تمنے عذاب کا وعدہ دینے مین جلدی کی ہے اب صبر کرنا
چاہیے ایمان انکا مقدر ہے وہ راست پر آجاوینگے حضرت یونس اس بات سے بہت
غمگین ہوئے اور ایک مہینے کے بعد مع قبائل اوس شہر سے نکلے راستہ مین دریا
ملا اوس مین گر پڑے مچھلی انکو نگل گئی وہان استغفار کیا سو باہر آئے اسیطرف اشارہ ہے اس
آیت مین وذا النون اذ ذهب مغاضبا فظن ان لن نقدر عليه یعنی یونس
غضبناک ہوکر چلے گئے اور سمجھا ہم اوسکو نہ پکڑ سکینگے ماحصل کلام یہ ہے کہ حضرت یونس ع
نے ایک تو بے حکم الٰہی ان لوگون سے عذاب آنیکا دن مقرر کردیا دوسری غضب کی
حالت مین وہان سے کہین چلے گئے اور غضب گناہ ہے تیسرے گمان کیا کہ اللہ قادر
نہین ہے اور قدرت الٰہی مین شک کرنا کفر ہے۔
ہفتم یوسف علیہ السلام کو جب زلیخا نے خلوتخانے مین بلاکر اصرار کیا کہ مجھسے صحبت کرو

تو انہون نے بھی زلیخا پر قصد بد کر لیا تھا کہ اوس سے انکی عصمت نہ رہی کما قال اللہ تعالیٰ
لقد همت به وهم بها لولا ان رای برهان ربه یعنی زلیخا نے حضرت
یوسف کا قصد کیا اور حضرت یوسف نے زلیخا کا قصد کیا اگر وہ اپنے رب کی قدرت
نہ دیکھ لیتے **ہشتم** محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مین جب دیکھا کہ میری قوم دین
اسلام کی طرف متوجہ نہین ہوتی تو اللہ سے یہ خواہش کی کہ کوئی ایسی چیز نازل کرے
جس سے اونکا دل میری بات کے سننے کی طرف مائل ہو تو اللہ تعالیٰ نے سورۂ والنجم
نازل کی پس جب مسجد الحرام مین حضرت اوس کو پڑھنے لگے اور اس مقام پر آئے افرایتم
اللات والعزى ومنات الثالثة الاخرى بھلا تم دیکھو تو لات اور عزے کو اور
منات تیسرے پچھلا ان الفاظ کے بعد آپ نے کہا **تلك الغرانيق العلى وان شفاعتهن**
لترتجى یعنی یہ بہت معزز ہین اور انکی شفاعت کی امید کیجا سکتی ہے جب مشرکون نے
یہ الفاظ سنے تو بہت مسرور ہوئے جبریل حضرت کے پاس آئے کہ آپ نے کیا کیا کہ
جو چیز مین نے آپکو نہ بتائی تھی وہ آپنے لوگون سے بیان کی حضرت نہایت غمگین ہوئے
اور اللہ کے غضب سے ڈرے تو اللہ نے آپکی تسلی کی (۲) قرآن مین ہے **واستغفر لذنبك**
معافی مانگ اپنے گناہ کی اس سے بالبداہتہ ظاہر ہے کہ حضرت سے گناہ سرزد ہوئے
تھے جنکی معافی چاہنے کے لئے اللہ نے ارشاد کیا اور یہ عصمت کے خلاف ہے
(۳) محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے مرضی الٰہی کے خلاف اسیران بدر کو فدیہ لیکر رہا کر دیا
اسپر خدائے تعالےٰ نے آیات عتاب نازل کین (۴) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایکبار
زید کے مکان مین آئے وہ تو نہ تھے مگر زینب سامنے بیٹھی تھین تو نہین دیکھا تو دل پر چھا گئین
اور کہنے لگے **سبحان اللہ مقلب القلوب** زینب نے اپنے خاوند سے آپکا کلام
کہا زید اپنے دل مین سمجھ گئے کہ جب رسول اللہ کو اچھی معلوم ہوئین اور ان سے مواصلت
چاہتے ہین زید آپ کے پاس آئے اور کہا کہ مین چاہتا ہون کہ اپنی زوجہ کو طلاق دیدون

حضرت کے دلمین اگرچہ زینب کا عشق تھا مگر کچھہ سوچکر منع کردیا مگر زید نے طلاق دیہی دی
کیونکہ اونکے دل مین اللہ نے زینب کی طرف سے نفرت پیدا کردی تھی جب عدت کے
دن پورے ہو چکے تو حضرت نے اون سے نکاح کر لیا پس محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی
عصمت کیسی تھی کہ پرائی عورت کو دیکھکر عاشق ہو گئے عشق عصمت کے خلاف ہے
اور زید کو زینب کی طلاق دینے سے منع کرنا حضرت کی دلی منشا کے خلاف تھا اسی لئے
اللہ تعالی نے بطور عتاب کے فرمایا تخفی فی نفسك واللہ مبدیه وتخشی الناس
واللہ احق ان تخشاہ - اس سے معلوم ہوا کہ جو بات چھپاتے تھے یعنی قلق طلب وہ
درحقیقت بری بات تھی کیونکہ وہی بات چھپائی جاتی ہے جو عقل و عادت دونون کے نزدیک
قبیح ہوتی ہے اور جائزبات کے چھپانے مین نبی علیہ السلام نے کبھی کسی سے حیا نہین کی
(٥) خدائے تعالی فرماتا ہے لئن اشرکت لیحبطن عملك ولتکونن من الخاسرین
اگر تم شرک کروگے تو تمہارے عمل اکارت جاوینگے اور تم خاسر ہو جاؤگے اس سے
معلوم ہوا کہ حضرت سے شرک بھی ظہور مین آتا تھا جس سے بچنے کے لئے جناب باری
نے اونکو تنبیہ کی (٦) حق تعالے حضرت سے فرماتا ہے ووجدك ضالا فهدی
یعنی تجھکو راہ بھولا ہوا پایا پھر راہ سوجھائی یہ آیت صاف دلالت کرتی ہے اس بات
پر کہ حضرت ابتدا میں گمراہی مین مبتلا تھے جسکو حق تعالے نے اپنی ہدایت سے
دور کیا (٧) یا ایھا النبی اتق اللہ ولا تطع الکافرین والمنافقین اے نبی پرہیز کر
اور ڈر خدا سے اور اطاعت نو فرما بری کا کفار و منافقین کی مت کر اس آیت سے عدم
تقوی اور اطاعت کفار نا فرمانی الہی مین آپکی نسبت ظاہر ہے تنبیہ حشویہ کے ان
دلائل کا جواب اہل سنت نے نہایت کافی طور پر دیا ہے اور یہ تمام جواب ہمنے شرح اردو عقائد
نسفی مین جسکا نام نجم العقائد ہے بالتفصیل ذکر کئے ہین چونکہ ہمنے اس رسالہ مین صرف
ہر فرقے کے عقائد کو ذکر کیا ہے اون کے جوابات کی بیان کرنے کا التزام نہین کیا ہے

اس لئے وہ جواب یہان نہین لکھے۔

تیسرے مشبہ کرامیہ ۔ یہ منسوب ہین طرف ابو عبداللہ محمد بن کرام بن حراق بن خرابہ سجستانی کے یہ شخص بعد سنہ دو سو ہجری کے گذرا ہے کم علم تھا ہر ایک مذہب سے اوس نے تھوڑے بہت مسائل رطب یابس سے لئے تھے اور اونکو اپنی کتاب مین لکھکر رواج اوسکا ممالک اغنام وغرجہ وغور وعلاقہ خراسان مین دیا تھا اسی لئے اوسکا نام ہوگیا اور ایک مذہب ٹھہر گیا سلطان محمود بن سبکتگین اوس کے مذہب کے ناصر ومددگار تھے انکی طرف سے اہل حدیث وشیعہ پر آفت رہی۔ محمد بن کرام نے اثبات صفات مین یہانتک غلو کیا کہ نوبت تجسیم وتشبیہ کی پہونچی حج سے پھر کر شام مین آیا زغرہ مین بماہ صفر سنہ ۲۵۵ ہجری مر کر بیت المقدس مین مدفون ہوا وہان اوس کے متبع بیس ہزار سے زیادہ تھے اون شہرون مین اِنکے سوا اور بہت لوگ تھے جنکا شمار نہین ہو سکتا ہے اور کرامیہ کئی گروہ ہین (۱) عابدیہ (۲) اسحاقیہ (۳) ثونیہ (۴) زرینیہ (۵) واحدیہ (۶) ہیصمیہ وغیرہ لیکن یہ سب ایک ہی فرقہ گنا جاتا ہے اس لئے کہ بعض انکی تکفیر بعض کی نہین کرتے یہ سب کے سب مجسمہ ہین اتنی بات ہے کہ انمین بعض کا قول یہ ہے کہ اللہ قایم بنفسہ ہے اور بعض اوس کو اجزاے موتلفہ کہتے ہین اور اوس کے لئے جہات ونہایات بتلاتے ہین انکے اعتقاد مین اللہ جسم ہے اور اوسکی حد ونہایت ہے اسفل کی طرف اور اوس کا ملاقات کرنا اجسام ماتحت سے جائز ہے اور وہ عرش پر ہے اور عرش جانب بالا سے اوسکا مماس ہے اور جائز ہے یہ بات کہ اللہ تعالیٰ حرکت اور نزول کرے اور انمین باہم اس امر مین اختلاف ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام عرش پر ہے یا عرش کے بعض حصے پر اور بعضے کرامیہ یہ بھی کہتے ہین کہ اللہ تعالیٰ عرش پر نہین بلکہ عرش کے محاذی ہے اور بعض کی رائے یہ ہے کہ اسم جسم کا اطلاق اوس پر ہو سکتا ہے۔ اور بعضے کرامیہ کا زعم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام جہات واطراف سے متناہی ہے اور بعضے کہتے ہین کہ تحت کی

جانب سے متناہی ہے جیسا کہ اوپر مذکور ہو چکا اور بعضے کہتے ہین کہ کسی طرف سے متناہی
نہین اور کرامیہ کا اعتقاد یہ ہے کہ اللہ محل حوادث ہے یعنی قول و ارادہ و ادراکات و مرئیات
و مسموعات سے اور جو حوادث اوس کی ذات مین حلول کئے ہوئے ہوتے ہین انہین
پر قدرت رکھتا ہے اور جو اوس مین حلول کئے ہوئے نہین بلکہ اوس کے ذات سے
الگ ہین اون پر اوسکو قدرت نہین اور کرامیہ کہتے ہین کہ اللہ کی ذات کے ساتھ حادث
اوسوقت قائم ہوتا ہے جبکہ خدا کو مخلوق کے ایجاد کرنے مین اوس کی احتیاج پڑے پھر
کرامیہ کے فرقون مین باہم اختلاف ہے بعض کی یہ راے ہے کہ جس حادث کی اللہ تعالی
کو احتیاج ہوتی ہے وہ ارادہ ہے اور بعضے کہتے ہین کہ وہ قول کن ہے۔ (کہ امر ہے
بمعنے ہو) پس جب ضرورت ہوتی ہے تو قدرت آلہی اس قول کو یا ارادہ کو ذات آلہی مین
پیدا کر دیتی ہے اور وہ قدرت قدیم ہے پھر باقی مخلوقات اس ارادہ یا قول کن کے ذریعہ
سے ظہور مین آتی ہے کرامیہ یہی کہتے ہین کہ جو حادث خدا کی ذات سے قایم ہوتا ہے
اوسکا نام حادث ہے اور جو اوس کی ذات سے قایم نہین ہو سکتا اوسے محدث کہا کرتے
ہین حادث نہین کہتے کرامیہ کا مذہب یہ ہے کہ اللہ تعالی کے اسماے صفات و افعال توقیفی ہین
یہی مذہب معتزلہ کا ہے۔ اور انکا اعتقاد یہ ہے اگر اللہ کسی کو اپنے بندون مین سے
ایسا جانتا کہ وہ ایمان نہ لاوے گا تو اوسکا پیدا کرنا ہی عبث ہوتا۔ اور نبوت اور رسالت دو
صفتین ہین جو نبی کی ذات کے ساتھ قایم ہوتی ہین اور اوس کی ذات سے مخصوص ہوتی ہین
مگر وحی اور اوسکی تبلیغ اور معجزہ اور عصمت اوسکی ذات کے ساتھ مختص نہین۔ اور لوگ بھی ان سے
متصف ہو سکتے ہین اور جس کسی مین یہ اوصاف موجود ہون وہ رسول ہے خواہ اوس کو

غرض اسی مذہب پر تھے امام فخر الدین شافعی تھے اور کرامیہ کے مذہب پر مناقضہ بھی کرتے تھے جتنے علماء کرامیہ حنفیہ و شافعیہ تھے
جمع ہو کر سلطان سے عرض کیا کہ امام سے ہمارا مناظرہ کرا دینا چاہیے سلطان کے حکم سے مجلس مناظرہ منعقد ہوئی سلطان
اوس مجلس مین تشریف لایا قاضی عبد المجید بن عمر المعروف بابن القدوہ جو کرامیہ کے بقیہ پر تھا اوس نے امام سے بحث کی
سلطان اوٹھ گیا تو امام نے قاضی کو بہت کچھ برا بھلا کہا کرامیہ کو قاضی ... کے عذر کی صورت پیدا کر دی سلطان

رسول بنا کر بھیجا ہو یا نہ بھیجا ہو اور اللہ تعالے نے پر ایسے ہی آدمی کا رسول بنانا واجب ہے اور
جس مین ایسے اوصاف نہون اوسکا رسول بنانا جائز نہین خلاصہ یہ ہے کہ کرامیہ کے
نزدیک بہت سے آدمی رسول ہین اسوجہ سے کہ انمین رسالت کے صفات موجود ہین
مگر اونکو اللہ تعالے نے مخلوق کی طرف واسطے ہدایت اور دعوت کی بھیجا نہین ہے اس
لئے وہ نبی نہین نبی وہی رسول ہین جنکو خاص اس کام کے واسطے مبعوث کیا ہے
جس رسول کو اللہ نبی بنا کر بھیجتا ہے اوسے انکی اصطلاح مین مرسل کہتے ہین اور جسے
نہین بھیجتا وہ رسول تو ہے مگر مرسل نہین اور اللہ کو کسی مرسل یعنی کسی نبی کا انبیا مین سے
معزول کرنا جائز ہے مگر رسول معزول نہین ہو سکتا اور انکے نزدیک انبیا سے ہر ایسے
گناہ کا سرزد ہونا جائز ہے جو موجب حد و مسقط عدالت نہو اور اللہ پر واجب ہے کہ لگاتار
رسول بھیجتا رہے اور نبی جب تک معجزہ نہ دکھلائے حجت نہین ہو سکتا اور انبیا سے
کفر کا صادر ہونا جائز ہے اور دو امام کا ایک وقت مین ہونا جائز ہے حضرت علی و معاویہ دونون
کو وقت واحد مین امام بتلاتے ہین مگر اتنی بات کہتے ہین کہ جناب امیر سنت پر تھے اور
معاویہ خلاف سنت پر مگر فرمانبرداری انکی بھی رعیت پر واجب تھی بعض کرامیہ کا یہ زعم تھا
کہ اللہ کے دو علم ہین ایک علم سے وہ ساری معلومات کو جانتا ہے اور دوسرے علم سے
علم اول کو پہچانتا ہے اور کرامیہ کے نزدیک ایمان وہ اقرار ہے جو اللہ تعالے نے
ازل مین اپنی مخلوق سے لیا تھا جبکہ فرمایا تھا الست بربکم کیا مین تمہارا رب نہین ہون
تو سب نے کہا بلی یعنی ہان تو ہمارا رب ہے سو یہ قول یعنی سب بلے کا کہنا ایمان ہے
اور یہ ایمان یعنی اللہ تعالی کی ربوبیت کا اقرار سب آدمیون مین ساویانہ موجود ہے
مگر مرتدین مین نہین انکے نزدیک منافق کا ایمان باوجود اسکے کہ اوس کے ساتھ
کفر بھی موجود ہے نبی کے ایمان کی برابر ہے اسوجہ سے کہ اس ایمان یعنی اقرار ازلی
مین سب برابر ہین انکے [illegible] نزدیک وقت کے وقت مرتد کے واسطے ایمان

سے ہے اور ان کے واسطے ایمان نہین غیر مرتد کے واسطے وہ اقرار ازلی ایمان ہے حاصل
کلام یہ ہے کہ انکی نزدیک ایمان کی حقیقت صرف اقرار زبانی ہے اور اقرار کی دو صورتین
ہین غیر مرتدین کا خواہ وہ مومن ہون یا کافر وہی اقرار ازلی ایمان ہے اور مرتدین کا ایمان قول
مفرد ہے یعنی کلمہ شہادت کا زبان سے کہنا۔ ابن کرام فقہ مین کئی مسائل کے ساتھ متفرد ہے
کہتا تھا مسافر کو عوض نماز خوف کے دو تکبیرین کہنا کفایت کرتا ہے اور ایسے کپڑے مین
جو بالکل نجاست مین ڈوبا ہوا ہو نماز کو جائز بتاتا تھا اور یہ اعتقاد رکھتا تھا کہ نماز روزہ زکوۃ حج
اور ساری عبادات بغیر نیت کے صحیح ہوتی ہین فقط نیت اسلام کی کفایت کرتی ہے اور
نیت نوافل مین واجب ہوتی ہے اور نماز سے باہر آنا کھانے یا پینے یا جماع کے ساتھ عمداً
جائز ہے پھر اوسی پر باقی نماز کو بنا کر سکتا ہے۔

چوتھا فرقہ مشبہ منہالیہ ہے یہ منہال بن میمون کے تبع ہین۔

تنبیہ اگر کسی مقام پر کسی تاریخ یا مہینے یا سال مین اختلاف اس رسالہ کا اور کتب کے ساتھ
پایا جائے تو اوس پر گرفت نکرنا چاہیے معذوری کے قابل ہے اس لئے کہ اس فن کی
کتب مین اسقدر اختلاف سالہائے ولادت و وفات و مدت عمر وغیرہ کی بابت لکھا ہی
اور بعضون نے ایک واقعہ مین بعض سنون کے اور بعض نے اوسی واقعہ مین دوسرے سنون
کی تصحیح کی ہے کہ دل کو اطمینان کسی پر بخوبی نہین ہو سکتا اور بعضون نے سنون کو عبارت عربی مین اور
بعضون نے فارسی مین لکھا ہے اور بعضون نے ہندسون مین درج کیا ہے اور ایسے مقامات
تصحیف کا موجب ہین اسیطرح اہل علم و کمال کی وفاتون کی سنون مین بھی اکثر ایسا ہی حال
واقع ہوا ہے اس لئے بہت سے لوگون نے اونکی تحریر مین مسامحت کی ہے اور جیسا
اتفاق واقع ہوا ایک دو روایتون کی نقل پر اختلاف کے ساتھ یا بدون اختلاف کے قناعت کر لی
ہے اس لئے کہ مقصود اہل علم و مذاہب اور ائمہ وغیرہ کی ترجمون سے یہ ہے کہ اونکا حال
معلوم ہو جائے اور یہ کھلجائے کہ فلان شخص کونسی صدی کے قرن مین تھا اور یہ غرض نہین کہ مہینے

اور دن اور سال معلوم ہون اسی سئے اکثر مقامون پر لکھدیتے ہین کہ فلان شخص فلان سال کے حدود مین تھا اگر کسی کو طبقات وغیرہ کے چند نسخے جمع کرنے سے اور ایک کی تطبیق دوسرے کے ساتھ دینے سے کسی سال کا رجحان معلوم ہو جائے تو یہ نہایت خوبی کی بات ہے۔

دوسرا حصہ متفرق فرقونکے بیان مین

سب جتنے فرقے ہمنے بیان کئے سوا انکے اور بہت ایسے فرقے ہین جو دین اسلام مین پیدا ہوئے اونکا ذکر متفرق کتابون مین پایا جاتا ہے مین بھی اونکا یہان ذکر کرتا ہون۔

فرقہ اول سالمیہ ابن سالم کی طرف منسوب ہین غنیۃ الطالبین مین لکھا ہے کہ اسکا قول ہے کہ اللہ تعالےٰ قیامت مین امت محمد علیہ السلام کو ایک آدمی کی صورت مین نظر آئیگا اور وہ قیامت مین جن اور انس اور ملائکہ اور حیوانات سب خلق پر ظاہر ہوگا اور اللہ تعالےٰ کا ایک بھید ہے کہ اگر اوسے ظاہر کردے تو تدبیر عالم مین خلل آجائے اور انبیا کے لئے ایک راز ہے اگر وہ اوسے ظاہر کردین تو نبوت باطل ہو جائے اسیطرح علما کے لئے ایک بھید ہے کہ وہ اگر اوسے ظاہر کردین تو اونکا علم جاتا رہے اور اللہ کو قیامت مین کفار دیکھین گے اور وہ اون سے حساب لیگا اور ابلیس نے حضرت آدم کو دوسرے مرتبہ سجدہ کرلیا تھا اور شیطان جنت مین کبھی داخل ہونے نہین پایا اور جبریل حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آتے تھے حالانکہ اپنی جگہ سے دور نہین ہوتی تھی اور جب اللہ تعالےٰ نے حضرت موسیٰؑ سے کلام کیا تو اونکے نفس کو اس سے تعجب پیدا ہوا اللہ تعالےٰ نے وحی کی کہ اے موسیٰؑ تیرے نفس نے تجھکو تعجب مین ڈالا نظر اوٹھا کر آگے کو دیکھ موسےٰ نے دیکھا تو اونکو سو کوہ طور نظر آئے کہ ہر ایک پر ایک موسیٰؑ تھا اور اللہ تعالےٰ بندون سے طاعت چاہتا ہے گناہ نہین چاہتا اور اللہ نے اونکے گناہون کو اونکے ساتھ چاہا ہے اور نہین چاہا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم قبل حصول نبوت و نزول جبریل علیہ السلام سے قرآن

حفظ کیا کرتے تھے اور جب کوئی قاری قرآن کو پڑھتا ہے تو اللہ قرآن کو اوس کی زبان سے ادا کرتا ہے جو لوگ قرآن کسی کی زبان سے سنتے ہین تو وہ درحقیقت اللہ سے سنتے ہین اور اللہ ہر مکان مین ہے عرش اور ماسوائے عرش مین کوئی امتیاز نہین۔

فرقہ دوم واحدیہ

انکو محمودیان بھی کہتے ہین اس فرقہ کا پیشوا محمود ہے محمود اپنی ذات کو شخص واحد کہتا تھا اور مہدی موعود جانتا تھا اور اوس کا یہ دعوے تھا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دین منسوخ ہوگیا اب یہ محمود کا دین ہے سہ رسید نوبت رندان عاقبت محمود۔ گذشت آنکہ عرب طعنہ بر عجم میزد۔ گیلان کے علاقہ مین ایک گاؤن ہے مسیحوان محمود دیان کا رہنے والا تھا سنہ چھ سو ہجری مین اس نے ظہور کیا کہتا تھا کہ جب جسد محمد صلعم کامل ہوا تھا تو مین پیدا ہوا قرآن مین جو ہے عسیٰ ان یبعثک ربک مقاما محمودا یعنی جلدی بھیجیگا تجھکو پروردگار تیرا مقام محمود مین اس سے یہی مراد ہے توضیح اس بیان کی یہ ہے کہ عناصر مین قوت پیدا ہوتی ہے تو اوس کو صورت معدنی حاصل ہوتی ہے پھر استعداد اسکی اور ترقی کرتی ہے تو صورت نباتی اوسپر فائض ہوتی ہے پھر قوت مین اور ترقی آتی ہے تو صورت حیوانی اوس کو ملتی ہے پھر جب عناصر کی قوت اس سے بھی زیادہ ترقی کرتی ہے تو صورت انسانی پاتی ہے ان عناصر نے جنکو صورت انسانی حاصل ہوچکی تھی ایسی ترقی کی کہ اوس سے انسان کامل ظہور مین آیا اسیطرح جسد انسانی کے اجزا حضرت آدم کے وقت سے ترقی مین تھے یہان تک کہ ترتیب محمدی اوسکو عطا ہوا اور جب یہ اجزا بالکل کمال کو پہونچ گئے تو محمود ظہور مین آیا اور یہ کہ حضرت سرورعالم نے حضرت علی سے فرمایا تھا انا وعلی من نور واحد یعنی علی اور مین دونون ایک نور سے ہین و لحمک لحمی وجسمک جسمی یعنی علی کا گوشت میرا گوشت اور علی کا جسم میرا جسم ہے یہ اشارہ ہے اسبات کی طرف کہ تمام انبیاؤ اولیا کے اجزائے اجساد کی صفوت و قوت ملکی تو اوس سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور علی کرم اللہ وجہہ

کا جسم تیار ہوا پھر ان دونوں بزرگوں کے جسد کے اجزا جمع ہوئے تو اون سے جسد محمود بنا محمود خاک کو نقطہ کہتا تھا اور تمام عناصر اس کے نزدیک خاک سے پیدا ہوئے ہین اور نقطۂ خاک ہی واجب اور معبود اول ہے محمود کہتا ہے سورج آگ ہے اور چاند پانی ہی اور آسمان ہوا ہے اور تناسخ کا قائل ہے اسطور پر کہ جب ذی روح مرتا ہے اور مٹی مین ملجاتا ہے تو اوس کے بدن کے اجزا جمادات یا نباتات کی صورت مین ظہور کرتے ہین اور وہ نباتات انسان یا جانور کی غذا ہو کر پھر وہی حیوان یا انسان پیدا ہوتا ہے اور نفس ناطقہ مجردہ کے وجود کا قائل نہین اور بسم اللہ الرحمن الرحیم کی جگہہ اس نے استعین بنفسک الذی لا الہ الا ہو مقرر کیا تھا محمود کے بہت سے تصنیفین ہین اسکا اعتقاد تھا کہ آدم اور عالم کی دورہی ۸۰۰۰ ہزار سال مین تمام ہوسکے اور اپنے معتقدون پر اس بات کی تاکید رکھتا تھا کہ ہمیشہ پارسائی اور درویشی کے ساتھ رہنا چاہئے یہ کہتا تھا کہ جب کوئی شخص بالکل تعلقات کو چھوڑ دے اور کسی چیز کی طرف رغبت نرکھے صرف اوسقدر غذا کی ضرورت رکھی جو انفاس کے باقی رکھنے کے لئے کافی ہو تو ایسا شخص ہمیشہ ترقی کرتا رہتا ہے او یہ واحد ہوجاتا ہے اور اللہ کے مرتبہ کو پہونچ جاتا ہے اگر کسی امین کو عورت کی خواہش ہو تو چاہئے کہ عمر مین ایکبار اوس سے صحبت کرے اور اگر زیادہ خواہش ہو تو سال مین دو بار ایسا کرے اور اگر اتنا صبر نہ کر سکے تو چالیس دن کے بعد صحبت کیا کرے اور اگر اتنی بھی تاب نہ لاسکے تو مہینے مین ایکبار اوس سے صحبت کیا کرے اور اتنا بھی کم ہفتے مین ایکبار ایسا کر لیا کرے اور کہتا تھا کہ جب کوئی جسم انسانی سے حیوانی اور جسم حیوانی سے نباتی مین اور نباتی سے جمادی مین یا برعکس اس کے تناسخ کرتا ہے تو اوس کے اگلے جنم کی باتین دوسرے جنم مین پہچانی جاتی ہین اور قاعدہ اس شناخت کا یہ ہے کہ اس پچھلے جسم مین جو اس کے عادات ہوتے ہین اون سے اگلے جسم کے عادات معلوم ہوجاتے ہین اور واحدیہ کی اصطلاح مین ایسی شناخت رکھنے والے کو...

محصی یہ کہتے ہین اور اسی بنیاد پر اونہون سے نے یہ قاعدہ مقرر کیا ہے کہ جب کوئی آدمی کسی مجلس مین
آوے اور اس شخص کے منہ سے اول جس چیز کا موالید ثلثہ مین سے نام نکلے تو سمجھ لینا چاہیے
کہ اس پیدایش سے پہلے وہ وہی چیز تھا جسکا نام اوس کے منہ سے نکلا واحدیہ کہتی
ہین کہ جو فریب پیشہ حاجی عبا ڈ کریلائی کہ ایک قسم کا دھاری دار کپڑا ہے پہنے پھرتے ہین اور
مکر و فریب سے کام لیتے ہین جب یہ مرین گے تو اسکے عنم مین اگر جسم حیواتی مین انتقال
کیا تو ٹلہری بنائے جائینگے اور اگر جسم نباتی مین انتقال کیا تو دھاریون دار تربوز ہونگے
اور اگر پتھر کے جسم مین انتقال کیا تو سنگ سلیمانی بنائے جائینگے محصی ان باتون سے
خوب واقفیت رکھتا ہے اور کرم شب تاب یعنی جگنو مشعلچی ہے کہ بتدریج تنزل کرکے
اس جسم مین آیا ہے اور کتا اگلی پیدایش مین ترک قزلباش تھا اور اوس کی ٹیڑھی دم
تلوار ہے جسکی یہ صورت ہوگئی ہے اور لوہے کا کمال کو پہونچ جانا یہ ہے کہ اوس سے
کوئی نبی یا ولی مارا جائے اور انکا قول یہ ہے کہ پیدایش اول مین امام حسین حضرت موسیٰ تھے
اور یزید فرعون تھا اوس پیدایش مین حضرت موسیٰ نے فرعون کو دریائے نیل مین
ڈبو دیا اس پیدایش مین حضرت موسیٰ امام حسین ہوئے اور فرعون یزید بنا اور یزید نے
امام حسین کو فرات کا پانی نہ دیا اور اونہین ہلاک کیا اور کہتے ہین جو کوئی حیوانات و نباتات
و جمادات مین سے جو اب سیاہ ہین وہ پہلے سیاہ رو آدمی تھے اور جو اب سفید ہین وہ گورے
آدمی تھے اور یہ تمام فرقہ آفتاب کی تعظیم کرتا تھا اور اوسے قبلہ جانتا تھا اور انکے
یہان ایک دعا رائج تھی کہ آفتاب کی طرف منہ کرکے پڑھتے تھے اس فرقہ کے خواص
اور ممتاز آدمی امین کے لقب سے پکارے جاتے ہین درویش صفا اور درویش بقا
واحد اور درویش اسمعیل اور میرزا تقی اور شیخ لطف اللہ اور شیخ شہاب اور تراب اور کمال
اس فرقہ کے امین تھے بلکہ سب جتنے علما اور اولیا محمود کے عہد مین تھے یا جنہون نے
اوس کے بعد ظہور کیا ہے سبکو واحدیہ محمود کا تبع قرار دیتے ہین ایک واحدی

کا قول ہے کہ خواجہ حافظ کا بھی یہ مذہب تھا اور چونکہ محمود زیادہ تر ساحل رود ارس پر رہتا تھا اس لئے خواجہ نے اپنے اس شعر میں فرمایا ہے ؎ ای صبا گر بگذری بر ساحل رود ارس * بوسہ زن بر خاک آن وادی و مشکین کن نفس * اور یہ فرقے کے آدمی تمام ایران میں پھیل گئے تھے مگر اپنے مذہب کو کسی پر ظاہر نہیں ہونے دیتے تھے اس لئے کہ شاہ عباس ابن شاہ خدا بندہ صفوی نے انہیں سے ہزارہا آدمیوں کو مروا ڈالا تھا اور یہ کہتے ہیں کہ شاہ عباس نے بھی تراب اوکمال سے یہ مذہب حاصل کر لیا تھا مگر پھر دنیاداری اور شہرت کی غرض سے انکو مروا ڈالا اور بعضے واحدیہ یہ کہتے ہیں کہ شاہ عباس ابن کامل تھا پس جبکو اس مذہب میں کامل نہ پاتا او سے مروا ڈالتا اور انکی اصطلاح میں دینہ ان لوگوں کو کہتے ہیں جنہوں نے اپنی دناءت طبع کی وجہ سے دین محمود میں ترقی نہیں کی ہے واحدیہ کہتے ہیں کہ یہی دینہ نے عداوت کی وجہ سے مشہور کر دیا ہے کہ محمود نے اپنے آپ کو تیزاب میں ڈالدیا تھا یہ بات بالکل غلط ہے محمود نے تمام قرآن کی اپنی رائے کے موافق تاویل کر کے اپنے مذہب پر آیات سے استدلال کیا ہے۔

فرقہ سوم روشنیان

یہ فرقہ بایزید ابن عبداللہ کی طرف منسوب ہے یہ شخص غالباً سنہ ۹۳۱ میں ابراہیم خان افغان کے عہد میں شہر جلندہر صوبہ پنجاب میں پیدا ہوا تھا بایزید سراج الدین انصاری کی ساتویں پشت میں ہے اور حیات افغانی میں لکھا ہے کہ اورمڑ ایک قوم ہے پٹھانوں کی بایزید اسی میں سے تھا اس کی ماں کا نام بنین بنت محمد امین تھا بایزید کو طفلی سے تحقیق کا شوق تھا اور ہمدردی اس کے خمیر میں پڑی ہوئی تھی اگر اپنی زراعت کو رکھانے جاتا تو دوسرا کاشتکاروں کی زراعت کو بھی رکھاتا اور اکثر دریافت کیا کرتا کہ زمین و آسمان تو موجود ہیں مگر خدا کہاں ہے بلوغ کو پہونچنے پر اپنا مرز و بوم چھوڑ کر اپنی ماں کے ساتھ اپنے باپ عبداللہ کے پاس کانی گرم واقع کوہستان روہ کو چلا گیا حیات افغانی میں اخوند درویزہ

کی کتاب سے نقل کیا ہے کہ جب بایزید کو کچھ زر نقد ہاتھ لگا تو گھوڑون کی تجارت کے لئے
سمرقند کو گیا اور وہان سے دو گھوڑے خرید کرکے ہندوستان مین آیا اور کالنجر مین پہونچکر
ملا سلیمان کالنجری کی صحبت مین رہا ملاے مذکور سے مسئلہ تناسخ سنا تو بایزید کا عقیدہ تناسخی
ہو گیا اور جبکہ کالنجر سے پلٹ کر کانی گرم مین آیا تو اپنے عقیدۂ تناسخی سے مذہبی فساد شروع
کیا عبد اللہ کو بیٹے کی یہ بات ناگوار گذری یہانتک کہ فرزند کو چھری سے مجروح کیا
بعد اس کے بایزید کانی گرم سے ننگرہار کو چلا گیا اور وہان مہمندون کے ملک سلطان احمد
کے گھر رہنے لگا ننگرہار کے علما نے سب کو اوسکی بات کے قبول کرنے سے روکدیا اس
لئے کسی نے اوس کی متابعت نہ کی اسوجہ سے بایزید یہان بھی نہ ٹھہرا پشاور پہونچکر غوریا
خیلون مین مقیم ہوا ان لوگون مین علم کم تھا اکثر اوس کی پیروی کرنے لگے بایزید نے اپنی شہرت
پیری و پیشوائی کے طریق مین کرکے عوام الناس سے کہدیا کہ درگاہ خدا کی طرف بغیر پیر کامل
کے رسائی نہین مین تمکو رہنمائی اور ہدایت کرونگا اسطرح اوس نے بہت سے لوگ
اپنے گرد جمع کر لئے اور شہوت پرستون کے مطیع و منقاد اور خوش کرنے کے لئے عورت
و مرد غیر محرم کو یکجائی رہنے اور کھانے پینے کی اجازت دیدی بایزید جو کچھ کہتا مرید وہی
کرتے قوم خلیل کا بہت سا حصہ اوس کا مرید ہو گیا پھر محمدزئی ہشت نگر مین گیا اور وہان بھی
اسیطرح کہا افغانون مین جو زیادہ جاہل تھے وہ اوس کی زیادہ معتقد تھے ہشت نگر مین
اوس کی پیری کو بہت رونق ہو گئی عالمون سے مباحثہ کرنے کا قصد کیا۔ اخوند درویزہ
نے اوس سے مباحثہ کیا اور اس مین بایزید مغلوب ہو گیا مگر اوس کی مرید ایسے طاقتور
تھے کہ اخوند درویزہ کی کوئی نصیحت اوسپر نہ چلیکی بایزید نے اپنا لقب پیر روشن رکھلیا
اوس نے مریدون پر ظاہر کیا کہ غیب سے مجھکو ندا ہوئی ہے کہ تمکو سب آدمی میان روشن
کہا کرین یہ تمام بات جادو ہی پھیلائی گئی مگر بعض اوس کے مریدون ہی مین سے اور دوسرے
لوگون سے یہ خبر تمام ملک مشہور ہوگئی محسن خان صوبہدار کابل جو اکبر بادشاہ کے طرف سے حکمران

تھا۔ وہ اسکا حال سنکر ہشت نگر آیا اور گرفتار کرکے کابل کو لے گیا مدت تک وہان
قید رہا پھر رہا ہوکر ہشت نگر واپس آیا اور اپنے تمام اصحاب کو جمع کرکے طوطی کے پہاڑ مین
گھس گیا پھر وہان سے تیراہ کو آیا آفریدی اور ورکزی فرقہ بھی اسکا مرید ہوگیا اس طاقت دینی
کے بعد اوس نے برملا اکبر بادشاہ سے بغاوت کرکے لوگون کو عام بلوہ کی اسطرح ترغیب
دی کہ وعظ مین یہ بیان کرنا شروع کیا کہ مغل ظلم پیشہ ہین اونہون نے افغانون پر
حد سے زیادہ ظلم ڈہائے ہین اونکی اطاعت ترک کرنا چاہئے اس شہرت سے اکثر سرحدی
قومین بادشاہ سے باغی ہوگئین اور اوس کے وعظ سے بڑا فساد پھیل گیا بادشاہی فوج جو
اوس کی سرکوبی کو آئے تھے خود ہی سرکوب ہوکر پیچھے کو ہٹ گئے اس آسان فتح سے
اوس کے ہمراہیون کو زیادہ تقویت ہوگئی تیراہ کے لوگون کا یہ حال تھا کہ ظاہر مین بایزید کی
مطیع تھے۔ مگر باطن مین سلطنت مغلیہ کے خیر خواہ تھے بایزید بھی یہ بات خوب جانتے
ہوئے تھا اس لئے اوس نے ایسے لوگون سے اس ملک کو اسطرح پاک کیا کہ بعضون
کو قتل کرایا اور بعضون کو ملک سے خارج کیا اور اوس کے اصحاب و مریدین نے تیراہ پر بخوبی
قبضہ کرلیا اور ورکزیون کی مضبوط جماعت کے ساتھ ننگرہار پر بھی قبضہ کرلیا اور بہت
سے گاؤن بھی لوٹ لاٹ کر برباد کردئے محسن خان صوبہ دار کابل جلال آباد سے تیاری
کرکے بایزید پر چڑھ گیا اور شبخون مارا بھاری لڑائی کے بعد بایزید کے ساتھیون نے بری
شکست پائی بعضے مارے گئے بعضے دشوار گذار پہاڑون پر چڑھ گئے اور بایزید
ہشت نگر کو چلا گیا۔ یہ تو بایزید کے دنیوی کارنامے تھے اب اوس کے عقاید اور
اعمال کی باتین سنو کہ بایزید ابتدا سے ریاضت شاقہ کرنے لگا تھا اہل علم و ادب
کی بہت خاطر کرتا تھا۔ ایک عامی آدمی تھا مگر قرآن کا مطلب خوب بیان کرتا تھا
اور حقایق و معارف ذکر کرتا مرزا محمد حکیم خلف ہمایون بادشاہ صوبہ دار کابل کے دربار مین
خروج سے قبل اسکا مناظرہ علما کے ساتھ کرایا گیا اس کی تقریر علما کے بیانات

پرغالب آگئے پھر اس نے نبوت کا دعوے کیا اور کہتا تھا کہ مجھکو الہام ہوتا ہے جبرئیل
میرے پاس رب العلمین کی طرف سے پیغام لاتے ہین بلکہ اوسکا یہ دعوے تھا کہ مین
علانیہ خدا کو دیکھتا ہون اور بغیر توسط جبرئیل کے بالمشافہ اوس سے بات چیت کرتا ہون
اور کہتا تھا کہ مجھسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو انبیا کی نماز پڑھا کر یہ نماز چھوڑ دے اور
انبیا کی نماز معبود کی صفت ہے اور زیادہ تر ذکر خفی کیا کرتا تھا بایزید کہتا تھا کہ مسلمانون
کا اشہد ان لا الہ الا اللہ کہنا صحیح نہین اس لئے کہ خدا سے واقف نہین اور جس نے
اللہ کو نہین دیکھا وہ اوسے کیا جانے پس ایسے آدمی کی گواہی کذب ہے مولانا ذکریا
نے ایکبار اوس سے یہ کہا کہ تمہارا یہ دعوے ہے کہ مین دلون کی خبر رکھتا ہون
بھلا بتاؤ تو میرے دلمین کیا ہے اگر تم یہ بتا دوگے تو مین تمہارا معتقد ہوجاؤنگا میان
روشن بایزید نے کہا کہ تم مین دل کب ہے اگر تم مین دل ہوتا تو بے شک مین اوس کی
خبر دیتا مولانا ذکریا نے کہا کہ اول مجھکو قتل کرنا چاہئے اگر میرے بدن مین سے دل
نکلا تو بایزید کو مار ڈالنا چاہئے اور اگر دل نہ نکلے تو بایزید سے کوئی تعرض نہین بایزید
نے کہا کہ یہ دل جسکو تم دل سمجھے ہو یہ تو گوشت کی گٹھلے مین بھی ہوتا ہے اس گوشت
کے ٹکڑے سے دل مراد نہین دل اوہی چیز ہے او سمین عرش اور کرسی دونون کی سمائی
ہے پھر مولانا ذکریا کہنے لگے کہ تم دعوے کرتے ہو کہ ہمے قبر والون کی حالات معلوم ہین
مردے ہمسے کلام کرتے ہین ہم تمہارے ساتھ قبرستان کو چلتے ہین دیکھین تو مردے
تم سے کسطرح باتین کرتے ہین بایزید نے کہا اگر تم مین انکی آواز سننے کی قابلیت ہوتی تو
مین تمکو کیون کہتا بایزید سے جو عقیدت نرکھتا اوسے کافر و گمراہ جانتا اور جو اوس کو
نہ پہچانتا اور وحدت وجود کے طریقے پر نہوتا اوس کے ہاتھ کا ذبیحہ نکھاتا بایزید بہت سے
قول عربی زبان مین بیان کرتا اور انہین حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرتا بایزید
کا قول ہے کہ زبان سے کلمہ شہادت کہنا اور اوس کی تصدیق کرنا شریعت کا فعل ہے

اور تسبیح وتہلیل اور مدام زبان کے ساتھ ذکر کرنا اور دلکو وسوسے سے بری رکھنا طریقت کا فعل ہے اور رمضان کے روزے رکھنا اور کھانا پینا چھوڑنا عورات کے ساتھ مجامعت کو ترک کرنا شریعت کا فعل ہے اور روزہ نفل رکھنا اور رزق کم کھانا اور بدی سے باطن کو پاک رکھنا طریقت کا فعل ہے مال کی زکوٰۃ اور عشر دینا شریعت کا فعل ہے اور فقیر ومحتاج اور روزہ دار کو کھانا دینا عاجز کی دستگیری کرنا طریقت کا فعل ہے کعبہ کا طواف کرنا لڑائی اور گناہ سے حرم میں بچنا شریعت کا فعل ہے اور دل کا طواف کرنا اور نفس کے ساتھ لڑائی کرنا اور فرشتوں کی طاعت کرنا طریقت کا فعل ہے ہمیشہ حق تعالیٰ کی یاد میں رہنا اور ماسوی اللہ کا پردہ دل سے مٹانا اور دوست کے جمال کا نظارہ کرنا حقیقت کا فعل ہے۔ ذات حق کو چشم دل کے ساتھ دیکھنا اور نور عقل کے ذریعہ سے اوس کو ہر جگہہ معلوم کرنا اور کسی مخلوق کو ایذا نہ پہونچانا معرفت کا فعل ہے اور حق کو پہچاننا اور تسبیح کی آواز کو سننا اور اوسکو سمجھنا قربت کا فعل ہے اور اپنے وجود کو ترک کرنا اور تمام کام اللہ کے وجود سے سمجھنا اور فضولیات سے بچنا اور وصال کو سمجھنا وصلت کا فعل ہے اور اپنی ذات کو حق مطلق میں فانی کرنا اور باقی مطلق ہوجانا اور واحد کے ساتھ موحد ہونا اور شر سے پرہیز کرنا توحید کا فعل ہے اور سکن اور ساکن ہونا اور حق مطلق کی صفت اختیار کرنا اور اپنے وصف کو چھوڑ دینا سکونت کا فعل ہے اور سکونت سے بالاتر کوئی مقام نہیں قربت اور وصلت اور وحدت اور سکونت یہ اصطلاحیں خاص اوسکی تراشی ہوئی ہیں وہ ان مراتب کو شریعت اور طریقت اور معرفت سے اعلیٰ جانتا تھا اور آدمیوں پر ریاضت کرنے کی تاکید کرتا تھا نماز بھی پڑھتا تھا مگر قبلہ کی تعین کا مقید نہ تھا جدہر چاہتا پڑھ لیتا اور اسبات پر اس آیت کے ساتھ استدلال کرتا اینما تولوا فثم وجہ اللہ یعنی جدہر کو تم منہ کرو وہاں ہی اللہ متوجہ ہے کہتا تھا کہ پانی کے ساتھ غسل کرنیکی ضرورت نہیں ہے ہوا لگنے سے بدن پاک ہوجاتا ہے کیونکہ چاروں عنصر پاک کرنے والے ہیں اسکا قول تھا کہ

جوکوئی خداکو اور اپنی ذات کو نہ پہچانتا ہو تو وہ آدمی نہین پس اگر ایسا آدمی شریر ہے تو وہ بھیڑئے
اور شیر اور سانپ بچھو کے حکم مین ہے اوسکا مار ڈالنا واجب ہے اور اگر نیک اور نماز گذار ہی
تو وہ گائے بکری کے حکم مین ہے اسکا مارنا جائز ہے اسی لئے اس نے اپنے متبعون کو
حکم دیا تھا کہ ایسے آدمیون پر جہان قابو پاؤ مار ڈالو اور دلیل اوس پر یہ آیت لاتا تھا اولئک
کالانعام بل ہم اضل یعنی وہ چوپایونکی طرح ہین بلکہ اون سے زیادہ گمراہ ہین -
اور کہتا تھا کہ جو کوئی خودشناس نہین زندگی جاوید سے بیخبر ہے وہ مردہ ہے اور ایسے شخص
کے مال کے وارث بھی ایسے شخص نہین ہو سکتے جو خود بھی مردہ ہین بلکہ اوس کی میراث
زندہ کو پہونچتی ہے اس لئے نادان کے مار ڈالنے کا بھی حکم دیدیا تھا اگر ہندو کو خودشناس
پاتا تو مسلمان خود ناشناس پر اوس کو ترجیح دیتا برسون تک اوس نے اور اوس کے مریدون نے
راستون مین لوگون کو لوٹا ڈاکہ زنی کی اور مسلمانون وغیرہ سے مال چھینا ایسے مال مین سے
خمس نکال کر بیت المال مین جمع کرتا جب حاجت ہوتی تو اہل استحقاق کو اومین سے دیتا
وہ اور اوسکے تمام مرید بیٹے زنا اور فسق و فجور سے محترز رہتے تھے صرف موحدون اور خودشناسون کے
مال سے بچتے اور اونپر ظلم نہ کرتے تھے بایزید کہتا تھا کہ خدا ناشناسون کے قتل کے لئے
مین منجانب اللہ مامور ہون تین بار حقتعالے نے مجھسے یہ فرمایا کہ ان لوگون کو قتل کر مگر مین نے
ہتیار نہ اوٹھائے جب مکرر یہی حکم ہوا تو مجبور ہو کر جہاد کو مستعد ہوا اسکی تصنیف سے بہت سی
کتابین ہین عربی اور فارسی اور ہندی اور پشتو مین مقصود المومنین ایک کتاب اس کی عربی
مین ہے اور اس کی ایک کتاب کا نام خیر البیان ہے جسکو چار زبانون مین لکھا ہے عربی فارسی
ہندی پشتو اسکا دعوے یہ ہے کہ خیر البیان کی ساری باتین وہ ہین جو اللہ تعالے
نے مجھے مخاطب کر کے کہی ہین اسی وجہ سے روشنیان اس کو صحیفہ الٰہی اعتقاد کرتے
ہین اور حالنامہ اوس کے ایک کتاب ہے جسمین اوس نے اپنے لائف لکھے ہین افغانستان
کے پہاڑون مین ایک مقام ہے بھتہ پور وہان پہاڑی پر بایزید کی قبر ہے اس کے پانچ

بیٹے تھے شیخ عمر اور کمال الدین اور خیر الدین اور جلال الدین اور نور الدین اور ایک بیٹی
تھی جسکا نام کمال خاتون تھا بایزید کے بعد شیخ عمر باپ کا جانشین ہوا جتنے پیر روشن
کے اصحاب تھے وہ اس کے پاس جمع ہو گئے کچھ دنون کے بعد شیخ عمر کا اور یوسف
زئیون کا بگاڑ ہو گیا یوسف زئیون کے پیشوا اخوند درویزہ تھے یوسف زئیون نے جمع ہو کر
دریائے سندہ کی کنارے اپنے مخالفون پر حملہ کیا اس لڑائی مین شیخ عمر اور اوس کے
اکثر ساتھی کام آئے انمین سے دو شخصون کو یوسف زئیون نے آگ مین بھی جلایا اور اس معرکہ
مین شیخ عمر کا بھائی خیر الدین بھی مارا گیا نور الدین میدان جنگ سے نکلکر بھاگ گیا مگر
ہشت نگر کے گوجرون نے اسکا بھی کام تمام کیا اور جلال الدین یوسف زئیون کے ہاتھ آکر
قید ہوا اکبر بادشاہ نے اسکو مع تمام متعلقین کے یوسف زئیون سے لیکر رہا کر دیا اور
تاریخ فرشتہ مین لکھا ہے کہ جلالہ ۱۴ برس کی عمر مین اکبر کے دربار مین آیا تھا کچھ دنون کے بعد
بھاگ گیا تیراہ کے پہاڑون مین گھسکر رہزنی جاری کر دی قافلون کو لوٹنے لگا راجہ مان سنگہ
اور اُنکی مدد کو دوسرے افسران شاہی پہاڑون مین جلال الدین سے لڑنے کو سنہ ۹۹۴ مین گئے مگر وہ
مغلوب نہو سکا اسے اکبر بادشاہ جلالہ کہا کرتا تھا کابل اور پشاور کا راستہ اسوقت مین
کبھی محفوظ نرہا کمال الدین اسکا بھائی پکڑا گیا اور اکبر نے دم واپسین تک اسکو قید رکھا چند
لڑائیون کے بعد جب راجہ مان سنگہ نے زیادہ تعاقب کیا تو جلالہ غزنی کی طرف بھاگ
گیا اور وہان قوم ہزارہ کے ہاتھ سے قتل ہوا اسکا سر اکبر کے حضور مین بھیجا گیا اکبر نامہ
کی جلد سوم مین حالات سنہ ۳۲ و سنہ ۳۳ جلوس اکبری کے ضمن مین اس معرکہ کو ذکر کیا ہے
جب جلالہ مارا گیا تو احداد ابن شیخ عمر ابن بایزید کو خلافت ملی یہ بھی اپنے اسلاف کے
طریقہ کا بڑا پابند تھا جو کچھ مال جہاد مین ہاتھ لگتا اوسے بانٹ دیتا اور خمس بیت المال مین
جمع کرتا اور پھر ضرورت کے وقت اوسے غازیون پر تقسیم کرتا جو مسلمان اس کے طریق
کے پابند نہو تے اونپر جہاد کرنا جایز جانتا سنہ ۳۵ ہجری مین جہانگیر کے لشکر کے ہاتھ

مارا گیا اس کے معتقد کہتے تھے کہ قل هو الله احد اسے احداد کی شان مین ہے ہزارون
افغان اس کے مرید تھے اور اسکو احد کہتے تھے پھر اسکا بیٹا عبد القادر اسکا قایم مقام ہوا اور
اور یہ شاہجہان کے دربار مین حاضر ہو کر امراے شاہجہانی مین داخل ہو گیا اور ۱۰۴۳ سنہ مین
پشاور مین مر گیا جلالا کا ایک بیٹا الہداد نامی رشید خانی خطاب اور منصب چار ہزاری تک سرفراز
ہو کر ۱۰۵۸ سنہ مین دکن مین فوت ہوا اور مئو مین مدفون ہوا یہ قصبہ اسی کا بسایا ہوا شمس آباد کے قریب ہے

انکا عدد

چہارم دین الٰہی

موجد اسکا جلال الدین اکبر شہنشاہ ہندوستان ہے منتخب التواریخ مین مولوی عبد القادر
بدایونی نے لکھا ہے کہ ماہ رجب ۹۸۷ سنہ ہجری مین ایک محضر علما سے بادشاہ مذکور نے
تیار کرایا جسکا مضمون یہ تھا کہ امام عادل مطلقا مجتہد پر فضیلت رکھتا ہے اور وہ مجاز ہے اس
بات کا کہ کسی مسئلہ مختلف فیہ مین روایت مرجوح کو ترجیح دیدے معاملات شرعی مین کسی کو اوسکی
راے سے انکار کرنے کی مجال نہین کیونکہ امام عادل معاملات کو مجتہدین سے زیادہ
سمجھتا ہے پس جو اوس سے مخالفت کرے وہ دنیا مین اور عقبیٰ مین مستوجب عذاب ہے
بلکہ امام عادل کو اختیار ہے کہ کوئی حکم ایسا بھی اپنی طرف سے جاری کر دے جو نص کے
مخالف ہو مگر اوس مین خلایق کی رفاہیت مد نظر ہو اور امام عادل کے ایسے مسائل کی تعمیل سب
پر واجب ہے اور مراد اس امام عادل سے اکبر کی ذات تھی اس محضر پر مخدوم الملک اور
شیخ عبد النبی صدر الصدور اور قاضی القضاۃ قاضی جلال الدین ملتانی اور صدر جہان مفتی کل ممالک
ہندوستان اور شیخ مبارک ناگوری اور غازی خان بدخشی کی مہرین اور دستخط تھے انمین سے
بعض نے طیب خاطر سے اور بعض نے طوعا و کرہا دستخط اور مہر کی تھی اس فتوے کے
حاصل ہونے کے بعد اکبر نے اپنی اجتہادات جاری کئے اور تمام تحریم و تحلیل کی موقوفی پر
نوبت پہونچی اور اپنی عقل سے دین مین باتین پیدا کرنے لگا اسلام کا نام تقلید رکھدیا کہتا تھا کہ
قرآن مخلوق ہے وحی محال ہے اور امامات و نبوات مین تشکیک کرنے لگا جن اور فرشتے

[illegible]

اور تمام مغیبات اور معجزات و کرامات سے انکار صریح کردیا اور قرآن کے تواتر اور اوسکے
کلام الٰہی ہونے کے ثبوت کو محال قرار دیا کہتا تھا کہ بدن کے فنا ہوجانے کے بعد روح
کا باقی رہنا اور ثواب وعذاب کا بغیر تناسخ کے ہونا محال ہے اور پھر علانیہ حکم دیدیا کہ کلمۂ
لاالٰہ الااللہ کے ساتھ اکبر خلیفۃ اللہ بھی کہا کرین مگر جب دیکھا کہ عوام کے مزاجون مین اس سے
ایک قسم کی برہمی آگئی ہے تو اس حکم کی تعمیل صرف اون لوگون کے ساتھ مخصوص کردی گئی
جو اوس کے درباری تھے اور علمائے دنیا طلب نے اوس کے راضی کرنے کے واسطے
یہانتک کیا کہ کتابون کے دیباچے لکھتے تو اونمین حمد کے بعد نعت پیغمبر کے جگہہ اکبر کا
ذکر کرتے اگرچہ ان باتون سے اوسکی دور دور بدنامی ہوگئی مگر ہزارون آدمی اوس کی تقلید
بھی کرنے لگے اور یہ لوگ اپنی جانون کو بادشاہ کا مرید کہتے تھے اور بیربر وغیرہ سے
آفتاب کے فضائل سنکر اوس کی تعظیم وتکریم کرنے لگا اور نوروز جلالی مقرر کرکے اوس دن
بڑا جشن کیا جاتا اور دعاء تسخیر آفتاب کی آدھی رات کو اور طلوع کے وقت پڑھا کرتا یہ دعا ہندو
اوسکو پہونچاتے تھے گاؤکشی اور اوس کا گوشت کھانا حرام کردیا آتش پرستون سے آتش کے
فضائل معلوم کرکے آگ کی تعظیم کرنے لگا اور حکم دیا کہ بطور آتشکدون کے محل مین آگ کی حفاظت
کی جائے اور وہ ہمیشہ روشن رہے کیونکہ آگ اللہ کی ایک آیت اور اوس کا نور ہے
اور جلوس کے پچیسوین سال مین نوروز کے دن اوس نے آگ اور سورج کو سجدہ کیا اور
یہ مقرر کردیا تھا کہ جب شام کو شمعین اور چراغ روشن ہون تو ہمارے مرید سروقد تعظیم
کو کھڑے ہوجایا کرین اور ایک زنار مرصع بجواہر تیار کراکے تبرکاً برہمنون کے ہاتھ سے
پہنی اور راکھی بندھوائی قشقہ ماتھے پر کھچوایا پھر علما نے بادشاہ سے عرض کیا کہ صاحب
الزمان جو خلاف واختلاف ہندو مسلمانونمین سے دور کرنے والے ہین وہ حضور ہین
اور اونہون نے بیان کیا کہ محمود بسخوانی نے اپنی رسائل مین صاف تصریح کردی ہے
کہ سنہ ۹۹۰ مین باطل کا مٹانے والا شخص ظاہر ہوگا اور اوس نے ہر جگہہ صاحب دین

کو شخص کے ساتھ تعبیر کیا ہے جسکو جمل کے حساب سے نوسو نوسے عدد ہوتے ہین اور خواجہ
مولانا شیرازی مکہ معظمہ سے بعض شرفا کا رسالہ لایا جس مین مرقوم تھا کہ بموجب احادیث
صحیح کے سات ہزار سال کہ مدت دنیا کی ہے پوری ہو چکی اور اب وقت مہدی موعود
کے ظہور کا آپہونچا ہے اور اس قسم کی باتین شیعون نے بھی امیر المومنین علی علیہ السلام
سے پادشاہ کے سامنے نقل کین اور یہ سب باتین جمع ہو کر اکبر کو نبوت کا دعوے ہوا
مگر صاف لفظ نبوت کا نام نہ لے سکا بلکہ دوسرے پہلو مین اوس کو ظاہر کیا اور سب
مریدون نے یہ مقرر کر لیا کہ پادشاہ کی محبت کے سامنے مال و جان اور ناموس و دین
ہیچ ہے جب ہزار سال ہجری پوری ہو گئی تو اکبر نے خیال کیا کہ ہزار سال محمد صلی اللہ
علیہ وسلم کی بعثت سے گذر گئی اسقدر اس دین کے باقی رہنے کی مدت تھی اب
اس دین کے احکام و ارکان کا باقی رکھنا بھی ضرور نہین اسی لئے اپنے طرف سے نئے
قواعد و ضوابط ایجاد کرنے لگا حکم دیا کہ سکہ مین تاریخ الفی رحلت سے لکھی جائے علما نے
پادشاہ کے لئے رسم سجدہ جاری کی اور اوس کا نام زمین بوس رکھا اور یہ حکم دیا کہ جو کوئی
شراب رفاہیت اور معالجہ کی غرض سے پیئے تو یہ مباح ہے اور بادشاہ نے داڑہی
منڈوانے کے لئے لوگون کو حکم دیا اور اوس کے سامنے اہل دربار نے داڑہیان منڈوائین
مصاحبون نے اکبر سے داڑہی منڈانے کے باب مین دلائل بھی بیان کئے کہ اگلے
زمانون نے جو داڑہیان رکھین تو یہ ایک قسم کی ریاضت تھی اور وہ اس کام مین ملامتی
تھے اور اب ملامت اور ریاضت داڑہی کے صفا کرنے مین ہے اس لئے کہ اب
داڑہی کے منڈانے کو قبلے نادان عیب قرار دیتے ہین اور بعض مفتیون نے
ایک مجہول روایت بھی نکال دی اور وہ یہ ہے کما یفعله بعض القضات اور لفظ قضات
کو تحریف بتاتے تھے اور کہتے تھے کہ قاضیان عراق کا عمل داڑہی کے منڈانے پر
تھا حاجی ابراہیم سرہندی نے ایک پرانی کرم خوردہ کتاب مین ایک عبارت لکھی پیش کی

جسکو شیخ ابن عربی کی طرف منسوب کیا تھا مفاد اوس عبارت کا یہ تھا کہ صاحب الزمان
بہت سی عورات رکھیگا اور داڑہی منڈاتا ہوگا اور اوس کی چند صفتین اور ایسی بتائی تہین
جو شہنشاہ مین موجود تہین اور ایک حدیث موضوع علماے اکبری نے اوس کے حضور مین
پیش کی کہ ایک صحابی کے فرزند داڑہی منڈاے ہوئے تھے حضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے اونکو دیکھکر کہا کہ اہل بہشت کی یہ وضع ہوگی پھر یہانتک نوبت پہونچی کہ
مرزا جانی حاکم ٹھٹھہ اور اکثر امرا نے استوا نامہ اپنی طرف سے اس مضمون کا گذرانا کہ
دین اسلام مجازی تقلیدی جسکو باپ دادون سے سنتے آئے تھے ہمنے چھوڑا اور دین
الٰہی اکبر شاہی مین داخل ہوئے اور مراتب چہارگانہ اخلاص یعنی ترک مال ترک جان ترک ناموس
ترک دین سب ہمنے قبول کیا اکبر ایسے لوگون پر زیادہ اعتماد کرکے اونکی تربیت کرتا فرضیت غسل جنابت
کو موقوف کردیا اور دلیل اسپر یہ بیان کی کہ انسان کا خلاصہ نطفہ منی ہے جو نیک وبد کی پیدایش
کا تخم ہے پھر اس کے کیا معنی کہ پیشاب وپیخانہ پر تو غسل واجب نہین اور اس لطیف چیز کا
خروج غسل کا موجب ہے بلکہ مناسب یہ ہے کہ اول غسل کیا جاے اور بعد اس کے جماع
کیا جاے اور کہا مردہ کے لئے کھانا پکا کر فاتحہ دینا بیکار ہے کیونکہ مردہ جماد ہے اوس کو
اس سے کیا حظ حاصل ہوگا بلکہ جسدن بچہ پیدا ہو اوس دن ایک جشن ترتیب دیا جاے
اور اس جشن کا نام جشن حیات رکھا تھا اسیطرح سور اور شیر کا گوشت مباح کر دیا تھا تاکہ جو اسکو
کھاے اوس مین صفت شجاعت آجاے اور حکم دیا کہ چچا پہوپہی ماموں خالہ وغیرہ کی بیٹیون
سے جن سے قریب کا رشتہ ہو نکاح نکیا جاے کہ میل کم ہوتا ہے اور دختر جب تک

ماثر الامرا مین مذکور ہے کہ اکبر جو کچھ ایجاد کرتا اوس کو دین الٰہی کہتے تھے اور اوس سے ہر مذہب اور ہر
ملت کا خلاصہ ملا کر اوس کا نام دین الٰہی رکھا تھا اور خوشامدی سب کہتے تھے کہ یہ جو کچھ اوس نے چہانٹا ہے اللہ
کے حکم سے تھا اور یہ لوگ اکبر کو خلیفۃ اللہ کہتے تھے فتح اللہ شیرازی نے تاریخ عربی کو تغیر دیکر سال وماہ شمسی
دریگیون کے مقرر کئے - ۱۲۳۱۲

چودہ سال کی عمر کو اور فرزند سولہ سال کی عمر کو نہ پہونچے اونکا شادی بیاہ نکیا جائے
کہ اولاد کمزور ہوتی ہے اور بی بی عایشہ صدیقہ کے زفاف کی حضرت سرور کائنات کے
جیبی بی صاحبہ کی ۹ سال کی عمر مین واقع ہوا تھا منکر تھے اور سونا اور ریشم پہننا مردوں کے
لیئے جایز قرار دیا نماز اور حج اور زکواۃ کو ساقط کر دیا اور تاریخ عربی کو تغیر دیکر ابتدا اوسکی سال
جلوس سے مقرر کی اور عربی سب مہینے اوڑا کر ملوک عجم کے طور پر مہینے مقرر کیئے اور زردشتیوں
کے آئین کے موافق سال مین چودہ عیدین مقرر کین اسلام کی عیدون کو بیرونق کر دیا
اور اپنی جدید سنہ کا سال و ماہ الٰہی نام رکھا اور سکون اور مہرون پر تاریخ الفی قایم کی تاکہ
اس سے ظاہر ہو کہ دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ختم ہوچکا آگے کو نہ چلے گا اور حکم دیا
کہ چونکہ ہزار سال ہجری ختم ہوچکے لہذا ایک تاریخ ایسی تصنیف ہو جسمین بجائے ہجرت
کے رحلت کا لفظ سنوات مین لکھا جائے اور اوس کا نام تاریخ الفی رکھا عربی کا
پڑھنا لکھنا اور اوسکی اصطلاحون کا استعمال کرنا عیب مین داخل ہو گیا حکم دیدیا کہ فقہ و
حدیث و تفسیر کا پڑھنا موقوف کرکے نجوم حکمت طب حساب شعر تاریخ کے فن پڑھائے
جائین اور حروف مخصوص عربی یعنی ثا۔ حا۔ صاد۔ ضاد۔ طا۔ ظا۔ عین۔ قاف کا
تلفظ مین گرانا شروع کیا جو کوئی اکبر کے سامنے عبداللہ کو ابداللہ اور احدی کو اہدی
کہتا تو بہت مسرور ہوتا نبوت اور کلام الٰہی اور رویت الٰہی اور تکلیف اور تکوین اور حشر
و نشر مین طرح طرح کے شبہات پیدا کئے اور تشیع کا برملا اظہار کرتا اور خلفائے
ثلثہ کے حق مین جسقدر مطاعن ہوتے اوس کے دربار مین بیان کئے جاتے جنگ صفین اور
قضیہ فدک وغیرہ معاملات مین صحابہ کا ذکر نہایت برائی کے ساتھ کیا جاتا بلکہ تمام
انبیا کی زلات کو اونکی نبوات سے انکار کا ذریعہ قرار دیا خصوصاً حضرت داؤد اور زوجہ
اوریا کے قصہ کو نہایت برائی کے ساتھ بیان کرتے اور حضرت داؤد کو اس وجہ سے
اچھا نہ جانتے اکبر کے نام کی رعایت کی وجہ سے تعبیرون کے عنوان پر اللہ اکبر

لکھا جانے لگا بلکہ عوام کی زبان پر سوا اس کلمے کے کوئی چیز باقی نہ رہی ملا شیرازی نے اس
طوفان بے تمیزی میں دس شعر کا ایک قطعہ کہا تھا جس کے یہ اشعار ہیں ؎

تا زاید ہر زمان گشود بر ندا آفتے — فتنہ در کوئے حوادث کہ خدا خواہد شدن
با اعتصاب قرض خواہ تیغ ادا باب عشق — بار سماند ذمہ گردن ادا خواہد شدن
فیلسوف کذب را خواہد گریبان چاک شد — نفس پرور ہمچو زہد را تقویٰ ادا خواہد شدن
شورش شعر است اگر در خاطر آید جا ملی — گر خلاف عہد مغیبر جدا خواہد شدن
خندہ می آید مرا زین بیت پس کز ظرفی — نقل بزم منعم و در دگرا خواہد شدن
پادشاہ امسال دعوائے نبوت کردہ است — گر خدا خواہد پس از سالے خدا خواہد شدن

نوروز کے جلسوں میں اکثر علما اور صلحا کو شراب کے جام پلوا دیے نوروز کے پہلے دن
کی بڑی تعظیم کرتا محمد اور مصطفیٰ اور احمد الفاظ اوسکو ایسے گران معلوم ہوتے کہ جن
مقربین کے ناموں میں یہ الفاظ موجود تھے اونکے نام بدل دیے محمد یار و محمد خان
کی جگہہ رحمت لکھتے اور بولتے ایک دن راجہ بیربر اور فتح اللہ شیرازی وغیرہ اہل
دربار کے سامنے کہنے لگا کہ عقل یہ بات کسیطرح گوارا نہیں کرتی کہ ایک شخص خوابگاہ
سے آسمان پر چلا جائے اور خدا سے باتیں کر کے اپنے مکان پر لوٹے تو اوس کا
بستر بدستور گرم ہو اور اوس منکے اس دعوے کے لوگ تصدیق کریں اور ایک پاؤن
کو اوٹھا کر کہنے لگا کہ ممکن نہیں جب تک دوسرا پاؤن زمین پر نہ ہو ہم کھڑے ہو سکیں
اور معجزہ شق قمر کا بھی منکر تھا قمر کے شق ہونے کو محال جانتا تھا اور حکم دیدیا کہ
یکشنبہ کو کوئی جانور حلال نہ کیا جائے کیونکہ یہ دن آفتاب سے منسوب ہے آفتاب
کی عبادت چار وقت کرتا صبح شام دوپہر آدھی رات کو پنڈتوں نے ایک ہزار ایک نام
آفتاب کے سنسکرت میں اوسکو سکھا دیے تھے اونہیں روزانہ بطور ورد کے پڑھتا
ہندوؤں کے طور پر ریاضت کرتا جوگیوں سے خلوت میں صحبت رکھتا اون سے اعتقاد

اور مراقبہ اور خلع بدن وغیرہ کے طریق سیکھتا سر پر چندیا کے بال منڈاتا اور باقی آس
پاس رکھتا اس اعتقاد سے کہ کامل مکمل کی روح اس راہ سے کہ قوت وہم کا منفذ ہے
خروج کرتی ہے اور اوسوقت رعد اور صاعقہ کی سی آواز کرتی ہے اور یہ دلیل ہے
اسبات پر کہ میت گناہون سے پاک وصاف ہے صاحب نجات وسعادت ہے
اور اس بات کی بھی علامت ہے کہ روح نے کسی پادشاہ ذی شوکت مین حلول کیا ہے
اور اپنے طریق کا توحید الٰہی نام رکھا تھا اور جسکا یہ اعتقاد نہوتا اوسے مردود وواجب
القتل جانتا اور اپنی جماعت خاص اور مریدون کے نام جوگیون کے چیلون کی مثل رکھے تھے
اکبر ہر صبح کے وقت سورج کے نام پڑھتا اور اوس کی پرستش کرتا تو جن لوگون کو
اس موقع پر پہونچنے کی دسترس نہوتی وہ باہر کھڑے رہتے اور جب پادشاہ اپنے
اوس وظیفے سے فارغ ہوکر برآمد ہوتا تو یہ لوگ سجدہ مین گر جاتے بعض آدمی ایسے تھے
کہ جب تک صبح کے وقت وہ پادشاہ کی زیارت نکر لیتے کھانا پینا منہ دہونا انپر حرام تھا
یہ درشنیہ کہلاتے تھے ہندوؤن نے اکبر پر ظاہر کیا تھا کہ آپ مین ایک ہندو اوتار
کی روح نے حلول کیا ہے اور اوسکو رام اور کرشن کی مثل سمجھتے تھے اور پرانی پرانی
کاغذون پر یہ باتین لکھکر اوس کے سامنے پیش کرتے کہ ایک پادشاہ عالمگیر ہند مین پیدا
ہوگا جو برہمنون کی عزت اور گاے کی محافظت کریگا دنیا مین عدل وانصاف جاری کریگا
سلطان خواجہ مرا تو اکبر نے اوس کی قبر مین روزن رکھوائے جن کے ذریعہ سے
سورج کی شعاعین اوسکی جسد پر پڑتی تہین کہا سورج کی روشنی گناہون کو پاک کرتی ہے اور
حکم دیا کہ کوئی مرد اپنے نکاح مین دو عورتین جمع نکرے مگر جبکہ عورت اوسکی بانجھ ہو اور حیض
اوس سے منقطع ہو جائے اولاد کے جننے کی عمر نرہے اور حکم دیا کہ جب مرید ہماسے آپس مین ملین
تو ایک اللہ اکبر کہے اور دوسرا جل جلالہ یہ سلام اور جواب سلام کی جگہہ تجویز کیا تھا غرض
انہین بدعات مین اکبر مبتلا رہا اور اپنے متبعون کو مبتلا رکھا ۱۳ جمادی الثانی سنہ ۱۰۱۴ہجری

مین ۱۵ برس حکومت و سلطنت کرکے اس دنیا سے انتقال کیا۔

تذکرہ۔ اکبر کے عہد مین کچھ لوگ پکڑے گئے تھے وہ آپہی مشہور رکھتے تھے کہتے تھے ہم رُکی رسان ہین اور خدا کی سے اختیار اپنے لئے ثابت کرتے تھے جب اون سے کہا گیا کہ اس خرافات سے توبہ کرو تو جواب دیا کہ توبہ ذاتہ ماست اسیطرح شریعت اور دین اسلام اور نماز و روزہ وغیرہ کے جدا جدا نام اونہون نے اپنی طرف سے اختراع کئے تھے۔

فرقہ پنجم فریود

عالمگیر پادشاہ ہندوستان کے آخر عہد مین میر محمد حسین نام ساکن مشہد مقدس رضوی جو علم عربیت و منطق مین دستگاہ رکھتا تھا عمدۃ الملک امیرخان صوبہ دار کابل کے زمانہ مین کابل مین آیا اور امیرخان کے منشی کا بیٹا اوسکا شاگرد ہوگیا اس ذریعے سے امیرخان کے حضور مین محمد حسین کی رسائی ہوئی امیرخان نے اوسے لایق فایق شریف پاکر اپنی دختر متبنی کے ساتھ شادی کردی پھر کچھ عرصہ کے بعد شاہی خوشبوخانہ کا داروغہ کرادیا یہ شخص نہایت عیار جاہ طلب تھا عمدۃ الملک کے بیٹون کو کئی طرح کے شعبدے دکھلا کر اپنا معتقد کرلیا خاصکر یادعلیخان پسر عمدۃ الملک اوس سے بہت عقیدت رکھنے لگا جب عمدۃ الملک اور عالمگیر کا انتقال ہوگیا تو تمام عطر اور گلاب کو جو پادشاہ کے لئے خریدا تھا ساٹھ ستر ہزار روپیہ کو لاہور مین فروخت کرکے اور وہ روپے اپنے قبضے مین لاکر فقیری لے لی چونکہ طامع اور جاہ طلب تھا پرانی تقلید پسند نہ آئی اس لئے ایک نئی راہ نکالنے کی طرف متوجہ ہوا اور اپنے شاگرد قدیم یعنی اوسی منشی زادے کو موافق کرکے صلاح کی کہ ہم تم ایک نیا مذہب نئے قواعد اور نئی زبان مین ایجاد کرکے الہام اور وحی کا دعوی کرین تاکہ اولیا انبیا کی شان پائی جائے اور عوام کو بہکاکر کسقدر ہجوم خلایق کرین بعدہ مرجع انام ہوجائینگے پس ایک کتاب عمدہ دلچسپ نئی زبان اور قواعد کی

ساتھ بناکر آقورہ مقدس اوسکا نام رکھا تیز تو تھا ہی اکثر الفاظ غیر مانوس اور پرانے
فارسی کے بھی اسیقدر بطور عربی کے ترخیم کرکے جو صاف طور پر صرف و نحو عربی کے
قواعد کے مناسب نہ تھے درج کئے اور بیگوگیت کا دعوے کیا اور یہ کہا کہ رتبہ
مابین امامت اور نبوت کے ہے کہا کہ ہر پیغمبر اولوالعزم کے نو بیگوگ ہوئے ہین
اسیطرح حضرت خاتم الانبیا کے نو بیگوگ تھے اول بیگوگ حضرت علی کرم اللہ
وجہہ تھے دوسرے امام حسن تیسرے امام حسین چوتھے زین العابدین پانچوین محمد باقر
چھٹے جعفر صادق ساتوین موسیٰ کاظم آٹھوین علی رضا اور امام علی رضا تک امامت
اور بیگوگیت دونون رتبے جمع تھے پھر محمد تقی بن علی رضا سے یہ دونون منصب جدا
جدا ہوگئے امام علی رضا کے بعد بیگوگیت مجھے ملی اور امامت امام محمد تقی کو اور مین خاتم
بیگوگیت ہون اور تعداد بیگوگیت کی اس خاص ترتیب کے ساتھ امامیہ مذہب والون
کے سامنے بیان کرتا تھا اور جسوقت اہل سنت سے ملتا تو خلفائے اربعہ اور چار خلفائے
بنی امیہ و خاندان بنی عباس کو جنکی نیکی مشہور ہے بیگوگ گنکر نوان بیگوگ اپنی ذات
کو بتاتا اور کہتا کہ مجھے کسی کی مذہب سے غرض نہین مین ہر مذہب کا چراغ روشن
کرنے والا ہون اور وحی کے نزول کا بھی مدعی تھا اور کچھہ قاعدے مقرر کرکے بعضی
دنون کو جیسے عیدہائے اسلام محترم سمجھتا تھا اور اپنے مریدون کو جنکا لقب قربود رکھا
تھا یہ ہدایت کی تھی کہ ان دنون کی حرمت کیا کرین اور کہتا تھا مجھپر وحی دو طور سے نازل ہوتی
ہے ایک اسطرح کہ ایک قرص نورانی مثل آفتاب کے سامنے آتی ہے اور
اوس پر کلمات منقش ہوتے ہین مین اونہین سمجھہ لیتا ہون اور وہی قرص نورانی ہمہ
مجھپر محیط ہوکر بیہوش کر دیتی ہے۔ دوسرے اسطرح کہ ایک آواز آتی ہے اور کلمات جنہین
مریدون سے بیان کرتا ہون اوس آواز سے سنتا ہون اور اسلام علیک کے آخر
مین اپنی راے سے کلمہ خفشان تمود لودال بڑھا دیا تھا اور جس وقت کہ اول اول اور

اعتقاد کے موجب وحی اوس پر نازل ہوئی تھی اوس کا نام روز جشن رکھا تھا اور ا
روز جشن کو بھاری جشن ہوا کرتا تھا اوس کے مرید عبیر وغیرہ خوشبویات آپس مین اوڑاتے اور ا
اور خوشیان مناتے اور دو علم ہمراہ لیکر اور ایک اونچی سی ٹوپی اوڑھکر اپنے مریدون
کے ساتھ اون کوہستان کی جانب جہان دیول رانی کی عمارات دھوبی بھٹیاری کے نام
سے مشہور ہین جاتا اور یہ ظاہر کرتا کہ اول بار وحی خاص اسی مقام پر مجھپر نازل ہوئی تھی
اور روز جشن سے چھ یوم پیشتر سے روزہ رکھتا۔ ساتوین ذیحجہ کو روز جشن مقرر تھا
اور یکم ذیحجہ سے روزہ رکھا کرتا تھا اور روزون کے دنون مین کسی سے کلام نہ کرتا اور سہ
روز سوائے نماز پنجگانہ کی مریدون پر یہ بھی مقرر کیا تھا کہ تین بار میری زیارت کیا کرین
پہلا وقت زیارت کا طلوع آفتاب بعد نماز صبح مقرر کیا تھا اور دوسرا اون کے دوپہر
کا وقت اور تیسرا غروب آفتاب کا وقت کہ ہنوز شفق کی سرخی مغرب مین ہو اور آداب
زیارت کے یہ تھے کہ خود مع خلفا . . . . کے درمیان مین کھڑا ہوتا اور مریدون کو حکم
تھا کہ اوس کے گرد بطور چار دیوار مربع کے صفین باندھکر کھڑے ہون پھر صف سر
اوس کی طرف منہ کرکے چند کلمے جو اوس کے اختراعی تھے پڑھتی اور اس کے
بعد سر جھکا کر اوسکی بائین جانب پھر جاتی تا کہ صفت شمال رویہ مغرب رویہ
ہو جائے اور مغربی جنوبی اور جنوبی مشرقی اور مشرقی شمالی ہو جائے جب مقابلہ چارون
سمت کا چارون صفون کے آدمی تمام کر چکتے تو زمین کی طرف دیکھتے پھر آسمان کو پھر
شش جہت کو اس کے بعد زیارت تمام ہوتی اور سب آدمی چلے جاتے ایک دعوی
اوسکا یہ بھی تھا کہ مین وہی محسن ہون جو بچہ حضرت فاطمہ زہرا کے شکم سے ساقط ہوا تھا اور
اپنے چار خلفا بنائے تھے ایک وہی شاگرد پسر منشی خلیفہ تھا اور اس کا نام اپنی مخترع زبان
مین دوجی بار رکھا تھا اور دوسرا خلیفہ اوسکا سالا میر باقر تھا اور دو خلیفہ اور تھے اونکا
نام نمود اللہ اور بمنود اور المنود کہا تھا اور اسی ڈھب کے نام اپنے مریدون کے

اپنی طرف سے مقرر کرتا اور اوسے نشان کہتا اوس کے تین بیٹے تھے اول نما منو
دوم فغار سوم ویدا اور دو دختر تھین نمامہ کلان اور نمامہ خرد اور اقربا کے زوجہ
کے نام نمایار اور منو دیار اور نماد وغیرہ تجویز کئے تھے اور فغار کے بیٹے کا نام منو دید
تھا چونکہ مالدار تھا اس لیئے اپنی بے پروائی لوگون پر ظاہر کرتا یہ حالت دیکھکر لوگ
اور زیادہ گرویدہ ہوتے پھر لاہور سے بہادر شاہ کے عہد مین دلی آیا ہادی علی خان کہ بادشاہ
کا مقرب تھا اوس کا بہت معتقد تھا اس لیئے اوس کے کام نے قوت پکڑی اور
اسی طرح اور بھی کئی امیر اوس کے مرید ہو گئے یہانتک کہ ایک رات فرخ سیر پادشاہ اوس
کی ملاقات کو گیا اس نے بڑی دانائی یہ کی کہ پادشاہ سے بے اعتنائی کے ساتھ پیش
آیا اور اوس کا پیشکش بھی قبول نہ کیا اور ایک قرآن اپنے ہاتھہ کا لکھا ہوا بادشاہ کو
دیکر کتابت کی اجرت کے ستر روپے لیئے فرخ سیر کے بعد محمد شاہ کے عہد مین محمد امین خان
نے دیر تک اوسکی تادیب کی طرف توجہ کی اور اوس کی گرفتاری کا حکم دیا تو وزیر مرض قولنج
مین مبتلا ہو گیا لوگ اس واقعہ کو منو کی بددعا کا اثر سمجھے اور منو اوس وقت مسجد مین
جا کر بیٹھہ گیا تھا محمد امین خان کے بیٹے قمر الدین خان کو بھی تشویش پیدا ہوئی اور اپنے
باپ کی حالت ردی دیکھکر پانچ ہزار روپے اپنے دیوان کے ہاتھہ اوس کے پاس بھیجکر
معذرت کی اور تعویذ طلب کیا منو نے جانکنی کی خبر سن لی تھی اس لیئے اپنے معتقدین
سے کہتا تھا کہ مین نے ایک تیر اس کے جگر مین مارا ہے ہرگز جانبر نہوگا اور مین بھی شہادت
کے انتظار مین بیٹھا ہون میرا دادا بھی مسجد ہی مین شہید ہوا تھا مگر مین اسوجہ سے کہ ایک
مرتبہ شہید ہو چکا ہون اب شہید نہین ہونے کا اور مراد اوس کی اپنی اس شہادت سے
وہی اسقاط حمل حضرت محسن ہے۔ قمر الدین خان کا بھی آدمی جا پہونچا اور نہایت سماجت
کی کہ آپ محمد امین خان کا قصور معاف کرین اور ایک تعویذ لکھدین منو نے بڑے تکلف
کے ساتھ اپنے ایک مرید سے یہ آیت لکھوا دی و ننزل من القرآن ما ھو

شفاء و رحمة للعالمين ولا يزيد الظالمين الا خسارا یعنی ہم اوتارتے
ہین قران مین سے وہ چیز جس سے مرض دفع ہون اور مہر ہے ایمان والون کے
لئے اور نہین زیادہ کرتا ظالمون کو مگر نقصان اور دیوان کو دیدیا اور یہ کہا کہ مجھے یقین
ہے کہ تیرے پہونچنے تک وہ زندہ نرہے گا اور خود اون روپیون کے لینے سی
انکار کیا اور ایسا ہی ہوا کہ دیوان کے پہونچنے سے پیشتر وزیر مر گیا جب یہ خبر مشہور
ہوئی تو نمود کی کرامت کا زیادہ چرچا ہو گیا دو تین سال کے بعد نمود مر گیا اوس
کا بڑا بیٹا نمانمود سجادہ نشین ہوا یہ زیادہ لالچی اور کوتہ اندیش تھا چنانچہ جو جائداد نمود نے
خلفا کو دی تھی اوسکا دبانا چاہا دوجی بار نے بہت سمجھایا کہ مجھسے تنازع اچھا نہین نمانمود
نے نہ مانا دوجی بار نے لاچار ہوکر ایک دن سب مریدون کو جمع کر کے اون سے
کہا کہ آپ لوگ نمود کا اور میرا خط پہچانتے ہو جو پہچانتے تھے اونہون نے اقرار
کیا دوجی بار نے وہ مسودات جو نمود نے لئے اور اس نے باہم صلاح سے مرتب کرگئے
تھے اور دونون نے مشورے سے کمی بیشی اپنے اپنے قلم سے کی تھی نکالکر دکھائی اور کہا
کہ اس مذہب کی بنیاد نمود اور بندہ کی اعانت سے ہوئی ہے اگر خدا کی طرف سی
ہوتا تو کمی بیشی کی ضرورت نہوتی لوگون نے یہ دیکھکر سمجھ لیا کہ یہ سب باطل ہے اور منحرف
ہو گئے اور تمام کام بگڑ گیا نمانمود کے بعد ففغار سجادہ نشین ہوا اور اوس کے انتقال
اور دلی کی خرابی کے بعد نمانمود یار اپنے چند اقربا کو جو باقی رہ گئے تھے ہمراہ لیکر
بنگالے مین میرن ولد جعفر علی خان کے پاس پہونچا اوس نے اخراجات کے واسطے
پانچ روپیہ یومیہ مقرر کردیا

فرقہ ششم وہابیہ

لفظ وہابی کے لفظی معنے وہاب والا یا بندہ خدا ہین مگر وہ معنی اوس کے برے یعنی
جنین وہ اب عموماً استعمال کیا جاتا ہے انین سے ایک معنی کو تو مذہبی محاورہ مین برا

سمجھا جاتا ہے دوسرے معنے کو پولیٹکل اصطلاح مین برا سمجھتے ہین مذہبی محاورہ مین اسکے معنی
محمد بن عبد الوہاب نجدی کے پیرو کی سمجھے جاتے ہین جس کو اکثر مسلمانان ہند عرب
روم مصر دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہین اور اس کے عقاید و اعمال یہ بیان کرتے
ہین کہ وہ معجزات انبیا و کرامات اولیا کا منکر تھا اور تمام مسلمانون کا دجو اس کے اعتقاد
سے مخالف تھے قاتل و مکفر پولیٹکل محاورہ مین اس کے معنے باغی و بدخواہ سلطنت
کے لئے جاتے ہین جسکی مناسبت پہلے معنی مذہبی سے یہ بیان کیجاتی ہے کہ محمد بن
عبد الوہاب ایسا ہی تھا سلطنت روم کا وہ باغی رہا اور بارہا اوس سے لڑا اور مکہ مدینہ
متغلب ہو گیا جس کو آخر محمد علی باشاہ مصر نے مغلوب کیا یہ محمد بن عبد الوہاب
قوم بنی تمیم سے ہے سنہ ۱۱۱۵ھ مین مقام عیینہ مین جو ایک مقام ہے ملک نجد مین پیدا
ہوا اسلئے اس کے مقلد نجدیہ بھی کہلائے اس کے باپ نے بڑی کوشش سے
شریعت اسلام کی تعلیم دی بعدہ اس نے مکہ معظمہ اور بصرہ مین علوم دین تحصیل کیا اور کتب
احادیث صحاح ستہ کا عالم ہوا پھر اپنے والد کے ساتھ مکہ معظمہ کا حج کیا اور مدینہ طیبہ مین
زیارت کر کے شیخ عبد اللہ ابن ابراہیم کا مرید ہوا برسون اس نے نفقہ مین تعلیم حاصل
کی بعدہ یہ اپنے وطن کو گیا اس نے بظاہر شریعت اسلام کی پابندی اور اوس کے
اصول مین فرق نہ کیا یعنی جو لوگ فال دیکھتے یا شگون مانتے یا مزارات کی تعظیم کرتے یا
مزارات کو آراستہ کرتے یا مسکرات کو استعمال کرتے یا حریر پہنتے اونکو برا کہتا
کہ یہ باتین شریعت رسول کے خلاف ہین قرآن شریف اور احادیث کو پڑھکر اس نے
خیال کیا کہ اصول شریعت اسلام مین حال کی آمیزشات کی وجہ سے بڑا تفاوت پیدا
ہو گیا ہے تب یہ آمادہ ہوا کہ لوگون کو خاص احکام اور شریعت اسلام اوس قاعدے سے
سکھاوے اور رواج دیوے جیسا کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اور عمل
کیا ہے اور خیال کیا کہ دنیا کے مسلمان بھٹک گئے ہین جو پیر اور اولیا کے قول

کی پیروی کرتے ہین اور یہ رواج اونہون نے اپنے فائدے کی غرض سے دئے
ہین اس نے صرف قرآن مجید اور احادیث نبوی کو اپنا ہادی اور رہنما قرار دیا اور
بہت سے رسالے اپنے عقائد مین تالیف کئے اس کے کئی قلمی رسالے بحث
توحید اور ترک بدعت و شرک مین میری نظر سے گذرے ہین غرضکہ لوگون نے اسکا کہنا مانا
اور اس کے طریقے کو تسلیم کیا جلد دوم فتوحات اسلامیہ مین شیخ احمد دحلان نے لکھا ہے
کہ اس کے معتقدون کو یہانتک خیال تھا کہ جو کچھ محمد بن عبد الوہاب کہتا ہے جو شخص اوسکو
نہ مانے وہ کافر مشرک حلال الدم والمال ہے جو آیات قرآنی مشرکین کے حق مین اتری
ہین اونہین مسلمانون کے حق مین حمل کیا جیسے ومن اضل ممن یدعوا من دون
الله من لا یستجیب له الی یوم القیامة وهم عن دعائهم غافلون اوس
شخص سے زیادہ گمراہ کون ہے جو اللہ کے سوا اس شخص کو پکارتا ہے کہ نہ جواب دیگا قیامت کے دن تک اور وہ پکارنے اونکے سے
غافل ہین ایضاً ولا تدع من دون الله ما لا ینفعك ولا یضرك یعنی اللہ کے سوا
اوس چیز کو مت پکار جو نہ تجکو نفع دے اور نہ تجہکو ضرر پہونچا سکے محمد بن عبد الوہاب نے
کہا کہ جو شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم یا کسی اور نبی یا ولی یا صالح کو پکارے یا اوس سے سوال
شفاعت کرے سو وہ اونہین مشرکین کی طرح ہے اور ان آیات کے عموم مین داخل
ہے اور آنحضرت اور انبیا و اولیا و صلحا کی زیارات کو جانا شرک قرار دیا اور کہا کہ کسی
نبی یا ولی کو وسیلہ سمجھکر پکارنا بھی شرک ہے اور جو کسی کام کو سوا اللہ کے کسی دوسرے کی
طرف منسوب کرے گو بطور مجاز عقلی کے ہو یہ بھی کفر ہے جیسے سمجھے اس دوا نے نفع
پہونچایا یا اس ولی کی وجہ سے میرا یہ کام ہوگیا اور اللہ نے جو مشرکین کی زبانی فرمایا ہے
ونعبدهم الا لیقربونا الی الله زلفی یعنی ہم اونکی عبادت اس لئے کرتے ہین کہ
وہ ہم کو اللہ کے پاس پہونچادین سو جو کوئی وسیلہ کسی بزرگ سے ڈہونڈھتا ہے وہ مثل
اونہین مشرکین کے ہے جو کہتے تھے کہ ہم بتون کی پرستش صرف تقرب الی اللہ کے لئے

کرتے ہین کیونکہ مشرکین بھی خالق اون بتون کو نہین جانتے تھے جیسا کہ مسلمان ان اہل
قبور کو خالق نہین جانتے ہین بلکہ کہتے ہین خالق وہی اللہ ہے چنانچہ اللہ خود فرماتا ہے
ولئن سالتھم من خلق السموات والارض لیقولن اللہ یعنی جو تو اون
سے پوچھے کس نے پیدا کیا ہے آسمانون اور زمین کو تو کہین اللہ نے پس اللہ نے جو انکو
کافر و مشرک کہا وہ صرف اسوجہ سے کہ وہ کہتے تھے کہ ہم اصنام کی عبادت تقرب
الی اللہ کے لئے کرتے ہین علی ہذا یہ مسلمان بھی او نہین مشرکین کی طرح ہین اہل سنت
نے بھی اوس کے رد مین بہت سے رسالے لکھے اور اوس کے شکوک کا بخوبی
جوابدیا یہانتک کہ اوس کے بھائی شیخ سلیمان نے بھی اوس کے اقوال کا رد کیا اس
شخص کا بھی ایک رسالہ کتب خانہ ریاست مین میری نظر سے گذرا ہے احادیث او
آیات سے اسی بات پر زور دیا ہے کہ مسلمان ایسی باتون سے مشرک نہین ہو سکتے
اور جن باتون کو محمد ابن عبدالوہاب نے ناجائز اور ممنوع قرار دیا ہے اونکے جواز
پر شیخ سلیمان نے دلائل لکھے ہین سرجان مالکم نے اپنی تاریخ کے باب ۲۲ مین وہابیہ
کے عقائد بیان کئے ہین کہ وہ لوگ وحدانیت واجب الوجود اور رسالت محمد صلی اللہ
علیہ وسلم کے مقر ہین لیکن کہتے ہین کہ خالق اور مخلوق کے درمیان کسی طرح نسبت
نہین انکا اعتقاد یہ ہے کہ کسی پیغمبر یا امام یا ولی کو کسی قسم کا تصرف بندون کے معاملات
مین حاصل نہین اور نہ بعد وفات کے آخرت مین انکو کوئی مدد دہی یا فائدہ رسانی کا
منصب حاصل ہو سکتا ہے اور جو مسلمان قرآن کی تاویل کرتے ہین اونہین یہ کافر جانتے
ہین اور ایسے مسلمانون کے ساتھ غزا اور جنگ کرنا لازم جانتے ہین اور جو القاب تکریم
واحترام پر دلالت کرتے ہین وہ انکے نزدیک صرف اللہ کو اوسپر اطلاق کرنا چاہیے وہی اکیلا تقدیس او
تمجید کے لائق ہے اور بعض قرآن سے ثابت کرتے ہین کہ ان فرقہائے اسلام
کے ساتھ جو ہمارے طریق پر نہین محاربہ کرنا لازم ہے اور ان سے یہانتک جنگ کرنا چاہیے

کہ یا اس طریق کو اختیار کرلین یا مثل کفار کے جزیہ دیا کرین اور جب یہ لوگ ہمارے طریق
کو اختیار نکرین ملکہ جزیہ اسپنے جانون پر لازم کرلین تو لباس موٹا پہنین گھوڑے پر سوار نہوا
کرین رہنے کے لئے مکانات عالی شان نہ بنائین اور انکا یہ بھی عقیدہ ہے کہ جو خراج
اوس طرح نہین لیا جایا کرے جیسے پیغمبر علیہ السلام لیا کرتے تھے مثلاً خمس اور زکوٰۃ
وغیرہ وہ غیر مشروع ہے اور محمدؐ اور علی وغیرہ کی قسم کھانا حرام ہے اس لئے کہ
قسم عبارت اس سے ہے کہ جو کچھ دل مین مخفی ہے اوسپر شہادت طلب کرے اور
امورات مخفی کا جاننے والا سوائے ذات پاک رب العالمین کے کوئی اور نہین ہے
اور قبرون پر گنبد وغیرہ عمارات بنانا ایک قسم کی بت پرستی جانتے ہین اسیطرح مزارات
اولیا اور انبیا وغیرہ کو عین بت پرستی سمجھتے اسی لئے کہتے کہ مزارات اولیا کو توڑ ڈالنا چاہئے
اور اون کے اسباب وسامان آرایش کا دنیا کو مشروع کاموںمین صرف کرنا اللہ پاک کی خوشنودی
کا باعث جانتے اور مردون کی تعزیت کو حرام جانتے اس لئے کہ مسلمان پاک کی روح
جنت مین جاتی ہے اور یہ مسرت کا موجب ہے نہ سوگ کا اخبار کو قابل عمل نہین سمجھتے کتاب اللہ
کو کافی جانتے اور انکا یہ اعتقاد ہے کہ قرآن خدا کی کتاب ہے جو اپنے رسول محمد صلی اللہ
علیہ وسلم پر نازل کی ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک نیک آدمی جانتے ہین جنہین اللہ
تعالیٰ دوست رکھتا ہے جن استعمالات اور رسوم کا مثل ختنہ وغیرہ کے قرآن مین ذکر
نہین مگر اسلام مین وہ جاری ہین اونہین قابل عمل در آمد قرار دیتے ہین مگر کہتے ہین کہ انکو
رسوم وعادات سمجھکر انکی متابعت کرنا چاہئے عبادات مذہب مین انکا شمار نہین ہو سکتا ایک
اصول انکا یہ ہے کہ جو لوگ انکے طریقے پر نہین اونکو قتل کرنا اور انکے مالون کو لوٹنا درست
ہے اور اس معاملے مین مسلمانون کو یہود و نصاریٰ سے بدتر خیال کرتے ہین ہم آگے
چلکر وہابیون کے ایک رسالے سے مضامین کا اقتباس کرین گے اون سے اندازہ ہوجائیگا
کہ یہ باتیں جو انکی نسبت بیان کی گئی ہین کہانتک صحیح ہین اور کہانتک غلط ہین کہتے ہین

اصل مذہب اون نجدیون کا حنبلی تہا اس مذہب کے لوگ حجاز مین بہت ہین
اور نیا مذہب نکالنے کی نسبت اونکی طرف بظاہر غلط ہے اب ہم یہان یہ بیان کرتے ہین
کہ جب محمد ابن عبد الوہاب کے یہان اور جماعت کا مجمع ہوا تو شہر کے حاکم سے مخالفت
ہوئی بمعائنہ اس کیفیت کے محمد ابن سعود زبردست رئیس درعیہ کے پاس پہونچکر جو
بنی حنیفہ سے تھا پناہ چاہی اوس نے حمایت کی بوجہ حمایت رئیس درعیہ کے وہابی سلسلہ
قایم ہوا اور رئیس درعیہ نے اس جدید مذہب والے سے خاندانی رشتہ وقرابت قایم
کرکے اسکو تقویت دی محمد ابن عبد الوہاب کے کامون کی ظہور کی ابتدا سنہ ۱۱۴۳
ہجری سے ہوئی تھی اور انتشار کی ابتدا سنہ ۱۱۵۰ سے ہے اس رئیس درعیہ کا فرزند عبد العزیز
مشہور وہابی ہوا جب سنہ ۱۲۰۶ مین ابن عبد الوہاب اور محمد بن سعود رئیس درعیہ کا بھی
انتقال ہوا تو عبد العزیز اوسکا قایم مقام ہوا اس نے فوج وہابی کو آگے بڑہایا اور دور
دور گوشہاے ملک کو فتح کیا اس نے کربلاے معلی پر بھی چڑہائی کی یہ فوج سعود بن
عبد العزیز کی ماتحتی مین تھے ۱۸ ذیحجہ سنہ ۱۲۱۶ ہجری کو صبح کے وقت جب فوج وہابی
وہان پہونچی تو حکم دیا کہ کافرون مشرکون کو مارو اور قتل کرو چھ گہڑی تک قتل عام کیا سات
ہزار آدمی کربلا کے مارے گئے جن مقتولون مین سے مولانا فخر الدین عبد الصمد ہمدانی
مولف بحر المعارف بھی ہے روضۂ اقدس امام ہمام سید الشہدا علیہ السلام کا کچھ ادب
نکیا جو کچھ نقد وجنس خزانۂ درگاہ مین جمع تھا وہ سب وہابیون نے لیلیا اور درعیہ کو لیگئے
عبد العزیز نے ایک جماعت علما کی مکہ معظمہ کو بھی بہیجی تھی کہ وہان کے لوگون کو طریقہ محمد ابن عبد الوہاب
پر لائین مگر علماے حرمین نے اونکی رد پر کمر باندہی اور اونکی بات نہ چلنے دی یہ واقعات
شریف سعود بن سعید بن سعد بن زید کے وقت مین جس نے سنہ ۱۲۱۵ ہجری مین انتقال
کیا واقع ہوئی اور شریف نے اون علماے وہابیہ کو قید کردیا بعض درعیہ کو لوٹ گئی
پھر عبد العزیز نے ۱۲۰۰۰ فوج اپنے فرزند کلان سعود کو دیکر حرمین پر چڑہائی کرائی سعود نے

خوب معرکہ آرائیان کین اور فتح حاصل ہوئی اسس نے تمام ترکی سلطنت فتح کرلینے کا ارادہ
کیا تھا لکہتی ہین یہ نہایت خوش رو اور عقیل ہونہار اور تدبیر جنگ مین یگانہ تھا چونکہ اس کی
موچہین اور داڑہی گھنی تھی اسس لئے درعیہ کے لوگ ابو الشارب کہتے تھے تمام
مقامات سے عرب جوق جوق آکر اس کے گرد جمع ہوگئے سعود نے ۱۲۱۷ھ مین طایف
کو گھیر لیا اور وہان قبضہ کرکے ہزارہا آدمیون کو تہ تیغ کیا اہل مکہ نے یہ کیفیت
دیکھکر ۱۲۱۸ھ مین اطاعت کرلی ۱۴ روز تک لشکر وہابیہ نے وہان مقیم رہکر مسلمانون کو
اپنے طریقہ کے موجب ہدایت کی اور اس طریقہ کا برتاؤ ہوا حقے اور تسبیح اور تعویذ اور بار چے
سب سے زبردستی چھین لئے اور اونکو سب کے روبرو آگ مین جلا دیا جب نماز کا وقت آتا تو شرعی
لوگ فہرست لیکر نکلتے تھے اور نمازیونکی کثرت سے مسجدین بہر جاتی تھین اور تمام آدمی پنجگانہ
نماز مسجد مین ادا کرتے تھے سعود اور اوس کے ساتھی اپنی جانون کو نمازی اور موحد
قرار دیتے ہین چنانچہ فتح مکہ معظمہ کے حالات مین انکا ایک رسالہ ہے جسکو حمد و نعت
کے بعد ان الفاظ کے ساتھ آغاز کیا ہے **بعد فانا معاشر غزو الموحدین** اس رسالہ
مین سے لکھتے ہین کہ اللہ تعالی نے ہم پر یہ احسان کیا کہ ہم مکہ مین ہفتہ کو دوپہر کے وقت ماہ محرم
۱۲۱۸ھ ہجری مین داخل ہوئے اہل مکہ نے اگرچہ ہم سے مخاصمت کی مگر اللہ نے اونکے دلون
مین ہمارا وہ رعب پیدا کر دیا کہ آخر کار دبگئے اور اونہون نے امیر سعود سے امان چاہی
ہمنے مکہ مین داخل ہوکر اوس شخص کو امن دی جو حرم مین تھا اور ہم حرم مین لبیک کہتے ہوئے
داخل ہوئے تھے اور ہم مین سے بعضون کے سر منڈے ہوئے تھے اور بعضون کے
بال کترے ہوئے تھے ہمارے لشکر نے حرم شریف کا بڑا پاس و لحاظ رکھا نہ کوئی درخت کاٹا
نہ کوئی جانور شکار کیا نہ کسی ذی روح کو مارا سوائے ہدی کے یا اون جانورون کے جو اللہ نے
ہمارے لئے حلال کئے ہین جب ہم عمرہ تمام کرچکے تو امیر سعود کے حکم سے میدان احد
مین باشندگان مکہ جمع کئے گئے اور اوسوقت علمائے مکہ سے وہ باتین بیان کی گئین

جن کی وجہ سے ہم اون سے کشت وخون کرتے ہین اور اونکو جتایا کہ تمہارے اور ہمارے
درمیان وہ باتون کی وجہ سے خلاف ہے (۱) اخلاص توحید اور اقسام عبادات کی
شناخت اور یہ کہ کسی سے دعا کرنا اور سے پکارنا یہ بھی اقسام عبادت مین سے ہے
اور معنی شرک کی تحقیق جسپر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکین پر جہاد کیا تھا اور شرک کا
ترک کرنا باقی چارون ارکان اسلام پر مقدم رکھا گیا تھا (۲) امر معروف و نہی عن المنکر
جبکہ اب تم لوگو نمین نام کے سوا اثر باقی نہین رہا سب نے ان باتون کو تسلیم کیا اور امیر سعود
کے ساتھ کتاب وسنت پر بیعت کی امیر نے اون سب کے قصور معاف کر دئے اور ہر
کبھی مشقت اونپر باقی نرہی اور اونکے ساتھ نرمی کا برتاو ہونے لگا اور اون سب کو جتایا
گیا کہ ہم وہی بات دین مین قبول کرتے ہین جو کتاب وسنت سے ثابت ہے یا
سلف صالح کے آثار سے ظاہر ہوئی ہے جیسے خلفا اور ائمہ اربعہ مجتہدین اور یا وہ
لوگ جنہون نے ائمہ اربعہ سے حاصل کیا ہے غرض کہ قرن ثالث تلک کو آثار سے جو بات
ہمپر ظاہر ہوئی ہے ہم اوس کو قبول کرتے ہین کیونکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
ہے خیرکم قرنی ثم الذین یلونهم ثم الذین یلونهم یعنی تمام امت سے بہتر
میرا قرن ہے پھر وہ لوگ بہتر ہین جو اونکے متصل ہین پھر وہ لوگ کہ اونکے متصل ہین اور ہم ہر وقت
حق بات کے ساتھی ہین اور جو بات روشن ہے اوسی کی متابعت کرتے ہین اور
اس باب مین ہمکو اون لوگون سے مخالفت واقع ہونے سے کوئی پرواہ نہین جو آگے
گذر چکے ہین اور ہم نے سب کو یہ سمجھا دیا کہ اموات سے طلب حاجات کرنا شرک ہے
اور ہمارے اس قول پر جس نے کوئی شبہ وارد کیا ہے ہمنے اوسکو دلائل قاطعہ قرآن و حدیث
سے بخوبی دفع کر دیا یہانتک کہ سب کو ہمارے اقوال پر پورا پورا الیقین حاصل ہو گیا اور انکی
خاطر نشین یہ امر ہو گیا کہ جو شخص سوائے اللہ کے کسی اور سے اوسکی مخلوق مین سے
دعا کرتا ہے اور اوسے پکارتا ہے یہ کہکر یا رسول یا ابن عباس یا عبد القادر او

یہ سمجہتا ہے کہ اسکے پکارنے سے مجہی نفع پہونچیگا ہم سے شر دفع ہوگا مریض کو آرام
ہوجائے گا دشمن پر فتح حاصل ہوگی وغیرہ وغیرہ یہ شرک اکبر ہے ایسا شخص مشرک
ہے اوسکا قتل حلال ہے اور ہم نے سب کو یہ جتا دیا کہ قبرون پر جو گنبد بنائے
جاتے ہین یہ اس زمانہ مین بمنزلے بت پرستی کے ہوگیا ہے اس سے غرض یہ
ہوتی ہے کہ صاحب مقبرہ سے حاجت طلب کرینگے اور اوس کے سامنے گریہ
زاری کرینگے اور وہ ہماری مشکلات کے آڑے آئیگا جیسا کہ زمانہ جاہلیت مین دستور
تہا ان سب لوگون مین مفتی حنفیہ شیخ عبدالملک قلعی اور حسین مغربی مفتی مالکیہ اور عقیل بن
عمر علوی اور محمد الشتی بہی حاضر تہے بعد اس کے ہمنے تمام مقبرے اور گنبد توڑوا ڈالے
جن مین لوگ جمع ہوکر دعائین کیا کرتے تہے اون منہدمہ عمارات مین مکان بی بی خدیجہ اور
قبۃ المولد بہی شامل ہین تاکہ مسلمانون کو معلوم ہوجائے کہ کسی شخص کی شان کی تعظیم
ضرور نہین یہانتک کہ اس بقعہ پاک مین ان طاغوت کا نام باقی نرہا اور تمام رسوم جاتی رہے
تنباکو پینے کے تمام آلات تلف کرا دئے اور منادی کرادی گئی . . کہ یہ حرام ہے
اور بہنگڑون کے مساکن اور اون لوگون کی مکانات جو فسق و فجور مین نامزد تہے جلوا دئے اور
حکم عام سنادیا گیا کہ تمام مسلمان ایک جگہہ جمع ہوکر جماعت کے ساتہہ نماز ادا کیا کرین اور
ایک ہی امام کے پیچہے نماز پڑہا کرین وہ امام ائمہ اربعہ کے مذہب مین سے کسی مذہب کا
مقلد ہو پس اس کارروائی سے ایک عمدہ حالت توحید کی پیدا ہوگئی اور سب رعایا مکہ متفق ہوکر
رہنی لگی ۔ اور اونہون نے شریف عبدالمعین کو حاکم کردیا اور رعایاے مکہ معظمہ کو رسائل
شیخ محمد دئے گئے جن مین ان مطالب کو عمدہ تقریرون کے ساتہہ قرآن و احادیث
سے ثابت کیا ہے اور ایک رسالہ اون سب رسائل سے منتخب کرکے عوام کے لئے
تیار کردیا گیا کہ اونکی مجلسون اور محفلون مین پڑہا جایا کرے اور علما اون لوگون کو معانی سمجہا دیا
کرین مطالب اوس رسالہ منتخب کے یہ ہین عبادت کا نام اوسوقت تک عبادت

نہین ہوسکتا جب تک توحید کے ساتھ نہو جیسے کہ نماز جب تک طہارت کے ساتھ نہو نماز نہین کہلاتی پس جبکہ شرک عبادت مین داخل ہوا تو عبادت فاسد ہوگئی جیسے کہ حدث سے طہارت فاسد ہوجاتی ہے پس جو شخص یارسول اللہ یا ابن عباس یا عبدالقادر کہے وہ مشرک ہے جب تک توبہ نکرے اوسکا قتل حلال ہے اسیطرح جو اللہ کے سوا دوسرے کے نام پر ذبح کرے یا اللہ کے سوا دوسرے کی نذر مانے ایسے لوگون کے ساتھ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاد کیا ہے پھر چار قاعدے لکھکر رسالہ کو ختم کرکے کہا کہ حسین بن محمد بن حسن ابریقی حضرمی ثم الیہانی نے امیر سعود اور اوس کے دوستون سے بہت سے مسئلے دریافت کئے جس کے جواب مین ہمنے اوس سے بیان کیا کہ ہمارا مذہب اصول دین مین وہی ہے جو اہل سنت وجماعت کا ہے اور ہم طریقۂ سلف پر چلتے ہین اور وہ یہ ہے کہ ہم اس بات کے مقر ہین کہ آیات و احادیث مین جو صفات الٰہی وارد ہوئے ہین وہ اپنے ظاہر ہی پر محمول ہین اور معانی انکے اللہ جانتا ہے اور خیر اور شر جملہ اللہ کی مشیت سے ہین جو وہ چاہتا ہے وہی ہوتا ہے بندے کو افعال کے پیدا کرنے پر قدرت نہین بندہ کاسب ہے جسکی وجہ سے اللہ اوس کو ثواب از راہ فضل دیتا ہے اور عذاب اوسپر بوجہ عدل کے کرتا ہے اللہ پر کوئی شئے واجب نہین اور اللہ کا دیدار قیامت مین بلاکیف اور بے احاطہ کے ہوگا اور ہم فروع مین امام احمد بن حنبل کے متبع ہین اور ائمہ اربعہ کے مقلدون کو ہم برا نہین جانتے ہان جو انکے سوا اسلام مین مذاہب ہین اونکے ہم منکر ہین جیسے زیدیہ اور امامیہ وغیرہ کیونکہ اونکا مذہب منضبط نہین سو ہم ایسے لوگون کو ائمہ اربعہ کی تقلید پر مجبور کرتے ہین اور نہ ہم اجتہاد مطلق کو برا جانتے ہین ہان ہم بعض اون مسائل اجتہادیہ کے مخالف ہین جنکے خلاف ایسی نص جلی قرآن وحدیث سے معلوم ہوتی ہے جو نہ منسوخ ہے نہ مخصص نہ اوس کے معارض کوئی قوی نص موجود ہے پس ایسی صورت مین

ہم مذہب کی تقلید نہین کرتے جیسے ارث جد کا اور اخوت پس ہم ارث جد کو مقدم رکھتے
ہین یعنی میراث جد کو دلواتے ہین بھائی کو نہین دلواتے اگرچہ یہ بات مذہب حنابلہ
کے خلاف ہے ہم اون باتون کے کرنے کے لئے حکم دیتے ہین جو ظاہر شرع
سے مفہوم ہوتی ہین اون باریکیون پر عمل نہین کرتے جو علما نے پیدا کی ہین اور ہم قرآن
کے سمجھنے کے لئے تفاسیر متداولہ معتبرہ سے مدد لیتے ہین اور ایسی تفاسیر ہمارے
نزدیک یہ ہین تفسیر ابن جریر اور اوسکا مختصر جو ابن کثیر شافعی نے کیا ہے - بغوی -
بیضاوی - تفسیر خازن - تفسیر حداد جلالین وغیرہ اور احادیث کے سمجھنے کے لئے
اونکی شروح ذیل ہمارے نزدیک معتبر ہین عسقلانی وقسطلانی شرح بخاری اور نووی شرح
مسلم اور مناوی شرح جامع صغیر اور ہم کتب احادیث رسول خصوصاً صحاح ستہ اور اونکی
شروح سے زیادہ رغبت رکھتے ہین اور مذاہب مین جسقدر علوم وفنون کی کتب موجود
ہین مثلاً اصول وفروع اور قواعد وسیر ونحو وصرف وغیرہ ہم اونہین اچھا جانتے ہین
انمین سے کسی کے تلف ہونے پر ہماری مرضی نہین ہان جس سے شرک پیدا ہونیکا
اندیشہ ہے وہ کتاب ہمارے نزدیک بری ہے جیسے روض الریاحین یا جس سے
عقاید مین خلل آتا ہے جیسے علم منطق اس کو ہم حرام جانتے ہین اور جو بعض بدوُن
نے رعایاے طایف کی بعض کتابین تلف کردین بتحقیق یہ اونکی حماقت وجہل کی وجہ سے
واقع ہوا نہ ہمارے حکم سے اور ہم نے اونکو اس فعل پر سزا بھی دی اور ہم جنگ مین
عورتون اور بچون کا قتل کرنا جایز نہین رکھتے اور ہم پر لوگ یہ بہتان کرتے ہین کہ ہم حق بات کو
مٹاتے ہین اور لوگون کو داؤن دیتے ہین اسطرح کہ اپنی رائے سے قرآن کی تفسیر کرتے
ہین اور جسقدر ہمارے فہم کے موافق ہوتا ہے اوسیقدر حصہ حدیث کا لیتے ہین اور اونکی
شرحون کی طرف رجوع نہین کرتے اور ہم آنحضرت کے رتبہ کو گھٹاتے ہین اسطرح کہ اونکو
کہتے ہین کہ وہ قبر مین گل گئے ہین اور اونکو رتبہ شفاعت حاصل نہین اور اونکی قبر کی

زیارت کرنا مستحب نہین اور وہ معنے لا الہ الا اللہ کے نہین جانتے تھے یہانتک
کہ اونپر یہ آیت اوتری فاعلم انہ لا الہ الا ہو یعنی تو جانلے نہین کوئی معبود سوا اوس کے اور ہم
علماء کے اقوال پر التفات نہین کرتے اور مولفات اہل مذاہب کو تلف کرلیتے ہین
اور ہم مجسمہ ہین اور ہم اپنے زمانہ کے لوگون کو اور چھٹی صدی کے بعد کی لوگون کو
عموماً کافر جانتے ہین سوا اوس شخص کے جو ہمارے عقاید پر ہو اور جن سے ہم بیعت
لیتے ہین تو پہلے اوسکو یہ سنا دیتے ہین کہ وہ مشرک ہے اور اوسکے مان باپ بھی
اگر مر گئے ہین تو مشرک مرے ہین اور ہم نبی علیہ السلام پر درود بھیجنے کی ممانعت
کرتے ہین اور قبور مشہورہ کی زیارات مطلق حرام جانتے ہین اور یہ خیال کرتے
ہین کہ جو ہماری چال ڈہال پر ہے اوس سے ساری تکالیف سے حتےٰ کہ فرض بھی
ساقط ہو جاتا ہے اور ہم اہل بیت نبوی کا حق نہین سمجھتے اور ہم اون پر جبر کرتے
ہین اسبات کے لئے کہ اپنے غیر کفو سے بھی نکاح کرلین اور ہم بعض بوڑھے مردون پر
جبر کرتے ہین کہ اپنی جوان عورتون کو طلاق دیدین تاکہ وہ نوجوانون سے نکاح کرلین۔
یہ سب باتین دروغ ہین جو ایسی باتین ہماری طرف منسوب کرتا ہے وہ مفتری ہی
جو ہم سے ملے اور ہماری مجلس مین آئے تو اوسے قطعاً یقین ہو جائے کہ ایسی باتون
کی کوئی اصل نہین دشمنان دین نے ہمپر انکو باندہ لیا ہے تاکہ لوگ ہم سے نفرت
کرنے لگین۔ ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ مرتکب کبیرہ دائرۂ اسلام سے خارج نہین ہوسکتا
اور نہ مخلد فی النار ہوگا جبکہ وہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت مین شرک نکرتا ہو اور ہمارے
پیغمبر علیہ السلام کا رتبہ تمام مخلوق الٰہی سے افضل و اعلیٰ ہے اور وہ اپنی قبر مین حیات
ہین اور انکی حیات شہدا کی حیات سے ابلغ ہے اس لئے کہ وہ سب سے افضل
ہین اور وہ سنتے ہین سلام اوسکا جو اونپر سلام بھیجے اور اونکی زیارت مسنون ہی
مگر خاص اوسی کے قصد سے سفر کرنا نچاہئے بلکہ مسجد نبوی کی زیارت اور اوس مین نماز

پڑھنے کا قصد کرنا چاہئے اور جب مسجد کے قصد کے ساتھ اونکی زیارت کا بھی قصد کیا
جائے تو مضایقہ نہین اور جو کوئی اونپر درود بھیجنے مین مشغول ہوتا ہے یہ اوس کے
لئے عین سعادت ہے اور ہم کرامات اولیا کے منکر نہین ہمارے نزدیک وہ حق ہے
اور اولیا پر اللہ کی ہدایت اور مہربانی ہوتی ہے جب کہ وہ طریقہ شرعیہ کی بھی پابندی رکھتے
ہین مگر اور ون کو اونکی حیات اور ممات مین اونکی عبادت کرنا جایز نہین اور اونکی زندگی مین اونسے
دعا لینا چاہئے اور ہم اسبابت کو ثابت رکھتے ہین کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
اور تمام انبیاء و ملائکہ اور اولیا اور اطفال قیامت مین شفاعت کرین گے اور مخلوق
مین سے کسی کی عظمت مثل اللہ تعالی کے سمجھکر اوس کے نام کے ساتھ قسم کھانا اور
اوس قسم کو قایم مقام اللہ کا سمجھنا شرک اکبر ہے اور جو کوئی قسم کسی کی تعظیم کی راہ
سے نکھائے بلکہ یون ہی اوس کی زبان سے سرزد ہو جائے تو یہ شرک اکبر نہین مگر گناہ
ہے اسلام سے اسکو روکنا چاہئے اور درگاہ الہی مین کسی کو اپنا وسیلہ بنانا اسطرح کہنا
اللهم انی اتوسل الیک بجاه نبیک محمد یا بحق نبیک یا بجاه عبادک الصالحین
یا بحق عبدك فلان یہ بدعت مذموم ہے اور ہمارے نزدیک اہل بیت کے ساتھ
محبت رکھنا ضرور ہے کیونکہ یہ حکم قرآن و حدیث مین آیا ہے ہان اسلام نے سب
انسانون مین مساوات قایم کردی ہے اور اوس نے تو یہ بتایا ہے کہ جو زیادہ متقی ہے
وہی زیادہ محترم ہے جب اہل بیت مین یہ وصف موجود ہو تو وہ بدرجہ اولی تعظیم و
تکریم کے مستحق ہین اسیطرح اور علما بھی اس کے مستحق ہین اور کسی کے ہاتھ پر بوسہ دینا
اگر اس لحاظ سے ہے کہ یہ شخص سفر سے آیا ہے یا اوستاد ہے یا مدت کے بعد ملا
ہے تو مضایقہ نہین اور تعظیم کی راہ سے جیسا کہ جاہلیت مین دستور تھا ممنوع ہے
اور اعتقاد کی راہ سے ایسا کرنا شرک مین داخل ہے اور نکاح فاطمیہ عورت کا غیر فاطمی مرد
کے ساتھ جایز ہے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ

اپنی بیٹی[1] کا نکاح کیا تھا اور سکینہ بنت امام حسین کی شادی چار شخصون سے ہوئی تھی کہ اونمین سے بعض ہاشمی بھی نہ تھے بلکہ نکاح غیر کفو کے ساتھ بھی جایز ہے دیکھو زید کے ساتھ کہ وہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام تھے زینب ام المومنین کا نکاح ہوا تھا جو قریشی عورت تھین حالانکہ اہل مذاہب جانتے ہین کہ غلام حرہ کا کفو نہین اور معاویہ اور اونکے ہمراہی جناب امیر کے ساتھ لڑائی جھگڑا کرنے سے خطاوار ہوئے اس پر اجماع ہے اور ہمیشہ اسی خطا پر رہے اور اسی پر مرے مگر سلف نے کسی کو کافر نہین جانا اور نہ اونکو فاسق کہا بلکہ اجتہاد کا اجر اونکے لئے ثابت کیا ہے یہی حال ہے اون لوگون کا جنکی دیانت صحیح ہے اور اونکی نیکی و پرہیزگاری مشہور ہے اور عادت اچھی ہے اور مسلمانون کو نصیحت کرتے ہین اور علوم نافع سکھاتے ہین اور ایسے علوم مین کتابین بناتے ہین اور پھر کسی مسئلہ مین خطا کرتے ہین اور ہمارے نزدیک جو چیز قرون ثلثہ کے بعد نئی بات نکلی ہو وہی مطلقاً مذموم ہے بدعت حسنہ و قبیحہ کی تقسیم درست

[1] اون صاحبزادی کا نام ام کلثوم تھا اور خاص حضرت فاطمہ کے بطن سے تھین شیعہ نے اس معاملہ مین بہت سی توجیہات کی ہین کسی نے اس نکاح کے ہونے سے انکار کیا ہے کوئی ام کلثوم کو بنت مرتضےٰ ہونے کا منکر ہوا ہے کوئی کہتا ہے کہ منیبجل حضرت ام کلثوم کی بصورت عمر کے گھر مین آئی تھی وہ وہ جواب ہوئی تھی کسی نے اسکو جناب امیر کے اعلیٰ درجہ کی صبر و تقیہ کہا ہے کسی نے اسکو تقیہ پر محمول کیا ہے یہ صورت کتاب شافی و تنزیہ الانبیا والائمہ مولفہ سید مرتضیٰ علم الہدیٰ ازالۃ الغین اور مجالس المومنین مولفہ نور اللہ شوستری اور مسالک شرح شرایع مولفہ شارح ابوالقاسم قمی اور صحیح اور مصائب النواصب مولفہ نور اللہ اور استغاثہ اور کافی وغیرہ سے بخوبی ثابت ہے اور ام کلثوم کے دس برس تک حضرت عمر کے بیٹے بھی اونکے گھر مین رہین اور ایک بیٹا زید بن خطاب نام اور ایک بیٹی بھی اون سے پیدا ہوئی اور بعد اونکے وفات کے عون بن جعفر طیار کے ساتھ اونکا نکاح ہوا اور بعد اونکے محمد بن جعفر نے نکاح کیا اور بعد عبد اللہ بن جعفر نکاح مین لائے اور زید بن خطاب بالغ ہوکر مر گئے۔ ۱۲ منہ

نہین ہان اگر یون جمع کرنا ممکن ہو کہ حسن سے مراد وہ ہے جس پر سلف صالح تھے
اور وہ شامل ہے واجب اور مندوب اور مباح کو اور اوس کو بدعت مجازاً کہتے
ہین اور قبیح سے مراد وہ ہے جو اوس کے خلاف ہے اور شامل ہے محرمات اور
اور مکروہات کو تو اس جمع کرنے مین مضایقہ نہین ہم جن کامون کو بدعت مذموم جانتے
ہین اور اون سے منع کرتے ہین یہ ہین کہ مقامات اذان مین اذان کے بعد زور سے
اور کوئی چیز نہ پڑہنا چاہیئے خواہ وہ قرآن کی آیات ہون یا نبی علیہ السلام پر درود
وغیرہ وغیرہ اسیطرح جمعہ کی رات کو یا رمضان مین یا عیدین مین کیونکہ یہ سب بدعات
مذموم ہین ہمنے ایسی باتین سارے مکہ مین سے منادی ہین اور علمائے مذاہب نے
بھی انکی بدعت ہونے کا اعتراف کر لیا ہے اور وقت محفل میلاد کے لئے مقرر کرنا
یا یہ اعتقاد کرنا کہ ذکر مولد رسول عبادت ہے یہ بھی بدعت مذموم ہے ہان اگر سیرت
رسول پر اطلاع حاصل ہونے کی نیت سے ذکر مولد رسول کیا جائے تو مضایقہ نہین اور
تسبیح رکھنا بھی بدعت ہے اور مشایخ و اولیا کے عرس کرنا اور زور سے وہان
کچھ پڑہنا یا فاتحہ خوانی آواز بلند کے ساتھ کرنا ایسی باتین شرک اکبر ہین ایسے لوگون کے
ساتھ ہم قتال کرتے ہین اور جسقدر علما نے درود و وظایف مین رسائل قرآن و احادیث سے
استنباط کرکے لکھے ہین انکا پڑہنا مضایقہ نہین کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا ذکر و شغل اور پیغمبر
علیہ السلام پر درود بھیجنا ہے اور چلا چلا کر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت مین اشعار پڑہنا
بھی ہم جائز نہین رکھتے اور نماز تراویح سنت ہے اور اوسکو جماعت سے ادا کرنے مین
مضایقہ نہین اور ماہ رمضان مین آخری جمعہ کے دن نماز جمعہ کے بعد پانچون وقت کی نماز
بہ نیت قضائے عمری پڑہنا منع ہے اور جنازے کے ساتھ زور سے ذکر کرنا بھی منع
ہے اور طبل جنگ کے سوا سارے باجے لہو و لعب مین داخل ہین اور بیاہ مین دف بجانا منع
نہین اور پنجگانہ نماز کے بعد مسلمانون کے لئے فاتحہ پڑہنا بدعت ہے اور ہمارے نزدیک ہین

قیم اور اونکے اوستاد ابن تیمیہ اہل سنت کے امام ہین مگر ہم ہر مسئلہ مین اونکے مقلد نہین کئی مسائل مین ہم اونکے مخالف ہین جیسے ہمارا یہ مذہب ہے کہ تین طلاق ایک لفظ سے ایک ہی مجلس مین واقع ہوجاتی ہین اور وقف صحیح ہے اور نذر ماننا جائز ہے اور جو نذر گناہ نہو اوس کا پورا کرنا واجب ہے، اور اون دونون کا یہ مذہب نہین یہانتک اوس رسالہ کا بیان تھا آپ سن چکے ہین کہ جب سعود مکہ مین اپنی کارروائی کامل کرچکا اور پورا پورا تسلط ہوگیا تو اس نے سلطان روم کو اپنی کامیابی کا خط اس عبارت سے لکھا از جانب سعود بن سلطان قسطنطنیہ کو ظاہر ہو کہ مین تاریخ ۴ محرم ۱۲۱۸ہجری مین مکہ معظمہ مین داخل ہوا باشندون مین امن رکھی مینے تمام وہ چیزین اس مقام متبرک سے دور کین جنکی پرستش بتون کی مانند یہان کے لوگ کرتے تھے مین نے تمام محصولات جو خلاف شرع تھے دور کئے مین نے اوس قاعدے کو حسب احکام نبوی کل مقرر کیا جسکو تمنے مقرر کیا تھا مین چاہتا ہون کہ تم حکام دمشق و قاہرہ کو حکم دو کہ شہر مین وہان کے لوگ ڈھول و قرنا بجاتے نہ آوین کہ ان چیزون سے مذہب کو کچھہ فائدہ نہین ہے خدا تمپر ہمیشہ اپنا فضل و کرم رکھے بعد اس کے سعود نے جدہ کا محاصرہ کیا شریف غالب بن مساعد بن سعید بن سعد بن زید کہ وہان موجود تھا جواب دیتا رہا ۱۲۱۸ہجری مین عبد العزیز حالت نماز مین ایک جیلان کے باشندے کے ہاتھہ سے جسکا نام عبد القادر اور مذہب شیعہ تھا مقتول ہوا سعود جدہ کا محاصرہ اوٹھا کر درعیہ کو چلا گیا اور باپ کا قایم مقام ہوا شریف غالب نے میدان خالی پاکر مع فوج سلطانی جو شریف پاشا کے ماتحت تھی مکہ کو کوچ کیا اور وہان برابر سر تو قبضہ کرکے جو وہابی موجود تھے اونکو نکال دیا مگر وہابیون کے قبضہ مین طایف بدستور رہا جہان پر عثمان مضایفی انکی طرف سے منتظم تھا سعود درعیہ سے اپنی فوج لیکر حرمین کی طرف روانہ اور تبریج تمام حکومت

سلہ تربتہ الناظرین سے نے مسجد الاولین والاخرین تالیف جعفر بن اسمٰعیل حسنی مدنی مین سے ہے کہ وہابی حجاز پر ۱۲۲۳ مین مسلط ہوا تحریر ۱۲ منہ

شریف پر قبضہ کرکے سنہ ۱۲۲۰ ہجری مین پھر مکہ کا رخ کیا اور اوسکا ایسا سخت محاصرہ کیا کہ باشندگان
مکہ بھوکون مرنے لگے کتے حلال کرکے کھانے لگے آخرکار شریف غالب نے مجبور ہوکر
ذیقعدہ سنہ ۱۲۲۰ ہجری مین سعود کی اطاعت کرلی پھر وہابیون نے فتوحات مدینہ منورہ مین حاصل
کین اور ایسی کامل کارروائی کی کہ کسی چیز کو اپنا تسلط کئے باقی نہ چھوڑا اور اولیا کی قبور کے
گنبد توڑوا ڈالے اور حجرۂ مبارک کا تمام مال و اسباب لوٹ لیا سعود نے چاہا کہ مرقد
حضور رسول مقبول سے چادر اوٹھا لی مگر خواب مین بشارت ہوئی اور حضور رحمت گنجور نے فرمایا
خبردار اس حرکت سے باز رہنا تب یہ باز رہا اور اپنی طرف سے مدینہ منورہ کی باشندون
مین سے ایک شخص کو جسکا نام مبارک بن مضیان ہے مدینہ کا حاکم مقرر کردیا ان مقامات
پر نو برس کامل اس سعود وہابی کی حکومت رہی عثمانیہ سلطنت سے انکا انتظام اس لئے
نہ ہوسکا کہ وہ نصاری کی جنگ مین مصروف تھی اور نہایت کمزور ہو رہی تھی فوج وہابی
اس قدر کثیر و زبردست ہوگئی کہ سلطان ترکی کو اپنی سلطنت جاتی رہنے کا خوف پیدا ہوا تب
محمد علی پاشا والی مصر کو سلطان نے حکم دیا کہ وہابی نغویات کو مقامات متبرکہ سے دور کرنے
کے واسطے زبردست فوج سے چڑہائی کیجائے بموجب حکم سلطانی پاشائے مذکور نے
فوج جمع کی اور اوسے اپنے بیٹے طوسون پاشا کی ماتحتی مین بھیجا مگر صفرا و جدیدہ کے مقام
پر اس لشکر نے عربون سے جو وہابیون کی مدد کو جمع ہوئے تھے ذیحجہ سنہ ۱۲۲۶ مین ایسی
نہایت فاش پائی کہ بہت کم لوگ بچکر گرتے پڑتے مصر کو واپس ہوسکے اور تمام مال و
اسباب وہابیون کے ہاتھ لگا پھر محمد علی پاشا نے دوسرا لشکر تیار کرکے بذات خود سنہ ۱۲۲۷
مین وہابیون پر چڑہائی کی اور یہ فوج تمام مقبوضات وہابیہ کو فتح کرتی ہوئی صفرا
و جدیدہ تک پہونچ گئی اور اوسے بھی ماہ رمضان مین نہایت حسن تدبیر کے ساتھ عربون کو
بلا مقابلہ فتح کرلیا سپہ سالار لشکر وہابیہ کو ایک لاکھ ریال رشوت مین دئے اور دوسرے
افسرون کو اٹھارہ اٹھارہ ہزار ریال دئے اور اونکے واسطے وظیفے مقرر کئے یہ سارا کام

شریف غالب کی پیروی اور کوشش سے ہوا شریف مذکور بظاہر وہابیون کے ہمراہ تھا مگر در پردہ
یہ کارروائیان کر کے اونکی بیخ کنی کرتا تھا پھر عسکر سلطانی ۲۸ ذیقعدہ مین مدینہ مین داخل ہوا
اور اوائل محرم سنہ ۱۲۲۸ مین دریا کے رستے سے جدہ پہونچکر اوس پر قبضہ کر لیا یہ سارے
کام خفیہ طور پر شریف غالب کی رائے سے ہوئی پھر وہ چپکر فوج وہابیہ سے نکلکر سلطانی
لشکر مین چلا گیا اور مکہ اور جدہ مین سلطانی فوج کے داخل ہوتے ہی عثمان مضایفی
طائف سے فرار ہو گیا مگر آخر کار گرفتار ہو کر قسطنطنیہ بھیجا گیا اور وہان قتل ہوا پھر محمد علی
پاشا نے تمام وہابیون کو حجاز مین سے چن چن کر قتل کرایا ۸ جمادی الاولے سنہ ۱۲۲۹ ہجری
مین ۶۸ برس کی عمر مین سعود بن عبد العزیز بن محمد بن سعود مرا تو درعیہ مین اوس کا بیٹا عبد اللہ
جانشین ہوا یہ اگرچہ جری تھا مگر جنگی داؤن گھات سے محض بے خبر تھا محمد علی پاشا نے اپنے
بیٹے ابراہیم کو اوس کے تباہ کرنے کے لئے فوج دیکر روانہ کیا اس نے سنہ ۱۲۳۲ مین
درعیہ پہونچکر متواتر لڑائیون کے بعد ذیقعدہ سنہ ۱۲۳۳ مین عبد اللہ بن سعود کو مع امرا قید کر لیا جو قسطنطنیہ
مین بحکم سلطانی قتل ہوا اس کے بیٹے ترکی عبد اللہ کو خیال حکومت ہوا مگر دبدبہ سیاست
سلطان محمود خان والی قسطنطنیہ سے زباد کو بھاگا اور مارا گیا بعدہ اس کے بیٹے فیصل نے
نجد مین اپنی حکومت قایم کی سنہ ۱۸۶۳ء مین پالگریو سیاح اور سنہ ۱۸۶۵ مین سر لوئس پلی اوس سے
ملاقی ہوئے سنہ ۱۸۶۶ مین فیصل نے انتقال کیا تو اسکا بیٹا عبد اللہ قایم مقام ہوا ہرچند کہ وہابیون
کی فوجی قوت نابود ہو گئی تھی تاہم محمد ابن عبد الوہاب نے جو اصول قایم کئے تھے بعض
مذہبی رہنما اوس کی تقلید کرتے تھے اگر کوئی شخص ملک ہندوستان سے حج بیت اللہ
کو جاتا اوس کو وہابی حالات سے مولوی ملتے تھے چنانچہ سید احمد صاحب ساکن رائے
بریلی سنہ ۱۲۲۲ مین بعد الفراغ حج ہندوستان کو آئے تو ارادہ کیا کہ شمالی ہندوستان کا
درست کرین لوگون نے سادات جانکر تعظیم کی اور اپنا مقتدا تسلیم کیا یہ تمام شمالی ہند
مین اپنے مقلدین بنانے کے لئے پھرتے تھے پٹنہ مین اپنا نائب مقرر کیا اور وہ دہلی پہونچے

مولوی محمد اسماعیل اسکے بہت بڑے معتقد ہوئے سید احمد صاحب واعظ نہ تھے وعظ مولوی
محمد اسماعیل صاحب کہتے تھے جنکی نصیحتون سے مسلمانون کے دلون مین ایک ایسا ولولہ اثر خیز پیدا
ہوجاتا تھا جیسا کہ کسی بزرگ کی کرامت کا اثر ہوجاتا ہے ایک مرتبہ وہ کلکتہ مین سکھون پر جہاد
کا وعظ فرما رہے تھے اثناے وعظ مین کسی شخص نے ان سے دریافت کیا کہ تم انگریزون پر
جہاد کرنے کا وعظ کیون نہین کہتے وہ بھی تو کافر ہین اس کے جواب مین مولوی اسمٰعیل
صاحب نے فرمایا کہ انگریزون کے عہد مین مسلمانون کو کچھ اذیت نہین ہوتی اور چونکہ ہم انگریزون
کی رعایا ہین اپنے مذہب کی رو سے یہ بات فرض ہے کہ انگریزون پر جہاد کرنے مین ہم
کبھی شریک نہون سید احمد صاحب نے ۱۸۲۳ء اور ۱۸۳۰ء کے درمیان سکھون پر جہاد
اس خیال سے کیا کہ وہ مسلمانون کو حد سے زیادہ حیران اور دق کرتے تھے ۱۸۲۴ء مین
وہ پشاور کی سرحد پر یوسف زئی فرقون مین گئے اور اونہون نے سکھون پر جہاد کا اشتہار
دیدیا کوہستانی قومین سب حنفی مذہب رکھتی تھین اور بہ نسبت ہندوستان کے سارے
مسلمانون کے اونکو اپنے مذہب کا عقیدہ زیادہ تر مستحکم اور استوار ہے اور وہ اون مسلمانون
سے کہ اونکا سا عقیدہ نہین رکھتے ہین دوستانہ نہین پیش آتے ان قومون کو مذہب ان
وہابیون کا پسند نہ تھا نہ اونکے مسائل کو اچھا جانتے تھے مگر اس سبب سے کہ وہ سکھون کے
جور و ستم سے نہایت تنگ و حیران تھے وہابیون کے اس منصوبے مین شریک ہوگئے
کہ سکھون پر حملہ کیا جائے اور اونہون نے ان قومون کی مدد سے پشاور کو فتح کرلیا اور بعد فتح کے
دوست محمد خان والی کابل کے بھائی سلطان محمد خان کو حوالہ کردیا مگر سلطان محمد خان نے فریب
سے تھوڑے عرصہ کے بعد پشاور کو گورنمنٹ سکھ کو دیدیا جب اسطرح ۱۸۲۹ء مین سکھون کے
ہاتھ پھر پشاور لگ گیا اور پٹھانون مین آپسمین فساد عظیم برپا ہوا اور ان وہابیون کے بہت سے معتقدون
کو اونہون نے قتل کر ڈالا تو وہ مجبور ہوکر ہزارہ کو چلے گئے اسوقت سید احمد صاحب اور مولوی
اسماعیل صاحب دونون کے دل چھوٹ گئے اور اونکے پیرون کی ہمتین ٹوٹ گئین اونکو

معلوم ہو گیا کہ سرحد کے پٹھان ہمارے مذہب کے باعث ہم سے دلی عداوت رکھتے ہین
اب ہمکو اون سے کسی قسم کی امداد کی توقع نہین رکھنی چاہیئے اور ہماری یہ قلیل جماعت کسیطرح
سکھون پر کامیاب نہین ہو سکتی اور اون سے مقابلہ نہین کر سکتی اسوجہ سے اونہون نے کہا
کہ اب ہمارے مذہب کے موافق جہاد جایز نہین رہا پھر ہندوستانیون مین خود اختلاف آرا ہو گیا
کہ آیا سید صاحب ہمارے امام ہونے کی قابلیت رکھتے ہین یا نہین چنانچہ انہین سے اکثر
کی تو یہ راے تھی کہ وہ اس کام کے لایق نہین ہین اور بعض نے اس کے خلاف بیان کیا
مگر مولوی اسمٰعیل صاحب نے اس حالت مین بھی ان جھگڑون کے دفعیہ کے واسطے
حتی الامکان کوشش کی اور ایک کتاب موسوم بہ منصب امامت لکھی جو ۱۲۶۵ھ ہجری مطابق
۱۸۴۹ء مین کلکتہ مین طبع ہوئی تھی لیکن انکی یہ تمام کوششین بے فائدہ ہوئین سید احمد صاحب
کے پیرو بہت ہی کم ہو گئے اور آخرکار ۱۲۴۶ھ ہجری مطابق ۱۸۳۱ء مین خادی خان کی دغابازی
سے سکھون کے مقابلہ مین جسکا سپہ سالار شیر سنگہ تھا اکثر سید احمد صاحب میدان جنگ مین کام
آئے سید احمد صاحب نے شاہ عبد القادر صاحب سے علم حاصل کیا تھا مگر علم صرف و نحو اور قرات پڑھکر تصوف کی طرف متوجہ ہوئے
علم ظاہر مین سید صاحب کو پوری مہارت حاصل نہ تھی گو کتب اور ادیہ جیسے حصن حصین وغیرہ پڑھی تھین مگر علم باطن مین بہت محنت کی تھی مولوی
اسمٰعیل صاحب بھی اونکے ہمراہ شہید ہوئے تھے اور مولوی عبد الحی اس واقعہ سے قبل کابل کے راستے مین جا رہنے تب بے لرزہ سے فوت ہو چکے تھے سید
صاحب کی شہادت کے بعد بہت لوگون نے جہاد دینی کا ساتھ چھوڑ دیا مگر اور لوگون نے انکا دل تھامنے کے لئے مصلحتاً یہ خبر مشہور کر دی کہ
سید صاحب تک تہ مین صرف بطور کرامت غائب ہو کر کسی پہاڑ کی کہہ مین پوشیدہ ہو گئے ہین مگر آخرکار جب ایسی ہو کا حال کھل گیا تو سید احمد صاحب
کے پیرو اپنے گھرون کو ہندوستان واپس چلے آئے اور کچھہ تھوڑے سے مسلمان
پہاڑون مین جا کر ستانا مین آباد ہوئے یہ گاؤن سید اکبر شاہ کا تھا جو سید احمد صاحب کا مشیر
اور خزانچی تھا اور اخوند سوات نے وادی پشاور کا حاکم بھی مقرر کیا تھا انہین سے اکثر مسلمان پٹنہ
اور دیگر اضلاع بنگالہ کے رہنے والے تھے مولوی عنایت علی اور مولوی ولایت علی انکے
سرگروہ تھے یہ دونون پٹنہ کے رہنے والے تھے ۱۸۵۷ء مین باغیون کی وجہ سے

انکی تعداد بڑھگئی انگریزی سرکار نے جنگ انبیلہ مین انکو شکست دی آخر ۱۳۰۰ ہجری تک
بمقام بلوسی قریب ۳۰۰ کے آباد تھے اور وہی شیخ عبد اللہ انکا حاکم تھا اس حاکم کی خبر گیری
امام محمد صدر بازار پشاور سے ہوئی تھی تاکہ وہابی لوگ نجد اور ہندوستان بڑہین۔
مسعود نجدی اور سید احمد صاحب نے جو کام تلوار سے نہین کیا تھا وہ بوجہ ارزانی چھاپہ کے لوگون
سے ن قلم سے کیا مولوی محمد اسماعیل صاحب نے جو صراط مستقیم اور تقویۃ الایمان مین لکھا ہے
اوسکا اثر لوگون پر پڑتا ہے سالہا سال سے آمین بالجہر کے باب مین ان دونون فریق کے
جھگڑے چلے آتے ہین جو مختلف شہرون ہندوستان و پنجاب (لاہور۔ امرتسر۔ لودیانہ
میرٹھ تا جپور ضلع دربھنگہ وغیرہ وغیرہ) مین مختلف صورتون اور عدالتون (دیوانی۔ فوجداری)
مین پیش ہوچکے ہین کسی عدالت سے ان مقدمات کی نسبت کبھی کوئی ایسا فیصلہ نہین ہوا
جو قطعی اور حکم اخیر سمجھا جاتا اور وہ ان مقدمات کا دروازہ بند کردیتا دلی کے اندر دونون
فریق کے طرفدارون نے مسائل فروعیہ اختلافیہ مثلاً نجاست آب اور نماز مین آمین بالجہر
ورفع یدین اور رفع سبابہ وغیرہ مین تنازعات برپا کئے بعض نے انکو حرام سمجھا اور بعض نے
مثل سوکردہ غرضکہ جادۂ اعتدال سے گذر گئے ہر فریق اپنے مخالف فریق کو گمراہ اور خارج از اہل
سنت وجماعت تقریر و تحریر مین کہنے لگا اور طرح طرح کے اشتہار اور رسائل مشتہر
یہان کے فساد سے اور شہرون اور قصبون کے مسلمانون مین بھی تنازع وتکرار واقع ہوئی اور نوبت
یہ فوجداری پہونچی اسی لئے صاحب کمشنر دہلی نے ایک معاہدہ علمائے اہل حدیث (غیر مقلدین)
اور علمائے فقہ حنفیہ سے لکھواکر کمشنری قسمت دہلی مین داخل کرایا جس کی نقلین تمام ہندوستان
مین مشتہر ہوئین اس پر دہلی لکھنو عظیم آباد وغیرہ کے ۳۸ علما کی مہرین اور دستخط ہین جنمین
مولوی نذیر حسین صاحب دہلوی اور مولوی عبد الحلیم صاحب لکھنوی بھی ہین یہ معاہدہ ۲۶ ذیقعدہ روز
جمعہ ۱۲۹۸ ہجری کا لکھا ہوا ہے خلاصہ مضمون اس کا یہ ہے کہ ایک فریق دوسرے
فریق کے افعال نماز مین طعن وتوہین سے پیش نہ آوے اور نماز ایک فریق کی دوسرے

کے پیچھے بشرط رعایت عدم مفسدات جایز ہے پس جو شخص کرے اوسکو منع نکیا جاوے
اور اوس کے پیچھے بلا شبہ نماز پڑھنی چاہیے اور جو نکرے اوس پر اعتراض نہو اور
فاعل افعال مذکورہ اوس کے پیچھے نماز پڑھے کوئی کسی کو برا اور بدمذہب نجانے
مساجد مین کسی فریق کا کوئی فریق فریقین مین سے مانع اور مزاحم نہو عامل بالحدیث اپنے
طور پر عمل کرے اور عامل بالفقہ اپنے طور پر ہر ایک مسجد مین ہر ایک اپنے عمل بجالانے
کا مجاز و مختار ہے پس ہم سب کو ایسا اشتہار دیتے ہین کہ ہر واعظ اپنے وعظ مین
دلائل تکراری و مسائل اجتہادی وغیرہ بیان نکرے البتہ وقت تدریس حدیث شریف
کے اوس کے دلائل اور کتب فقہ کی تدریس کے وقت اوس کے دلائل بیان کئی
جاوین اور طعن و تشنیع نکیا جاوے علی ہذا القیاس ہر موقع تحریر پر سوائے دلائل کتب
کوئی بات خلاف تہذیب نہ لکھی جاوی اور اب جو شخص کوئی اشتہار یا کتاب ایسے
مضمون کی شایع کرے جسمین مذاہب ائمہ اربعہ یا محدثین علیہم الرضوان کی توہین شرعی ہو
اوس کی تدارک کی حکام سے استدعا کیجاوے الی آخرہ اس گروہ کے سرگروہ مولوی سید
محمد نذیر حسین صاحب دہلوی سنہ ۱۳۰۰ ہجری مین جب بعزم حج حرمین کو گئے تو وہان انکو
بعض ہندوستانیون نے عقیدہ وہابیہ کی وجہ سے گرفتار کرادیا انہون نے سید عثمان
پاشا گورنر حجاز و کمانڈر انچیف عربستان کے اجلاس مین جبکہ مکہ مکرمہ مین وہابیت
سے جسکو اعتزال سے تعبیر کیا گیا ہے — انکار کیا گورنر حجاز نے ترکی زبان
مین انکے انکار کی تصدیق مین ایک روبکار محافظین مدینہ منورہ کے نام جاری کیا جسکا
ترجمہ یہ ہے بجناب محافظین مدینہ منورہ سعادت مآب حضرت صاحب من ہندوستانی
مولویون سے نذیر حسین اور ایک شخص انکے شاگردون سے ان دونون پر انکے ہم وطنون
کی طرف سے جو معتزلہ (وہابی) ہونے کی تہمت لگائی گئی تھی اس لئے (ان دونون
پر مواخذہ کرکے ضروری تحقیقات کی گئی مگر اس تہمت سے ان دونون کا بری ذمہ ہونا

ثابت ہوا وہان بھی اگر انکے حق مین اس قسم کا کوئی الزام لگایا جائے تو اس سے انکی برائت ذمہ معلوم ہونے کے لئے یہ تحریر کی جاتی ہے از مکہ تاریخ ١٦ ذی الحجہ سنہ ١٣ ہجری نواب مولوی سید محمد صدیق حسن خان بن سید اولاد حسن بریلوی مولد قنوجی موطن بھی اس طریقے کے بہت معاون سمجھے گئے ہین یکشنبہ ١٩ جمادی الاولے سنہ ١٢٤٨ ہجری مین پیدا ہوئے اور چہارشنبہ ٢٨ جمادی الاخرے سنہ ١٣ ہجری مین بعارضہ استسقا مقام بھوپال مین انتقال کیا اور سنہ ١٢٨٨ ہجری مین نواب شاہجہان بیگم صاحبہ رئیس بھوپال کے ساتھ عقد نکاح ہوجانے سے مرتبۂ نوابی و امارت کو پہونچے جب یہ بیگم صاحبہ کو اپنے ہمراہ خانہ کعبہ کو لے گئے تو باوجود دولت و ثروت اور کافی جمعیت کے مدینہ منورہ کو نہ گئے اور جب مسلمانان ہندوستان مین اس بات کے پرچے ہونے لگے تو تاج الاقبال وغیرہ تواریخ بھوپال مین بیگم صاحبہ کی طرف سے یہ الفاظ معذرت کے لئے لکھوا دئے از بلوۂ شورش بدویان راہ مدینہ منورہ پرخطر بود ارادۂ آنجا بمجبوری موقوف داشتہ سنہ ١٣ مین بیگم صاحبہ کی استدعا کی موجب مولوی صدیق حسن خان کا خطاب نواب دولہ مرحوم برٹش گورنمنٹ نے منظور کرکے حکم دیدیا کہ تمام تحریرات قلمرو بھوپال اور برٹش گورنمنٹ کے مراسلات مین یہی خطاب لکھا جایا کرے۔ انہون نے علم حدیث و تفسیر و عربیت وغیرہ مین بزبان عربی و فارسی و اردو بہت سی تالیفات کین اور لاکھون روپیہ کے صرف سے چھپواکر انکو شایع کیا اور علمانے اونپر تقریظین لکھین ہندوستان ملک عرب روم و مصر مین کوئی ایسی جگہ نہوگی یا کم ہوگی جہان کوئی اہل علم یا علم کا ذکر و اثر ہو اور اونکی تالیف وہان نہو اسی وجہ سے اونکو بعض علمانے جو اس طریقہ کے پابند مین صدی کا مجدد قرار دیا ہے مگر باوجود اس کمال کے نواب صاحب کی تصانیف بڑی خرابی یہ ہے کہ اونکو اپنی تصانیف مین تحقیق و تدقیق کا التزام نہین صرف جمع و

نواب صاحب کو پایۂ تحقیق نہ حاصل ہونے کی بڑی دلیل یہ بات رہی کہ کتاب البلغہ فی اصول اللغۃ مین جو قسطنطنیہ

تالیف اونکو پیش نظر رہتی تھی لہذا وہ ہر قسم کے مسائل کو محقق ہون خواہ غیر محقق مناسب
وضروری ہون خواہ غیر مناسب وغیر ضروری اپنی تصانیف مین درج کردیتے تھے یہی
وجہ ہے کہ اونکے ہم عصرون اور ہم چشمون (مولوی عبدالحی صاحب لکھنوی وغیرہ علما)
نے انکی تصانیف پر نکتہ چینی کی ہے اور انکے بعض مسائل مین غلطی وتحقیق سے مخالفت
ایسی ثابت کردکھائی ہے کہ اسکو نوابصاحب نے بھی مان لیا ہے اور صاف لکھدیا ہے
کہ ہم صرف ناقل ہین ہمکو اس سے بحث نہین کہ فلان امر مین حق وصحیح کون قول ہے نواب
صاحب کی غرض مضامین کو اپنی کتاب مین درج کرنے سے غالباً اپنی جمعیت اور ہمہ دانی
اور ہر مسئلہ مین حاضر جوابی کا اظہار تھا جس زمانہ سے نوابصاحب نے بیگم صاحبہ کے
کاروبار مین شرکت یا مددگاری کی تھی گورنمنٹ کے افسر برابر خوش انتظامی کے مداح رہے
اور گورنمنٹ نے بیگم صاحبہ کی تحریک سے اونکے لئے خطاب نواب والا جاہ امیر الملک
اور توپ سلامی وغیرہ اعزاز مقرر کئے تھے ۱۸۸۵ء مین سر لیپل گریفن ایجنٹ گورنر جنرل سنٹرل
انڈیا نے لارڈ ڈفرن ویسرائے ہند کے سامنے نواب صاحب کو گورنمنٹ کا مخالف
اور مخالفین گورنمنٹ کا خیرخواہ ثابت کرکے نوابصاحب کا خطاب نوابی اور سارے
اعزاز جو گورنمنٹ نے اونکو دئے تھے سلب کرائے مگر بیگم صاحبہ والیہ بھوپال نے جنکو اپنی
طرف سے عطائے خطاب نوابی کا اختیار حاصل ہے انہوں نے یہ خطاب واپس
نہین لیا اور اس سلب اعزاز اور واپسی خطاب کا سبب یہ الزامات ہین جو نوابصاحب پر
لگائے گئے تھے (۱) اول خرابی انتظام ریاست (۲) عام رعایا پر ظلم (۳) ملازمت مین
مذہبی حمایت (۴) مذہب رعایا (ہنود وشیعہ وحنفیہ) سے بیجا تعرض (۵) بندوبست
مین بیجا تشدد (جسکے سبب سے سات ہزار آدمی جلاوطن ہوگئے) (۶) وہابی مذہب کی تائید

امیر عالی مقام سردار والا احتشام سخن سنج معنے شناس کرم گستر فیض اساس نواب عالی جناب احمد یار خان
بہادر خلف نواب ذوالفقار الدولہ ذوالفقار خان بہادر دلاور جنگ کے جمع کیا گیا ۔ ۱۲ منہ

ترجمان (۷) مسمی دین محمد کی معرفت مہدی سوڈانی کو روپیہ بھیجنا (۸) مجموعہ خطب۔ ہدایۃ السائل۔
اقتراب الساعۃ وغیرہ کتابوں مین گورمنٹ کی مخالفت مین مضمون لکھنا اور اون مین گورمنٹ سے
جہاد و بغاوت کی ترغیب دینا وغیرہ وغیرہ۔ گورمنٹ کی اس کارروائی سے خوف زدہ
ہوکر آگرہ بھوپال لاہور کے ہم مشربان نوابصاحب نے نواب صاحب کو خصوصًا اور تمام وہابیونکو
عمومًا گورمنٹ کے نزدیک اپنی سلطنت کا خیرخواہ ثابت کرنے کے لئے گورمنٹ انگلشیہ سے
جہاد کی ممانعت مین رسائل و تحریرات شایع کرنا شروع کین مگر انکے مخالفین نے فورًا
تاڑ لیا کہ یہ سب صرف آجکل کسی مصلحت یا حکمت عملی کی نظر سے کیا جاتا ہی اور نوابصاحب کے
مخالفین نے یہ بات اخبارات مین شایع کرادی کہ جب ۱۸۸۱ء مین جنرل ڈیلی وغیرہ کی معرفت
گورمنٹ پر کھل گیا کہ نوابصاحب کی ایسی کتابین جنمین انگریزون سے جہاد کی ترغیب ہے
شایع ہوئی ہین اور اوس وجہ سے گورمنٹ کا نواب صاحب پر عتاب ہوا تب سے
نوابصاحب نے اپنی سابق تصنیفات کے برخلاف گورمنٹ سے جہاد کی ممانعت مین کتابین
تصنیف کین نوابصاحب کا تحریرات مانع جہاد کا شایع کرانا اس موجودہ سزا کے خوف
سے تھا جس کے سامنے ہونے کا دس برس پیشتر اونکو یقین ہو گیا تھا مگر نوابصاحب
کے دوستون نے نوابصاحب کے ایما سے ان الزامات کے جوابات اکثر دیسی اور بعض
انگریزی اخبارات مین درج کرائے ہمین نواب کے معتبر مصاحبون سے یہ خبر پہونچی ہے
کہ جب گورمنٹ نے نوابصاحب پر یہ عتاب کیا تو انہون نے اپنی بہت سی کتابین جو طبع
ہو چکی تھین اور گورمنٹ کے کان تک اونکے الفاظ مخالفانہ نہ پہونچے تھے جلوا دین۔
الغرض وہابی اپنے آپ کو اہل حدیث اور اہل سنت اور محدث اور عامل بالحدیث اور مجتہد
سمجھتے ہین کیونکہ انکو یہ زعم ہے کہ ہمارا طریقہ سراسر علم قرآن و حدیث ہے رای و قیاس
سے بالکل دور ہے اور ادلہ کتاب و سنت سے بہت نزدیک ہے اور اپنے مخالفون
و مقابلون کو بدعتی کہتے ہین وہابی کبھی دفع الوقتی کے لئے بطور تقیہ کے عبدالوہاب نجدی سے

بیزاری ظاہر کرتے ہین نواب صاحب نے بھی عبد الوہاب نجدی کو برا کہا ہے اور اپنی رسالہ حطہ فی احوال الصحاح الستہ مین جو ۱۲۸۲ھ ہجری مین طبع ہو کر شایع ہو چکا ہے محمد ابن عبد الوہاب نجدی کا حال بیان کر کے لکھا ہے اسکے بہت مشہور خصلتین جنکو برا سمجھا جاتا ہے دو خصلتین ہین اول لوگون کو بلا دلیل کافر کہنا دوسرے بے گناہ خون بہانا نواب صاحب ترجمان وہابیہ مین جسکو اونہون نے ۱۸۸۴ء مین چھپوایا ہے صفحہ ۲۷ پر کہتے ہین یہ لوگ اس لقب سے کمال نفرت رکھتے ہین اور انکار کرتی ہین اور انکو وہابی کہنا ایسا برا لگتا ہے جیسے گالی دینا جب ہم اپنے تئین کسی اگلے بڑی اماموں کی طرف منسوب نہین کرتے اور نہ اپنے تئین حنفی اور شافعی کہتے ہین اور حنبلی او مالکی کہنے سے راضی ہوتے ہین تو پھر محمد ابن عبد الوہاب کے پیچھے چلنے اور اونکے طریقے مین اپنے تئین داخل کرنے پر کب راضی ہونگے اور سر سید احمد خان رسالہ جواب ڈاکٹر ہنٹر مین کہتے ہین کہ یہ لوگ لفظ غیر مقلد کو بھی ویسا ہی برا سمجھتے ہین جیسا کہ لفظ وہابی کو اس گروہ کا قدیمی خطاب اہل حدیث ہے جس سے وہ زمانہ تقرر مذاہب اربعہ مین مشہور تھے غرض انکی اس سے یہ ہے کہ لفظ وہابی اور غیر مقلد کا اطلاق اس گروہ سے اوٹھ جاوے اور یہ ثابت ہو جائے کہ جو لوگ آجکل وہابی سمجھے جاتے ہین یہ اونہین اہل حدیث کی چال ڈھال پر ہین جنکا کتب اہل سنت مین مذہب حنفیہ و شافعیہ کے مقابلہ مین ذکر کیا جاتا ہے وہ لوگ یہ ائمہ ہین یزید بن ہارون یحیی بن سعید احمد بن حنبل۔ اسحاق بن راہویہ عبد الرحمن بن مہدی۔ عبد الرزاق۔ ابو بکر بن ابی شیبہ۔ مسدد۔ ہناد۔ فضل بن دکین علی بن مدینی وغیرہ اور انکے بعد کے طبقے کے جیسے امام بخاری۔ مسلم۔ ابو داود۔ عبد بن حمید۔ دارمی۔ ابن ماجہ۔ ابو یعلی۔ ترمذی۔ نسائی۔ دارقطنی۔ حاکم بیہقی۔ خطیب بغدادی۔ دیلمی۔ ابن عبد البر وغیرہ۔ ۱۹ر جنوری ۱۸۸۹ء کو گورنمنٹ ہند اور گورنمنٹ پنجاب سے حکم نافذ ہوا کہ سرکاری کاغذات مین لفظ وہابی کے استعمال

کو مسدود کیا جائے مگر اس حکم کے ساتھ یہ بھی احتمال تھا کہ اس فرقہ کو بجائے لفظ وہابی لفظ
غیر مقلد سے مخاطب کیا جائے مگر اس گروہ کے مختلف صوبجات ہندوستان پنجاب
ممالک غربی و شمالی اودھ بمبئی مدراس بنگال ممالک متوسط کی تین ہزار ایک سو چھتیس اعیان
اشخاص کی یہ ظاہر کرنے پر کہ ہم لفظ غیر مقلد کو بھی ویسا ہی برا جانتے ہین جیسا کہ لفظ وہابی
کو گورنمنٹ ہمکو اس لفظ کے ساتھ مخاطب کرنے سے بھی معاف رکھے اور ہمکو بجز اہل
حدیث کے کسی لفظ سے مخاطب نکیے جسکا اثر و نتیجہ یہ ظاہر ہوا کہ گورنمنٹ کے نزدیک
لفظ غیر مقلد بھی ویسا ہی دل آزار سمجھا گیا جیسا کہ لفظ وہابی سمجھا گیا اور اس گروہ کو ان کے
استعمال سے معاف رکھا گیا ڈاکٹر ہنٹر صاحب ممبر کونسل واضع قانون نے ایک رسالہ
لکھکر اوسمین ان لوگون کو گورنمنٹ کا بدخواہ قرار دیا تھا اس رسالہ سے بہت سی افسران گورنمنٹ
گورنمنٹ نے دہوکا کھایا اور یہ سمجھہ لیا کہ وہابی گورنمنٹ کے باغی کا نام ہے یا گورنمنٹ
سے بغاوت وہابیون کا کام ہے جسکو سید احمد خان نے عمدہ تفصیل سے اوٹھایا اور
خوب ثابت کر دکھایا ہے کہ یہ فرقہ جسکو وہابی کہا جاتا ہے گورنمنٹ کا مخالف نہین ڈاکٹر
ہنٹر صاحب نے ناواقفی کے سبب دہوکا کھایا ہے۔

یہ بھی یاد رکھو کہ آجتک کوئی پہاڑی پٹھان ایسا نہین گذرا جو سوائے حنفی مذہب کے اور
کسی مذہب کا پیرو ہو یا وہابیت کی جانب ذرا بھی میلان خاطر رکھتا ہو البتہ حیات افغانی
مین یہ فقرہ لکھا دیکھا ہے کہ چند عرصہ سے ملا سید میر کوٹہ کے پیرو وہابی سمجھے جاتے ہین
اور اخوند سوات کے پکے پیرو جو حنفی المذہب ہین ملا سید کے معتقدین کو گمراہ سمجھتے ہین
اور اکثر عثمان زئی اور ناصر اللہ کی اولاد جو گڑہی اسمٰعیل کا باشندہ تھا ملا سید میر کے طرفدار
ہین۔ **تذکرہ۔** تعریبات الشافیہ مین لکھا ہے وفی ذالک القرن الاخیر ظہر بالیمن
شیخ کبیر یقال لہ الشیخ المکرمی فصنع مذھبا الیہ ینتھی وکان ظھورہ
مقارنا لظھور مذھب الوھابیۃ ببلاد النجد والدرعیۃ۔ یعنی جس

زمانہ مین وہابیون کا نجد مین ظہور ہوا تہا تو قریب قریب اوس کے ملک مین مین ایک بزرگ
شیخ نسب سے شیخ مکری کہتے تھے ایک نیا مذہب اپنی طرف سے پیدا کیا تھا۔

فرقہ ہفتم بابی

یہ فرقہ باب کی طرف منسوب ہے جسکا اصلی نام علی محمد ہے اور مہدویت کا دعوے کیا
تہا اس کا باپ جسکا نام مرزا رضا ہے شیراز کا تاجر تہا دستور کے موافق باب نے بہی پہلے
فارسی پڑہی اور اس کے بعد عربی کی چند ابتدائی کتابین دیکہین تہین کہ پہر فوراً سخت ریاضتین
کرکے زہد مین شہرت حاصل کری پہر کربلا مین سید کاظم مجتہد کے حلقۂ درس مین جا شریک
ہوا اوس کے انتقال کے بعد اوس کے بہت سے شاگرد ساتھ لیکر کوفہ کی مسجد مین جا پہونچا
اور بہت ریاضتین کرکے لوگون کو اپنی طرف مائل کر لیا پہر سنہ ۱۲۶۰ ہجری مین اپنے عقیدت
کیشون سے اس امر کا اظہار کیا کہ جس مہدی صاحب الامر کا انتظار کیا جا رہا تھا
وہ مین ہی ہون اور اس کے ثبوت مین بعض احادیث جسمین مہدی موعود کے آثار بتلائے
گئے تھے پیش کین اور کہا جو آثار اوس مہدی مین بتلائے گئے ہین وہ مجھمین پورے
طور سے موجود ہین جب اس کے ثبوت مین معجزہ طلب کیا گیا تو باب نے جواب دیا کہ میری
تحریر و تقریر ہی معجزہ ہے اس سے بڑھکر کیا معجزہ ہو سکتا ہے کہ ایک ہی دن مین ہزار شعر
مناجات مین تصنیف کرتا ہون اور پہر اپنے قلم سے لکہتا بہی ہون اور چند مناجاتین پیش
کین جنمین اعراب تک درست نہ تہا جب اسپر اعتراض ہوا تو آپ کیا جواب دیتے ہین کہ علم نحو
ایک گناہ کا مرتکب ہونے کی وجہ سے ابتک غضب الٰہی مین گرفتار عقاب مین نے
خدا کے حضور مین اسکی شفاعت کی جس سے اس کی خطا معاف ہوئی اور حکم ہو گیا کہ نحوی
غلطیون کا کوئی مضایقہ نہین اور آیندہ سے اگر کوئی غلطی کرے تو کچہہ حرج نہین عوام کو مطیع
کرنے کے لئے ایک اچھی تدبیر سوجہی اور حکم دیا کہ چونکہ میرے وجود سے غرض تمام ادیان
کا متحد ہو جانا ہے جسکی وجہ سے مین آیندہ سال مکہ معظمہ سے شمشیر بکف خروج کرونگا اور

حملہ روئے زمین پر قبضہ کرونگا لہذا جب تک تمام ادیان متحد نہو جائین اور تمام دنیا میری
مطیع نہو جائے تمام تکالیف شرعیہ ملتوی پس اب اگر میرے مریدون مین سے
کوئی شخص منہیات شرعی کا مرتکب ہو یا احکامات شرعی ادا نکرے تو اوسپر کوئی مواخذہ
نہین اسوجہ سے بہت سے عوام اوس کے مطیع ہو گئے اس کے مذہب مین حقیقی بہن سے
بھی مبتلا ہونا زنا مین شمار نہین کیا جاتا تھا اور ایک عورت کا نو آدمیون کو نکاح مین لانا جائز تھا
کسی مذہب کا وہ پابند نہ تھا اگرچہ اپنے آپ کو مسلمان کہتا تھا اس کے متبعین مین علانیہ
فسق و فجور کا بازار گرم ہو گیا عورتین بے پردہ مجلسونمین شریک ہوتین اور شراب پلاتین
اورباب نے سمجھدار لوگون کو آیندہ کی بہبودی و ترقی کی امید دلائی اور وعدہ کیا کہ
جب سارے روئے زمین پر میرا قبضہ ہوجائے گا تو تمہارے حقوق سب سے مقدم سمجھے
جائینگے غرضکہ ایک اچھی خاصی جماعت باب کی مطیع ہو گئی باب نے اپنے مریدون
کو چند احکامات بھی دئے تھے جو بطور اشعار ادا کئے جاتے تھے اور وہ یہ تھے (۱)
چونکہ تمام دنیا کا میرے زیرنگین ہونا اس غرض سے کہ تمام دنیا ایک مذہب ہوجائے
ضروری ہے لہذا مین آیندہ سال مکہ معظمہ سے شمشیر بکف سارے جہان پر حملہ آور ہونگا
کہ دنیا میرے تحت تصرف مین آجائے اور وہ تمام اغراض جو میرے وجود سے مقصود ہین
پورے ہوجائین اور اس سے ضرور ہے اعدائے خدا کی جانین جسم سے جدا ہونگی اور
ہزارون خون کی ندیان جاری ہونگی پس جملہ مریدین باصفا کو حکم دیا جاتا ہے کہ بطور ایک
علامت و شگون کے اپنے خطوط کو سرخ کیا کرین (۲) السلام علیک کی عوض مرحبا ایک
سلام کے لئے مقرر کیا جاتا ہے (۳) اذان مین میرا نام بھی داخل ہو۔ اور اسکا یہ قول بھی
تھا کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی نے مجھ سے بیعت کی اور یہ کہ ابتک آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی الگ الگ اور جداجدا تھے مین ان دونون کا جامع ہوا
اور اسیوجہ سے میرا نام بھی علی محمد ہے اس کے اقوال مین سے ایک یہ بھی تھا کہ جب

طرح کوئی آدمی بغیر باب یعنی دروازے کے گھر کے اندر نہین جا سکتا ہے اسیطرح بغیر
اس کے کہ مجھے دیکھین اور مجھ سے اجازت حاصل کرین خدا اور دین خدا تک نہین پہونچ
سکتے مریدین نے جب اس قول کو سنا تو اوسکا لقب ہی **باب** کر دیا اور باب نے بوشہر
مین پہونچکر بعض مرید بطور منادی کے شیراز بھیجے تاکہ وہ لوگون کو باب کے مہدی موعود
ہونے کا یقین دلائین اور جو لوگ اس کے مہدی موعود ہونیکی تصدیق کرین ان سے
بیعت لین اپنا تصنیف کیا ہوا کلام بھی جسمین سے کسی کا نام قرآن کسی کا نام مناجات رکھا گیا
تھا انکو دیا گیا تاکہ وہ اوسکو لوگون کے روبرو پیش کرین اور وہ بجائے قرآن مجید اور صحیفہ
سجادیہ کے کہ امام سجاد کی تصنیف کردہ مناجاتین ہین پڑھا کرین بعض مورخین کا قول ہے کہ
باب کا خلیفہ ملا حسین بشرویہ ہوا اور قرۃ العین نام ایک خوبصورت عورت نائب بنی یہ عورت
عربیت مین دستگاہ رکھتی تھی کچھ عبارتین لکھکر کہا یہ جواب کلام اللہ ہے اور دعوت طریقہ باب
کی جانب کہ تصوف مین چھپ رہا تھا شروع کی جوق جوق مخلوق شیعہ وغیرہ مین سے
اوس عورت کے حسن و جمال اور کلام کی فریفتہ ہوکر گمراہ ہو گئی بلکہ جلاء العینین مین لکھا
ہے کہتی ہین کہ بعض یہود و نصاریٰ نے بھی مذہب باب کی اتباع کی اسوقت فارس کا
گورنر نظام الدولہ تھا جب اسکو یہ خبر معلوم ہوئی تو فوراً باب کی گرفتاری کا حکم دیا کسیقدر
پولیس بھی خفیہ طور پر بھیجی پولیس نے باب کو گرفتار کر لیا اور پا بجولان اوس کے وطن اصلی
شیراز مین لاکر اس کے اصلی مکان مین محبوس کر دیا پھر مجمع عام مین لاجواب کروا کے قتل کرنے کی
غرض سے باب کے حاضر ہونیکا حکم دیا باب حاضر ہوا تو نظام الدولہ نے اوس کی بڑی تعظیم
و تکریم کی اور یون اوس کے گرفتار کئے جانے پر افسوس کیا پھر یہ ظاہر کیا کہ میری رائے کا دفعتہ
یون بدلجانا ایک خواب کی دیکھنے کی وجہ سے ہے اور اخیر مین یہ بھی کہدیا کہ اب میری آرزو بھی ہے
کہ میرا جان و مال آپ پر فدا ہو اور یہ تمام فوج و توپخانہ وغیرہ جو میرے ماتحت ہے آپ کی تائید مین
کام آئے یہ تمام تقریر کچھ ایسی بیباختگی سے کی گئی تھی کہ مکار باب نے بھی اس کو صحیح خیال کیا

اور نظام الدولہ کی بڑی تعریف و توصیف کی اور اوس سے کہا کہ تم اس ایمان لانے کے
صلے مین جب ساری دنیا میری مطیع و ماتحت ہوجاویگی ترکی سلطنت کے حاکم مقرر کیے جاوگے
اسکا جواب نظام الدولہ نے دیا افسوس آپ نے میری نیت پہچاننے مین غلطی کی مجھے اس
دنیاے دون کی کوئی طمع و خواہش نہین ہے جس سے مین ترکی سلطنت کا حاکم بنائے
جانے سے خوش ہوسکون میری تو تمام آرزو یہی ہے کہ آپ کے روبرو آپ کی امداد و حمایت
کرتے شہید ہوؤن اور جاودانی سلطنت کا مالک بنون غرض اسی قسم کی بہت سی باتین کین
جس سے باب بالکل مطمئن ہوگیا اب اوسوقت نظام الدولہ نے کہا کہ بہتر یہی معلوم ہوتا ہے
کہ پہلے علما پر حجت تمام کردی جائے جس سے عوام کا مطیع ہونا آسان ہوگا باب نے جو نظام الدولہ
کی باتون کو صحیح سمجھا تھا اس امر پر اپنی رضامندی ظاہر کردی نظام الدولہ نے مجلس مناظرہ قائم
کی جسمین شیعی علماے شیعہ شیراز مین موجود تھے جمع ہوئے باب نے بڑی ہی مستقل طور سے
علما کو مخاطب کرکے یون تقریر شروع کی کہ اے حضرات جب میرا قرآن اس قرآن سے
جو بالفعل آپکے پاس ہے کئی حصہ بہتر ہے اور وہ دین جسکو مین آپ لوگون کے لئے پیش
کرتا ہون اس دین سے جسپر آپ عمل کرتے ہین کئی درجہ اچھا ہے تو میری سمجھ مین نہین آتا کہ
کیون آپ لوگ میری مخالفت کرتے ہین اور کیون نہین میرے مطیع ہوجاتے ہین مین صرف
آپ لوگون کی بہتری کے لئے قبل اس کے کہ بزور شمشیر آپ کو ماننا ضروری ہو اس دین کے
قبول کرنے کے لئے کہتا ہون اگر آپ کو اپنی جانون پر رحم نہین آتا تو کیون اپنے ساتھ اپنے
کنبے اولاد مال و متاع سب کی تباہی کے درپئے ہو للہ اپنے حال پر رحم کیجئے خدا کے لئے
سوچئے اور اپنی جانون کو ہلاکت مین نہ ڈالئے باب یہین تک تقریر کرنے پایا تھا کہ نظام الدولہ
نے بات کاٹ کر کہا مرحبا سبحان اللہ خوب آپ نے تقریر فرمائی مین اپنے دخل دینے کا
معافی خواہ ہون مگر ساتھ ہی یہ بھی عرض کرونگا کہ قبل اس کے کہ آپ تقریر فرمائین بہتر ہوگا کہ
چند سطرین اپنے قرآن کی لکھدیجئے تاکہ یہ حضرات اسکو دیکھ بھی لین اور بخوبی طور سے اطمینان کرسکین

ہوجائے باب نے وہین ٹھیکر چند سطرین تحریر کین اور انہین پیش کیا لوگون نے جب انکو دیکھا تو معلوم ہوا کہ ان مین اعراب تک درست نہین اسوقت نظام الدولہ نے کہا کہ جب تو دو سطرین صحیح نہین لکھ سکا تو پھر یہ کیا ہرزہ سرائی کر رہا ہے کیا انہین دو سطرون سے تیرا کلام خدا کے کلام سے بھی بڑھگیا اب مین ایسی حالت مین بجز اس کے کہ تیرے قتل کا حکم دون اور کیا کرسکتا ہون مگر قبل اس کے کہ ایسا حکم دیا جائے مناسب ہے کہ تیری خوب تادیب کیجائے حکم کی دیر تھی کہ باب پر مار پڑنے لگی اور ایسی سخت مار پڑی کہ اوسان خطا ہوئے باب چالاکی سے پکارنے لگا توبہ کردم توبہ کردم مگر نظام الدولہ نے اوس کا منہ کالا کرکے اور تمام شہر مین گشت کروانے کے بعد شیخ ابوتراب کی مسجد مین لیجا کر توبہ کروائی اور بعد اس کے احتیاطاً باب کو قید بھی کردیا اصفہان کا گورنر معتمد الدولہ صوفیون فقیرون کی صحبت کا زیادہ مائل رہا کرتا تھا اس نے باب کو درویش کامل سمجھکر رہائی دلوا کر اپنے پاس بلا لیا معتمد الدولہ نے بھی ایک مجلس مناظرہ قایم کی مگر نہ اس مقصد کے لئے جو نظام الدولہ نے کی تھی کہ باب کو لاجواب کرے بلکہ اس کے برعکس اس لئے کہ باب دوسرون کو لاجواب کرے مجلس مناظرہ مرتب ہوئی اور اس مین اہل شیعہ کی طرف سے مرزا سید محمد اور آغا محمد مہدی اور میرزا محمد حسن مباحثہ کے لئے مقرر ہوئے مجلس جمع ہوئی چونکہ پہلے تجربہ ہوچکا تھا لہذا باب نے یہان پہلے تقریر کرنا مناسب خیال نکیا اور اجازت دی کہ فریق مخالف تقریر کرے تو سب سے پہلے آغا محمد مہدی نے باب سے سوال کیا۔

آغا مہدی جتنے لوگ یہان اسوقت موجود ہین یا تو مجتہد ہین جو خود ہی مسائل کو احادیث سے استخراج و استنباط کرتے ہین یا وہ لوگ ہین جنہین اتنی لیاقت نہین ہے جس سے وہ احکام و مسائل کا استخراج کرسکین یہ لوگ کسی مجتہد کی تقلید کرتے ہین آپ ان دونون مین کس مین شامل ہین۔

باب مین کسی کی تقلید نہین کرتا اور نہ قیاس سے کام لیتا ہون جیسے کہ مجتہد کرتے ہین بلکہ

ایسا کرنا میرے نزدیک حرام وناجائز ہے۔

آغا مہدی آپ کہتے ہین کہ مین کسی کی تقلید نہین کرتا جس سے معلوم ہوا کہ آپ مجتہد ہین لیکن آپ کو مجتہد ہونے سے انکار ہے تو اسکا یہ مطلب ہوا کہ جن مسائل پر آپ کا عمل ہے اور جنکا آپ حکم دیتے ہین وہ قیاسی نہین بلکہ یقینی ہین لیکن چونکہ ہمارے نزدیک باب علم مسدود ہے اور خدا کی حجت غایب ہے لہذا جب تک امام آخرالزمان کا ظہور نہو جائے اور ان سے ملاقات نکرے اور خود انکی زبان سے مسائل فقہ کو نہ سن لے کوئی شخص اس امر کا دعوی نہین کرسکتا کہ اس کے مستخرجہ مسائل یقینی ہین پس آپکو اس کے یقینی ہونیکا ثبوت دینا ضروری ہے

باب تو بیچارہ جوا ہی متعلم ہے مجہہ سے شخص کی ساتھ جسکا مقام قلبی ہے کس طور سے مباحثہ کرسکتا ہے یہ ایسی باتین ہین جنہین تیری عقل کچہہ بھی کارگر نہین ہوسکتی پس بجائے اس کے کہ فضول بکواس کرے جا اپنی جائے پر خاموش بیٹھا رہ۔

مرزا محمد حسن شاید آپ کو بھی اس امر سے انکار نہوگا کہ جو شخص مقام پر پہونچ جاتا ہے تمام چیزین اس کے روبرو ہو جاتی ہین اور کوئی چیز اس سے پوشیدہ نہین رہتی جو بات پوچھئے اسکا جواب ملتا ہے جب آپ بھی اس مقام کو پہونچ گئے ہین تو ضرور ہے جو بات پوچھی جائے گی اوسکا جواب ملجائے گا۔

باب (نہایت ہی جرأت کے ساتھ) بے شک آپکی رائے ٹھیک ہے جو آپ چاہتے ہون پوچھئے مین اسکا جواب دونگا۔

محمد حسن حضرت جواد علیہ السلام کی نسبت یہ منقول ہے کہ وہ ایک ہی قدم مین مدینہ سے طوس پہونچ گئے تھے عقلاً یہ محال وناممکن معلوم ہوتا ہے آپ کے نزدیک یہ واقعہ کسطور پر ہوا اور یہ بیان کیجئے کہ حضرت علی کی نسبت جو یہ کہا گیا ہے کہ وہ ایک ہی رات ایک ہی وقت مین چالیس آدمیون کے مہمان ہوئے تھے صحیح ہے تو اسکو دلائل عقلی سے ثابت کیجئے ایسے ہی چند امور کی نسبت جو عقلاً محال ہین سوال ہوا اور کہا گیا کہ اونکو عقلی طور سے ثابت کیجئے۔

باب یہ باتین نہایت دقیق ہین آپ اگر مناسب سمجھین تو مین اونکو مفصلاً لکھے دیتا ہون

محمد حسن آپکی مرضی لکھہ دیجیے۔

اتنے مین کھانا تیار ہوا اور سب لوگ کھانا کھانے لگے اس عرصہ مین باب نے چند سطرین لکھین اور جسوقت کھانا کھاکر لوگ جانے لگے تو اوسوقت مرزا محمد حسن کو باب نے اپنی تحریر دی مرزا محمد حسن نے دیکھکر کہا کہ یہ تو ایک خطبہ ہے جسین کسیقدر حمد ہے اور نعت اور باقی مناجات ہے لیکن تم سے جن امور کی نسبت سوال کیا تھا اونمین سے ایکا جواب بھی نہین بہت سے لوگ تو پہلے جاچکے تھے اور جو رہ گئے تھے وہ بھی چلتے پھرتے نظر آئے اور مباحثہ یون ہی ناتمام رہگیا اس مباحثہ سے باب کی وقعت جو معتمد الدولہ کی دل مین تھی ذرا بھی کم نہوئی بلکہ اور زیادہ ہوگئی مشکل یہ آپڑی کہ باب کی علانیہ تائید کرنے مین مجتہدین کو جنہین ایران مین بہت بڑی قوت حاصل ہے بدگمانی پیدا ہوتی جس سے معتمد الدولہ کو خود اپنی جان بچانی مشکل ہوجاتی آخر کار مناسب سمجھا گیا کہ باب مخفی رکھا جاے اور لوگون سے اس امر کا اظہار کردیا کہ وہ خارج البلد کردیا گیا چند مہینے تک اسی طرح سے باب اصفہان مین رہا اور اپنے مریدون کو اطراف وجوانب مین دعوت کے لیے بھیجتا رہا اور یون پوشیدہ ہی پوشیدہ ملک مین باب کا اثر پھیل رہا تھا اتفاق سے چند ہی روز کے بعد معتمد الدولہ مرگیا اور اس سے باب کا ایک بڑا حامی دنیا سے جاتا رہا معتمد الدولہ کے مرنے کے بعد جب لوگون کو معلوم ہوگیا کہ باب خارج البلد نہین کیا گیا ہے بلکہ یہان موجود ہے تو اوسوقت لوگون نے دربار ایران مین عرضی بھیجی کہ باب یہان موجود ہے اب اسکی نسبت جو حکم ہو اوس کی تعمیل کیجاے اسیر حاجی مرزا آقاسی نے جو اس وقت وزیر اعظم تھا یہ حکم بھیجا کہ اصفہان سے لیجاکر آذربائجان کے قلعہ چہریق مین محبوس کردیا جاے ادہر تو باب قلعہ چہریق کی ہوا کھارہے تھے اور ادہر اون کے مریدون نے فساد مچایا اور متواتر کامیابیان حاصل کین اور ایک بہت بڑا گروہ اوس کے مریدون کا پیدا ہوگیا جسکی تعداد

آخر ۱۲۶۳ھ ہجری مین یعنی باب کے ادعاے مہدویت کی تین سال بعد محمد شاہ والی ایران نے
اپنے ولیعہد ناصر الدین شاہ کو جو اوسوقت آذربائجان کے ویسرائے تھے اس امر کا حکم
بھیجا کہ باب قلعہ چہریق سے بلوایا جائے اور اوس سے پہر مباحثہ ہو حاجی مرزا آقاسی نے
بھی ایک چٹھی ناصر الدین شاہ کو لکھی جسمین شاہ ایران کے حکم کی تعمیل کرنے پر بڑا زور دیا گیا تھا
جب انکو فرمان پہونچا اور اوس کے ساتھ وزیر اعظم کی چٹھی بھی تو انہون نے فوراً باب کو
تبریز مین حاضر ہونے کا حکم دیا جب باب تبریز مین آیا تو اوس سے اتنی رعایت کی گئی کہ
بجائے جیل خانہ کے کاظم خان داروغہ فرش کے مکانمین اوتارا گیا دوسرے روز ملا محمود
جو تبریز کا مجتہد اعظم تھا اور جسکا خطاب نظام العلما تھا اور ملا محمد ممقانی اور نیز بہت سے
مجتہد جمع ہوئے اور باب بھی بلایا گیا اور مباحثہ شروع ہوا یہ باب کا اخیر مناظرہ تھا
نظام العلما (باب سے مخاطب ہوکر) قرآن شریف اور صحیفۂ سجادیہ کے نام سے
جو کتابین آپکی طرف سے شایع کی گئی ہین کیا وہ فی الواقع آپ کی لکھی ہوئی ہین۔
باب یہ کلمات خاص خدا کے ہین۔
نظام العلما اس مجلس مین یون معمے کی طرح پر گفتگو کرنی ذرا بھی مفید نہین جو کچھ کہو صاف
صاف کہیے۔
باب (نظام العلما کی گفتگو سے غصہ مین آکر) ہان ہان یہ میری لکھی ہوئی کتابین ہین
نظام العلما آپ نے اپنا نام اس مین شجرہ کے طور پر لکھا ہے اس سے معلوم
ہوتا ہے کہ جو کچھ آپ کی زبان سے نکلتا ہے وہ خدا کا قول ہوتا ہے۔
باب رحمک اللہ۔ بے شک آپکی رائے درست ہے۔
نظام العلما آپ کے مریدون نے جو آپکو باب کا لقب دیا ہے کیا آپ نے اسپر اپنی
رضامندی ظاہر کی ہے۔
باب مجھے میرے مریدون نے یہ لقب نہین دیا بلکہ خاص خدا نے یہ لقب مجھکو عطا

فرمایا ہے کیونکہ مین آج کے دن باب علم ہون۔

نظام العلما حضرت امیر جو باب علم تھے اونھون نے اجازت دیدی تھی کہ جس کسی کو جو کوئی بات کسی علم مین پوچھنی ہو وہ مجھسے پوچھے مین دریغ نکرونگا۔ چونکہ آپ بھی باب علم ہونے کے مدعی ہین لہذا مین اپنے شکوک و شبہات آپ پر پیش کرتا ہون تاکہ آپ اسکو حل کرین سب سے پہلے علم طب کے متعلق سوال کرتا ہون۔

باب مین نے طب نہین پڑہی ہے۔

نظام العلما۔ اچھا خیر۔ علم دین ہی سہی لیکن چونکہ علم دین بغیر قرآن وحدیث سمجھنے کے نہین آتا اور قرآن وحدیث کا سمجھنا۔ صرف۔ نحو۔ منطق۔ وغیرہ پر موقوف ہے لہذا مین سب سے پہلے علم صرف کے متعلق سوال کرتا ہون۔

باب مین نے علم صرف بچپن مین سیکھا تھا جو اسوقت میرے پاس حاضر نہین۔

نظام العلما۔ خیر ذرا اس آیت کی تفسیر کر دیجئے۔ هُوَ الَّذِي يُرِيكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَطَمَعًا اور نیز اس کی ترکیب نحوی بیان کیجئے دوسرے سورۂ کوثر کا شان نزول بیان ہو اور یہ بھی کہئے کہ اس سورت سے پیغمبر کی کیا تسلی ہوئی جسکا سورت مین ذکر ہے۔

باب (متفکر ہوکر) ذرا مہلت دیجئے۔

نظام العلما یہ تو قرآن کے متعلق ہوا اب حدیث کو لیجئے اس حدیث کے معنی بیان ہون جو مامون اور حضرت امام ثامن رضا علیہ السلام کے درمیان گذری تھی۔ قال مامون مالدلیل علی خلافۃ جدک علی ابن ابی طالب قال اٰیۃ انفسنا قال لولا نساءنا قال لولا ابناءنا فسکت مامون۔

باب یہ حدیث نہین ہے۔

نظام العلما ولو فرضنا اگر حدیث نہین تو آخر ایک عرب کا مقولہ تو ہے پس اسکا مطلب فارسی مین بیان کیجئے۔

باب نے اس کے لئے بھی مہلت مانگی۔

نظام العلما اب فقہ کو لیجئے علامہ حلی کے اس قول کا مطلب کیا ہے اذا دخل الرجل علی الخنثی والخنثی علی الانثی وجب الغسل علی الخنثی دون الذکر والانثی۔

نظام العلما اب بلاغت کے متعلق صرف اسقدر کہدیجئے کہ فصاحت وبلاغت کی کیا تعریفین ہین اور اون مین نسب اربعہ مین سے باہمی کیا نسبت ہے۔ منطق کے متعلق بھی کہدینا کہ شکل اول کیون بدیہی الانتاج ہے آپ کی فضیلت کے لئے کافی ہے

باب نے ایک کا بھی جواب ندیا اور سب کے واسطے مہلت مانگی۔

نظام العلما اب ایک اور بات باقی ہے وہ یہ کہ جو شخص باب علم ہونے کا مدعی ہو اوسکے پاس ضرور ہے کہ کوئی کرامت بھی ہو کیا آپکے پاس بھی کوئی کرامت ہے۔

باب (بڑے دلیرانہ انداز سے) کہئے کون کرامت آپ دیکھنا چاہتے ہین۔

نظام العلما اعلیٰ حضرت محمد شاہ کے پیر مین درد ہے اوسکو دور کر دیجئے۔

باب یہ تو نہین ہوسکتا۔

ناصر الدین شاہ نظام العلما بڈھا ہو گیا ہے جسکی وجہ سے وہ ہر وقت ہمارے پاس حاضر نہین ہوسکتا۔ اس کے بڑھاپے کو زائل کر دیجئے۔

نظام العلما (شاہ مرحوم سے) یہ شخص جملہ علوم سے عاری ہے کسی چیز سے اسکو مطلق مس نہین۔

باب (غصہ مین آکر) مین وہ ہون جسکا ہزار سال سے انتظار کیا جا رہا تھا۔

نظام العلما آہا آپ صاحب الامر ہین۔

باب بے شک۔

نظام العلما۔ صاحب الامر شخصی یا نوعی۔

باب صاحب الامر شخصی۔

نظام العلما تیرا اور تیری باپ کا نام کیا ہے اور تیرا مولد کون شہر ہے اور تیری عمر کیا ہے

باب میرا نام علی محمد ہے اور میرے باپ کا نام میرزا رضا ہے اور میری جائے پیدائش شیراز ہے اور میری عمر ۲۵ سال کی ہے۔

نظام العلما صاحب الامر کا نام محمد اور اونکے والد کا حسن اور اونکا مسقط الراس سر من رائے اور اونکی عمر ہزار سال ہے تو صاحب الامر نہین ہو سکتا۔

باب مین اپنی ایک کرامت تم سے کہتا ہون کیا تم لوگ میری بات کا یقین کروگے۔

سب لوگ کہنے کہئے۔

باب میری کرامت یہ ہے کہ مین ایک ہی دن مین ایکہزار بیت لکھتا ہون۔

سب لوگ اگر یہ بات سچ بھی ہو تو بھی یہ تیری کرامت نہین ہو سکتی کیونکہ زود نویس کاتب اس سے بھی زیادہ لکھتا ہے۔

ملا محمد ممقانی تو نے اپنی قرآن مین لکھا ہے۔ اول من امن سربی نور محمد و علی اس سے کیا تیرا یہ مطلب ہے کہ مین ان دونون سے بہتر ہون۔

باب سوچنے لگا اور کچھ جواب ندیا۔

ایک مجتہد خدا نے آیہ خمس مین قرآن مین فرمایا ہے فان لله خمسه تم نے اپنے قرآن مین بجائے خمس کے ثلث لکھا اس سے معلوم ہوا کہ آیت بالا منسوخ ہوگی اگر یہی بات ہے تو اوسکی منسوخی کا ثبوت آپکے ذمہ ہے۔

باب ثلث اسوجہ سے کہ وہ خمس کا نصف ہے (سب لوگ ہنسنے لگے)

ملا محمد ممقانی فرض کیا کہ ثلث خمس کا نصف ہے لیکن اس سوال کا جواب نہین نکلتا وجہ بتلاؤ کہ کیون ثلث دینا چاہئے جبکہ خدا نے خمس فرمایا۔

(وہی خاموشی جواب ندارد)

باب (تھوڑی دیر کے بعد) میری دوسری کرامت یہ ہے کہ مین فی البدیہ خطبہ پڑھتا ہون اور پڑھنے لگا الحمد للہ الذی دمع السموات والارض

(ت کو فتحہ اور ض کو کسرہ) (سب لوگ ہنسنے لگے)

ناصر الدین شاہ نے فرمایا کہ باین حالت دعوے صاحب الامری چونکہ تو ایک دیوانہ سا معلوم ہوتا ہے لہذا مین تیرے قتل کا حکم نہین دیسکتا ہان صرف تنبیہہ وتادیب کا حکم دیتا ہون تاکہ لوگون کو ثابت ہوجائے تو صاحب الامر نہین ہے حکم کی دیر تھی کہ مار پڑنی لگی جیسے نظام الدولہ کے پاس یہ شخص مار پڑنے کے وقت توبہ کردم پکارنے لگا تھا ایسا ہی یہان بھی توبہ کردم کے نعرے مارنے لگا غرض اس دفعہ کچھہ مفید نہین ہوا جب اچھی طرح مار پڑچکی تو پھر قلعہ چہریق مین قید کردیا۔

قرۃ العین اور حاجی محمد علی زنجانی اور ملا حسین شیرویہ معروف بہ سید علی اعظم اور سید یحیی بن سید جعفر دارابی الملقب بہ کشاف وغیرہ اوس کے بڑے بڑے داعی تھے جنہون نے سلطنت ایران مین ہل چل ڈالدی کیونکہ یہ لوگ علاوہ تعلیم یافتہ ہونے کے امور حرب سے بھی واقفیت رکھتے تھے اسوجہ سے اعیان وارکان سلطنت کی یہ رائے قرار پائی کہ باب کو قتل کرا دینا چاہیے جب تک یہ زندہ ہے آئے دن فتنہ وفساد پیدا ہوتے رہین گے اور علما نے بھی اوس کے واجب القتل ہونے کا فتوی دیدیا اس لئے باب پھر قیدخانہ سے تبریز مین لایا گیا ایک شب حشمتہ الدولہ نے اوس سے کہا کہ تمہارا یہ دعوے ہے کہ مجھپر وحی اترتی ہے اور میرا قرآن اس قرآن سے فصیح ہے اگر اس دعوے مین سچے ہو تو اس چراغدان بلوری کے حق مین دعا کرو تاکہ کوئی آیت نازل ہو باب نے فوراً آیت نور کا کچھہ ٹکڑا کچھہ آیت ملک سے ملاکر مہمل کیا اور پڑھ دیا حشمتہ الدولہ نے وہ کلمات لکھا لئے پھر باب سے کہا یہ آیت وحی آسمانی ہے اوس نے کہا جی ہان حشمتہ الدولہ نے کہا کہ وحی کبھی دل سے فراموش نہین ہوتی اگر واقع مین یہ وحی ہے تو دوبارہ تو پڑھو جب باب نے دوبارہ پڑھا تو دوسرے طور پر تھا

آخر کار اوس کے قتل کا حکم صادر ہوا مگر مجمع عوام سے پوشیدہ اسلوسطے قتل کرانا مناسب
نہ سمجھا گیا کہ عوام دھوکے مین پڑ جائین گے اور یہ سمجھین گے کہ اوس نے غیبت اختیار
کر لی ہے پس تبریز مین پیر کے دن ۲۷ شعبان ۱۲۶۵ ہجری کو ملا محمد علی زنجانی کے ساتھ حمزہ
مرزا کے حکم سے نشان سے باندہا گیا اور اون فوجی آدمیون کو جو عیسوی مذہب رکھتے
حکم دیا کہ باڑہ مارین یہ لوگ اوس کے مریدون کے قصون اور فسادون سے خوب واقف
تھے گولیان بادہوائی چلانے لگے مگر ملا محمد علی کے زخم کاری آیا اور اوس نے مرتے
وقت باب سے کہا کہ آپ اب بھی راضی ہوئے اور جان دیدی باب سپاہیون سے
پکار کر کہنے لگا کہ تم میری کرامات دیکھتے ہو کہ گولیون کی اتنی بوچھار ہے مگر پھر بھی میرے کوئی گولی
نہین لگتی اور خطا جاتی ہین بلکہ ایک گولی باب کی رسی مین لگی تو وہ کٹ گئی اور کھل کر بھاگا اور ایک
سپاہی کی کوٹھری مین جا چھپا اور کہنے لگا اے لوگو یہ میری کتنی بڑی کرامات ہے کہ ایک
گولی نہین لگی بلکہ مین رہا ہو گیا پھر تو یہ حال ہوا کہ کوئی اوس کی طرف گولی نہین چلاتا تھا بلکہ صدہا عورت
و مرد اوس کے گرد اوس میدان مین جمع ہو کر چلاتے اور غل مچاتے تھے مگر حکام کی تاکید
سے سپاہیون نے پھر اوسے پکڑ لیا اور کئی گھونسے مارے اور گولی ماردی گئی اور لاش
اوس کی گلی کوچون مین پھروا کر شہر کے باہر ڈلوا دی باب کے قتل کے بعد شیخ علی نامی ایک
بابی نے امیر سلیمان کو اپنا ہم مذہب بنا کر اسبات پر آمادہ کیا کہ ناصر الدین شاہ والی ایران
کو قتل کر دینا چاہیئے اوس نے دس بارہ آدمی اپنے ہم مشرب ساتھ لیکر ہنگام سواری مین
شاہ پر حملہ کیا اگرچہ زخم پورا لگا مگر جان سے بچ گئے تحقیقات کے بعد سلیمان اور شیخ علی
اور وہ ہمراہی مروا دیے گئے اور جسقدر بابی ہاتھ لگے وہ ایران سے نکلوا دیے گئے مرزا یحیی
خلیفہ باب اللہ جسکا لقب باب نے صبح ازل مقرر کیا تھا اور مرزا حسین جس کا خطاب
بہاء الحق ہے بھاگ کر قسطنطنیہ پہونچے اور وہان بہت سے آدمی اپنے متعلقہ مین ملا لئے
وکیل ایران نے سلطان عبد العزیز خان سے یہ سارا ماجرا بیان کیا سلطان نے صبح ازل کو

توخبیرہ قبرس مین اور بہاءاللہ کو شہر عکہ مین بھیجدیا اور حکم دیا کہ وہان سے کہین ٹلنے نہ پائین نواب صدیق حسن خان مرحوم حظیرۃ القدس مین لکھتے ہین کہ سنہ ۱۲۹۳ ہجری مین بہاءالحق کا ایک مرید ہندوستان کو آیا اور علاؤالدین احمدخان رئیس لوہارو کو اپنا معتقد کرلیا اور طریقہ بابیہ کے بیان مین ایک رسالہ لکھکر ذکرالاسرار فی معارج الاسفار لمن یریدان یتعارج الی اللہ المقتدر الجبار نام رکھا اور اپنا نام اوس رسالہ مین جلال الدین ہروی الاصل قسطنطنیۃ المسکن ظاہر کیا اور رسالہ بہائیہ کے ساتھ اوس رسالہ کو ملقب کیا کیونکہ وہ مرید تھا بہاءالحق کا مضامین اوس رسالہ کے وحدۃ الوجود وغیرہ کے قبیل سے ہین اس شخص کو ہمنے بھی دیکھاہی رامپور مین آیا تھا اور یہان کئی آزاد منش جنٹلمین اور ایک دو پرانے فیشن کے امیر بھی اس کے معتقد ہو گئے تھے امیرانہ ٹھاٹ کے ساتھ رہتا تھا بعضون کا خیال یہ تھا کہ یہ شخص انگریزون کا مخبر ہے تاریخ گلزار شاہی اور کشکول محمدعلی شیرازی مین فرقہ بابیہ کا حال مجمل اور ناسخ التواریخ مین مفصل مرقوم ہے اور سید علامہ خیرالدین نعمان آلوسی زادہ مفتی حنفیہ بغداد نے کتاب جلاء العینین فی محاکمۃ الاحمدین مین جو بیان کیا ہے **ولذا الفرقۃ المعروفۃ بالبابیۃ وھم اتباع محمد حسین واخیہ اللذین ادعیا انہما الباب** یعنی فرقہ بابیہ محمد حسین اور اوس کے بھائی کے متبع ہین جنھون نے دعوی کیا ہے کہ ہم باب ہین یہ صحیح نہین اسلئے کہ یہ فرقہ ان دونون کی طرف منسوب نہین یہ تو باب کے داعی ہین اور باب اصل مین خطاب اوسی علی محمد کا ہے جس کے سارے بابی متبع ہین۔

یکم مئی ۱۸۹۶ء کو ناصرالدین شاہ قاچار والی ایران محمدرضا بابی کے ہاتھ سے مارے گئے اور اونکے فرزند صلبی شاہ مظفرالدین تخت نشین ایران ہوئے۔

فرقہ ہشتم نیچری

یہ فرقہ ہندوستان مین سیداحمدخان سے خاص اس نام کے ساتھ پھیلا ہے اور وہی اس فرقہ کے سرغنہ سمجھے جاتے ہین۔ سیداحمدخان ۱۷ اکتوبر ۱۸۱۷ء مین دہلی مین پیدا ہوئے

انکے دادا سید ہادی ہرات سے ہندوستان مین آئے تھے اونکے جد عالمگیر ثانی کے عہد مین
پانسو سوار اور ایکہزار پیدل پر افسر تھے اور سید احمد خان کے پرنانا دبیر الدولہ امین الملک
خواجہ فریدالدین خان مصلح جنگ دہلی مین عہدۂ وزارت پر ممتاز تھے سید احمد خان کے باپ
محمد تقی خان بہادر شاہ کے وقت مین دہلی کے وزیر ہوئے مگر اسوقت دہلی کا آفتاب اقبال
غروب ہونے کو تھا سید احمد خان ابتدا مین مولوی مخصوص اللہ صاحب نبیرۂ حضرت شاہ ولی اللہ
صاحب محدث دہلوی کی خدمت مین حاضر ہو کر کسیقدر صرف و نحو سے آشنا ہوئے اور تعویذ
گنڈے بھی سیکھے لیکن جب یہ نسخہ نہ چلا تو گورنمنٹ برٹش کی طرف رجوع کیا بیس سال کی عمر مین
انگریزی ملازمت حاصل کی پہلی مرتبہ عدالت صدر امین کے سررشتہ دار ہوئے تین سال کی
اندر نائب سررشتہ دار کمشنری مقرر ہو کر آگرے بھیجدیے گئے اور سال بھر سے کچھ ہی زیادہ
زمانہ گذرا تھا کہ فتحپور سیکری کے صدر الصدور ہوئے پانچ برس کے بعد اسی عہدے پر دہلی
بھیجدیے گئے اور اس عرصہ مین سید صاحب پکے وہابی متبع مولوی اسماعیل صاحب مرحوم
ہوگئے ۱۸۴۷ء مین ایک کتاب جسکا نام آثار الصنادید ہے لکھکر شہر دہلی کے اہل علم و فضل مین
شہرت اور عزت حاصل کی بلکہ یہ کتاب عام طور پر ایسی مقبول ہوئی کہ فرنچ زبان مین بھی ترجمہ
ہوگیا اور اسی کتاب کے صلے مین رائل ایشیاٹک سوسائٹی انگلستان کے فیلو بنائے گئے
سنہ ۱۸۵۵ء مین رہتک بھیجے گئے اور پانچ برس کے بعد بجنور آئے ۱۸۵۷ء مین غدر ہوگیا اور سید صاحب
اپنی خیرخواہی اور حکام رسی کے ذریعہ سے بڑی ترقی کر گئے اور اس خیرخواہی مین دو سو روپیہ ماہوار
کی خاص پنشن انکو اور انکے فرزند کلان کے لئے تاحین حیات منظور ہوئی ۱۸۵۸ء مین سید
صاحب نے حالات غدر کا ایک رسالہ شایع کیا بعد اوس کے سنہ ۱۸۵۹ء مین ایک کتاب
لکھی جسکا نام ہندوستان کے وفادار مسلمان رکھا مقصود سید صاحب کا انکی تحریر سے مسلمانون کی
طرف سے انگریزون کے خیالات کی کدورت کا نکالنا تھا اب سید صاحب کا کام زیادہ ترقی
کرنے لگا اور خوش بیانی اور عالی دماغی کی وجہ سے انگریزون مین بڑے فاضل فلاسفر

یار فارمر ماسنے لگے اور اونہون سنے مسلمانون کی طرف سے گورنمنٹ کو اطمینان دلانے اور اپنی ترقی اور خیرخواہی کے لئے ایک کتاب تبئین الکلام بائبل کی تفسیر مین لکھکر عیسائیون اور مسلمانون کو باہم ملانا اور ایک بنانا چاہا لیکن اس امر محال کے وقوع مین سید صاحب ناکام رہے ۱۸۶۹ء مین سید صاحب مع سید محمود و سید حامد ولایت انگلستان کو گئے اور جب تک ولایت مین رہے علاوہ فرلونکے - ۲۵۵ پونڈ سالانہ ملتا رہا ۱۸۷۵ء آخر مین ہندوستان واپس آے ۱۸۷۸ء مین کونسل واضعان قانون کے ممبر مقرر ہوئے اور ۱۸۸۰ء مین دوبارہ لارڈ رپن سنے وہی خدمت انکے سپرد کی ۱۸۸۲ء مین ایجوکیشنل کمیٹی کے ممبر مقرر ہوئے اور چند سال کے بعد کے سی ایس ائی کا خطاب گورنمنٹ نے اور ایڈنبرا یونیورسٹی سنے ایل ایل ڈی کی ڈگری عطا کی - سید صاحب سنے جو کلکتہ مین برہمو سماج[1]

---

[1] راجہ رام موہن نامی ایک بنگالی ہندو سنے اہل اسلام اور پادریون کی کتابون سے واقف ہو کر ایک نیا مذہب اسلام سے اخذ کیا اور یورپ کے ملحدون کے خیالات اور کچھ عیسائیون کی عبادات کو ملا کر ایک نیا مذہب بنایا اور برائے نام اوس کو قدیم مذہب ہنود کا عطر کہکے براہمو دھرم نام رکھا اس مذہب کے اصول مین آسمانی کتاب قرآن یا وید یا توراۃ کوئی نہین بلکہ آسمانی دو کتابین ہین اول طبیعی خیالات دوم وہ اصلی صداقتین جو اخلاق خدا اور بقا کی بابت ہین انبیا علیہم السلام سے نہ معجزہ ممکن ہے نہ کبھی سرزد ہوا ہے اور نہ اون سے خدا نے بطریق وحی یا الہام کلام کیا ہے نہ اس قسم کے ثبوت کی کچھ ضرورت ہے بلکہ عقل کافی ہے انبیا اپنی وقت مین بزرگ اور ناصح اور امورات دینی مین فائدہ بخش تھے مگر وہ معصوم نہ تھے نہ اون پر دینی ترقی کا خاتمہ ہو گیا بلکہ ہر زمانہ مین ایسے لوگ پیدا ہونگے اس مین حضرت موسیٰ و عیسیٰ و محمد و نانک و کبیر سب شریک ہین یعنی نبوت کے جو معنی اہل اسلام اور اہل کتاب کے ذہن مین ہین یہ اوس کے منکر ہین اس مذہب مین ہندو مسلمان عیسائی مجوسی جو ان باتون کے معتقد ہین سب شریک ہین مرنے کے بعد صرف عمدہ کمالات کی خوشی کا نام جنت ہے اور برے ملکات سے تاسف کرنے کا نام جہنم ہے وسیلہ نجات عبادت ہے - اور عبادت کے چار رکن ہین - حمد الٰہی - رجوع الٰہی کا اپنی روح مین مراقبہ کرنا - خالق کا ہر دم شکرگزار رہنا اور اوسکی سے دعا مانگنا - ۱۲ منقول از تفسیر حقانی -

مذہب کو ہونہار دیکھا اور اوس کے اصول کو یورپ کے فلاسفرون اور ایشیا کے معلمون
کے مطابق خیال پاکر اوس کو ازحد پسند کیا اور جو دل مین مراد تھی اوسکو بلا محنت و مشقت
پایا لیکن یہ بات نہ تنہا اونکے مقصد بلکہ اونکی شان کے بھی خلاف تھی کہ وہ کھلم کھلا اسلام
کو ترک کر کے ایک بنگالی بابو کے مرید اور امت کہلاتے پس دلمین یہ سوچا کہ برائے
نام تو اسلام ہو مگر اوسکو برہمو سماج مذہب کے مطابق کیجیے لفظ نبی اور ملائکہ اور جبرئیل و جنت
و دوزخ و وحی و الہام و شیطان بلکہ سما و جن کو تو بحال خود رہنے دیجیے اور ہر مسلمان سے
کہئے کہ مین ان چیزون پر ایمان رکھتا ہون تاکہ مسلمانون کو مجال تکفیر نہو اور ان الفاظ کے
معانی بالکل پلٹ دیجیے نبی صرف ریفارمر ہے کہ جسمین طبعی لیاقت کام کے مانند اس وعظ
کوئی کا ملکہ ہو اور نبوت ہر زمانے مین پائی جاتی ہے بلکہ ہر قوم اور پیشے مین دیکھو نظامی اور
جامی کو پیغمبران سخن کہتے ہین اس زمانہ مین دیانند سرستی اور بابو کیشب چندر بنگالی بھی
نبی ہین اور انگلینڈ مین بھی فلان فلان شخص نبی ہین نبی کیلئے معجزہ یا کرامت جسکو خرق عادت
کہتے ہین شرط نہین یہ صرف پرانے خیالات ہین بلکہ خرق عادات ممکن ہی نہین الہام
یا وحی خیالات فطری کا جوش ہے اور جبریل جو اوس کو لاتا ہے کوئی شخص خاص نہین وہ
اوس نبی کی قوت ہے جو فطرت کے موافق فوارے کی طرح اچھلکر اوسی پر گرتی ہے اور
یہی معنے نزول کے ہین ملائکہ اشخاص متحیزہ بالذات نہین قرآن مین جو لفظ ملک یا ملائکہ یا
جبریل آیا ہے اوس سے انسان کی قوت ملکیہ مراد ہے جسطرح شیطان سے قوت بہیمیہ
حضرت آدم کے قصہ مین سجود ملائکہ سے قوائے ملکیہ کا انسان کے تابع ہو جانا مراد ہے
اور شیطان سے قوت حیوانیہ یعنی قوائے بہیمی و سبعی مراد ہے جو مبدء شہوات اور غضب کا ہے
جنکا منشا یعنی محل تولد نار یعنی حرارت ہے ابلیس کے نار سے پیدا ہونے کے یہی
معنے ہین اور جن سے ایک جنگلی قوم کہ جو لوگون سے پوشیدہ رہتی تھی مراد ہے اور جنت و دوزخ
صرف خوشی و غمی کا نام ہے باقی حورین اور نہرین اور میوہ جات جو قرآن اور نبی اسلام نے بیان

بیان فرماے ہین وہ محض رغبت اور خوف دلانے کو اوس خوشی وغم کی ان چیزون کے ساتھ تفسیر یا تشریح کردی ہے ورنہ کچھہ نہین آسمان سے مراد بلندی و جہت اور چونکہ یہ بعد غیر متناہی اور متصل یکے بعد دیگرے ہے اس لیئے اسکو سبع سموات کے ساتھ تعبیر کیا ہی اور قرآن کے من اللہ ہونے کی یہ دلیل نہین ہوسکتی کہ ویسا فصیح کلام کوئی البشر نہین کہہ سکتا اور نہین کہہ سکا بہت کلام انسانونکی دنیا مین ایسے موجود ہین کہ اونکی مثل فصاحت وبلاغت مین آجتک دوسرا کلام نہین ہوا اگر وہ من اللہ تسلیم نہین ہوتے اور جو اس قسم کی آیتین ہین مثلاً **فاتوا بسورة من مثلہ** یعنی قرآن کے کسی ٹکڑے کے مانند تم بھی بنا لاؤ اونمین کوئی ایسا اشارہ نہین جس سے ثابت ہو کہ فصاحت وبلاغت مین معارضہ چاہا گیا بلکہ صاف پایا جاتا ہے کہ جو ہدایت قرآن سے ہوتی ہے اوس مین معارضہ چاہا گیا ہے اور رویت الٰہی ناممکن ہے اور کہتے ہین حضرت موسی علیہ السلام نے جو رویت الٰہی کا سوال کیا تو اوس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت موسیٰ اپنے شوق کے سبب سے جسمین انسان کو ذہول ہو جاتا ہے بھول گئے کہ خدا ان آنکھون سے دکھائی نہین دیسکتا اور جب بنی اسرائیل نے اپنی حماقت سے چاہا کہ ہم علانیہ خدا کو دیکھ لین تو حضرت موسیٰ اونکو بجز اوسکی قدرت کاملہ کے ایک عظیم الشان کرشمے کے اور کچھہ نہین دکھا سکتے تھے پس وہ اونکو کوہ طور کے قریب لے گئے جو اوس زمانہ مین آتش فشان تھا پس اوس کی آتش فشانی اور گڑگڑاہٹ اور زور وشور کی آواز اور پتھرون کے اور جلنے کے خوف سے وہ بیہوش ہوگئے یا مردے کے مانند ہوگئے خدا نے تعالیٰ اون تمام کامون کو جو اوس کے قانون قدرت سے ہوتے ہین خود اپنی طرف منسوب کرتا ہے اسیطرح ان واقعات عجیبہ کو بھی اوسنے اپنی طرف منسوب کیا ہے اور علّم آدم الاسماء کلھا یعنی سکھائے آدم کو تمام اسماء اسمین آدم کے لفظ سے وہ ذات خاص مراد نہین جسکو
عوام الناس اور مسجود ملائک باوا آدم سمجھتے ہین بلکہ اوس سے نوع انسانی مراد ہے اور قرآن ۴
مین جو ہے کہ جناب حضرت سلیمان کے حکم کے موجب قلعہ اور تصویرین تیار کرتے تھے سید

صاحب کہتے ہین کہ صرف چند لہار یا کاریگر یہ کام بناتے تھے اور کہتے ہین کہ حضرت سلیمان
غبارہ پر سوار ہوتے تھے جو دخان یا ہوا کے زور سے چلتا تھا اور کوئی معجزہ کی بات نہ تھی
اور حضرت موسیٰ جو بنی اسرائیل کو لیکر شہر مصر سے نکلے اور فرعون نے مع اپنے
لشکر کے تعاقب کیا تو راتون رات حضرت موسیٰ بنی اسرائیل سمیت دریا سے پار اوتر گئے
معلوم ہوتا ہے کہ اوسوقت بسبب جوار بھاٹے کے جو سمندر مین آتا رہتا ہے اوس مقام
پر کہین خشک زمین نکل آتی تھی اور کہین پایاب رہجاتی تھی بنی اسرائیل خشک اور پایاب راستے
سے راتون رات مین اوتر گئے اور یہ کوئی معجزہ کی بات نہ تھی فرعون نے جب تعاقب
کیا تو وہ وقت پلٹنے کے بڑہنے کا تھا دریا مین پانی بڑہ گیا جیسے اپنی عادت کے موافق
بڑہتا ہے اور دباؤ ہو گیا جس مین فرعون اور اوسکا لشکر ڈوب گیا غرض کہ سید صاحب نے ایک
جدید اسلام کی بنیاد ڈالی چنانچہ پرچہ تہذیب الاخلاق مطبوعہ سنہ ۱۲۹۶ ہجری صفحہ ۴۱ سے ۴۳ و ۱۰۰
مین یون فرماتے ہین الاسلام ہو الفطرۃ والفطرۃ ہو الاسلام یعنی اسلام جو ہے وہ فطرت ہے
اور فطرت جو ہے وہ اسلام ہے اور فطرت اسلام کا دوسرا نام ہے لا مذہبی بھی درحقیقت اسلام ہے
کیونکہ لا مذہب بھی درحقیقت کوئی مذہب رکھتا ہے اور وہی اسلام ہے الخ اور وہی عین فطرت
و نیچر ہے جو آدمی نہ کسی مذہب کو مانتا ہو اور نہ کسی اوتار کو اور نہ کسی کتاب الہامی کو اور نہ کسی حکم کو جو
مذاہب مین فرض اور واجب سے تعبیر کئے گئے ہین بلکہ صرف خدائے واحد پر یقین رکھتا ہو
وہ آدمی کسی مذہب مین نہین ہے اور جو لوگ خدا کے بھی قائل نہین ہین وہ بھی مسلمان ہین کیونکہ
انکے اہل جنت ہونے مین کیا شک باقی رہا انتہی اسکی تائید مین سید صاحب ابوذر کی حدیث
کو پیش کرتے ہین کہ صحیح بخاری و صحیح مسلم مین اون سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا نہین ہے کوئی بندہ جس نے لا الہ الا اللہ کہا پھر اوسی پر مر گیا مگر داخل ہوگا جنت مین
ابوذر کہتے ہین مین نے عرض کیا گو اوس نے زنا کیا ہو چوری کی ہو فرمایا گو اوسنے زنا کیا ہو چوری کی پھر مین نے کہا اور آپ
وہی جواب دیا چوتھی بار مین فرمایا وان زنی وان سرق علی رغم انف ابی ذر یعنی اگرچہ زنا اور

چوری کرے اور پر خاک آلودہ ہونے ناک ابوذر کے یعنی اس بات کو اگرچہ وہ اچھا نہ جانتے
سید صاحب نے اکثر مضامین خلاف عقائد اہلسنت کے اپنی تفسیر مین درج کیے
ہین ملکہ تفسیر لکھنا اونکے ایک سینہ زوری تھی اونکو قرآن احادیث کے ساتھ کوئی ممارست
اور مزاولت نہ تھی یہ ہی وجہ ہے کہ قرآن کے الفاظ مین تصحیف و تحریف بھی کہین کہین کر گئے
ہین ایک مقام پر اونہون نے اپنی تفسیر مین بیضاوی کی عبارت نقل کی ہے اوسمین بجائے
ذوقوا ما کنتم تعملون کے ذوقوا ما کنتم تعلمون نقل کیا اور اوس کا ترجمہ بھی یہی کیا کہ چکھو جو تم جانتے
تھے حالانکہ صحیح ذوقوا ما کنتم تعملون تھا اور اوس کا ترجمہ یہ تھا کہ چکھو جو تم عمل کرتے تھے پس
نہایت افسوس ہے کہ جس شخص کو قرآن سے اتنی مناسبت بھی نہو کہ غلط آیت لکھکر
اور غلط اوسکا ترجمہ کردے وہ قرآن کی تفسیر کا ارادہ کرے اور تحریف عمل مین لائے
شاید سید احمد خان کی پارٹی کا کچھہ اثر ایسا ہی ہے مولوی شبلی صاحب جو مولوی ارشاد حسین صاحب
مرحوم رامپوری کی بھی شاگردی کر چکے ہین سیرۃ النعمان کے صفحہ ۲۶ مین لکھتے ہین امام
ابوحنیفہ کا استدلال یہ ہے کہ خدا نے طلاق کا جو طریقہ تبلایا ہے وہ اس آیت پر محدود
ہے اَلطَّلَاقُ مَرَّتَانِ فَاَمَّا اِمْسَاکٌ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ لَتَسْرِیْحٌ بِاِحْسَانٍ یعنی طلاق دو بار کرکے ہی پھر یا تو
بھلائی کے ساتھ روک لیتا ہے یعنی رجعت کر لیتا ہے یا احسان کے ساتھ چھوڑ دیتا ہے
مولوی صاحب نے آیت مین ایک عاطفہ یعنی اما اور تسریح پر لام زیادہ کر دیا ہے خیر لام کی
نسبت تو کہہ سکتے ہین کہ کاتب کی غلطی ہے مگر اونہون نے اما کا ترجمہ بھی کر لیا ہے
ورنہ صحیح فَاِمْسَاکٌ بِمَعْرُوْفٍ ہے جسکا ترجمہ یہ ہے طلاق دو بار تک ہے پھر دستور کے مطابق
رکھنا ہے یا حسن سلوک کے ساتھ رخصت کر دینا[1] خطیرۃ القدس مین لکھا ہے کہ فرقہ نیچریہ

[1] اگر مولوی شبلی صاحب نے فقط ترجمہ مین حرف تردید بڑھا دیا ہوتا تو وضاحت اور تفسیر معنے کے خیال سے غیر ضروری نہ تھا لیکن آیت مین کسی لفظ کا زیادہ کرنا اور اوس کے ساتھ علامت تفسیر نہونا مناسب نہین جن مفسرین نے نیک عربی مین تفسیرین لکھی ہین اونہون نے لفظ اما امساک کے ساتھ نہین بڑھایا کشاف بیضاوی جلالین روح البیان تفسیر ابوسعود وغیرہ مین اسکا پتا بھی نہین اگر دیکھا ہوتے تو وہ بڑھاتے کہ تفسیرین عربی مین لکھی ہین اوس کے زیادہ

ابھی تک اسی پر قانع ہے کہ زبانی دعوت کرتا ہے اور بیان کے ذریعہ سے لوگون کو پھانس رہا ہے
ابھی اونکو یہ قدرت اور موقع نہین ملا اور انکی جمعیت اتنی فراہم نہین ہوئی کہ ہتیار اوٹھا کر اہل صلاح
کے ساتھ کشت وخون کرین کتاب الملل والنحل مولفہ محمد بن عبد الکریم شہرستانی مطبوعہ
مصر کی جلد اول کے صفحہ ۲۰۰ مین بعض اہل اہوا کا یہ عقیدہ لکھا ہے کہ انکے نزدیک سوائے عالم محسوس
کے اور کوئی عالم نہین انکا ہر بات مین اپنے ذہن صافی اور فطرت سلیمہ پر جسکو آجکل نیچر
کہتے ہین اعتماد کلی ہے اور اس گروہ کا نام طبعیہ دہریہ ہے اور انہین جو لوگ کسیقدر ترقی
یافتہ ہین وہ یہ کہتے ہین کہ شریعت اور اوس کے احکام حرام وحلال مصلحت عباد اور
رفاہ بلاد کے لئے ریفارمر لوگون نے اپنی طبیعت صافیہ سے مقرر کر دئے ہین اور وہ جن
روحانی چیزون کی خبر دیتے ہین جیسا کہ لوح وقلم عرش وکرسی ملائکہ وغیرہ سو وہ درحقیقت اونکی
خیالات ہین کہ جنکو وہ جسمانی صورتون کے ساتھ تعبیر کرتے ہین اور اسیطرح آخرت
کے احوال جنت اور حور قصور اور نہر ومیوہ جات جو وہ بیان کرتے ہین محض عوام کی طبیعتون
کو رجوع کرنے کی باتین ہین اور اسیطرح دوزخ اور اوس کے عذاب طوق وغیرہ لوگون کے
ڈرانے کے لئے بیان کرتے ہین کہ اون سے ڈر کر اون امور مصلحت پر کہ جنکو اونہون نے
واجب وفرض بتایا ہے چلین اور جن نامناسب چیزون سے کہ مصلحت وقت جانکر
منع کیا اور حرام اور مکروہ کہا بچین ورنہ عالم آخرت مین جو کہ عالم علوی ہے صور جسمانی
اور اشکال جسمانی کہان انتہی اس بیان سے سید احمد خان اور اونکے ہم خیالونکی

کرنے کی ضرورت کیا ہے جبکہ حرف فا موجود ہے جلد دوم تفسیر لباب مین ابو حفص عمر ابن عادل حنبلی نے
لکھا ہے کہ حرف فا اس جگہہ تعقیب کے لئے ہے یا شرط کا جواب ہے اور ان دونون وجہون کی تفسیر
معنے کے ساتھ صاحب لباب نے فقط اماکو نہین زیادہ کیا ہے ۱۲ منہ

نیچری کہلانے کی وجہ معلوم ہوگئی موجودہ زمانہ مین چونکہ سید صاحب نام برآوردہ تھے اسلئے ایسے خیالات والی انہین کے متبع کہلاتے ہین اور مذہب نیچریہ کے بانی بھی سمجھے جاتے ہین اور حق بھی یہ ہے کہ ہندوستان کے اندر انہین کے قلم وقدم کی بدولت یہ عقائد پھیلے ہین سید صاحب نے علیگڈہ مین ۲۷ مارچ ۱۸۹۸ء یکشنبہ کی رات کو ۱۰ بجے انتقال کیا سید مرحوم کی نسبت علمائے حرمین شریفین نے تکفیر کا فتوی دیا تھا جسکو مولوی علی بخش خان مرحوم جو اوس زمانہ مین حج کے لئے گئے تھے اپنی ہمراہ لائے تھے اسکی نسبت سرسید ایک موقع پر تہذیب الاخلاق مین لکھتے ہین جو صاحب ہماری تکفیر کے فتوے لینے کو مکہ معظمہ تشریف لے گئے تھے اور ہمارے کفر کی بدولت اونکو حج اکبر نصیب ہوا اونکی لائے ہوئے فتوے کے دیکھنے کے ہم بھی مشتاق ہین ؎ ببین کرامت بتخانۂ مرا اے شیخ ؛ کہ چون خراب شود خانۂ خدا گردد ؛ سبحان اللہ ہمارا کفر بھی کیا کفر ہے کہ کسی کو حاجی اور کسی کو ہاجی اور کسیکو کافر اور کسی کو مسلمان بناتا ہے ؎ باران کہ در لطافت طبعش خلاف نیست ؛ در باغ لالہ روید و در شورہ بوم خس ؛ سرسید کی اون تصانیف مین جو اونہون نے اپنی درمیانی عمر مین کین اور انکی آخری عمر کی زمانہ کی تصانیف مین زمین وآسمان کا فرق ہے آخری زمانہ کی تصانیف مین پرانی تعلیم کے اثرات صاف صاف ملتے ہین اور نیز اونکی آخری عمر مین نشست وبرخاست اور بسر زندگی کے طریقو نمین بہت سے وہ پرانے رسمین ملتی تھین جنپر تہذیب الاخلاق کے زمانہ مین خاک اوڑائے گئے تھے وجہ اس کی صرف یہی ہے کہ کمزور ہوجانے کے بعد انسان اپنی سوسائٹی سے مقابلہ کرنیکی ہمت جب نہین پاتا ہے تو اونکو راضی کرنے کے واسطے وہی افعال کرنے لگتا ہے جسکا رواج ہوتا ہے ــ

خاتم مہدیون کے بیان مین

اعلی طبقہ کی کتب حدیث (صحیح بخاری وصحیح مسلم) مہدی موعود کی ذکر سے ساکت ہین دوسرے

طبقہ کی کتابون مین جو اس مضمون کی حدیثین پائی جاتی ہین وہ جرح سے خالی نہین قاضی ابن خلدون حضرمی نے جو اعتقاد آمد مہدی سے منکر گذرے ہین اپنی کتاب العبر و دیوان المبتدا والخبر فی ایام العرب والعجم والبربر مین ان احادیث کو ایک ایک کرکے رد کیا ہے اور بہت سے علما نے انکا جواب دیا ہے مہدی کے حق مین جو حدیثین آئی ہین باوجود اختلاف روایات بہت ہین جمہور کے نزدیک وہ مسلّم ہین فقط ایک ابن خلدون نے احادیث مذکورہ مین کلام کیا ہے اونکے ظہور کا ضعف ثابت کیا ہے اولیا کے مکشوفات پر بھی انکی حق مین جرح کی ہے احادیث مہدی اگرچہ صحیحین مین نہین مگر ترمذی۔ ابوداؤد۔ ابن ماجہ حاکم۔ طبرانی۔ ابویعلی موصلی وغیرہ کے نزدیک مسلم ہین بعد بخاری و مسلم کے یہی کتابین معتبر ہین خصوصاً جبکہ کوئی حدیث کسی باب مین شیخین کے نزدیک نہو تو پھر بھی احادیث کتب سنن وغیرہ حجت مستقل ہین پس یہ احادیث مہدی کی ایسی ہین کہ بعض تقویت بعض کی کرتے ہین اونکے لئے شواہد و متابعات بھی علٰحدہ ہین ان حدیثون مین بعض حدیثین صحیح بعض حسن بعض ضعیف ہین کافہ اہل اسلام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ آخر زمانہ مین ضرور ایک شخص اہل بیت نبوت سے ظاہر ہوگا جو دین کی تائید کرے گا عدل ظاہر فرمائیگا مسلمان اوسکے تابع ہوجائینگے اوس کو ممالک اسلامیہ پر غلبہ حاصل ہوگا اوسکو مہدی کہینگے حضرت عیسیٰ اوس کے سامنے اترینگے دجال وغیرہ علامات قیامت کا ظہور اوسی کے سامنے ہوگا۔ اب تک بہت سے لوگون نے دعوی کیا ہے کہ ہم مہدی ہین پس بعضون نے تو اس لفظ سے معنی لغوی مراد رکھے ہین یعنی مقصود اونکا یہ تھا کہ ہم ہدایت کرنے والے ہین اسمین تو کچھ گفتگو کی جگہہ نہین اور بعضون نے دعوے کیا کہ ہم وہی مہدی ہین جن کے ظہور کی قیامت کے قریب پیغمبر خدا نے خبر دی ہے اہلسنت کا عقیدہ یہ ہے کہ یہ مہدی ابتک پیدا نہین ہوئے مکہ مین ظہور کرینگے۔

شیعہ کے بعض فرقون نے بھی اپنے ائمہ کے مہدی موعود ہونے کا دعوی کیا چنانچہ

غلاۃ مین سے مغیرہ[1] بن سعید عجلی کی نزدیک جسکا فرقہ مغیریہ کہلاتا ہے مہدی موعود زکریا بن محمد بن علی بن امام حسین بن علی بن ابیطالب ہین اور وہ زندہ ہین کوہ حاجر مین مقیم ہین جب حکم ربی ہوگا تو اوس سے برآمد ہونگے اور بعضے[2] مغیریہ کے نزدیک خود مغیرہ امام منتظر ہے اور جناحیہ[3] کے نزدیک عبداللہ بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر ذوالجناحین بن ابوطالب امام منتظر ہین اور وہ اصفہان مین کسی پہاڑ کے اندر زندہ موجود ہین عنقریب نکلنے والے ہین اور کیسانیہ مین سے کریبیہ[4] کا عقیدہ یہ ہے کہ محمد بن حنفیہ امام منتظر اور مہدی موعود ہین وہ ظاہر ہوکر رہینگے تو سارا عالم عدل سے بھر جائیگا۔ اور اسماعیلیہ[5] اسماعیل بن جعفر صادق کو مہدی منتظر مانتے ہین اور انہین مین سے قرامطہ[6] کہتے ہین کہ محمد بن اسماعیل بن جعفر صادق مہدی ہین اور وہ زندہ ہین اور مبارکیہ[7] کا بھی یہی عقیدہ ہے اور فرقہ مہدویہ[8] کا یہ اعتقاد تھا کہ عبید اللہ جو خلفائے مصر کا مورث اعلی تھا مہدی موعود ہے یہی وجہ ہے کہ ابو زید خارجی نے جسکا بیان خوارج مین اصفریہ کے ذکر مین گذر گیا قائم محمد پر خروج کیا تو اوسے اسماعیلیہ دجال کہتے تھے اور امامیہ مین سے باقریہ[9] کے نزدیک مہدی محمد بن علی باقر ہین اور ناوسیہ[10] کے نزدیک جعفر بن محمد صادق اور ممطوریہ[11] کے نزدیک موسیٰ بن جعفر اور فرقہ محمدیہ[12] نے کہا کہ مہدی محمد نفس زکیہ بن عبداللہ محض بن حسن مثنے بن حسن سبط ہین اور عسکریہ[13] کے اعتقاد مین مہدی موعود حسن عسکری ہین جو دوبارہ دنیا مین آئینگے اور اثنا عشریہ[14] کا عقیدہ یہ ہے کہ مہدی موعود حسن عسکری کے فرزند محمد ہین اور وہ مرے نہین بلکہ لوگون کی نظرون سے مخفی ہوگئے ہین اور وہ امام زمانہ ہین اپنے وقت پر ظاہر ہونگے محمد بن یوسف گنجی نے کتاب البیان فی اخبار صاحب الزمان مین کہا ہے کہ آخر زمانہ تک وہ زندہ ہین گے فتوحات اسلامیہ مین صواعق محرقہ وغیرہ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ بعض[15] کہتے ہین کہ مہدی حضرت عباس عم رسول علیہ السلام کی اولاد مین سے ہونگے اور ہارون الرشید کے باپ محمد مہدی ابن عبداللہ منصور کو مہدی موعود قرار دیتے ہین اور ا

بات پر استدلال اوس حدیث سے کرتے ہین جسمین ذکر ہے کہ مہدی اولاد عباس عم رسول علیہ السلام سے ہونگے اس محمد مہدی کو اس لئے مہدی خیال کرتے ہین کہ وہ تمام خلفائے عباسی مین بہتر تھا جسطرح تمام بنی امیہ مین سے عمر بن عبدالعزیز بہتر تھے اور اسی کتاب مین ذکر کیا ہے کہ ایک فرقہ[1] نے عمر بن عبدالعزیز کو مہدی بتایا ہے ملک ایران مین علی محمد باب[2] نے مہدویت کا دعوے کیا تھا اوس کا بیان فرقہ بابی مین ہو چکا اور محمود[3] بھی اپنی ذات کو مہدی موعود جانتا تھا جسکا ذکر فرقہ واحدیہ مین گذر چکا۔

(۱) ہندوستان مین سید محمد جونپوری نے علانیہ مہدی موعود ہونے کا دعوے کیا یہ حنفی المذہب تھے ہدیہ مہدویہ مین کتاب مطلع الولایت اور شواہد الولایت اور پنج فضائل اور تذکرۃ الصالحین وغیرہ کتب تواریخ و روایات ثقات معتبرین سے یون لکھا ہے کہ محمد جونپوری کی جنکو مہدوی لوگ میران سید محمد مہدی موعود پکارتے ہین ابتدا یون ہے کہ شہر جونپور مین انکی والدہ جنکا نام سید خان تھا رہتے تھے اون سے دو فرزند پیدا ہوئے پہلے فرزند کا نام احمد رکھا اور دوسرے فرزند کا نام محمد کہ وہی شیخ موصوف ہین ولادت انکی شہر جونپور مین ۸۴۷ھ ہجری مین واقع ہوئی انکی والدہ کا نام بی بی اغا ملک ہمشیرہ ملک قوام الملک ہے لیکن متاخرین مہدویہ نے جبکہ زمانہ گذر گیا اور محمد جونپوری کے باپ دادے کے پہچاننے والے مر گئے تو مصلحت دعوئے مہدویت کے محمد کے باپ کا نام بدلکر میان عبداللہ مشہور کر دیا بلکہ صاحب شواہد[1] الولایت نے مان کا نام بھی آمنہ ٹھہرا دیا حالانکہ مطلع الولایت[2] والا کہ اوس سے مقدم ہے اونکی مان کا نام بی بی اغا ملک لکھتا ہے اور کہتے ہین سید محمد اولاد

---

[1] کتاب شواہد الولایت تصنیف برہان الدین بن اللہ بخش بن محی الدین بن سید شہاب الدین بن سید خوندمیر داماد سید محمد جونپوری کی ہے ۱۰۵۲ھ ہجری مین تالیف ہوئی ہے ۱۲

[2] کتاب مطلع الولایت تصنیف سید قاسم بن سید یوسف بن سید یعقوب بن سید محمود بن سید محمد جونپوری کی ہے ۱۱۹۰ھ مین تصنیف ہوئی ہے ۱۲ ۱۲ ۱۲ منہ۔

سے امام موسیٰ کاظم کی ہین اور مدمیان مہدی مذکور اور حضرت امام موسیٰ کاظم تک بارہ پشت
ہین کہ اوس کی تفصیل یہ ہے سید محمد مہدی بن سید عبداللہ بن سید عثمان بن سید خضر بن
سید موسیٰ بن سید قاسم بن سید نجم الدین بن سید عبداللہ بن سید یوسف بن سید یحییٰ بن
سید جلال الدین بن سید اسماعیل بن سید نعمت اللہ بن امام موسیٰ کاظم حالانکہ سید نعمت اللہ
امام موسیٰ کاظم کے کسی بیٹے کا نام نتہا اور نہ کسی کا نعمت اللہ لقب و عرف ہے اور انکے
مہدی نے کبھی یہ دعوے نکیا کہ میرا باپ سید عبداللہ تھے کتاب انصاف نامہ کے
باب اول مین لکھا ہے کہ محمد جونپوری سے جب لوگون نے یہ سوال کیا کہ حدیث مین آیا ہے
لُوَاطِئُ اِسْمُهٗ اِسْمِیْ وَاِسْمُ اَبِیْهِ اِسْمَ اَبِیْ (یعنی آنحضرت نے فرمایا کہ موافق ہوگا نام
مہدی کا میرے نام کے اور نام اوس کے باپ کا میرے باپ کے نام کی) اور تمہاری
باپ کا نام سید خان ہے تب ان بزرگ نے جواب دیا کہ کیا خدا تعالی اس بات پر قادر نہین ہے
کہ سید خان کی بیٹے کو مہدی کرے اور بعضون کو یون جواب دیا کہ خدا سے کہو کہ سید خان کے
بیٹے کو کیون مہدی کیا اور بعضون کو یون جواب دیا کہ خدا کے ساتھ جنگ کرو کہ سید خان کے
بیٹے کو کیون مہدی بنایا القصہ جب عمر انکی چار سال و چار ماہ و چار روز کی ہوئی سید خان نے
اشراف و اعیان جونپور کی ضیافت تکلف تمام کرکے زبان شیخ دانیال جونپوری سے کہ
مشایخ وقت سے تھے بسم اللہ پڑھوا کر واسطے تعلیم کے انکو اونہین کے حوالے کیا چنانچہ ہمیشہ
اپنے برادر کلان میان احمد کی اونکے پاس جایا کرتے تھے اور اکتساب علوم مین مشغول رہتی
ان دل پسند رکھتے تھے اول سات برس کی عمر مین حفظ قرآن سے فارغ
ہوگیے سے سن دوازدہ سالگی مین فارغ التحصیل ہوگیے اور چونکہ متبحر فی
مین تھے شیخ دانیال جونپوری اور علماے وانا پور نے انکا لقب اسد العلماء
مقرر طریقہ چشتیہ رکھتے تھے لیکن انکی مریدی کا مہدویہ انکار رکھتے
مین دوازدہ سالگی مین حضرت خضر علیہ السلام نے اونکو ذکر خفی وغیرہ

اسی شہر مین سید
غرضکہ سید محمد بعد
جامع مین اتر
محمود بیکرہ
مانع ہوئے اور

جانب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے لاکر پہونچایا اور پھر خود ان سے سیکھا اور شیخ دانیال
بھی حضر علیہ السلام کے اشارے سے انسے تلقین پاکر مصدق مہدویت کی ہوئی لیکن اہلسنت
کی کتابون مین اسکے بالعکس لکھا ہے کہ یہ خود شیخ دانیال کے مرید تھے جو چار واسطے
حضرت نظام الدین اولیا کے خلیفہ مین القصہ محمد جونپوری نے عنفوان شباب سے قدم
درویشی مین رکھا اور لوگ اونکے نہایت معتقد ہوئے یہانتک کہ سلطان حسین حاکم والیا
نے بھی کہ خراج گذار دلپت راؤ والے ملک کوڑہ کا تھا انکے ساتھ رابطہ اخلاص پیدا کیا
کہ ہر مہم مین انکو ہمراہ رکھتا تھا آخر کار شیخ موصوف نے اوسکو راجہ مذکور کی اطاعت
تنگ و عار دلاکر مستعد جنگ کیا کہ تین ہزار سپاہ لیکر سید محمد کے ہمراہ روانہ کوڑہ ہوا اور تین سو
سپاہی قوم بیراگی سید محمد کی رکاب مین رکھی جب یہ خبر دلپت راؤ کو پہونچی تو تیس ہزار سپاہ ہمراہ
لیکر اپنے قلعہ سے تین میل آگے آکر مقابل ہوا سلطان نے قلت سپاہ کی وجہ سے ہزیمت
پائی لیکن شیخ نے مقابلہ جاری رکھا اور ان تین سو بیراگیون کے ساتھ ایسا حملہ کیا کہ محمد جونپوری
اور دلپت راؤ دوچار ہو گئے اور وہ شیخ کی تلوار سے مارا گیا اور اوس کے دو ٹکڑے ہوکر
زمین پر گر پڑا راجہ کا دل جسم سے باہر نکل آیا میان دلاور سید محمد کے خلیفہ کہ راجہ مذکور کے
بھانجے ہین اوسی جنگ مین دستگیر ہوکر سید محمد کی خدمت مین آئے کہتے ہین کہ راجہ کے
دل پر اوس بت کا نقش جسکی ہمیشہ عبادت کیا کرتا تھا موجود تھا یہی امر سید محمد کے خدمت کا
موجب ہوا کہ جب باطل کو اسقدر اثر ہے حق کو کیا کچھہ اثر ہوگا غرضکہ سات برس تک بیہوش
وحواس نہ تھے مگر فرض نماز ادا کرتے تھے کتب مہدویہ مانند مطلع الولایت وغیرہ
عقل و عادت بشری یہ بات بھی لکھی ہے کہ اس سات برس مین ایک د
قطرہ پانی کا کبھی نہ چکھا ایکروز انکی بی بی الہدیتی نے کہا کہ کیا سبب ہے کہ بے
ہوا اور تحمل نہین کرسکتے ہو بولے کہ اسقدر تجلی الوہیت کی ہوتی ہے کہ اگر
کا ایک قطرہ کسی ولی کامل یا نبی مرسل کو دیا جائے تو تمام عمر کبھی ہوش مین

بن سید خوندمیر
سید محمد جونپوری کی

القصہ بعد سات برس کے کچھ ہوش آیا کاسہ باہوش اور کاسہ مدہوش رہتے تھے
یہانتک مذہب پانچ برس تک رہتے ہین کہ اس پانچ برس مین غلہ و گوشت و روغن سات
ستر وسیر بروایت بی بی الہداتیں کے کھایا ہوگا بعد اس حال کے طریقہ ہجرت یعنی وطن
چھوڑنے کا اختیار کیا کہ جلاسے وطن کرکے مع زن و فرزند و چند مریدکے دانا پور کے
خنکگان کی راہ سے جہان گردی کو نکلے بی بی مذکور اور سید محمود فرزندان کی اور شیخ بھیک وغیرہ
ہمراہ تھے اور اوس جنگل مین الہامات اپنی مہدویت کے بھی ظاہر کئے اور ان ہمراہیون نے
تصدیق بھی کی اور وہان سے رفتہ رفتہ شہر چندیری مین پہونچے اور وہان اونکے وعظ و
بیان مین جب ہجوم خلایق زیادہ ہوا اور ہاں کے شیخ زادون کو کہ صاحب سجادہ شیخت تھے
ناگوار معلوم ہوا آخر الامر مجبور اکراہ وہان سے انکو نکال دیا وہانسے شہر مندو کو چلے گئے
وہان بھی انکا غلغلہ ہوا یہانتک کہ سلطان غیاث الدین نے سنکر اوس کے فرزند سلطان
ناصر الدین نے اوس ایام مین قید کر دیا تھا شیخ مذکور کے دو مرید سید سلام اللہ اور ابوبکر کو
بلاکر واسطے تمام ملاقات کرکے رخصت کیا اور بیش قیمت تحایف سید محمد کی خدمت
مین پیش کئے یہان ایک امیر مصاحب سلطان غیاث الدین کا الہداد نامی کہ فاضل اور
شاعر بھی تھا ترک دنیا کرکے ہمراہ ہوا اور تا دم مرگ ہمراہ رہا مرثیہ شیخ اور دیوان غیر منقوط
اور رسالہ بارامانت اور رسالہ ثبوت مہدویت تصنیفات اسی کی ہین اور اس کو خلیفہ ششم
سید محمد کا شمار کرتے ہین ۔ غرضکہ اب یہان سے لوگ معتقد ہوکر ہمراہ ہونے لگے اور
اسی شہر مین سید اجمل فرزند سید محمد چھوٹا بھائی سید محمد کا فوت ہوا اور وہین اوس کو مدفون کیا
غرضکہ سید محمد بعد اس کے کوچ کرکے شہر چاپانیر مین کہ دارالسلطنت گجرات کا تھا پہونچکر مسجد
جامع مین اترے وہان بھی انکے وعظ و ترک و تجرد کا چرچا ہوا یہانتک والی گجرات سلطان
محمود بیگڑے نے بھی ارادہ آنے کا کیا لیکن وہ عالم کہ اول حسب الحکم ملاقات کرنے گئے تھے
مانع ہوئے اور میان نظام کہ مسجد اسلام خان مین طالب علمی کرتا تھا مرید ہوکر ہمراہ ہوا اور ہجرت

تک رفیق رہا اور بی بی الہدیتی زوجۂ کلان سید محمد کی یہین فوت ہو گئی اور اوس کے انتقال کے بعد سے طریقہ تقسیم بالسویہ کا فتوحات مین شروع ہوا پھر بعد اقامت ڈیڑہ برس کے وہان سے برہان پور کی راہ سے دولت آباد مین وارد ہوئے وہان سے مزارات اولیاء اللہ کی زیارت کرکے شہر احمد نگر کو پہونچے اوسوقت وہان احمد نظام الملک نے قلعہ اور باغ نظام کی بنیاد ڈالی تھی چونکہ آرزومند فرزند کا تھا اسی خیال سے انکی خدمت مین بھی آیا اور معتقد ہوا اتفاقاً عنقریب برہان نظام الملک پیدا ہوا کہ بعد اوس کے جانشین وہی ہوا اور معتقد اس فرقہ کا تھا اسیواسطے سید محمد کے بعد انکے خلفا و مریدین کو مانند شاہ نظام و دلاور و نعمت وغیرہ کی گجرات سے طلب کیا تھا اور اپنی بیٹی سید محمد کے پوتے میران جی بن حمید بن سید محمد مہدی کو عقد نکاح مین دی تھی یہی سبب ہے انکی اولاد و خلفا کے دکن مین آنیکا القصہ شہر احمد نگر سے کوچ کرکے شہر بید پہونچے عہد ملک برید مین وہان شیخ مومن معتقد ہوا اور ملا ضیا اور قاضی علاء الدین ترک دنیا کرکے ہمراہ ہوئے پھر وہان سے سید محمد گلبرگہ کو آئے اور مزار سید محمد گیسو دراز پر گئے پھر وہان سے روانہ ہو کر قصبۂ رلسئے پاک ہوتے ہوئے بندر دابھول کو پہونچے اور وہان سے جہاز پر سوار ہو کر روانہ کعبۃ اللہ ہوئے اور بعد طے منازل کے حرم محترم مین پہونچے اور چونکہ سنا تھا کہ مہدی کے ہاتھ پر خلق رکن و مقام کے درمیان بیعت کریگی اسواسطے سید محمد نے بھی اوس مقام مین دعوے مَنِ اتَّبَعَنِی فَھُوَ مُؤمِنٌ کا کیا اور میان نظام اور قاضی علاء الدین نے آمنا و صدقنا بول کر جھٹ بیعت کرلی تا کہ یہ ٹوٹکہ بھی ادا ہو جائے اور بولے کہ دو گواہ بس ہین اور سنہ ۹۰۱ھ پر یہ دعوی ہوا تاریخ فرشتہ مین مقالۂ سوم کے روضۂ سوم مین اسمٰعیل بن برہان نظام شاہ ثانی کے حالات مین غلطی سے یہ لکھدیا ہے کہ سنہ ۹۰۶ ہجری کے اواخر مین سید محمد جونپوری نے مہدویت کا دعوی کیا تھا۔ الغرض یہان سے سید محمد حضرت آدم کی زیارت کو گئی اور کہا کہ بیٹے باوا آدم سے معانقہ کیا اونہون نے مجھ سے کہا کہ خوش آمدی صفا

آور دی پھر بغیر زیارت حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کی فقط مکہ سے بعجلت تمام
مراجعت کر کے جدی کو آکر جہاز پر سوار ہو کر بندر دیو گھاٹ پر اوتر کر وہان سے ملک
گجرات مین شہر احمد آباد مین آکر مسجد تاج خان سالار مین قریب دروازہ جمال پور
کے مقیم ہوئے یہان بھی اٹھارہ مہینے رہنے کا اتفاق ہوا اور طریقہ وعظ و دعوت
کا شروع کیا اور ملک برہان الدین وہین مرید و تارک بنکر رفیق ہوئے اونکو مہدویہ خلیفہ
ثالث جانتے ہین اور ملک گوہر کہ خلیفہ چار مین ہین اوسی مقام سے رفیق سفر و حضر
ہوئے اور اسی مسجد مین اکیرہ مجمع عام مین سید مذکور نے سنہ ۹۰۳ مین دعوے مہدویت کا
کیا یہ دعوے دوم ہے بعد اس کے علما و مشائخ گجرات نے سلطان محمود سے شکایت
کی کہ شیخ تازہ وارد اپنے وعظ مین حقایق خلاف شریعت بیان کرتا ہے سلطان نے
حکم اخراج کا دیا اس سبب سے وہان سے اٹھکر ایک گانون سولہ سانیج نام مین اترے میان
نعمت کہ خلیفہ کلان ہین بڑے راہ زن اور خونی تھے خون جیشی کے جرم سے بھاگ کر
وہان پہونچے اور مرید ہو کر ساتھ ہوئے پھر وہان سے روانہ ہو کر شہر نہر والہ پیران پٹن مین
کہ علاقہ گجرات مین سے ہے آکر خان سرور کے لب حوض اترے یہان بھی اٹھارہ مہینے
اتفاق اقامت کا ہوا اور میان خوندمیر وہین آکر تربیت پذیر و مرید ہوئے اور ملک بخن
برخوردار اور ملک الہداد اور ملک حماد کہ انکے اقربا سے ہین وہ بھی مرید ہو کر ہمراہ ہوئے
اور خوندمیر کو اجازت گھر مین رہنے کی ہوئی کہ فی الحال وہین رہو اور انکے اقربا کو سب ملک
وغیرہ امراے گجرات تھے بھی نہ چھوڑا بلکہ نظر بند کر کے رکھا اور جب مبارز الملک نے دیکھا
کہ اپنے اکثر اقارب وغیرہ اہل گجرات اسقدر سید محمد کے دام تسخیر مین گرفتار ہوتی جاتی ہین
کہ کسی ملک مین نہ ہوئی ایک فرمان ثانی سلطان محمود کا صادر کرا کر پیران پٹن سے بھی اخراج
کروایا اور سید محمد کی عادت تھی کہ جب حکم اخراج کسی حاکم کا آتا بولتے تھے کہ مجھکو خدا کا حکم
بھی یہان سے نکلنے کا ہوا ہے مین خود بخود جاتا ہون چنانچہ پیران پٹن سے نکلکر تین کوس

سے کے فاصلہ پر قصبۂ بدلی مین اترے اور وہان بھی اٹھارہ مہینے اتفاق اقامت کا ہوا
اور میان خوندمیر کہ بالاخانے مین محبوس تھے بعد چھ مہینے کے خفیہ نکلکر سید محمد کے پاس
آئے یہان سب خاص و عام مریدین کا مجمع ہوا چونکہ مدت سے یہ مریدین اسکے درپے تھے
کہ دعوے مہدویت کا کرو اور بار بار اسکے خواہان تھے اور سید محمد جونپوری ٹلاتے
چلے جاتے تھے یہ لوگ تقاضا انہین چھوڑتے تھے چنانچہ اونکے پاس خاطر سے
دوبار اس سے پہلے دعوی کیا تھا لیکن بعد اوسکے سکوت اختیار کیا تھا اس پر جو اونکا
اصرار تھا اسکے سبب سے کمال اصرار کیا شیخ بھی تیار ہوگئے اور فرمایا کہ مجھکو اٹھارہ برس کے
بار بار حکم خدا کا بلا واسطہ پہنچتا ہے کہ دعوے کر مین ٹالتا چلا جاتا ہون اب مجھکو یہ حکم ہوا ہے
کہ اے سید محمد دعوے مہدویت کا کر اگر نہ ہووے تو کہلا ئین تو ظالمان مین کا کرونگا اسوقت
مین بصحت عقل و حواس دعوی کرتا ہون کہ اَنَا مَهْدِیٌّ مَبْعُوثٌ مِنَ اللّٰہِ اور یہ
چھنگرا دونون انگلیون سے پکڑکر کہا کہ جو کہ مہدویت اس ذات سے منکر ہووے وہ
کافر ہے اور مین خدا سے بے واسطہ احکام وغیرہ لیا کرتا ہون اور سے ربان حق تعالی کا ہوتا ہے
کہ علم اولین و آخرین کا تجھکو دیا اور بیان معنے قرآن اور کنجی خزانہ ایمان کی تجھکو دی ہے
سب تجھے جو قبول کرے وہ مومن ہے اور جو منکر ہووے وہ کافر اسیطرح بہت سی باتین
خدا کے پاک کی طرف نسبت کین خوندمیر اور تمام اصحاب کہ تین سو ساٹھ تھے اپنا آئین
مقصود جانکر پکارے آمنا و صدقنا یہ دعوے تیسرا ہے کہ ۹۰۵ھ پر ہوا اور مرتے دم
تک اس پر اڑے رہے اسلیئے اسکو دعوے موکد کہتے ہین غرض کہ یہ خبر جب
مشہور ہوئی شہر نہروالہ مین کہ وہان سے تین کوس تھا شور وغوغا ہوا کہ جس سید کو یہان سے
شہر بدر کیا تھا اوس نے قصبۂ بدلی مین جاکر دعوے مہدویت کا کیا ہے پس چند علما
قصبۂ مذکور مین آئے اور سید موصوف کے ساتھ مباحثہ و سوال و جواب باب مہدویت
وغیرہ دعاوی مین دیر تک کرتے رہے القصہ جبکہ سید محمد اپنے دعوے سے باز نہ آئے

علما نے مایوس ہوکر بادشاہ گجرات کو کہ شہر احمد آباد مین تھا اطلاع دی بادشاہ نے حکم اخراج
صادر فرمایا چنانچہ وہان سے بھی نکلکر مع اپنے مریدین کے جانب ملک سند کے روانہ
ہوئے اور نکلتے وقت بولے کہ اگر مین حق پر تھا تو کیون اتباع نہ کی اور اگر ناحق پر تھا
کیون قتل نہ کیا اسواسطے کہ جہان جاونگا خلق کو گمراہ کرونگا اور وبال انکی گردن پر ہوگا غرضکہ
وہان سے شہر جالور مین پہونچے وہانکے بہت لوگ مرید و معتقد ہوئے پھر وہان سے ناگور
پہونچے اور وہان بیان کیا فَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا شد وَاُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ شد و
اُوْذُوْا فِيْ سَبِيْلِيْ شد وَقَاتَلُوْا وَقُتِلُوْا مانده است انشاء اللہ خواہد شد بعد اس کے
وہان سے روانہ ہوئے اور ملک سند مین شہر نصرپور مین داخل ہوئے وہان سے میان
نعمت اور میان خوند میر کو گجرات جانے کی رخصت دی اور ایک جماعت کثیر انکے
اصحاب کی اس دین جدید کی سختیون سے بیزار ہوکر ترک صحبت کرکے روانہ گجرات ہوئی
ہرچند کہ سید محمد انکو ڈراتے رہے کہ تم منافق ہوجاؤ گے مگر ایک نے بھی نہ سنا اور
سید ہا راستہ گجرات کا لیا بی بی شکر خاتون بھی انہین مین تھی پھر وہان سے دارالسلطنہ
سند شہر ٹھٹھہ مین پہونچے اور وہان اٹھارہ مہینے رہنے کا اتفاق ہوا اور کچھ لوگون نے تصدیق
مہدویت کی جب یہ حال و قال انکا اہل اسلام سند پر منکشف ہوا نہایت تنگ پکڑا یہانتک
کہ چوراسی آدمی سید محمد کی رفقا و اصحاب مین سے مارے فاقون کے مرگئے سید محمد نے
اسکا تدارک یہ کیا کہ بشارت دی کہ ان سب کو مقامات انبیا و مرسلین اولی العزم کے ملے
القصہ بادشاہ سند نے حکم دیا کہ اس درویش کو مع تمام مریدون کے قتل کرو لیکن دریا خان
امیر بادشاہ مذکور نے اپنی عرض و معروض سے حکم قتل کا ملتوی کرواکے مملکت سند سے
اخراج کروادیا پس سید محمد سب اصحاب کے ساتھ خراسان کو روانہ ہوئے کہتے ہین کہ قریب
نوسو آدمیون کے اونکے ہمراہ تھے اونمین سے تین سو ساٹھ اصحاب و مہاجرین خاص
کہلاتے تھے غرضکہ بہزار خرابی و بربادی افتان و خیزان یہ قافلہ وارد قندہار ہوا جب

وہان بھی انکی اسی قیل وقال کا چرچا ہوا حاکم قندہار مرزا شاہ بیگ نے حکم کیا کہ سید ہندی
کو جمعہ کے روز مسجد جامع مین علماے اسلام کے سامنے حاضر کرو چنانچہ حسب الحکم
ملازمین اوس کے دوڑے اور جیرآ و قہراً آکر بند سید کا پکڑکر اس عجلت سے لیچلے
کہ جوتا بھی پہننے ندیا اور مریدون نے جب ارادہ ہمراہی کا کیا منع کیا بلکہ زدوکوب کی بھی نوبت
پہونچی جب سید محمد داخل مسجد ہوئے علما وغیرہ نے ہجوم کرکے سخت سست کہنا شروع
کیا سید محمد نے تحمل کرکے وعظ قرآن شروع کردیا شاہ بیگ کہ جوان بست سالہ تھا
انکے بیان پر فریفتہ ہوگیا اس سبب سے وہ گرمی سرد ہوگئی اور سید محمد نے اونکے
ہاتھ سے نجات پاکر بعد چند روز کے راہ شہر فراہ کی لی جب فراہ مین پہونچے وہان بھی یہی
باز پرس پیش آئی کہ اول ایک عہدہ دار نے آکر سید محمد اور تمام ہمراہیون کے ہتیار
چھین لئے اور گوشۂ کمان سب کے سر پر رکھکر ایک ایک کو شمار کرکے کہا کہ کل سب کو
قید کرینگے بعد اس کے امیر ذوالنون حاکم شہر واسطے دریافت کیفیت کے
بذات خود آیا لیکن بعد ملاقات کے معتقد شیخ کا ہوا اور علما کو اجازت دی کہ امتحان
مہدویت کرین چنانچہ علماے فراہ نے سوال وجواب شروع کئے اور امیر ذوالنون
نے یہ تمام کیفیت میرزا حسین بادشاہ خراسان کے حضور مین لکھکر روانہ کی بادشاہ
نے چار عالم واسطے دریافت حقیقت حال کے روانہ کئے چنانچہ علماے مذکورین
نے آکر مباحثہ کیا جب فراہ مین تین مہینے گذر چکے خوندمیر اور میان نعمت کہ نصیر پور
سے اپنے وطن کو واپس گئے تھے اور میان محمود فرزند سید محمد کہ شہر نہروالہ مین
اپنے والد سے جدا ہوکر تلاش نوکری کے ارادہ سے شہر چاپانیر کو جاکر سلطان محمود کی
سرکار مین مردم سپاہ پیشہ مین نوکر ہوئے تھے یہ تینون شخص فراہ کو آئے اور بدایا و نذر
کہ مردم گجرات نے سید محمد کے واسطے میان نعمت کو ہمراہ روانہ کئے تھے راہ مین
میان محمود فرزند سید محمد نے چاہا کہ اپنے تصرف مین لائین میان نعمت نے کہا کہ مین

پرائی امانت مین خیانت کرتے ندونگا میان محمود نے خفا ہوکر نماز کے واسطے نکلنا چھوڑ دیا ناچار خوندمیر نے اپنا خرچ راہ مع اون امانت کے جو اونکے ہمراہ تھین جب سامنے رکھدیا تب جماعت نماز کو واسطے برآمد ہوے جب کہ فراہ پہونچے مسئلا امانت مین سید محمد نے طرفداری فرزند کی کی اور کہا کہ کیا مثل گجرات کی یاد نہ تھی کہ ایک ڈھمک کیا تیرے باپ کا مال ہے بعد اس کے سید محمد نے وہ امانتین میان نعمت سے طلب کین اوس نے جواب دیا کہ طالبان خدا کہ اثنائے راہ سے آپکی طرف روانہ ہوے اون پر خرچ کیا گیا سید محمد نے کہا کہ ان لوگون کو کس نے طالب خدا بنایا یہ کلام سنتے ہی طالبین مذکور بے ساختہ بھاگے اور میان نعمت کہ خیکا لقب مقراض بدعت ہے جوش مین آکر سید محمد کی صحبت سے بیزار ہوکر مع اہل وعیال روانہ ہوے سید محمد نے ایک گوجری مثل بول کے اونکی فہمایش کی کہ تو مجھہ لوڑ نہ لوڑ سہاگن ہون تجھہ لوڑ نہار یعنی مجھکو چاہ نچاہ مین تیرا چاہنے والا ہون اور بہت دلاسا کرکے واپس لائے چنانچہ تفصیل اوسکی تذکرۃ الصالحین مین موجود ہے اور فرزند مذکور کے حق مین کہا کہ جسکا پوت پوت ہوکر آوے اوسی کا ہے خوشی ہوئی غرضکہ ان لوگون کے آنے کے بعد سید محمد چھہ مہینے اور زندہ رہے پس کل قیام فراہ کا نو مہینے ہے اور اکثر بشارات واشارات اپنے اور اپنے مریدون کے فضائل مین انہی عرصہ مین بیان کئے ہین القصہ بعد نو مہینے کے ترسٹھہ برس کی عمر مین مقام فراہ مین پنجشنبہ کو سنہ ۹۱۰ ہجری مین انتقال کیا کہتے ہین انتقال سے پہلے جمعہ کے دن بعد نماز جمعہ نماز وتر ادا کی تھی اور یہی علامت انتقال تھی کیونکہ حضرت رسالت پناہ نے بھی قبل رحلت بعد نماز جمعہ کے وتر ادا کئے تھے شواہد الولایت کے باب ۲۱ مین لکھا ہے کہ سید محمد بروز انتقال اپنی زوجہ بی بی بون کے گھر مین تھے اور عادت یہ تھی کہ زمین میں تعین مقام شناخت وقت نوبت ازواج کی گاڑ تے تھے جب اون میخون پر سایہ پہونچتا تھا ایک

بی بی کے گھر سے دوسری بی بی کے گھر جانے کی نوبت آتی تھی اوس روز جب
سایہ مقیح پر پہونچا فرمایا کہ مجھکو بی بی ملکان کے گھر مین لے چلو بی بی ملکان وہان حاضر
تھی اوس نے عرض کیا کہ آپ پر سختی ہے اور مین خود یہان حاضر ہون اور مین نے
اپنی نوبت تمکو بخشدی آپ یہین رہو اور یاروں نے بھی یہی مضمون بکمال اصرار عرض
کیا میران نے جواب دیا کہ خوب ہے تمنے اپنا حق بخشا لیکن حد شرع محمدی کی کہ خدا تعالے
نے حکم کیا ہے کون شخص بخش سکتا ہے بعد اوس کے پھر دو تین بار بی بی ملکان
وغیرہ نے یہی مضمون عرض کیا لیکن میران نے قبول نہ کیا اور کہا کہ برادر لوگ ہماری
رعایت کرتے ہین اور شرع محمدی کی رعایت نہین کرتے - الغرض نانا اور بی بی ملکان
کے گھر مین بہرطور اپنے تئین پہونچایا انتہی الغرض انتقال کے بعد سید محمد کے جنازہ
کی نماز پرانی عیدگاہ فراہ مین پڑھکر ایک جگہہ مین کہ فراہ اور موضع ربح کے درمیان ہے
دفن کیا اور میان اللہ دین حمید نے سب کے سامنے چند مرثیے قبر پر پڑھے کہ اونمین
یہ شعر بھی تھا ـ فضلش کہ بر جمیع ہمی رسد از خدا ؛ بادا بروز حشر شفاعت گر از خدا ؛ اور
۹۸۰ھ مین شاہ قاسم عراقی حاکم فراہ نے قبر پر گنبد بنوایا لیکن یکان سلطان حاکم فراہ
نے اوس کی تکمیل کی غرضکہ بعد وہم کے میان خوندمیر اپنے وطن گجرات کو چلا گیا
اور نہروالہ مین متوطن ہوا اور بعد چند روز کے اہل اسلام نے وہان سے شہر بدر کیا
تو قصبہ سلطان پور مین آکر رہا اوس نے اپنی اس تعجیل معاودت کا یہ عذر بیان کیا تھا کہ
میران کی روح نے مجھکو کہا ہے کہ تم گجرات کو جاؤ اور سید محمود فرزند میران نے
ایکسال فراہ مین صبر کرکے کہا کہ مجھکو بھی میران کی روح نے جانے کا حکم دیا اسواسطے
وہ بھی گجرات مین آکر مقام بھلوٹ مین متوطن ہوا اور خوندمیر بھی اوس کے قرب جوار
کے واسطے موضع بھادی پور مین ایک منزل کے فاصلہ پر بھلوٹ سے متوطن ہوا
پھر وہان سے موضع چھنچھی والہ مین رہا اور سید محمود نے کو کی طرف سب خلفا و مریدین سید

محمد جونپوری کی رجوع ہوئی اس سبب سے اسکا شہرہ زیادہ ہوا اور روز بروز خلق اسکی تسخیر
مین زیادہ ہونے لگی جب یہ بات سلطان محمود بیگڑہ کو معلوم ہوئی بھاری زنجیر پاؤن
مین ڈلوا کر قید کیا اکتالیس روز کے بعد راجے سون ورسے جسے مرادی خواہران
بادشاہ کی سفارش سے کہ یہ ان کی معتقد تھین رہائی پائی لیکن زخم زنجیر سے پاؤن
سڑ گیا اور اڑھائی مہینے کے بعد اسی وجہ سے پچاس سال کی عمر مین سنہ ۹۱۹ھ مین اپنے
والد کی وفات سے نو برس کے بعد مقام بھلوٹ مین قضا کی بعد انتقال محمود کے
میان خوندمیر فرقہ مہدویہ کا رئیس ہوا اس نے دعوت اس مذہب کی شروع کی
عوام الناس اس کے مسخر ہونے لگے ستائیس بار مقامات سے اسکو بدر کیا گیا
سلطان مظفر گجراتی نے انکی زیادتی کا حال سنکر کچھ فوج اس فرقہ کی تباہی کے لیے عین الملک
کی ماتحتی مین موضع کھانبیل کو بھیجی لشکر بادشاہی نے اس قوم کے تمام مکانات جلا دیے
ساٹھ سوار اور چالیس پیادہ کی جمعیت سے مہدویہ نے مقابلہ کیا اکتالیس آدمی انکے کام
آئے اور اخوندمیر زخم تیر سے نابینا ہو گیا شرف الدین مہدوی بھی اسی سوارون کے ساتھ
انکی مدد کو آگیا تھا تمام مہدویہ مع اہل و کمک کے کھانبیل سے موضع سدراسن کی
طرف چلے گئے فوج بادشاہی نے پیچھا نہ چھوڑا اور سدراسن مین پہونچکر جنگ دوم
مین میان خوندمیر اور انکے فرزند جلال الدین اور داماد وغیرہ اقربا و مریدین جملہ
آدمیون کو قتل کیا یہ واقعہ سنہ ۹۳۰ھ مین واقع ہوا اس جنگ کو مہدوی لوگ اپنے منہ
سے جنگ بدر ولایت بولتے ہین اور کہتے ہین کہ آیت اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ
عَلَی السَّمٰوٰتِ الآیۃ مین امانت سے مراد یہی جنگ ہے اور انسان سے مراد
میان خوندمیر ہین گو کہ اخراج و قتل وغیرہ اہل احتساب اسلامی کی طرف سے ہوتا رہا
لیکن مہدویہ اپنے ان کلمات و دعاوی مخالف ملت اسلامیہ سے باز نہ آئے
چنانچہ سنہ ۹۵۲ھ مین شیخ علی متقی نے چار فتوے شیخ ابن حجر مکی وغیرہ ائمہ چار مذہب

کیونکہ مظفر سے بادشاہ گجرات کے پاس پہونچی کہ یہ مہدویہ کافر ہوگئے ہین اگر یہ لوگ
اس مذہب باطل سے توبہ نکرین تو انکو قتل کرنا بادشاہ اسلام پر واجب ہے شاہ مظفر بادشاہ
گجرات نے فتوون پر عمل کر کے گیارہ آدمیون کو پکڑ کر قتل کیا اور شاہ نعمت
خلیفۂ مہدی نے گرفتاری کے عوض مین سید علی فرزند مہدی نے اپنے آپ کو گرفتار
کرادیا اور مقتول ہوا اور شاہ نعمت موضع لوہ گرین معہ سولہ آدمی ہمراہی کے مارا گیا اور
ملک الہداد اور خوندمیر کے شکست یابی کے بعد سدراسن سے نکلکر رفتہ رفتہ ملک
مارواطین پہونچکر موضع پالو گرمین دائرہ باندھکر رہنے لگا وہان اسقدر مہدویہ پر سختی پیش
آئی کہ انکے رفقا فاقون کے مارے مرنے لگے لیکن آپس مین ہر ہر شخص اپنے اپنی
احوال و مقامات باطنیہ کا بیان و دعوے کرتا رہتا تھا یہ لوگ اسیطرح ملک بملک
متفرق و منتشر ہوتے رہے اور دام زہد و ترک کا کہ مقبول خاص و عام ہے بچھا کر خلق
کو اپنی تسخیر مین لاتے رہے اور رفتہ رفتہ یہ فساد سلاطین دہلی و اکبر آباد کے حضور مین بھی
پہونچا چنانچہ منتخب التواریخ اور تاریخ فرشتہ مین لکھا ہے کہ سلیم شاہ بن شیر شاہ کی
عہد مین شیخ علائی بن حسن مرید شیخ سلیم چشتی نے شیخ عبداللہ افغان نیازی کی ہدایت سے
طریقۂ مہدویہ اختیار کرلیا اور سید محمد جونپوری کی مہدویت کا قائل ہوگیا یہ شخص بیانہ
مین رہا کرتا تھا اور اسکی بدولت صدہا آدمی اس طریق پر آگئے شیخ علائی نماز کے
وقت قرآن کی تفسیر کیا کرتا اور ایسے پر اثر معانی بیان کرتا کہ اوسکی مجلس مین جوق
جوق مسلمان حاضر ہونے لگے اور جو اسکے پاس حاضر ہوتا وہ یا تو بالکل اہل و عیال
سے قطع تعلق کر کے پیشہ اور مال و اسباب چھوڑکر مہدوی ہوجاتا یا گناہون سے
توبہ کر کے سید محمد جونپوری کی مہدویت کا معتقد ہوتا اور جو کچھہ دھندا کرتا اوس مین سے
دسوان حصہ اللہ کی راہ مین نکالتا اسطرح کی بہت سی آدمی جمع ہوگئے کہ باپ بیٹے
سے بیٹا باپ سے جورو خاوند سے بھائی بھائی سے چھٹ گئے اور فقر و فنا کا

کا طریق اختیار کر لیا شیخ علائی کو جو کچھ نذر و فتوح مین حاصل ہوتا سب کو اوس مین علی السویہ
شریک کرتا اور اگر کچھ نہ ملتا تو یہ لوگ دو دو تین تین روز تک فاقہ سے بیٹھے رہتے مگر
کسی سے سوال نکرتے اور شیخ علائی ہتیارون سے ہر وقت مسلح رہتا گلی کوچون مین پھرتا
کسی مسلمان کو نامشروع کام کرتے دیکھتا تو اول ملائمت سے سمجھاتا جب نہ مانتا تو سختی
سے پیش آتا جو حکام وقت اوس کو اپنا مقتدا سمجہتے تھے اوس کی مدد کرتے جب یہ
سختی بہت بڑہ گئی اور فساد پیدا ہونے کا احتمال ہوا تو شیخ عبداللہ نے شیخ علائی کو سفر حجاز
کے لئے آمادہ کیا اور تین سو ستر خاندان اوسی بے سر و سامانی کی حالت مین ہمراہ ہوئے
خواص پور واقع سرحد جونپور مین یہ قافلہ پہونچا تو خواص خان نے استقبال کیا اور معتقد ہو گیا
لیکن تھوڑے سے عرصہ مین مذہب مہدویہ کی برائی اوس پر روشن ہو گئی شیخ علائی نے یہ
بات سمجھکر خواص خان سے تعلق توڑ دیا اور یہ بہانہ کر کے کہ امر معروف اور نہی منکر مین
میری اطاعت نہین کرتا اوس سے رنجش ظاہر کر کے خواص پور سے اپنا قافلہ اوٹھا دیا
اور حج کا عزم فسخ کر کے بیانہ کو واپس چلا گیا سلیم شاہ اون دنون آگرہ مین مقیم تھا شیخ علائی
کا حال سنکر اپنے دربار مین بلایا جب شیخ دربار شاہی مین داخل ہوا تو آداب شاہی بالکل
ترک کر دئے صرف سلام علیک مشروع طور پر کی سلیم شاہ نے بکراہیت جواب دیا علیک السلام
مقربین کو یہ بات سخت ناگوار گذری ملا عبداللہ سلطان پوری المخاطب بہ مخدوم الملک شیخ علائی
کا مخالف ہو گیا اور اوس کے قتل کا فتوے بہی دیدیا اور بادشاہ سے عرض کیا کہ یہ شخص
خود بھی مہدویت کا مدعی ہے سلیم شاہ نے مرزا رفیع الدین انجو اور ملا جلال الحکیم دانشمند اور
ملا ابو الفتح تھانیسری وغیرہ علما کو جمع کر کے اس قضیہ کی تشخیص اونکے حوالہ کی سلیم شاہ کی
حضور مین مجلس مباحثہ مقرر ہوئی شیخ علائی علما سے مغلوب ہو گیا جواب نہ دے سکا مگر اسطرح
قرآن کی آیات کے معانی بیان کرنے لگا کہ اوس کی تقریر نے بادشاہ کے دل مین
اثر کر لیا اور بادشاہ نے شیخ سے کہا کہ اگر تم اس دعوے باطل مہدویہ کو ترک کر دو تو مین تمکو

اپنی تمام قلمرو کا محتسب بنا دیا اور تم اب تک میرے سبب حکم امر معروف کرتے رہے
محتسب ہوجانے کے بعد میرے حکم سے یہ کام کروگے مگر شیخ نے سلطان کی بات
کو منظور نہ کیا سلطان نے اوسے قتل کرنا یا سرحد دکن پر ایک شہر ہے ہنڈیہ وہان
بھجوا دیا وہان کا حاکم بہادر خان سلیم شاہ کے امرا مین سے تھا تمام لشکر سمیت شیخ علائی
کا معتقد ہو گیا مخدوم الملک نے اسبات کو ایک برے پیرایہ مین بادشاہ سے عرض
کرکے شیخ علائی کو وہان سے واپس طلب کرایا اس مرتبہ بھی سلیم شاہ نے علما کو جمع کیا
اور اس قضیہ کی تشخیص مین بہت کچھ توجہ کی مخدوم الملک نے بادشاہ سے کہا کہ شیخ علائی
خود بھی مہدی ہونے کا مدعی ہے اور مہدی تمام روے زمین کے بادشاہ ہونگے سنا
لشکر آپکا اور آپکے اکثر عزیز بھی در پردہ اوسکے معتقد ہوگئے ہین آپکی سلطنت مین فتور
پیدا ہوجانے کا اندیشہ ہے مگر بادشاہ کا مزاج شیخ علائی کے قتل پر آمادہ نہوا بہار مین شیخ
بڑہ ایک نہایت دانشمند شخص رہتا تھا شیر شاہ اوسکا بڑا معتقد تھا یہانتک کہ اوس کی
جوتی اپنے ہاتھ سے سیدہی کرتا تہا سلیم شاہ نے شیخ علائی کو اوس کے پاس بھیجا کہ
جو کچھ اس کے حق مین شیخ بڑہ لکھ دے وہ کیا جائے شیخ بڑہ نے بھی مخدوم الملک کے فتوی
کی تقلید کی اس زمانہ مین مرض طاعون کا بڑا زور تھا شیخ علائی بھی اس مرض مین مبتلا ہوگیا جب
بادشاہ کے حضور مین شیخ بڑہ کے فتوے کے ساتھ پیش ہوا تو اسوقت بولنے تک کی
اوس مین طاقت نہ تھی سلیم شاہ نے آہستہ اوس کے کان مین کہا کہ اگر تم میرے
سامنے یہ کہدو کہ مین مہدوی نہین ہون تو مین تمکو رہا کردون مگر اوس نے نہ مانا سلطان نے
حکم دیا کہ اوس کے کوڑے مارو تیسری کوڑی مین اوسکی جان نکلگئی یہ واقعہ ۹۵۵ ہجری کا ہے
جمال خان مہدوی کی ہدایت سے نظام شاہی خاندان کے چھٹے بادشاہ اسمٰعیل بن برہان
نظام شاہ ثانی نے بھی یہ مذہب اختیار کر لیا تھا فرقہ مہدویہ کو اسوقت مین بڑی رونق ہوگئی
تھی انکے کارنامے تاریخ فرشتہ کے مقالہ سوم کی روضہ سوم مین مفصل مندرج ہین علاقہ

سے جسے پور کر جسکو ڈھونڈار کہتے ہین وہان اس قوم کی آمد کی ابتدا یون ہوئی کہ امرائے افاغنہ
کہ دہلی کی اطراف مین سلاطین لودہی اور شیر شاہی کے وقت سے جاگیردار تھے جلال الدین
اکبر شاہ نے شیر شاہ کی طرفداری کی وجہ سے انکا اخراج کیا یہ لوگ مغلوب ہوکر گجرات
کو چلے گئے اور وہان علمائے مہدویہ زدوکشت اہل اسلام سے ہراسان ہوکر انکی پناہ
مین آئے جب اختلاط پیدا ہوگیا کچہ افاغنہ نے یہ مذہب اختیار کرلیا اور کچہ اپنے تسنن پر
باقی رہے جب ان پٹہانون کی صفائی راجہ جسے پور نے اکبر سے کرادی تو یہ لوگ لوٹ کر جسے پور
کے علاقہ مین آگئے لیکن مذہب مین ویسے ہی دو رنگ رہے چنانچہ ابتک وہی رنگ
ہے کہ مندوزئی وغیرہ چند فرقے سنی ہین اور دوسرے فرقے قوم بنی وغیرہ مہدوی
ہین ان دیہات کے علاوہ دکن مین بھی مہدویہ جابجا بکثرت موجود ہین اور اکثر صاحب ثروت
بھی ہین سرنگا پٹن مین سلطان ٹیپو کے پاس بھی بہت سے افغان مہدوی نوکر تھے یکبار
عدول حکمی کی سزا مین فوج سلطانی کے ہاتھ سے کئی سو مارے گئے باقی وہان سے نکلوائے
گئے سردار خان عرف سے نئی مہدوی ملازم باجے راؤ والی پونا نے خلاف حکم اپنے آقا کے
چھاونی انگریزی پر حملہ کیا اور تمام دولت مرہٹہ کی برباد کرگیا باجے راؤ کو انگریزون نے ۱۲۳۲ھ
مین گرفتار کرکے بٹہور پہونچا دیا پھر جب سب ریاستین دکن کی بگڑ گئین چارون طرف سے سمٹ کر
مہدویہ حیدرآباد دکن مین آگئے اور وہان وہ اکثر [illegible] اور عزت راجہ چندو لعل پیشکار کی بدولت
پیدا کی [illegible] کی جمعیت [illegible] بیش قرار نوکر ہوئے بعض دولتمند انکی
[illegible] تک [illegible] اور یہان اپنی [illegible] و ثروت کے غرور مین معتقدات مذہب مین ہر ایک
سے بیباکانہ بحث و تکرار شروع کی یہانتک کہ ۱۲۳۰ ہجری مین مولوی عبدالکریم کو بحث
مذہب [illegible] مسجد مین [illegible] تھے اہل سنت نے بھی [illegible] جمع ہوکر مہدویون
کے [illegible] کی [illegible] مہدوی اور سنی
باہم لڑگئے [illegible] نواب سکندر جاہ [illegible] نشین تھے انہون نے انگریزی فوج کی مدد سے

انکو ملک سے نکالدیا دربدر شہر بشہر باہر باہر حدود ممالک محروسہ آصفیہ سے پھرنے
لگے ایک مدت دراز اسیطرح گذری اور نواب سکندر جاہ کا انتقال ہوا اور نواب ناصر الدولہ
مسند نشین دولت آصفیہ کی ہوئے اور بسبب انقراض عہد اور بعد مدت کے اہل
حیدرآباد کے دلون سے بھی بغض وطیش کم ہوگیا تب لالہ چندو لعل کے دربار مین بدرائے
اور رشوتین دے دیکر ایک ایک دو مہدوی آگھسنا شروع ہوئے اور راجہ کی نظر عنایت
سے پھر انکا جماؤ ہوگیا۔

مہدویہ کہتے ہین کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار مین ایک صدیق تھے تو میران
کے دربار مہدویت مین دو تھے سید محمود اور خوندمیر اور اگر وہان خلفائے راشدین چار
تھے تو یہان پانچ تھے سید محمود وخوندمیر میان نعمت میان نظام میان دلاور اگر وہان
عشرہ مبشرہ تھے تو یہان بارہ تھے پانچ مذکورین اور باقی کے نام یہ ہین امین محمد اور
ملک معروف اور عبد المجید اور ملک جیو اور یوسف اور ملک گوہر اور ملک برہان الدین
اور اگر آنحضرت کی امت مین تہتر فرقے ہین تو مہدی کی امت مین چوہتر فرقے ہین
ایک فرقہ کہ عقیدۂ خوندمیر پر ہے ناجی ہے باقی غیر ناجی اور سید محمود پسر مہدی کو مہدی
ثانی بھی کہتے ہین اور میان خوندمیر داماد مہدی کو بدلہ مہدی بھی کہتے ہین کیونکہ قتال کا
کام مہدی سے نہوا اونکے بدلے مین اونہون نے کیا اوس کو جنگ بدر ولایت
کہتے ہین اور اسد اللہ الغالب بھی انکا لقب ہے اور انکے بیٹے سید محمود خاتم مرشد
نواسۂ مہدی کو حسین ولایت کہتے ہین انکے ساتھ لڑکپن مین خدا ہمیشہ کھیلا کرتا تھا جیسا
پنج فضائل مین منقول ہے اور اونکی مان فاطمہ ولایت ہین اور مہدی کی سب بیبیان
بالمدارج مطہرات اور امہات المومنین ہین اور مہدی کے نواسے سید محمود نامی کو حسین
ولایت قرار دیکر امام حسین شہید کربلا علیہ السلام کی برابر یا اون سے بہتر جانتے ہین
اور سید محمود کی شہادت اسطرح تراشی ہے کہ ایکروز سید محمود بعد نماز تہجد کے جانماز

پر بیٹھا تہا کہ یزید کی روح سگ کتے کی صورت مین وہان داخل ہوئی محمود نے اپنے ہاتہہ سے اوسکو
ہانکا اوس نے اوس کے ہاتہہ کو ایسا زخمی کیا کہ اوس کے درد سے ۴۰ روز کے بعد
پندرہوین محرم کو انتقال کیا جیسا کہ تذکرۃ الصالحین مین مذکور ہے شاید ایسا ہوا ہوگا کہ محمود کے
کسی بستے نے کاٹا ہوگا اور یہ اوس کے زخم سے مرگیا حضرت امام کربلا سے مقابلہ کرنے
کے لیئے بے محنت ٹھاٹھ کربلا کا باندہ لیا مہدویہ کا عقیدہ یہ ہے کہ تصدیق مہدویت سید محمد
جونپوری کی فرض ہے اور انکار انکی مہدویت کا کفر ہے اور سنہ ۹۰۵ ہجری سے کہ اونہون نے
اس سنہ مین دعوی مہدویت کا کیا تھا اسطرف جسقدر اہل اسلام عالم مین گذرے ہین اور گذرین
گے سب بسبب اس انکار کے کافر مطلق ہین مسلمان صرف مہدوی ہین اور سید محمد اگرچہ داخل
امت محمدی ہین لیکن افضل ہین امرائے مومنین ابوبکر صدیقؓ اور عمر فاروقؓ اور عثمان ذوالنورین
اور علی مرتضے رضی اللہ عنہم سے اور سید محمد جونپوری سوائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام
انبیا مرسل سے افضل ہین اور سید محمد جونپوری اگرچہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پورے پورے تابع ہین
لیکن رتبے مین دونون برابر ہین دونون مین سرمو کمی بیشی نہین جو احادیث رسول خدا کی اور تفاسیر
قرآن اگرچہ کیسے ہی روایات صحیحہ سے مروی ہون لیکن سید محمد کے بیان واحوال سے مقابلہ
کر کے دیکہنا مطابق اونکے احوال کے ہون تو صحیح جاننا ورنہ غلط اور سید محمد بالذات مفترض
الطاعت ہین اور سید محمد کے قول مخالف بدیہیات بہی حق جاننے کی قابل ہین اگر وہ سنگریزے
کو جواہر بے بہا کہین تو یہی حق ہے اور سید محمد جونپوری اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہ دو شخص تو پورے
مسلمان ہین اور سوائے انکے حضرات انبیا و مرسلین ناقص الاسلام ہین چنانچہ پنج فضائل مین نقل
کہ شاہ دلاور نے اپنے مہدی سے روایت کی ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام ناک کے نیچے
سے بالائے سر تک مسلمان تھے اور نوح علیہ السلام زیر حلق سے بالائے سر تک مسلمان تہے
اور ابراہیم و موسی علیہما السلام زیر سینے سے سر تک مسلمان تھے اور عیسی علیہ السلام زیر ناف
سے بالائے سر تک مسلمان تھے دوسری بار جب آوینگے پورے مسلمان ہوجاوینگے

اب آدھے مسلمان ہین اور مہدویہ کے نزدیک تصحیح مہدی کا اعتقاد رکھنا فرض ہے او
اوس کو انکی اصطلاح مین یہ معنے ہین کہ تمام ارواح انبیا اور رسل اولوالعزم اور اولیائے
بلند مرتبہ اور تمام مومنین اور مومنات آدم سے اس دم تک سید محمد کے حضور میں
پیش کیجاتی ہین اور یہ انکا داخلہ اور موجودات دیکھتے ہین اور حق تعالیٰ کا ادن ارواح کو
حکم ہوتا ہے کہ تمنے جس خزانہ سے نور لیا تھا پھر اوس محل سے مقابلہ کر کے تصحیح کر
اور جو شخص یہان مقبول ہو وہ خدا کے پاس بھی مقبول ہے اور جو یہان مردود ہوا وہ عند
بھی مردود ہو اور تفصیل اسکی مطلع الولایت مین موجود ہے اور جب تک آدمی بچشم سر یا
دل یا خواب مین خدا کو نہ دیکھے مومن نہین ہے مگر طالب صادق کہ اپنے دل کو غیر حق
سے پھیر کر خدا کی طرف متوجہ ہو کر ہمیشہ مشغول بخدا رہے اور دنیا اور خلق سے عزلت اختیار
کرے اور خودی سے باہر آنے کی ہمت کرتا ہووے ایسے شخص کے حق مین بھی مہدی
نے حکم ایمان کا کیا ہے چنانچہ عقیدہ خوندمیر مین جسکو مہدوی ام العقائد بحر الفوائد
مین مذکور ہے غرضکہ یہ چار قسم کے لوگ مومن ہین اور باقی سب انکے نزدیک کافر ہین اور
مہدی کا قول ہے کہ تین پہر خدا کا ذکر کرنے والا منافق ہے اور چار پہر ذکر کرنے والا مشرک
ہے اور پانچ پہر کا ذکر کرتے والا مومن ناقص ہے اور آٹھ پہر کا ذکر کرنے والا مومن کامل
ہے پس اسی سبب سے انکے نزدیک کسب حرام ہے کیونکہ انکے نزدیک حالت کسب
مین یاد الٰہی متعذر ہے اور انکے عقاید سے یہ بھی ہے کہ اشیاء دنیوی اگرچہ حلال
مباح ہون مگر اوسمین مشغول رہنے والا بلکہ اوس کا ارادہ رکھنے والا کافر ہے جیسا کہ
انصاف نامے کے باب پنجم مین لکھا ہے کہ میران نے فرمایا کہ وجود حیات دنیا کفر
چنانچہ زنان و فرزندان و اموال و حیوانات و مزارعات و عمارات و ملبوسات و ماکولات
وغیرہا جو کہ انکا ارادہ ہو اور انمین مشغول ہو وہ کافر ہے اور جو کہ انکا ارادہ رکھے اور
اوس ارادہ مین مشغول ہو وہ بھی کافر ہے اگر کوئی شخص اوس کے ساتھ

رکھی یا اوس کے گھر کو جاوے یا اوس کے ساتھ الفت رکھے وہ ہماری آن سے نہین
ہے اور آن محمدی سے نہین ہے اور آن خدا سے نہین ہے انتہی اور انکے نزدیک
ترک وطن کرنا اور اپنے وطن سے ہجرت کرکے صادقون کی صحبت اختیار کرنا فرض ہی
چنانچہ شواہد کے باب سی و سوم مین مرقوم ہے اور جو شخص کہ اس ہجرت و صحبت کو بجا
نہ لاوے وہ منافق ہے مہدویہ کے نزدیک مہدویت اور نبوت مین نام کا فرق ہی
اور کام اور مقصود ایک ہے جیسا کہ شواہد کی تیرہوین باب مین لکھا ہے اور انکے نزدیک
سید محمد علم و عمل دونون مین معصوم ہین ہر ایک عمل اور بیان مہدی کا اللہ کی تعلیم سے جاننا
اور اونپر احکام تازہ بتازہ نو بنو خدا کی طرف سے اترنے کا یقین رکھنا انکے نزدیک فرض
ہے پس اگر کسی مجتہد یا مفسر کا قول موافق حکم و بیان مہدی کی نہووے تو وہ قول خطا ہی
اور احادیث احاد مین سے جو حدیث انکے قول و فعل کے مخالف ہو تو وہ نبی صلی اللہ علیہ
وسلم سے نہین بلکہ کسی راوی کی غلطی ہے غرضکہ سید محمد کی افعال و اقوال سب معصوم
ہین اور عبارت قرآنی مین بعض جا توجیہ و تاویل بھی درست ہے یہان تاویل و توجیہ مطلقاً کفر ہی
چنانچہ آخر رسالۂ فرایض سے معلوم ہوتا ہے سید محمد نے سوائے نمازون فرض
کی ایک اور نماز ششم فرض ٹھہرائی ہے کہ وہ دوگانہ ستائیسوین رمضان کا ہے اور
سوائے زکوٰۃ فرض اسلامی کے ایک عشر فرض کیا کہ زکوٰۃ سے بمراتب سخت تر ہے
یعنی اللہ تعالے نے زکوٰۃ باین آسانی فرض فرمائی کہ جب آدمی ساڑھے باون تولہ
چاندی یا بیس مثقال سونے کا مالک ہووے اور فارغ حوائج اصلیہ اور قرض سے ہوکر
ایک سال کامل اس پر گذرے تب چالیسوان حصہ اوسکا فقرا کو دینا اوس پر فرض ہی
اور سید محمد نے یہ فرض نکالا کہ آدمی جب کسی قدر مال کا مالک ہووے قلیل ہو یا کثیر اوس
کا دسوان حصہ خیرات کرنا اوسپر فرض ہو یہ عبادت مالی ہے برابر زکوٰۃ کے چنانچہ کتاب
سبعۃ البراہین تصنیف سید عبد الرحیم بن اسحق بن عبد الحی مہدوی مین مذکور ہے غرضکہ یہ

عشر وہ عشر نہین ہے جو کہ محاصل زمین سے شرع مین مقرر ہے بلکہ یہ ایک تشریع جدید
ہے اور دوگانہ مذکور السابق کے فرض ہونیکی کیفیت سید مصطفےٰ مہدوی نے اپنی کتاب
تالیف ۱۲۸۷ھ مین لکھی ہے کہ رمضان کی ستائیسوین رات کو بعد عشا کے میران کو حکم ہوا
کہ آسمان کی طرف دیکھو جب اوپر نگاہ کی تو دیکھا کہ تمام آسمان اور بہشتین حور و قصور کے
ساتھ آراستہ کی گئی ہین اور تمام ملائک کھڑے ہین تب میران نے فرمایا کہ یہ شب قدر
ہے اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا کہ مین تجھکو یہ دیتا ہون اے سید محمد اس مین دو رکعت نماز پڑہا کر
جیسا کہ حضرت آدم نے نماز فجر پڑہی تھی۔
اور حضرت ابراہیم نے نماز ظہر پڑھی تھی اور یونس نے نماز عصر پڑہی تھی۔ اور عیسیٰ نے نماز مغرب
پڑہی تھی اور موسیٰ نے نماز عشا پڑہی تھی اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز وتر پڑہی تھی لیکن
تو اے سید محمد شب قدر مین اس نماز کو پڑہا کر پس اس بزرگ نے اپنے گیارہ اصحاب
کے ساتھ امامت کر کے نماز دوگانہ ادا کی رکعت اول مین سورہ والضحیٰ اور رکعت دوم مین
سورہ قدر پڑھکر بعد ادائے نماز یہ دعا پڑہی اللھم احینا مسکینا و امتنا مسکینا
واحشرنا یوم القیامۃ فی زمرۃ المساکین ٥ برحمتك یا ارحم الراحمین
اللھم ارنا الحق حقا وارزقنا اتباعه اللھم ارنا الباطل باطلا وارزقنا اجتنا
به برحمتك یا ارحم الراحمین مہدویہ مین وقت دعا کے ہاتھ اوٹھانا خصوصاً
بعد فرض نمازون کے کہ سنت مستمرہ ہے آنحضرت کے وقت سے آجتک تمام
اہل اسلام اسپر متفق ہین مطلقاً ممنوع و موقوف ہے مہدویہ کا عقیدہ یہ ہے کہ سید
محمد خاتم الولایت ہین جسطرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الرسالت ہین اسی لئے مہدویہ
خاتمین بصیغہ تثنیہ کہتے ہین اور انکے نزدیک عالم مین چند چیزین ایسی موجود ہین کہ مخلوق
خدا کی نہین ہین بعضے انمین سے کل وجہ سے غیر مخلوق ہین جیسے جوہر اصل اور روح
حقیقی اور ولایت محمدی اور تمام کتب اور صحایف اور بعضے من وجہ مخلوق اور من وجہ

غیر مخلوق ہین اور ایسی ہی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور سید محمد جونپوری ہین انکے سوا جو کچھ ہی
وہ مخلوق ہے جیسا کہ رسالہ جو ہر نامہ مین مذکور ہے شواہد الولایت کی انتیسوین باب مین
لکھا ہے کہ انکے مہدی نے کہا کہ فرمان حق تعالے کا ہوتا ہے کہ اولی الالباب
الذین یذکرون اللہ قیاماً و قعوداً و علی جنوبہم الآیۃ اے سید محمد یہ آیت فقط تیرے گروہ
کی شان مین ہے پھر کہا میران نے جیسا کہ قوم موسے کا خطاب یہود اور قوم عیسی کا
خطاب نصاری ہے اور امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا خطاب مسلمان ہے ہماری قوم
کا خطاب الوالالباب ہے انتہی اور ستر ہوین باب مین لکھا ہے کہ میران نے دعوی
کیا کہ حق تعالے سے مینے معلوم کیا کہ قرآن مین اٹھارہ آیتین بعضے حق ذات
مہدی مین اور بعضی اونکے گروہ کے حق مین ہین اور وہ مہدی مین ہون پندرہوین باب
مین لکھا ہے کہ میران نے خوندمیر کو کہا کہ تمہاری خبر حقتعالی نے اپنے کلام مین دی ہے
چنانچہ اللہ نور السموات والارض مثل نورہ کمشکوٰۃ سے مراد سینہ خوندمیر ہے فیہا
مصباح سے مقصود تجلی حقتعالی ہے المصباح فیہ زجاجۃ سے مطلوب دل خوندمیر ہے
اور الزجاجۃ کانہا کوکب دری یوقد من شجرۃ مبارکۃ سے مراد شجرہ ذات سید محمد ہے کہ
چوتھے آسمان پر میرا نام سید مبارک ہے تنبیہ الغافلین مین ملا علی قاری کہتے ہین
کہ سنا گیا ہے کہ مہدویہ اپنے جھونپڑے برابر برابر بناتے تھے اور ہر ایک جھونپڑے
مین روزن ہوتا تھا تاکہ ہر ایک شخص دوسرے شخص کے افعال پر مطلع ہوتا رہے یہانتک
کہ اگر ایک مہدوی اپنی عورت سے صحبت کرتا تو دوسرا اسے دیکھتا رہتا اور اس تاکنے
جھانکنے کو یہ لوگ برا نہین جانتے تھے انکا قول یہ تھا کہ ہم سب مرد آپسین بھائی ہین اور ہماری
عورتین باہم بہنین ہین ہمارا آپسین دیکھنا کچھ برا نہین اسنتھی ـ میان نعمت و خوندمیر
نے خلاف آیات قرآن کے حکم کیا کہ ترکہ مہاجر کا اوس کے وارثون کو ندیکر مہاجرین
اصحاب پر بالسویہ تقسیم کرنا چاہیے چنانچہ انصاف نامہ کے باب ہشتم سے ظاہر ہے

سید محمود بن خوندمیر نے کہ مہدی جونپوری کے نواسے اور مہدویوں کے خاتم مرشد اور
حسینِ ولایت ہین انصاف نامہ کے باب ہفدہم مین لکھا ہے کہ انہون نے معاملہ
مین دیکھا کہ قیامت برپا ہوئی اورحق تعالےٰ نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا
کہ حساب خلق کا کرو اونہون نے میران کو فرمایا میران نے خوندمیر کو فرمایا پس خوندمیر
حساب تمام عالم کا کرتے ہین ایضاً اوسی باب مین لکھا ہے کہ انہین میان محمود نے
دوسری بار معاملہ دیکھا کہ مین نے اس عالم سے عروج کیا اورعرش وکرسی سے گذر گیا
وہان کیا دیکھتا ہون کہ حق تعالےٰ کے سامنے بعض اصحاب مہدی کی اپنے سر ونکر
بال کھولے ہوئے ناچ رہے ہین اور دستکین بجا رہے ہین اوس جگہ جو کچھہ رسول خدا
کو دکھلایا تھا مجھکو بھی دکھلا کقولہ تعالیٰ ولقد راٰہ نزلۃ اخریٰ الیٰ ملخصاً انتہیٰ
اسیطرح انکے نانا مہدی نے بھی دعوےٰ کیا تھا کہ ایک رات ثلث شب کے وقت
مین مع سید سلام اللہ کے افلاک پر چڑھتا چلا گیا اور قاب قوسین کا مقام اور کلام ہوا
اور یہ عبارت وحی ہوئی یرضیٰ عنک الرحمٰن انک ماحی البدعۃ والطغیان ومحی السنن والایمان
من یراک لہ الامن والامان ومن آمن بک وجب علیہ الغفران ومن انکر بک حقت لہ
النیران سید مصطفےٰ نے اپنی کتاب اثبات مہدویت مولفہ ۱۲۳۳ھ ہجری مین طویل
عبارت مین اس معراج کا حال بیان کیا ہے سید محمد جونپوری کو جو وحی ہوتی تھی وہ
کبھی عربی زبان مین ہوتی تھی کبھی ہندی مین اور کبھی گجراتی زبان مین منجملہ اونکے ایک
یہ ہندی فقرہ بھی وحی ہوا تھا اے سید محمد دعوےٰ مہدویت کا کھلاتا ہووے تو
کھلا نہین تو ظالمان مین کا کرون چنانچہ شواہد کے باب ہفدہم مین لکھا ہے اور اونکی
وحی ادعائی مین سے یہ عبارت عربی بھی ہے جو ابتدائی رسالہ ام العقائد مین لکھی ہوئی ہے
قال الامام المہدی صلی اللہ علیہ وسلم علمت من اللہ بلا واسطہ جدید الیوم قل انی عبد اللہ
تابع محمد رسول اللہ محمد مہدی الزمان وارث نبی الرحمٰن عالم علم الکتاب والایمان مبین الحقیقۃ

والشریعۃ والرضوان پنج فضائل مین لکھا ہے کہ محشر مین محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور مہدی نوری ہاتھی
پر سوار ہونگے کہ نام اوسکا محمود اہوگا اور گرد اوس کے انبیا و مرسل الوالعزم اور اولیا
وشہدا اور حجاج وغیرہم مومنین امت محمدی چلتے ہونگے اور ذات اس ہاتھی کی
اسقدر لمبی ہونگی کہ اوسپر تمام فرقہ مہدویہ سوار ہوگا غرضکہ میدان حشر مین کہ خلق اپنے
حال مین مبتلا ہے گشت کرکے آگے ذوالجلال کے آکر نکاح اور جلوہ ساتھ بی بی مریمؑ اور
بی بی آسیہؑ کے ہوگا بعد اس کے عرصات مین آکر دونون شفاعت کرین گے۔
شواہد الولایت کی چوبیسوین باب مین کہا ہے کہ مہدی نے کہا ہے کہ مجھکو حق تعالیٰ نے
تمام ارواح اولین اور آخرین کا پیشوا بنایا ہے اور اکتیسوین باب کی سینتیسوین خصوصیت
مین لکھا ہے کہ جناب رسالت مآب نے مہدی کے اصحاب کا مرتبہ اپنے مرتبے
کی برابر فرمایا ہے اور اوسپر یہ بے اصل حدیث بیان کرتے ہین **هُمْ اِخْوَانِی بِمَنْزِلَتِی**
یعنی وہ بھائی میرے ہم مرتبہ میرے ہین اور تعجب یہ ہے کہ مہدویہ دعوے تسویہ یعنی
برابری مہدی کا حضرت خاتم المرسلین کے ساتھ بھی کرتے ہین۔
(۲) سید محمد نوربخش جونپوری کہ اولیا مغلوب الحال سے ہین اونہین ایک گروہ مہدی موعود
جانتا ہے حالانکہ صاحب معارج الولایت کہتا ہے کہ سید محمد نوربخش جونپوری کو ایک روز
حال آیا دیکھتے کیا ہین کہ ایک شخص مخاطب ہوکر کہتا ہے کہ انت مہدی یعنی تو مہدی ہے
انہون نے سمجھا کہ مین مہدی موعود ہون ایک مدت تک اسی دعوے پر رہے آخر جب
حج کو چلے اثنائے راہ مین انکو کشف ہوا کہ مین مہدی بایں معنے ہون کہ ہدایت یافتہ ہون
رہنمائے خلق مین طرف عبادت الٰہی کے نہ مہدی موعود ہون پس اس دعوے سے
باز آگر مریدون اور ہمراہیون کو اس اعتقاد سے پھیر دیا اور کہا کہ جب اس سفر سے پلٹونگا
باقی مریدون کو بھی اس اعتقاد سے باز رکھونگا آخر اثنائے راہ مین وفات پائی بعد اوس کی
ہمراہیون نے غائبون کو یہ خبر پہونچائی بعضے اس عقیدے سے پھر گئے اور بعضے پہلے اعتقاد

پر اڑے رہے۔ (۴۳) ملا علی قاری اپنے اوس رسالہ مین جو اونھون نے ۹۶۵ ہجری مین مہدی موعود وغیرہ کے باب مین مکہ مین لکھا ہے کہتے ہین کہ ایک شخص نے جسے اویس کہا کرتے تھے سلطان بایزید کے عہد مین روم مین مہدویت کا دعوے کیا اسکے اسی خلیفہ تھے ایک دن خلفا کو بلا کر کہا کہ مجھکو کشف سے معلوم ہوتا ہے کہ مین مہدی ہون تم بھی اپنے باطن کی طرف متوجہ ہو جو کچھ تمپر ظاہر ہو میرے سامنے بیان کرو خلفا ایکمدت تک متوجہ رہکر اس کے پاس آئے اور کہا ہمپر یہ ظاہر ہو گیا کہ تم حق پر ہو جب سلطان کے حضور مین یہ واقعہ عرض کیا گیا سلطان بڑا دیندار تھا اوس نے سنکر کہا بہتر ہے تم لوگ خروج کرو مین تمہارے ساتھ موجود ہون اور تمہاری ہر طرح مدد کرونگا بعد چند روز کے جب باطن کی طرف رجوع کیا معلوم ہوا کہ الہام ربانی نہ تھا بلکہ خطرۂ شیطان تھا اوس عزم سے پھر گئے اور سلطان کو بھی مطلع کر دیا۔

(۴۴) سلطان محمد چہارم کے عہد مین ۱۰۷۷ ہجری مین ایک مسلمان نے کردستان مین مہدی موعود ہونے کا دعوے کر کے ہزارون کردون کو اپنا معتقد بنا لیا اور اوسی زمانہ مین ایک یہودی امام سباتہائی نے مسیح موعود ہونے کا دعوے کر کے یہودیون مین عام تحریک پیدا کر دی تھی اور اس اجتماع غریب سے عام مسلمانون کو قرب قیامت کا یقین ہو گیا احمد کوبرلی وزیر اعظم نے مسیح کاذب کو گرفتار کر کے قیدخانہ مین بھیجدیا سلطان نے سباتہائی کو کہا کہ اگر تو تائب ہو کر مسلمان ہو جائے تو مین تیرے جرم سے درگزر کر جاونگا سباتہائی بڑی خوشی سے مسلمان ہو گیا۔ کردستان کے مہدی صاحب کا حشر بھی بعینہ مسیح صاحب کی برابر ہوا موصل کے پاشا نے سباتہائی کے مسلمان ہونے سے چند ماہ بعد اوسی گرفتار کر کے سلطان کی خدمت مین بھیجدیا ظل اللہ کے روبرو جاتے ہی وہ مہدی آخر الزمان کے دعوے سے دست بردار ہو گیا مگر چونکہ اوس نے سلطان کے سوالات کے جواب نہایت معقولیت اور عقلمندی سے دئے سلطان نے خوش ہو کر

اوس کی خطا معاف کردی اور مسیح موعود یا مسیح دجال کی طرح اوسے بہی اپنی ملازمت مین لیکر
خزانہ سلطانی کے محافظین مین داخل کردیا (۵) ہدیہ مہدویہ مین مذکور ہے کہ ازبک
نامی ایک شخص اسی جہوٹے دعوے پر اوٹھکر مہدی کہلایا شہرزور کے پہاڑون کی طرف نکلکر
ایک بڑی جماعت کو اپنا تابعدار کیا آخر اوس طرف کے امیر احمد خان کردی نے اوسپر
فوج کشی کرکے اوس کو قتل کیا اور اوس کی جماعت کو پراگندہ کردیا اور اوس کے بھائی کو
اسیر کرکے راہ راست پر لایا۔

فائدہ۔ عبید اللہ خلفائے مصر کے مورث اعلی کے سوا ملک مغرب مین اور بھی کئی شخص
ایسے گذرے ہین جنہون نے مہدویت کا دعوے کیا۔ انکی تفصیل یہ ہے

(۱) ابن خلکان نے وفیات الاعیان مین لکھا ہے کہ ابوعبد اللہ محمد بن عبد اللہ بن
تومرت کوہ سوس مین جو بلاد مغرب کے منتہی مین ہے ۴۸۵ہجری مین پیدا ہوا تھا قبیلہ
ہرغہ مین سے تھا جنکی نسبت مشہور ہے کہ امام حسن بن حضرت علی علیہما السلام کی نسل
سے ہین جوانی مین طالبعلمی کے لئے مشرق کی سمت گیا تھا امام غزالی علیہ الرحمۃ سے
بھی کچھ پڑہا تھا مدت تک مکہ مین رہا علم حدیث وفقہ وغیرہ علوم شریعت مین دستگاہ حاصل
کرکے زہد وعبادت مین مصروف ہوگیا تھا دنیاداری کی سامان مین سے اوس کے پاس
سوا عصا اور ایک لوٹے کی کچھ اور نہ تھا امر معروف اور نہی منکر مین نہایت سخت اور پابند تھا زبان
عربی اور مغربی نہایت فصاحت سے بولتا تہا اگر کسی سے کوئی ایذا اوس کو پہونچتی تو اوسی
بکشادہ پیشانی برداشت کرلیتا مکہ مین کوئی دشواری اسکو لاحق ہوئی تو مصر کو چلا گیا اور جو کام
مخالف شرع دیکھتا اوس کے مٹا دینے کی بیحد کوشش کرنے لگا لوگون کی سخت مخالفت
کی وجہ سے مختلف باتین کرنے لگا اور اپنی جان کو اونپر دیوانہ ثابت کرنے لگا مصر سے
اسکندریہ کو آیا وہان سے جہاز مین سوار ہوکر اپنے وطن کو روانہ ہوا اوس نے اس سے
بیشتر یہ خواب مین دیکھا تھا کہ دریا کا سارا پانی پی گیا ہون اہل جہاز کو بھی وعظ ونصیحت کرتا اور

قرآن پڑھتا رہتا تھا سنہ ۵۰۰ھ میں شہر مہدیہ میں پہونچا بعضے کہتے ہیں سنہ ۵۱۱ھ میں مصر سے
فقہا کے لباس میں نکلا اور مہدیہ میں پہونچکر مسجد غلاق میں ٹھہرا یہ مسجد سر راہ تھی اوسمین
بیٹھکر راستے کی طرف نگاہ اپنی رکھنے لگا اگر کسی شخص کے پاس کوئی خلاف شرع
چیز پاتا یا کسی کے پاس شراب کا برتن دیکھتا تو اوسے توڑ ڈالتا مسلمانوں نے اوسکا
حال سنا تو اوسکے پاس آنے لگے اور کئی دینی کتابیں اوس سے پڑھیں امیر یحییٰ
بن تمیم بن معز بن بادیس کو اوسکا حال معلوم ہوا تو فقہا کی جماعت کے ساتھ اوسے بھی
اپنے حضور میں بلایا جب امیر کی اوس سے ملاقات ہوئی اور اوسکی بات چیت سنی
تو بہت تعظیم و تکریم کی اور کہا آپ میرے حق میں دعا کیجیے کچھہ دنوں مہدیہ میں اور
رہکر بجایہ کو چلا گیا یہاں بھی اوس نے اپنا وہی حال رکھا یہاں کے آدمیوں نے اوسے
شہر سے نکال دیا موضع ملالہ میں چلا گیا اور یہاں اسکی ملاقات عبد المومن بن علی قیسی
سے ہوئی ملوک مغرب کے حالات میں ایک کتاب ہے اوسمیں لکھا ہے
کہ ابن تومرت کتاب جفر سے واقف تھا جو علوم اہل بیت میں ہے اوس کتاب
میں اسنے یہ لکھا ہوا دیکھا کہ ایک آدمی اس صورت کا سرور کائنات کی اولاد میں سے
ہوگا اور وہ آدمیوں کو راہ خدا کی طرف دعوت کرے گا اور اوس کا مدفن ملک مغرب
میں اوس مقام پر ہوگا جس کے یہ حروف ہیں ت ۔ ی ۔ ن ۔ م ۔ ل ۔ اور یہ بھی اوسی
کتاب میں دیکھا تھا کہ اوس کے اصحاب میں سے ایک آدمی ہوگا جس کے سبب
اوسکے کام کو قوت ہوگی اوس کے نام کے یہ حروف ہیں ع ۔ ب ۔ د ۔ م ۔
و ۔ م ۔ ن ۔ اور پانچویں صدی میں اوسکا ظہور ہوگا ابن تومرت کو یہ خیال پیدا ہوا کہ ایسے
شخص کے ظاہر ہونے کا اب وقت قریب ہے اسلئے عبد المومن کی تلاش میں
پھرنے لگا جس جگہہ جاتا وہاں اور جس شخص سے ملتا اوس کا نام دریافت کرتا اور جلد
اوس کا عبد المومن کے حلیہ سے جو اس کے پاس موجود تھا ملاتا بالآخر ایک

شخص سے ملاقات ہوئی اوس سے نام دریافت کیا جواب دیا مجھے عبدالمومن کہتے
ہین حلیہ ملایا تو موافق پایا بہت خوش ہوا پھر ابن تومرت نے عبدالمومن سے
دریافت کیا تم کہان رہتے ہو اور اب کہان کا قصد ہے عبدالمومن نے کہا کوفیہ کا
باشندہ ہون مشرق کو تحصیل علم کے لئے جا رہا ہون ابن تومرت نے کہا کہ مشرق
اور علم تمنے پا لئے میرے ساتھ چلو یہ سب تمکو حاصل ہو جائیگا عبدالمومن ابن تومرت
کے ساتھ ہو لیا پھر ابن تومرت نے اپنا نام راز اوس سے کہا ابن تومرت کی ملاقات
ایک اور شخص سے ہوئی جسے عبداللہ الونشریشی کہتے تھے یہ شخص فقیہ وجیہ فصیح لغات
عرب و اہل مغرب کا بڑا ماہر تھا ابن تومرت نے اسے بھی اپنے راز سے آگاہ کر کے
موافق کر لیا اور تینون نے مقصود اصلی کے حاصل کرنے پر غور کیا ابن تومرت نے عبداللہ سے
یہ کہا کہ تمکو یہ چاہئے کہ اپنی فصاحت و بلاغت کو چھپا لو ہکلا کے باتین کرنا شروع کرو اور
ایسے طور پر باتین کرو کہ جس سے لوگون پر تمہارا جہل ثابت ہو پھر یکایک اپنے فضائل
اور فصاحت لسانی کو ظاہر کرنا کہ لوگون کو تمہارا معجزہ ثابت ہو اور جو کچھ مین لوگون سے
کہون اوسپر یقین کرین اس مشورے کے بعد ابن تومرت اہل مغرب سے ملا اور
اونکو موافق کرنا شروع کیا چھ آدمی اس کے ہمراہی اور رفاقت کو آمادہ ہوئے اور یہ تمام
جماعت مراکو کو روانہ ہوئی اسوقت یہان کا حکمران ابوالحسن علی بن یوسف بن تاشفین
تھا جو المرابطین یا ملثمین سے ہے اور نہایت حلیم عادل متواضع تھا مالک بن وہب کو
ابن تومرت کی بات چیت معلوم ہوئی تو اوس نے سلطان سے کہا کہ مین دیکھتا ہون
کہ ایک ایسا دروازہ کھلنے والا ہے جسکا بند کرنا مشکل ہوگا مناسب یہ ہے کہ ابن تومرت
اور اوس کے ساتھیون کو علما کے مجمع مین بلا کر اوسکی باتین سنو ابن تومرت ایک ٹوٹی
ہوئی مسجد مین شہر کے باہر ٹھہرا ہوا تھا سلطان نے اوسے دربار مین بلایا اور علمائے
شہر کو بھی جمع کر کے اون سے کہا کہ اس شخص سے دریافت کرو کہ تمہارا کیا مدعا ہے

قاضی محمد بن اسود نے ابن تومرت کی طرف مخاطب ہوکر کہا کہ یہ سلطان عادل حلیم اللہ تعالیٰ کے احکام کا پابند ہے اپنی خواہشات نفسانی پر اللہ کی فرمان برداری کو ترجیح دیتا ہے اس سلطان کے حق مین تمہاری زبانی بعض باتین اس کے خلاف سننے مین آئے ہین ابن تومرت نے کہا کہ جو کچھ باتین سلطان کے حق مین میری زبانی تم تک پہونچی ہین وہ واقع مین سیمنے کہی ہین اور ابہی بہت کچھ کہونگا قاضی صاحب تمنے جو یہ کہا کہ یہ سلطان اللہ کے احکام کا پابند ہے اپنی ہوا وہوس پر طاعت الٰہی کو ترجیح دیتا ہے یہ قول تمہارا معتبر نہین تمہاری انہین خوشامد کے الفاظ نے سلطان کو دہوکے مین ڈالدیا ہے یہ تمکو خوب معلوم ہے کہ اکثر ناجایز کام اوس کی قلمرو مین ہوتے ہین لوگ شراب علانیہ بیچتے ہین سُور علی الاعلان پالتے ہین یتیمون کا مال لیتے ہین اسیطرح کی اور کئی باتین ابن تومرت نے بیان کین سلطان دیندار نے اوسکا کلام سنکر خجالت سے سر جہکالیا اور رونے لگا حاضرین نے سمجہہ لیا کہ یہ شخص سلطنت کی طمع رکھتا ہے سلطان پر اوس کی باتون کا اثر پیدا ہوگیا ہے مگر سلطان کے رعب کی وجہ سے خاموش رہے مالک بن وہب نے اوسوقت سلطان سے عرض کیا کہ مین جو کچھ آپ سے کہتا ہون اوس پر اگر توجہ کیجائے گی تو انجام آپکا بہتر ہوگا ورنہ ایک بڑی سخت مصیبت مین پہنس جانے کا اندیشہ ہے آپ اوسے اور اوس کے ہمراہیون کو گرفتار کرلیجئے اور ایک دینار روزانہ اونکے خرچ کے لئے مقرر کردیجئے تاکہ یہ کوئی فتور پیدا نہ کرسکے اگر ایسا انتظام آپ نے نکیا تو پھر ایسا وقت آئے گا کہ تمام خزانہ خرچ کرنے سے بھی اسکا تدارک نہوسکے گا سلطان نے یہ بات کرنا چاہی مگر وزیر نے عرض کیا کہ ایسا مناسب نہین ابھی تو آپ اس کی بات پر آبدیدہ ہوگئے تھے اور ابھی گرفتار کرنا چاہتے ہین یہ ایک محتاج آدمی ہے کیا کرسکتا ہے سلطان نے ابن تومرت کو رخصت کردیا اوس نے دربار سے نکلکر یارون سے کہا کہ اس مقام پر ہمارا ٹھہرنا مفید نہین مالک بن وہب ہماری مخالفت پر آمادہ ہے یہان ٹھہرنا خلاف

مصلحت ہے شہر اغمات مین ایک فقیہہ عبدالحق بن ابراہیم نامی میرا دوست ہے
اوس کے پاس چلکر مشورہ کرین ابن تومرت اور سب ہمراہی وہان پہونچے اور عبدالحق
سے ساری سرگذشت بیان کی اوس نے کہا کہ تمہارا یہان رہنا بہتر نہین یہان سے
ایک منزل کے فاصلہ پے تینمل نام پہاڑ مین ایک موضع ہے تم وہان جاکر رہو اوس جگہ
تمہاری حفاظت بخوبی ہوگی جب یہ جماعت تینمل گئی اور نہایت زہد و تقوے اور فقر و فاقہ
کے ساتھ بسر اوقات کرنے لگے مسلمانون کو انکے ساتھ حسن عقیدت پیدا ہوگئی ابن
تومرت کی اس ضلع مین بڑی شہرت ہوگئی مقدس اور مذہبی پیشوا مانا گیا اطراف سے
لوگ اوس کی پابوسی کو آنے لگے ابن تومرت کے پاس جو کوئی آتا یہ اوس سے یہی کہتا
کہ مین سلطان مراکو پر خروج کرونگا تم بھی میری شرکت کرو جو شخص قبول کرتا اوسے
اپنے اصحاب مین داخل کر لیتا جو انکار کرتا اوس سے اعراض کرتا بہت سے نوجوان
اوس کے ساتھ ہوگئے دور اندیش لوگ انکو سمجھاتے تھے اس انتظام کو زیادہ عرصہ
گذرنے سے ابن تومرت کو یہ خیال پیدا ہوا کہ مبادا مین مرجاؤن اور یہ سارا انتظام ناتمام
رہے یا سلطان ان کو ہمون کو کچھ دے دلا کے مجھے انکے ہاتھ سے نقصان پہونچوا دے
اس لئے خروج کے لئے حیلہ ڈھونڈھنے لگا ان پہاڑیون کے بعضے بچے سرخ و سفید
کنجی انکھون والے اور اونکے باپ سانولے سیاہ چشم دیکھکر اوسنے دریافت کیا کہ اولاد
اور مان باپ مین اس اختلاف رنگ کا کیا سبب ہے اونہون نے بھید نہ بتایا اس نے اصرار
کیا تو جواب دیا کہ سلطان کے غلام ہر سال خراج وصول کرنے کے لئے اس پہاڑ پر آتے
ہین اور ہمارے مکانون مین ٹھہرتے ہین اور ہماری عورتون سے صحبت کرتے ہین ہم
اونکی اس زیادتی کے روکنے کی قدرت نہین ابن تومرت نے کہا کہ ایسی زیست سے
موت بہتر ہے تم جیسے شجاع تیغ و نیزہ کے چلانے والے ایسی بیحیائی پر کیسے راضی
ہو اون لوگون نے جواب دیا کہ ہمکو ضرورت نے مجبور کیا ہے ابن تومرت نے کہا کہ اگر کوئی

تمہاری حمایت اور سرپرستی کرے تو کیا کروگے سب نے جوابدیا کہ اوس کے نثار
اپنی جانین نثار کردینگے دشمنون کو مارینگے اور مرینگے مگر ایسا آدمی کہان ہے
ابن تومرت تو اس بات کی تلاش مین تھا اون سے وعدہ کیا کہ مین تمہارے ساتھ ہون
انہون نے اس کی سرداری منظور کی ابن تومرت نے سب سے معاہدہ کرکے کہا کہ
تیاری کرلو جب سلطان کے غلام یہان آوین اور تمہاری عورتون سے ہم بستری کی خواہش
کرین تو تم شراب انکے پاس رکھدینا جب وہ پیکر نشے مین متوالے ہوجاین تو مجھے مطلع
کرنا غرضکہ وہ غلام حسب معمول آئے اور پہاڑیون نے اونہین مست کرکے ابن تومرت
کو خبر کی اس نے حکم دیا سب کو قتل کرڈالو حکم کی تعمیل ہوئی ایک غلام حبشی کسی ضرورت سے
باہر چلا گیا تھا وہ بچکر بھاگ گیا اور سلطان کو سب حال سے مطلع کیا سلطان کو ابن تومرت
کی اس کاروائی سے تاسف کیا اور اب خیال ہوا کہ مالک بن وہب کی تجویز اسکی
نسبت بہت مناسب تھی سلطان نے سوارون کی فوج کو باغیون کی سزادہی کے لئے
روانہ کیا ابن تومرت نے پہاڑیون سے کہا کہ بلند مقامات اور درون مین چھپکر سوارون پر
اتنے پتھر برساؤ کہ اونکے منہہ پھرجاین اس سخت مقابلے سے تمام سوار بھاگ نکلے
سلطان نے سمجھ لیا کہ اب پہاڑیون پر قابو حاصل کرنا مشکل ہے اور فوج تسخیر کو بھیجی
اس موقع پر ابن تومرت نے عبداللہ سے کہا کہ اپنے فضل و کمال کو ظاہر کرو
اور ہکلانا چھوڑدو اوس نے ایسا ہی کیا اور نہایت فصاحت و بلاغت کے ساتھ کلام
کرنے لگا اور لوگون کے سامنے بیان کیا کہ مین نے شب کو خواب مین دیکھا کہ دو فرشتے
آسمان سے اترے [illegible] جنہون نے میرے سینہ کو شق کرکے اوسمین قرآن کے
[illegible] علوم اور حکمت [illegible] اوس کی اطاعت کرنے لگے ابن تومرت نے
اوس [illegible] کہا کو [illegible] تو بتادے کہ مین سعید ہون یا شقی عبداللہ نے جوابدیا
[illegible] ابن تومرت تو [illegible] قائم [illegible] اللہ [illegible] سے موافقت کرے گا وہ سعید ہے

اور جو تیرے ساتھ مخالفت کرے وہ شقی ہے اپنے سب یارون کو میرے سامنے
پیش کر کہ تجھکو یہ بتادون کہ فلان دوزخی ہے اور فلان بہشتی اس حیلہ سے ابن تومرت
کے سارے مخالف قتل کرا دیئے گئے اور جسقدر دوستان صادق باقی رہے اور مقتولون
کے اہل وعیال سب کو جنتی ہونے کا مژدہ دیا اور یہ خوشخبری اونکو سنائی کہ قلمرو مراکو تمہاری
قبض و تصرف مین آجاویگا اور تم سلطان کے تمام خزانے اور ہتیارون کے مالک
ہوگے تمام آدمی اس پیشین گوئی اور مژدہ سے بہت مسرور ہوئے اب ابن تومرت نے
دس ہزار آدمیون کی فوج جمع کر کے مراکو کے محاصرہ کے لئے بھیجی اونکا افسر ان سب کا عبد المومن
اور وہی عبد اللہ تھے اور خود ابن تومرت پہاڑ پر رہا ایک مہینے تک مراکو کا محاصرہ رکھنے
کے بعد اس سپاہ نے شکست پائی بہت سے آدمی کام آئے مقتولون مین عبد اللہ کا
شمار بھی ہے عبد المومن کے ساتھ یہ تمام مفرور سپاہی ابن تومرت کے قیام گاہ کو واپس آئے
مگر انکے واپس پہونچنے سے پیشتر ہے ابن تومرت کا ۵۲۴ سنہ ہجری مین انتقال ہوگیا تھا
شکست کی خبر اوسکو اپنی حیات مین ہو چکی تھی اس لئے اوس نے حاضرین کو سمجھا دیا
تھا کہ ایسی شکست سے دل نچھوڑین لڑائی مین یہی ہوتا ہے کبھی آپ فتحیاب ہوتے ہین
کبھی مخالف فتح پاتا ہے صبر اور استقلال رکھنے سے ہر طرح کامیابی حاصل ہوگی ابن
تومرت نہایت اولوالعزم صابر شجاع تھا اس کے ظہور کی ابتدا ۵۱۴ سنہ سے ہے متوکل اتنا
بڑا تھا کہ جب اوسکو فتوحات حاصل ہوئین اور اس کے ساتھیون نے ٹھاٹ امیرانہ بنانا
چاہا تو اس نے لوٹ کا تمام مال جمع کر کے جلا دیا اور سب سے کہدیا کہ جو شخص دنیا کے
فرسے چاہتا ہے وہ میرے پاس سے چلا جائے یہان آخرت ہے جسکا نفع اللہ
تعالے کے پاس ہے ابن تومرت نے اپنے فرقہ کا نام موحدین رکھا تھا اس تمام
بیان اور کتب تواریخ کی تحقیقات سے اتنا حال ضرور تحقیق ہوگیا کہ ابن تومرت کا دعوے
یہ نتھا کہ مین مہدی موعود ہون بلکہ غرض اوس کی اس لفظ سے ہدایت کرنے والے

سکے معنے تھے جو اوس کو مہدی موعود ہونے کا مدعی سمجھتے ہین وہ کوچہ تحقیق سے دور ہین ابن تومرت کی وفات کے بعد عبد المومن بن علی اوسکا خلیفہ ہوا فرقہ موحدین فی علی سلطان مراکو کے ساتھ بہت جنگ کی اور پہلے پہلے شکست کھاتے رہے بالآخر عبد المومن نے علی ابن یوسف کو سنہ ۵۳۹ ہجری مین اور اوس کے بھائی اسحاق کو سنہ ۵۴۲ ہجری مین قتل کیا اور المرابطین کی حکومت اسی برس کے بعد ختم ہوگئی اور موحدین نے تمام مغرب پر قبضہ کر لیا اور بالآخر اندلس کے بقیہ اسلامی سلطنت پر بھی قابض ہوگئے

(۲) فتوحات اسلامیہ مین لکھا ہے کہ ایک شخص متصوفہ کی جماعت مین سے تھا اس نے شہر سوس مین جو مغرب مین واقع ہے اور سوس الاقصے کہلاتا ہے ظہور کیا پھر مسجد ماسہ مین آیا اور دعوے کیا کہ مین فاطمی اور مہدی منتظر ہون اور لوگ چونکہ حوادث کے ظہور کی وجہ سے مہدی موعود کے ظہور کے منتظر ہو رہے تھے اس لئے اوسکو موقع ہاتھ آگیا اور اون سے کہا کہ مہدی کی دعوت یہین سے اول شروع ہوگی بربر کی بہت سی رعایا نے اوس کے اس دعوے کی اجابت کی یہان کے سردارون نے فتنہ بڑھ جانے کے خوف سے ایک آدمی کو اوس کے قتل کے لئے مامور کیا جس نے گھات سے اوسے سوتے ہوئے کو مار ڈالا اور یہ شورش دفع ہوگئی۔

(۳) ہدیہ مہدویہ مین لکھا ہے کہ ایک کیمیاگر سید محمد نامی نے سات سو ہجری مین ملک مغرب کی طرف سے نکلکر دعوی مہدیت کا کیا اور اکثر اوس اطراف کے لوگون کو مطیع کر لیا آخر دروغ اوس کا نہ چلا چند مدت مین مع اپنی جماعت کے مارا گیا۔

(۴) اوسی مین لکھا ہے کہ محمد بن عبد اللہ نامی نے سنہ ۹۱۷ ہجری مین اطراف مصر مین مہدی بنکر ایک جنگلی جماعت کے ساتھ خروج کیا تھا آخر کو اوس طرف کے حکام کے ہاتھ پر قید ہوکر توبہ کی۔ (۵) ملا علی قاری نے اپنے اوس رسالہ مین جو مہدی کی باب مین سنہ ۹۶۵ ہجری مین تالیف کیا ہے کہتے ہین ایک شریف آدمی نے بلاد مغرب مین مہدویت کا دعوے کیا اور

اور ابتک موجود ہے اوس کی شوکت بہت بڑھگئی ہے مغرب کے شہرون مین سے
چار منزل تک اوس کے قبضہ مین آگیا ہے وہ اب بڑی ترقی پر ہے۔

(۶) انسائکلوپیڈیا برٹانیکا جلد ۱۵ کے صفحہ ۲۸۵ مین مہدیون کے بیان کے متعلق
ایک نوٹ ہے اوس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک شخص نے ولایت اڈن[1] مین اور
ایک شخص نے طرابلس[2] الغرب مین کہ شمالی افریقہ مین واقع ہے اور طریپولی کے نام
سے بھی مشہور ہے مہدویت کا دعوے کیا تھا طرابلس والا مہدی سید محمد ابن علی سنوسی
کہلاتا ہے جو ۱۷۹۱ء مین پیدا ہوا مگر یہ بات درست نہین کہ سید محمد نے مہدویت کا
دعوے کیا تھا اگر وہ مہدی سمجھنے کے قابل ہین تو صرف اسی قدر ہین کہ ہدایت کرنے
والے ہین نہ مہدی موعود اور نہ کبھی اونھون نے اسبات کا دعوے کیا اور نہ اونکے
اصحاب اس بات کے اونکے معتقد ہوے سید محمد کے حالات یہ ہین کہ اوس نے
قاہرہ کی جامع ازہر مین معمولی تعلیم حاصل کرنے کے بعد مشہور علما اور صوفیہ سے استفادہ
کرنے کے لئے جابجا سیاحت کی محمد سنوسی اصل مین موستاغانم واقع الجزائر (الجیریا)
سے ۱۸۳۰ء مین ٹریپولی مین آیا تھا اور پرہیزگاری مین مقام فیض واقع مراکش (مراکو) مین
اوس کی بہت شہرت تھی پھر حج کو گیا اور ۱۸۳۵ء سے ۱۸۴۳ء تک مکہ معظمہ مین رہا پھر اسکندریہ
آیا اور زاویہ مین ٹھہرا قاہرہ کے شیخ الاسلام نے اوسکو وہان سے نکلوا دیا شیخ سنوسی صحرا
لیبیا[3] مین جبل اخضر کو چلا گیا اور جبل اخضر بن غازی کے قریب ہے اور یہان سے وہ

[1] اڈن غزل حصار ٹرکی کا ایک شہر ایشیا اناطولیا کے صوبے مین سمرنا سے جنوب و مشرق کو ۷۰ میل کے فاصلہ پر ہے
[2] جام جم مولفہ فرہاد مرزا ولیعہد مطبوعہ طہران کے صفحہ ۵۶۶ باب ۶ مین ہے طرابلس مغرب کہ در کتب قدیمہ ضبط است ہمان تری پولی است یعنی سہ شہر و آنرا اطرابلس باضافہ الف نیز خوانند و طرابلس دو شہر است یکی طرابلس شام ست دیگی طرابلس مغرب ست و ہر دو در ساحل دریا اتفاق افتادہ طرابلس شمالی افریقہ مین مصر اور ٹونس کے درمیان واقع ہے قدیم بربری ریاستون مین یہ ریاست سب سے مشرقی تھی اسکی شمال مین بحیرہ روم اور جنوب مین صحرا عظیم کا حصہ
[3] صحرا لیبیا کو نام سے مشہور ہو بارتھولومیو کی انگریزی اٹلس مین افریقہ کے نقشہ ۵۳ مین صحرا لیبیان دکھایا ہے

جغبوب کو گیا جسکو کبھی یورپین سیاح نے نہین دیکھا تھا ۱۸۵۵ء مین شیخ سنوسی نے
سلطان سے فرمان حاصل کر کے ایک زاویہ بنایا جسکے آس پاس کھجور کے درخت تھے
اور ایک ہزار کے قریب اوس کے پیرو وہان جمع ہو گئے اوس کے عقاید مذہبی بڑی قبولیت
کے ساتھ شمالی اور وسطی افریقہ مین پھیل گئے اوسکا بڑا مدعا یہ تھا کہ اسلامی ممالک کو مغربی
تہذیب کے بیش قدمی اور عیسائی طاقتون کے اثر سے محفوظ رکھنے کے لئے ایک
سد سکندری بنا جائے اسی سلئے وہ اون نئے تمام دستورون کا جنھین ترکی یا مصری
حکومت نے یوروپین تہذیب کی تقلید مین اختیار کیا تھا سخت مخالف تھا اوس نے
ایک سو کے قریب عبادتگاہین مراکو اور مکہ کے درمیان کی ضروری مقامات مین بنائین اور
داعی جنکو کہ معتقدین سہتے ہین اسلامی ہر ایک حصے مین مقرر کئے اس کے فرقہ کو
سنوسیہ کہا کرتے ہین اور طرابلس مین محمد سنوسی کے پیرو اخوان کہلاتے ہین
فرقہ سنوسیہ کے قایم کرنے سے سید محمد کی غرض یہ تھی کہ مسلمانون کی اصلاح ہو اور
اسلام کی اشاعت کیجائے سید محمد جنھون نے ۱۸۵۹ء مین انتقال کیا اور محض اپنی لیاقت
کے زور سے بغیر کسی کا خون بہائے وہ ایک ایسی سلطنت کے بانی ہوئے جسکا انتظام
خدا کے ہاتھ مین ہے اور جس کی رعایا دل سے اوس کی خدمت گزار ہے فرقہ سنوسیہ
پر فرض ہے کہ احکام قرآن اور اصول توحید کے مطابق چلین اور اونکی پابندی مین
سر مو فرق نہو صرف خدائے وحدہ لاشریک کی بندگی کرین فقیرون اور درویشون کی بیجا
تعظیم اور مقابر کی زیارت سے پرہیز کرین قہوہ اور تمباکو نہ پینے اور یہودیون اور عیسائیون
کے سیطرح کی رسم پیدا کرنے کا حکم اونکو ملا اور ہر شخص پر فرض تھا کہ اگر وہ ہمیشہ اس فرقہ
کی خدمت مین مصروف اور ترقی اسلام مین ہمیشہ ساعی نرہ سکے جس کے ساتھ اہل یورپ
کے اثر سے بچنا بھی ضروری ہے تو وہ اپنی آمدنی کا ایک حصہ اس جماعت کے فائدے
کے لئے دیا کرے سید محمد کے انتقال کے بعد اوسکا بیٹا علی بن سنوسی قایم مقام ہوا

یورپ مین اسے سنوسی اور مسلمان شیخ المہدی کہتے ہین اس کے وقت مین جغبوب کی زاویہ
کو بہت ترقی ہوئی ممالک حجاز و تہامہ مین بھی اس فرقہ کے اب بہت سے زاویہ قایم ہو گئے
ہین اور افریقہ کے علاوہ اس نواح مین بھی اس کی طاقت روز افزون ترقی کر رہی ہے عثمانیہ
حکومت نے شروع شروع مین اس تحریک کو بنظر اشتباہ دیکھا اور بانی طریقہ اور اوس کے
اول جانشین کے خیالات بھی سلطان عبد المجید اور سلطان عبد العزیز کی اور دیگر چند قابل افسوس
کمزوریون کے وجہ سے عثمانیہ سلطنت کی نسبت اچھے نہ تھے لیکن موجودہ سلطان عبد الحمید
سے شیخ طریقہ اور اونکے لاکھون مریدون کو سچی عقیدت ہے وسط افریقہ مین وادائی کا فرمانروا
سنوسی طریقہ کا سچا معتقد اور پیرو ہے جسقدر حجاج شمالی افریقہ سے بورنیو اور سہارا مین سے
آتے ہین وہ اونکے پاس حصول برکت کے لئے جاتے ہین اونکے پاس ہاتھی دانت
اور شترمرغ کے پرون سے لدے ہوئے قافلے کے قافلے اندرونی ممالک کے سلاطین
کی طرف سے آتے ہین اور بہت سے نامعلوم الاسم ساحلون سے ہتیار اور گولی بارود
کا سامان اونکے پاس آتا ہے سنوسیہ فرقہ شمالی افریقہ کے سب ملکون مین پھیلا ہوا ہے اور اوسکی
خانقاہین مصر مراکو اور تونس الجیریا اور طرابلس اور سنے گیمبیا اور ارض سومالی اور سوڈان
کے شاداب قطعات مین جابجا موجود ہین جغبوب کا گاؤن جو مصر اور طرابلس کے درمیان
صحرائے لبیان مین واقع ہے فرقہ سنوسیہ کا صدر مقام ہے اسوقت اس کے تابع ایکسو
زاوئے مختلف علاقون مین موجود ہین جغبوب کے مذہبی مدرسہ مین سات سو طالبعلم
ہین جنکو صرف یہی نہین سکھایا جاتا ہے کہ اسلام مین جو خرابیان پڑ گئی ہین اونکی اصلاح
کی کوشش کرین بلکہ اسلام کی اشاعت کی تدبیر کرین اور دعوت اسلام کے طریقے بھی
سکھائے جاتے ہین اور ہر سال وہان سے سیکڑون طلبا فارغ التحصیل ہو کر اسلام کی
اشاعت کے لئے شمالی افریقہ کے تمام حصون مین پھیل جاتے ہین اشاعت اسلام
مین اس فرقہ کو اسقدر کامیابی ہوئی کہ افریقہ کی اکثر قومین جو بت پرست یا برائے نام مسلمان

ہین جسوقت سنوسیہ کے لوگ پہونچے تو یہ سب قومین اسلام کی نہایت پابند ہوگئین مذہب
کے پھیلانے کے لئے یہ لوگ مدرسے کھولتے ہین اور صحرا کے شاداب مقامات پر
بستیان آباد کر دیتے ہین غلامون کو خرید کر کے وہ مسلمان کر لیتے ہین خاصکر
وادی کی قومونین انہون نے اس طریقے سے مسلمانون کی تعداد بڑہائی ہے جغبوب
مین ان غلامون کو تعلیم و تربیت دیجاتی ہے اور جسوقت وہ سنوسیہ کے تمام باتون
سے واقف ہوجاتے ہین تو آزاد کر کے وطن بھیجدئے جاتے ہین تاکہ اپنے بھائی
بندون کو مسلمان کرین اس فرقہ کے لوگ عراق عرب مع الجزائر اور ملایا مین بھی نظر آتی
ہین جھیل چاڈ کے شمالی مغربی علاقہ مین سنوسی نہایت مستعدی سے کام کر رہے ہین
سلسلہ کی بڑی مجلس وقتاً فوقتاً جغبوب مین منعقد ہوتی ہے ان اجلاسون مین تمام
خانقاہون کے مقدم یعنی مہتمم اپنی کارگذاری کی رپوٹین پیش کرتے ہین اور آیندہ کے
لئے احکام حاصل کرتے ہین مقدمون کو اپنے علاقہ مین ان لوگونپر بھی جو سلسلہ مین شامل
نہین بہت اقتدار حاصل ہے اسطرح سے شیخ کو ایک شاہانہ منزلت بھی حاصل ہوگئی ہے
اشاعت مذہب کے لئے سنوسی پہلے مقتدر اشخاص پر اثر ڈالنے کی کوشش کرتے ہین
اور بچون کی تعلیم وہ بہت توجہ سے کرتے ہین درویش کا خطاب اوسے ملتا ہے
جسنے اپنی رائے اور خودی کو بالکل دور کر دیا ہو اور اپنی جان کو شیخ طریقت کے
کامل تصرف مین کر دیا ہو یہ نتیجہ طویل شاگردی اور با احتیاط نگرانی و تربیت سے حاصل
ہوتا ہے اس سلسلہ مین نہایت زبردست صوفیانہ اور اتحادی عنصر موجود ہے —
(۷) سوڈان مین محمد احمد نے مہدویت کا دعوے کیا شیخ احمد دحلان نے فتوحات
اسلامیہ کی جلد دوم صفحہ ۲۴۶ مین لکھا ہے کہ محمد احمد کے دعوے مہدویت کے باب مین
اختلاف ہے بعضے آدمی یہ کہتے ہین درحقیقت دعوی کیا تھا کہ مین مہدی منتظر ہون
اور بعض کہتے ہین کہ مہدویت کا دعوے نہین کیا تھا بلکہ کہتا تھا مین اس لئے کھڑا

ہوا ہون کہ حق کو ظاہر کرون شریعت محمدی کو قایم کرون مصر سے انگریزون کو نکالدون اور بہت سے آدمی یہ کہتے ہین کہ محمد احمد نہایت نیک پابند شرع آدمی ہے اور بعضے اوسکو برا کہتے ہین اور اس کے خلاف باتین اوس کے لئے ثابت کرتے ہین کہتے ہین اوس کے لشکر نے بڑے بڑے ظلم کئے اونکی غرض قتل کرنا اور لوٹ مار ہے جب وہ کردفان اور خرطوم وغیرہ پر فتحیاب ہوئے تو ایک بہت بڑی جماعت مسلمانون کی ناحق قتل کر ڈالی جنمین علما صلحا اور عورتین بچے [illegible] بعضے کہتے ہین کہ یہ مظالم اوس کے لشکر کے بعض مفسدون نے کئے محمد احمد کے نہ حکم سے ہوئے نہ اوس کی خوشی سے انہی ابھی ایک تقریر عبد اللہ خلیفہ مہدی کے اخبارات مین ہماری نظر سے گذری جو اوس نے اپنے لشکر کے سامنے بیان کی تھی اوسمین تصریح ہے اس بات کی کہ کلمہ مہدویت سے مراد اتفاق دینیہ ہے نہ اصطلاحی معنے بہر صورت محمد احمد کی نسبت کہا جاتا ہے کہ وہ عرب نہ تھا لکبیہ کا اصلی باشندہ تھا اور مقام ہبک مین دریائے نیل کے تیسرے آبشار کے قریب ۱۲۶۳ھ مین پیدا ہوا تھا اور بموجب دوسری روایت کے جزیرہ مینٹ اطی مین جو آردہ یا ڈنگولا کے جدید کے محاذی اور اوسی نام کے ایک صوبہ کا دار الحکومۃ ہے اور دریا سے قریب پچاس میل کے فاصلہ واقع ہے پیدا ہوا تھا جب اس شخص نے اس امر کا اعلان کیا کہ مین وہی مہدی ہون جنکے پیدا ہونے کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے اوسوقت عمر اسکی چالیس برس کی تھی یہ شخص بچپنے سے اپنے مین ملہم غیب ہونے کے آثار ظاہر کرتا تھا اور بارہ برس کی عمر مین اوس نے قرآن شریف حفظ کر لیا تھا یہ مہدی لڑکونکی طرح مشکایہ مین جو سنار کے محاذی مین ایک جزیرہ ہے اپنے چچا شرف الدین کے پاس رہتا تھا اور کشتی بنانے کا کام سیکھتا تھا ایکدن اوس کے چچا نے اوسے خوب مارا اور وہ بھاگ کر خرطوم کو چلا گیا اور وہان درویشون کے مدرسہ مین داخل ہوا اس مدرسہ مین ایک عالم [illegible] درویشون کا پیشوا شمار کیا جاتا تھا یہ مدرسہ ہوقالی نام قریہ مین قریب شہر کے جاری تھا اس [illegible] مین محمد احمد نے عرصہ

تک رہکر دینی تعلیم پائی مگر دنیاوی معاملات نوشت وخواند مین اوس نے کوئی ترقی
معقول حاصل نہ کی بعد اس کے وہ یہان سے بربر کو گیا اور وہان پہونچکر ایک دوسرے
مدرسہ مین داخل ہوا یہ مدرسہ شیخ غوبوس کے اہتمام مین تھا اور مثل مدرسہ اول الذکر کے
ایک مزار کے متعلق تھا اس مدرسہ مین داخل ہونے سے اوسکی غرض یہ تھی کہ علوم مذہبی کی
تکمیل حاصل کرے چنانچہ اس کے بعد وہ اردوب کو جو کانا کے جنوب مین واقع ہے گیا
اور شیخ نورالدین کا مرید ہوا اور شیخ نے اوسے درویش کا لقب عطا کیا دوسری روایت
اوس کی نسبت لوگ یون بیان کرتے ہین کہ مہدی کے باپ کا نام عبداللہ اور مان کا
نام آمنہ تھا اور اوسکا باپ کشتی بناتا تھا جب عبداللہ مرگیا تو مہدی کے بڑے بھائیون نے
جو نیل ابیض پر کشتی سازی کا کام کرتے تھے۔ یہ خیال کرکے کہ محمد احمد مین مادہ تحصیل
علم کا زیادہ ہے اوسے تعلیم کے لئے ملا عبدالرحیم اور الغروجی کے سپرد کیا جو قریب خرطوم
کے رہتی تھی اون مدرسون کی تعلیم جہان محمد احمد نے تربیت پائی مخصوص ومحدود نوشت
خواند وحفظ آیات قرانی پر تا حد امکان تھی اور اونمین جو لوگ عالم ہوتے وہ قرآن مجید کی تفسیر
بھی کرتے تھی اس تعلیم مین علاوہ تعلیم مذہب کے فقہ اسلامی کی بھی تعلیم ہوتی تھی اور ان واعظون
کی ہر درجہ کے لوگونمین جنمین وہ وعظ کہتے تھے بہت وقعت ہوا کرتی تھی علاوہ اس ایک
صفت کا ہونا ان درویشون مین تو اشد ضروری ہے کہ وہ چند آیات قرآنی جعلی پر لکھہ سکین
جسے لوگ بطور تعویذ پہنین جسکی وجہ سے ہر قسم کی بیماری اور نیزہ اور گولی کے زخم سے محفوظ
رہین اور عورتین بھی اوس کے پہننے والون پر فریفتہ ہو جائین اور اس تعویذ کا اثر
لکھنے والون کے تقوے وپرہیزگاری پر منحصر تھا اور نوبیاوالون کا تو یہ بھی عقیدہ ہے کہ ایک
درویش کامل کا ہوا اور ابر پر بھی اختیار ہے چنانچہ ایسے عقیدے والے کسیطرح درویش
کی مخالفت نہین کرتے اور انکی قدر تہلکہ مخفیہ سے بہت ترسان رہتے ہین اور یہ درویش
بھی شراب خواری اور حشیش کشی سے قطعاً پرہیز کرتے ہین اور اکثر اوقات اپنی تلاوت قرآن

شریف وتفسیر مین صرف کرتے ہین الغرض جب محمد احمد کو لقب درویشی حاصل ہوگیا
تو اس کے بعد اس نے جائے سکونت اپنی جزیرہ آبا کو جو خرطوم سے شمالی کے جانب
نیل ابیض پر واقع ہے قرار دیا اور زمین مین ایک غار کھود کر اوس مین اس غرض سے رہنے
کا عادی ہوا کہ گھنٹون تک وہان بیٹھکر ایک اسم کا ورد کرے چنانچہ بشمول صوم وصلوۃ کے
خوشبو جلا کر ایک اسم کا ورد کرتا تھا لوگ بیان کرتے ہین کہ پندرہ سال پورے اوس نے
اسی شغل مین گذاری محمد احمد کی نیکنامی بوجہ اوس کے تقدس واتقا کے دور تک پھیلگئی
اور ایک شخص مالدار بنکر بہتیرے مرید اپنے گرد جمع کر لئے اور بہت سی عورتون کو اپنے
نکاح مین لایا شادی کی غرض سے عورتون کا انتخاب بہت احتیاط سے کرتا تھا یعنی
بغارا کے شیخون مین سے بڑے بڑے صاحب رعب وداب شیخون کی لڑکیون سے
عقد کرتا تھا بخیال اس کے کہ چار سے زیادہ تعداد ازواج کی جیسا کہ قرآن مین حکم ہے
نہو جائے اوس کی یہ عادت تھی کہ عورتون کو طلاق دیدیتا تھا اور پھر مطابق اپنے خیال کے
اون سے تعلقات جدید پیدا کرلیتا تھا غرضکہ رفتہ رفتہ اس نے بوجہ اپنے تقدس وورع
کی بڑی نیکنامی حاصل کی اور بہت سے لوگ اسی قسم کے منصب اس کے پیرو اور مرید
ہوگئے مدیر یعنی حاکم فشوودا نے جس کے تحت مین مقام غبا بھی تھا چاہا کہ اور گورنران سوڈان
کی طرح جیسا کہ وہ لوگ اون لوگون کی مدہیون سے جنہر حکمرانی کرتے تھے مالدار بنے تھے
مین بھی کچھہ حاصل کرون چنانچہ اوس نے اس غرض سے محمد احمد سے بھی ایک غیر معمولی
ٹکس کا مطالبہ کیا اوس نے اس ٹکس کے دینے سے انکار کیا اسپر مدیر نے کہلا بھیجا کہ اگر
تم اس ٹکس کو نہ ادا کروگے تو مین تمکو گردن وگلو بستہ فشوودا مین پکڑوا بلاؤنگا اور ایسے سپاہی
تعنات کرونگا جو اوس جزیرے سے تمہاری اس تہدید وتخویف کا دفعیہ کردینگے غرضکہ
جسوقت وہ سپاہی مدیر نے وہان تعنات کئے وہ سب قتل ہوگئے اور یہ خبر دور تک
منتشر ہوکر بہت بڑے فساد کا باعث ہوئی محمد احمد نے اپنے موقع وقت پر لحاظ کرکے اصلی

مہدی کا ظہور تیرہوین صدی مطابق ۱۸۸۳ء مین ہونے والا ہے یہ ٹھہرایا کہ اس موقع کو ہاتھ سے ندو اور اس حیلہ سے پیش کرو جسے باعتبار حالت موجودہ سوڈان کے لوگ بہت اچھی طرح تسلیم کرلین گے چنانچہ ماہ مئی ۱۸۸۱ء مین اپنے بھائی بند درویشون کو اوس نے یہ لکھنا شروع کیا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جس مہدی موعود کی نسبت پیشین گوئیان کی تھین وہ مجھی سے مراد تھی اور مین ہی ہون اور مجھی کو خداوند عالم کی طرف سے سفارت عطا ہوئی ہے کہ اسلام کی اصلاح کرون اور تمام عالم کو عدل وداد سے بھر دون تمام عالم مین ایک ہی شرع اور ایک ہی مذہب اور ایک ہی بیت المال قایم کرون اور کوئی شخص عام اس سے کہ وہ نصارے ہو یا مسلمان یا بت پرست مجھپر یقین نہ لائے اوسے قتل کرون ماہ صیام مین اوس نے عام طور سے اپنے مذہب کا اظہار مقام ابیہ مین جو قریہ آبا کے قریب تھا کیا مہدی کا قول تھا کہ ہم موت کو ایسا ہی چاہتے ہین جیسا کہ تم زندگی کو موت ہمکو زندگی سے زیادہ پیاری ہے اور سب سے زیادہ عزیز چیز ہمکو موت ہے مہدی کے ان الفاظ مین کچھہ ایسا مقناطیسی اثر تھا کہ کچھہ دنون مین ہزارون آدمی فوراً اوس کے جھنڈے کے نیچے جمع ہو گئے ماہ جولائی مین رؤف پاشا کو خرطوم مین مہدی کے مضمون خط کی اطلاع ہوئی چنانچہ شروع اگست مین اوس نے ایک نقیب ابو سعید نامی کو باین حکم روانہ کیا کہ وہ محمد احمد کو خرطوم مین لے آئے ابو سعید نے مقام آبا مین پہونچکر مہدی کو بہت ہی بایہ برتر پر پایا ابو سعید کے سوال پر کہ آپکی غرض ان کارروائیون سے کیا ہے مہدی نے جواب دیا کہ مین خداوند عالم کی جانب سے مہدی موعود ہون ابو سعید نے کہا کہ اس ملک کا حکمران بھی مثل آپ ہی کے مسلمان ہے جسکا جواب مہدی نے یہ دیا کہ نہین ہرگز ایسا نہین ہے اس لئے کہ حکمران نے کرسٹانون کو مجاز کیا ہے کہ وہ گرجے اپنے اس ملک مین قایم کرین اور امن مین رہین علاوہ اس کے اون کرسٹانون سے ٹیکس بھی وصول کئے ہین ابو سعد کی اس نصیحت پر کہ

آپ گورنمنٹ مصر سے مخالفت نکرین اپنے آنکو گورنمنٹ مصر کے حوالہ کردین قبل اس
کے کہ بے معین و مددگار ہوکر تاب مقاومت فوج سرکاری اور بندوق و توپ و جہاز جنگی
و دخانی کی نلا سکین مہدی نے نہایت بہادرانہ طور سے یہ جواب دیا کہ اگر فوج مصری
مجھے یا میرے مریدون کو گولیان مارے گی تو اوس سے کسی کو ضرر نہ پہونچے گا اور
جو جہاز جنگی ہمارے مقابلہ کو آئین گے سب کے سب ڈوب جائین گے غرض کہ
ابو سعید ناکامیاب خرطوم کو واپس آیا رؤف پاشا نے مہدی کی سزا کے لئے تین سو
سپاہی دو توپ ایک دخانی جہاز کے ذریعہ سے مہدی کے مقابلہ کے لئے
بھیجے ۱۱ اگست کی صبح کو فوج بسرکردگی علی افندی قریہ ابا سے تھوڑے فاصلہ پر اوتری
علی افندی نے اترنے کے بعد دیکھا کہ ایک شخص جس کے گرد اگرد بہت سے مریدین
اسطرف کو چلا آتا ہے یہ سمجھا کہ یہی شخص مہدی ہے اور فوراً چاہا کہ ایک ہی حملہ مین اوسکا
کام تمام کردے چنانچہ نہایت تیزی سے اوس شخص کے سر پر پہونچکر کہا تو کیون ضلع مین
ایسے فساد برپا کر رہا ہے اور بلا انتظار جواب پانے کے اوسکے گولی ماری مگر مقتول
مہدی نہ تھا ایک دوسرا شخص تھا چند منٹ کے بعد علی افندی مع اپنے ہمراہیون کے
قتل ہوگیا البقیہ السیف بحیثیت مجموعی حملہ آور ہوئے لیکن آخر کو سب نے مہدی پر
بندوق چلانے سے انکار کیا مگر سرداران مہدی بدستور حملہ کرتے رہے قریب اکتیس
سپاہیون کے اونہون نے قتل کئے باقی لوگون نے اپنے ہتیار ڈالدئے اور مفرور
ہوگئے اسوقت وہ جنگی جہاز بھی قریہ کے پہلو مین پہونچ گیا تھا چنانچہ افسر توپخانہ کو حکم
دیا گیا کہ وہ مہدی پر گولہ اندازی کرے اس لئے کہ اس مقام سے مہدی چند گز
کے فاصلہ پر سوار نظر آرہا تھا مگر وہ شخص محض مہدی کے صورت مقدس دیکھکر گھبرا
گیا اور پہلے تو عذر کیا کہ گولہ بارود نہین ملتا بعد اسکے ہوائی گولے اوڑانے
لگا مہدی بے تکلف اور بہ آرام تمام سوار ہوکر چلتا ہوا اور ابو سعید جو اوس فوج کے

ہمراہ تہا جان بچا کر مع باقی ماندہ فوج کے مفرور ہوا اور خرطوم مین شکست خوردہ پہونچا اس سرکاری فوج کی شکست کا یہ نتیجہ ہوا کہ مہدی کے مرید اور بڑہ گئے اور شہر خرطوم مین ایک قسم کا تردد پیدا ہوگیا پہر محمد سعید یا دوسرا افسر دوسرے لشکر سے مہدی کے مقابلہ کے لئے متعین ہوا مگر یہ بہی ناکامیاب رہا پہر رشید بے حاکم فشودا چار سو قوار دان سپاہی اور ایک ہزار حبشیان شیلوک کو ہمراہ لیکر بطور خود بدون رؤف پاشا حاکم خرطوم کے مہدی سے مقابلہ کو روانہ ہوا ۸ دسمبر کو لڑائی ہوئی اور یہ بہی بغارا والون کے غضبناک تیرون سے چہد گئے جو مہدی کی اعانت کو جمع ہوئے تہے بعد اس کے بہت سی ری منگٹن بندوق اور مصالحہ جنگ درویشون کے ہاتہ آیا اور اسوقت بغاوت چارون طرف کی ہوا مین پہیل گئی اور درویش شیوخ عرب کے یہان جاتے اور جہاد کے لئے وعظ کرتے پہرتے تہے اور بہتیرے قبیلے نیل ابیض و اسود کے اس وقت بہ پیر شورش تہے - رؤف پاشا قبل اس سے کہ کوئی اور تدبیر اس آفت کے ٹالنے کے سوچے ۱۸۸۲ء مین عہدہ گورنری سے معزول ہوگیا اور عبدالقادر پاشا گورنر جنرل سوڈان مقرر ہوا مریدان مہدی نے پے درپے حملے کرکے قریب کل ملک سنار پر قبضہ کرلیا اور تمام ملک کردفان جوش و خروش سے بہر گیا خاص شہر العبید مین جو پایہ تخت کردفان کا تہا بغاوت چارون طرف پہیلگئی اس زمانہ مین محمد طاہا نامی ایک شریف سے جو اپنے کو مہدی کا نائب ظاہر کرتا تہا متواتر سخت لڑائیان مصری فوج سے ہوئین اور وہ مارا گیا عربی پاشا کی بغاوت کی وجہ سے عبدالقادر کی عمدہ تدابیر مین ضعف پیدا ہوگیا شروع ستمبر ۱۸۸۲ء مین مہدی ساٹہ ہزار ہمراہیون کی جماعت سے جنہین خاصکر قبیلہ بقارہ و حسینہ کے لوگ بکثرت سے تہے العبید کے مقابل مین جو کردفان کا صدر مقام ہے پہونچا ماہ دسمبر مین عربی پاشا کی بغاوت زائل ہونے کے بعد ایک جدید فوج مصر کی سوڈان مین آئی ۵ جنوری ۱۸۸۳ء کو بارہ پر اور ۱۹ جنوری کو العبید پر

مہدی کا قبضہ ہو گیا اور وہ بڑی شان و شکوہ سے شہر مین داخل ہوا تمام مصری سپاہی
افسر اور اہلکار اوس کے مطیع ہو گئے شہر کے کل عیسائی تاجرون نے اسلام قبول
کیا مگر رومن کیتھولک کے پادریون نے تبدیل مذہب سے انکار کیا اس لئے وہ
لوگ قید سخت مین رکھے گئے اس زمانہ مین مہدی کردفان کا مالک ہو گیا ابتک درویش
لوگ صرف نیزہ و شمشیر سے لڑتے تھے اور انکا یہ مقولہ تھا کہ یہ آتشین حربے کفار
کے ہین لیکن آخرکار جب مصری سپاہی گروہ کے گروہ مہدی سے جا ملے تو
تو اونکے پاس رمنگٹن رائفل بکثرت تھے اور اب وہ لوگ اون بندوقون کو نفرت کی
نگاہ سے نہ دیکھتے تھے عبدالقادر جبکہ ملک سنار مین کامیابیان حاصل کر رہا تہا
دفعتہً قاہرہ کو طلب ہو گیا اور علاء الدین پاشا جو مخالف اوسکا تھا بجائے اوس کے
گورنر جنرل مقرر ہوا اور ملک سنار کے سپاہ کا سپہ سالار حسین پاشاہ ہوا مگر ماہ فروری
۱۸۸۳ء مین انگریزی امیر البحر ہوٹ جسنے سواکم (سواکن) کے پاس کچھ فوج سرکار
انگریزی کی اوتاری تھی جنگ کے لئے حسین پاشا کی جگہہ مقرر ہو گیا اسی اثنا مین جنرل
ہکس جو کہ برٹش فوج مقیم ہندوستان کا ایک پنشن یافتہ افسر تھا خرطوم کی افواج مصری
کا سپہ سالار اعظم مقرر کیا گیا اور ہکس پاشا کے نام سے مشہور ہوا مارچ ۱۸۸۳ء مین
جنرل ہکس دس ہزار فوج کے ساتھ جس مین نو یورپین افسر تھے خرطوم پہونچ گیا تا کہ
وہان سے العبید کو روانہ ہو جو کہ مہدی کے محاصرہ مین تھا مہدی کے مخبر خاص
خرطوم مین بغاوت پیدا کرنے کی تدبیر کرنے لگے مصری سپاہی مہدی کے مقابلے
مین بے سود تھے اس لئے کہ وہ لوگ کسیطرح جنگ پر راغب نہین ہو سکتے تھے
ماہ نومبر مین العبید سے ۲۰ میل کے فاصلہ پر ہکس مع تمام فوج کے مہدی کے لشکر
کے مقابلہ مین مارا گیا عثمان دقنہ جو ایک ترکی سوداگر کا پوتا تھا جو بردہ فروش بھی تھا اور
اوسکا بھائی احمد اگست ۱۸۸۳ء مین مہدی کا شریک ہو گیا مہدی نے اوسے مشرقی

سوڈانمین اپنی طرف سے امیر مقرر کردیا بعد تباہی لشکر ہکس کے خدیو نے ایک جدید فوج
جنرل ویلنشائن بیکر پاشا کی ماتحتی مین مہدی کے مقابلہ کو روانہ کی مصری افسران فوج
جو کھلی کھلی جانے سے انکار نکر سکتے تھے یہ حکم سنکر کہ اونہین سوڈان جانا ہوگا رونے لگے
مہدی کے لشکر نے سواکم (سواکن) کی طرف پیش قدمی کی ۱۸ دسمبر ۱۸۸۳ء کو بیکر پاشا
قاہرہ سے روانہ ہوا اور مع ۳۷۰۰ فوجی آدمیون کے سواکم کے جنوب مین ٹرنکیٹ
مین جہاز سے اوترا اور ۴ فروری ۱۸۸۴ء کو آگے روانہ ہوا جس وقت یہ فوج الطیب
کے قریب پہونچی عثمان دغنہ نے ۱۲۰۰ درویشون کے ساتھ حملہ کیا اور شکست فاش
دی مصری فوج ایک وحشیانہ طور سے مارے گئے ۴ کرپ توپین پانچ لاکھ کارتوس اور
تین ہزار بندوقین عثمان دقنہ کے ہاتھہ لگین انگریزی افسر جو اوس فوج کے ساتھ تھے تمام کام
آئے اور باقی ماندہ فوج کے ۱۴۰۰ آدمی سواکم کو لوٹ آئے بیکر پاشا اور اونکے مفرور فوجو ان
کے واپس آنے کا قاہرہ سے حکم جاری ہوا اسوقت تمام انگلستان کی آنکھین سواکم
پر لگی ہوئی تھین اور یہ کوشش تھی کہ بیکر پاشا کی شکست کا دہبہ مٹا کر سواکم کو مہدی کی
دست درازی سے بچایا جائے اور طوقار (توکر) کی فوج کی پناہ دہی اور امداد کے لئے جو
ابہی تک گھری ہوئی تھی ..... افواج انگریزی مقیمہ مصر کی روانگی کا بندوبست کیا گیا جیرر
لدگراہم کی ماتحتی مین یہ مہم جس مین چار ہزار گورون کی فوج تھی بھیجی گئی - جس نے الطیب
اور تمائی مین عثمان دقنہ کی فوج پر فتح حاصل کی اور جو توپین بیکر پاشا کی شکست کے بعد
درویشون کے ہاتھہ لگی تھین وہ واپس چھین لین ہکس پاشا کی فوج کی بربادی کے بعد سے
قاہرہ مین فوراً ملکی نتائج نمایان ہونے لگے تھے اور چونکہ گورنمنٹ مصر مین بغاوت کے
رفع کرنے کی قوت نہ تھی اس لئے انگریزی سپہ سالار مقیمہ مصر اور شریف پاشا وزیر اعظم
مصر نے یہ تجویز کی کہ سوڈان کے مختلف حصون سے فوج واپس کر لی جائے حفاظت مصر
کے لئے دریائے نیل پر خرطوم تک قبضہ رکھنا چاہئے اور بحر احمر سے مشرقی سوڈان کا

حصہ گورنمنٹ اٹلی کے سپرد کردین انگریزون نے اس رائے سے رضامندی ظاہر
کی اور یہ بات تجویز ہوئی کہ ایک انگریزی افسر اعلی باختیارات کامل خرطوم کو اس غرض سے
روانہ کیا جائے کہ وہ فوج کو سوڈان سے واپس بھیجے اور حتی الامکان آیندہ کے لئے
وہان عمدہ انتظام بقائے حکومت وملک کے لئے کرے اور جنرل گارڈن اس
کام پر مقرر ہو کر ۲۷ جنوری ۱۸۸۴ء کو خرطوم کو بحیثیت اعلی کمشنر برٹش گورنمنٹ کی
اور خدیو مصر کی طرف سے گورنر جنرل سوڈان مقرر ہو کر روانہ ہوا ۱۹ فروری کو گارڈن نے
بربر مین پہونچکر ایک اشتہار آزادی سوڈان کا جاری کیا اور نصف محصول بھی معاف
کردیا اور علی العموم لوگون کے قصور بخشدئے بلکہ یہان تک کیا کہ باشندگان سوڈان
کو یہ امتیاز دیا کہ وہ لونڈی اور غلام رکھین اور اسی اشتہار کے ذریعہ سے مہدی کو سلطان
دارفور (دارفر) مقرر کیا اور کچھ تحفے بھی اوسے بھیجے مگر مہدی نے انکار کیا اور گارڈن سے
مسلمان ہونے کی درخواست کی اور مہدی نے گارڈن کے لئے ایک لباس پشمی
کہ ایک پیوند لگا ہوا کثیف پیراہن تھا بطور تحفہ کے بھیجا تھا وہ گارڈن نے واپس کردیا
تو مہدی نے بھی وہ تحفے جو گارڈن نے اوسے بھیجے تھے واپس کردئے جنرل گارڈن
کی کارروائیون مین جو امن وامان پر مشتمل تھین رفتہ رفتہ کمی آنے لگی جسوقت الطیب اور
تمائی کی لڑائی جنرل گریہم سے ہو رہی تھی جنرل گارڈن کو خرطوم مین پہونچے ہوئے بہت
تھوڑا زمانہ ہوا تھا مارچ ۱۸۸۴ء کو تمائی کی فتح کے بعد یہ خیال پیدا ہوا کہ جنرل گارڈن کی امداد
کے واسطے جنرل گریہم کی فوج کا کچھ حصہ بربر کو بھیجا جائے مگر اس ارادہ کو ترک کرنا پڑا کیونکہ
سواکم سے بربر تک تمام علاقہ درویشون کے قبضہ مین تھا اور اوس علاقہ مین ہو کر امن و
کامیابی کی ساتھ گذرنے مین بہت کم امید تھی مہدی کی فوج نے مئی ۱۸۸۴ء مین بربر
کو فتح کیا قاہرہ کو جو تار کا سلسلہ جاتا تھا وہ کاٹ ڈالا اور آیندہ جنرل گارڈن اور
انکی فوج کے حالات پر پردہ ڈھک گیا مہدی کی فوج نے بربر فتح کرکے ڈنگولہ پر اپنا قبضہ

کرلیا اور جنرل گارڈن خرطوم مین گھر گیا اور اوس کا وہان سے واپس چلا آنا مشکل ہوگیا گورنمنٹ انگلستان سنے اوسکی کمک کے لئیے ایک فوج لارڈ ولزلی کی ماتحتی مین روانہ کی اصلی غرض اس جدید فوج کشی سے جنرل گارڈن کا خرطوم سے بچا کر واپس لانا تھا اور اس سے زیادہ کسی اور قسم کی کارروائی مقصود نہ تھی اس لئیے کہ برٹش گورنمنٹ کی یہ راے مقرر ہوگئی تھی کہ سوڈان حکومت مصر مین باقی نرہے اور اگر رہے بھی تو وادی حلفا تک شروع اکتوبر ۱۸۸۴ع مین لارڈ ولزلی سنے وادی حلفا مین پہونچ کر فوج کی روانگی کا حکم دیا ۲۸ اکتوبر کی صبح کو وہ حلفا سے روانہ ہوا مہدی سنے خرطوم کا محاصرہ کرلیا تھا اوس کی ساتھ عیسائی قیدی لباس درویشی مین فوجی خدمات پر مامور تھے اور مہدی کے سرداروں سے اور شہر خرطوم والون سے خفیہ صلاح اور مشورے ہونے لگے شیخ الاسلام اور قاضی اور مفتی اور حاکم اور عربی پاشا کا سکرٹری جو بوجہ جلا وطنی کی وہان رہتا تھا وغیرہ اشخاص اس صلاح و مشورے مین شریک تھے مگر بوجہ اشتغال بغاوت مجال دم زدن نہ تھی اور اون لوگون کی سزادہی مین مبادرت نہ ہوسکتی تھی سرکاری کمک بالکل بے سود ہوگئی کیونکہ لارڈ ولزلی وقت پر خرطوم مین نہ پہونچ سکا اور گارڈن کو نہ بچا سکا اور مہدی سنے ۲۶ جنوری ۱۸۸۵ع کو شب کو خرطوم فتح کرلیا شہر کے دروازے کھل گئے اور ایک سخت قتل عام شروع ہوا جنرل گارڈن بھی مارا گیا اور بہت سے انگریز بشمول یونانیون کی جو سلاح خانہ پر متعین تھے اکثر معزز لوگ قتل ہوئے سفیر اسٹریا بھی مارا گیا اور سفیر یونان اور ایک ڈاکٹر قتل سے بچکر قید ہوا عورتون اور بچون کے سنہرے اور روپہلے زیور اور جواہرات چھین لئے گئے اور قبیلۂ بشارین کے سوداگرون کے ہاتھ مثل لونڈی غلامون کے فروخت کردئے گئے۔ انگریزی اور مصری اور سرکیشیا کی سفید رنگ عورتین سب کی سب فروخت کرڈالی گئین بعض تین سو چالیس روپیہ بازار پر بعض اٹھارہ سو پر باعتبار اپنے عمر و حسن کے اور حبشی عورتین سو اور اسی اور ستر روپیہ تک بیچ ڈالی

اور اونکے شوہر اور آقا اونکے سامنے قتل کرڈالے گئے دوپہر تک یہ جنگ اور قتل عام جاری رہا دوپہر کے بعد لوٹ کے لئے جھگڑا اور فساد شروع ہوا اور نماز مغرب تک سجز کوسنے اور بددعاؤن کے اور کچھ نہ سنائی دیتا تھا نہ موذن نے اذان دی اور نہ کوئی نماز مسجد مین ادا کی گئی مہدی نے اپنی تابعین سے بھی تاکید کررکھی تھی کہ وہ خاکساری اور عاجزی سے بسر کرین اور بالکل تارک دنیا رہین کسی قسم کی جائداد اپنے پاس نرکھین اور اپنی فقیرانہ بزرگی کے قایم رکھنے کے لئے چیتھڑون کے سلے ہوئے کپڑے پہنین اور پیوند لگا لین لیکن لوٹ مار کے بعد درویشون کے یہ حالت بگڑ گئی اور اونکی مذہبی خیالات کو بھی زوال ہونے لگا اور چیتھڑون کے لباس کے بدلے اب اونہون نے صاف ستھرے اور صنعت کے کامون کی پر تکلیف کپڑے پہننا شروع کئے اور سفید کپڑون کے اوپر رنگین دھجیان لگانے لگے اور مفلسی اور ترک دنیا کی علامتین باقی نہین رہین پہلے جو سچی دیانت کے ساتھ متعصبانہ مذہبی جوش پایا جاتا تھا اس کے بدلے اب دنیاداری کی باتین زیادہ پائی جانے لگین درویشون نے اس خیال سے سوڈان کی تمام جامع مسجدین توڑ ڈالین کہ وہ مال مغصوب سے تیار ہوئی ہین درویشون نے حبش والون کو بھی شکست دی تھی اور اونکی بادشاہ جان کو مار ڈالا تھا وفات سے قبل مہدی کے اقتدار اور سطوت مین بہت کچھ ضعف بسبب قحط اور جنگ کے آگیا تھا ماہ مارچ ۱۸۸۵ء مین مولوی حسن علی مخالف مہدی نہایت تزک اور احتشام سے العبید مین داخل ہوا گھوڑے پر سوار اور ایک برہنہ شمشیر ہاتھہ مین لئے ہوے کہتا جاتا تھا کہ یہ تلوار مجھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے مہدی کے قتل کرنے کو اور کافرون کے مصر سے نکال دینے کے لئے عطا فرمائی ہے اور چند روز بعد اس مولوی کے مقلدین نے پیروان مہدی کو ایک سخت شکست دی اور اس کے سردارون کو قتل کرڈالا مہدی نے چھہ ہزار آدمیون کے ساتھ مقام اُم درمان مین اپنا ہیڈ کوارٹر قایم کیا تھا اور یہان وہ سفید کرتہ و پائجامہ پہنے رہتا تھا اور مرصع کار عصا اپنے پاس رکھتا تھا اور مصر پر حملہ کرنے کے لئے فوج جمع کرتا تھا کہ

۱۹ رجون ۱۸۸۵ء کو عارضہ چیچک مین مبتلا ہوا مرتے وقت اپنے پاس اپنے بھتیجے کو خیمہ کے اندر بلایا اور اپنی تلوار اوسے دی اور اپنا جانشین اوسے مقرر کیا دوسری روز مہدی کی حالت خراب ہوگئی اور اپنے اعزا و اقربا کو الوداع کیا اور یہ وصیت کی کہ انگریزون سے سلسلہ جنگ برابر جاری رکھنا اوسی روز پانچ بجے قریب شام اوس کا انتقال ہوگیا اور فوراً ہی دفن کردیا گیا اور جس خیمہ مین وہ تھا جلادیا گیا۔ عبداللہ خلیفۃ التعائشی (طیشی یا طائشی) کہ چار خلفا مین سے ہے جسے مہدی نے نامزد کیا تھا دعویدار اپنی جانشینی کا ہوا لیکن اوسکی اطاعت عام لوگون نے نہ تسلیم کی اور سخت نزاع واقع ہوئی مہدی کی دفن ہونے کے بعد عبداللہ ام درمان سے مہدی کی فوج اور خزانہ جسے اوس نے فراہم کیا تھا چھوڑکر خرطوم چلا گیا اور محل شاہی مین قیام پذیر ہوا اور فوج جو ام درمان مین تھی اوسے مہدی کا خزانہ دینے سے انکار کیا اور وجہ انکار یہ بیان کی کہ مینے یہ چاہا کہ یہ لوگ کافرون سے متصل جنگ کرین مگر یہ لوگ نہ گئے کچھ دنون کے بعد قبیلۂ بغارا اور شہر والون مین ایک ہنگامہ واقع ہوا اور کسیقدر فوج بھی انکی مدد کو آئی عبداللہ یہ قصد کرکے کہ اس ہنگامہ مین چلکر امن قایم کیجیے قرآن ہاتھہ مین لئے ہوئے آیا مگر اوس کی کہنی مین ایک تلوار لگی اور قریب المرگ ہوگیا اسی حالت مین اوسے لوگ محل مین اوٹھا لائے الغرض پیروان عبداللہ نے اپنے مخالفین کو پسپا کردیا

۲ رجولائی ۱۸۸۵ء مین لارڈ سالسبری وزیر اعظم انگلستان نے مہم سودان کا جو جنرل گارڈن کی مدد کو بھیجے گئے تھے اور مہم سواکن کا جو عثمان دغنہ کا فیصلہ کرنے اور بربر تک ریل بنانی کے واسطے روانہ ہوئے تھے خاتمہ کردیا اور سوڈان خلیفہ مہدی کے قبضہ مین چھوڑدیا اسوقت خلیفہ کی سلطنت چارسو میل تک بحر قلزم کے کنارے پر پھیلی ہوئی تھی۔

اور اندرون ملک مین اوسکا علاقہ نیل اور سرحد حبش تک پہونچ گیا تھا اور مغرب کی طرف صحارے سے حد فاصل تھا یعنی ایک ہزار میل سے زیادہ وادی نیل مصر کے قبضہ سے

لکیا انگلستان اور مصر کے مجموعی قوت درویشون کے مقابلہ مین ناکارہ ثابت ہوئی۔ کسالا پر
اٹلی نے قبضہ کر لیا تھا اور یہ مقام درویشون کے قبضہ سے نکلگیا تھا اسپر درویشون کا ذات
ما ۲۹ فروری ۱۸۹۶ء کو اٹلی کو مقام ادوا مین حبش کے ہاتھ سے سخت ہزیمت پہونچی تو انگلستان
خیال ہوا کہ اگر خلیفہ نے کسالا پر قبضہ کر لیا تو پھر سواکن کی طرف بڑھے گا اسلئے سر ہر
برٹ کچنر کو حکم ہوا کہ مصری فوج کو سرحد وادی حلفہ سے آگے بڑہا کر اکاشیہ پر قبضہ کر لے اکاشہ
سے ۱۸ میل کے فاصلہ پر مقام فرکیت مین درویشون کی فوج خیمہ زن تھی جون ۱۸۹۶ء مین
رائی ہوئی درویشون کو شکست ہوئی ستمبر ۱۸۹۶ء مین ڈنگولہ بھی مصر کے قبضہ مین آگیا او
ادی حلفہ سے ابوحامد تک ریل تیار کر کے مصری فوج نے ابوحامد پر قبضہ کر لیا اور پھر بربر پر مصری
وج نے بغیر مقابلہ کے قبضہ کر لیا اور اپریل ۱۸۹۸ء مین اتبارا پر درویشون کو شکست دیکر امیر
محمود سردار لشکر کو قید کر لیا اور یہانتک ریل تیار کر کے ام درمان پر آخری حملہ کرنے کے
لئے اوائل اگست ۱۸۹۸ء مین اتبارا کے قریب فوج اور سامان جنگ جمع کرنا شروع کیا
در ۲۲ اگست تک وادی حبشی مین ۲۰ ہزار آدمیون کی ایک فوج نے بسر کردگی جنرل کچنر جمع
ہوکر آگے بڑہنا شروع کیا یکم ستمبر ۱۸۹۸ء کو جمعرات کے روز انگلش مصری فوج مقام اگان
(اگنیا) مین داخل ہوئے جو ام درمان سے آٹھ میل ہے اور گنبوٹون نے ام درمان تک
گرد آوری کر کے تمام بیرونی قلعون کو گولون سے مسمار کر دیا اور تیسرے پہر کو خاص ام درمان
پر گولہ اندازی ہوئی جس مقبرے مین محمد احمد مہدی کی قبر تھی اوس کا گنبد اوڑ گیا شام کو یہ
گنبوٹ اگان کو واپس آئے اور کوئی آدمی انگلش مصری فوج کا مقتول و مجروح نہین ہوا درویشون
نے اسدن مقابلہ نہین کیا لیکن جمعہ کے دن علی الصباح خلیفہ کے تمام فوج جسکی تعداد تخمینا
۳۵ ہزار تھی ام درمان سے باہر نکلے اس فوج کی کمان خلیفہ بذات خود کرتا تہا اور نہایت آمادگی
سے حملہ کیا گیا درویشون کی فوج تین چار میل تک تھی اور چھ بجے پندرہ منٹ پر درویش شاخ
پہاڑ پر صف بستہ ہوئے جو کمپ انگریزی کے قریب تھے انگلش مصری فوج بھی کمپ سے

باہر نکلی اور پونے سات بجے انگلش مصری توپخانہ نے گولہ اندازی شروع کی درویشون نے
نہایت آمادگی سے عقب سے حملہ کیا اور کوشش کی کہ دونون جانب سے اس فوج کو
آگھیرلین اور متواتر دہاوے کئے ہرچند کہ توپون اور بندوقون سے باڑہین چلتی تھین
اور ہزارہا پرکاہ کی طرح کٹ کٹ کر گر رہے تھے لیکن سخت جنگ کی بعد اونکو زک ملی آٹھ
بجے جنرل کچنر ام درمان پر بڑھنے لگا تمام فوج اوس کے ساتھ رہی جب برٹش فوج نشیب
رودنیل سے آگے بڑھے تو درویش خلیفہ کے نشان تلے جمع ہوئے جیسے ہی برٹش
فوج چوٹی پہاڑ پر پہونچی پندرہ ہزار درویشون نے مصری فوج پر حملہ کیا لیکن اوس کے ساتھ
میکسم توپین تھین اور سردار نے خلیفہ کی فوج کے عقب سے کچھ فوج بھیجکر گولہ اندازی شروع
کی درویشون نے آمادگی سے حملے کئے لیکن بڑی خونریزی کے ساتھ پسپا کئے
گئے اور دوپہر تک بالکل منتشر ہوگئے دو بجے سردار خلیفہ کا خاص سیاہ نشان چھین کر
ام درمان کی جانب روانہ ہوا اور ڈہائی بجے اوس پر قبضہ کرلیا جب یہ فوج ام
درمان مین داخل ہوئے تو درویشون نے دوبارہ حملہ کیا لیکن انکو ناکامی ہوئی اور کردفان کی جانب
بھاگ گئے خلیفہ اور اونکے ہمراہی کہ ایک سو تینتیس آدمی تھے تمام تیزرفتار سانڈنیون پر
سوار تھے خلیفہ کی فوج جو بھاگ نہ سکی اوس نے سردار کے سامنے ہتیار رکھدیے
درویشون کے مقتولون کی تعداد کا تخمینہ دس ہزار آٹھ سو ہے اور سولہ ہزار زخمی ہوئے
اور تین ہزار سے چار ہزار تک قید کئے گئے جبکہ ام درمان پر فوج نے قبضہ کرلیا تو ڈیڑہ
قیدی جو خلیفہ کے پاس تھے رہا کردیے گئے جبکہ ایک جماعت مفرورین کا تعاقب
بعد جنگ کے کیا جاتا تھا تو کثیر التعداد شمشیرزن درویشون سے مقابلہ ہوگیا جو ایک
نشیب مین پوشیدہ تھے اور نظر نہین آتے تھے درویشون نے سخت حملہ کیا پندرہ گھنٹہ
تک برابر درویشون کا تعاقب ہوا رسالہ نے خلیفہ کا تعاقب کرنا تیس میل جنوب ام درمان
سے ملتوی کیا زخمی درویشون کو موضع والون نے لوٹنے کی غرض سے قتل کیا

اور لشکریون نے بھی ایسی لوٹ مار شروع کی اور کوئی اعتراض نہین کیا گیا جبکہ سوڈانیون
نے صدہا آدمیون کو قتل کیا جو راستے مین ملے اور جو درویش پڑے ہوئے ملے
اونکے گولی ماردی گئی یا وہ اپنی ہی سنگین سے ہلاک کئے گئے جسوقت انگریزی فوج
نے اخیر درویشون کے حملے کو زک دی اور امدرمان پر بڑہ رہی تھی تو سڑکون پر بہت سی
پناہ گزین مع عورتون اور بچون کے اپنے اونٹون اور گدہون اور خچرون کو جن پر مال
لدا ہوا تھا کھینچے لئے جاتے تھے یہ سب خوف زدہ بھاگے جاتے تھے یہانتک کہ
گنبوٹون کے گولہ اندازون کو اونپر گولہ اندازی کا حکم دیا گیا اور نہایت غضبناک گولہ
اندازی شروع کی گئی یہ سارے اوس سڑک پر تھے جو دریا کو گئے تھے اونپر میکسیم
توپون سے گولہ اندازی کی گئی اور صدہا بلکہ ہزارہا مارے گئے اور سردار کی خاص اجازت
سے مہدی کا مزار کھودا گیا لاش جو معمولی طور پر حنوط کی ہوئے تھے چیر پھاڑ کر ہاتھ پاؤن
وغیرہ نیل مین پھینکی گئین سر اور بعض حصے کسی میڈیکل کالج کی نذر کرنے کے واسطے
رکھے گئے قبر مین بارود بھر کر اوسکو اوڑا دیا گیا مسٹر برلی نے اپنی کتاب جنگ خرطوم
مین لکھا ہے کہ محمد احمد کی مہدویت کی تمام حقیقت کو بالکل مٹا دینے کی غرض سے
یہ بات کی گئی مگر عام لوگ لاش کو دیکھکر اسکا یقین نہین کرتے تھے کیونکہ انمین مشہور تھا
کہ مہدی آسمان پر چلا گیا ہے اور کچھ عرصہ کے بعد واپس آئے گا - اس کے بعد سردار
کچنر خرطوم کو گیا جہان اوسکا استقبال بڑی گرمجوشی اور تپاک سے ہوا اتوار کے روز انگلش
اور مصری نشان ایوان خرطوم پر اوڑائے گئے خرطوم بربر سے ۲۰۷ میل ہے ماہ اگست
سنہ ۱۸۹۹ع مین محمد شریف جو مہدی کے چوتھے خلیفہ تھے افسر فوج انگریزی نے اونکے
گاؤن شوکا مین جاکر اونکو اور مہدی کے دونون فرزندون کو بعد جنگ و جدال کے گرفتار
کرلیا، اور درویش اس معرکہ مین قتل ہوئے پھر ان تینون قیدیون کے بھی گولی ماردی گئی
اور لاشین انکی ندی مین بہادی گئین اور وہ گاؤن بالکل جلا دیا گیا اور ۶۰ آدمی اتباع

واشیاع مہدی کے اسیر کئے گئے ماہ نومبر ۱۸۹۹ء مین دشت کردفان کی ایک جگہہ مین کرنیل ونگیٹ نے جو لارڈ کچنر کا معتمد علیہ لفٹنٹ ہے خلیفہ عبداللہ پر دہاوہ کیا جسمین خلیفہ مارا گیا عثمان دقنہ اس لڑائی سے بچکر نکلگیا اس لڑائی مین نو ہزار آدمیون نے اطاعت قبول کی جسمین خلیفہ کے نامی سردار اور امیر شامل تھے یہ سب گرفتار ہوگئے اور بہت سے لوگ مقتول ہوئے عثمان دقنہ نواحی ٹوکر واقع شرقی سوڈان کی جنگلون مین بھٹکتا پھرتا تھا ایک عرب شیخ کی غداری سے چند مصری سوارون کے ہاتھہ اسیر ہوگیا غیر مسلح اور بالکل تنہا تھا اسوقت اوسکی عمر ۷۰ برس کی ہے

اشعار خاتمہ

کرچکا جسکا گھڑی مین اسکو تمام	نام رکھا مذاہب الاسلام
اس کی تحقیق حال مین کیا کیا	محنتین سینے کی ہین صبح و مسا
جتنے حالات اسمین ہین یکجا	جامع ایسا نہین کوئی نسخا
یہی اپنی دعا خدایا ہے	دل وجان کو یہی تمنا ہے
عام لوگ اس سے فائدہ پائین	علما بھی پسند فرمائین
دی جگہہ دیدۂ مسلمان مین	دل ارباب دین وایمان مین
حافظ احمد علی شوق کا کام	ہو ترقی پذیر صبح و شام
جنکو ایما سے بڑھا نسخا	منزل اختتام کو پہونچا
اونکو اقبال وجاہ ودولت دی	عمر مین اور خیر وبرکت دے
خوب مقبول عالم اون کو کر	بطفیل جناب پیغمبر

بسم الله الرحمن الرحيم

الحمد لله في البداية والنهاية على الهداية والوقاية الذي شرف النوع الانساني بانواع التكليف
وازال عنهم اصر الوزر وآثار التعنيف خلق الاشباح بقدرته وخلق الاصبلح برحمته وافاد
على عباده مدارك شريعة الاسلام بوسيلة نبيه عليه الصلوٰة والسلام وسهل مسالكه لئلا يكون
على الله حجة بعد ذلك لكافة الانام ـ جلت نعمته ودقت حكمته وتقدست له الصفات وتنزه
عن تغيير الحالات وتفرد بالقدم والدوام وتعالى عن مشابهة بالاعراض والاجسام
والصلاة والسلام على سيدنا محمد قطب دائرة المفاخر وبدر سماء المكارم والمآثر الذي حرص على
تحصيل العلم وتبجيل العلماء وسماهم ورثة الانبياء ـ البعد الانبياء في الفضل غاية واهمهم
معجزة وآية سيد المرسلين خاتم النبيين خير الخلائق وعلى آله واصحابه تاركي العلائق والعوائق
وبعد فيقول الفقير لرحمة ربه القدير نجم الغني صانه الله عن شر كل غني وغوي ـ هذا تعليق يحل
مشكلات مسئلة الطهر المتخلل من كتاب شرح الوقاية لخصته من كتب الفقه تلخيصاً حسناً
مجتنباً فيه التطويل الممل والاختصار المخل وسميته **بالقول الفيصل في تحقيق الطهر**
المتخلل وتيسر لي فيه بفضل الله وقوته من خلاصة تحقيق اصحابنا ـ
اعلم ان الحيض دم تنفضه رحم امرأة بالغة وهو قد يكون حكمياً وقد يكون حقيقياً اما الحكمي
فهو الطهر الذي تخلل في مدة الحيض بين دمين حقيقيين فان استيعاب دم جميع المدة ليس
بشرط والطهر الكامل وهو الذي يكون خمسة عشر يوماً او اكثر اذا تخلل بين الدمين كانت

فاصلا بينهما اتفاقاً يعني انه يعتبر طهراً في الشرع ويعتبر طرفاه وبين علمائنا الثلاثة رحمهم الله ايضاً حكماً كالدم المتوالي
متواليا والطهر الناقص اي الذي هو يكون اقل من خمسة عشر يوماً قيد باقل من
خمسة عشر يوماً لاحتراز الطهر الصحيح الذي يكون خمسة عشر يوماً لانه طهر بلا نزاع وانما النزاع في طهر
الفاسد الذي يكون اقل من خمسة عشر يوماً وتصوير الطهر الصحيح ان امراة رات ثلثة ايام دماً ثم
ثم خمسة عشر طهراً ثم ثلثة ايام دماً فالخمسة عشر يوماً طهر فاصل بين الدمين بالاتفاق والثلثة الاولى
والثانية حيض فالطهر الذي يكون اقل من خمسة عشر يوماً فهو اذا تخلل بين الدمين
اعلم ان احاطة الدم للطرفين يشترط بالاتفاق لكن عند غير ابي يوسف رحمه الله في مدة الحيض
وعلى هذا لا يجوز بداية الحيض وختمه بالطهر لانه ضد الحيض والشئ لا يبدء ولا يختم بضده وعند ابي يوسف
يطهر في الطهر المتخلل وان لم يكن في المدة وعلى هذا يجوز بدايته وختمه به ومن اصله انه يجعل زمانا
هو طهر كله حيضاً باحاطة الدمين فالطهر الذي يكون اقل من خمسة عشر يوماً اذا تخلل بين الدمين فحينئذ
لا يخلو اما ان يكون اقل من ثلثة ايام او اكثر فان كان اقل من ثلثة ايام فهو لا يفصل
بينهما اي لا يعتبر طهراً شرعياً ولا طرفاه وبين علمائنا اتفاقاً بل هو مع الدمين المحيطين
كالدم الواحد المتوالي واجمع على هذا الحكم اجماعاً منعقداً بين الائمة او بالاجماع وان
كان ثلثة ايام او اكثر منها الى اربعة عشر يوماً فهو مختلف فيه فعند ابي يوسف رحمه الله
وهو قول ابي حنيفة رحمه الله قولاً آخراً لا يفصل بينهما سواء كان احاطة الدمين له
في المدة او اكثر منها فيعتبر مجموع الطهر والدمين المحيطين به كالدم الواحد المتوالي لان اقل
مدة الطهر الصحيح خمسة عشر يوماً فما دونها فاسد وبين صفة الصحة والفساد منافات والفاسد
لا يتعلق به احكام الصحيح شرعاً فيكون الكل كالدم المستمر وعليه الفتوى كذا في خزانة المفتين صورته
رأت يومين دماً وثلثة عشر يوماً طهراً ثم دماً لا يفصل الطهر عند ابي يوسف رحمه الله وهو قول ابي حنيفة
رحمه الله اخراً وان كان ذلك الطهر اكثر من عشرة ايام ايضاً وانما قال وان كان
اكثر من عشرة ايام بالوصل مع انه كان مستفهما من قوله السابق او اكثر توضيحاً للمراد ودفعاً للتوهم

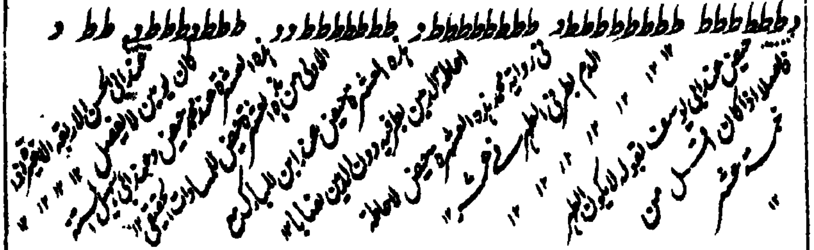
ان المراد بالاكثر الاول اكثر من ثلثة فقط واذا عرفت هذا فاقول اذا لم يكن الناقص فاصلا عنده اصلا فيجوز بداية الحيض وختمه بالطهر الذي هو حيض حكماً بان يكون الحيض الاول والآخر منها فقط طهرا ويعتبر المجموع حيضاً على هذا القول المنسوب الى ابي يوسف رحمه الله دون الاقوال الخمسة الباقية قال في العناية مثال قول ابي يوسف رحمه الله من المسائل امرأة عادتها في اول كل شهر خمسة فرأت قبل ايامها يوم دماً ثم طهرت خمستها ثم رأت يوماً دماً فعنده خمستها حيض اذا جاوز المرئي عشرة لاحاطة الدمين بزمان عادتها وان لم تر فيه شيئاً واما اذا لم يجاوز فيكون جميع ذلك حيضا وكذلك لو رأت قبل خمستها يوماً دماً ثم طهرت اول يوم من خمستها ثم رأت ثلثة دماً ثم طهرت آخر يوم من خمستها ثم استمر بها الدم فحيضها خمسة عنده وان كان ابتداء الخمسة وختمها بالطهر لوجود الدم قبله وبعده فيجوز بدايته به اذا كان قبله فقط ولا يختم عنده ويجوز ختمه به اذا كان بعده دماً لا قبله انتهى كلامه فظهر ان تصور البداية والختم معاً بالطهر لا يمكن الا فيمن له عادة معروفة وقد ذكر ان الفتوى على هذا القول المنسوب الى ابي حنيفة رحمه الله وبه كان يفتي الامام صدر الاسلام وكان يقول قوله اليسر ولا حرج في ديننا وعليه استقر راي صدر الشهيد وبه كان يفتي لتيسير المفتي لان عنده شرطا واحدا فيسهل عليه الحفظ والفتوى وكذا تيسيرا على المستفتي لانه يسهل عليه العلم والعمل وعند الآخرين شروط وتفاصيل يشق ضبطها عليهما فيتعسر الحكم والعمل و تيسير هو اللايق في شريعته لقوله عليه السلام يسروا ولا تعسروا وفي رواية محمد رحمه الله عنه عن ابي حنيفة رحمه الله انه اي الطهر المذكور لا يفصل بينهما لكن لا مطلقا بل ان احاطت الدم بطرفيه اعم من ان يكون نصابا اي ثلثة ايام او اكثر او لا يكون نصاباً صورته رأت يومين دماً وثلثة طهرا ويومين دماً وثلثة دماً واربعة طهرا وثلثة دماً لا يفصل في رواية محمد عنه في المدة التي هي عشرة ايام او اقل يعني ثلثة ايام ولياليها فيعتبر المجموع كالدم الواحد المتوالي وهذه الرواية اخص من قول ابي يوسف رحمه الله لانه لم يشترط مع ذلك شيء مع اشتراط الاحاطة في العشرة او ما دونها وعلى هذه الرواية لا يمكن بداية الحيض والختم بالطهر مع ثلثة ايام او ...

فالطهر المتخلل حيض وليس بفاصل فلو رأت يوماً دماً وثلثة طهراً ويومين دماً كان المجموع حيضاً و
في رواية ابن المبارك عنه اى عن ابي حنيفة رحمه الله يشترط مع ذلك المذكور من اشتراط
اى مع اشتراط احاطة الدم بطرفيه في عشرة او اقل شرط ثالث ايضاً وهو كون الدمين
نصاباً اى كون مجموعهما نصاباً للحيض وهو ثلثة ايام او اكثر وهذا اخص من القولين السابقين
لاشتماله عليهما مع امر زائد وهو اشتراط النصاب فرواية ابن المبارك اخص عن رواية محمد
ورواية محمد اخص عن رواية ابي يوسف يعني شرط كون الدمين نصاباً اى مجموع الدمين بشرط ان يكون نصاباً
وان لم يكن كل واحد من الدمين نصاباً اى لا يشترط ان يكون كل واحد من الدمين نصاباً
سواء كان الدم الاول يوماً والآخر يومين او بالعكس ثم اعلم انه اذا وجد الشرطان لاحاطة
الدم بطرفيه في الطهر في عشرة او اقل وكون الدمين نصاباً كان الطهر الناقص حيضاً في رواية ابن المبارك
وبالاول فقط رواية محمد والا فلا صورته في عشرة ايام ان امرأة رأت يومين دماً وسبعة ايام
طهراً ثم يوماً دماً او بالعكس و في اقل من عشرة ايام انها رأت يومين دماً وثلثة ايام طهراً ثم يوماً
دماً او بالعكس وعند محمد رحمه الله يشترط مع هذا المذكور من الشروط الثلثة شرط رابع
فهذا اخص من الاقوال الثلثة السابقة لاشتمالها مع امر زايد وهو كون الطهر المتخلل
متساوياً بالدمين المحيطين او اقل منهما صورته رأت ثلثة دماً وثلثة او يومين طهراً وثلثة
دماً لا يفصل عنده ثم اذا صار ذلك الطهر المتخلل عنده اى عند محمد دماً حكمياً
حتى صار باعتبار مجموع الدمين الكائنين نصاباً او اكثر والطهر المتخلل بينهما ايضاً دماً حكمياً عنده
فان وجد في عشرة هو اى ذلك الطهر المتخلل بين الدمين الكائنين نصاباً او اكثر
فيهما اى في تلك العشرة طهر متخلل اخر قوله هو فيها صفة لعشرة وقوله طهر آخر فاعل وجد
يغلب الدمين المحيطين به بان يكون ايامه اكثر عدداً من ايامهما ان عد الدم الحقيقي
فقط دماً لا الحكمي لكن يصير ذلك الطهر الاخير مغلوباً بهما بان يكون اقل عدداً منهما ان
عُدّ ذلك الطهر المتخلل الاول الذي هو الدم الحكمي دماً وباعتباره عد مجموع الدمين

والطهر يوماً فانه الفلخزانية والمجلة خزانة لقوله فان وجد الخ اي اذا اتفق هكذا فانه اي الطهر المتخلل الاول بعد دما حتى يجعل الطهر الاخير ايضاً حيضاً بناء على صيرورته مغلوبا حينئذ على ما فرض وهذا الحكم متحقق في جميع الاقوال الا في قول ابي سهيل فقوله الا في قول ابي سهيل استثناء من قوله فانه يعد دما فانه عنده وان جاز كون احد الطهرين دماً لكن لا يجوز ان يجعل الآخر تبعية دماً. اعلم ان الاصل عند محمد رحمه الله وهو الاصح وعليه الفتوى ان الطهر المتخلل انما يكون فاصلاً اذا بلغ ثلثة ايام او اكثر لكن ان استوى الدم والطهر او غلب الدم لا يكون فاصلا وان غلب الطهر كان فاصلا فحينئذ ان لم يمكن جعل كل واحدة حيضاً لا يكون شيء حيضاً وان امكن جعله حيضاً جعل حيضاً متقدماً او متاخراً وان صلح كلاهما لذلك جعل اسرعهما امكانا حيضا ولا يكون كلاهما حيضا اذا لم يتخلل طهر تام وهو لا يجوز بداية الحيض ولا ختمه بالطهر اصلا ولا يجعل الطهر الحيض باحاطة الدمين فلو رأت مبتدأة يوما دما ويومين طهرا ويوما دما فالاربعة حيض لان الطهر المتخلل دون الثلث ولو رأت يوما دما وثلثة طهرا ويوما دما لم يكن شيء حيضا لغلبة الطهر على الدمين وان رأت يوما دما وثلثة طهرا ويومين دما فالستة حيض لاستواء الدمين والطهر ولو رأت ثلثة دما وخمسة طهرا ويوما دما فحيضها الثلثة الاولى لغلبة الطهر والدم المتقدم بانفراده صالح للحيض ولو رأت يوما دما وخمسة طهرا وثلثة دما فالثلثة الاخيرة حيض لما عرفت ولو رأت ثلثة دما وستة طهرا وثلثة دما فحيضها الثلثة الاولى لانها اسرعهما امكانا واستواء الدم بالطهر انما يعتبر في مدة الحيض واكثرها عشرة والطهر فيها غالب في هذه الصورة كذا في النهاية فلو اجتمع طهران معتبران وجعل احدهما لاحاطة الدمين واستوائه بالطهر كالدم المتوالي هل يتعدى حكمه الى الآخر على قول محمد رحمه الله قال ابو زيد يتعدى وقال ابو سهيل لا صورة المسئلة رأت مبتداة يومين دما وثلثة طهرا ويوما دما فالستة الاولى حيض اتفاقا والاربعة بعد الستة الاولى صارت كالدم المتوالي خلافا لابي سهيل لان طهر ثلثة ايام سقط اعتباره لاحاطة الدم بطرفيه واستوائه بالدم لكن لا يعتبر هو حيضا في حق غيره الا ان ما صار حيضا تبعا لغيره لا يصير غيره حيضا تبعا له فلا فرق بين كون الطهر الآخر الغالب على الدمين باعتباره المغلوب

بهما باعتبار آخر مقدما على ذلك الطهر الاول المتخلل بين الدمين الكائنين او اكثر كما في
في هذه الصورة - وططط دططط د د او موخرا عنه يعني يجوز في المثال ان يجعل الثلثة الاول
دما حكما ويجعل الثلثة الاول دما حكما ويجعل الثانية كذلك ويجوز العكس ايضا وعند الحسن
بن زياد الطهر الذي يكون ثلثة او اكثر منها يفصل بين الدمين مطلقا اي غير
مقيد باحاطة الدم للطرفين في المدة وكون الدمين نصابا او كون الطهر مساويا للدمين او اقل وهذا
القول قول الاعظم آخرا في طرق التفيض فانه يجعل الثلثة فما فوقها غير فاصل مطلقا فهذه
الاقوال المذكورة ستة اقوال وحاصل الكلام وتوضيح المقام ان الطهر اذا كان اقل من الثلثة
لا يفصل مطلقا واذا كان اكثر من اربعة عشر يفصل مطلقا واختلفوا فيما اذا بلغ ثلثة ولم يبلغ اكثر من
اربعة عشر على ستة اقوال احدها ان الطهر لا يفصل اذا كان الدمان المحيطان به في المدة كمن
رأت يوما دما وثمانية طهرا ويوما دما رواه محمد عن ابي حنيفة وثانيها ان لا يفصل اذا بلغ نصابا
في مدته مجتمعا او متفرقا كمن رأت يوما وثلثة ويوما واربعة ويوما وبه اخذ زفر وروى ابن المبارك
عنه وثالثها ان لا يفصل اذا كان الدم نصابا سواء كان في مدته اولا كمن رأت يوما وتسعة و
يومين وبه اخذ ابن المبارك ورابعها انه لا يفصل اذا كان الطهر اقل من الدمين او مساويا لهما كمن
رأت ثلثة واربعة وثلثة او يوما وثلثة ويومين وهذا في الطهر المعتبر اي ثلثة ايام فصاعدا فلو اجتمع
طهران معتبران يحيط لكل منهما دما لا يعتبر الطهران معا بل يجعل احد الطهرين المساوي للدمين
دما ثم يتعدى حكمه الى الاخير عند ابي زيد الكبير البخاري وابي على الدقاق ولا يتعدى عند ابي سهل
كمن رأت يوما وثلثة ويوما وثلثة ويوما فالعشرة حيض عندهما وستة المتقدمة عنده والاول
صح عند مشائخنا وبه اخذ محمد وخامسها انه لا يفصل مطلقا فيجوز ختم الحيض وبدايته كلاهما او احدهما
بالطهر لكن لا بها في المعتادة بدا والختم في المبتدءة كمن رأت قبل العادة بيوم يوما وعشرة ويوما
ولا يتصور ان يكون كلاهما بالدم الا اذا كان الطهر مع الدمين عشرة او اقل وبه اخذ ابو يوسف و
سادسها انه يفصل مطلقا وبه اخذ الحسن كمن رأت يوما وثلثة واكثر ويوما وقد ذكر ان

كثيرا من المتاخرين افتوا بقول محمد رحمه الله فى الكفاية ورسالة الامام السرخسى ان
الاصح قول محمد وعليه الفتوىٰ ولتسهيل الامر نصنع مثالا يجمع هذه الاقوال الستة وهو
ان امرأة مبتدأة بالحيض غير معتادة به رأت فى اول الشهر يوما دما واربعة عشر يوما
طهرا اعلم ان كل لفظ قارن ثم يقدر فيه دم وكل لفظ قارن بالواو يقدر فيه طهر كذا ثم يوما
دما وثمانية ايام طهرا ثم يوما دما وسبعة ايام طهرا ثم يومين دما وثلثة ايام طهرا ثم
يوما دما وثلثة ايام طهرا ثم يوما دما ويومين طهرا ثم يوما دما فهذه الايام كلها خمسة
واربعون يوما وهذه الصورة التى فرضها الشارح



واذا تمهدت هذه الاصول المختلفة اختلفت الاحكام بحسبها ففى رواية ابى يوسف رح عن ابى حنيفة
رحمة الله مع كونها مذهبا له ايضا ان الايام كلها ايام الدم لكن العشرة الاولى اى التى اولها دم
وعاشرها طهر والعشرة الرابعة منها اى التى طرفاها طهر حيض والباقى استحاضة - اما الاولى
لان الطهر المتخلل ليس باقل من ثلثة واما الرابعة فلانه يجوز بداية الحيض وختمه بالطهر على قوله انما
كان فى رواية ابى يوسف العشرة الرابعة حيضا دون بعض العشرة الثالثة وبعضها لان الغالب
فى النساء الحيض فى شهر فاذا تعين عشرة للحيض بقى عشرون للطهر وفى رواية محمد رحمه الله
عن ابى حنيفة رضى الله تعالىٰ عنه اليوم الاول استحاضة والاربعة عشر التى بعده طهر شرعى
وليس شئى منها دما لانه يشترط على رواية شرطان الاول الاحاطة والثانى كونهما فى المدة و
هو منتف فى طهر هو اربعة عشر يوما فيكون هو طهر ويتحقق فيما بعده من الاطهار فيكون ما بعده من
الايام الثلثين دما ويكون العشرة الاولى منها هى العشرة التى بعد طهر هو اربعة

عشر يوماً حيضاً على رواية وهو مبتدأ من قوله ثم يوماً وثمانية وما بعدها من الايام العشرين
استحاضة اما الخمسة الاول منها فلانها من الشهر الذي حاضت فيه عشرة كاملة فلو اعتبرت حيضا
لزم زيادة الحيض على العشرة في شهر واحد واما الخمسة عشر الباقية منها فلانها من الشهر الثاني و
قد اعتادت المرأة في الشهر الاول بانها تحيض بعد خمسة عشر يوماً من الشهر فهي من الاستحاضة لكنه
ان رأت بعدها دماً سواء كان هناك طهر متخلل اولا كان حيضا على ما ظهر من عادتها في الشهر الا
و في رواية ابن المبارك عن الامام رضي الله تعالى عنه اليوم الاول استحاضة واربعة عشر
بعدها طهر ثم يوم الدم بعدها استحاضة ثم الثمانية بعدها طهر ما بعده من الايام كلها دم وذلك لان
المروي عنه برواية شروط ثلثة الاولان المذكوران والثالث كون الدمين نصابا ولا يخفى انه منتفٍ
في طهر الثمانية وكذا في الطهر الذي قبله فلذا لم يجعلا دمين وتحقق فيما بعدهما من الايام الاحد
وعشرين فيكون كلها دماً ويكون العشرة الاول من بين هما وهي العشرة التي بعد طهر هو
ايام حيضا وما بعدها من الايام الاحد عشر استحاضة وعند محمد شروط اربعة الثلثة المذكورة
الرابع كون الطهر مساويا للدمين او اقل منهما وهو لا يوجد في طهر هو سبعة ايام وكذا في ما قبله من الطهر
ويوجد فيما بعده من الايام الثلثة عشر اما في طهر الاول من هذه الايام فظاهر واما في الطهر الثا
منها فلانها احد طرفيه هو طهر الاول مع طرفيه والكل دم حكمي عنده فيكون الطهر الثاني اقل من الدم
المحيطين به فبنا على هذا الا يكون الاطهار الثلثة الاول دما وما بعدها من الايام الثلثة عشر دم
والعشرة الاولى منها وهي التي بعد طهر هو سبعة ايام حيض وما بعدها من الايا
الباقية استحاضة وعند ابي سهل شروط اربعة ايضا لكنه لا يعتبر الدم الحكمي دما فلا توجد
تلك الشروط الاربعة عنده الا في الستة الاولى من عشرة محمد فيكون تلك الستة الا و
منها الى من العشرة التي جعلها محمد رحمه الله حيضا حيض لا الاربعة الباقية لانه لا يجعل
الآخر بعد الاول دما حيضا والايام التي قبل هذه الستة اعني اثنين وثلثين يوما استحاضة
التي هي بعد هذه الستة هي السبعة ايضا استحاضة وعند الحسن ابن زياد يشترط

كون الطهر اقل من ثلثة وهو لا تحقق الا في الاربعة الاخيرة فقط فهذه الاربعة
وما قبلها من الدماء استحاضة ومن الاطهار الحيض دما فاصلا والحاصل ان
المجتهد دما الحيض المشروط المعتبرة عنده كانت الايام الاول منها حيضا لرجحانها بالابتداء وحكم
لما تم وما سوى ذلك من ايام الدم الحقيقي والحكمي كلها ان بقي منها استحاضة عند ذلك المجتهد
م تنبيه على فائدة اخرى ان قوله في كل صورة من صور تخلل الطهر الناقص الذي هو ثلثة او اكثر يكون
للطهر الناقص المذكور فاصلا بين الدمين في قول من هذه الاقوال الستة لما عرفت
من الاصول سوى قول ابي يوسف رحمه الله فانه لا يجعل الطهر الناقص فاصلا واذا
ان الطهر الناقص فاصلا عند المجتهد فحينئذ لا يخلو اما ان يكون احد الدمين نصابا او كل واحد منهما نصابا
ولا يكون شيء منهما نصابا فان كان احد الدمين نصابا دون الآخر صورته رأت ثلثة دما
وستة طهرا ويوما دما كان ذلك الدم فقط حيضا عند ذلك المجتهد بغلبة الطهر والدم المتقدم لتقدمه
الحيض للحيض والدم الآخر استحاضة وان كان كل واحد منهما نصابا صورته رأت ثلثة دما و
ستة طهرا وثلثة دما فالاول حيض عنده لرجحانه بالاولية والثاني استحاضة وان لم يكن
شيء منهما نصابا صورته رأت يوما دما وثلثة طهرا ويوما دما فالكل سواء كل واحد من الدمين استحاضة
لا لمجموع الدمين والطهر لان الكلام على مذهب من كان الطهر فاصلا عنده وانما استثنى
قول ابي يوسف رحمه الله من كون الطهر الناقص فاصلا في كل صورة من الطهر المتخلل لان هذا
الحكم اي كون الطهر الناقص فاصلا لا يتأتى على قوله في صورة لانه لا يجعل الطهر الناقص فاصلا
ثم ان قوله في كل صورة الى آخره الفاء فيه جزائية وقوله في كل صورة وكذا قوله في هذه الاقوال
تعلق بيكون والجملة جزاء لشرط محذوف وتقدير الكلام انه اذا تقرر هذه الاصول فيكون الطهر الناقص
في كل صورة فاصلا في هذه الاقوال سوى قول ابي يوسف رحمه الله فان قلت قد صرحوا بعدم
تعلق حرف واحد مرتين بعامل واحد فكيف يصح تعلق كلمة في بيكون مرتين قلت في في الظرف
الثاني بمعنى على البنائية او نقول ان يكون متضمنا لمعنى الوقوع او التحقق فالاول ظرف لوقوع الطهر

او تحقق في كل صورة والثاني ظرف لكونه فاصلا فالمتعلق بكل واحد من الظرفين على حدة بحسب المعنى ويرجع الحاصل الى قولنا فيكون الطهر الناقص فاصلا في هذه الاقوال حال كونه واقعا او متحققا في كل صورة صورة الخ ولا يخفى عليه قد قال لا يصح تعلق الظروف بالافعال الناقصة فكيف يستقيم تعلق الظرفين بيكون اقول هذا انما لا يستند له في كلامهم ويحث وانهم قالوا تعلق الظروف المستقرة بالافعال العامة ولم يخصصوا بما سوى كان ومشتقاته فالقول بانه لا يصح لا يصح هذا وقيل في بعض الحواشي ان قوله يكون جملة وقعت صفة للصورة والعائد محذوف اي فيها والظرف اعني قوله في كل صورة خبر لمبتدأ محذوف وهو قوله التفصيل وقوله فان كان بيان لذلك التفصيل وتقدير العبارة ان في كل صورة كذا التفصيل وهو انه كان احد الدمين الى آخره وانت تعلم انه مع كونه تكلفا لفظا لا يخلو عن خلل في المعنى فانه يلغو حينئذ استثناء قول ابي يوسف رحمه الله لخروجه بالصفة وايضا لا يصح التفريع لان ما قبل الفاء من الاصول المتعلقة للمذاهب المذكورة لا يصح علة لهذا التفصيل وانما هو علة لكون الطهر الناقص المذكور فاصلا بين الدمين على قول من الاقوال الستة سوى قول ابي يوسف رحمه الله كما يظهر بالتأمل الصائب والله اعلم هذا بيان الطهر المتخلل في الحيض واما المتخلل في الاربعين من النفاس ففي الخلاصة انه اذا كان اقل من خمسة عشر يوما لا يكون فاصلا بالاجماع وما كان خمسة عشر يوما فصاعدا فكذلك عند ابي حنيفة رحمه الله وعليه الفتوى وكذا في المضمرات ايضا۔ هذا آخر ما اردنا ايراده في هذه الرسالة۔

اللهم اغفر لمؤلفه الذنب والعصيان ✤ والسهو والنسيان
وانظر اليه بالعفو والغفران ✤ والفضل والاحسان
واحفظه عن الكفر والطغيان ✤ ومن جميع الغموم والاحزان
وامنه من الكذب والبهتان ✤ ومن شر الشيطان
وادخله بحبوحة الجنان ✤ بجودك العظيم الشان
[illegible] ✤ بجاه سيد المرسلين النبي [illegible]
وبحرمة الصديق والفاروق والعثمان ✤ والمرتضى عليهم الرضوان

فہرست کتب موجودہ فروختنی مطبع احمدی ... کوچہ لنگر خانہ

ترجمہ سفرنامہ محمد ابن جبیر اندلسی

عربی کے ایک عجیب و غریب سفرنامہ کا ترجمہ ہے
ل عربی نسخہ خود دنیا میں نایاب تھا مگر ۱۸۵۲ء میں
رائٹ نے اسکی تصحیح کرکے لیڈن میں چھاپکر مشتہر
یا عربی سفرناموں میں یہی سفرنامہ سب سے پہلا ہے
بعد عربی سفرناموں میں اکثر یہی کتاب ماخذ ہے جبیر
یل صلاح الدین والا تھا ۵۷۸ھ میں وہ مکہ معظمہ
مدینہ منورہ۔ اسکندریہ۔ بیت المقدس۔ دمشق وغیرہ کی
سیر کرتا رہا اور سفرنامہ لکھا۔ مگر اکثر حالات ابن جبیر کے
سفرنامہ سے اخذ کیے ہیں۔ قاضی ابو البقا خالد بن
عیسیٰ کے سفرنامہ کا نام تاج المفرق ہے۔ ابن الخطیب
نے اسکو خالد بن اصفہانی کا سفر بیان کیا ہے مگر
حقیقت اس نے ابن جبیر کے سفرنامہ سے سرقہ کیا ہے
ن بطوطہ نے بھی حلب اور دمشق کے حالات ابن جبیر
کے سفرنامہ سے لیے ہیں تقی الدین فاسی نے شفاء الغرام
اخبار البلد الحرام میں ابن جبیر کے سفرنامہ سے بہت سے
حالات لکھے ہیں۔ ابن جبیر ۵۷۹ھ میں غرناطہ سے سوار ہوکر
صقلیہ سے گذر کر اسکندریہ پہنچا۔ وہاں سے مصر کے عجائبات
دیکھتا ہوا خشکی کی راہ سے مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کو گیا

قافلوں کے ساتھ بغداد کی راہ سے دمشق میں آیا۔ یہ وقت
سلطان صلاح الدین کی صلیبی لڑائیوں کا تھا۔ پھر تین دمشق
سے عکہ کو گیا اور وہاں سے پھر کشتی میں سوار ہوکر دریائی
راہ سے صقلیہ میں پہنچا۔ اس کے وہاں آنے سے کچھ ہی قبل
وہاں سے مسلمانوں کی حکومت جا چکی تھی۔ اور حکمران
ولیم دوم تھا۔ اسوقت وہاں کے مسلمانوں کی جو حالت
تھی اسکو پڑھکر آنسو نکل آتے ہیں۔ یہ وہ حالات ہیں جنکا
کسی عربی یا انگریزی کتاب سے نشان پتا بھی نہیں ہے تین
مہینے صقلیہ میں رہکر وہاں کے مفصل حالات لکھے ہیں اور
پھر وہاں سے ۵۸۱ھ میں اندلس پہنچا اس دور و دراز سفر
میں ہر گاؤں ہر قصبہ ہر شہر اور ہر ایک دریا۔ ندی
اور جھیل کے بہت مفصل حالات لکھے ہیں۔ ہر مقام
کی طرز معاشرت۔ طریقہ حکومت۔ رسم و رواج اور پیداوار
ملکی۔ عام اخلاق۔ اور عادات غرضکہ جو باتیں بالکل آپ
کی ... میں لکھی جاتی ہیں وہ سب موجود ہیں۔
ترجمہ نہایت فصیح اردو زبان میں بامحاورہ کیا ہے کاغذ اعلیٰ
قسم کا ہے چھپائی بہت عمدہ ہے قیمت (عہ) علاوہ محصول

معارف لدنیہ

معارف لدنیہ حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی
رضی اللہ عنہ کی وہ تصنیف جو اب تک کہیں نہیں چھپی تھی۔

شہنشاہ احمد حسنی کا سفر قسطنطنیہ

اکتوبر ۱۲۹۹ھ میں جبکہ شوکت سفر دولت عثمانیہ کی سلطنت میں بہا تھا سلطان نے جس شان و عظمت کے ساتھ اپنے شاہنشاہ مہمان کی مہمانداری کی اسکی مفصل کیفیت درج ہے۔ شاہ جبرتی نے جس جس مقام کی سیر کی اس کے تاریخی حالات جہاں تک دستیاب ہو سکے ہیں درج ہیں۔ اڈیر پیش ... وہ سب موجود ہیں جو کچھ شاہ نے غربا کو یا معززین کو عطا کیا یا سلطان نے جو سامان شاہ کو دیا یا اس کا معائنہ کیا ہر ایک چیز بہ تعداد و قیمت علیحدہ علیحدہ درج ہے گویا یہ تاریخ سفرنامہ درحقیقت سلطنت عثمانیہ کا ایک مجموعہ تاریخ ہے۔ کاغذ اعلیٰ چھپائی عمدہ قیمت ۱؎

حیات سلطان صلاح الدین

یہ سچی تاریخ اس عالی حوصلہ شجاع اور تیغ زن سلطان کی ہے جو مصر و شام کی ہے جس نے نصرانیوں سے بیت المقدس کو بچایا اور اس کے مقابلہ میں تمام نصرانی دنیا کو گویا اور کچھ میں بادشاہ نے یہ منادی کی ہر ایک مذہب پر سلطان صلاح الدین سے جنگ کرنا اب فرض ہو گیا ہے۔ انہیں کے ... عالم صلیبی لڑائی ہوئی جس میں بادشاہ و نصرانیوں کی بار ایک ایک سے مقابلہ کیا اور شکست دی۔ ... قیمت ۱۲؎

سفرنامہ روم و مصر و شام مولانا شبلی نعمانی

کی نسبت فقط یہی خیال کر لینا کافی ہے کہ حضرت مولانا شبلی نعمانی کا سفرنامہ ہے۔ یہ سفرنامہ مصر اور قسطنطنیہ کی علمی حالت کا ایک ذخیرہ ہے طرز بیان ایسا دلکش کہ ہر شخص کا دل کھینچتا ہے وہاں کے کتب خانوں کی مفصل کیفیت مصر کی جامع ازہر کے حالات وہاں کے طرز تعلیم کی کیفیت ... قیمت ۱۲؎

قواعد فارسی

آجتک قواعد فارسی میں اس تدقیق اور تحقیق سے کوئی کتاب نہیں لکھی گئی۔ تمام قواعد میں اسناد کتب متقدمین قول فیصل درج کر دیا ہے تحقیق اس قدر کی ہے کہ اہل زبان فارس کی وہ غلطیاں ظاہر کی دکھلائی ہیں کہ آدمی حیران رہ جاتا ہے۔ صرف۔ نحو۔ بلاغت۔ معانی۔ ہر ایک فن کی جدا جدا بحثیں کی ہیں۔ قیمت ۸؎

معیار الافکار

علم منطق کے وہ اصول ضروری فارسی نظم میں لکھے ہیں کہ طالب ایک نظر بھی دیکھ لیں تو گفتگو میں کبھی کمی نہ ہو۔ قیمت ۳؎

رسالہ مجددی ترجمہ اشغال مجددی

حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہ کے زمانہ خلافت سے دفن تک کے حالات روزنامہ حضرت کے خلیفہ جناب بدرالدین صاحب لکھتے جاتے تھے اور کل کرامات وغیرہ درج کرتے تھے یہ وہ رسالہ ہے ایک کالم میں فارسی اور ایک کالم میں اردو ترجمہ ہے۔ قیمت ۳؎

مفصل حالات لکھے ہیں جن کا عہد آج سے سو برس پہلے گزرا ہے۔ اگر اس کتاب کو آپ نے نہ دیکھا تو گویا کچھ بھی نہ دیکھا چھپائی اور کاغذ عمدہ قسم کا ہے۔

سفرنامہ شہنشاہ جرمنی متعلق قسطنطنیہ

بابت ۱۸۹۸ء اس کتاب میں دورانِ سفر کے تمام مع ان اہتماموں کے جو سلطان کی طرف سے ہوئے تھے۔ عربی، فارسی، انگریزی، اور ترکی اخبارات سے بہت مفصل لکھے گئے ہیں کاغذ اعلیٰ قسم قیمت - ۲ر

عروض و قافیہ

تصنیف جناب منشی محمد سعد اللہ مرحوم یہ کتاب مدت سے نایاب تھی اب دوبارہ نہایت محنت سے تصحیح جناب مولانا مفتی محمد لطف اللہ صاحب خلف الصدق مؤلف مغفور خوشخط چھپی ہے۔ اس دفعہ یہ ایزادی کی گئی ہے کہ حاشیہ پر اشعار کی تقطیع اور مشکل اشعار کے معنی بھی لکھ دیے ہیں اور اعراب بھی لگا دی ہیں اب یہ نسخہ معلم اور متعلم دونوں کے واسطے نہایت سہل ہو گیا ہے۔ ضخامت ۵۰ صفحہ قیمت ۲ر

ناز و نیاز معروف بہ جمیل و گلشن آرا

وہ قصہ جس میں دلی کا گذرا ہوا واقعہ لکھا گیا ہے اول میں صحیح تاریخ بھی ہو ضخامت ۲۳۰ صفحہ کاغذ اعلیٰ قسم خط عمدہ چھپائی اچھی فروری ۱۹۰۱ء میں چھپا ہے یعنی اول سے آخر تک پڑھے چھوڑنے کو جی نہیں چاہتا قیمت ہر دو حصہ مکمل - عہ ۸

ترجمہ اردو طبقات ناصری نصف

منہاج السراج فارسی کی نایاب تاریخ کے دو طبقوں کا ترجمہ مع حواشی مفیدہ ساتویں صدی ہجری کی تصنیف ہے قیمت ۴ر

قواعد فارسی

یعنی رسالہ نجم الغنی خان آج تک ایسی کتاب قواعد میں شائع نہیں ہوئی ۴ر

معیار الافکار

فارسی میں منطق کا رسالہ ایک آنہ

معارف لدنیہ

فارسی تصنیف حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی قدس سرہ تصوف کا ایک دریا ہے ۳ر

سبع سیارہ

مع ایضاح الطریقہ حضرت شاہ غلام علی صاحب قدس سرہ نقشبندی دہلوی کے معروف مشہور سات رسالے ۲ر

تاریخ جنگ روم و یونان -

ترکوں کی بہادریاں اور عیسائیوں کی زبان درازیاں اسلامی قوت کا مفصل حال۔ وزرا کے حالات درج ہیں - عہ ر

اعلان

چونکہ جملہ حقوق اس کتاب کے
محفوظ ہین اس لئے تمام اہل مطابع
و دیگر تاجران کو اطلاع دیجاتی ہے کہ بلا اجازت
مطبع احمدی کوئی صاحب اسکے چھاپنے یا چھپوانے
کا قصد نفرمائین۔ البتہ جو صاحب
خریدار ہوں وہ قیمت عار علاوہ محصول ڈاک
مطبع احمدی ریاست رامپور کوچہ لنگرخانہ
مین بھیجکر طلب فرمائین۔ زیادہ جلدون
کی خریداری بذریعہ خط وکتابت
طے ہوسکتی ہے۔